لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

سیرت سیدِ الاُمم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۸

مولوی محمد اصغر ہاشمی

۱ ہجری

تاریخ مدینہ منورہ

مدینہ میں یہود، اوس وخزرج کی آمد:

تاریخی قرائین سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ ۲۲۰۰ ق م میں معرض وجود میں آیا تھا، کیوں کہ ۲۱۸۹ قبل مسیحی میں جب اسماعیل رضی اللہ عنہ شیر خورد گی کے عالم میں والدہ ماجدہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ گئے تھے تو قبیلہ بنو جرہم وہاں پہلے سے موجود تھا اور اسی زمانہ کے قریب عمالقہ میں سے یثرب بن قانیہ نے یہ شہر آباد کیا تھا،

سید شہاب الدین بن عباس احمد السمہودی لکھتے ہیں:

عن ابن عباس أن مخرج الناس من السفينة نزلوا طرف بابل، وكانوا ثمانين نفسا، فسمى الموضع سوق الثمانين، قال: وطول بابل مسيرة عشرة أيام واثني عشر فرسخا، فمكثوا بها حتى كثروا، وصار ملكهم نمروذ بن كنعان بن حام، فلما كفروا بلبلوا، فتفرقت ألسنتهم على اثنين وسبعين لسانا، ففهّم الله العربية منهم عمليق وطسم ابني لوذا بن سام، وعادا وعبيل ابني عوص بن أرم بن سام وثمود وجديس ابني جاثق بن أرم بن سام، وقنطور بن عابر بن شالخ بن أرفخشذ بن سام، فنزلت عبيل يثرب، ويثرب اسم ابن عبيل،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کشتی نوح سے اترنے والے افراد کی تعداد اسی (۸۰) تھی، بابل کے اطراف میں جس جگہ یہ لوگ آباد ہوئے اس بستی کا نام سوق الثمانین (اسی لوگوں کا بازار) مشہور ہوا، ان میں مختلف بہتر زبانیں بولی جاتیں تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی کا فہم وادراک عطا فرمایا اور وہ عربی بھی بولنے لگے جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو انہوں نے نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا، ان ہی میں سے عاد اور عبیل بھی تھے جو عوص بن ارم بن سام کے بیٹے تھے جب کہ عبیل کے بیٹے یثرب نے یہ شہر آباد کیا تھا۔[1]

امام ابو جعفر محمد بن حبیب ابن امیہ بن عمرو الہاشمی البغدادی بیان کرتے ہیں

فأرفأت السفينة الى الجُودي. فخرجوا منها. فابتنوا/ ثمانين بيتا، فسميت سوق ثمانين. فلما كثروا ابتنوا بابل. وهي اثنا عشر فرسخا في مثلها. فكثروا فيها حتى بلغوا مائة ألف. وملكهم نمروذ ابن كنعان بن سنحاريب بن نمروذ بن كوش بن حام بن نوح. فردهم عن الاسلام. فأمسوا وكلامهم السوريانية، وأصبحوا وليس منهم مخلوق يعرف كلام صاحبه. فتبلبلت ألسنتهم. ففهم الله عز وجل العربية عادا، وعَبيلا، ابني عُوص بن إرم بن سام بن نوح. فهما أول من تكلم بالعربية، وثمود، وجديس، ابني جاثر بن إرم بن سام، وعمليق، وطسم، وأميم بن [؟ بنو] لوذ [ان بن ارم] بن سام، وبني يقطن بن عابر بن شالخ ابن أرفخشد بن سام بن نوح. فافترقوا على اثنين وسبعين لسانا: لبني سام منها اثنان وثلاثون، وسائرها لبني حام وبني يافث. فعقد لهم الألوية، ابنٌ لنوح ولد بعد السفينة يقال له يوناطر . فخرج بنو عاد، فنزلوا الشحر. فعليه أهلكهم الله عز وجل على واد يقال له المغيث. ونزل بنو عبيل موضع مدينة الرسول

---

[1] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱/۱۲۵

صلى الله عليه وسلم .ونزل بنو ثمود الحِجر وما يليه. ونزلت طسم وجديس اليمامة. ويا من بنو يقطن بن عابر، فنزلوا إليمن، فسميت إليمن يومئذ لتيمنهم عنهم. ونزلت العماليق موضع صنعاء قبل أن تكون صنعاء. ونزل بنو أميم أرض وبار بن أميم. وقسم الأرض بينهم فالغ بن عابر بن شالخ بن أرفخشد فأقبلت العماليق فأخرجوا بني عبيل من المدينة فأنزلوهم موضع الجحفة فنزلوها. فأقبل سيل من الليل فاجتحفهم فألقاهم في البحر فسميت الجحفة بذلك

کشتی نوح سے اترنے کے بعد ان لوگوں نے اسی مکانات رہائش کے لئے بنا لئے تھے پھر جب ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو انہوں نے بابل شہر آباد کر لیا جو چھیانوے مربع کلو میٹر میں پھیلا ہوا تھا، ان کی افزائش نسل کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ ایک لاکھ کی آبادی ہو گئی پھر انہوں نے نمرود بن کنعان بن سحاریب بن نمرود بن کوش بن حام بن نوح کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا، ابتداء میں ان کی زبان سریانی تھی پھر ۷۲ مختلف زبانیں بولی جانے لگیں، اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی زبان کا فہم بھی نصیب فرما دیا اور سب سے پہلے عاد اور عبیل نے عربی زبان میں کلام کیا، یہ دونوں عوص بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے تھے، اسی طرح قبائل میں ثمود اور جدلیس، جاثر بن ارم بن سام کے بیٹے، عملیق، طسم اور امیم، لوذ بن ارم بن سام کے بیٹے تھے۔ جب یہ لوگ بابل سے نکل کر متفرق مقامات پر آباد ہوئے تو بنو عاد شحر کے مقام پر قیام پذیر ہوئے جو بعد میں اپنی بد اعمالیوں کی پاداش میں ہلاک ہو گئے، بنو عبیل مدینہ منورہ کے مقام پر آباد ہوئے، بنو ثمود الحجر اور اس کے گردونواح میں جا بسے، طسم اور جدلیس الیمامہ میں عمالیق صنعا کے مقام پر اور بنو امیم مکہ مکرمہ کے قرب وجوار میں آباد ہوئے، بعد ازاں عمالیق نے بنو عبیل کو مدینہ منورہ سے بیدخل کر کے خود وہاں قابض ہو گئے، بنو عبیل مدینہ منورہ سے نکلنے کے بعد الحجعہ کے مقام پر آباد ہوئے مگر کچھ عرصہ بعد سیلاب میں غرق ہو گئے اسی بنا پر اس مقام کا نام الحجعہ مشہور ہوا۔[1]

ابو القاسم الزجاجی فرماتے ہیں

أول من سكن المدينة عند التفرق يثرب بن قاينة ابن مهلائيل بن أرم بن عبيل بن عوص بن أرم بن سام بن نوح عليه السلام، وبه سميت يثرب

مدینہ طیبہ میں پہلے پہل آباد ہونے والا شخص یثرب بن قانیہ بن مھلائیل بن ارم بن عبیل بن عوض بن ارم بن سام بن نوح تھا اور اسی کے نام کی مناسبت سے بستی کا نام یثرب مشہور ہوا۔[2]

امام مسعودی نے بھی یثرب کا سلسلہ نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔[3]

اور سہیلی کہتے ہیں کہ نسب نامہ کے بعض اسماء میں اختلاف پایا جاتا ہے، بنابریں سلسلہ نسب اس طرح ہے

يَثْرِبُ بْنُ قاين بْن عِبِيلِ بْنِ مهلايل بْنِ عَوَصِ بْنِ عِمْلَاقِ بْنِ لَاوَذِ بْنِ إِرَمَ

---

[1] كتاب المحبر ۳۸۵، ۳۸۴

[2] وفاء الوفاء ۱۲۵ / ۱

[3] مروج الذهب ۱۲۷ / ۲

یثرب بن قاین بن عبیل بن مھلایل بن عوص بن عملاق بن الاوذ بن ارم۔ [1]

مدینہ منورہ میں آباد ہونے والی سب سے پہلی قوم عمالقہ تھی جس کا اصل وطن یمن تھا وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دوسرے علاقوں میں آباد ہوگئی تھی، وہ لوگ قوی ہیکل اور دیو پیکر تھے، شام اور شمالی حجاز کی زبردست طاقتور اور مضبوط قوم تھی جنہوں نے اپنی قوت بازو سے ان علاقوں کی ساری حکومتوں کو زیر نگیں کر لیا تھا۔

قوم عمالقہ:

العرب العاربة: ثمود، وجديس، ابنا جاثر، أخي عوص، أبي عاد وعبيل، ابني إرم أخي لاوذ أبي طسم وعمليق وأميم ووبار، ابن سام بن نوح

عرب العاربہ ثمود، جدیس، جاثر کے بیٹے، عوص کے بھائی، ابو عاد و عبیل، ارم کے بیٹے، لوذ ابی طسم، عملیق، امیم، وبار پر مشتمل تھے اور ابن سام بن نوح کی اولاد میں سے تھے، ان اقوام و قبائل میں سے طسم اور عملیق دونوں حقیقی بھائی لاوذ بن سام بن نوح کے بیٹے تھے۔ [2]

قوم عمالقہ کا اصل وطن یمن اور اطراف یمن تھا، قرآن مجید میں اس علاقہ کو احقاف کے نام سے ذکر کیا گیا ہے، یمن کے مشرقی پہلو میں واقع صحرائی ریگستان کو احقاف کہا جاتا ہے جس کے جنوب میں حضرموت واقع تھا، تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح یہ قوم وہاں آباد تھی، قوم عمالقہ عظمت وجلالت، جسمانی اور سیاسی برتری میں مشہور تھی، عالیشان اور خوبصورت عمارتیں بنانے میں بیحد ماہر، باغبانی اور زراعت میں بھی خاصی دلچسپی رکھتے تھے، ان کی آبادیوں کا مشرقی پہلو صحرائی اور ریگستانی تھا جب کہ مغربی و جنوبی علاقہ یمن و حضرموت کے شاداب پہاڑوں اور سبزہ زار سے معمور تھا گویا کہ ایک طرف کے حالات جفاکشی اور محنت کا مزاج پروان چڑھاتے اور دوسری طرف کے حالات ان کے لئے عیش و عشرت اور لطف و نشاط کے ذرائع فراہم کرتے تھے۔

چونکہ یہ واقعات قدیم ترین تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں جن کا قطعی ثبوت فراہم کرنا مورخین کے لئے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، ابن حزم اندلسی جیسے محقق اور شہرہ آفاق مورخ کو بھی اس تلخ حقیقت کا اقرار کرنا پڑا۔

وهذا كله دعوى لايدريها الاالله

اس دعوی کا علم اللہ کے علاوہ کسی بھی نہیں ہے۔ [3]

تاہم روایات میں شدید اختلاف و اضطراب کے باوجود چند مورخین کے اقوال سپرد قرطاس کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ ہجری لکھتے ہیں سام بن نوح حجاز کے وسط اور اس کے گرد و نواح میں نیز یمن حضرموت اور عمان وغیرہ میں آباد تھے، قوم عاد کا مسکن احقاف تھا، طسم اور جدلیس دونوں لاوذ بن ارم بنسام بن نوح کے بیٹے تھے اور یمامہ میں مقیم تھے، ان کے بھائی عملیق بن لاوذ کا قبیلہ حجاز اور شام میں آباد تھا۔

---

[1] الروض الانف ۱۷۲/۴

[2] جمهرة انساب العرب لابن حزم۴۸۶

[3] جمهرة انساب العرب۴۶۲

فمنهم العماليق، أمم تفرقوا في البلاد، ومنهم فراعنة مصر والجبابرة

ان ہی میں سے عمالیق تھے وہ متعدد قومیں تھیں جو مختلف ممالک میں منتشر ہوگئی تھیں اور ان ہی میں سے مصر اور بابل کے بادشاہ تھے۔ (۱)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہا جاتا ہے کہ بنو حام کی مزاحمت کی وجہ سے عمالقہ بابل سے بھاگ کر جزیرۃ العرب میں آباد ہو گئے تھے۔ (۲)

قوم عاد اور عمالقہ نے عراق پر بھی بادشاہی کی تھی۔ (۳)

مزید لکھتے ہیں کہ بنو حام کے بادشاہ کے خوف کی وجہ سے عمالقہ عراق سے بھاگ کر حجاز میں مقیم ہو گئے تھے۔ (۴)

امام احمد بن ابی یعقوب بیان کرتے ہیں جب مصریوں نے عنان حکمرانی عورتوں کے ہاتھ میں دے دی تو شام کے عمالقہ بادشاہ ولید بن دومنح نے مصر پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا باقی ماندہ اہل مصر نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس طرح ولید زمانہ دراز تک حکومت کرتا رہا، پھر اس کے بعد عمالقہ کا دوسرا بادشاہ ریان بن ولید تخت نشین ہوا جو یوسف کے زمانہ میں مصر کا فرعون تھا۔ (۵)

یہ قوم زبردست طاقت ور، جابر اور دیو پیکر تھی

وَقَالَ اللَّيْثُ: وهم الجَبابِرَةُ الَّذين كَانُوا بالشّام على عهْدِ موسَى عَلَيْهِ السلامُ، وَقَالَ ابنُ الْأَثِير: هم الجَبابِرَة الَّذين كَانُوا بالشّام من بقيّة قوْم عَاد، وَقَالَ ابنُ الجوّانيّ: عِمْليق: أَبُو العَمالِقَة والفَراعِنَة والجَبابِرة بمِصْر والشّام، وَكَانُوا فبانُوا مُنْقَرِضين، وَقَالَ السُّهَيْليُّ: من العَماليقِ مُلوكُ مصر الفَراعِنَةُ، مِنْهُم الوَليدُ بنُ مُصْعَب بن اشمير بن لَهو بن عِمْليق، وَهُوَ صاحِبُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام، والرّيّانُ بنُ الوَليد صاحبُ يوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَام

امام لیث کا قول ہے یہی جابرہ قوم ملک شام میں موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں آباد تھی، امام ابن اثیر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ جبابرہ قوم عاد کی بقیہ نسل تھی جو ملک شام میں اقامت گزین تھے، امام ابن الجوانی رحمہ اللہ کہتے ہیں عملیق ابو العمالقہ، فراعنہ اور بابل، مصر اور شام میں مقیم تھے، امام سہیلی رحمہ اللہ کے بقول ولید بن مصعب بن اشمیر بن لھو بن عملیق مصر کے عمالقہ بادشاہوں میں سے تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بادشاہ تھا اور الریان بن الولید بھی مصر کے عمالقہ بادشاہوں میں سے یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا۔ (۶)

العِمْلاق كقِرْطاس: من يَخْدَعُكَ بظَرْفِهاالعِمْلاق كقِرْطاس: من يَخْدَعُكَ بظَرْفِه

عملاق مثل قرطاس کا معنی ہے لوگوں کو دھوکا دینے والا، مکار، مکر و فریب کی کہاوت سنانے والا اور عملیق جور و ستم اور زبردستی کرنے والا۔ (۷)

ومن هؤلاء العمالقة فيما يزعمون عمالقة مصر وأنّ بعض ملوك القبط استنصر بملك العمالقة بالشام لعهده واسمه

---

(۱) معارف ۱/۲۷

(۲) کتاب العبرج ۲/۱۹

(۳) کتاب العبر ج۲/۲۹۵

(۴) کتاب العبرج۲/۲۷

(۵) تاریخ یعقوبی ۱/۱۵۱

(۶) تاج العروس ۲۶/۲۰۷

(۷) تاج العروس ،عملق ۲۶/۲۰۸،لسان العرب ،عملق، ۱۰/۲۷۱

الوليد بن دومغ، ويقال ثوران بن أراشة بن فادان بن عمرو بن عملاق فجاء معه ملك مصر واستعبد القبط، قال الجرجاني ومن ثم ملك العماليق مصر ويقال أنّ منهم فرعون إبراهيم وهو سنان بن الأشل بن عبيد بن عولج بن عمليق، وفرعون يوسف أيضا منهم وهو الريّان بن الوليد بن فوران، وفرعون موسى كذلك وهو الوليد بن مصعب بن أبي أهون بن الهلوان

شاہان عمالقہ میں سے شام میں ولید بن دومغ اور بقول بعض مورخین کے ثوران بن اراشہ بن فادان بن عمرو بن عملاق مصر کے بادشاہ سے قبطی قوم کو غلام بنالیا، جرجانی نے کہا اس کے بعد مصر کے عمالقہ بادشاہوں میں سے ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں سنان بن الاشل بن عبید بن عولج بن عملیق یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں الریان بن الولید بن فوران اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ولید بن مصعب بن ابی اھون بن الھلوان تھے۔[1]

مدینہ منورہ میں عمالقہ کی آمد:

مورخین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ سولہ سو سال قبل مسیح (۱۶۰۰ق م) اور دو ہزار سال قبل مسیح (۲۲۰۰ق م) کے درمیانی زمانہ میں قوم عمالقہ نے آباد کیا تھا۔[2]

اگرچہ غالب خیال یہ ہے کہ بائیس سو قبل مسیح (۲۲۰۰ق م) میں یہ شہر وجود میں آیا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں

ولما تبلبلت الألسن نزلت العمالقة بصنعاء من اليمن، ثم تحولوا إلى الحرم، وأهلكوا من قاتلهم من الأمم وكان منهم من ملك يثرب وخيبر وتلك النواحي

قوم عمالقہ کا اصل وطن یمن کا شہر صنعا تھا، جب ان میں متعدد زبانیں بولی جانے لگیں تو وہ مختلف علاقوں میں منتشر ہو گئے، کچھ قبائل مکہ المکرمہ میں آباد ہوئے اور بہت سی قوموں کو تباہ و برباد کر کے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا، ان ہی میں سے یثرب، خیبر اور گردونواح کا بادشاہ تھا۔[3]
بعض روایات کے مطابق قوم عمالقہ اور جرہم یمن میں آباد تھے جہاں شدید قحط میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے پانی چارہ اور سر سبز و شاداب علاقوں کی تلاش میں تہامہ کی طرف چلے گئے ان ہی کے چند خاندان یثرب میں آباد ہوئے تھے۔[4]

علاوہ ازیں ایک مرتبہ پھر قوم عمالقہ عراق میں بنو حام کے ظلم و تشدد کا شکار ہونے کی وجہ سے ترک وطن پر مجبور ہو گئی اور حجاز میں جا کر پناہ لی اور تیسری مرتبہ قبائل عمالقہ مدینہ منورہ میں اس وقت وارد ہوئے جب مکہ مکرمہ میں سمیدع بن لاوذ بن عملیق اور قحطانی قبائل کے درمیان زبردست جنگ ہوئی، سمیدع ظفریاب ہوا اور قحطانی قبائل کو مکہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں آباد ہونا پڑا، ان میں سے بنو عبیل بن مہلائل بن عوض بن عملیق مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے[5]

---

[1] تاریخ ابن خلدون ۲٫۳۱
[2] دائرۃ المارف فریدوجدی ۸٫۵۲۹
[3] المختصر فی أخبار البشر ۱٫۹۸
[4] مروج الذهب ،ذکرمکه واخبارها ۲٫۴۶
[5] کتاب العبرج ،قلب جزیرة العرب ۲٫۲۷

امام ابو الفرج الاصبہانی لکھتے ہیں

مدینہ میں بنی اسرائیل سے پہلے قوم عمالقہ آباد تھی جو بڑی طاقت ور اور سرکش قوم تھی، دور دور تک ان کی بستیاں آباد تھیں، چند قبائل بنو ھف، بنو سعد، بنو الازرق اور بنو مطروق مدینہ منورہ (یثرب) میں بھی آباد تھے، ان ہی میں سے الارقم حجاز کا بادشاہ تھا، عمالقہ تیماء سے فدک تک تمام سرسبز و شاداب علاقوں پر قابض تھے، مدینہ میں باغبانی اور زراعت ان کا پیشہ تھا۔ [۱]

مدینہ منورہ میں بنی اسرائیل کی آمد:

یوسف علیہ السلام کے بعد ایک عرصہ تک بنی اسرائیل کو مصر میں اثر و رسوخ حاصل رہا مگر ایک عوامی انقلاب میں ان کا سارا اثر و رسوخ جاتا رہا اور ان کی تعداد جو بہتر (۷۲) تھی سے بڑھ کر چھ لاکھ یا اس سے زیادہ ہو چکی تھی غلام بنا لئے گئے اور انہوں نے توحید کی راہ چھوڑ کر اپنے آقاؤں کا مشرکانہ دین اختیار کر لیا، اور فرعون کے ہر طرح کے ظلم و ستم سہنے کے باوجود کبھی فرعون یا اس کے سرداروں کے خلاف کوئی بغاوت نہیں کی، آخر رب کریم کو ان کی حالت زار پر رحم آیا اور اس نے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا اور انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید دی مگر

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ [۲]

ترجمہ: موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر اس کی قوم میں سے چند لڑکے (اور وہ بھی) فرعون اور اس کے اہل دربار سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ ان کو آفت میں نہ پھنسا دے اور فرعون ملک میں متکبر اور متغلب اور (کبر و کفر میں) حد سے بڑھا ہوا تھا۔

بالآخر موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک بڑی تعداد کو فرعون کے چنگل سے چھڑا کر دریائے نیل، دجلہ و فرات کے درمیان ارض فلسطین کی طرف لے آئے، اور اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلا کر حکم فرمایا کہ ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہاری میراث میں دیا ہے اور ہرگز پیٹھ مت پھیرو کیونکہ پیٹھ پھیرنے والے ہمیشہ نامراد رہا کرتے ہیں مگر بنی اسرائیل پر دہشت بیٹھی ہوئی تھی، صدیوں کی غلامی نے ان کو پست ہمت اور بزدل بنا دیا تھا انہوں نے جواب دیا

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ڰ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ [۳]

ترجمہ: انہوں نے کہا اے موسیٰ! بیشک وہاں ایک زبردست قوم ہے اور ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل جائیں پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہوں گے۔

ان کی ہی قوم کے دو جوانمردوں نے جن پر اللہ نے انعام فرمایا تھا قوم کو مشورہ دیا کہ تم بے خوف ہو کر بستی کے اندر داخل ہو جاؤ، تم ہی غالب

[۱] کتاب الاغانی ۹۵/۱۹

[۲] یونس ۸۳

[۳] المائدة ۲۲

رہو گے اور اگر تمہیں دولت ایمان حاصل ہے تو اللہ پر توکل کرنا چاہیے، مگر وہ ڈرپوک اور ذلت پر قانع رہنے والی قوم انسانوں کے خوف سے کانپتی ہی رہی اور انہوں نے صاف کہہ دیا

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ [۱]

ترجمہ: وہ بولے اے موسیٰ! ہم ہرگز وہاں کبھی بھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں، پس تم اور تمہارا رب (دونوں) جاؤ اور (ان لوگوں سے) لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔

آخر اس بزدلی کی بدولت قدرت الٰہی نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ وہ چالیس برس تک دربدر کی خاک چھانتے پھریں اور کہیں ان کو ٹھکانہ نصیب نہ ہو۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ [۲]

ترجمہ: ارشاد ہوا اچھا تو وہ سرزمین ان پر چالیس سال تک کے لئے حرام کر دی گئی ہے، یہ زمین میں بھٹکتے پھریں گے سو تم ان (نافرمان لوگوں کی حالت) پر ذرا بھی ترس نہ کھانا۔

الغرض موت کے خوف سے انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ ترک کر دیا،

بہرحال ان کے بارے میں امام ابو الفرج بیان کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے مختلف ممالک میں آباد سرکش اور جابر و ظالم قوم عمالقہ سے جہاد کرنے کے لئے فوج کشی کی تو ایک لشکر حجاز میں آباد عمالقہ کو قتل کرنے پر مامور کیا اور اسے حکم دیا کہ بادشاہ سمیت تمام مرد و زن قتل کر دیئے جائیں چنانچہ اسرائیلی فوج نے بھرپور حملہ کر کے سب کو موت کی نیند سلا دیا مگر ایک حسین و جمیل شہزادے کو قتل نہ کیا اور طے پایا کہ اس کے متعلق موسیٰ علیہ السلام جو فیصلہ کریں گے اس پر عمل کیا جائے گا لیکن اس فوج کی واپسی سے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا اور قوم نے فوج کی اس غلطی کا ناقابل معافی جرم قرار دے کر ملک میں داخلے پر پابندی لگا دی بالآخر لشکر حالات سے مجبور ہو کر اپنے مفتوحہ علاقوں میں لوٹ گیا اور ان میں سے ایک قبیلہ مدینہ منورہ میں بھی آباد ہوا

وکان ذلک الجیش اول سکنی الیھود المدینہ

اور یہ یہود کا پہلا لشکر تھا جو پہلی مرتبہ مدینہ میں آباد ہوا۔

مزید لکھتے ہیں وہ لوگ زمانہ دراز تک مدینہ منورہ میں عیش و عشرت اور امن و سکون کی زندگی گزارتے رہے، انہوں نے کئی قلعے بنا لئے، جاگیریں بنائیں اور زراعت کو فروغ دیا پھر جب شاہ روم نے بنی اسرائیل کی شان و شوکت کو تاخت و تاراج کر دیا، یہودیوں کے ملک شام پر قبضہ کر لیا، بنی اسرائیل کو بیدردی سے قتل کیا اور ان کی عورتیں لونڈیاں بنا لیں تو لٹے پٹے اسرائیل کے قبائل بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو بہدل ذلیل و خوار ہو کر کسمپرسی کے عالم میں

ھاربین منھم الی من بالحجازمن بنی اسرائیل

---

[۱] المائدۃ ۲۴

[۲] المائدۃ ۲۶

رومیوں سے بھاگ کر حجاز میں مقیم بنی اسرائیل کے پاس جا کر پناہ لی۔

وہاں کے سبزہ زار زمین اور لہلہاتے باغات دیکھ کر ان کے منہ میں پانی آ گیا، اس طرح بنونضیر اور ان کے ہمنوا لوگ بطحان میں اور بنو قریظہ ،بنو بہدل اور ان کے ساتھی مہزور میں آباد ہو گئے۔ ①

ان کے بیان کے مطابق یہودی قبائل دو مختلف زمانوں میں مدینہ منورہ میں آباد ہوئے، پہلی مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے فوراً بعد چودہ سو قبل مسیح (۱۴۰۰ ق م) میں چند قبائل اور دوسری مرتبہ بخت نصر کی غارت گری کے بعد پانچ سو چھیاسی قبل مسیح (۵۸۶ ق م) میں کچھ قبائل وارد ہوئے تھے،

امام اسماعیل ابو الفداء لکھتے ہیں

عمالقہ کی ایک قوم ملک شام میں آباد تھی جس سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد یوشع علیہ السلام نے جہاد کیا، اسی قوم سے مصر کے فراعنہ اور یثرب، خیبر اور نواحی علاقوں کا بادشاہ بھی تھا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ ملک حجاز کے بادشاہ اور اس کی قوم کو قتل کر کے نیست ونابود کر دو، چنانچہ بنی اسرائیل نے عمالقہ کے ساتھ جنگ کر کے سب کو فنا کر دیا لیکن ایک شہزادے کا قتل موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ تک موخر رکھا جب فاتحانہ شان سے شام واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور بنی اسرائیل نے شہزادے کو قتل نہ کرنے کے جرم میں اس لشکر کو ملک بدر کر دیا چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ سے اپنے مفتوحہ علاقوں میں واپس جانے کا فیصلہ کر لیا اس طرح بنی اسرائیل یثرب خیبر اور حجاز کے دوسرے علاقوں میں آباد ہو گئے، یہودی ان شہروں میں زمانہ دراز تک آباد رہے یہاں تک کہ سیل عرم کے باعث اوس وخزرج یمن سے نکل کر یثرب میں قیام پذیر ہوئے،

وقيل إن اليهود إنما سكنوا الحجاز لما تفرقوا اليمن حين غزاهم بخت نصر وخرب بيت المقدس

یہ بھی کہا جاتا ہے جب بخت نصر نے بیت المقدس تباہ وبرباد کیا اور یہودیوں پر ظلم وستم کیا تو وہ وہاں سے نقل مکانی کر کے یثرب میں آباد ہوئے۔ ②

علامہ ابن خلدون نے قدرے اختصار کے ساتھ ان واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ ③

علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

لما هدم بختنصر بيت المقدس، وأجلى من أجلى وسبى من سبى من بني إسرائيل لحق قوم منهم بناحية الحجاز فنزلوا وادي القرى، وتيماء ويثرب، وكان بيثرب قوم من جرهم، وبقية منَ العماليق قَدِ اتخذوا النخل والزرع، فأقاموا معهم وخالطوهم فلم يزالوا يكثرون وتقل جرهم والعماليق، حَتَّى نفوهم عن يثرب واستولوا عليها

جب بخت نصر نے بیت المقدس کو تاخت وتاراج کر دیا اور بنی اسرائیل میں سے بعض کو جلاوطن اور بعض پابند سلاسل کر دیئے تو جلاوطن بنی اسرائیل کی ایک جماعت حجاز میں وادی القریٰ، تیماء اور یثرب میں آباد ہو گئی، یثرب میں جرہم اور عمالیق پہلے آباد تھے جن کا پیشہ کھیتی باڑی

---

① کتاب الاغانی ۱۹،۹۵

② المختصر فی اخبار البشر ۱،۹۸

③ کتاب العبرج ۲،۸۷،۸۸

اور باغبانی تھا، بنی اسرائیل بھی ان کے ساتھ رہنے سہنے لگے اور ان سے شیر وشکر ہو گئے رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھتی گئی اور جرہم وعمالیق کی طاقت کمزور ہوتی گئی، بالآخر انہیں بزور بازو شہر سے نکال کر بنی اسرائیل قابض ہو گئے۔ [1]

اس روایت کے اعتبار سے یہود کا مدینہ منورہ میں آباد ہونے کا واقعہ چھ سوچھیاسی قبل مسیح (۵۸۶ ق م) کا ہے کیونکہ بخت نصر نے یروشلم پر حملہ کر کے یہود کو چھ سوچھیاسی قبل مسیح (۵۸۶ق م) میں تباہ وبرباد کیا تھا۔ (دائرہ معارف اسلامیہ اردو ۱۲۹/۴،عنوان بخت نصر)

عمالقہ جیسی قوی ہیکل اور ناقابل تسخیر قوم پر بنی اسرائیل نے کیسے غلبہ حاصل کیا اس کی تفصیل امام ابن زبالہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں،

قوم عمالقہ مختلف شہروں میں پھیل گئی اور مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور حجاز کے دیگر شہروں میں سکونت اختیار کر لی، پھر یہ لوگ سرکشی اور فسق وفجور میں مبتلا ہو گئے اسی اثنا میں جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون پر فتح عطا فرمائی تو انہوں نے شام پر لشکر کشی کی وہاں بھی فتح وکامرانی نے آپ کی قدم بوسی کی، اس کے بعد حجاز میں مقیم قوم عمالقہ کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ بادشاہ اور رعایا سب کو تہہ تیغ کر دیں، چنانچہ وہاں پہنچ کر اسرائیلی فوج نے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا یہاں تک کہ عمالقہ کے بادشاہ الارقم بن الارقم کو بھی موت کی نیند سلا دیا، البتہ شاہی خاندان کے ایک نوجوان کی قابل رشک جوانی اور حسن وجمال کو دیکھ کر اسے قتل کرنے میں توقف کیا اور طے پایا کہ موسیٰ علیہ السلام سے اس کے متعلق مشورہ کیا جائے اگر وہ اس پری پیکر نوجوان کو قتل کرنے کا ہی حکم دیں تو قتل کر دیا جائے گا جب یہ لشکر فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ ملک شام واپس لوٹا تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام رحلت فرما چکے تھے تاہم ان کی کامرانی اور ظفر یابی کے باعث لوگ بڑی خوشی اور گرمجوشی سے ان کے استقبال کو نکلے لیکن جب فوج نے اس بات کا انکشاف کیا کہ ایک جواں سال شہزادے کے قتل کو موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ پر موقوف رکھا گیا ہے تو یہ سنتے ہی قوم سیخ پا ہو گئی اور سخت برہم ہو کر کہنے لگی کہ تم نے نبی کے حکم کی صریح نافرمانی کی ہے لہذا تمہیں اس ملک میں داخل ہونے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی، قوم کی ہٹ دھرمی سے مجبور ہو کر یہ لوگ حجاز کی طرف لوٹ گئے اور اپنے مفتوحہ علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے،

بل كان علماؤهم يجدون في التوراة أن نبياً يهاجر من العرب إلى بلد فيه نخل بين حرتين، فأقبلوا من الشام يطلبون صفة البلد، فنزل طائفة تيماء وتوطنوا نخلاً، ومضى طائفة فلما رأوا خيبر ظنوا أنها البلدة التي يهاجر إليها، فأقام بعضهم بها، ومضى أكثرهم وأشرفهم فلما رأوا يثرب سبخةً وحرةً ونخلاً قالوا: هذا البلد الذي يكون له مهاجر النبي إليها، فنزلوه، فنزل النضير بمن معه بطحان فنزلوا منها حيث شاءوا وكان جميعهم بزهرة

چونکہ بنی اسرائیل علم تورات سے بہرہ یاب تھے جس میں انہوں نے خاتم النبیین رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الہجرت کے اوصاف میں یہ بھی پڑھا تھا کہ وہ سرسبز وشاداب شہر ہو گا اس لئے ان کی ایک جماعت نے پہلے تیماء میں قیام کیا لیکن جب اسے مذکورہ اوصاف کے مطابق نہ پایا تو کچھ لوگ وہاں مقیم رہے اور باقی خیبر میں آباد ہو گئے، لیکن وہاں بھی ان اوصاف کا فقدان پا کر ایک جماعت یثرب چلی گئی جس کا محل وقوع تورات کی تصریحات کے مطابق سبزہ نخلستان وغیرہ دیکھ کر انہوں نے یقین کر لیا کہ یہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دار الہجرت ہو گا، یہ نووارد لوگ خاندان نضیر سے تعلق رکھتے تھے، جنہوں نے یثرب میں سکونت اختیار کر کے زراعت اور باغبانی کے کام کو فروغ دیا، بنو نضیر وادی بطحان میں

[1] فتوح البلدان ۱/۲۵

اور وادی زہرہ میں سارے آباد ہوئے۔ [۱]

اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کو جہانوں پر عظمت وفضیلت عطا فرما کر اس قوم میں لگاتار پیغمبر بھیجے تا کہ وہ اسلام کی دعوت ساری دنیا تک پہنچائیں مگر ہر بار انہوں نے پستی، بدکرداری، تنگ نظری، تعصب کا مظاہرہ کیا اور اپنی جہالت میں پیام ربانی کے ارتقائی سلسلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، ہر بار ہی یہ اپنی سرکشی میں انبیاء کو جھٹلا دیتے اور اگر

مانتے بھی تھے تو وہ نہ ماننے کے برابر ہی ہوتا تھا، جیسے اللہ تعالی نے فرمایا

...اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ... ﴿۸۵﴾ [۲]

ترجمہ: تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟۔

انہوں نے اللہ کے غضب سے بے خوف ہو کر پیغمبروں کو قتل تک کر دیا تھا، طالوت کے بعد داود علیہ السلام اور ان کے بیٹے سلیمان رضی اللہ عنہ جیسے پیغمبر بھی مبعوث فرمائے جو پیغمبر کے ساتھ بادشاہ بھی تھے، رب کریم نے ان کی بادشاہت کو ہر طرح کے مادی اور روحانی اسباب کے ذریعہ مستحکم کر دیا، داود علیہ السلام اور ان کے بعد سلیمان علیہ السلام اپنے دور حکومت میں اپنے پیشرو طالوت کے مشن کو لیکر ارد گرد کے کافر ومشرک قوموں کے خلاف جہاد فرماتے رہے اور ان کے عہد میں بنی اسرائیل کی دولت مند سلطنت فلسطین جو قلیل رقبہ اور کم آبادی پر مشتمل تھی اپنی شان وشوکت کی معراج پر پہنچ گئی مگر سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی سلطنت یہودیہ اور بنی اسرائیل کے نام سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی، جب بنی اسرائیل نے توحید پرستی کو چھوڑ کر بے شمار دیوی دیوتاؤں کے آگے سر جھکایا، اپنی من مانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے الہامی کتاب تورات میں تحریفات روا رکھیں یہاں تک کہ موجودہ تورات میں حیات بعد الموت، یوم حساب اور جزا وسزا کا ذکر تک نہیں ملتا، گزشتہ انبیاء کی طرح الیسع علیہ السلام بنی اسرائیل کو دعوت توحید دے کر اپنا فرض منصبی بڑے احسن انداز سے پورا کرتے رہے، انہوں نے بھی بنی اسرائیل کو ہر طرح کی دلیل سے رب کی الوہیت اور ربوبیت پر قائل کرنے کی کوشش کی مگر وہ لوگ توحید کی راہ اپنانے کے بجائے شرک وکفر کی راہ پر گامزن رہے، باطل معبودوں کی محبت میں سرشار ہو کر ان کی عبادات اور ان کے حضور قربانیاں وغیرہ پیش کرنے لگے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس شرف عظیم کا احساس تک نہ کیا اور مسلسل اس رحمت کی ناقدری ہی کرتے رہے، انہوں نے اس فریضے سے روگردانی کی جس پر ان کو مامور کیا گیا تھا چنانچہ بھیجی ہوئی رحمت کی ناشکری کے جرم میں اللہ نے ان کو اس مسند فضیلت سے اتار دیا اور انکی نافرنیوں، سرکشیوں کی سزا کے طور پر اشوریوں نے سلطنت بنی اسرائیل کو ملیامیٹ کر کے سلطنت یہودیہ پر حملہ کر کے ان کے پایہ تخت کا محاصرہ کر لیا، آشوریوں نے ہزاروں بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ اور ہزاروں کو غلام بنا کر سلطنت یہودیہ کو اپنا باج گزار بنالیا، اپنے بلند مرتبے سے گرنے اور اتنی ذلت کے باوجود سلطنت یہودیہ بھی نہ چونکی، یسعیاہ اور یرمیاہ نے بھی بنی اسرائیل کو ان کے شرک پرستی کے سبب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غیض وغضب پر بار بار متنبہ کیا مگر جب وہ توحید کی طرف نہ پلٹے تو پانچ سو اٹھانوے قبل مسیح (۵۹۸ ق م) میں شاہ بابل بخت نصر نے جس کے پاس بڑی فوجی طاقت تھی اس نے قرب وجوار کی کمزور حکومتوں کو زیر کر کے فلسطین پر یکے بعد دیگرے حملے کیے اور فلسطین و یروشلم کا تمام علاقہ تہہ

---

۱ الدرة الثمينةفي أخبار المدينة ۲۷

۲ البقرة۸۵

وبالا کر ڈالا، یہودیہ کے بادشاہ کو گرفتار کر کے بابل لے گیا، مگر بنی اسرائیل اپنی بداعمالیوں اور کفر و شرک سے باز نہ آئے اور یہودیہ کے لوگ اپنی قسمت بدلنے کے لئے شاہ بابل کے خلاف بغاوت کی تیاری کرنے لگے، یرمیاہ نے انہیں سمجھایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری مکمل تباہی وبربادی میں کوئی کسر باقی نہیں رہے گی شاہ بابل تمہیں پیس کر رکھ دے گا مگر بنی اسرائیل ظلم وفساد کا بازار گرم کرتے ہوئے سرکشی وبغاوت کی تمام حدود کو پار کر چکی تھی اس نے ہمیشہ کی طرح یرمیاہ کی بات کو بھی سنی ان سنی کر دیا اور شاہ بابل کے خلاف بغاوت کر دی، جب شاہ بابل بخت نصر کو یہودیہ کے لوگوں کی اس حرکت کا علم ہوا تو غضب ناک ہو گیا اور باغی لوگوں کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے پانچ سو ستاسی قبل مسیح (۵۸۷ ق م) کو سلطنت یہودیہ پر حملہ کر کے ان کی حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی، یروشلم، ہیکل سلیمانی اور دوسرے شہروں کو پیوند خاک کر دیا، بنی اسرائیل کی مقدس کتاب تورات کے تمام نسخوں کو جلا ڈالا، اب بنی اسرائیل کے پاس اپنی کتاب کا کوئی نسخہ نہیں تھا چنانچہ بنی اسرائیل بخت نصر کے اسیری کے دور میں تورایت سے محروم رہے، ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا اور بچ جانے والوں کو غلام بنا کر بابل لے گیا کچھ لوگ منتشر ہو گئے، جو لوگ وہاں رہ گئے وہ دوسری ہمسایہ قوموں کے ہاتھوں ذلیل و پامال ہو کر رہے، مگر ان میں کچھ لوگ ایسے موجود رہے جو راستی پر قائم رہے اور یہودیہ، بابل اور دوسرے علاقوں میں جلاوطن لوگوں کو اس کی طرف دعوت بھی دیتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت یہ حجاز سے شام تک پھیلے ہوئے تھے، قبائل حمیر، بنوکنانہ، بنوحرث بن کعب اور کندہ یہودی تھے جبکہ مدینہ منورہ پر ان کا مکمل قبضہ تھا جہاں انہوں نے اپنے دین کے فروغ کے لئے درسگاہیں جن کو بیت المدارس کہتے تھے قائم کر رکھی تھیں، جس کی وجہ سے اس لئے ان کی مذہبی روایت عرب میں پھیلی ہوئی تھیں۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے دور خلافت میں مدینہ منورہ سے بے دخل ہونے کے بعد ایک عرصہ دراز تک مختلف جگہوں پر منتشر رہنے کے بعد مغربی طاقتوں نے انہیں دوبارہ فلسطین میں آباد کرنے کی کوشش کی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے اوس وخزرج سے اور پھر یہودیوں سے بھائی چارے کا معاہدہ فرمایا مگر بہت جلد یہودیوں نے اس سے صاف انحراف کیا اور دشمنوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو مٹانے کی کوششیں کرنے لگے جس کے نتیجے میں پہلے وادی مذنیت سے بنی نضیر، پھر وادی مہروز سے بنی قریظہ اور پھر خیبر سے ان کو بے دخل کر دیا گیا، جب خیبر فتح ہوا تو ابتدا رسول اللہ ﷺ سے یہودیوں کی صلح اس شرط پر ہوئی تھی کہ آپ ان کی جان بخشی کر دیں گے اور وہ اس علاقہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے

حَتَّى إِذَا أَيْقَنُوا بِالْهَلَكَةِ، سَأَلُوهُ أَنْ يُسَيِّرَهُمْ وَأَنْ يَحْقِنَ لَهُمْ دِمَاءَهُمْ، فَفَعَلَ

جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں آپ ہماری جان بخشی کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو منظور فرمالیا۔ [1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ، أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا، وَكَانَتِ الأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُودِ وَلِلرَّسُولِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَسَأَلَ الْيَهُودُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

[1] فتوح البلدان ۱/۳۴،ابن ہشام ۲/۳۳۷

يَتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا العَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نُقِرُّكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر فتح کیا تو آپ کا بھی ارادہ ہوا تھا کہ یہودیوں کو یہاں سے نکال دیا جائے، جب آپ نے فتح پائی تو اس وقت وہاں کی کچھ زمین یہودیوں کے قبضے میں ہی تھی اور اکثر زمین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے قبضے میں تھی، (جب زمین کے باقاعدہ بندوبست کا موقع آیا تو) اہل خیبر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی آپ زمین انہیں کے پاس رہنے دیں (کیونکہ ہم زراعت اور نخلستان کے کام سے خوب واقف ہیں)، ہم (کھیتوں اور باغوں میں) کام کیا کریں گے اور آدھی پیداوار لیں گے، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ہم چاہیں گے اس وقت تک کے لئے تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے (چنانچہ عارضی طور پر نصف خراج پر ان سے معاملہ کر کے کچھ زمین ان کو کاشت پر دی گئی)۔ [1]

لیکن معاملہ کی شرائط تحریر کرتے وقت صاف طور پر تصریح کر دی

نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ الله

جب تک اللہ تم کو برقرار رکھے گا ہم بھی قائم رکھیں گے۔ [2]

یعنی تم کو مستقل طور پر نہیں رکھا جائے گا بلکہ جب تک احکام خداوندی کے مطابق ہمارے قومی مصالح تمہیں رکھنے کی اجازت دیں گے اس وقت تک تمہیں رہنے دیا جائے گا اور جب تمہارا طرز عمل نامناسب ہوگا تو ہمیں آزادی ہوگی کہ اس صلح نامہ کی شرائط کو نافذ کر کے تمہیں جلاوطن کر دیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس جملہ کی تشریح کی ہے

وَأَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ مَا قَدَّرَ اللهُ أَنَّا نَتْرُكُكُمْ فِيهَا فَإِذَا شِئْنَا فَأَخْرَجْنَاكُمْ تَبَيَّنَ أَنَّ اللهَ قَدَّرَ إِخْرَاجَكُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک اللہ تم کو رکھے گا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ جب تک اللہ نے تمہارا یہاں رہنا مقدر کر رکھا ہے ہم تم کو رہنے دیں گے اور جب ہم تمہیں نکالنا چاہیں گے اور نکال دیں گے تو یہ فعل خود اس بات کی دلیل ہوگا کہ تمہارے اخراج کے لئے اللہ کی تقدیر پوری ہو چکی ہے۔ [3]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،أَنَّ عُمَرَ، قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنَّا نُخْرِجُهُمْ إِذَا شِئْنَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے یہ طے کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں نکال باہر کریں گے [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۵۲،صحیح مسلم کتاب المساقاۃ بَابُ الْمُسَاقَاةِ، وَالْمُعَامَلَةِ بِجُزْءٍ مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ

[2] صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي المُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ ۲۷۳۰

[3] فتح الباری ۳۲۷،۵

[4] سنن ابوداودکتاب الخراج والفئی والامارۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ ۳۰۰۷

مگر یہود اپنی سازشوں سے کیسے باز رہ سکتے تھے، صلح کو چند روز ہی گزرے تھے کہ ان میں سے ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی اور اس میں زہر کھلا دیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ، أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنَ اليَهُودِ، فَجُمِعُوا لَهُ،فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ،قَالُوا: نَعَمْ،فَقَالَ:هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سَمًّا؟فَقَالُوا: نَعَمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو (ایک یہودی عورت زینب بنت حرث نے) ایک بکری ہدیہ میں پیش کی جس میں زہر بھرا ہوا تھا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں پر جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو، چنانچہ سب رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع کیے گئے آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کیا اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم مجھے اس کے متعلق صحیح صحیح بتادو گے ؟انہوں نے کہا کہ ہاں؟ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔[1]

أُصِيبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ بِخَيْبَرٍ، وَكَانَ خَرَجَ إِلَيْهَا فِي أَصْحَابٍ لَهُ يَمْتَارُ مِنْهَا تَمْرًا، فَوُجِدَ فِي عَيْنٍ قَدْ كُسِرَتْ عُنُقه، ثُمَّ طُرِحَ فِيهَا، قَالَ: فَأَخَذُوهُ فَغَيَّبُوهُ

(پھر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہی) عبداللہ بن سہل بن زید الانصاری اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے ،پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی گردن کو توڑ کر ان کی لاش ایک نہر میں پھینک دیا، جب اس کی گردن ٹوٹ گئی تو اسے اسی میں ہی پھینک دیا، راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔[2]

چنانچہ آپ ﷺ ان کو تنبیہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي المَسْجِدِ، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَفَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ المِدْرَاسِ،فَقَالَ:أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الأَرْضِ، فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ،وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم ابھی مسجد نبوی میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کی طرف چلو، چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور جب بیت المدارس (یہودیوں کا مدرسہ) پہنچے، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام لاؤ تو سلامتی کے ساتھ رہو گے اور سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے، اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اس زمین سے نکال دوں، پھر تم میں سے جو کوئی اپنے پاس کوئی مال رکھتا ہو وہ اسے فروخت کر دے اور اگر تم اس پر تیار نہیں ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ہی کی ہے۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۷۷۷

[2] اسد الغابة ۳/۲۷۰،ابن ہشام ۲/۳۵۵

[3] صحیح بخاری کتاب الجزیة الموادعةبَابُ إِخْرَاجِ اليَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ العَرَبِ۳۱۶۷ ، صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابُ إِجْلَاءِ الْيَهُودِ مِنَ الْحِجَازِ ۴۵۹۱

پھر امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں علانیہ برسر بغاوت ہو گئے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ إِلَى أَمْوَالِنَا بِخَيْبَرِ نَتَعَاهَدُهَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَفَرَّقْنَا فِي أَمْوَالِنَا، قَالَ: فَعُدِيَ عَلَيَّ تَحْتَ اللَّيْلِ، وَأَنَا نَائِمٌ عَلَى فِرَاشِي، فَفُدِعَتْ يَدَايَ مِنْ مِرْفَقَيَّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں اور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود اور زبیر رضی اللہ عنہ ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے کے لئے گئے اور ہم تینوں متفرق ہو گئے، رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اتر گیا۔ (۱)

اور ایک روایت میں ہاتھ پاؤں دونوں کا ذکر ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے **لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ** جب خیبر والوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے۔ (۲)

یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں پیش کیا۔

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَامَ عُمَرُ خَطِيبًا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، وَقَالَ: نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ، وَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ، فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلاَهُ، وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ، هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلاَءَهُمْ

نافع سے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ان کے ہاتھ پاؤں خیبر کے یہودیوں نے توڑ ڈالے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے مالوں کی بابت ایک معاملہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تم کو قائم رکھے گا ہم بھی تم کو قائم رکھیں گے، اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جائیداد پر گئے تھے، جہاں ان پر شب کے وقت ظلم کیا گیا، اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے گئے، انہوں نے کہا ان یہودیوں کے علاوہ کوئی ہمارا دشمن وہاں نہیں ہے ہمارا شبہ انہیں پر ہے اور اب میں ان کو جلاوطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ (۳)

خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس تجویز سے تمام مجلس نے اتفاق کیا اور یہودیوں کے اخراج کا فیصلہ ہو گیا

فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الحُقَيْقِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَامَلَنَا عَلَى الأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا، فَقَالَ عُمَرُ: أَظَنَنْتَ أَنِّي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قَلُوصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: كَانَتْ هَذِهِ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي القَاسِمِ، قَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ، فَأَجْلاَهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ، مَالًا وَإِبِلًا، وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ

---

(۱) ابن ہشام ۲/۲۵۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي المُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ ۲۷۳۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي المُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ ۲۷۳۰

وَجِبَالٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ

جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ عزم کرلیا تو ابو الحقیق قبیلہ کے ایک آدمی نے آ کر کہا اے امیر المومنین! کیا آپ ہمیں جلاوطن کر دیں گے حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں ٹھیرایا تھا اور ہم سے جائداد کا ایک معاملہ بھی کیا تھا؟ اور اس کی ہمیں خیبر میں رہنے کی شرط بھی آپ نے لگائی تھی، ید نا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا ہوں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تجھے فرمایا تھا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تمہارے اونٹ تمہیں راتوں رات لئے پھریں گے ؟ اس نے کہا یہ تو ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مذاق کہا تھا، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے دشمن تو جھوٹ کہتا ہے، چنانچہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شہر بدر کر دیا (لیکن ان مجرموں کو بھی اس طرح جلاوطن نہیں کیا گیا کہ ان کے اموال واراضی پر قبضہ کر کے انہیں بیک بینی و دوگوش نکال دیا گیا ہو، بلکہ) ان کے پھلوں کی کچھ نقد قیمت، کچھ مال اور اونٹ اور دوسرے سامان یعنی کجاوے اور رسیوں کی صورت میں ادا کر دی۔ [۱]

بعض روایات میں یہود کے اخراج کی وجہ یہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی ۔

لَا يَجْتَمِعُ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ دِينَانِ

ترجمہ: جزیرہ العرب میں دو دین جمع نہ ہونے پائیں۔ [۲]

تو انہوں نے اس کی تحقیق کی اور صحیح ثابت ہو جانے کے بعد یہودیوں کے اخراج کا فیصلہ کر لیا، بلاذری نے اس روایت کو ابن شہاب کے طریق سے نقل کیا ہے۔ [۳]

اور امام زہری رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کے طریق سے۔ [۴]

لیکن اس حدیث کا منشا ہرگز یہ نہ تھا کہ غیر مسلم قوموں کو بلا قصور عرب سے نکال دیا جائے، امام زہری نے اس روایت کی تصریح کی ہے کہ جب اس حدیث کی صحت ثابت ہو گئی تو سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا

مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ عَهْدٌ فَلْيَأْتِ بِهِ أُنْفِذُهُ لَهُ

دونوں کتابوں (انجیل و توراۃ) کے متبعین میں سے جس کسی کے پاس کوئی معاہدہ ہو وہ لے آئے تا کہ میں اسے نافذ کروں۔ [۵]

اگر اس حدیث کا منشا یہ ہوتا کہ بلا امتیاز تمام غیر مسلم جزیرہ العرب سے نکال دیئے جائیں تو سید نا عمر رضی اللہ عنہ یہ اعلان ہرگز نہ کراتے بلکہ تمام غیر مسلموں کو یک قلم خارج البلاد کر دیتے، خواہ ان سے معاہدہ ہوتا یا نہ ہوتا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، مگر جب انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اہل معاہدہ سے ان کے عہد نامے طلب کیے اور وعدہ کیا کہ ان عہد ناموں کا نفاذ کیا جائے گا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ ۲۷۳۰

[۲] السنن الکبری للبیہقی ۱۱۶۲۹

[۳] فتوح البلدان ۳۷

[۴] فتح الباری ۵٫۳۶۲

[۵] فتح الباری ۵٫۳۲۸

مطلقاً اخراج مقصود نہ تھا بلکہ ایک عام پالیسی کی تعین مقصود تھی جس پر دوسرے واجبات کالحاظ رکھتے ہوئے عمل درآمد کیا جانا چاہیے تھا، پس یہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک ذمی قوم محض اس بنا پر ملک سے نکال دی گئی کہ عرب میں دو دینوں کا اجتماع مرغوب نہ تھا بلکہ زیادہ قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یہود خیبر کی مسلسل بدعنوانیوں سے تنگ آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کرنے کا خیال کیا ہوگا تو لازمی طور پر انہیں ایک ذمی قوم کے ساتھ یہ معاملہ کرنے میں تامل ہوا ہوگا اور وہ کسی شرعی حجت کی تلاش میں ہوں گے، اسی دوران میں یہ حدیث ان کو پہنچی ہوگی اور اس کی اچھی طرح تحقیق کرنے کے بعد مطمئن ہو کر انہوں نے اپنی رائے کو عمل میں لانے کا فیصلہ کیا ہوگا، بعد میں راویوں نے اپنے اپنے رجحان طبع کے موافق اس ایک واقعہ کو دو الگ الگ واقعے بنا لئے اور دو مختلف روایتوں کی صورت میں بیان کرنے لگے۔

اوس وخزرج کی مدینہ منورہ میں آمد:

اوس وخزرج کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے

حارثة بن ثعلبة بن عمرو بن عامر بن امرئ القيس بن ثعلبة بن مازن بن الأزد بن الغوث بن نبت بن مالك بن زيد بن كهلان بن سبإ بن يشجب بن يعرب بن قحطان

حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد بن الغوث بن نبت بن مالک ابن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ (۱)

امام سہیلی رحمہ اللہ نے بھی یہی نسب نامہ بیان کیا ہے۔ (۲)

اور امام ابن خلدون رحمہ اللہ نے اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ (۳)

قحطان هو الّذي انتسب جميع الأنصار إليه واليمن كلها، وهم بنو يعرب بن يشجب بن قحطان

امام عبدالکریم بن ابو بکر السمعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اوس وخزرج اور اہل یمن کا سلسلہ نسب قحطان سے جاملتا ہے اور وہ سب یعرب بن یشجب بن قحطان کی نسل میں سے تھے۔ (۴)

اوس وخزرج کے قبائل بھی متعدد بڑے بڑے خاندانوں پر مشتمل تھے اور ہر ایک قبیلہ کثیر التعداد افراد پر مبنی پانچ پانچ خاندانوں پر مشتمل تھا۔

اوس کے پانچ قبائل یہ تھے

عوف بن مالك بن الأوس، وهم أهل قباء: وعمرو بن مالك بن الأوس، وهو النبيت؛ ومرة بن مالك بن الأوس، وهم الجعادرة؛ وجشم بن مالك بن الأوس؛ وامرؤ القيس بن مالك بن الأوس: أمهم كلهم هند بنت الخزرج أخي الأوس.

---

(۱) الأنساب للسمعانی ۶/۲۸۵

(۲) الروض الانف ۱/۲۵

(۳) کتاب العبرج ۱۲/۲۸۶

(۴) الانساب للسمعانی ۱۰/۳۴۴

عوف بن مالک، عمرو بن مالک اور اسی کو النبیت کہا جاتا تھا، مرۃ بن مالک جشم بن مالک اور امراؤ القیس بن مالک ان کی والدہ ہند تھی جو اوس کے بھائی فزرج کی بیٹی تھی۔ [1]

خزرج بھی پانچ بڑے قبائل پر مشتمل تھے

عمرو، وعوف، وجشم، وكعب، والحارث وهؤلاء بنو عمرو بن الخزرج بن حارثة

عمرو بن الخزرج، عوف بن الخزرج، جشم بن الخزرج، کعب بن الخزرج اور الحارث بن الخزرج اور ان کی نسلیں بھی عظیم خاندانوں میں منقسم ہو چکی تھیں۔ [2]

ثُمَّ إن من كان باليمن من ولد سبأ ابن يشجب بْن يعرب بْن قحطان بغوا وطغوا وكفروا نعمة ربهم فيما آتاهم منَ الخصب ورفاهة العيش، فخلق الله جرذانا جعلت تنقب سدا كان لهم بَيْنَ جبلين فيه أنابيب يفتحونها إذا شاءوا فيأتيهم الماء منها عَلَى قدر حاجتهم وإرادتهم، والسد العرم، فلم تزل تلك الجرذان تعمل في ذلك العرم حَتَّى خرقته، فأغرق الله تعالى جنانهم، وذهب بأشجارهم وأبدلهم خمطا وأثلا وشيئا من سدر قليلا، فلما رأى ذلك مزيقيا، وهو عُمَر بْن عَامِر بْن حارثة بْن ثعلبة بْن امرئ القيس ابن مازن بْن الأزد بْن غوث بْن نبت بْن مَالِك بْن زيد بْن كهلان بْن سبأ ابن يشجب بْن يعرب بْن قحطان، باع كل شيء له من عقار وماشية وغير ذلك ودعا الأزد متى صاروا معه إلى بلادعك فأقاموا بها.

ملک یمن میں ایک عظیم ڈیم سد مارب تعمیر کیا گیا تھا جس سے قوم سبا کے باغات اور کھیت سیراب ہوتے، پانی کی فراوانی کی وجہ سے زمین بے پناہ پھل وغلہ کی پیداوار دے رہی تھی، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عمرو مزیقیا بن عامر بن حارثہ بن ثعلبہ بن امرالقیس بن مازن بن الازد بن غوث بن مالک بن زید کہلان بن سبا بن یشجب بن یغرب بن قطحان نے بند کی دیوار میں چوہے کو سوراخ کرتے دیکھا جس پر اسے بند کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہوا، اس لئے جان و مال کی حفاظت کے پیش نظر اس نے خفیہ طور پر ہجرت کرنے کی تیاری شروع کر دی، طے شدہ پروگرام کے مطابق وہ اپنی آل و اولاد کے ساتھ یمن سے چل نکلا اور قبیلہ ازد بھی ان کے ساتھ ہو لیا

ثُمَّ إنه بدا لهم الانتقال عن بلادهم فانتقلوا وبقيت طائفة منهم معهم، ثُمَّ أتوا نجران فحاربهم أهلها فنصروا عليهم فأقاموا بنجران ثُمَّ رحلوا عنها إلا قوم منهم تخلفوا بها لأسباب دعتهم إِلَى ذلك فأتوا مكة وأهلها جرهم فنزلوا بطن مر، وسأل ثعلبة بْن عَمْرو مزيقيا جرهم أن يعطوهم سَهْل مكة فأبوا، فقاتلهم حَتَّى غلب عَلَى السهل، ثُمَّ أنه والأزد استوْبوا مكانهم ورأوا شدة العيش به فتفرقوا. فأنت طائفة منهم عمان، وطائفة السراة وطائفة الأنبار والحيرة، وطائفة الشام، وأقامت طائفة منهم بمكة، فقال جذع! كلما صرتم يا معاشر الأزد إِلَى ناحية انخزعت منكم جماعة يوشك أن تكونوا أذنابا في العرب، فسمى من أقام بمكة خزاعة، وأتى ثعلبة بْن عَمْرو، مزيقيا وولده ومن تبعه

---

[1] جمهرة انساب العرب ۲۳۲

[2] جمهرة انساب العرب ۳۴۶

يثرب، وسكانها اليهود فأقاموا بها خارج المدينة، ثُمَّ إنهم عفوا وكثروا وعزوا حَتَّى أخرجوا اليهود منها ودخلوها فنزلت اليهود خارجها، فالأوس والخزرج ابنا حارثة ابن ثعلبة بْن عَمْرو مزيقيا بْن عَامِر وأمهما قيلة بنت الأرقم بْن عَمْرو، ويقال أنها غسانية منَ الأزد ويقال أنها عذرية، وكانت للأوس والخزرج قبل الإِسْلام وقائع وأيام تدربوا فيها بالحروب واعتادوا اللقاء، حَتَّى شهر بأسهم، وعرفت نجدتهم، وذكرت شجاعتهم، وجل في قلوب العرب أمرهم، وهابوا حدهم فامتنعت حوزتهم وعز جارهم

یہ لوگ نجران اور پھر مکہ مکرمہ میں جاکر آباد ہوئے، اس وقت مکہ مکرمہ میں قوم جرہم آباد تھی، پھر معاش کی تنگی کے باعث ثعلبہ بن عمرو مزیقیا بن عامر اپنی اولاد حارثہ اور اس کے بیٹوں اوس وخزرج اور دیگر لوگوں کے ہمراہ یثرب میں آ گیا جہاں یہود آباد تھے، یہ لوگ شہر کے باہر اقامت گزین ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعداد میں افزائش بخشی اور انہیں عزت سے نوازا، ان کی شوکت وسطوت میں اس قدر اضافہ ہوا کہ انہوں نے اپنی قوت بازو سے یہود کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے۔ (۱)

ابتدا میں اوس وخزرج مدینہ منورہ کے باہر قیام پذیر تھے لیکن وہاں بھی معاشی مشکلات سے دوچار ہوئے، نہ تو ان کے قبضہ میں باغات تھے نہ زراعت، نہ ہی ان کے پاس اونٹ تھے اور نہ ہی کوئی اور چیز تھی، وہ یہودیوں کے دست نگر ہو کر مظلومیت کے ساتھ وقت گزارتے تھے بالآخر مالک بن عجلان کی حکمت عملی اور خرد و دانش کے باعث شاہ غسان ابو جبلیہ کے ہاتھوں یہود کی بربریت اور معاشی تنگی سے نجات حاصل ہو سکی۔ (۲)

علامہ احمد بن ابی یعقوب اور علامہ ابن کثیر نے بھی یہ روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے

أَنَّ عَمْرِو بْنَ عَامِرٍ كَانَ كَاهِنًا وَقَالَ غَيْرُهُ كَانَتِ امْرَأَتُهُ طَرِيفَةُ بِنْتُ الْخَيْرِ الْحِمْيَرِيَّةُ كَاهِنَةً فَأُخْبِرَتْ بِقُرْبِ هَلَاكِ بِلَادِهِمْ وَكَأَنَّهُمْ رَأَوْا شَاهِدَ ذَلِكَ فِي الْفَأْرِ الَّذِي سُلِّطَ عَلَى سَدِّهِمْ فَفَعَلُوا مَا فَعَلُوا

عمرو بن عامر یا اس کی بیوی کاہن تھی اور اس نے بند کے ٹوٹنے کی پیش گوئی کی تھی جس کے باعث انہوں نے قلب مکانی کا فیصلہ کیا تھا۔ (۳)

امام ابو الولید محمد بن عبد اللہ بن احمد الازرقی نے بھی اسی طرح یہ روایت بیان کی ہے۔ (۴)

امام ابی محمد عبد الملک بن ہشام مذکورہ واقع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قَالَتِ الْأَزْدُ لَا نَتَخَلَّفُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ فَبَاعُوا أَمْوَالَهُمْ وَخَرَجُوا مَعَهُ فَسَارُوا حَتَّى نَزَلُوا بِلَادَ عَكٍّ مُجْتَازِينَ يَرْتَادُونَ الْبُلْدَانَ فَحَارَبَتْهُمْ عَكٌّ فَكَانَتْ حَرْبُهُمْ سِجَالًا، فَارْتَحَلُوا عَنْهُمْ فَتَفَرَّقُوا فِي الْبِلَادِ فَنَزَلَ آلُ جَفْنَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الشَّامَ وَنَزَلَ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ يَثْرِبَ وَنَزَلَتْ خُزَاعَةُ مَرًّا وَنَزَلَتْ أَزْدُ السَّرَاةِ السَّرَاةَ وَنَزَلَتْ أُزْدُ عُمَانَ عُمَانَ

عمرو بن عامر اور قبیلہ ازد یمن سے نکلنے کے بعد پہلے بلاد عک میں آباد ہوئے وہاں کے باشندوں سے جنگ ہوئی نتیجے میں یہ لوگ مغلوب

(۱) فتوح البلدان ۲۶،۲۵

(۲) کتاب الاغانی ۹۶،۹۵/۱۹

(۳) البدایہ والنہایہ ۱۹۶/۲

(۴) اخبار مکہ ۹۲/۱

ہو کر مختلف شہروں کی طرف چلدیئے، چنانچہ آل جفنہ بن عمرو بن عامر ملک شام،اوس اور خزرج یثرب میں،غزاء مرائیں،ازو السراۃ سراہ میں ،اور آزوعمان بلاد عمان میں آباد ہو گئے تھے۔ (۱)

جدید تحقیقات کے مطابق مذکورہ ڈیم ٹوٹنے کا واقع ایک سو پندرہ قبل مسیح (۱۱۵ق م) کے قریب پیش آیا تھا کیونکہ ملوک سبا کی ابتدا نویں صدی ق م اور انتہا ایک سو پندرہ قبل مسیح (۱۱۵ق م) ہے۔ (۲)

بنابریں اوس وخزرج کا مدینہ منورہ میں وردد ایک سو پندرہ قبل مسیح (۱۱۵ق م) کے قریب ثابت ہوتا ہے

كان ممن بقي بالمدينة من اليهود حين نزلت عليهم الأوس والخزرج بنو قريظة، وبنو النضير، وبنو محمحم، وبنو زعورا، وبنو قينقاع، وبنو ثعلبة وأهل زهرة وأهل زبالة وأهل يثرب وبنو القصيص، وبنو فاعصة، وبنو ماسكة، وبنو القمعة، وبنو زيد اللات وبنو عكوة، وبنو مرانة

جس زمانہ میں قبائل اوس وخزرج یثرب میں وارد ہوئے تو وہاں یہود کے قبائل بنو قریظہ ،بنو نضیر ،بنو محمحم ،بنو زعورا ،بنو قینقاع ،بنو ثعلبہ ،اھل زہرہ ،اھل زبالہ اور اہل یثرب ،بنو القصیص ،بنو فاعصہ ،بنو ماسکہ ،بنو قمعہ ،بنو زید اللات ،بنو عکوہ اور بنو مرانہ کہا جاتا ہے آباد تھے۔ (۳)

سكنها منهم بنو عكرمة وبنو ثعلبة وبنو محمر وبنو زعورا وبنو قينقاع وبنو النضير وبنو قريظة وبنو بهدل وبنو عوف وبنو القصيص وبنو ماسلة

قبائل بنو عکرمہ ،بنو ثعلبہ ،بنو محمر ،بنو زعورا ،بنو قینقاع ،بنو نضیر ،بنو قریظہ ،بنو بہدل ،بنو عوف ،بنو القصیص اور بنو ماسلہ کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

یہ لوگ یثرب سے شام تک تمام سرسبز و شاداب بستیوں خیبر ،فدک ،تیما ،مدین ،وادی القریٰ اور حجر وغیرہ میں آباد تھے ،جن کا اہم پیشے تجارت ،زرگری ،مہاجنی اور سودی لین دین تھے

إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ الْمَدَارِس فَفَسَّرَهُ فِي الْمَطَالِعِ بِالْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ التَّوْرَاةُ

انہوں نے یثرب میں علمی درسگاہیں بھی قائم کر رکھیں تھیں جو بیت المدارس کے نام سے مشہور تھیں،اور ان میں توراۃ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ (۵)

پر شکوہ اور مستحکم قلعوں میں محفوظ جاہ وجلال کے مالک یہود پر مظلوم ومقہور اوس وخزرج کو کیسے غلبہ حاصل ہوا؟ یہ انقلاب آفرین اور حیرت انگیز داستان پیش خدمت ہے ،یہود صاحب ثروت وصاحب اقتدار تھے ،مال و دولت کی فراوانی نے انہیں درندہ صفت بنا دیا تھا ،شرافت واخلاص سے بے نیاز ہو کر اوس وخزرج کی مظلوم عورتوں کی عزت وناموس سے کھیلنا ان کا محبوب مشغلہ تھا اور اپنے اس فعل بد پر فخر محسوس کرتے تھے

الفيطوان ملك اليهود بزهرة، وكانت لا تهدى عروس بيثرب من الحيين الأوس والخزرج حتى تدخل عليه فيكون

(۱) ابن هشام۱۳/۱، البداية والنهاية۲۶۱/۲

(۲) تاريخ ارض القرآن ۱۸۹/۱

(۳) شفاء الغرام، بأخبار البلد الحرام۳۸۹/۲

(۴) المفصّل في تاريخ العرب قبل الإسلام۹۵/۱۲

(۵) فتح الباری ۳۱۸/۱۲

هو الذي يفتضها قبل زوجها، فتزوجت أخت مالك بن العجلان رجلا من قومها، فبينا مالك في نادي قومه إذ خرجت أخته فضلا، فنظر إليها أهل المجلس، فشق ذلك على مالك، ودخل فعنّفها وأنبها، فقالت: ما يصنع بي غدا أعظم من ذلك، أهدى إلى غير زوجي، فلما أمسى مالك اشتمل على السيف ودخل على الفطيون متنكرا مع النساء، فلما خف من عنده عدا عليه فقتله

ان کا رئیس فطیون سخت بدکار اور بدمعاش تھا، اوس وخزرج کی کوئی دوشیزہ شب زفاف اس کے پاس بسر کیے بغیر اپنے شوہر کے گھر نہیں جا سکتی تھی، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اوس وخزرج کے سردار مالک بن عجلان کی بہن عین شادی کے دن گھر سے بالکل ننگی ہو کر بھائی کے سامنے سے گزری، یہ منظر دیکھ کر مالک شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور غیض وغضب سے آگ بگولہ ہو کر بہن کے پاس آیا اور اسے ملامت کرنے لگا، لیکن بہن نے جواب میں کہا کہ کل جو کچھ میرے ساتھ پیش آنے والا ہے کیا اس سے بھی میری یہ حرکت زیادہ بری ہے؟ مالک بن عجلان نے بہن کا جواب سن کر دل ہی دل میں فطیون کے قتل کا فیصلہ کر لیا، چنانچہ دوسرے روز حسب دستور جب اس کی بہن دلہن بن کر فطیون کی خلوت گاہ میں گئی تو وہ بھی زنانہ لباس پہن کر سہیلیوں کے ساتھ اندر چلا گیا اور موقع پا کر فطیون کو قتل کر دیا۔ [1]

علاوہ ازیں اوس وخزرج کے قبضہ میں نہ کاشت کاری تھی اور نہ ہی چراگاہیں جس کی وجہ سے ان کی گزران سخت تنگ تھی، چنانچہ اس واقعہ کے بعد مالک بن عجلان نے ایک وفد اپنے ہم نسب شاہ غسان ابوجبیلہ بن جفنہ بن عمرو بن عامر کے پاس اردن بھیجا جس نے شاہ کو اپنی قوم کی معاشی زبوں حالی اور یہود کے جور وستم کی دلگداز داستان سنائی اور اس سے مدد طلب کی، بعض روایات میں ہے کہ مالک بن عجلان، فطیون یہودی کو قتل کر کے وفد کے ساتھ خود شاہ غسان کے پاس گیا اور اسے واقعات سے آگاہ کیا تھا، مالک بن عجلان کی درد بھری داستان سن کر شاہ غسان نے اسے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور یہود کو نیست ونابود کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا

حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ بِذِي حُرُضٍ، وَأَعْلَمَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ مَا عَزَمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى وُجُوهِ الْيَهُودِ يَسْتَدْعِيهِمْ إِلَيْهِ، وَأَظْهَرَ لَهُمْ أَنَّهُ يُرِيدُ الْإِحْسَانَ إِلَيْهِمْ، فَأَتَاهُ أَشْرَافُهُمْ فِي حَشَمِهِمْ وَخَاصَّتِهِمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا بِبَابِهِ أَمَرَ بِهِمْ فَأُدْخِلُوا رَجُلًا رَجُلًا وَقَتَلَهُمْ عَنْ آخِرِهِمْ

چند دن بعد ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوا وہاں پہنچ کر شہر سے باہر جبل احد کے شمال مغرب میں ذی حرض کے مقام پر خیمہ زن ہوا، ادھر یہود لشکر کی آمد کی اطلاع ملتے ہی قلعہ بند ہو گئے مگر ابوجبیلہ نے کمال دانشمندی اور عقلمندی سے کام لیا اور یہود کو دام فریب میں پھنسانے کے لئے ایک عالیشان مکان بنوایا جس میں بے حد پر تکلف دعوت کا انتظام کیا اور اوس وخزرج کو بیشمار قیمتی تحفے عطا کیے، پھر یہود کے روسا کو بھی دعوت دی وہ لالچ وطمع کا شکار ہو کر شاہ غسان کے دام میں آ گئے، اس نے ایک ایک سردار کو چن چن کر قتل کیا اس طرح تین سو پچاسی نامور سردار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے جس سے یہود کی شان وشوکت خاک میں مل گئی۔ [2]

بچے کھچے سرداروں کو مالک بن عجلان نے تہ تیغ کر دیا اور عام لوگ جو زندہ بچے انہوں نے مدینہ سے بھاگ جانے میں عافیت سمجھی اور بعض نے

---

[1] وفاء الوفاء ۱۴۳،۱۴۲/۱، کامل ابن اثیر ۵۸۴/۱، معجم البلدان ۸۵/۵

[2] الکامل ۵۸۵/۱، معجم البلدان ۸۵/۵، وفاء الوفاء ۱۴۳/۱

اوس وخزرج سے امان طلب کی اور ان کے دست نگر ہو کر مدینہ منورہ میں رہنا گوارہ کر لیا (ایک روایت کے مطابق یثرب پر اوس وخزرج کا تسلط چار سو بیانوے عیسوی (۴۹۲ء) میں قائم ہوا۔ [1]

اس طرح مدینہ منورہ میں اوس وخزرج کی حکومت کا سورج طلوع ہوا اور انہیں ہر لحاظ سے سکون وطمانیت نصیب ہوئی، یہود کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کی تعداد انتہائی کم ہوگئی، اب جو گردش ایام نے پلٹا کھایا تو ذلت ورسوائی، تباہی وبربادی یہود کا مقدر بن گئی اور عزت وثروت اور شوکت وتوانائی اوس وخزرج کے قدم چومنے لگی، اوس وخزرج کثیر مال وجائیداد کے مالک ہوئے، ہر دو خاندانوں نے بڑی کثرت سے قلعے تعمیر کر لئے، ان کی مختلف شاخوں نے یثرب میں اپنے محلے آباد کر لئے اور ہر شاخ نے متعدد قلعے تعمیر کیے، اللہ نے ان کی اولاد میں بڑی برکت دی اور ان کی تمام شاخیں عرصہ تک اتفاق واتحاد اور یگانیت کے ساتھ خوشحالی، فارغ البالی اور دم خم سے پر لطف زندگی گزارتی رہیں۔

قبائل اوس وخزرج کے قیام کی جگہیں:

مدینہ منورہ میں قبائل اوس میں بنو عبد الاشہل بن جشم بن الحارث اور بنو حارثہ بن الخزرج الاصغر بن عمرو بن مالک بن اوس شرقی سمت مقیم تھے جہاں ان کے مکانات اور قلعے پائے جاتے تھے، بنوظفر جو کعب بن الخزرج الاصغر میں سے تھے بقیع کے مشرق میں آباد تھے جہاں ان کی مسجد البغلہ مشہور ہے، ان کے قریب ہی بنو خیم زعور بن جشم آباد تھے، بنو عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس قباء میں آباد تھے اور ان کی بہت سی شاخیں تھیں، بنو معاویہ بن مالک بقیع الغرقد کے پیچھے مسجد اجابہ کے قریب آباد تھے، امراء القیس بن مالک بن اوس کے بیٹے واقف اور بنو اسلم مسجد فضیخ کے قبلہ سمت آباد تھے اور بنو سعد بن مرہ بن مالک بن اوس رائج میں آباد تھے۔ [2]

جبکہ خزرج میں بنو حارث بن خراج الاکبر وادی بطحان کے مشرق میں جبکہ حارث کے بیٹے جشم اور زید شخ میں آباد تھے، بنو حطمہ وادی بطحان کے مغرب میں، بنو حدارہ بن عوف بن الحارث جرار سعد شامی میں، بنو حدارہ بن عوف بن حارث بصہ (موجودہ نام بوصہ ہے، اور رباب العوالی کے قریب واقع ہے) کے قریب، بنو سام اور بنو غنم بن عوف بن عمر بن عوف بن الخزرج الاکبر حرہ غربیہ کی جانب مسجد جمعہ کے قریب آباد تھے، اس جگہ ان کا ایک قلعہ القوافل کے نام سے مشہور تھا جو مسجد بنی عطیہ کے پاس قبا میں واقع تھا، بنو سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن شاردہ بن تزید مسجد قبلتین اور راطم بنی حرام کے درمیان آباد تھے۔ بنو سوار بن غنم بن سلمہ مسجد قبلتین کے پاس آباد تھے، بنو عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ مسجد خربہ کے قریب پہاڑ کی جانب اور بنو حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ قاع کے مقام پر آباد تھے، بنو وقش اور بنو عنان جو ثعلبہ بن ظریف بن الخزرج کی شاخیں تھیں مسجد رایہ کے قریب آباد تھے، بنو مالک بن النجار اور بنو غنم بن مالک مسجد نبوی کے مشرق میں آباد تھے۔ [3]

تہذیب وتمدن کے معاملے میں اوس وخزرج قبل از اسلام عرب کے اکثر دوسرے قبائل سے ممتاز تھے، وہ بالعموم جمہوری اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے، ان کی قیادت ایک سردار اور ایک سپہ سالار کے سپرد ہوتی تھی جنہیں وہ باہم مشورے سے اور اتفاق سے منتخب کرتے تھے، کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ ان دونوں عہدوں کی ذمہ داریاں ایک شخص کو تفویض کر دی جاتیں تھیں، جب تک اوس وخزرج

---

[1] تاریخ العرب العالم، ترجمہ عادل زعتیر صفحہ ۵۱

[2] عمدۃ الاخبار ۲۶ تا ۲۸

[3] عمدۃ الاخبار ۲۹ تا ۳۲

میں باہم اتحاد رہا ان کا سردار بالعموم قبیلہ خزرج سے منتخب کیا جاتا تھا مگر جب ان میں انتشار، افتراق کا سلسلہ شروع ہوا تو دونوں قبیلے اپنا الگ الگ سردار منتخب کرنے لگے، سپہ سالاری کے عہدے کا بھی یہی حشر ہوا پھر ان بڑے قبائل کے اندر بھی تفریق پیدا ہوگئی اور ان کی مختلف شاخوں نے اپنے الگ الگ رئیس چن لئے۔

اوس وخزرج کی معاش کا انحصار زراعت پر تھا، وہ زمینیں کاشت کرتے تھے اور باغات لگاتے تھے، یثرب کی زمین زرخیز تھی اس لئے معاشی اعتبار سے وہ عام طور پر خوشحال تھے، بعض لوگوں نے تجارت کو بھی ذریعہ معاش بنایا تھا لیکن تجارت کا میدان عام طور پر یہودیوں کے ہاتھ میں تھا۔

اوس وخزرج میں صنعت وحرفت کا رواج شاذ و نادر تھا البتہ بعض لوگوں نے آہن گری، بافندگی، نجاری، حجام اور قصاب وغیرہ کے پیشوں کو اختیار کر رکھا تھا، لڑائیوں میں استعمال ہونے والے ہتھیار وہ خود بناتے تھے یا یہود سے خریدتے تھے جو اسلحہ سازی کے ماہر تھے۔

ان میں تعلیم کا رواج بہت کم تھا اور وہ عام طور پر جاہل تھے البتہ کچھ لوگ عربی میں لکھ پڑھ لیتے تھے اور کچھ عبرانی بھی جانتے تھے، اسلام سے قبل اوس وخزرج کی مذہبی حالت عام اہل عرب سے چنداں مختلف نہ تھی، ابن ہشام کا بیان ہے

وَالْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ أَهْلُ شِرْكٍ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ. لَا يَعْرِفُونَ جَنَّةً وَلَا نَارًا، وَلَا بَعْثًا وَلَا قِيَامَةً، وَلَا كِتَابًا، وَلَا حَلَالًا وَلَا حَرَامًا

اوس وخزرج مشرک تھے اور بتوں کے پرستار تھے وہ جنت ودوزخ، بعث نشر قیامت اور حلال وحرام سے ناواقف تھے۔ [۱]

اوس وخزرج میں بھی بت پرستی کا رواج عام تھا، ان کا خاص معبود مناۃ تھا مگر اس کے علاوہ لات، العزیٰ اور رود وغیرہ کی بھی پوجا کرتے تھے، اس مقصد کے لئے انہوں نے یثرب میں اپنی بہت سی عبادت گاہیں بنا رکھی تھیں اور یہ سب کچھ ایک مستقل نظام کے ماتحت تھا، ان عبادت گاہوں کی نگرانی اور انتظام ہر قبیلے کا کوئی ممتاز اور مذہبی شخص کرتا تھا، مدینہ منورہ کے مندروں کے علاوہ اوس وخزرج کے تمام سر برآوردہ لوگوں کے گھروں میں بت موجود تھے، جیسے

عمر بْنِ قَيْسٍ، أَحَدِ بَنِي غَنْمِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ كَانَ صَاحِبَ آلِهَتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

غنم بن مالک بن نجار کے بت خانہ میں بہت سے بت موجود تھے اور عمر بن قیس ان کا متولی تھا۔ [۲]

چنانچہ جب اسلام مدینہ منورہ میں طلوع ہوا اس وقت اس عہدہ پر عمرو بن قیس فائز تھا تاہم بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بھی مائل تھے جس کی مختلف صورتیں اختیار کر رکھی تھیں، بعض لوگوں نے خیبر کے یہود، قبیلہ قریظہ اور قبیلہ نضر کے میل جول کے اثر سے بت پرستی چھوڑ کر یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا، رفتہ رفتہ اوس وخزرج میں یہودی مذہب بے حد مقبول ہو گیا

كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يَكَادُ يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ، فَتَحْلِفُ: لَئِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ

یہاں تک کہ جب کسی انصاری عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا تو وہ منت مانتی کہ اگر اولاد پیدا ہوئی اور زندہ رہی تو اسے یہودی بناؤں گی۔

---

[۱] السيرة النبوية ۱/۵۴۰

[۲] ابن ہشام ۱/۵۲۸

اس طرح انصار میں یہودی مذہب اختیار کرنے والوں کی ایک خاصی تعداد ہوگئی تھی جن میں قبائل عوف، نجار، حارث، ساعدہ، جشم، اوس اور ثعلبہ شامل تھے چنانچہ رجب چار ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو ان کی حرکات کی وجہ سے جلاوطن کیا تو ان میں انصار کے وہ بچے بھی شامل تھے جو یہودی مذہب کے پیرو تھے، انصار نے کہا ہم اپنے بچوں کو نہیں چھوڑیں گے، ہم نے ان کو اس وقت یہودی بنایا تھا جب ہم ان کے دین کو اپنے دین سے بہتر سمجھتے تھے مگر اب جبکہ اسلام کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور تمام ادیان سے افضل دین ہمارے پاس ہے تو ہم اپنے بچوں کو یہودی نہ رہنے دیں گے اور انہیں اسلام پر مجبور کریں گے، اس پر یہ حکم نازل ہوا

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ... ﴿۲۵۶﴾ [۱]

ترجمہ: انہیں جبراً مسلمان نہ بناؤ کیونکہ دین میں اکراہ نہیں ہے۔ [۲]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص کے دو بیٹے نصرانی تھے اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے بیٹے نصرانیت کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے کیا میں انہیں مجبور کر سکتا ہوں؟ اس پر آیت "دین میں اکراہ نہیں ہے۔" نازل ہوئی۔

وَمِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيق: لَبِيد بْنُ أَعْصم، وَهُوَ الَّذِي أَخَذَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم عن نسائِه وَمِنْ يهودِ بَنِي حَارِثَةَ: كِنَانَةُ بْنُ صُورِيا .وَمِنْ يَهُودِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْف: قَرْدم بن عمرو .وَمِنْ يَهُودِ بَنِي النَّجَّارِ: سِلْسِلة بْنُ بَرْهام.

نیز بنو زریق سے لبید بن اعصم، بنو حارثہ سے کنانہ بن صوریا، بنو عمرو بن عوف سے قردم بن عمرو اور سلسلہ بن برہام بنو نجار میں سے، ان سب قبائل کے سردار اور مشہور آدمی یہودی تھے۔ [۳]

مہمات امور میں مشورہ کے لئے اوس و خزرج نے ایک بڑی حویلی تعمیر کی تھی جو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے مشہور تھی، یہ حویلی سعد بن عبادہ رئیس خزرج کے مکان سے متصل تھی اور انہی کی ملکیت سمجھی جاتی تھی، اس حویلی کی حیثیت دار الشوریٰ کی تھی۔

مکہ مکرمہ ایک منظم ریاست تھی وہاں فوج، محاصل، عبادت، تعلقات خارجہ، عدل گستری وغیرہ کے کوئی پچیس سرکاری عہدے تھے، اس کے برخلاف یثرب جس کی آبادی تقریباً دس ہزار تھی میں نراج کی کیفیت تھی اور کوئی مرکزی شہری نظام نہ تھا، ہر قبیلے کا الگ رواج تھا اور وہ اپنے اپنے سقیفے یا سائبان میں اپنے امور طے کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے بیعت عقبہ میں بارہ قبائل میں بارہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے نقیب مقرر کر کے مرکزیت پیدا کرنے کی کوشش پیدا فرمائی تھی، ان مبلغوں کی کوشش سے تین سال کے اندر شہر میں معتد بہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے مگر مذہب ابھی تک خانگی ادارہ تھا اس کی سیاسی حیثیت وہاں کچھ نہ تھی اور ایک ہی گھر میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے تھے، لین دین اور کاروبار بالعموم اشیا کے باہمی تبادلے کے ذریعے ہوتا تھا، یثرب کے قرب و جوار میں بہت سے چشمے اور نہریں بہتی تھیں، اوس و خزرج نے آمد و رفت میں سہولت کے لئے ان پر جا بجا پل بنا رکھے تھے۔

اوس و خزرج اپنے مردوں کو دفناتے تھے اور شہر کے مختلف حصوں میں انہوں نے کئی قبرستان بنا رکھے تھے، وہ حج بیت اللہ اور قربانی کے قائل

---

[۱] البقرۃ ۲۵۶

[۲] سنن ابوداود کتاب الجهاد بَابٌ فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ۲۶۸۲، صحیح ابن حبان ۱۴۰

[۳] ابن ہشام ۵۱۷/۲

تھے اور ہر سال ان کی ایک بڑی تعداد حج کے لئے مکہ معظّمہ جاتی، حج کے ایام میں ہتھیار نہیں اٹھاتے تھے اور اشہر حرم کی دل سے عزت کرتے تھے، ان کی اخلاقی حالت عرب کے دوسرے قبائل کی نسبت قدرے بہتر تھی، فوحش کو برا جانتے تھے اور اخلاقی جرائم کا کسی نہ کسی صورت میں محاسبہ کرتے تھے۔

اس کے بعد بدویانہ فطرت کے مطابق ان کے درمیان خانہ جنگیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا جس کی ابتدا جنگ سمیر سے ہوئی جس میں وہ بھی انتشار، افتراق اور خانہ جنگی کا شکار ہو کر اپنی تمام تر توانائی اور نامور سردار باہمی جنگ و جدال میں تباہ کر دیئے یہ سلسلہ ایک سو بیس برس تک جاری رہا،

امام زین الدین مراغی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اوس وخزرج کے درمیان ایک سو بیس سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ [1]

آخر اس کا اختتام انتہائی تباہ کن جنگ بعاث پر ہوا جو ہجرت نبوی سے صرف پانچ سال پہلے واقع ہوئی جس میں دونوں خاندان تباہ و برباد ہوئے اور ان میں کسی اور جنگ کی سکت نہ رہی بالآخر جنگ سے تھک ہار کر بچے کھچے لوگ آپس میں صلح کرنے پر مجبور ہو گئے اور طے پایا کہ کسی ایک سردار کو دونوں خاندانوں کو متفقہ طور پر بادشاہ تسلیم کر کے آمن و آشتی اور راحت و رافت کی زندگی بسر کریں، چنانچہ قبیلہ عوف بن خزرج کے رئیس عبداللہ بن ابی بن سلول پر دونوں خاندان متفق ہو گئے اور اس کی تاج پوشی کے لئے جشن منانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ [2]

اوس وخزرج میں بھی تاج پوشی کا رواج تھا اور رئیس تاج کے ساتھ کچھ پٹیاں بھی استعمال کرتا تھا،

قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ البُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالعِصَابَةِ

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ (پہلے) اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس (عبداللہ ابن ابی کو) تاج پہنادیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں۔ [3]

سُمِّيَ الرَّئِيسُ مُعَصَّبًا لِمَا يَعْصِبُ بِرَأْسِهِ من الْأُمُور أَو لأَنهم يعصبون رؤوسهم بِعِصَابَةٍ لَا تَنْبَغِي لِغَيْرِهِمْ يَمْتَازُونَ بِهَا

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یعنی رئیس کو مصعب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے سر پر ایک پٹی علامت کے طور پر ہوتی تھی جو دوسرے نہیں باندھ سکتے تھے۔ [4]

فيعمموه بعمامة الْمُلُوك

پٹی باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بادشاہ ہونے کا عمامہ باندھا جائے۔ [5]

اوس وخزرج اگرچہ مشرک اور بت پرست تھے مگر یہود کے ساتھ میل جول کی وجہ سے کتب آسمانی اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی

---

[1] معالم دارالهجره ۲۴

[2] ابن ہشام ۱؍۵۸۴

[3] صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سورة آل عمران بَابُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا۴۵۶۶،و کتاب المرضیٰ بَابُ عِيَادَةِ المَرِيضِ، رَاكِبًا وَمَاشِيًا، وَرِدْفًا عَلَى الحِمَارِ ۵۶۶۳

[4] فتح الباری ۸؍۲۳۲

[5] عمدة القاری ۱۸؍۱۵۶

کے تذکرہ سے آشنا تھے، یہود سے رقابت وعداوت کے باوجود ان کے علمی فضل وکمال کے قائل تھے

فَإِذَا نِلْنَا مِنْهُمْ بَعْضَ مَا يَكْرَهُونَ، قَالُوا لَنَا: إِنَّهُ (قَدْ) تَقَارَبَ زَمَانُ نَبِيٍّ يُبْعَثُ الْآنَ نَقْتُلُكُمْ مَعَهُ قَتْلَ عَادٍ وَإِرَمِ

یہود کا جب کبھی اوس وخزرج سے جھگڑا ہوتا تو وہ دھمکی دیتے کہ عنقریب نبی آخر الزمان صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مبعوث ہونے والے ہیں پھر ہم ان کے ساتھ مل کر تمہیں قوم عاد وارم کی طرح تباہ وبرباد کر دیں گے۔ [۱]

اور فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے کہ وہ نبی جلدی سے آجائے تو کفار کا غلبہ ٹوٹے اور پھر ہمارے عروج کا دور شروع ہو۔

براء بن معرور کی وفات:

بیعت عقبہ کبیرہ سے سعادت اندوز ہو کر براء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بن معرور مدینہ منورہ واپس آئے اور ایک ایک دن رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے انتظار میں بے تابی سے کاٹنے لگے لیکن افسوس کہ اس دنیا میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے جمال آرا کی دوبارہ زیارت ان کی قسمت میں نہ تھی،

كَانَ مَوْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ فِي صَفَرٍ قَبْلَ قُدُومِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهْرٍ

نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ہجرت مدینہ منورہ سے ایک ماہ قبل ماہ صفر میں وہ وفات پا گئے۔ [۲]

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ، فَقَالُوا: تُوُفِّيَ وَأَوْصَى بِثُلُثِهِ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَوْصَى أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ لَمَّا احْتُضِرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَصَابَ الْفِطْرَةَ وَقَدْ رَدَدْتُ ثُلُثَهُ عَلَى وَلَدِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ فَصَلَّى عَلَيْهِ ،فَقَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَأَدْخِلْهُ جَنَّتَكَ، وَقَدْ فَعَلْتَ

عبداللہ بن ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور براء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بن معرور نظر نہ آئے تو ان کے متعلق دریافت فرمایا صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! وہ تو وفات پا گئے ہیں اور اپنی جائیداد کا تیسرا حصہ آپ کے لئے وصیت کر گئے ہیں اور مرتے وقت انہوں نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد ان کا چہرہ قبلہ رخ کر دیا جائے، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا وہ ایک نیک فطرت شخص تھا، ان کی وصیت کے مطابق ان کے بیٹے بشیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے تہائی مال رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیا آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مال قبول فرمالیا اور پھر ان کے وارثوں کو لوٹا دیا، پھر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی قبر پر تشریف لائے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی فرمایا اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسے جنت الفردوس میں داخل فرما۔ [۳]

عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ البَرَاءَ بنَ مَعْرُوْرٍ أَوْصَى بِثُلُثِهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَوْصَى بِثُلُثٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَأَوْصَى بِثُلُثٍ لِوَلَدِهِ

عبداللہ بن ابو قتادہ کہتے ہیں براء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بن معرور نے اپنی جائیداد کا ایک تہائی حصہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے، ایک تہائی حصہ فی سبیل اللہ

---

[۱] ابن ہشام ۲۱۱/۱

[۲] مستدرک حاکم ۴۸۳۲، ابن سعد ۴۶۵/۳

[۳] مستدرک حاکم ۱۳۰۵

اور ایک تہائی حصہ اپنے وارثوں کے لیے وصیت کی۔ (۱)

فلما قدم رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتى قبره في أصحابه، فكبر عليه، وصلى وكبر أربعًا

رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی قبر پر آئے اور چار تکبیرات کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ (۲)

وَكَانَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ أَوَّلَ مَنْ مَاتَ مِنَ النُّقَبَاءِ.

نقباء میں براء رضی اللہ عنہ بن معرور سب سے پہلے فوت ہوئے۔ (۳)

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ

رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلی نماز جنازہ براء رضی اللہ عنہ بن معرور کی پڑھی۔ (۴)

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ أَوَّلَ مَنِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ حَيًّا وَمَيِّتًا

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں براء بن معرور نے سب سے پہلے زندگی میں اور مرنے کے بعد اپنا چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کی قباء میں آمد:

لَمَّا سَمِعْنَا بِمَخْرَجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ، وَتَوَكَّفْنَا قُدُومَهُ، كُنَّا نَخْرُجُ إِذَا صَلَّيْنَا الصُّبْحَ، إِلَى ظَاهِرِ حَرَّتِنَا نَنْتَظِرُ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فو اللهِ مَا نَبْرَحُ حَتَّى تَغْلِبَنَا الشَّمْسُ عَلَى الظِّلَالِ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ ظِلًّا دَخَلْنَا

مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو جب خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکے ہیں اور عنقریب مدینہ منورہ پہنچ رہے ہیں تو وہ ہر روز مضطرب دل اور بے تاب نگاہوں کے ساتھ سویرے سویرے مقام حرہ تک استقبال کے لئے آتے اور کوسوں دور تک اپنا گوہر مقصود تلاش کرتے اور جب تک سورج میں تیزی نہ ہوتی وہاں رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے، جب دوپہر کی گرمی نا کابل برداشت ہو جاتی تو حسرت و یاس کے ساتھ واپس مدینہ چلے جاتے۔

ابن سعد کے مطابق آٹھ ربیع الاول ۶۲۲ء دوشنبہ کو جب دن ڈھل رہا تھا رسول اللہ ﷺ کا یہ چھوٹا سا قافلہ عام گزرگاہوں سے ہٹے ہوئے راستوں سے گزرتا ہوا بارہ ربیع الاول کو مدینہ سے تین کلومیٹر پہلے جنوبی بستی قبا پہنچ گیا (قبا ایک کنویں کا نام تھا جس کی نسبت سے بستی کا نام بھی قبا مشہور ہو گیا)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۳/۱۶۵

(۲) اسد الغابة ۱/۳۶۴

(۳) ابن سعد ۳/۴۶۶، المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ۳/۸۳

(۴) ابن سعد ۳/۴۶۵

(۵) ابن سعد ۳/۴۶۵، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱/۱۵۲

وَذٰلِكَ فِي أَيَّامٍ حَارَّةٍ. حَتَّى إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي قَدِمَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسْنَا كَمَا كُنَّا نَجْلِسُ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ ظِلٌّ دَخَلْنَا بُيُوتَنَا، وَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دَخَلْنَا الْبُيُوتَ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ رَآهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، وَقَدْ رَأَى مَا كُنَّا نَصْنَعُ، وَأَنَّا نَنْتَظِرُ قُدُومَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَصَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا بَنِي قَيْلَةَ ، هٰذَا جَدُّكُمْ قَدْ جَاءَ،فثار المسلمون إلى السلاح، فتلقوارَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ دن بھی گرمی کا تھا جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اس دن بھی ہم بد دستور گئے اور آپ ﷺ کا انتظار کر کے واپس گھروں میں چلے آئے جب ہم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جس شخص نے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا جو کسی کام کے لئے اپنے مکان کی چھت پر یا کسی ٹیلہ پر چڑھا، اس نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفید لباس میں ملبوس مدینہ منورہ کی طرف آتے دیکھا، وہ یہودی ضبط سخن نہ کر سکا اور بے ساختہ چیخنے لگا اے بنی قیلہ (اوس وخزرج) تمہارا مقصود آپہنچا جس کا تم انتظار کر رہے تھے، کیونکہ یہ یہودی ہمیں رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھا ہوا دیکھتا تھا یہ سنتے ہی تمام مومنین جلدی جلدی ہتھیار پہن کر استقبال کے لئے ہر طرف سے جوق در جوق میدان حرہ کی طرف دوڑ پڑے اور مسلمانوں نے آپ ﷺ کو پروانوں کی طرح گھیر لیا اور آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے اور شان نبوت کے مطابق خوش آمدید کہا، اس موقعہ پر اہالیان مدینہ کی مسرتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے، خوشی سے تمتماتے چہروں، شادمانی سے لبریز سینوں اور خوشی سے چھلکتے ہوئے آنسوؤں کی منظر کشی الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی، ہر دل مہمان ذی شان کے لیے بے تاب و بے قرار اور ہر آنکھ اس تجلی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے مضطرب تھی اسی موقع پر آپ مکمل سکون وطمانیت سے تھے اور اس آیت کریمہ کا نزول ہو رہا تھا

...فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ [1]

ترجمہ: بیشک اللہ ہی اس کا رفیق ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔

وہاں سے رسول اللہ ﷺ داہنی طرف مڑ گئے یہاں تک کہ چلتے چلتے آپ مدینہ کی ایک مرتفع بستی یعنی بنی عمرو بن عوف کے سردار کلثوم بن ہدم یا سعد بن خیثمہ یا خارجہ بن زید کے گھر جا اترے، پہلا قول زیادہ راجح ہے، رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خوشی میں مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ تکبیر لگایا کہ بنو عمرو بن عوف کا گاؤں نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا، آواز سن کر مسلمان اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملاقات کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور ان کے سلام کا جواب دے رہے تھے رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے ہوئے تھے

وَأَكْثَرُنَا لَمْ يَكُنْ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَرَكِبَهُ النَّاسُ وَمَا يَعْرِفُونَهُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، حَتَّى زَالَ الظِّلُّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَأَظَلَّهُ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفْنَاهُ عِنْدَ ذٰلِكَ

جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کو اللہ کا رسول سمجھ کر سلام کرتے تھے، یہاں تک کہ جب سایہ ہٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی تو جانثار رفیق غار سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے اوپر اپنی

[1] التحریم ۴

چادر سے سایہ کرلیا اب لوگوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔ (۱)

فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبَاءٍ، فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ

ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مقام قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات یعنی چار دن قیام فرمایا۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى المَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ مدینہ منورہ کے ایک بلند حصے میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں اترے اور چودہ راتیں قیام فرمایا۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ المُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ العُصْبَةَ مَوْضِعٌ بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب پہلے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے بھی پہلے قبا کے مقام عصبہ میں پہنچے تو ان کی امامت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے، آپ کو قرآن مجید سب سے زیادہ یاد تھا۔ (۴)

تعمیر مسجد قبا:

تین دن تک آپ ﷺ قبا میں مقام عصبہ پر نماز ادا فرماتے رہے،

وكان لكلثوم بن الهدم بقباء مربد، والمربد: الموضع الذي يبسط فيه التمر لييبس، فأخذه منه رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأسسه وبناه مسجدا

پھر گیارہ ربیع الاول تیرہ بعثت نبوی مطابق تیئس ستمبر ۶۲۲ء کو آپ ﷺ نے کلثوم بن ہدام کی ایک افتادہ زمین میں جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں مسجد قبا کی رسم تاسیس ادا فرمائی۔ (۵)

یہ مسجد مدینہ منورہ سے جنوب مغربی جانب کوئی تین کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے،

كَانَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ يَأْتِي بِالْحَجَرِ قَدْ صَهَرَهُ إِلَى بَطْنِهِ، فَيَضَعُهُ فَيَأْتِي الرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يُقِلَّهُ فَلَا يَسْتَطِيعُ حَتّى يَأْمُرَهُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَأْخُذَ غَيْرَهُ

تعمیر مسجد میں سید الامم ﷺ عام مزدوروں کے شانہ بشانہ مصرف کار رہے، بڑے بڑے وزنی پتھر اٹھاتے وقت جسم اقدس خم کھا جاتا مگر اس

(۱) ابن ہشام ۱/۴۹۲، الروض الانف ۴/۱۵۲، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/۲۶۸

(۲) الروض الانف ۴/۲۳۲، تاریخ طبری ۲/۳۸۳، البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۴۲، ابن ہشام ۱/۴۴۶

(۳) صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابٌ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ ۴۲۸، ابن سعد ۱/۱۸۱

(۴) صحیح بخاری کتاب الصلواۃ بَابُ إِمَامَةِ العَبْدِ وَالمَوْلَى ۶۹۲

(۵) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱/۱۹۰

جلیل القدر کام میں تساہل گوارہ نہ کیا، عقیدت مند بڑی لجاجت اور مروت کے ساتھ عرض کرتے آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں آپ چھوڑ دیں ہم ایسے وزنی پتھر اٹھائیں گے، آپ ان کی دلداری کرتے ہوئے وہ پتھر چھوڑ دیتے مگر اسی کے برابر کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔ [1]

عن الشموس بنت النعمان قالت :نظرت إلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قدم ونزل وأسس هذا المسجد مَسْجِدَ قُبَاءٍ، فرأيته يأخذ الحجر أو الصخرة حتى يهصره الحجر، وأنظر إلى بياض التراب على بطنه أو سرته، فيأتي الرجل من أصحابه ويقول: بأبي وأمي يَا رَسُولَ اللهِ أعطني أكفك ، فيقول: لا، خذ مثله

شموس بنت نعمان سے مروی ہے میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہی تھی جب انہوں نے قبا میں قدم رنجہ فرمایا اور اس مسجد قبا کی بنیاد رکھی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ پتھر اٹھاتے یہاں تک کہ ایک ڈھیر جمع ہو گیا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر غبار جمع ہو گیا، اصحاب میں سے لوگ آتے اور عرض کرتے ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ وزنی پتھر ہمیں دے دیں ہم پہنچا دیتے ہیں، مگر آپ ﷺ فرماتے نہیں تم کوئی دوسرا پتھر اٹھا لو۔ [2]

مسجد قبا کو بارگاہ الٰہی میں ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ اس کی رفعت و عظمت شان کا تذکرہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا

... لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ ... ﴿١٠٨﴾ [3]

ترجمہ: جو مسجد اوّل روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی۔ [4]

مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا، اس کا مینار غالباً عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے بنوایا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تین دن کے بعد مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور قبا پہنچ کر کلثوم بن الہدم ہی کے ہاں قیام پذیر ہوئے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ كان خروجه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من قباء يوم الجمعة، فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ وَقَالُوا: ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے روانگی سے پہلے بنو نجار کو بلا بھیجا اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز قبا سے روانہ ہوئے، وہ سویرے سویرے گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ دونوں اطمینان کے ساتھ مدینہ چلئے ہم آپ کی اطاعت کریں گے، چنانچہ اسی روز کافی دن چڑھے آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَه

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قباء سے آپ کی روانگی کا منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے، رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف

---

[1] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ١٩٧/١،الروض الانف ٢٥٤/٤، إمتاع الأسماع ٧١/١٠

[2] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ١٩٧/١

[3] التوبة ١٠٨

[4] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ١٩٥/١

فرماہیں جبکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنو نجار کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہتھیاروں سے گھیر رکھا ہے۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ روانگی کے کچھ ہی دنوں بعد کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے۔

بنو سالم بن عوف کی بستی میں خطبہ جمعہ:

فأتى مسجدهم الذي في الوادي وادي رانوناء وأدركته صلاة الجمعة فصلى بهم هنالك، وكانوا مائة رجل، فَكَانَتْ أَوَّلَ جُمُعَةٍ صَلَّاهَا بِالْمَدِينَةِ

راستے میں جب آپ بنو سالم بن عوف کے علاقہ وادی رانوناء کے مقام پر پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت آ گیا یہاں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اقامت پذیر تھے جنہوں نے نماز کے لئے ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو آدمیوں کے ہمراہ ان کی مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی مدینہ منورہ میں یہ پہلی نماز جمعہ پڑھی گئی۔ (۲)

حتى أدركته الجمعة في بني سالم، فصلى في بطن الوادي الجمعة وادي ذي صلب

ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ بنو سالم کے علاقہ وادی ذی صلب میں جمعہ کا وقت ہو گیا۔ (۳)

امام ابن زبالہ رحمہ اللہ الغبیب میں جمعہ پڑھنا بیان کرتے ہیں بظاہر ان روایات میں تعاد معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ذی صلب اور رانوناء دونوں نالوں کا پانی مسجد الغبیب کے مقام پر اکٹھا ہوتا تھا اس لیے تینوں روایات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد جمعہ والی جگہ ہی قبیلہ بنو سالم میں نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔

فَكَانَتْ أَوَّلَ جُمُعَةٍ صَلَّاهَا بِالْمَدِينَةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ (۴)

بعد میں اس مقام پر بنائی جانے والی مسجد کا نام مسجد الغبیب ،مسجد الوادی اور مسجد جمعہ مشہور ہوا، اس مسجد کی اولین تعمیر کنندگان میں امیر مدینہ عبدالصمد العباسی بھی تھا جسے خلیفہ مہدی عباسی نے ۱۵۹ ہجری ۷۷۶ ء میں معزول کر دیا تھا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبیلے میں خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور توشہ آخرت پر لوگوں کو ابھارا، اللہ عزوجل کی خوب حمد و ثنا بیان فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ خطبہ بیان فرمایا

امابعد! الْحَمْدُ لِلَّهِ أَحْمَدُهُ، وَأَسْتَعِينُهُ، وَأَسْتَغْفِرُهُ وَأَسْتَهْدِيهِ، وَأُومِنُ بِهِ وَلَا أَكْفُرُهُ، وَأُعَادِي مَنْ يَكْفُرُهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا

---

(۱) صحیح بخاری كتاب الصلوٰة بَابٌ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ ۴۲۸، صحیح مسلم كتاب المساجد باب ابتنا مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۷۳، البداية والنهاية ۲۶۱/۳، ابن سعد ۱۸۱/۱، وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱۹۸/۱

(۲) اخبار مدینة ۸۵/۱

(۳) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱۹۵/۱

(۴) ابن ہشام ۴۹۶/۱

إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى، وَالنُّورِ، وَالْمَوْعِظَةِ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَقِلَّةٍ مِنَ الْعِلْمِ، وَضَلَالَةٍ مِنَ النَّاسِ، وَانْقِطَاعٍ مِنَ الزَّمَانِ، وَدُنُوٍّ مِنَ السَّاعَةِ، وَقُرْبٍ مِنَ الْأَجَلِ، مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى وَفَرَّطَ، وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا، وَأُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، فَإِنَّهُ خَيْرُ مَا أَوْصَى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ أَنْ يَحُضَّهُ عَلَى الْآخِرَةِ، وَأَنْ يَأْمُرَهُ بِتَقْوَى اللهِ، فَاحْذَرُوا مَا حَذَّرَكُمُ اللهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَلَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ نَصِيحَةً، وَلَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ ذِكْرَى، وَإِنَّهُ تَقْوَى لِمَنْ عَمِلَ بِهِ عَلَى وَجَلٍ وَمَخَافَةٍ،

الحمد للہ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے طالب امداد ہوں اس سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور اسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں، میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے وجود سے انکار نہیں کرتا، میں کفر کرنے والے کا دشمن ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے، محمد (ﷺ) اس کا بندہ اور رسول ہے جسے اس نے دوسرے رسولوں کی طرح دنیا کی ہدایت، دین حق کی تبلیغ اور زمین پر روشنی پھیلانے اور بندگان خدا کی پند و موعظت کے لئے بھیجا ہے تا کہ انہیں علم، انسان کی گمراہی، دنیا سے رحلت، قرب قیامت اور قرب اجل کے بارے میں بتایا جائے، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ رشید ہے اور جس نے ان سے منہ موڑ کر راہ معصیت اختیار کی وہ ہمیشہ کے لئے پست ترین قعر مذلت وضلالت میں گرا، میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، یہ وہ بھلائی ہے جو آخرت تک ہر مسلمان کو مسلمان بنائے رکھتی ہے، مسلمان دوسروں کو تقویٰ کا حکم اور اس کے نفس کی اطاعت سے روکتا ہے جس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہے نہ اس سے میرا کوئی ذکر ہے، تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کیا جائے اور اس (کے عذاب) سے ڈرا جائے،

وعون صدق على مَا تَبْتَغُونَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ، وَمَنْ يُصْلِحِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ مِنْ أَمْرِ السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ لَا يَنْوِي بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ يَكُنْ لَهُ ذِكْرًا فِي عَاجِلِ أَمْرِهِ وَذُخْرًا فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، حِينَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ إِلَى مَا قَدَّمَ، وَمَا كَانَ مِنْ سِوَى ذَلِكَ يَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا، **وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَاللهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ.**

امر آخرت کی صداقت جلد ظاہر ہونے والی ہے، جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین بھلائی کا خواہش مند ہے وہ بظاہر اور بباطن اس کے حکم پر عمل کرتا ہے جس کی مدت کچھ بہت زیادہ نہیں ہے ''اپنے نفس کی اطاعت سے پرہیز کرو، اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔''

وَالَّذِي صَدَقَ قَوْلُهُ، وَأَنْجَزَ وَعْدَهُ، لَا خُلْفَ لِذَلِكَ، فَإِنَّهُ يَقُولُ تَعَالَى: **مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ**، وَاتَّقُوا اللهَ فِي عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَآجِلِهِ، فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ، وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا، **وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا**، وَإِنَّ تَقْوَى اللهِ تُوَقِّي مَقْتَهُ، وَتُوَقِّي عُقُوبَتَهُ، وَتُوَقِّي سَخَطَهُ، وَإِنَّ تَقْوَى اللهِ تُبَيِّضُ الْوَجْهَ وَتُرْضِي الرَّبَّ وَتَرْفَعُ الدَّرَجَةَ، خُذُوا بِحَظِّكُمْ،

جو شخص قول کا سچا اور ایفائے عہد میں پکا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے ''میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔'' پوشیدہ وعلانیہ ہر حال میں اپنے رب سے ڈرتے رہنا ''جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیوں کو اس سے دُور کر دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا۔'' اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اس نے بڑی کامیابی حاصل کی، جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بغض اور اس کی عقوبت کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی تکلیف بھی دور کر دیتا ہے، اللہ کا تقویٰ (خوف) چہرے کو روشن کر دیتا ہے اور متقی

سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے، (پس) اس سلسلے میں اپنے فائدے کی بات لے لو

وَلَا تُفَرِّطُوا فِي جَنْبِ اللهِ، قَدْ عَلَّمَكُمُ اللهُ كِتَابَهُ، وَنَهَجَ لَكُمْ سَبِيلَهُ; لِيَعْلَمَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلِيَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ، فَأَحْسِنُوا كَمَا أَحْسَنَ اللهُ إِلَيْكُمْ، وَعَادُوا أَعْدَاءَهُ،وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَسَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ، وَيَحْيَا مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَأَكْثِرُوا ذِكْرَ اللهِ وَاعْمَلُوا لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، فَإِنَّهُ مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ، يَكْفِهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، ذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ يَقْضِي عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُونَ عَلَيْهِ، وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ، اللهُ أَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اس کی طرف بھی افراط کا خیال ترک کر دو کیونکہ اس نے تمہیں اپنی کتاب مقدس کا علم بخشا ہے تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا طریقہ اختیار کریں تا کہ سچے اور جھوٹے لوگوں میں امتیاز کر سکیں، بھلائی کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے اور اللہ کے دشمنوں سے عداوت رکھو اور اس کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے، وہی ہے جس نے تمہیں منتخب فرما کر مسلمان بنایا تا کہ جو ہلاک ہو تو اسے معلوم ہو اور جو زندہ رہے اسے بھی معلوم ہو، قوت ہے فقط اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو وہی آخرت میں موت کے بعد تمہارے کام آئے گا، بندوں کی اصلاح اور ان کی اصلاح کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کسی بات کا تقاضا کر سکتا ہے بندے اس سے کسی بات کا تقاضا نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا زور اپنے بندوں پر ہے ان کا اللہ تعالیٰ پر کوئی زور نہیں، بندے اللہ کی ملکیت ہیں، اللہ بندوں کی ملکیت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور تمام قوتیں اور طاقتیں اسی کی طرف سے ہیں [1]

ایک روایت میں یہ خطبہ منقول ہے۔

أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللهِ لَيُصْعَقَنَّ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ، ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ لَيْسَ لَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهُ دُونَهُ -: أَلَمْ يَأْتِكَ رَسُولِي فَبَلَّغَكَ؟ وَآتَيْتُكَ مَالًا؟ وَأَفْضَلْتُ عَلَيْكَ؟ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ؟ فَيَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَا يَرَى شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ قُدَّامَهُ فَلَا يَرَى غَيْرَ جَهَنَّمَ ،فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ، فَإِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرَ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

لوگو! اپنی ذات حیثیت پر پہلے غور کرو، اللہ تمہیں بتاتا ہے اور پھر تم سے پوچھتا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر اس کے حکم سے بجلی گر پڑے تو کیا اس کے بعد اس کے بکریوں کے گلے کو بلانے والا اور چرواہا کوئی ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی تمہارا ترجمان ہے اور نہ کوئی تمہارا پردہ پوش، وہ تم سے یہ بھی فرماتا ہے کہ کیا اس نے تمہاری ہدایت کے لئے اپنا رسول نہیں بھیجا؟ کیا اس نے تمہیں مال و دولت نہیں دی؟ کیا اس نے تم پر اپنا فضل نہیں کیا؟ پھر تم اپنے نفس کی پیروی پر کیوں مائل ہو؟ ایسا کرو گے تو پھر اگر تم اپنے دائیں بائیں دیکھو گے تو تمہیں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور اگر نیچے نظر ڈالو گے تو آتش جہنم کے سوا کچھ نہ دیکھ سکو گے، پس جو اپنے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچانے کی استطاعت رکھتا ہے

[1] البداية والنهاية۲۵۹،۳، تاريخ طبرى ۳۹۵، ۳۹۴،۲ ،تفسير القرطبى ۹۸، ۹۹، ۱۸ ، المواهب الدينة ۲۷۵، ۲۷۴، ۳،السيرة النبوية لابن كثير۳۰۰،۲

وہ بچائے گو اسے آدھی کھجور ہی دے کر نہ بچانا پڑے، کاش تم ایک لمحے کے لئے اس پر غور کر کے اعمال صالح کی طرف آؤ گے تو تمہارے لئے ایک ہی بہتر راستہ ہے یعنی کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ، اعمال حسنہ کا تجزیہ کرنے کے لئے دس سے لے کر سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ضرب در ضرب بے شمار مثالیں ہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ثُمَّ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً أُخْرَى، فَقَالَ: إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ، نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ، وَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ، إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَأَبْلَغُهُ، أَحِبُّوا مَنْ أَحَبَّ اللهَ، أَحِبُّوا اللهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ، وَلَا تَمَلُّوا كَلَامَ اللهِ وَذِكْرَهُ، وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوبُكُمْ، فَإِنَّهُ مِنْ كُلِّ يَخْتَارُ اللهُ وَيَصْطَفِي، فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهُ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَخِيَرَتَهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيثِ، وَمِنْ كُلِّ مَا أُوتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، فَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتَّقُوهُ حَقَّ تُقَاتِهِ، وَاصْدُقُوا اللهَ صَالِحَ مَا تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ، وَتَحَابُّوا بِرَوْحِ اللهِ بَيْنَكُمْ، إِنَّ اللهَ يَغْضَبُ أَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اس جمعے کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا الحمد للہ! میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے امداد طلب کرتا ہوں، ہم اپنے نفس کے فتنوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اللہ جس کو گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں) سب سے بہتر کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) ہے، اس نے فلاح پائی جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ نے زینت بخشی اور اسے کفر کے بعد اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے اختیار بخشا کہ وہ ہدایات اسلام کے علاوہ دنیا کے تمام انسانوں کی باتوں کو رد کر دے، کلام الٰہی سب سے زیادہ بہتر (یعنی شریں) کلام ہے، اس کی تبلیغ کرو، جسے اللہ چاہے اسے تم بھی چاہو، اللہ کو اپنے دل کی تمام گہرائیوں سے چاہو، اللہ کے کلام اور اس کے ذکر کو نہ الٹ پلٹ کرو نہ اپنے قلوب میں اس کی کمی آنے دو جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار بخشا اور اس کے قلب کو مصفا بنایا اس نے (گویا) اس کے اعمال کو بھی نیک بنایا اور اپنے تمام بندوں میں اسے بھلائی کے لئے چن لیا، بہترین بات یہ ہے کہ کوئی دوسروں کو حرام وحلال میں فرق کرنا سکھائے، اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، تقویٰ کو اتنا اختیار کرو جتنا اس کا حق ہے، جو کچھ منہ سے نکالو (یعنی جو بات کرو) اس میں اللہ کو حاضر وناظر جان کر صداقت کا سب سے زیادہ خیال رکھو، آپس میں جو معاہدہ کرو اسے روح خداوندی جان کر پورا کرو کیونکہ جو معاہدات پورے نہیں کرتے ان سے اللہ ناراض ہوتا ہے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [1]

عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْوَادِ الْمِنْبَرِ يَقُولُ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنَّهَا تُقِيمُ الْعَوَجَ، وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السَّوْءِ، وَتَقَعُ مِنَ الْجَائِعِ مَوْقِعَهَا مِنَ الشَّبْعَانِ

مسید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یں نے اس منبر کی لکڑیوں پر رسول اللہ ﷺ کو یہ خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے کہ لوگو! آتش دوزخ

---

[1] البداية والنهاية ۳٫۲۶۰، الروض الانف ۴٫۲۳۹، ابن ہشام ۱٫۵۰۰

سے بچو گو آدھی کھجور سے ہی ہو، یعنی مال نہ ہو تو آدھی کھجور ہی اللہ کی راہ میں دے دو تا کہ وہی جہنم سے بچاؤ کا سبب بن جائے، یاد رکھو صدقہ تمام کجی اور کمی دور کر دیتا ہے، اس سے موت کی برائی اور بدی دفع ہو جاتی ہے اور وہ بھوکے سے اسی جگہ واقع ہوتا ہے جو اس کی جگہ آسودہ سے ہے۔[1]

یثرب میں آمد:

نماز جمعہ کے بعد آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی تا کہ آپ اپنے ارادہ اور اختیار سے مہار کو کسی جانب حرکت نہ دیں اور نہ اپنی طرف سے کسی مخصوص مکان میں اترنے کا عندیہ دیں تا کہ انصار کے دلوں میں کوئی رنجش پیدا نہ ہو، اور وہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ ﷺ کا اپنا کوئی ارادہ نہیں بلکہ جہاں اللہ کا حکم ہو گا آپ ﷺ وہیں اتریں گے، مدینہ منورہ میں خوشی کے شادیانے بجائے جا رہے تھے، ہر طرف یہی چرچا تھا کہ اللہ کے نبی آ رہے ہیں، لوگ بلندیوں پر چڑھ کر نظارہ کر رہے تھے، بہت سے مرد و عورت گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے، لڑکے اور خادم راستوں میں پھیل گئے، اہل مدینہ ایسے خوش تھے کہ اس سے پہلے ایسے خوش کبھی نہ ہوئے تھے، ان کی بچیاں خوشی سے دف بجا کر یہ ترانہ گانے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعْ

چودھویں رات کے چاند نے ثنیات الوداع سے ہم پر طلوع کیا ہے

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعْ

ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے

أيها المبعوث فينا جئت بالأمر المطاع

وہ جو ہم میں پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ایسے امور لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت فرض ہے۔[2]

اور جب اونٹنی بنو نجار (جو آپ ﷺ کے ننہالی قرابت دار ہیں) میں پہنچی تو معصوم بچیاں دف بجا بجا کر یہ گاتی تھیں۔

نحن جوار من بني النجار يا حبذا محمد من جار

ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں محمد ﷺ کیا ہی اچھے پڑوسی ہیں

فقال رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أتحببناني؟قلن: نعم يا رَسُولَ اللهِ،فقال: والله وأنا أحبكن، قالها ثلاثاوفي رواية:يعلم الله إني أحبكن

آپ ﷺ نے ان لڑکیوں سے فرمایا کیا تم مجھے چاہتی ہو؟ وہ بولیں ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں بھی

---

[1] مسند أبي يعلى الموصلى ٨٥

[2] دلائل النبوة للبيهقى ٢/٥٠٧، شرف المصطفىٰ ٢/٣٤٧، السيرة النبوية لابن كثير ٢/٢٦٩، الخصائص الكبرىٰ ١/٣١٣، المواهب الدينة ١/١٨٥، السيرة الحلبية ٢/٧٤، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ٣/٢٧١

تم کو چاہتا ہوں، تین بار یہ فرمایا اور بعض روایات میں ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں بھی تم کو چاہتا ہوں۔ ⁽¹⁾

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں کو اس قدر کبھی بھی فرحت وخوشی نہ ہوئی جس قدر آپ کی تشریف آوری کے باعث ہوئی۔ ⁽²⁾

تفرّق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون جاء محمد جاء رَسُولَ اللهِ

بچے اور لونڈیاں راستوں میں پھیل گئے اور اللہ کے رسول کی تشریف آوری کا اعلان کرنے لگے۔ ⁽³⁾

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُومِهِ فَرَحًا بِذَلِكَ، لَعِبُوا بِحِرَابِهِمْ

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو حبشیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی مسرت میں نیزہ بازی کے کرتب دکھائے۔ ⁽⁴⁾

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِيَ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن تھا اور جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وز ہر چیز تاریک تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں رکھ کر مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑنے پائے تھے کہ اپنے دلوں میں تغیر پاتے تھے۔ ⁽⁵⁾

فرط مسرت سے ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر یہ الفاظ تھے

جَاءَ نَبِيُّ اللهِ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

الغرض جس قدر راونٹنی آہستہ آہستہ چل رہی تھی اور انصار کی نگاہیں فرش راہ بنی ہوئی تھیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے سلسلہ میں باہم جھگڑ رہے تھے، ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاں قیام فرمائیں، اسے خدمت کا موقعہ عنایت فرمائیں، جب اونٹنی کسی کے گھر کے سامنے سے گزر جاتی تو وہ حسرت سے اونٹنی کے نقش پا کو دیکھتا رہ جاتا، بنی سالم نے جوش محبت وعقیدت میں اپنی قسمت کو سنوانے کے لئے اونٹنی کی مہار پکڑنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

⁽¹⁾ وفاءُ الوفاءُ بااخبار دار المصطفیٰ ۱/۲۰۴

⁽²⁾ صحیح بخاری کِتَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ ۳۹۲۵

⁽³⁾ تاریخ الخمیس ۱/۳۴۲

⁽⁴⁾ سنن ابوداود کِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِنَاءِ ۴۹۲۳

⁽⁵⁾ سنن ابن ماجه كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۶۳۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۱۸

دَعُوهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ إِنَّمَا أُنْزِلُ حَيْثُ أَنْزَلَنِي اللهُ تَعَالَى

اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے یہ وہاں تک جائے گی جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ (۱)

بنی الحارث بن الخزرج سے سعد بن ربیع نے روکا تو فرمایا

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (۲)

بنی عدی کے خارجہ بن زید نے روکا تو فرمایا

خلوا الناقة فإنها مأمورة

اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (۳)

ابوسلیط اسیدہ بن خارجہ نے قسمت آزمانی چاہی تو فرمایا

خَلُّوا زِمَامَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی مہار چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (۴)

دَعُوا النَّاقَةَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (۵)

حَتَّى إِذَا أَتَتْ دَارَ بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، بَرَكَتْ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مِرْبَدٌ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، وَهُمَا فِي حِجْرِ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ، سَهْلٍ وَسُهَيْلٍ ابْنَيْ عَمْرٍو. فَلَمَّا بَرَكَتْ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا لَمْ يَنْزِلْ، وَثَبَتَ فَسَارَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ لَهَا زِمَامَهَا لَا يَثْنِيهَا بِهِ، ثُمَّ الْتَفَتَتْ إِلَى خَلْفِهَا، فَرَجَعَتْ إِلَى مَبْرَكِهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَبَرَكَتْ فِيهِ

اس طرح چلتے چلتے ہوئے اونٹنی ایک جگہ بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی تعمیر ہے مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ابھی اترے نہیں تھے کہ وہ کھڑی ہو گئی اور پھر تھوڑی دور ادھر ادھر چل کر پہلی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن زمین پر ڈال دی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نیچے اتر آئے، سب انصار نے سمجھ لیا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت کی یہ سعادت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عنایت فرمائی ہے، یہ عبد المطلب کی ننھال یعنی بنو نجار کا محلہ تھا۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خَيْرُ دُورِ الأَنْصَارِ، بَنُو النَّجَّارِ

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲،۵۰۱

(۲) ابن سعد ۱،۱۷۹، ابن ہشام ۱،۴۹۴، الروض الانف ۴،۱۵۷، عیون الآثر ۱،۲۲۳، البداية والنهاية ۳،۲۴۲

(۳) شرف مصطفیٰ ۲،۴۵۰

(۴) تاریخ طبری ۲،۳۹۶

(۵) البداية والنهاية ۳،۲۴۴

ابواسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجار کا گھرانہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ ہے۔ (۱)

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:فَتَنَازَعُوا أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَنْزِلُ عَلَى بَنِي النَّجَّارِ، أَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنونجار کے ہاں اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں۔ (۲)

جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی سے اترے،ابوایوب رضی اللہ عنہ خالد بن زید بن کلیب خزرجی رضی اللہ عنہ جلدی سے آپ کا کجاوہ اتارا اور اٹھا کر اپنے گھر لے گئے

فَقَالَ: الْمَرْءُ مَعَ رَحْلِهِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی وہاں اترتا ہے جہاں اس کا پالان ہوتا ہے۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:فَقَالَ نَبِيَّ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ؟ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: يَا نَبِيَّ اللهِ هَذِهِ دَارِي وَهَذَا بَابِي، فَقَالَ: اذْهَبْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلا. قَالَ: فَذَهَبَ فَهَيَّأَ لَهُمَا مَقِيلا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ هَيَّأْتُ لَكُمَا مَقِيلا. قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ فَقِيلا

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے رشتہ داروں میں کس کا گھر قریب ہے؟ابوایوب رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا گھر قریب ہے اور یہ میرے گھر کا دروازہ ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندر جاؤ اور آرام کے لئے جگہ بناؤ،وہ گئے اور انہوں نے دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کی پھر آئے اور عرض کی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!میں نے آپ دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کر دی ہے اللہ کی برکت سے اٹھیں اور آرام فرمائیں۔ (۴)

الغرض آپ اپنی ننھال میں ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ایک مکان کی جانب اتر گئے اور ان کے گھر والوں سے باتیں کرتے رہے،

وَجَاءَ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ فَأَخَذَ بِزِمَامِ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ عِنْدَهُ

اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ انصاری کو علم ہوا تو وہ اونٹنی کی مہار پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اس کے چارہ دانہ کا بندوبست فرماتے رہے۔ (۵)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے بارے میں روایت ہے

وكان معه أربعمائة عالم،فتعاقدوا على ألايخرجوا منها فسألهم تبع عن سر ذلك، فقالوا :إنا نجد في كتبنا أن نبيا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ فَضْلِ دُورِ الأَنْصَارِ۳۷۸۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الذهد بَابٌ فِي حَدِيثِ الْهِجْرَةِ وَيُقَالُ لَهُ حَدِيثُ الرَّحْلِ بِالْحَاءِ عن براء بن عازب۷۵

(۳) عیون الاثر۲۲۵/۱،تاریخ طبری۳۹۶/۲،ابن سعد ۱۸۳/۱

(۴) ابن سعد۱۸۲/۱

(۵) ابن سعد۱۸۳/۱

اسْمُهُ مُحَمَّد هذه دار مهاجره؛ فنحن نقيم لعل أن نلقاه، فأراد تبع الإقامة معهم، ثم بنى لكل واحد من أولئك دارا واشترى له جارية وزوجها منه وأعطاه مالا جزيلا، وكتب كتابا فيه إسلامه، ومنه:

جب تبع شاہ یمن کا مدینہ منورہ سے گزر ہوا تو اس وقت اس کے ہمراہ چار سو تورات کے عالم تھے ان سب نے بادشاہ سے گزارش کی کہ انہیں اس جگہ رہنے کی اجازت دے دے، شاہ تبع نے وہاں رہنے کا سبب دریافت کیا، علمائے تورات کہنے لگے ہم اپنے صحیفوں میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک نبی پیدا ہوگا جس کا نام احمد ہوگا اور اس جگہ وہ ہجرت کر کے آئے گا ہم یہاں اس لیے رہنا چاہتے ہیں شاید ہم ان سے مل سکیں، بادشاہ نے علماء کی درخواست قبول کر لی اور انہیں مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت دے دی، اور ان سب کے لئے رہائشی مکانات تیار کرائے اور انہیں بہت سامال عطا کیا ایک اور مکان خاص نبی آخر الزماں کے بھی تیار کرایا تا کہ جب وہ نبی ہجرت کر کے یہاں آئیں تو اس مکان میں قیام فرمائیں، پھر ایک خط لکھا جس میں اپنے اسلام اور اشتیاق دیدار کا ان الفاظ میں ذکر کیا

شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ رَسُولٌ مِنَ اللهِ بَارِي النَّسَمْ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے رسول برحق ہیں

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِي إِلَى عُمْرِهِ لَكُنْتُ وَزِيرًا لَهُ وَابْنَ عَمْ

اگر میری عمر نے وفا کی اور ان کی آمد تک اللہ نے زندگی بخشی تو میں ان کا معین و مددگار بنوں گا

تفسیر ابن کثیر میں یہ شعر بھی ہے۔

وَجَاهَدْتُ بِالسَّيْفِ أَعْدَاءَهُ وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهِ كُلَّ غَمْ

اور ان کے دشمنوں کے خلاف تلوار سے جہاد کروں گا اور ان کے تمام غم دور کر دوں گا

تفسیر البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید میں یہ شعر بھی ہیں۔

وأَلْزَمتُ طَاعَتَه كَلَّ مَن عَلَى الأَرْضِ، مِنْ عُرْبٍ وعَجَمْ

اور میں یہ عزم کرتا ہوں کہ عرب وعجم کے سارے لوگوں کو آپ کی اطاعت پر مجبور کروں گا

ولكِن قَوْلي له دَائماً سَلاَمٌ عَلَى أحمد فى الأمم

لیکن میں ان کے لیے ہمیشہ یہی کہوں گا کہ امتوں کے سردار احمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر سلام ہو

وختمه بِالذَّهَبِ ودفعه إلى كبيرهم، وسأله أن يدفعه إلى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إن أدركه، وإلا فمن أدركه من ولده أو ولد ولده، وبنى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دارا لينزلها إذا قدم المدينة، فتداول الدار الملاك إلى أن صارت لأبي أيوب وهو من ولد ذلك العالم،وأَهْلِ الْمَدِينَةِ الذين نصروه كلهم من أولاد أولئك الْعُلَمَاء،ويقال: إن الكتاب الذي فيه الشعر كان عند أبي أيوب حين نزل عليه النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدفعه له

اور اس خط پر اپنی مہر لگا کر ایک بڑے عالم کے سپرد کر دیا کہ اگر تم نبی آخر الزماں کا زمانہ پاؤ تو میرا یہ خط انہیں پیش کر دینا اگر تمہارے زمانہ میں وہ نہ آئیں تو یہ خط اپنی اولاد کے سپرد کر کے وصیت کر دینا اور وہ اپنی اولاد کو وصیت کریں، ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اسی عالم کی اولاد میں سے

ہیں اور یہ وہی مکان تھا جو تبع شاہ یمن نے نبی آخر الزماں کے لئے بنوایا تھا اور باقی انصار بھی انہیں علماء کی اولاد میں سے ہیں جو مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب خیر الخلائق سید الاولین وآخرین ﷺ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر فروکش ہوئے تو انہوں نے تبع شاہ یمن کا مہر شدہ نامہ رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دیا تھا۔[1]

شیخ زین الدین مراغی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر یہ کہنا بجا نہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر نہیں بلکہ اپنے ہی مکان پر اترے تھے۔

بہرحال ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ وہ مکان کی دوسری منزل پر قیام فرمائیں اور ان کے گھر والے نیچے والے حصہ میں رہیں تاکہ بالاخانہ میں ان کے گھر والوں کی نقل وحرکت سے آپ ﷺ کو کسی قسم کی بے آرامی نہ ہو، ساتھ ہی ان کے دل میں یہ بھی خیال تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ مکان میں نیچے رہے اور وہ بالاخانہ میں رہے تو رسول اللہ ﷺ کی شان میں یہ بڑی بے ادبی ہوگی، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس خیال سے کہ دین سیکھنے کے لئے ان کے پاس لوگوں کی آمد ورفت رہے گی اگر انہوں نے بالاخانہ میں قیام فرمایا تو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو وقت بے وقت اس آمد ورفت سے بڑی پریشانی ہوگی اس لئے آپ ﷺ نے بالاخانے کے بجائے نیچے رہنا زیادہ پسند کیا تاکہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر والے ایک طرف ہی رہیں اور انہیں کوئی پریشانی نہ ہو، تعمیل حکم میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بالاخانہ پر منتقل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ پہلی منزل میں قیام پذیر ہوئے،

وَكُنَّا نَصْنَعُ لَهُ الْعَشَاءَ، ثُمَّ نَبْعَثُ بِهِ إِلَيْهِ، فَإِذَا رَدَّ عَلَيْنَا فَضْلَهُ تَيَمَّمْتُ أَنَا وَأُمُّ أَيُّوبَ مَوْضِعَ يَدِهِ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نَبْتَغِي بِذَلِكَ الْبَرَكَةَ،حَتَّى بَعَثْنَا إِلَيْهِ لَيْلَةً بِعَشَائِهِ وَقَدْ جَعَلْنَا لَهُ بَصَلًا أَوْ ثُومًا، فَرَدَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ أَرَ لِيَدِهِ فِيهِ أَثَرًا،قَالَ: فَجِئْتُهُ فَزِعًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، رَدَدْتَ عَشَاءَكَ، وَلَمْ أَرَ فِيهِ مَوْضِعَ يَدِكَ، وَكُنْتَ إِذَا رَدَدْتَهُ عَلَيْنَا، تَيَمَّمْتُ أَنَا وَأُمُّ أَيُّوبَ مَوْضِعَ يَدِكَ، نَبْتَغِي بِذَلِكَ الْبَرَكَةَ، قَالَ:إِنِّي وَجَدْتُ فِيهِ رِيحَ هَذِهِ الشَّجَرَةِ، وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي، فَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُلُوهُ. قَالَ: فَأَكَلْنَاهُ، وَلَمْ نَصْنَعْ لَهُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روزانہ وقت پر کھانا تیار کرا کر خدمت اقدس میں پیش کر دیتے، آپ جتنا کھانا چاہتے تناول فرماتے اور باقی جو بچ جاتا واپس گھر میں بھجوا دیتے، بعد میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رضی اللہ عنہا برتن پر رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات دیکھتے اور تبرکاً وہیں سے کھانا تناول کرتے، ایک مرتبہ کھانے کو اچھا بنانے کے لئے اس میں پیاز اور لہسن کو شامل کر دیا مگر آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول نہ فرمایا اور سارا کھانا واپس کر دیا، جب دونوں میاں بیوی کھانے کے لئے بیٹھے تو دیکھا برتن پر رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں جس سے انہیں علم ہو گیا کہ آپ ﷺ نے کھانا نہیں کھایا، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ گھبرا کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کھانے کے برتن پر آپ کی انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں، میں اور میری اہلیہ برکت حاصل کرنے کے لئے قصداً برکت کے لیے انہیں انگلیوں کے نشانات سے ہی کھاتے تھے، بعدہٗ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کھانے میں پیاز اور لہسن کی بو محسوس کی اس لئے واپس کر دیا چونکہ میں جبرائیل علیہ السلام سے ہم کلام ہوتا ہوں، اس لئے پیاز اور لہسن کھانے سے احتراز کرتا ہوں تم کھاؤ،

---

[1] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱۵۰/۱

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کبھی ہم نے پیاز اور لہسن کو کھانے میں شامل نہیں کیا۔ (1)

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ اوپر دبے پاوں چلتے تا کہ ان کے پیروں کی دھمک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں کچھ خلل نہ پڑے

وَكُنَّا فَوْقَهُ فِي الْمَسْكَنِ فَلَقَدْ انْكَسَرَ حُبٌّ لَنَا فِيهِ مَاءٌ فَقُمْتُ أَنَا وَأُمُّ أَيُّوبَ بِقَطِيفَةٍ لَنَا، مَا لَنَا لِحَافٌ غَيْرُهَا، نُنَشِّفُ بِهَا الْمَاءَ، تَخَوُّفًا أَنْ يَقْطُرَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَيْءٌ فَيُؤْذِيَهُ

ایک مرتبہ بالاخانہ میں کسی طرح پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا گھر میں سوائے ایک رضاعی کے اور کوئی کپڑا نہ تھا خطرہ ہوا کہ پانی نیچے نہ پہنچ جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو اس لیے ہم نے جلدی سے اس رضاعی کو اٹھا کر پانی پر ڈال دیا تا کہ پانی اس میں جذب ہو جائے، جب کچھ پانی جذب ہو جاتا اسے ایک طرف نچوڑ لیتے، اس طرح انہوں نے سارا پانی صاف کر دیا۔ (2)

قرآن مجید کی کتابت:

مکہ مکرمہ میں پڑھنے اور لکھ سکنے والے لوگ نہ ہونے کے برابر تھے مگر مدینہ منورہ میں یہودیوں کے بیت المدارس کی وجہ سے انصار میں سے بہت سے لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرما کر پہنچے تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کی باقاعدہ کتابت پر مقرر فرمایا۔ (3)

بیت المدارس کے علماء کا مشورہ:

حَتَّى إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ الْمَدَارِس فَفَسَّرَهُ فِي الْمَطَالِعِ بِالْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ التَّوْرَاةُ

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو یہودیوں کے علماء اپنے مدرسے (بیت المدارس) میں جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر سوالات کرنے چائیں۔ (4)

اس طرح بہت سے علماء اور یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں کئی لوگوں نے اسلام قبول کر کے خود کو عذاب جہنم سے آزاد کرا لیا اور کئی نے بغض وحسد میں مبتلا ہو کر جہنم کا طوق خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں ڈال لیا۔

خادم رسول:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ: التَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي، فَأَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى

(1) ابن ہشام ۴۹۶/۱، الروض الانف ۱۶۶/۴، البدایة والنهایة ۲۴۶/۳، السیرة النبوة لابن کثیر ۲۷۷/۲
(2) ابن ہشام ۴۹۶/۱، مستدرک حاکم ۵۹۳۹، الروض الانف ۱۶۵/۴، السیرة النبوة لابن کثیر ۲۷۷/۲
(3) صحیح بخاری کتاب فضائل القران بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن زیدبن ثابت ۴۹۸۹
(4) فتح الباری ۳۱۸/۱۲

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ،قَالَ:فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالحَضَرِ، مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟ وَلاَ لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی خادم نہیں تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کوئی لڑکا تم اپنے لڑکوں میں سے تلاش کر دو جو میرا کام کر دیا کرے،ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے باپ) نے انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی سواری پر بٹھایا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لڑکا بڑا سمجھدار ہے یہ آپکی خدمت کیا کرے گا،انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (مسلسل دس سال تک) سفر وحضر میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی،لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی ان سے کسی کام کا کہا تو کبھی ان سے یہ نہیں پوچھا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا اور جس کام کو نہیں کیا تو سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔[1]

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ، مَقْدَمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ، فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا میں اس وقت دس سال کا تھا میری والدہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ترغیب دیتی تھیں۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی خلیق تھے،

قَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ،فَقُلْتُ: وَاللهِ لَا أَذْهَبُ، وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ،فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي،قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ:يَا أُنَيْسُ أَذَهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ؟قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا أَذْهَبُ، يَا رَسُولَ اللهِ

اس بارے میں انس رضی اللہ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ملنسار تھے،ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے لئے بھیجا،میں نے کہا اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا مگر دل میں خیال تھا کہ جس کام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہاں جاؤں گا،چنانچہ میں گھر سے نکلا اور بازار میں بچوں کا کھیل دیکھنے لگا اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آ کر میری گردن پکڑ لی،میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے،رسول اللہ نے فرمایا اے انیس رضی اللہ عنہ! تم وہاں گئے جہاں میں نے جانے کا حکم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایابَابُ اسْتِخْدَامِ اليَتِيمِ فِي السَّفَرِ وَالحَضَرِ، إِذَا كَانَ صَلاَحًا لَهُ، وَنَظَرِ الأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ ۲۷۶۸،وکتاب الادب بَابُ حُسْنِ الخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ البُخْلِ۶۰۳۸،وکتاب الاطعمتہ بَابُ الحَيْسِ۵۴۲۵،وکتاب الدیات بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا۶۹۱۱،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ، وَدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِالْبَرَكَةِ، وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا، وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا، وَبَيَانِ حُدُودِ حَرَمِهَا۳۳۲۱

[2] صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ الوَلِيمَةُ حَقٌّ۵۱۶۶

دیا تھا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ابھی جاتا ہوں۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ غُلاَمًا لِيَهُودَ، كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (۲)

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ مدینہ منورہ کے حدود قائم کر کے اس کو حرم قرار دے دیا

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ المَدِينَةِ ذَا الحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّأْمِ الجُحْفَةَ

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نجد والوں کے لئے قرن، مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفہ (میقات) مقرر کیا ہے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ المَدِينَةِ ذَا الحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّأْمِ الجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ المَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ اليَمَنِ يَلَمْلَمَ، هُنَّ لَهُنَّ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الحَجَّ وَالعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ، فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لئے جحفہ، اہل نجد کے لئے قرآن منازل اور اہل یمن کے لئے یلملم کو مقرر کیا، یہاں کے لئے میقات ہے اور ان کے لئے جو دوسرے مقامات سے حج اور عمرہ کے ارادہ سے آئیں اور جو ان میقاتوں کے اندر رہنے والا ہے وہ وہیں سے احرام باندھے، جہاں سے چلا ہے یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام باندھ لیں۔ (۴)

جس کو موجودہ دور کی اصطلاح میں مقدس اور ممنوعہ علاقہ (Open City) کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس شہر کے اندر اور اس کے اطراف میں اہل شہر مخالفین سے جنگ نہیں کرنا چاہتے، اگر اہل مکہ نے حرم مدینہ کے تقدس کی خلاف ورزی کی تو اہل مدینہ پر بھی مکہ کی تقدس کی ذمہ داری نہ رہے گی۔

یہودی عالم ابن صوریا کی گواہی:

عَن أَبِي هُرَيْرَة أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لِابْنِ صوريا أنْشدك بِالله هَل تعلم ان لله حكم فِي التَّوْرَاة فِيمَن زنا بعد إحْصَانه بِالرَّجمِ فَقَالَ اللهُمَّ نعم أما وَالله يَا أَبَا الْقَاسِم انهم ليعرفون انك نَبِي مُرْسل وَلكنهُمْ يحسدونك

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا ۶۰۱۵، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الْحِلْمِ وَأَخْلَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۷۷۳، البداية والنهاية ۶/۴۲

(۲) صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ عِيَادَةِ المُشْرِكِ ۵۶۵۷

(۳) صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيتِ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ ۱۵۲۲

(۴) صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالعُمْرَةِ ۱۵۲۴

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی عالم ابن صوریا سے کہا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ تو سچ سچ بیان کر کہ تورات میں شادی شدہ شخص زنا کرے تو اس کی سزا کا حکم رجم ہے، ابن صوریا نے جواب دیا بیشک تورات میں شادی شدہ کے زنا کرنے پر رجم ہی کا حکم ہے، اور اے ابو القاسم! واللہ اہل کتاب آپ کو خوب اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں لیکن وہ آپ پر حسد کرتے ہیں(۱)

تعمیر مسجد نبوی

عَنْ أَنَسٍ، فَكَانَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دن مختلف مقامات پر جہاں نماز کا وقت ہوتا نماز پڑھتے رہے اور (بعض اوقات) بکریوں کے باڑہ میں بھی پڑھ لیتے۔(۲)

حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام بنالیا۔(۳)

قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَأِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا، فَقَالَ:يَا بَنِي النَّجَّارِ، ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا،قَالُوا: لَا، وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ

اور بنونجار (کے سرداروں) کو بلوایا جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا باغ مجھے فروخت کر دو، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو آپ سے اس باغ کی قیمت نہیں لیں گے ہم اس کا معاوضہ صرف اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں۔(۴)

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا معاوضہ پسند نہ فرمایا، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے جس جگہ اونٹنی آ کر بیٹھ گئی تھی

وَكَانَ مِرْبَدًا لِسَهْلٍ وَسُهَيْلٍ. غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ. وَكَانَا فِي حِجْرِ أَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ،وَكَانَ جِدَارًا مُجَدَّرًا لَيْسَ عَلَيْهِ سَقْفٌ. وَقِبْلَتُهُ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. وَكَانَ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ بَنَاهُ فَكَانَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ فِيهِ وَيُجَمِّعُ بِهِمْ فِيهِ الْجُمُعَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ دو یتیم انصاری بچے سہل اور سہیل کی تھی جو اپنے چچا اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے زیر کفالت تھے اس ناہموار زمین پر وہ اپنی کھجوریں سکھاتے

---

(۱) خصائص الکبریٰ ۳۱۷/۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴۳۰/۸

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَابُ ابْتِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۱۷۴، صحیح بخاری کتاب الصلواۃ بَابٌ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ ۴۲۸، مسند ابی یعلی ۴۱۸۰، صحیح ابن حبان ۲۳۲۸، السنن الکبری للبیہقی ۴۲۹۵، مسند احمد ۱۳۲۰۸

(۳) فتح الباری ۱۷۹/۱

(۴) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَابُ ابْتِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن انس ۱۱۷۳، مسند احمد ۱۳۲۰۸، صحیح بخاری کتاب الصلواۃ باب ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ۴۲۸، مسند ابی یعلی ۴۱۸۰، صحیح ابن حبان ۲۳۲۸، السنن الکبری للبیہقی ۴۲۹۵

تھے، اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بغیر چھت کے اس چار دیواری میں جس کا قبلہ بیت المقدس کی جانب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو پنجگانہ نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے۔ ①

ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الغُلاَمَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ، لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالاَ: لاَ، بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا

چند دنوں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بھائیوں کو ان کے چچا اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے ساتھ بلایا اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے لئے جگہ مسجد بنانے کے لئے اس کھلیان کی قیمت دریافت فرمائی تو سہل اور سہیل دونوں بھائیوں نے کھلیان کی قیمت لینے سے انکار کر دیا اور بلا معاوضہ ہبہ کرنے کی پیش کش کی مگر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی کا احسان گوارا نہ فرماتے تھے اس لئے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اس پیش کش کو مسترد کر دیا اور قیمت دے کر خرید لی۔ ②

وقال معمر، عن الزهري:وأمر أبا بكر أن يعطيهما ذلك

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس زمین کی قیمت ادا کر دیں۔ ③

فَأَبَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ، وَابْتَاعَهَا مِنْهُمَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ أَدَّاهَا مِنْ مَالِ أَبِي بَكْرٍ

ایک اور روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا اور ان سے یہ زمین دس دینار میں خرید لی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے رقم ادا کر دی۔ ④

عِنْدَ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ مِنْهُمَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ وَزَادَ الْوَاقِدِيُّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَفَعَهَا لَهُمَا عَنْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ زمین دس دینار میں خرید لی، واقدی نے مزید لکھا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ رقم انہیں ادا کر دی۔ ⑤

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس زمین کی قیمت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ المُشْرِكِينَ، وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس زمین پر مشرکین کی قبریں تھیں، اس باغ میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت بھی تھے۔ ⑥

وكان في المربد ماء مسحل فسيره

اور شمالاً جنوباً ایک برساتی نالہ بھی تھا۔ ⑦

فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ المُشْرِكِينَ، فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِالخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصَفُّوا النَّخْلَ

① وفاء الوفا ۱/۲۵۲ ، ابن سعد ۱/۱۸۴، زاد المعاد ۳/۵۵

② صحیح بخاری باب هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ ۳۹۰۶

③ فتح الباری ۳/۲۰۷

④ عیون الاثر ۱/۲۲۵، البدایة والنهایة ۳/۵۵، ابن سعد ۱/۱۸۴

⑤ فتح الباری ۷/۲۶۶

⑥ صحیح بخاری کتاب الصلواة باب هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ ۴۲۸

⑦ وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱/۲۵۲

قِبْلَةَ المَسْجِدِ

جب زمین کامعاملہ حل ہوگیا تو آپ ﷺ نے مشرکین کی قبروں اکھاڑوادیا، ویرانہ کوصاف اور زمین کے نشیب وفراز کو ہموار کرایا اور درختوں کو کٹوا کر ان کی لکڑیوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب بچھادیا۔ (۱)

اس کے بعد آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار کو کچی اینٹیں بنانے کا حکم فرمایا اور خود بھی بنفس نفیس اس کام میں شامل ہو گئے،

وضرب لبنه من بقيع الخبخبة ناحية بئر أبي أيوب

کچی اینٹیں بنانے کا انتظام جنت البقیع کے مشرق میں بئر ایوب کے قریب کیا گیا تھا۔ (۲)

جب اینٹیں تیار ہوگئیں تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گارا تیار کرنے کا حکم فرمایا

فَأَخَذْتُ الْمِسْحَاةَ، فَخَلَطْتُ بِهَا الطِّينَ

وہ پھاولہ لیکر گارا گھولنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (۳)

فقلت :يَا رَسُولَ الله أأنقل كما ينقولون؟ قال :لا، ولكن أخلط لهم الطِّينِ، فأنت أعلم به

صحیح ابن حبان میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی اینٹیں اٹھا کر لاؤں جیسے دوسرے اٹھا کر لا رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم گارا بناؤ تم اس کام سے خوب واقف ہو۔ (۴)

أَنَّ أَبَاهُ طَلْقَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: بَنَيْتُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يَقُولُ:قَرِّبِ الْيَمَامِيَّ مِنَ الطِّينِ، فَإِنَّهُ أَحْسَنُكُمْ لَهُ مَسًّا وَأَشَدُّكُمْ مَنْكِبًا

طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مسجد نبوی کی تعمیر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے فرمایا تھا یمامی گارا بنانے میں خوب مہارت رکھتا ہے لہٰذا اس سے یہی خدمت لی جائے۔ (۵)

وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَبْنُونَ الْمَسْجِدَ، قَالَ: فَكَأَنَّهُ لَمْ يُعْجِبْهُ عَمَلُهُمْ قَالَ: فَأَخَذْتُ الْمِسْحَاةَ فَخَلَطْتُ بِهَا الطِّينَ قَالَ: فَكَأَنَّهُ أَعْجَبَهُ أَخْذِي الْمِسْحَاةَ وَعَمَلِي فَقَالَ: دَعُوا الْحَنَفِيَّ وَالطِّينَ فَإِنَّهُ أَضْبَطُكُمْ لِلطِّينِ

ایک اور روایت میں طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ اپنے جاں نثار صحابہ کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف ومنہمک تھے آپ کو گارا پسند نہ آیا، میں پھاوڑا لیکر گارا بنانے لگا جب اسے اچھی طرح گوندھ کر تیار کرلیا تو آپ ﷺ نے

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلواۃ باب هل ينبش قبور مشركى الجاهلية۴۲۸،شرح السنة للبغوى ۳۷۶۵

(۲) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى۱/۲۵۷

(۳) مسنداحمد ۳۹/۴۶۵

(۴) شرح الزرقانی علی المواهب ۱/۳۶۸

(۵) مسنداحمد۳۹/۴۶۳،فتح الباری۱/۵۴۳

بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یمامی گارا بنانے میں خوب مہارت رکھتا ہے لہذا اس سے یہی خدمت لی جائے۔ (۱)

السمودی رحمہ اللہ اور امام عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت کے مطابق بروز سہ شنبہ چار ربیع الثانی تیرہ بعثت نبوی مطابق ۱۶ اکتوبر ۶۲۲ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا،

امام ابن نجار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیادیں پتھروں سے اٹھائیں اور دیواریں کچی اینٹوں سے بنوائیں۔

وكانوا رفعوا أساسه قريبا من ثلاثة أذرع بالحجارة

مسجد نبوی کی بنیادیں تقریباً تین ہاتھ پتھروں سے اٹھائی گئیں۔ (۲)

وجعلوا الأساس قريبا من ثلاث أذرع على الأرض بالحجارة، ثم بنوه باللبن

مسجد کی بنیاد زمین سے تقریباً تین زرع کے قریب نیچے تھی جو پتھروں سے بنائی گئی تھی اور اس کے اوپر کچھی اینٹوں سے چنائی کی گئی۔ (۳)

وطفق رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ معهم اللبن في بنيانه ويقول

مسجد کی تعمیر کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے وقار، انہماک، ولولہ اور جذبہ کے ساتھ اینٹیں لانے میں مصروف تھے اور سرور عالم بھی ان کے شانہ بشانہ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے رہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔

اللهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرَ الْآخِرَةْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ! آخرت ہی کی خیر، خیر ہے پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔ (۴)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے دلی جذبات کا اظہار مختلف اشعار سے کر رہے تھے اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آواز سے آواز ملا کر داد تحسین دیتے۔

هَذَا الْحَمَالُ لَا حَمَالَ خَيْبَرْ هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وأطهر

یہ بوجھ جو ہم اٹھا رہے ہیں خیبر (کی کھجوروں) کا بوجھ نہیں بلکہ یہ تو اے ہمارے رب! نیک ترین اور پاکیزہ ترین کام ہے

اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ! اصل ثواب وہ ہے جو آخرت میں ملے گا لہذا انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔ (۵)

بعض لوگ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

اگر ہم فارغ بیٹھے رہے اور رسول اللہ کام کرتے رہے تو یہ یقیناً بہت غلط کام ہو گا۔ (۶)

(۱) مجمع الزوائد ۱۹۵۲، وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱/۲۵۷، مسند احمد ۳۹/۴۶۵

(۲) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۱/۲۵۸

(۳) فتح الباری ۳/۲۰۸

(۴) صحیح بخاری كتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ المَدِينَةَ ۳۹۳۲

(۵) دلائل النبوة للبیہقی ۲/۵۳۸، عیون الآثر ۱/۲۱۵، امتاع الاسماع ۸/۳۲۴، شرح الزرقانی علی الموھب ۲/۱۷۹

(۶) ابن ہشام ۱/۴۹۶، الروض الانف ۴/۱۶۰، دلائل النبوہ للبیہقی ۳/۴۱۲

وكان عثمان بن عفان رجلا نظيفا متنظفا وكان يحمل اللبنة فيجا فى بها عن ثوبه فاذا وضعها نفض كمه ونظر الى ثوبه فان أصابه شيء من التراب نفضه فنظر اليه على بن أبي طالب فأنشأ يقول

اینٹیں اٹھالانے والوں میں عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون بھی شامل تھے، وہ فطری طور پر نظیف الطبع واقع تھے، مزاج میں صفائی اور ستھرائی زیادہ تھی اس لئے جب کچی اینٹیں اٹھا کر لاتے تو اپنے کپڑوں سے دور رکھتے اور اگر کہیں مٹی لگ جاتی تو اسے جھاڑتے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے انہیں مٹی جھاڑتے ہوئے دیکھا تو انہیں چھیڑتے ہوئے کہا

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمَنْ يُرَى عَنِ التُّرَابِ حَائِدًا

یقیناً جو شخص مسجدیں تعمیر کرتا اور ان میں کھڑا یا بیٹھا مسلسل عبادت میں مصروف رہتا ہے اور وہ شخص جو مٹی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے یعنی تعمیر میں بھی حصہ نہیں لیتا اور عبادت بھی نہیں کرتا یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ [1]

مسجد کی تعمیر بارہ دن جاری رہی۔

عن خارجة بن زيد أحد فقهاء المدينة: بنى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مسجده سبعين ذراعا في ستين أو يزيد

خارجہ بن زید فقیہ مدینہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی کچی انیٹوں کی دیواریں ستر گز لمبی اور ساٹھ گز چوڑی رکھی تھیں،

امام مالک رحمہ اللہ کے تلمیذ محمد بن یحی کے مطابق شرقاً غرباً تریسٹھ گز تھے اور شمالاً وجنوباً چون گز اور دو ثلیث تھے۔

بعض کہتے ہیں مسجد نبوی کی پہلی تعمیر کا حدود اربعہ ایک سو پانچ مربع فٹ تھا۔

بعض کہتے ہیں مسجد مربع شکل کی تھی جس کو طول وعرض ۷۰x۷۰ ذرائع تھا۔

مُؤَخَّرِهِ مِائَةَ ذِرَاعٍ، وَالْجَانِبَيْنِ مِثْلَ ذَلِكَ أَوْ دُونَهُ، وَجَعَلَ أَسَاسَهُ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ

بعض کہتے ہیں سو گز لمبی اور تقریباً سو گز ہی عریض تھیں جن کی بنیادیں تقریباً تین ہاتھ گہری تھیں۔ [2]

دیواروں کی بلندی ایک قد آدم سے کچھ زائد تھی۔

وَجَعَلَ قِبْلَتَهُ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَجَعَلَ لَهُ ثَلَاثَةَ أَبْوَابٍ: بَابًا فِي مُؤَخَّرِهِ. وَبَابًا يُقَالُ لَهُ بَابُ الرَّحْمَةِ. وَهُوَ الْبَابُ الَّذِي يُدْعَى بَابُ عَاتِكَةَ. وَالْبَابُ الثَّالِثُ الَّذِي يَدْخُلُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو الْبَابُ الَّذِي يَلِي آلَ عُثْمَانَ

قبلہ بیت المقدس کی جانب رکھا گیا مسجد کے تین دروازے رکھے ایک جنوب میں دوسرا مغرب کی طرف جسے باب عاتکہ اور باب الرحمت کہا جاتا ہے اور تیسرا دروازہ مشرق کی جانب باب عثمان جس سے آپ مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ [3]

اب اسے باب جبرئیل کہتے ہیں، ابتدا میں مسجد چھت کے بغیر صرف دیواروں پر مشتمل تھی،

---

[1] تاریخ الخمیس۳۴۵/۱،فتح الباری ۲۴۷/۷،الموھب الدینة۱۸۸/۱

[2] زادالمعاد۵۶/۳

[3] فتح الباری۲۰۹/۳،ابن سعد۱۸۵/۱، زادالمعاد۵۶/۳

اسْتَنَاخَتْ عِنْدَ مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ مِنَ الْمَسْجِدِ

حافظ ابن حجر نے روایت نقل کی ہے عمیر مسجد کے بعد جس جگہ اونٹنی بیٹھی تھی اس جگہ منبر نصب فرمایا۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُودِ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں ہم (سخت گرمی میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو سخت گرمی کی وجہ سے ہم میں سے کوئی (تپش کی وجہ سے اپنی پیشانی کو زمین پر رکھنے کی طاقت نہ رکھتا) تو وہ اپنے کپڑے کو بچھا کر اس پر سجدہ کرتا۔ (۲)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گرمی کی شدت سے دوچار ہوئے تو اس تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھت بنانے کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھت بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ صحابہ نے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھجور کے تنے کھڑے کیے اور ان کے اوپر کھجور کی شاخیں اور اذخر کی گھاس وغیرہ ڈال کر چھت بنادی، چھت کیونکہ دھوپ سے بچاو کے خاطر ڈالی گئی تھی مگر اس سے بارش کا پانی نہیں رک سکتا تھا اس لئے جب پانی ٹپکنے کے باعث صحابہ رضی اللہ عنہم کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو چھت پر مٹی ڈال دی جائے کیونکہ بارش کی وجہ سے پانی ٹپکتا ہے اور نماز کی ادائیگی میں دقت پیش آتی ہے،

أَنَّ الْأَنْصَارَ، جَمَعُوا مَالًا فَأَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنِ لَنَا هَذَا الْمَسْجِدَ وَزَيِّنْهُ، إِلَى مَتَى نُصَلِّي تَحْتَ هَذَا الْجَرِيدِ؟ فَقَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ أَخِي مُوسَى، عَرِيشٌ كَعَرِيشِ مُوسَى

ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں انصار نے کچھ مال جمع کیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے مسجد کی زیب وزینت فرمائیں، آپ نے فرمایا میں اپنے بھائی موسیٰ کے طریق سے اعراض نہیں کرنا چاہتا، بس یہ ایک چھپڑ ہے موسیٰ کے چھپڑ کی طرح (موسیٰ علیہ السلام کا چھپڑ ایسا تھا کہ جب آپ علیہ السلام کھڑے ہوتے تو سر چھت کے ساتھ لگ جاتا تھا)۔ (۳)

امام زین الدین المراغی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بالآخر حالات اور ضرورت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی، گارا لگانے کی اجازت دے دی جس کے باعث لوگوں نے چھت پر مٹی ڈال کر بہتر بنادیا۔ (۴)

اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام کا پہلا مرکز تکمیل پذیر ہو گیا، قبلہ اول بیت المقدس کی دیوار کے متصل چھوٹی سی جگہ فقراء وغرباء کے ٹھیرنے کے لئے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا گیا جہاں اصحاب صفہ رہائش پذیر ہوتے، اللہ کا یہ گھر اپنی سادگی میں بے مثل تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے چھپڑ سے کچھ زیادہ ہی سادہ تھا، جب بارش ہوتی چھت سے پانی ٹپکنے لگتا اور مسجد کیچڑ سے بھر جاتی لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی میں ہی خالق کائنات کے

---

(۱) فتح الباری ۷٫۲۴۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ۳۸۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ۱۴۰۷

(۳) وفاء الوفا ۱٫۲۶۱، البداية والنهاية ۳٫۲۶۲، شرف مصطفیٰ ۲٫۳۸۸

(۴) معالم دارالحجرة ۴۵

حضور جبیں نیاز جھکا دیتے اور اسی میں ہی انہیں کیف وسرور حاصل ہوتا تھا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، العَشْرَ الأَوْسَطَ،فَلَمَّا كَانَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَافَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ، فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ، فَإِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكَفِهِ وَهَاجَتِ السَّمَاءُ، فَمُطِرْنَا، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ اليَوْمِ، وَكَانَ المَسْجِدُ عَرِيشًا، فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرَ المَاءِ وَالطِّينِ

ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دوسرے عشرے میں مسجد نبوی میں اعتکاف کے لئے بیٹھے، بیسویں کی صبح کو ہم نے اپنا سامان (مسجد سے) اٹھالیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ جس نے (دوسرے عشرہ میں) اعتکاف کیا ہے وہ دوبارہ اعتکاف کی جگہ چلے کیونکہ میں نے آج کی رات (شب قدر کو) خواب میں دیکھا ہے میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، پھر جب اپنے اعتکاف کی جگہ (مسجد میں) آپ دوبارہ آ گئے تو اچانک بادل منڈ لائے اور بارش ہوئی، اس ذات کی قسم جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! آسمان پر اسی دن کے آخری حصہ میں ابر ہوا تھا اسی اثنا میں رات کو بارش ہو گئی، کیونکہ چھت کھجور کی شاخوں کی تھی (اس سے پانی ٹپکنے لگا) اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ادا کی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی ناک اور پیشانی پر کیچڑ کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ [1]

عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ، سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ الْحَصَى الَّذِي فِي الْمَسْجِدِ؟ مُطِرْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً،فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى فِي ثَوْبِهِ، فَيَبْسُطُهُ تَحْتَهُ،فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، قَالَ:مَا أَحْسَنَ هَذَا

ابو الولید کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد میں کنکریوں کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا ایک مرتبہ رات کو بارش ہوئی اور زمین گیلی ہوگئی (فجر کی نماز کیچڑ میں ہی پڑھی جا رہی تھی کہ) ہر آدمی باہر سے کنکریاں کپڑے میں ڈال کر لایا اور اپنی نشست گاہ پر بچھالیتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر کنکریاں دیکھیں تو فرمایا یہ کس قدر اچھا کام ہے۔ [2]

چنانچہ اس کے بعد کنکریاں ڈالنے کا عام رجحان ہو گیا۔

أنه أسرج في مسجد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالقنديل والزيت، وكانوا لا يسرجون قبل ذَلِكَ إلا بسعف النخل، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من أسرج مسجدنا؟ فَقَالَ تميم الداري: غلامي هذا، فَقَالَ: ما اسمه؟فَقَالَ: فتح،فَقَالَ النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بل اسمه سراج قَالَ: فسماني رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سراجا

جب مسجد تیار ہوگئی تو عشاء کی نماز کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجور کی شاخوں کی مشعل بنا کر لاتے اور مسجد میں روشنی کرتے، یہ سلسلہ کافی

---

[1] صحیح بخاری کتاب العتکاف بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنَ اعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ ۲۰۴۰ ،وکتاب الاذان بَابٌ هَلْ يُصَلِّي الإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ؟ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الجُمُعَةِ فِي المَطَرِ؟ ۶۶۹،وبَابُ مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهُ وَأَنْفَهُ حَتَّى صَلَّى ۸۳۶،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِهَا، وَبَيَانِ مَحَلِّهَا وَأَرْجَى أَوْقَاتِ طَلَبِهَا ۲۷۷۱

[2] سنن ابوداود کتاب الاصلوٰۃ بَابٌ فِي حَصَى الْمَسْجِدِ ۴۵۸،شرح السنۃ للبغوی ۴۷۷

عرصہ تک چلتا رہا پھر تمیم داری کا فتح نامی ایک تجارت پیشہ غلام بیت المقدس سے زیتون کا تیل اور قندیل لایا جسے مسجد میں روشن کیا گیا، جب سید الامم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قندیل کی روشنی دیکھی تو خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا یہ کس کا کارنامہ ہے؟ تمیم الدارمی نے عرض کیا میرا غلام یہ چیزیں بیت المقدس سے لایا ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس کا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کیا اس کا نام فتح ہے، اس پر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بلکہ اس کا نام سراج ہے جس کے معنی چراغ جلانے والے کے ہیں۔ [1]

حَمَلَ تَمِيمٌ يَعْنِي الدَّارِيَّ مِنَ الشَّأْمِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَنَادِيلَ وَزَيْتًا وَمُقُطًا، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الْمَدِينَةِ وَافَقَ ذَلِكَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَأَمَرَ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ أَبُو الْبَزَادِ فَقَامَ فَنَشَطَ الْمُقُطَ وَعَلَّقَ الْقَنَادِيلَ وَصَبَّ فِيهَا الْمَاءَ وَالزَّيْتَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ أَبَا الْبَزَادِ فَأَسْرَجَهَا، وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ال مسجد فَإِذَا هُوَ بِهَا تُزْهِرُ، فَقَالَ: (مَنْ فَعَلَ هَذَا)؟ قَالُوا: تَمِيمٌ الدَّارِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ:نَوَّرْتَ الْإِسْلَامَ نَوَّرَ اللهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ لَزَوَّجْتُكَهَا، قَالَ نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ: لِي ابْنَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ تُسَمَّى الْمُغِيرَةَ بِنْتَ نَوْفَلٍ فَافْعَلْ بِهَا مَا أَرَدْتَ، فَأَنْكَحَهُ إِيَّاهَا

ایک روایت ہے تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شام سے مدینہ کے سفر میں قندیل اور تیل لادے ہوئے جب مدینہ میں داخل ہوئے وہ جمعہ کی رات کا وقت تھا تو انہوں نے اپنے غلام کو جسے ابو بزاد کہا جاتا تھا قندیل میں پانی اور تیل ڈال کر لٹکا دیا جب سورج غروب ہونے لگا تو اپنے غلام کو قندیل روشن کرنے کا حکم دیا، جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد کی طرف نکلے تو وہ قندیل سے جگمگا رہی تھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام سے پوچھا یہ انتظام کس نے کیا ہے؟ تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ انتظام تمیم الداری نے کیا ہے، سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم نے مسجد اسلام کو منور کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت دونوں جہاں منور فرمائے، افسوس! اگر میری کوئی بیٹی باقی ہوتی تو اس خوشی میں میں تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا، یہ سنکر نوفل بن الحارث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ہاں بیٹی ہے جس کا نام مغیرہ ہے اگر آپ اس کا نکاح تمیم داری کے ساتھ کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مغیرہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ [2]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْرَجَ فِي الْمَسَاجِدِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ

ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے مساجد میں روشنی کا انتظام کیا تھا۔ [3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوقًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا أَحْسَنَ هَذَا

انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن مالک بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسجد نبوی کی قبلہ والی دیوار کے قریب بلغم پڑی دیکھی، جس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سخت غصہ ہوئے حتی کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا یہ دیکھ کر ایک انصاری خاتون کھڑی ہوئی اور اسے کھرچ کر صاف

---

[1] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۲/ ۶۸۳

[2] تفسیرالقرطبی ۱۲/۲۷۴

[3] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ تَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا۷۶۰

کر دیا اور اس جگہ کو خوشبو لگا کر معطر کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے خوشی کے لہجے میں ارشاد فرمایا اس خاتون نے کتنا ہی عمدہ کام کیا ہے [۱]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَأَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَاهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَافقَالَ:إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلاَ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک کنکری لے کر بلغم کو خود اپنے ہاتھ مبارک سے کھرچ دیا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے نہ اپنی داہنی جانب، بلکہ بائیں جانب یا اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ [۲]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ، وَأَنْ تُنَظَّفَ، وَتُطَيَّبَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا محلوں میں مسجدیں بناؤ اور انہیں پاک وصاف اور معطر رکھو۔ [۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلاَّ الْمَسْجِدَ الحَرَامَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری تمام مسجدوں میں پڑھی جانے والی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے (کیونکہ مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں سے افضل ہے)۔ [۴]

حجرات امہات المومنین

مدینہ منورہ کے باشندے اپنے پرانے تمدن میں فخر وغرور محسوس کرتے تھے، سادگی عربوں کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، خوراک، لباس اور رہائش ہر چیز میں سادگی کارفرما تھی، سید الامم ﷺ کے حجرات نے اسے اور بھی تقویت پہنچائی، گھر اور اس کے ساز وسامان کے متعلق آپ ﷺ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اس فانی دنیا میں زندگی اس طرح گزاری جائے جیسے ایک مسافر اپنا سفر مختصر ترین سامان کے ساتھ گزارتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میری مثال اس مسافر کی سی ہے جو تھوڑی دیر کے لئے سائے میں آرام کرے اور پھر اپنی راہ لے، مراد یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو انجام بنائیں اور دنیاوی زندگی کو ادائے فرض یا امتحان کے طور پر گزاریں اور جنہیں یہاں کسی بڑے نصب العین کے لئے

---

[۱] سنننسائی کتاب الصلوٰۃ باب تَخْلِيقُ الْمَسَاجِدِ۷۲۹،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ كَرَاهِيَةِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ۷۶۲ ،السنن الكبرىٰ للنسائی ۸۰۹

[۲] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ حَكِّ الْمُخَاطِ بِالحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ ۴۰۸، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ كَرَاهِيَةِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ۷۶۱

[۳] جامع ترمذی کتاب ابواب السفر بَابُ مَا ذُكِرَ فِي تَطْيِيبِ الْمَسَاجِدِ ۵۹۴،سنن ابوداودکتاب الصلوٰۃ بَابُ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ۴۵۵

[۴] صحیح بخاری کتاب التهجد بَابُ فَضْلِ الصَّلاَةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ۱۱۹۰، صحيح مسلم كتاب الحجبَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ۳۳۷۵،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰةبَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۴۰۴،جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ الْمَسَاجِدِ أَفْضَلُ۳۲۵،مسنداحمد۱۶۰۵،سنن الدارمی۱۴۵۸،مسندالبزار۷۸۰۸،مسندابی یعلی۵۸۵۷،صحيح ابن حبان۱۶۲۵،شعب الايمان۳۸۴۳،شرح السنة للبغوی۴۴۹

جدوجہد کرنی ہو ان کے لئے کیا موقعہ ہے کہ اعلی درجے کے گھر بنائیں اور ان کو ساز و سامان سے آراستہ کریں اور پھر ان میں مگن رہ کر لطف اٹھائیں، چنانچہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ اعلی درجے کی عمارتیں بنائیں اور نہ ان میں اسباب جمع کیے اور نہ ان کی زینت و آرائش کی، ان کے گھر بس بہترین مسافرانہ قیام گاہیں تھیں، ان میں سردی گرمی سے بچنے کا اہتمام تھا، جانوروں کی مداخلت سے بچاؤ کا بندوبست تھا، پردہ داری کا انتظام تھا اور حفظان صحت کے ضروری پہلو ملحوظ تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی حرم سراوں کے لئے جو مکانات تعمیر کیے وہ سادگی کا ایسا نادر الوجود نمونہ تھا جس کی مثال دنیا کے سلاطین و امراء کے مکانات میں ملنے کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا، مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ بنت ابو بکر اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے حجروں کی بنیاد ڈالی گئی، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کا حجرہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کے حجرہ کے جنوب مغرب میں تعمیر ہوا۔

حتى فرغ من المسجد وبنى له فيه مسكن، فانتقل رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين فرغ من المسجد ومسكنه إليه

جب آپ ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر اور حجرے کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے اپنے گھر منتقل ہو گئے۔ [۱]

أَنَّهُ أَقَامَ بِمَنْزِلِ أَبِي أَيُّوبَ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ حَتَّى بَنَى بُيُوتَهُ

ابن سعد کے مطابق نبی کریم ﷺ ابو ایوب انصاری کے گھر پر سات ماہ تک قیام پذیر رہے یہاں تک کہ ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر ہو گئے۔ [۲]

بعد میں جب کوئی خاتون حرم نبوی میں داخل ہوتی تو اس کے لئے علیحدہ حجرا بنوالیا جاتا، یہ حجرے مسجد نبوی کے جنوب، مشرق اور شمال میں تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے (جس میں رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک ہے) کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے منبر اور میرے حجرے تک جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض پر ہو گا۔ [۳]

وَكَانَتْ لِحَارِثَةَ بْنِ النعمان منازل قرب منازل النبي بِالْمَدِينَةِ، فَكَانَ كُلَّمَا أَحْدَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلا تَحَوَّلَ لَهُ حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ مَنْزِلٍ بَعْدَ مَنْزِلٍ، وكانَ بيتُ فاطمةَ لحارثةَ بِنِ النعمانِ، فسألَتْ فاطمةُ النبيَّ

[۱] السيرة النبوية وأخبار الخلفاء لابن حبان ۱۴۳/۱

[۲] فتح الباری ۲۵۲/۷

[۳] صحیح بخاری کتاب التهجدباب فضل مابين القبروالمنبر ۱۱۹۶،صحیح مسلم کتاب الحج باب مابين القبروالمنبره ۳۳۷۰، مسند احمد۷۲۲۳،مسندالبزار۱۲۰۶،صحیح ابن حبان ۳۷۵۰،شرح السنة للبغوی۴۵۲، کنزالعمال ۳۴۸۳۵،البداية والنهاية۲۶۷/۳،ابن سعد۱۹۵/۱

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَن يحوِّله، فقالَ لها: لقد استَحييتُ مِن حارثةَ مِما يتحوَّلُ لنا عن بيوتِهِ، فلمَّا سمِعَ بذلكَ حارثةُ انتقلَ مِنه وأسكنَهُ فاطمةَ

محمد بن عمر کہتے ہیں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی سے متصل حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان انصاری کے مکانات تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت پیش آتی وہ اپنا مکان آپ کے نذر کر دیتے اور دوسرے مکان میں منتقل ہو جاتے، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا الزہرا کا عقد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گیا تو انہوں نے مسجد نبوی سے کچھ فاصلہ پر ایک مکان کرائے پر لے لیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت تھی کہ وہ ان کے قریب رہیں اس لئے اپنے مکان میں منتقل کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے ہمارے لئے مکان کی جگہ حاصل کر لی جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی ہمیں بہت زیادہ اراضی دی ہے مجھے حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مزید طلب کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے، مگر جب حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ خود حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کرنے لگے کہ میرا مال و دولت آپ ہی کا ہے جو چیز آپ قبول فرما لیتے ہیں میرے نزدیک ترکہ میں چھوڑنے سے بدرجہا بہتر ہے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیر و برکت کی دعا سے نوازا اور عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے قریب شمال میں اپنی لخت جگر فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک قطعہ اراضی حاصل کر لیا، اس طرح فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سمت تمام حجرے انہی کی اراضی پر تعمیر ہوئے۔ (۱)

الشیخ ابراہیم رفعت پاشا امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجروں کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ مبارکہ جو بیعت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام سے شہرت رکھتا تھا مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونے میں تھا اس کے جنوب میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا، ان دونوں کے درمیان ایک تنگ سا راستہ تھا اس طرح جنوب میں محراب نبوی کے برابر تک، مشرق میں باب النساء کی طرف اور شمال میں باب النساء اور باب الرحمت کے مابین منبر نبوی کے محاذات تک حجرے بنے ہوئے تھے، حجرہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی حجرہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا نہیں تھا۔ (۲)

فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف ایک کھڑکی تھی جس سے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اور ان کے اہل وعیال کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (۳)

سید الامم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے شاہی محلات (حجروں) میں ہر ایک دس ذراع لمبا (۱۵فٹ) اور چھ ذراع چوڑا (۹فٹ) تھا، اور چھت اتنی اونچی تھی کہ آدمی بسہولت چھو لیتا تھا۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ وَكَانَ غُلَامًا مَعَ أُمِّهِ خَيْرَةَ مُوْلَاةِ أُمِّ سَلَمَةَ - لَقَدْ كُنْتُ أَنَالُ أَطْوَلَ سَقْفٍ فِي حِجر النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي

جیسے حسن بن ابی الحسن البصری بیان کرتے ہیں جب میں بالغ ہونے کے قریب تھا تو اپنی والدہ خیرہ رضی اللہ عنہا جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز

(۱) الإيماء إلى زوائد الأمالي والأجزاء ۲۰۰/۵، ابن سعد ۳/۳۷

(۲) مراة الحرمين ۱/۴۷

(۳) اخبار مدينه ۷۵

تھیں کے ساتھ ان حجروں میں جاتا تھا میں با آسانی چھت کو چھو لیتا تھا۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ:كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَاقَالَتْ: وَالبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ

حجروں کے طول و عرض کے بارے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوجایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (پھیلے ہوئے) ہوتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو میرے پیر کو ہلکے سے دبا دیا کرتے میں پیر سمیٹ لیتی، پھر جب آپ علیہ السلام قیام فرماتے تو میں پیر پھیلا دیا کرتی تھی، فرماتی ہیں اس زمانہ میں گھروں کے اندر چراغ نہیں ہوتے تھے۔ (۲)

یعنی عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بعض فقہاء مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ذخیرہ حدیث میں تو کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس میں عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹنے کا صراحتاً یا اشارتاً ذکر ہو بلکہ اس کے خلاف بہت ساری احادیث ہیں البتہ قرآن مجید کی آیت آیت

... أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ... ⁦٦⁩ (۳)

کے الفاظ سے استدلال کیا جاتا ہے مگر یہ استدلال عقلاً اور نقلاً بعید ہے یہاں یہ لفظ جماع کا مفہوم مراد لینے کے لیے آئے ہیں نہ کہ مطلق چھونے کے لیے، نیز یہ معنی مراد لینے سے ان تمام احادیث کی دور از کار تاویلیں کرنی پڑیں گی یا انہیں چھوڑنا پڑے گا، دونوں صورتیں اچھی نہیں۔ اور جمہور علما کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ چھونا کپڑے وغیرہ کے اوپر سے ہوگا اور اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

قال عمران بن أبي أنس: كان فيها أربعة أبيات بلبن، لها حجر من جريد، وكانت خمسة أبيات من جريد مطينة لا حجر لها، على أبوابها مسوح الشعر، ذرعت الساتر فوجدته ثلاثة أذرع في ذراع وعظم الذراع أو أدنى من العظم،وكان لبيت عائشة رضي الله عنها مصراعٌ واحدٌ من عرعر أو ساج

عمران بن ابی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چار حجرے کچی اینٹوں کے جن کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنائی گئی تھی جبکہ پانچ حجرے صرف مٹی اور کھجور کی ٹہنیوں کے تھے، ان حجروں کے دروازے نہیں تھے بلکہ دروازوں کی جگہ پر کمبل اور ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوئے تھے جو تین ذراع لمبے (ساڑھے چار فٹ) اور ایک ذراع چوڑے (ڈیڑھ فٹ) تھے، تمام حجرات کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے جبکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دو دروازے تھے ایک مغرب کی طرف مسجد میں اور دوسرا شمال کی طرف تھا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دروازہ ایک کواڑ عرعر یا ساج کی لکڑی کا تھا، دوسرے حجروں کے کواڑ نہیں تھے۔ (۴)

ام المومنین کے حجرے کیا تھے زہد و قناعت کی تصویر اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ تھے اکثر و بیشتر ان حجروں میں روشنی کرنے کے لئے چراغ نہیں

(۱) البداية والنهاية ۳٫۳۶۸

(۲) صحيح بخارى كتاب الصوة بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ المَرْأَةِ۵۱۳،صحيح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الِاعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي۱۱۴۵ ،سنن ابوداودكتاب باب ۷۱۳،سنن نسائى كتاب باب تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ۱۶۸

(۳) المائدة۶

(۴) سبل الهدى والرشادفى سيرة خيرالعباد۳٫۳۴۹،شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام ۲٫۴۲۱

جلتا تھا۔

ساز و سامان میں چند برتن نہایت سادہ قسم کے تھے مثلاً لکڑی کا پیالہ (بادیہ) تھا جس پر لوہے کے پتر لگے ہوئے تھے اور کھانے پینے میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا تھا، خوراک کا سامان جمع تو کیا ہوتا روز کا روز بھی کافی مقدار میں میسر نہ ہوتا، اور بستر چمڑے کے گدے پر مشتمل تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، بان کی بنی ہوئی چارپائی رکھتے، ٹاٹ کا بستر بھی استعمال میں رہا جو دوہرا کر کے بچھایا جاتا، زمین پر چٹائی بچھا کر لیٹنے کا معمول تھا، بعض اوقات کھری چارپائی کے نشانات بدن پر دیکھ کر رفقائے خاص رو دیتے، سید الامم محمد ﷺ کے وصال کے بعد ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ نے اپنا حجرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ حجرہ کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ یا اسی ہزار درہم میں فروخت کر دیا تھا لیکن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قابل رشک فیاضی کا کیا کہنا انہوں نے اسی مجلس میں وہ خطیر رقم غربا و مساکین میں بانٹ دی اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھا۔

ولید بن عبد الملک کے دور خلافت میں یہ حجرے مسجد نبوی میں شامل کر دیئے گئے۔

صفہ اور اصحاب صفہ

صفہ سائبان اور سایہ دار جگہ کا کہا جاتا ہے اور اس سے مراد مسجد نبوی میں واقع وہ سایہ دار جگہ ہے جہاں فقراء مہاجرین اقامت پذیر تھے جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا،

أصحاب الصفة زهاد من الصحابة رضي الله تعالى عنهم، وهم الفقراء الغرباء الذين كانوا يأوون إلى مسجد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكانت لهم في آخره صفة، وهي مكان مقتطع من المسجد مظلل عليه يبيتون فيه ويأوون إليه

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اصحاب صفہ زہد و تقویٰ کے پیکر، غریب و نادر ہونے کی وجہ سے مسجد نبوی میں اقامت گزین تھے، مسجد کے آخر میں مسجد سے علیحدہ ایک سایہ دار جگہ بنی ہوئی تھی جس میں وہ رہتے اور سوتے تھے۔ [۱]

توحید کے ان سرمستوں کو نہ بھوک کی پرواہ تھی نہ لباس کا ہوش، وہ بادہ الست سے مخمور، ابدی و سرمدی کیف سے سرشار رہتے تھے، دنیوی ہوس اور اس عارضی عیش و نشاط کا خیال ان کے قلب مطہرہ پر اثر انداز نہ ہو سکا، انہوں نے اپنی زندگی کی متاع عزیز اسلام کی سر بلندی و سرفرازی اور سید الامم ﷺ کی خوشنودی کے لئے وقف کر رکھی تھی، علائق دنیا سے اس طرح کنارہ کشی اختیار کی کہ پھر دنیاوی عیش و طرب، جاہ و جلال اور مال و متاع انہیں اپنی طرف راغب نہ کر سکا، وہ قدسی نفوس اور صاحب تقویٰ برگزیدہ انسان اس سادہ سی مسجد کی زینت تھے، جن کے دامن ایمان کی تابانیوں، دین کی سرشاریوں، ذکر و فکر کی لذتوں، تسبیح و تہلیل کی حلاوتوں اور زیارت سید الامم ﷺ کی کیف سامانیوں سے جگمگا رہے تھے، مسجد نبوی کے شمال مشرق میں مساکین مہاجرین کے لئے ایک چھپر بنا ہوا تھا جسے صفہ کہا جاتا تھا اور وہاں قیام کرنے والے غرباء کو اصحاب صفہ کا لقب ملا، ضعفاء مہاجرین مسلمین اور فقرا شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہیں بلکہ امرا و اغنیاء سے کہیں زیادہ

---

[۱] تہذیب الاسماء واللغات ۳/۱۷،۹

رضاالٰہی پر شاکر اور مسرور رہتے تھے۔ ان کی رہائش کے لئے رحمت کائنات ﷺ نے یہ جگہ مخصوص فرمائی تھی، چونکہ ان کے نہ تو اہل و عیال تھے اور نہ ہی کوئی جائے پناہ، نہ انہیں تجارت کے گورکھ دھندوں سے سروکار تھا اور نہ ہی زراعت و باغبانی کی روح فرسا مشقت سے شناسائی، دوسرے لفظوں میں سید کونین ﷺ جن کا طرہ امتیاز الفقر فخری تھا ان کی یہ خانقاہ تھی اور اصحاب صفہ ارباب توکل اور ارباب تبتل کی ایک فاقہ مست جماعت تھی جو تزکیہ نفس اور علم و دانش کے حصول کی خاطر فیضان مصطفوی ﷺ سے فیض بار ہونے کی غرض سے ہر گھڑی خدمت عالیہ نبویہ میں حاضر رہتی تھی، علوم قرآن وحدیث کے حصول کا شوق انہیں کشاں کشاں معلم انسانیت ﷺ کی بارگاہ معارف پناہ میں لاتا اور وہ روحانی غذا اور لذت سے ایسے محفوظ ہوتے کہ پھر اس در کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے، ان قدسی نفوس نے اپنی آنکھوں کو رحمت العالمین ﷺ کے چہرہ مبارک کے دیدار پر انوار کے لئے، کانوں کو آپ ﷺ کے کلمات طیبات کی سماعت کی خاطر اور جسم وجان کو آپ کی صحبت و معیت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

وأهل الصّفة أَضْيَافِ الْإِسْلَامِ

وہ اسلام کے معزز مہمان تھے۔ [۱]

وہ زمین پر نہایت وقار اور طمانیت اور سکون کے ساتھ چلتے، ان میں تکبر و غرور اور خود آرائی کا نام و نشان تک نہیں تھا بلکہ ان کی چال سے تواضع، انکساری اور مسکنت جھلکتی تھی، وہ دل کے اغنیا اور ایمان کے اصفیاء جن کے افلاس و ناداری کے وجد آفرین اور فکر انگیز داستان ان ہی میں سے ایک فردیوں بیان فرماتے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ، كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو فقط پرانا اور بوسیدہ تہ بند ہوتا یا رات کو اوڑھنے کا کپڑا جنہیں یہ لوگ اپنی گردنوں سے باندھ کر لٹکا لیتے تھے، اور وہ کپڑا اس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کے آدھی پنڈلی تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک، یہ حضرات ان کپڑوں کو اپنے ہاتھوں سے تھامے رکھتے کہ کہیں ستر نہ کھل جائے۔ [۲]

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: كُنْتُ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، وَمَا مِنَّا أَحَدٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌّ، قَدِ اتَّخَذَ الْعَرَقُ فِي جُلُودِنَا طُرُقًا مِنَ الْوَسَخِ وَالْغُبَارِ

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی اصحاب صفہ میں تھا ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑا بھی پورا نہ تھا، پسینہ کی وجہ سے بدن پر میل کچیل جما رہتا تھا۔ [۳]

---

[۱] فتح الباری ۱۱/۲۸۶

[۲] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي المَسْجِدِ ۴۴۲، المعجم الاوسط ۳۲۶۹، شرح السنة للبغوی ۴۰۸۱، اخبار المدینة ۱/۱۰۳، وفائ الوفا ۲/۴۹، امتاع الاسماع ۱۰/۱۵۹

[۳] حلیة الاولیائ ۱/۳۴۱

مگر یہ وہی پر گندسر اور گرد آلود تھے کہ اگر اللہ کی قسم کھا بیٹھتے تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر تا تھا، بھوک کی شدت کا یہ عالم ہوتا کہ پیٹ میں آگ لگی ہوتی اور سیدھا کھڑا رہنا مشکل ہو جاتا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا میرے دوستوں یعنی اہل صفہ کو بلالاؤ میں نے جا کر ایک ایک شخص کو جگایا اور سب کو جمع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس تک پہنچے اور حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دے دی، پھر آپ نے ہمارے سامنے ایک بڑا پیالہ رکھ دیا جس میں جو سے تیار کردہ کھانا تھا اور پیالہ پر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا اس میں سے اللہ کا نام لے کر کھاؤ، پس ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ رکھا تھا تو یہ فرمایا تھا اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد علیہ السلام کی جان ہے محمد علیہ السلام کے گھرانہ میں شام کو جو کھانا تیار ہوا وہ نا قابل ذکر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب تم لوگ فارغ ہوئے تو اس وقت کتنا باقی رہ گیا تھا، فرمایا جتنا میں نے شروع میں رکھا تھا اتنا ہی باقی تھا ہاں مگر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور متعلقین پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے، پس آپ کے پاس جو بھی ہوتا محتاجوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے ،ایک مرتبہ آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام اسیر ہو کر آئے ہیں، اس لئے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے چکی پیسنے اور گھریلو کاموں کی تکلیف کی شکایت کی اور ایک خادم طلب کیا تو آپ نے جواب دیا میں اہل صفہ کو چھوڑ کر جن کے پیٹ بھوک کی شدت سے سمٹ جاتے ہیں تمہیں خادم نہیں دے سکتا، اس کے بجائے انہیں مشورہ دیا کہ وہ کلمات اللہ اکبر اور الحمد للہ کے ورد سے مدد حاصل کریں،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَانَ يَقُولُ: أَللَّهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي، وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ:يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بسا اوقات بھوک کی شدت کے باعث اپنا شکم اور سینہ زمین پر لگا دیتا (تا کہ زمین کی نمی اور ٹھنڈک سے بھوک کی حرارت میں کچھ کمی آجائے) اور بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتا (تا کہ سیدھا کھڑا ہو سکوں)ایک روز میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے صحابہ نکلتے تھے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو میں نے ان سے ایک آیت قرآنی کا مطلب دریافت کیا، میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ (میری صورت اور ہیئت دیکھ کر) کھانا کھلا دیں لیکن وہ (میری بھوک کی حالت کو محسوس نہ کر سکے اور جس راہ پر جا رہے تھے) چلے گئے اور کچھ نہیں کیا، (کچھ دیر بعد) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت کا مطلب دریافت کیا اور پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی (میری حالت کو محسوس نہ کر سکے اور) چلے گئے اور کچھ نہیں کیا، اس کے بعد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ نے تاڑ لیا اور شگفتہ دہن ہوئے اے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں،

قَالَ:الحقْ وَمَضَى فَتبِعْتُهُ، فَدَخَلَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لِي، فَدَخَلَ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟ قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلاَنٌ أَوْ فُلاَنَةُ، قَالَ:أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الحقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الإِسْلاَمِ، لاَ يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلاَ مَالٍ وَلاَ عَلَى أَحَدٍ، إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ، كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا، فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي، فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ، وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا، فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوا مجَالِسَهُمْ مِنَ البَيْتِ،

ارشاد ہوا میرے ساتھ آجاؤ اور آپ چلنے لگے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گھر میں تشریف فرما ہوئے پھر میں نے اجازت چاہی اور مجھے اجازت ملی، جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالہ دودھ رکھا پایا، دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اہل بیت نے جواب دیا فلاں یا فلانی نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا اصحاب صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلاؤ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے وہ نہ تو کسی کے گھر پناہ ڈھونڈتے نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس (غرض یہ کہ ان کا ٹھکانہ نہیں تھا) رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہیں سے صدقہ آتا تو اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے (کیونکہ صدقہ آپ پر حرام تھا اس لئے) خود اس میں سے کچھ بھی نہیں لیتے تھے البتہ اگر آپ کے پاس تحفہ آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے کچھ تناول فرماتے تھے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے، (اس وقت آپ کا یہ حکم کہ اصحاب صفہ کو بلاؤ) میرے نفس کو کچھ شاق گزرا اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے اصحاب صفہ میں تقسیم ہو، اس دودھ کا تو سب سے زیادہ حق دار میں تھا کہ کچھ پی کر طاقت اور توانائی حاصل کرتا، پھر جب اصحاب صفہ آئیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمائیں گے اور میں انہیں اسے دے دوں گا اور تقسیم کے بعد یہ امید نہیں کہ میرے لئے اس میں سے کچھ بچ جائے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کے سوا اور چارہ بھی نہیں تھا، چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچائی، وہ آگئے اور اجازت چاہی، انہیں اجازت مل گئی پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے،

قَالَ:يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ: فَأَخَذْتُ القَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ القَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ القَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: اشْرَبْ فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ:اشْرَبْ حَتَّى قُلْتُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ:فَأَرِنِي فَأَعْطَيْتُهُ القَدَحَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الفَضْلَةَ

فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لو اور اسے ان سب حاضرین کو دے دو، بیان کیا کہ پھر میں نے پیالہ پکڑ لیا اور آپ کے ارشاد کے مطابق ایک ایک کو پلانا شروع کیا ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا، پھر دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیتا پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا، اس طرح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے، آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پینا شروع کرو، میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پینا شروع کیا اور آپ برابر فرماتے رہے اور پیو اور پیو یہاں تک کہ میں بول اٹھا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب بالکل گنجائش نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے دے دو، میں نے پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور بسم اللہ پڑھ کر باقی ماندہ سب نوش فرما لیا۔ [۱]

وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الجَهْدِ وَالجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ:يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ، فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ:عُدْ يَا أَبَا هِرٍّ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ:عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، حَتَّى اسْتَوَى بَطْنِي فَصَارَ كَالقِدْحِ،

ابوحازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے) میں سخت مشقت میں مبتلا تھا پھر میری ملاقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لئے کہا، انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھ کر سنائی اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے، اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا آخر مشقت اور بھوک کی وجہ سے میں منہ کے بل گر پڑا، اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے کھڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور آپ سمجھ گئے کہ میں کس تکلیف میں مبتلا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لئے دودھ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا میں نے اس میں سے دودھ پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور پیو، میں نے اور پی لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پیو میں نے اور پی لیا یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر کر پیالا سا ہو گیا

قَالَ: فَلَقِيتُ عُمَرَ، وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي، وَقُلْتُ لَهُ: فَوَلَّى اللَّهُ ذَلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُكَ الآيَةَ، وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ، قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ لَأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ۶۴۵۲ ،اخبار مدینہ ۱۰۳/۱،خلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی ۴۵۷/۱

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اے سیدنا عمر! اللہ تعالیٰ نے اسے اس ذات کے ذریعہ پورا کرادیا جو آپ سے زیادہ مستحق تھی، اللہ کی قسم! میں نے تم سے وہ آیت پوچھی تھی حالانکہ میں اسے تم سے بھی زیادہ بہتر طریقہ پر پڑھ سکتا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے تم کو اپنے گھر میں داخل کرلیا ہوتا اور تم کو کھانا کھلادیتا تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتی۔ (۱)

عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ أَقَمْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ سَنَةً فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَنَا وَإِنَّهُ لَيَأْتِي عَلَى أَحَدِنَا الْأَيَّامُ مَا يَجِدُ طَعَامًا يُقِيمُ بِهِ صُلْبَهُ حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَأْخُذُ الْحَجَرَ فَيَشُدُّ بِهِ عَلَى أَخْمَصِ بَطْنِهِ ثُمَّ يَشُدُّهُ بِثَوْبِهِ لِيُقِيمَ بِهِ صُلْبَهُ

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں ایک سال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ایک دن فرمانے لگے کاش تو وہ ہمارا زمانہ دیکھتا کہ جب کئی دن ہم پر ایسے گزرتے تھے کہ اتنا کھانا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے ہم کمر سیدھی کرلیں یہاں تک کہ مجبور ہوکر پیٹ سے پتھر باندھتے تا کہ کمر سیدھی ہوسکے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ، كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ

عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحاب صفہ نادار مسکین لوگ تھے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی خوراک کے لئے) انہیں صحابہ پر تقسیم فرمادیتے تھے، جس شخص کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے (اصحاب صفہ میں سے کسی) کو اپنے ساتھ لیتا جائے اور جس کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہے وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو سائبان والوں میں سے اپنے ہمراہ لے جائے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُنْتُ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ وَكُنَّا إِذَا أَمْسَيْنَا حَضَرْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْمُرُ كُلَّ رَجُلٍ فَيَنْصَرِفُ بِرَجُلٍ أَوْ أَكْثَرَ فَيَبْقَى مَنْ بَقِيَ عَشَرَةٌ أَوْ أَقَلُّ أَوْ أَكْثَرُ فَيَأْتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَائِهِ فَنَتَعَشَّى مَعَهُ فَإِذَا فَرَغْنَا قَالَ نَامُوا فِي الْمَسْجِدِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی اہل صفہ میں شامل تھا شام کے وقت ہم سب سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوجاتے آپ ایک ایک دو دو کو اغنیاء صحابہ کے سپرد فرمادیتے اور جو باقی رہ جاتے انہیں اپنے ساتھ شریک طعام فرماتے، کھانے سے فارغ ہوکر ہم لوگ مسجد میں سوجاتے۔ (۴)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسَى قَسَمَ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ بَيْنَ نَاسٍ مِنْ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب قول اللہ تعالیٰ کلوامن طیبات عن ابی ہریرہ۵۳۷۵، مسندابی یعلی ۶۱۷۳،صحیح ابن حبان ۷۱۵۱

(۲) فتح الباری ۱۱ر۲۸۴

(۳) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ بَابُ السَّمَرِ مَعَ الضَّيْفِ وَالأَهْلِ ۶۰۲،وکتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۸۱ ، مسنداحمد ۱۷۰۴،فتح الباری ۶۰۲، ۱۶۵ر۵،حلیة الاولیاء ۱ر۳۳۸

(۴) فتح الباری ۱۱ر۲۸۶

أَصْحَابِهِ، فَكَانَ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِالرَّجُلِ، وَالرَّجُلُ يَذْهَبُ بِالرَّجُلَيْنِ، وَالرَّجُلُ يَذْهَبُ بِالثَّلَاثَةِ، حَتَّى ذَكَرَ عَشَرَةً، فَكَانَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَرْجِعُ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى أَهْلِهِ بِثَمَانِينَ مِنْهُمْ يُعَشِّيهِمْ

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب شام ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو لوگوں پر تقسیم فرمادیتے کوئی دو آدمی لے جاتا اور کوئی تین اور کوئی دس آدمی لے جاتا یونہی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہر روز اسی اسی آدمی اپنے ہمراہ لے جا کر کھانا کھلاتے۔[1]

مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّفَّةِ فَجَعَلَ يُوَجِّهُ الرَّجُلَ مَعَ الرَّجُلِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَالرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ حَتَّى بَقِيتُ فِي أَرْبَعَةٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسُنَا فَقَالَ انْطَلِقُوا بِنَا

معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی اصحاب صفہ میں شامل تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اصحاب صفہ کو انصار پر تقسیم فرمادیتے تھے ایک ایک دو دو اور تین تین ایک انصاری کے ساتھ چلے جاتے جب چار فقراء اور پانچویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ جاتے تو آپ ارشاد فرماتے تم میرے ساتھ چلو۔[2]

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرٍ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ - يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا - فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا، وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا، يُبَارَكْ فِيهَا

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ایک بہت بڑا طشت تھا جسے غراء کہا جاتا تھا جو کافی وزنی تھا اور اسے چار آدمی اٹھاتے تھے، جب چاشت کا وقت ہوا اور انہوں نے ضحیٰ کی نماز پڑھ لی تو اس طشت کو لایا گیا جبکہ اس میں ثرید بنایا گیا تھا، اصحاب صفہ اس طشت کے گرد اگرد کھانے کے لئے گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے، جب زیادہ لوگ جمع ہو جاتے اور جگہ تنگ ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جگہ دینے کے لئے خود گھٹنے ٹیک لیتے ایک بدوی نے کہا بیٹھنے کا یہ کیا انداز ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے نیک خو بندہ بنایا ہے نہ کہ متکبر سرکش، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی اطراف سے کھاؤ اور چوٹی کو چھوڑ دو اس میں برکت ہو گی۔[3]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ مِنْ كُلِّ جَادٍّ عَشْرَةُ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ بِقِنْوٍ يُعَلَّقُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِينِ

جب کھجوروں پر پھل آجاتا تو جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کا پھل توڑنے والے سب لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جو کوئی دس وسق کھجور کاٹے وہ ایک خوشہ مساکین کے لئے مسجد میں لٹکا دیا کرے۔[4]

---

[1] حلیة الاولیاء ۱٫۳۴۱

[2] فتح الباری ۱۱٫۲۸۶

[3] سنن ابوداودکتاب الاطعمة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ۳۷۷۳،السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۴۶۵۳،شعب الایمان۵۴۶۱

[4] فتح الباری ۳٫۳۵۱،سنن ابوداود کتاب الزکوٰة بَابٌ فِي حُقُوقِ الْمَالِ۱۶۶۲

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ مِنْ كُلِّ حَائِطٍ بِقِنْوٍ يُعَلَّقُ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي لِلْمَسَاكِينِ

ایک دوسری روایت میں ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حکم دیا تھا کہ ہر باغ والا ایک ایک خوشہ لا کر مساکین کے لئے مسجد میں لٹکائے۔ (۱)

چنانچہ حکم کے مطابق انصار اپنے باغات سے فقراء و مساکین اصحاب صفہ کے لئے کھجور کے خوشے لا کر مسجد میں لٹکا دیتے

وكان معاذ بن جبل رضي الله عنه يقوم عليه ،وكان يجعل عليه حبلاً بين الساريتين،ثم يعلق الأقناء على الحبل، ويجمع العشرين أو أكثر، فيهش عليهم بعصاه من الأقناء فيأكلون حتى يشبعوا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے نگران اور منتظم تھے وہ ان خوشوں کو صفہ ہی کے قریب دو ستونوں سے بندھی ہوئی ایک رسی سے لٹکا دیتے جنہیں اصحاب صفہ چھڑی سے جھاڑ کر بوقت ضرورت کھاتے تھے۔ (۲)

عَنِ الْبَرَاءِ،كُنَّا أَصْحَابُ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ،وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ، فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاعَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ فَيَأْكُلُ

براء بن عازب مروی ہے ہم انصاری جو کھجوروں کے باغات والے تھے ہم میں سے ہر شخص اپنے مقدور کے موافق تھوڑی یا زیادہ لاتے تھے ،اور بعض ایک گھچا یا دو گھچے لاتے اور مسجد میں لٹکا دیتے،اہل صفہ کا کہیں سے کھانا مقرر نہیں تھا چنانچہ ان میں سے جو کوئی گھچے کے پاس آتا تو اپنی لاٹھی گھچے پر مارتا جس سے پکی ہوئی کھجوریں گر پڑتیں پس وہ انہیں اٹھا کر کھالیتا۔ (۳)

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کوئی شخص کچھ زیادہ اچھا خوشہ نہ لاتا تو آپ تنبیہ فرماتے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيَدِهِ عَصًا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنَا حَشَفٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِي ذَلِكَ الْقِنْوِ

چنانچہ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ برآمد ہوئے اور آپ کے دست مبارک میں عصا تھا آپ نے دیکھا کہ اصحاب صفہ کے لئے ایک خراب خوشہ لٹکا ہوا ہے آپ نے اس خراب خوشہ پر عصا لگا کر فرمایا اگر یہ صدقہ دینے والا چاہتا تو اس سے بہتر خوشہ صدقہ میں لا سکتا تھا۔ (۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ (۵)

---

(۱) فتح الباری باب القسمة وتعليق القنوفی المسجد ۱/۵۱۶

(۲) اخبارمدینه ۱/۱۰۴ ، وفاء الوفا ۲/۵۱

(۳) جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ۲۹-۸۷،فتح الباری ۳/۱۵۴

(۴) فتح الباری۱/۵۱۶ ،وفاۓ الوفا۲/۵۱،سنن بوداودكِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الثَّمَرَةِ فِي الصَّدَقَةِ ۱۶۰۸

(۵) آل عمران ۹۲

ترجمہ: تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اس سے بے خبر نہ ہو گا۔

أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مِنَ الجُوعِ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي يَرَى أَنَّ بِيَ الجُنُونَ وَمَا بِي جُنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا الجُوعُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ایک زمانہ تھا کہ جب منبر نبوی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بھوک اور فاقہ کی شدت کے مارے بے ہوش پڑا تھا اور لوگ مجھے جنون زدہ سمجھ کر (بطور علاج) پاؤں سے میری گردن دباتے تھے حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا وہ محض بھوک کا عالم ہوتا تھا۔ (۱)

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الخَصَاصَةِ وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتَّى تَقُولَ الأَعْرَابُ هَؤُلَاءِ مَجَانِينُ أَوْ مَجَانُونَ ،فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اصحاب صفہ بعض اوقات بھوک کی شدت کے باعث اس قدر لاغر اور ضعیف ہو جاتے تھے کہ نماز کی حالت میں بھی بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے باہر سے آنے والے بدوی انہیں دیوانہ اور مجنون سمجھتے، لیکن محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے دامان شفقت میں پناہ دینے اور ان کی دلجوئی اور دلداری سے عزم وثبات میں پختگی سے ہمکنار فرماتے اور انہیں ان وجد آفرین اور ایمان افروز کلمات سے نوازتے کہ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کریم نے تمہارے لئے کیسے کیسے انعامات تیار کر رکھے ہیں تو تم آرزو کرتے کہ یہ فقر وفاقہ کا سلسلہ اور بھی طویل ہو جائے۔ (۲)

ان حضرات کا دن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں بسر ہو جاتا مگر راتوں کو فکر آخرت انہیں سونے نہ دیتا اس لئے راتوں کا بیشتر حصہ انہی پرانے، بوسیدہ اور مختصر کپڑوں میں ذکر وفکر اور تلاوت قرآن میں مصروف ومشغول اور منہمک ہو کر رب کریم کی خصوصی رحمتوں سے مالامال ہوتے رہتے تھے، دنیا کی عارضی خوشیوں میں دل لگانے کے بجائے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے قبر وآخرت کے لئے ہر وقت سفر باندھنے کو تیار کھڑے نظر آتے، اصحاب صفہ کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی ان میں سے کسی کی شادی ہو جانے، سفر اختیار کر لینے اور موت ومرگ کے باعث کمی ہو جاتی تھی اور اسی طرح نئے طالبان حق غربت ومسکنت کے باعث ان میں شامل ہوتے رہتے تھے، اس لئے مختلف روایات کے پیش نظر اگر ایک وقت میں ان کی تعداد ستر تھی تو کسی وقت وہ چار سو کی عظیم جماعت پر مشتمل ہوتے تھے۔

ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

---

(۱) جامع ترمذی ابواب الزهد بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۳۶۷

(۲) جامع ترمذی ابواب الزهدبَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۳۶۸

ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ	عمار بن یاسر ابو الیقظان رضی اللہ عنہ	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ	خبیب ابن ارت رضی اللہ عنہ
بلال بن رباح رضی اللہ عنہ	صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ	زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ	ابو مرثد کناز بن حصین عدوی رضی اللہ عنہ	صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ
ابو کبشہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ	سالم مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ	مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ	عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ
مسعود بن ربیع رضی اللہ عنہ	عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	ابو لبابہ رضی اللہ عنہ	سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ
ابو بشر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ	خبیب بن سیاف رضی اللہ عنہ	عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ	جندب بن جنادہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ	عتبہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	ابو الدرداء عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ	عبد اللہ بن زید جہنی رضی اللہ عنہ
حجاج بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ	ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ	ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ	سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ
ثابت ودیعہ رضی اللہ عنہ				

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر سے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخوں اور کو کرمو تھے کے پتوں سے پاٹا تھا فارغ نہیں ہوئے تھے کہ

أَنَّهُ لَمَّا مَاتَ أَبُو أُمَامَةَ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ

بنونجار کے نقیب ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے۔[1]

اجْتَمَعَتْ بَنُو النَّجّارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو أُمَامَةَ نَقِيبَهُمْ فَقَالُوا لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنّ هَذَا قَدْ كَانَ مِنّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْت، فَاجْعَلْ مِنّا رَجُلًا مَكَانَهُ يُقِيمُ مِنْ أَمْرِنَا مَا كَانَ يُقِيمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ ،أَنْتُمْ أَخْوَالِي، وَأَنَا بِمَا فِيكُمْ، وَأَنَا نَقِيبُكُمْ

ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد بنونجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ابو امامہ ان کے نقیب اور سردار تھے اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی ہم میں کیا مرتبت تھی، آپ ہم میں سے کسی دوسرے کو ان کی جگہ نقیب مقرر فرمادیں تا کہ جو خدمات وہ انجام دیتے تھے یہ ہمارے لئے انجام دینے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے ننھیالی رشتہ دار ہو، میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔[2]

[1] الروض الانف ۱۸۱٫۴،تاریخ طبری ۲٫۳۹۸

[2] الروض الانف ۱۸۱٫۴،ابن ہشام ۱٫۵۰۸،البدایۃ والنہایۃ ۳٫۲۸۱،تاریخ طبری ۲٫۳۹۸،وفاء الوفا ۱٫۱۸۱

فَكَانَ مِنْ فَضْلِ بَنِي النَّجَّارِ الَّذِي يَعُدُّونَ عَلَى قَوْمِهِمْ، أَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَقِيبَهُمْ

اس لئے بنو النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخریہ بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کے نقیب بنے۔ [1]

عبد اللہ بن سلام کا قبول اسلام

یہود اہل کتاب تھے اور اپنی کتاب تورات میں اور انبیاء سابقین کی بشارتوں سے نبی آخر الزماں کے مبعوث ہونے کے منتظر تھے، وہ جانتے تھے کہ اس نبی کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے، وہ اپنی کتاب میں اس نبی کے نام احمد اور جگہ سے خوب واقف تھے، اس لئے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو علمائے یہود خاص طور پر آپ سے ملاقات کرنے کے لئے حاضر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے جن کے مقدر میں خوش بختی، سعادت لکھ دی تھی وہ آپ ﷺ سے ملتے ہی پہچان گیا کہ جس گوہر مقصود کے ہم منتظر تھے وہ یہی ہیں، پھر وہ ہر طرح کے تعصّبات کو پھینک کر بلا تردد اور بلا توقف مسلمان ہو گیا اور جن کی قسمت میں محرومی تھی وہ اسلام کی روش اور پاکیزہ شاہراہ کو دیکھ ہی نہ سکے اور جانتے بوجھتے کہ نازل ہونے والا کلام سچ ہے، جو سابقہ تمام انبیاء اور کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، اور ان باتوں اور حقائق کی خبر دیتا ہے جو انسان کے علم سے باہر ہیں، اور آپ کی صفات جو وہ اپنی کتاب میں لکھی ہوئے پاتے تھے اس کے مطابق جانتے تھے کہ آپ ﷺ ہی نبی آخر الزماں ہیں مگر شومی قسمت اپنے مذہبی تعصّبات میں ڈوب کر حق کے مقابلے پر تل گے، اللہ کا کلام تو سر بلند رہا اور ہمیشہ سر بلند ہی رہے گا۔

...وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا... [2]

ترجمہ: اور اللہ کا بول تو اُونچا ہی ہے۔

مگر انہوں نے دنیا و آخرت کے گھاٹے کا سودا کر لیا۔

مدینہ میں بنو قینقاع کے ایک سردار اور تورات کے بڑے عالم حصین تھے جن کی کنیت ابو یوسف تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رکھا، وہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں

قَالَ سَمِعْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَفْتُ صِفَتَهُ وَاسْمَهُ فَكُنْتُ مُسِرًّا لِذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَمِعْتُ بِهِ

میں رسول اللہ ﷺ کا نام، آپ کی صفات اور حلیہ مبارک جانتا تھا مگر کسی پر ظاہر نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ [3]

وَأَنَا عَلَى رَأْسِ نَخْلَةٍ فَكَبَّرْتُ، فَقَالَتْ لِي عَمَّتِي خَالِدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ لَوْ كُنْتَ سَمِعْتَ بِمُوسَى مَا زِدْتَ فَقُلْتُ وَاللهِ هُوَ أَخُو مُوسَى بُعِثَ بِمَا بعث بِهِ، فَقَالَت لي يَا بن أَخِي هُوَ الَّذِي كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُ سَيُبْعَثُ مَعَ نَفَسِ السَّاعَةِ، قُلْتُ نَعَمْ، قَالَتْ فَذَاكَ إِذًا ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَيْهِ فَأَسْلَمْتُ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى أَهْلِ بَيْتِي فَأَمَرْتُهُمْ

---

[1] تاریخ طبری ۲/۳۹۸، البداية والنهاية ۳/۲۸۱

[2] التوبة ۴۰

[3] فتح الباری ۷/۲۵۲، دلائل النبوة للبيهقى ۲/۵۳۰ ، البداية والنهاية ۳/۲۵۷

فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے میں اس وقت اپنے باغ میں کھجوریں اتار رہا تھا میں نے خوشی میں وہیں سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، میری پھوپی خالدہ بنت حارث نے کہا اگر تو موسیٰ علیہ السلام کی خبر سنتا تو اس سے زیادہ خوش نہ ہوتا، میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں اور وہی دین دے کر بھیجے گئے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، میری پھوپی نے کہا اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہی نبی ہیں جن کی آمد کی خبریں ہم سنتے چلے آئے ہیں کہ وہ قیامت کی سانس کے ساتھ مبعوث ہوں گے (قیامت کی سانس سے مراد وہ فتنے اور حوادث ہیں جو قیامت سے قبل ظہور پذیر ہوں گے) میں نے کہا ہاں یہ وہی نبی ہیں، میں باغ سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا گھر واپس آ کر گھر کے دوسرے افراد کو بھی دعوت اسلام دی جو سب نے قبول کر لی۔ [1]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں آمد کا چرچا سنا اس وقت وہ اپنے باغ سے کھجوریں اتار رہے تھے، انہوں رسول اللہ ﷺ کی آزمائش کرنے کا خیال کیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں یا نہیں، وہ کھجور کے تنے سے نیچے اترے اور کچھ کھجوریں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے،

قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّا ب،وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلاَمَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الجَنَّةَ بِسَلاَمٍ

فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے کثرت سے جمع ہو گئے اور میں بھی انہی لوگوں میں شامل تھا لیکن میری نظر جونہی آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر پڑی میں سمجھ گیا کہ اس چہرہ والا شخص کاذب نہیں ہوسکتا، اس کے بعد فرماتے ہیں، پہلا کلام جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ یہ تھا اے لوگو! آپس میں سلام کو پھیلاؤ، دوسرے اشخاص کو کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کرو اور رات میں نماز پڑھو جب کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل سو رہے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے۔ [2]

فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاَثٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيلُ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ذَاكَ عَدُوُّ اليَهُودِ مِنَ المَلاَئِكَةِ

پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کیا میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جن کا جواب سوائے ایک نبی کے اور کوئی نہیں جانتا میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ قیامت کی اولین نشانی کیا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو سب سے پہلی چیز کیا کھائیں گے ؟ میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ بچہ اپنے ماں باپ کے مشابہہ کیوں ہوتا ہے (اسی اثناء میں اللہ نے آپ پر وحی نازل کر دی)، عبداللہ بن سلام کے تینوں سوال سنکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام ان سوالوں کے بارے میں خبر دے گئے ہیں

[1] فتح الباری ۷ر۲۵۲

[2] جامع ترمذی ابواب القیامۃباب ۱۵۱۴،ح۲۴۸۵،مستدرک حاکم ۴۲۸۳،البدیۃ والنہایۃ۳ر۲۵۹

عبد اللہ بن سلام نے کہا کیا جبرائیل فرشتے نے آ کر آپ کو خبر دی ہے ؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہاں ,جبرائیل علیہ السلام نے آ کر مجھے خبر دی ہے (یہودی صرف رسول اللہ ﷺ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں ہی کو برا نہ کہتے تھے بلکہ اللہ کے برگزیدہ فرشتے جبریل علیہ السلام کو بھی گالیاں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ہمارا دشمن ہے ,وہ رحمت کا فرشتہ نہیں عذاب کا فرشتہ ہے)عبد اللہ بن سلام بولے وہ تو یہودیوں کا دشمن ہے ,عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ [1]

ترجمہ :ان سے کہو کہ جو کوئی جبرائیل سے عداوت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے ۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ المَشْرِقِ إِلَى المَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الوَلَدِ: فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ المَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو مشرق سے بھگاتی ہوئی مغرب کی طرف لے جائے گی ,جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے ان کی ضیافت مچھلی کی کلیجی سے ہو گی ,اور بچہ کی مشابہت کا جہاں تک تعلق ہے تو مرد جب عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی پہلے گر جاتی ہے تو بچہ اسی کی شکل وصورت پر ہوتا ہے اگر عورت کی منی پہلے گر جائے تو پھر بچہ عورت کی شکل وصورت پر ہوتا ہے , تینوں سوالوں کے شافی جواب سنکر کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا کہ اس طرح مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی یہودیوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا

ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اليَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلاَمِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ، فَجَاءَتِ اليَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللهِ البَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،أَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ،قَالُوا أَعْلَمُنَا، وَابْنُ أَعْلَمِنَا، وَأَخْيَرُنَا، وَابْنُ أَخْيَرِنَافَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ، قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ،فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ،فَقَالُوا: شَرُّنَا، وَابْنُ شَرِّنَا، وَوَقَعُوا فِيهِ

پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ !یہود انتہائی جھوٹی قوم ہے اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام قبول کرنے کے بارے میں انہیں علم ہو گیا تو آپ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تہمتیں دھرنی شروع کر دیں گے میں چاہتا ہوں کہ میری قوم سے میرا حال دریافت کریں ,آپ ﷺ نے عبد اللہ بن سلام کو چھپا دیا اور یہود کو بلا بھیجا ,جب وہ لوگ آ گئے تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ بتاؤ تم میں عبد اللہ بن سلام کون صاحب ہیں ؟سارے یہودی کہنے لگے وہ ہم میں تورات کا بڑا عالم اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے ,ہم میں سے

[1] البقرۃ٩٨،٩٧

زیادہ بہتر اور ہم میں سے بہتر کے صاحب زادے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اگر عبد اللہ بن سلام مجھ پر ایمان لے آئے تو پھر مجھے اللہ کا سچا نبی تسلیم کرلو گے؟ یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ انہیں اس شر سے محفوظ رکھے، اتنے میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سلام کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھتے ہوئے یہود کے سامنے آ گئے (یہودیوں نے جب عبد اللہ بن سلام کا یہ جواب سنا تو ہکا بکا رہ گئے ، انہیں تو امید ہی نہیں تھی کہ ہمارا ایک بڑا عالم بھی مسلمان ہوسکتا ہے) اب وہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق کہنے لگے ہم میں سب سے بدترین اور سب سے بدترین کا بیٹا ہے وہیں وہ ان کی برائی کرنے لگے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ١٠ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کبھی تم نے سوچا بھی کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف ہوا اور تم نے انکار کر دیا (تو تمہارا انجام کیا ہوگا) اور اس جیسے ایک کلام پر تو بنی اسرائیل کا ایک گواہ شہادت بھی دے چکا ہے، وہ ایمان لے آیا اور تم اپنے گھمنڈ میں پڑے رہے، ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔

عبد اللہ بن سلام کے بارے میں نازل فرمائیں۔ [3]

یعنی قرآن مجید جو تعلیم تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے یہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے جو دنیا میں پہلی مرتبہ تمہارے ہی سامنے پیش کی گئی اور تم یہ عذر کرسکو کہ ہم نرالی باتیں کیسے مان لیں جو نوح انسانی کے سامنے کبھی آئی ہی نہ تھیں، اس سے پہلے یہی تعلیمات اسی طرح وحی کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کے سامنے تورات اور انجیل اور دوسری آسمانی کتب کی شکل میں آچکی ہیں اور ان کا ایک عام آدمی ان کو مان چکا ہے۔

بعض لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھا کہ حکم ہجرت ہوا وہ لوگ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تو چلے آئے تھے مگر ابھی دین میں مکمل طور پر داخل ہونے کے بجائے سرحد پر کھڑے تھے جیسے ایک مذبذب آدمی کسی فوج کے کنارے پر کھڑا ہو، اگر فتح ہوتی دیکھے تو ساتھ آملے اور شکست ہوتی دیکھے تو چپکے سے سٹک جائے، اگر انہیں کوئی خوشی ملتی جیسے لڑکا پیدا ہوتا یا ان کے گھوڑیاں بیاہتیں تو کہتے یہ دین اچھا ہے لیکن اس کے برعکس ان کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوتا یا گھوڑیاں نہ بیاہتیں تو کہتے تو اسلام کو برا سمجھتے، ان لوگوں کے اس رویئے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ڟ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۲۹، البداية والنهاية ۲۵۶،۳

[2] الاحقاف ۱۰

[3] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلاَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۸۱۲

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ [۱]

ترجمہ: اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح خسارہ۔

وفد سعد العشیرہ:

بت پرستی نے کسی نہ کسی صورت میں پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، لوگ معبود حقیقی کو چھوڑ کر خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں مگن تھے، یمن کا علاقہ بھی اسی گرداب میں پھنسا ہوا تھا، یمن کے ایک قبیلہ بنو سعد العشیرہ نے بھی اپنا ایک معبود گھڑ رکھا تھا جس کی وہ دل وجان سے پرستش کرتے تھے، اس کی خوشنودی کے لئے مراسم عبودیت ادا کرتے تھے

لَمَّا سَمِعُوا بِخُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبَ ذُبَابٌ. رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَنَسِ اللهِ بْنِ سَعْدِ الْعَشِيرَةِ. إِلَى صَنَمٍ كَانَ لِسَعْدِ الْعَشِيرَةِ يُقَالُ لَهُ فَرَّاضٌ فَحَطَّمَهُ، ثُمَّ وَفَدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَسْلَمَ وَقَالَ:

جب مسلمان مہاجرین کی یہ مختصر جماعت یمن پہنچی تو اس قبیلہ کے ایک شخص ذباب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے اور اسلام کی تعلیمات کا علم ہوا اور جب آپ کی ہجرت کی خبر عام ہوئی تو قبیلہ بنی انس اللہ بن سعد العشیرہ کے ذباب رضی اللہ عنہ نے سعد العشیرہ کے بت کو جس کا نام فراض تھا اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور پھر وہ بطور وفد یمن سے ایک لمبا سفر طے کر کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور یہ شعر کہے۔

تَبِعْتُ رَسُولَ اللهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدَى ... وَخَلَّفْتُ فَرَّاضًا بِدَارِ هَوَانٍ

میں نے رسول اللہ کی پیروی اختیار کر لی جب آپ ہدایت لائے اور فراض کو میں نے ذلت کے مقام پر چھوڑ دیا

شَدَدْتُ عَلَيْهِ شِدَّةً فَتَرَكْتُهُ ... كَأَنْ لَمْ يَكُنْ وَالدَّهْرُ ذُو حِدْثَانِ

میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس حالت میں چھوڑا ... کہ گویا وہ تھا ہی نہیں زمانہ تو انقلاب والا ہے ہی

فَلَمَّا رَأَيْتُ اللهَ أَظْهَرَ دِينَهُ ... أَجَبْتُ رَسُولَ اللهِ حِينَ دَعَانِي

جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا ... تو جب مجھے رسول اللہ نے دعوت دی تو میں نے قبول کر لی

فَأَصْبَحْتُ لِلإِسْلامِ مَا عِشْتُ نَاصِرًا ... وَأَلْقَيْتُ فِيهَا كَلْكَلِي وَجِرَانِي

میں جب تک زندہ رہوں گا اسلام کا مددگار رہوں گا ... اور اسی میں اپنا تمام تر زور لگاؤں گا

فَمَنْ مُبَلِّغٌ سَعْدَ الْعَشِيرَةِ أَنَّنِي ... شَرَيْتُ الَّذِي يَبْقَى بِآخَرَ فَانِ؟

ہے کوئی جو سعد العشیرہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں نے ... فانی چیز کے بدلے باقی رہنے والی چیز خریدی ہے؟۔ [۲]

---

[۱] الحج ۱۱

[۲] ابن سعد ۲۵۷/۱

نماز جمعہ کی فرضیت

○ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس کی اذان سنے۔ (1)

○ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ، أَوِ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيضٌ

طارق بن شہاب سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے، مگر چار آدمی جمعہ کی فرضیت سے مستثنیٰ ہیں ایک غلام، دوسرے عورت، تیسرے نابالغ لڑکے اور چوتھے بیمار پر (اگر چاہیں تو پڑھ لیں ورنہ ظہر کی نماز ادا کریں)۔ (2)

جمعہ کے دن کی فضیلت:

جمعہ کے دن کی بڑی فضیلتیں ہیں۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ،وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ،وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دن جس میں سورج نکلتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے (یعنی جمعہ کا دن سب سے افضل ہے) اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہو گی (3)

جمعہ کا دن افضل ہے یا عرفے کا دن؟ علمائے کرام اس کی بابت فرماتے ہیں کہ ہفتے کے دنوں میں سے جمعہ افضل ہے اور سال کے دنوں میں عرفے کا دن افضل ہے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا اللهُ لَهُ، فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جمعہ کے بارے میں) فرمایا ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد ہونے کے باوجود قیامت

(1) سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابُ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ1056،سنن دارقطنی1590،السنن الصغیر للبیہقی612،السنن الکبریٰ للبیہقی 5581، معرفة السنن والآثار6291،فتح الباری 8/158

(2) سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابُ الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ1067

(3) مسند احمد10970،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ1976،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ488،سنن نسائی کتاب الجمعة بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ1374، مسند البزار 8595،السنن الکبریٰ للنسائی1675،صحیح ابن خزیمة1729،المعجم الاوسط4335،السنن الکبریٰ للبیہقی6003،شعب الایمان2709

میں سب سے آگے رہیں گے، فرق صرف یہ ہے کہ کتاب انہیں ہم سے پہلے دی گئی تھی، اور ہمیں بعد میں دی گئی، یہی (جمعہ) ان کا بھی دن تھا جو تم پر فرض ہوا ہے لیکن ان کا اس کے بارے میں اختلاف ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دن ہم پر فرض کیا، اس لئے لوگ اس میں ہمارے تابع ہوں گے، یہود دوسرے دن ہوں گے (یعنی ہفتہ) اور نصاریٰ تیسرے دن (یعنی اتوار)۔ (۱)

○ جمعہ کے دن کی ایک فضیلت ہے کہ ہر روز کی طرح اس روز جہنم کی آگ بھڑکائی نہیں جاتی جو رب کی بے بہار حمت ومغفرت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہفتہ کے باقی دنوں میں زوال کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے مگر اس روز زوال کے وقت نماز پڑھنا ممنوع نہیں،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُونَا عَلَى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُونَا عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ الَّتِي هَدَانَا اللهُ لَهَا وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلَى الْقِبْلَةِ الَّتِي هَدَانَا اللهُ لَهَا وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلَى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ: آمِينَ

اس قیمتی دن کے بارے میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا جمعہ کے دن پر کرتے ہیں جس کی اللہ نے ہمیں ہدایت دی اور انہیں گمراہ کر دیا اور خانہ کعبہ کے قبلہ ہونے پر جس کی اللہ نے ہمیں ہدایت بخشی اور انہیں گمراہ کر دیا اور امام کے پیچھے (الحمد کے بعد) آمین کہنے پر۔ (۲)

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص جمعہ کے دن کا قصدا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ جُنَادَةَ الْأَزْدِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَزْدِ، أَنَا ثَامِنُهُمْ، وَهُوَ يَتَغَدَّى، فَقَالَ:هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ .قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُول اللَّه، إِنَّا صِيَام. قَالَ:أَصُمْتُم أَمْس؟قَالَ: قُلْنَا: لَا. قَالَ:فَتَصُومُونَ غَدًا؟ قَالَ: قُلْنَا: لَا. قَالَ:فَأَفْطِرُوا .قَالَ: فَأَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فَلَمَّا خَرَجَ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَشَرِبَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، يُرِيهِمْ أَنَّهُ لَا يَصُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جنادہ ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں اپنی قوم کے سات اور آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمعہ والے دن حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناشتہ فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھی ناشتہ کے لئے بلایا، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو روزے سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل کا روزہ رکھا تھا؟ ہم نے کہا نہیں، فرمایا آنے والے کل کا روزہ رکھو گے؟ ہم نے کہا نہیں، فرمایا پھر اس جمعہ کے روزے کو بھی افطار کر لو چنانچہ ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے اور روزہ توڑ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں آئے، منبر پر بیٹھے اور پانی منگوا کر سب کے دیکھتے ہوئے نوش فرمایا تاکہ سب لوگ معلوم کر لیں کہ جمعہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ نہیں رکھا کرتے۔ (۳)

(۱) مسند احمد۱۰۴۷۰،صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ فَرْضِ الجُمُعَةِ ۸۷۶،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ هِدَايَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۹۷۸،سنن نسائی کتاب الجمعة باب إِيجَابُ الْجُمُعَةِ ۱۳۶۸، مسند البزار ۸۷۱۶،السنن الکبریٰ للنسائی۱۶۶۶،صحیح ابن خزیمة۱۷۲۰،سنن الدارقطنی۱۵۷۸،السنن الصغیر للبیهقی۵۹۸،السنن الکبریٰ للبیهقی۵۵۲۶،معرفة السنن والآثار ۶۲۷۱ ، فتح الباری۳۴۵،۸۷۶،۲

(۲) مسنداحمد۲۵۰۲۹،السنن الکبریٰ للبیهقی۲۴۴۲،شعب الایمان۲۷۰۷

(۳) مسنداحمدحدیث جنادة بن امیة الاذدی۳۹،۴۳۸

اور آخرت میں بھی اس دن کی بڑی فضیلت ہے، فرشتوں میں اس دن کا نام یَوْمُ الْمَزِیدِ ہے یعنی اللہ کے انعام واکرام کا دن، یوم المزید کو جنتیوں کے لئے جنت میں اللہ کا دربار عام منعقد ہوا کرے گا، جہاں جنتیوں کے لئے بہت سی نعمتیں بڑھادی جائیں گی، وہ رب کا کلام سنیں گیا ور اللہ کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے، وغیرہ [۱]

جمعہ میں جلدی آنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی قرب پر دلالت کرنے والے اعمال میں جمعہ کے دن مساجد میں حاضری میں پہل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار نیاز مندی کرنا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے، مساجد میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے، جمعہ میں حاضری کا وقت صبح ہی سے شروع ہوجاتا ہے، اور سب سے پہلا ثواب اسی کو ملے گا جو اول وقت جمعہ کے لئے مسجد میں آجائے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَلَائِكَةً يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى مَنَازِلِهِمُ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ، وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ فَالْمُهَجِّرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ، وَالْبَيْضَةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے تمام دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں، جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو صحف لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں، پھر جو اول ساعت میں جمعہ کے لئے آتا ہے اسے ایک اونٹ قربان کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، بعد میں آنے والے کو گائے قربان کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، اس کے بعد میں پہنچنے والے کو سینگوں والا مینڈھا قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے بعد والے کو مرغی اور اس کے بعد والے کو انڈا کے برابر ثواب ملتا ہے۔ [۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ حَضَرَتِ المَلاَئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

ایک اور روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت (یا جنابت جیسا غسل) کیا پھر (اول ساعت میں) جمعہ کے لئے آیا تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربان کیا اور جو دوسری ساعت میں آیا اس نے گویا گائے قربان کی، اور جو تیسری ساعت میں پہنچا اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، جو چوتھی ساعت میں آیا اس نے گویا مرغی تقرب کے

[۱] مسند البزار ۲۸۸۱، المعجم الاوسط ۶۷۱۷، ۲۰۸۴، معرفة السنن والآثار ۶۶۹۰

[۲] السنن الکبریٰ للنسائی ۱۷۰۵، مسندابی یعلی ۶۱۵۸، صحیح ابن خزیمة ۱۷۶۹، السنن الصغیر للبیہقی ۶۱۸، شرح السنة للبغوی ۱۰۶۱

لئے پیش کی،اور جو پانچویں ساعت میں آیا اس نے گویا انڈا تقرب کے لئے پیش کیا، پھر جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے بھی ذکر سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ [1]

ان ساعات یا اوقات سے مراد قبل از زوال کی وہ گھڑیاں ہیں جن کا آغاز سورج چڑھنے کے بعد ہوتا ہے۔

○ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ:إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ، أَوِ الرَّبَائِثِ، وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ، وَتَغْدُو الْمَلَائِكَةُ فَيَجْلِسُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ، وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ، حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں منبر پر فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیطان اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں جاتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں الجھا دیتے ہیں اور انہیں جمعے سے تاخیر کرا دیتے ہیں اور فرشتے (سویرے سے) مساجد کے دروازوں پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور پہلی ساعت میں پہنچنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور دوسری ساعت میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں حتی کہ امام (خطبہ دینے کے لئے) آ جاتا ہے، پس جب کوئی شخص کسی مناسب جگہ پر بیٹھ جاتا ہے جہاں سے امام کو دیکھ اور خطبہ سن سکتا ہے اور چپ رہتا ہے (یعنی دل جمعی سے خطبہ سنتا ہے) اور کوئی بیہودہ بات نہیں کرتا (جس سے جمعہ کے ثواب سے محرومی ہو) تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ [2]

جمعہ کے روز دعا قبول ہونے کی مختصر ساعت:

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَقَالَ:فِيهِ سَاعَةٌ، لاَ يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللهَ تَعَالَى شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ،وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے ذکر میں ایک دفعہ فرمایا کہ اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی بھی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور عطا فرما دیتا ہے، ہاتھ کے اشارے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ وہ گھڑی بہت تھوڑی دیر رہتی ہے۔ [3]

اس مختصر ساعت کی تعین میں بڑا اختلاف ہے کہ یہ گھڑی کس وقت آتی ہے، اس سلسلہ میں کچھ اقوال یہ ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجمعہ بَابُ فَضْلِ الجُمُعَةِ ۸۸۱، صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۹۶۴،جامع ترمذی کتاب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبْكِيرِ إِلَى الجُمُعَةِ ۴۹۹،سنن نسائی کتاب الجمعہ باب وَقْتُ الْجُمُعَةِ ۱۳۸۹،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۳۵۱، مسنداحمد ۹۹۲۶،صحیح ابن حبان ۲۷۷۵،السنن الکبری للبیہقی ۵۸۶۳،شعب الایمان ۲۷۴۳،معرفة السنن والآثار ۶۵۸۸،شرح السنة للبغوی ۱۰۶۳

[2] سنن ابوداودکتاب الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ ۱۰۵۱،مسنداحمد ۷۱۹،السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۸۳۴

[3] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الجُمُعَةِ ۹۳۵،صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابٌ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۹۷۴،مسنداحمد ۱۰۳۰۲،السنن الکبری للنسائی ۵۹۹۸، ۱۰۲۳۰، ۱۷۶۰،شعب الایمان ۲۷۱۱

قَالَ ابن المنذر: رُوِّينَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: هِيَ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ.

الثَّانِي: أَنَّهَا عِنْدَ الزَّوَالِ، ذَكَرَهُ ابن المنذر عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وأبي العالية.

الثَّالِثُ: أَنَّهَا إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِصَلَاةِ الْجُمُعَةِ، قَالَ ابن المنذر: رُوِّينَا ذَلِكَ عَنْ عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

الرَّابِعُ: أَنَّهَا إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ حَتَّى يَفْرُغَ، قَالَ ابن المنذر رُوِّينَاهُ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ.

ابن منذر کہتے ہیں کہ ہمیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ ساعت طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک اور نماز عصر سے لے کر نماز مغرب تک رہتی ہے۔

دوسرے قول کے مطابق یہ زوال کے قریب ہوتی ہے جسے ابن منذر رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ اور ابو عالیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جب موذن جمعہ کی اذان دے، ابن منذر کہتے ہیں کہ یہ قول ہمیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہنچا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے اس کے فارغ ہونے تک کے درمیانی عرصہ میں یہ ساعت آتی ہے، ابن منذر کہتے ہیں ہمیں یہ روایت حسن بصری رحمہ اللہ سے پہنچی ہے۔

پانچواں قول ابوبردہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ وہ ساعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نماز کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

السَّادِسُ: قَالَهُ أبو السوار العدوي وَقَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَجَابٌ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ تَدْخُلَ الصَّلَاةُ.

السَّابِعُ: قَالَهُ أبو ذر: إِنَّهَا مَا بَيْنَ أَنْ تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ شِبْرًا إِلَى ذِرَاعٍ

الثَّامِنُ: أَنَّهَا مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ، قَالَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، وعطاء وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ وَطَاوُسٌ، حَكَى ذَلِكَ كُلَّهُ ابن المنذر

چھٹا قول ابوسوار عدی کا ہے انہوں نے بتایا کہ سلف کا خیال ہے زوال شمس سے لے کر نماز کے وقت تک دعا قبول ہوتی ہے۔

ساتواں قول ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ یہ ساعت ایک بالشت طلوع شمس سے لے کر بقدر ایک گز طلوع تک ہوتی ہے۔

آٹھواں قول یہ ہے کہ یہ عصر اور مغرب کے درمیان ہوتی ہے، اس کے قائل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عطاء رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن سلام اور طاوس رضی اللہ عنہ ہیں، یہ تمام اقوال ابن منذر رحمہ اللہ نے نقل کئے ہیں۔

التَّاسِعُ: أَنَّهَا آخِرُ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَهُوَ قَوْلُ أحمد وَجُمْهُورِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ

الْعَاشِرُ: أَنَّهَا مِنْ حِينِ خُرُوجِ الْإِمَامِ إِلَى فَرَاغِ الصَّلَاةِ، حَكَاهُ النووي وَغَيْرُهُ

نواں قول یہ ہے کہ یہ ساعت عصر کے بعد آخری وقت میں ہوتی ہے، امام احمد رحمہ اللہ، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔

دسواں قول ہے یہ ساعت خروج امام سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک کے درمیانی عرصہ میں ہوتی ہے، اسے امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ،سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ

ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے اپنے باپ سے جمعہ کی گھڑی کی شان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کہاہاں، وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ گھڑی امام کے (منبر پر برائے خطبہ) بیٹھنے سے لے کر نماز کے پوری ہونے تک ہے۔[1]

الْحَادِيَ عَشَرَ: أَنَّهَا السَّاعَةُ الثَّالِثَةُ مِنَ النَّهَارِ، حَكَاهُ صَاحِبُ الْمُغْنِي فِيهِ. وَقَالَ كعب: لَوْ قَسَّمَ الْإِنْسَانُ جُمُعَةً فِي جُمَعٍ، أَتَى عَلَى تِلْكَ السَّاعَةِ.

گیارھواں قول صاحب مغنی کا ہے کہ یہ ساعت دن کی تیسری گھڑی میں آتی ہے اور کعب فرماتے ہیں کہ اگر انسان جمعہ کا دن (تین) برابر حصوں میں تقسیم کر لے تو یہ ساعت مل سکتی ہے۔

وَقَالَ عمر: إِنَّ طَلَبَ حَاجَةٍ فِي يَوْمٍ لَيَسِيرٌ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صرف ایک دن کو طلب حاجت کے لئے خاص کر لینا بہت آسان ہے۔[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں بہت تفصیل کے ساتھ ان جملہ روایات پر روشنی ڈالی ہے اور اس بارے میں علمائے اسلام وفقہائے عظام کے ۴۳ اقوال نقل کئے ہیں۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے علامہ ابن منیر کا خیال ان لفظوں میں نقل فرمایا ہے

قَالَ ابْنُ الْمُنِيرِ: إِذَا عُلِمَ أَنَّ فَائِدَة الْإِبْهَام لِهَذِهِ السَّاعَة وَلِلَيْلَةِ الْقَدْر بَعْثُ الدَّوَاعِي عَلَى الْإِكْثَار مِنْ الصَّلَاة وَالدُّعَاءِ، وَلَوْ وَقَعَ الْبَيَان لَهَا لَاتَّكَلَ النَّاس عَلَى ذَلِكَ وَتَرَكُوا مَا عَدَاهَا، فَالْعَجَب بَعَدَ ذَلِكَ مِمَّنْ يَتَّكِل فِي طَلَب تَحْدِيدهَا. وَقَالَ فِي مَوْضِع آخَر: يَحْسُن جَمْع الْأَقْوَال فَتَكُون سَاعَة الْإِجَابَة وَاحِدَة مِنْهَا لَا بِعَيْنِهَا، فَيُصَادِفهَا مَنْ اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاء فِي جَمِيعهَا

ابن منیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اس گھڑی کے پوشیدہ رکھنے میں اور اسی طرح لیلۃ القدر کے پوشیدہ ہونے میں فائدہ یہ ہے کہ ان کی تلاش کے لئے بکثرت نفل ادا کی جائے اور دعائیں کی جائیں، اس صورت میں ضرور ضرور وہ گھڑی کسی نہ کسی ساعت میں اسے حاصل ہو گی اگر ان کو ظاہر کر دیا جاتا تو لوگ بھروسہ کر کے بیٹھ جاتے اور صرف اس گھڑی میں عبادت کرتے، پس تعجب ہے اس شخص پر جو اسے محدود وقت میں پا لینے پر بھروسہ کئے ہوئے ہے، بہتر ہے کہ مذکورہ بالا اقوال کو بایں صورت جمع کیا جائے کہ اجابت گھڑی وہ ایک ہی ساعت ہے جسے معین

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابٌ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۱۹۷۵،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ الْإِجَابَةِ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۱۰۴۹،صحیح ابن خزیمة۱۷۳۹،السنن الکبریٰ للبیھقی۵۹۹۹،شعب الایمان۲۷۲۰

[2] زادالمعاد۱،۳۷۶

نہیں کیا جاسکتا پس جو تمام اوقات میں اس کے لئے کوشش کرے گا وہ ضرور اسے کسی نہ کسی وقت میں پالے گا۔ (۱)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنا فیصلہ ان لفظوں میں دیا ہے

وَالْقَوْل بِأَنَّهَا آخِر سَاعَة مِنْ الْيَوْم هُوَ أَرْجَحُ الْأَقْوَال، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُور مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّة

اس بارے میں راجح قول یہی ہے کہ وہ گھڑی آخر دن میں بعد عصر آتی ہے اور جمہور صحابہ و تابعین وائمہ دین کا یہی خیال ہے۔ (۲)

نماز جمعہ چھوڑنے کی وعید:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی سنت مئوکدہ ہے فرض یا واجب نہیں، حالانکہ یہ گمان غلط ہے، اس کی تردید اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لئے نداء (یعنی اذان) دی جائے تو اللہ کے ذکر (نماز وخطبہ) کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذِکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

وَقَالَ الشَّيْخُ الْمُوَفَّقُ الْأَمْرُ بِالسَّعْيِ يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ إِذْ لَا يَجِبُ السَّعْيُ إِلَّا إِلَى وَاجِبٍ

امام موفق الدین (ابن قدامہ رحمہ اللہ) المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں دوڑنے کا حکم اس کے وجوب کی دلیل ہے کیونکہ دوڑنا صرف اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب وہ (نماز جمعہ بذات خود) واجب ہو۔ (۴)

حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مِينَاءَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ

حکیم بن میناء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جمعہ (کی نماز) چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر (نفاق کی) مہر لگادے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (۵)

---

(۱) نیل الاوطار ۳/۲۹۰

(۲) نیل الاوطار ۳/۳۹۳

(۳) الجمعة ۹

(۴) فتح الباری ۲/۳۵۴

(۵) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ ۲۰۰۲، مسنداحمد ۲۲۹۰، سنن نسائی کتاب الجمعة بَابُ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ عن ابن عباس ۱۳۷۱، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

اس حدیث کی تشریح میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ

أَنَّ الْجُمُعَةَ فَرْضُ عَيْنٍ

نماز جمعہ فرض عین ہے۔ (۱)

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوا، وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجْبَرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا، فِي يَوْمِي هَذَا، فِي شَهْرِي هَذَا، مِنْ عَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! موت سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور مشغولیت سے قبل اعمال صالح کی طرف سبقت کرو اور اپنے اور اپنے ربّ کے درمیان تعلق قائم کرلو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کر کے پوشیدہ اور ظاہر اً صدقہ دے کر اس کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے اور تمہارے نقصان کی تلافی ہو گی، اور جان لو کہ اللہ جل جلالہ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے، اس میری جگہ میں اور اس دن میں اس مہینہ میں اس سال سے لے کر قیامت تک،

فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي، وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ، اسْتِخْفَافًا بِهَا، أَوْ جُحُودًا لَهَا، فَلَا جَمَعَ اللَّهُ لَهُ شَمْلَهُ، وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلَا وَلَا صَلَاةَ لَهُ، وَلَا زَكَاةَ لَهُ، وَلَا حَجَّ لَهُ، وَلَا صَوْمَ لَهُ، وَلَا بِرَّ لَهُ حَتَّى يَتُوبَ، فَمَنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا، وَلَا يَؤُمَّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا، وَلَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ، يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ ، أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا، وَلَا يَؤُمَّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا، وَلَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ، يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ

جو شخص اسے چھوڑ دے، میری زندگی میں یا میرے بعد اور اس کا کوئی امام ہو عادل یا ظالم اب ترک کرے خواہ جمعہ کو ایک معمولی چیز سمجھ کر یا اس کا انکار کرے تو اللہ اس کا حال درست نہ کرے، نہ اسے برکت دے، خوب سن رکھو اس کی نماز نماز نہیں، اس کی زکوۃ زکوۃ نہیں، اس کا حج حج نہیں، اس کا روزہ روزہ نہیں، اس کی کوئی نیکی نیکی نہیں جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے پھر جو توبہ کرلے اللہ اسے معاف فرمانے والا ہے، غور سے سنو کوئی عورت کسی مرد کی امام نہیں بن سکتی اور نہ دیہات والا مہاجر کا امام بنے اور نہ فاسق (دیندار) مؤمن کا امام بنے الا کہ وہ مومن پر غلبہ حاصل کرلے اور مومن کو اس فاسق کے کوڑے یا تلوار کا خوف ہو۔ (۲)

○ نماز جمعہ چھوڑنا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی کیسی وعید فرمائی گئی ہے۔

۷۹۴،سنن الدارمی ۱۶۱۱،مسندابی یعلی ۵۷۴۲،صحیح ابن حبان ۲۷۸۵،السنن الصغیرللبیہقی ۵۹۹،السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۵۷۱، شعب الایمان ۲۷۴۸،شرح السنة للبغوی ۱۰۵۴،فتح الباری ۸٫۶۰

(۱) شرح النووی علی مسلم ۶٫۱۵۲

(۲) سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوۃ بَابٌ فِي فَرْضِ الْجُمُعَةِ ۱۰۸۱،مسندابی یعلی ۱۸۵۶،المعجم الاوسط ۱۲۶۱،شعب الایمان ۲۷۵۴،فتح الباری ۶٫۱۹۵

عَنْ عَبْدِ اللهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ،لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جمعہ (کی نماز) میں حاضر نہیں ہوتے ہیں ان کے حق میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ایسے آدمیوں کے گھروں کو آگ لگادوں جو جمعہ (کی نماز) میں نہیں آتے۔[1]

ابو الجعد رضی اللہ عنہ ضمری، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ابی اوفی کی روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشادات منقول ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے

مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا، طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ

(جو شخص کسی حقیقی ضرورت اور جائز عذر کے بغیر) غفلت اور سستی سے مسلسل تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگادیتا ہے۔[2]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو دن کو روزہ دار ہو اور رات بھر عبادت کرتا ہو لیکن جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہو کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ جہنمی ہے تین بار یہی جواب دیا۔

مگر اس کے برعکس کچھ لوگ اس ضعیف روایت سے استدال کرتے ہیں

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر کسی عذر کے جمعہ نہ پڑھے تو ایک دینار صدقہ کرے، اگر اس کے پاس ایک دینار نہ ہو تو آدھا دینار (ہی) صدقہ کر دے۔[3]

منقطع روایت ہے، اس کی سند راوی قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دوسرے راوی قدامہ بن وبرہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے

---

[1] صحيح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِبَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، وَبَيَانِ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا۱۴۸۵،مسند احمد۳۸۱۶،مسندابی یعلی۵۳۳۵، صحیح ابن خزیمة۱۸۵۳،المعجم الاوسط ۳۶۳۳،المعجم الصغیر للطبرانی ۴۷۹،مستدرک حاکم۱۰۸۰،السنن الکبری للبیہقی۵۵۷۵

[2] سنن ابوداودکتاب الصلوٰۃ بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ ۱۰۵۲،سنن نسائی کتاب الجمعة بَابُ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ۱۳۷۰،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ۵۰۰،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰۃبَابٌ فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ۱۱۲۵، مسنداحمد۱۵۴۹۸،سنن الدارمی ۱۶۱۲،مسندابی یعلی۱۶۰۰،صحیح ابن خزیمة۱۸۵۸،صحیح ابن حبان۲۷۸۶،المعجم الکبیرللطبرانی۹۱۸،مستدرک حاکم۱۰۳۴،السنن الکبریٰ للبیہقی۵۵۷۶،شعب الایمان ۲۷۴۳،معرفة السنن والآثار۲۶۶۷،شرح السنة للبغوی ۱۰۵۳

[3] سنن ابو داودکتاب الجمعه بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَهَا۱۰۵۳،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰۃ بَابٌ فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ ۱۱۲۸،سنن نسائی کتاب الجمعة بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ ۱۳۷۳،مسنداحمد۲۰۰۸۷،سنن الدارمی ۱۱۵۱،صحیح ابن خزیمة۱۸۶۱،صحیح ابن حبان ۲۷۸۹،مستدرک حاکم ۱۰۳۵،شعب الایمان ۲۷۵۶

کچھ نہیں سنا۔

حکم الألباني]: ضعیف
شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

جمعہ کا وقت:

انس رضی اللہ عنہ، سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام، سہل رضی اللہ عنہ بن سعد، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر اور بلال رضی اللہ عنہ سے روایات کتب حدیث میں منقول ہوئی ہیں

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ [1]

○ إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، قَالَ:كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ، وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ
ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا پھر ہم سایہ تلاش کرتے ہوئے واپس آتے تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد نماز جمعہ پڑھتے تھے)۔ [2]

نوافل کی تعداد:

جمعہ سے پہلے نوافل کی تعداد مقرر نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کہ جتنے با آسانی پڑھ سکتے ہیں پڑھ لیں۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ؟ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ،ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی غسل کرے، پھر جمعہ (کی نماز) پڑھنے کے لئے آئے تو جتنی نماز اس کے لئے مقدر تھی (خطبہ سے پہلے جتنی نوافل ادا کرتا ہے، جس کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے) پڑھی تھی، پھر وہ خاموش رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو گیا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے اور مزید تین

[1] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ وَقْتُ الجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ۹۰۴ ،صحیح مسلم کتاب الجمعة باب صلوٰة الجمعة حين تزول الشمس ۱۹۹۲،سنن ابوداود کتاب الصلوٰة بَابٌ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ ۱۰۸۴،سنن نسائی کتاب الجمعة باب وَقْتُ الْجُمُعَةِ ۱۳۹۲ ،جامع ترمذی کتاب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الجُمُعَةِ ۵۰۳، مسنداحمد ۱۲۲۹۹، مسند البزار ۶۱۸۶، السنن الصغیر للبیہقی ۶۱۹،السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۶۶۹،شرح السنة للبغوی ۱۰۶۶

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ ۴۱۶۸،صحیح مسلم کتاب العمعة بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ ۱۹۹۲،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ ۱۰۸۵،سنن نسائی کتاب الجمعة باب وَقْتُ الْجُمُعَةِ ۱۳۹۲،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ ۱۱۰۰،مسنداحمد ۱۶۴۹۶،سنن الدارمی ۱۵۸۷،صحیح ابن حبان ۱۵۱۱،السنن الکبری للبیہقی ۵۶۷۴

دنوں کے گناہ بھی معاف کر دیئے گئے۔ [۱]

○ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ البَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلاَةِ، وَإِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلاَةِ، يَعْنِي الجُمُعَةَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت کی سردی میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور شدت کی گرمی میں ٹھنڈے وقت پڑھتے تھے۔ [۲]

کھڑے ہو کر بلند آواز سے خطبہ دینا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادہ طریقہ پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے حجرے سے نکلتے تھے تو سلاطین کی طرح نہ آپ کے ساتھ نقیب ہوتے تھے نہ خطباء کا لباس پہنتے تھے ہاتھ میں صرف ایک عصا ہوتا تھا، جب ضرورت پیش آتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے تیار ہو جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین یا اونٹ پر الغرض جس جگہ جیسا موقع پیش آیا خطبہ دیا ہے، ضرورت کے لحاظ سے اگرچہ آپ کو کبھی کبھی طویل خطبہ دینا پڑتا تھا تاہم آپ کے خطبے مختصر ہوتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ:إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے جس میں صرف پانچ باتیں کیں ہاں اللہ سوتا نہیں اور نہ سونا اس کی ذات کے شایان شان ہے، وہی ترازو کو جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے، یعنی کسی کو رزق زیادہ دیتا ہے اور کسی کو کم، رات کے اعمال اس کو دن سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور دن کے اعمال رات سے پہلے، اللہ کا پردہ نور ہے اگر وہ حجاب کھول دے تو اس کے مبارک چہرہ کی شعاعیں مخلوق کو جلا دیں جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ [۳]

رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بارگاہ الٰہی سے بھی یہ وصف کامل عطا کیا گیا تھا چنانچہ آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا میں فصیح ترین عرب ہوں، میں کلمات جامع لے کر مبعوث ہوا ہوں۔

○ خَطَبَنَا عَمَّارٌ، فَقَالَ:إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ، وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آدمی (یعنی امام وخطیب) کا لمبی نماز پڑھانا اور مختصر خطبہ دینا اس

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ فِي الْخُطْبَةِ ۱۹۸۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۹۰۶، صحیح ابن خزیمۃ ۱۸۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۶۷۷

[۳] سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۹۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ، وَفِي قَوْلِهِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ۴۴۵، مسند ابی یعلی ۷۲۶۲، صحیح ابن حبان ۲۶۶، شرح السنة للبغوی ۹۱

کے فقہ (یعنی فقیہ ہونے) کی علامت ہے، لہذا اپنی نمازیں لمبی کرو اور خطبے چھوٹے (اور مختصر) کرو بیشک بعض بیان (خطبے اور تقریریں) جادو (کی طرح اثر کرتے) ہیں[1]

○ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُومُ كَمَا تَفْعَلُونَ الآنَ

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے جیسا کہ آج تم کرتے ہو۔[2]

○ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فَقَدْ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ دیتے، جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔[3]

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں درمیانی ہوتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا (یعنی نہ بہت دراز اور نہ بہت کم)۔[4]

یعنی نماز نہ بہت طویل ہوتی کہ لوگ اکتا جائیں اور نہ بہت مختصر کہ لوگ ساتھ نہ مل سکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر، اونٹ یا اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کی طرف رخ کر کے پہلے السلام علیکم کہتے، عصا، کمان یا تلوار پر ٹیک لگا کر پہلے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعه بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ۲۰۰۹،مسندابی یعلی ۱۶۴۲، صحیح ابن حبان۲۷۹۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الخُطْبَةِ قَائِمًا۹۲۰، صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهِمَا مِنَ الْجَلْسَةِ۱۹۹۴

[3] صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهِمَا مِنَ الْجَلْسَةِ۱۹۹۶،سنن ابوداودکتاب الصلوٰة بَابُ الْخُطْبَةِ قَائِمًا۱۰۹۳، مسند احمد۲۰۸۵۱،السنن الکبریٰ للبیہقی۵۷۰۶

[4] صحیح مسلم کتاب الجمعه بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ۲۰۰۴،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي الجُلُوسِ بَيْنَ الخُطْبَتَيْنِ۵۰۷،سنن نسائی کتاب صلاة العیدین الْقَصْدُ فِي الْخُطْبَةِ ۱۵۸۳، المعجم الکبیرللطبرانی ۱۹۲۸،السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۷۶۱،مسنداحمد۲۰۸۸۵،سنن الدارمی۱۵۹۸،مسند البزار ۴۲۵۳،السنن الکبریٰ للنسائی۱۸۰۰،شرح السنة للبغوی۱۰۷۷

اللہ کی حمد وثنا بیان فرماتے، خطبہ جس میں قرانی آیات بیان ہوتیں بیان فرماتے ہوئے آواز بلند ہو جاتی جیسے آپ کسی کو پیش آنے والے خطرات سے ڈرا رہے ہوں اور غصہ سے آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور خطبہ کا اختتام استغفار پر کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا مسنون خطبہ یہ ہوتا تھا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُفَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ [1] يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا [2] يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا [3] أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (کوئی قرآنی آیت) وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [4]۔ [5]

”بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں، ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اپنے در سے دھتکار دے اس کے لئے کوئی رہبر نہیں ہوسکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے، ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔“ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا، اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے

[1] آل عمران ۱۰۲

[2] النساء ۱

[3] الاحزاب ۷۱،۷۰

[4] یونس ۱۰

[5] صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ۲۰۰۸، ۲۰۰۵ ، سنن نسائی کتاب صلاۃ العیدین باب كَيْفَ الْخُطْبَةُ ۱۵۷۹ ،سنن ابن ماجه کتاب النکاح بَابُ خُطْبَةِ النِّكَاحِ ۱۸۹۳،وکتاب السنةبَابُ اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ ۴۵،سنن الدارمی ۹۲،صحیح ابن خزیمة ۱۷۸۵، السنن الکبریٰ للنسائی ۱۷۹۹،المعجم الکبیر للطبرانی ۸۵۲۱،مسند احمد ۱۴۳۳۴، ۴۱۱۵، مسند ابی یعلی ۲۱۱۱

(جس کے نام پر) تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو (بچو) بیشک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔" تعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر کوئی قرآنی آیت تلاوت فرماتے ہیں اور آخر میں "اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔" کہہ دیتے۔"

رسول اللہ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں منبر پر مسنون خطبہ کے بعد سورہ ق پڑھا کرتے تھے۔

○ عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَتْ: مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ

حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے مروی ہے میں نے سورہ ق رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ہی جمعہ کے دن سن کر یاد کی ہے اور آپ ﷺ اس سورۂ کو ہر جمعہ میں منبر پر پڑھا کرتے تھے۔[1]

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یا اکثر جمعہ کے دن خطبے میں یہ سورت مکمل پڑھتے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں بعث بعد الموت، ذکر موت اور وعظ وزجر بڑے موثر پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ، وَيَقُولُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ، وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ، وَالْوُسْطَى، وَيَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی، اور غصہ شدید ہو جاتا (اور یوں معلوم ہوتا) گویا کہ آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے، اور فرماتے تھے میں اور قیامت ساتھ ساتھ اس طرح بھیجے گئے ہیں، آپ اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور کہتے اللہ کی حمد کے بعد جانو کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[2]

○ سرور عالم ﷺ ممبر بننے سے پہلے موجودہ محراب کے قریب غربی جانب کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ سے مشرف فرماتے

---

[1] صحيح مسلم كتاب الجمعة بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ۲۰۱۴، سنن ابوداودكتاب الصلوة بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ ۱۱۰۰، سنن نسائی كتاب الجمعة بَاب الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ ۱۴۱۲

[2] صحيح مسلم كتاب الجمعة بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ۲۰۰۵، سنن نسائی كتاب صلاة العيدين باب كَيْفَ الْخُطْبَةُ ۱۵۷۹، سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابُ اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ ۴۵، مسندابی يعلى ۲۱۱۱، السنن الكبرىٰ للبيهقی ۵۷۵۳، شرح السنة للبغوی ۱۰۷۸، معجم ابن عساكر ۵۳۴

تھے، جب طویل قیام کے باعث تھکان محسوس ہوتی تو وہاں نصب شدہ کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لیتے۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ:كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے تو ایک کھجور کے تنے کے سہارے ٹیک لگا کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اپنے ہر خطبہ میں موت، سفر آخرت، احوال قیامت کو نہایت رقت انگیز پیرائے میں بیان فرماتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ فَقَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ كَأَنَّ الْمَوْتَ فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا كُتِبَ، وَكَأَنَّ الْحَقَّ فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا وَجَبَ، وَكَأَنَّا سَفْرٌ عَمَّا قَلِيلٍ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، نُبَوِّئُهُمْ أَجْدَاثَهُمْ وَنَأْكُلُ تُرَاثَهُمْ، كَأَنَّا مُخَلَّدُونَ بَعْدَهُمْ، قَدْ نَسِينَا كُلَّ وَاعِظَةٍ، وَأَمِنَّا كُلَّ جَائِحَةٍ، أَيُّهَا النَّاسُ طُوبَى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عَيْبِ النَّاسِ وَتَوَاضَعَ فِي غَيْرِ مَنْقَصَةٍ، وَذَلَّ فِي غَيْرِ مَسْكَنَةٍ، وَرَحِمَ أَهْلَ الذُّلِّ وَالْمَسْكَنَةِ، طُوبَى لِمَنْ أَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ وَأَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهِ، وَوَسِعَتْهُ السُّنَّةُ وَلَمْ يَتَعَدَّهَا إِلَى بِدْعَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری قصویٰ پر بیٹھ کر ایک خطبہ میں فرمایا لوگو! کیوں ایسے بیٹھے ہو کہ موت گویا دوسروں کے لئے ہے ہمارے لئے موت ہی نہیں گویا کہ اوروں کے ذمے حقوق کی ادائیگی لکھی گئی ہے لیکن ہم اس حکم سے یکسر مستثنیٰ ہیں، جن مردوں کو ہم رخصت کر آئے ہیں کیا ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ تھوڑی سی مدت کے سفر کے بعد وہ ہم میں واپس آنے والے ہیں؟ آہ کیا بات ہے کہ انہیں قبر میں دفن کر کے ان کی میراث کا مال پا کر ہم بدمست ہو جاتے ہیں؟ نہیں سمجھتے کہ اسی طرح جو ہمارا ہے دوسروں کو دے کر ہم بھی اسی مٹی کے ڈھیر تلے ہمیشہ کے لئے سونے والے ہیں بلکہ ہم تو گویا یہ جان چکے ہیں کہ یہ تو مر گئے لیکن ہم تو ہمیشہ زندہ ہی رہیں گے، آہ! نصیحت کی باتیں ایک ایک کر کے ہم اپنے دماغوں سے نکال دیا کرتے ہیں اور ہر آفت و مصیبت سے بے فکر ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، سنو! مستحق مبارکباد وہ ہے جو اپنے عیب کی اصلاح میں لگ کر دوسروں کی عیب جوئی سے باز آ گیا، خوش نصیب ہے وہ جو حلال طریق پر مال حاصل کرے پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرے، علماء اور صلحاء کی مجلس میں بیٹھے، غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ میل جول رکھے (بھلا انسان وہ ہے جس کے اخلاق بلند پایہ اور بہتر ہوں، جس کا دل پاک ہو اور جو باطن کا صاف اور سچا ہو، جو کسی کو ایذا، تکلیف، رنج اور دکھ نہ پہنچاتا ہو) مبارکباد ہو اسے جو اپنا فاضل مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے، بکواس اور فضول گوئی سے بچے، سنت کو کافی سمجھے، اسی کو شرع سمجھ کر ہمیشہ اسی کے عمل میں عمر گزارے، اور بدعتوں سے کنارہ کش رہے بلکہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔[2]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاهُ فَرَأَى نَاسًا كَأَنَّهُمْ يَكْتَشِرُونَ قَالَ: أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى، فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلاَّ تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ: أَنَا بَيْتُ الغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الوَحْدَةِ، وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ، وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ، فَإِذَا دُفِنَ العَبْدُ الْمُؤْمِنُ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الخُطْبَةِ عَلَى المِنْبَرِ ۹۱۸

[2] فوائدتمام ۴۹۱، معجم ابن عساکر ۱۳۵۸، المجالسة وجواهر العلم ۱۰۸، ۱۲۸۸/۴

قَالَ لَهُ القَبْرُ: مَرْحَبًا وَأَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ اليَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ: فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الجَنَّةِ.

ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے لوگو! اگر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی موت کو یاد رکھتے تو تمہیں یہ ہنسیاں نہ آتیں، لوگو! راحت ولذت شکن موت کو یاد کیا کرو دیکھو تم میں سے ہر ایک کی ہونے والی قبر میں سے ہر روز یہ صدا آتی ہے کہ میں اجنان جگہ ہوں، میں تنہائی کا گڑھا ہوں، میں مٹی کا مکان ہوں، مجھ میں سانپ، بچھو اور کیڑے مکوڑے بھرے پڑے ہیں، مسلمانوں! جب مومن بندے کو تم دفن کرتے ہو تو قبر اسے خوش آمدید اور مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر جتنے لوگ چل رہے ہیں ان سب سے زیادہ میرا محبوب تو تھا، اب آج میں تیری دوست بنی ہوں اور تو میرے بس میں ہے، اب تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں، پھر وہ کشادہ ہو جاتی ہے، جہاں تک مسلمان میت کی نظر پہنچتی ہے وہاں تک کشادگی اس میں ہو جاتی ہے اور جنت کی طرف اس کے لئے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے

وَإِذَا دُفِنَ العَبْدُ الفَاجِرُ أَوِ الكَافِرُ قَالَ لَهُ القَبْرُ: لاَ مَرْحَبًا وَلاَ أَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ اليَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ: فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّى تَلْتَقِي عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَضْلاَعُهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِأَصَابِعِهِ، فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ: وَيُقَيِّضُ اللَّهُ لَهُ سَبْعِينَ تِنِّينًا لَوْ أَنْ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الحِسَابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا القَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

اور جب فاجر یا کافر بندہ مرتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے تو برا آیا، نہایت بری گھڑی آیا نہ میں تجھے خوش آمدید کہوں نہ تجھے مرحبا کہوں، جتنے لوگ آج میری پیٹھ پر چل پھر رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ میں تیری دشمن تھی، آج تو میرے بس میں آیا ہے اور مجھ میں سمایا ہے دیکھ کہ آج میں تجھ سے اپنے مدتوں کے بدلے کس طرح لیتی ہوں؟ یہ کہہ کر چاروں طرف سے سکڑنے اور سمٹنے لگتی ہے اور اسے دبوچنے لگتی ہے، یہاں تک کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں جانب کی پسلیاں داہنی طرف کی پسلیوں میں گھس جاتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا اس طرح، اور اس کی قبر میں ستر اژدہے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس قدر زہریلے ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار دے تو زمین سے کوئی چیز پیدا نہ ہو سکے، رہتی دنیا تک کوئی ہریالی زمین پر دکھائی نہ دے، یہ سب سانپ اسے ڈستے اور کاٹتے رہتے ہیں، قیامت تک یہ اسی کرب وبلا میں رہتا ہے، پھر آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن لو یا تو قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ [1]

اس لئے میرے بھائیو نہیں معلوم کہ میری اور آپ کی موت کب آنی ہے؟ موت جو نہ جوان کو چھوڑتی ہے نہ بڈھے کا لحاظ کرتی ہے اور نہ بچے پر ترس کھاتی ہے اس لئے موت کے لئے اور موت کے بعد کے لئے تیار رہیں اور وہ اعمال کر لیں جو بعد از موت کام آئیں، یاد رکھیں سب سے بڑا عمل اللہ کا خوف ہے جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔

[1] جامع ترمذی ابواب القیامة باب ۱۵۱۴ح ۲۴۶۰

وَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ فَيَقُولُ بَعْدَ أَنْ يَحْمَدَ اللهَ وَيُصَلِّي عَلَى أَنْبِيَائِهِ: (أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوا إِلَى مَعَالِمِكُمْ، وَإِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى نِهَايَتِكُمْ، إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ بَيْنَ أَجَلٍ قَدْ مَضَى لَا يَدْرِي مَا اللهُ قَاضٍ فِيهِ، وَبَيْنَ أَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِي مَا اللهُ صَانِعٌ فِيهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! تمہارے لئے نشانات لگ چکے ہیں پس وہاں تک پہنچ کر رک جایا کرو یعنی حدود شرع سے تجاوز نہ کرو اور تمہارے لئے ایک حد انتہا ہے وہاں جا کر رک جاؤ یعنی جس کام کی جہاں تک اجازت ہو کر و آگے مت بڑھو اور یہ کہ آخرت آ رہی ہے وہاں کے نیک اعمال کا توشہ لے کر پہنچو مومن تو دو خوفناک حالتوں کے درمیان ہے، جو عمر گزر چکی نہ معلوم اس کا نتیجہ عند اللہ کیا ہوا ہے؟ اور جو عمر باقی ہے اللہ ہی کو علم ہے کہ اس میں وہ کیا کرنے والا ہے؟

فَلْيَأْخُذِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفْسِهِ، وَمِنْ دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهِ، وَمِنَ الشَّبِيبَةِ قَبْلَ الْكِبَرِ، وَمِنَ الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ، وَمَا بَعْدَ الدُّنْيَا مِنْ دَارٍ إِلَّا الْجَنَّةَ أَوِ النَّارَ أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ

پس انسان کو چاہئے کہ ایسے اعمال کرے جو خود اسی کے کام آنے والے ہیں، اسے لائق ہے کہ دنیا میں سے آخرت سنوارنے کا حصہ مہیا کر لے اور بڑھاپا آنے سے پہلے اپنی جوانی سے فائدہ اٹھا کر طاقت بھر نیکیاں جمع کر لے، زندگی سے موت کو توشہ موت کے آنے سے پہلے اکٹھا کر لے، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ موت کے بعد شرمندگی دفع کرنے کا کوئی موقع نہ رہے گا، اس وقت پچھتانا بے سود ہو گا، اس دنیا کے اجڑنے اور اسے چھوڑنے کے بعد دو ہی گھر ہیں یا جنت یا دوزخ، أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ۔ [1]

○ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا بِي، وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اس پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی، پھر رکوع کیا اور آپ اسی کے اوپر تھے، پھر آپ الٹے پاؤں منبر سے اترے اور منبر کی جڑ میں سجدہ فرمایا (سجدوں کے بعد) پھر دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے اور پہلی رکعت کی طرح قیام اور رکوع کیا پھر جب نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے تا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سیکھ لو۔ [2]

[1] المواهب الدينة ۲۷۹/۳، تفسیر قرطبی ۱۱۶/۱۸

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ الصَّلَاةِ فِي السُّطُوحِ وَالمِنْبَرِ وَالخَشَبِ ۳۷۷، کتاب الجمعۃ بَابُ الخُطْبَةِ عَلَى المِنْبَرِ ۹۱۷، صحیح مسلم بَابُ جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۶، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابٌ فِي اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ ۱۰۸۰، مسند احمد ۲۲۸۱۷، السنن الکبریٰ للنسائی ۸۲۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۹۹۲

تحیۃ المسجد:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ:يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ،وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ آ کر بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا اے سلیک! کھڑے ہو کر دو رکعتیں (تحیۃ مسجد) پڑھو اور اس میں اختصار کرو (۱)

جَابِرًا، قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: أَصَلَّيْتَ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ:قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھ لی ہے؟ آنے والے نے جواب دیا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھو اور دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لو۔ (۲)

○ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ساری امت کے لئے) حکم دے دیا۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ، فَقَالَ:إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ،وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے اور ان دونوں میں اختصار کرے (۳)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (تحیۃ مسجد) پڑھ لے۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ التَّحِيَّةُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ۲۰۲۴

(۲) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ مَنْ جَاءَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ۹۳۱

(۳) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ التَّحِيَّةُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ۲۰۲۴،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ۱۱۱۷، صحیح ابن خزیمة ۱۸۳۵،صحیح ابن حبان ۲۵۰۲،السنن الصغیر للبیهقی ۶۳۲

(۴) صحیح بخاری کتاب الصلوٰة بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ ۴۴۴،جامع ترمذی ابواب الصلوٰةبَابُ مَا جَاءَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ۳۱۶،سنن نسائی کتاب المساجدالْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُلُوسِ فِيهِ ۷۳۱،مسنداحمد ۲۲۵۲۳،سنن الدارمی ۱۴۳۳، السنن الکبری للنسائی ۸۱۱،السنن الکبری للبیهقی ۴۹۲۲،معرفة السنن والآثار ۵۵۹۱

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ.وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.وقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا دَخَلَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَإِنَّهُ يَجْلِسُ وَلاَ يُصَلِّي.وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الكُوفَةِ.وَالقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ

امام ترمذی فرماتے ہیں بعض اہل علم اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس حالت میں نماز نہ پڑھے بلکہ یوں ہی بیٹھ جائے، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے مگر پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے اور منع کرنے والوں کا قول صحیح نہیں ہے۔ (1)

مگر ہمارے زمانے میں بعض لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ مسجد میں آتے ہی پہلے بیٹھ جاتے ہیں پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے، سنت یہی ہے کہ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے اس کے بعد بیٹھے۔

خطبہ سننے کے آداب:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران اپنے ساتھی (اپنے پاس بیٹھے ہوئے کسی دوسرے نمازی) سے کہے کہ خاموش ہو جا تو تو نے لغو کام کیا (یعنی اس کا جمعہ نہیں، یہ محرومی اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے خطبے کی پیروی سے غفلت اختیار کی اور اس سے استفادہ کرنے میں کوتاہی کی)۔ (2)

○عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوران خطبہ خاموش رہنے اور توجہ سے خطبہ سننے کے بارے میں) فرمایا جو شخص وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آئے اور خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے درمیان کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جو آدمی (خطبے کے دوران) کنکریوں کو چھوئے (یعنی کھیلے) تو اس نے لغو کام کیا۔ (3)

(1) جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ511،حاشيه

(2) صحیح بخاری كتاب الجمعة بَابُ الإِنْصَاتِ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ934 ،صحیح مسلم كتاب الجمعة بَابٌ فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْخُطْبَةِ1965،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الكَلاَمِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ512،سنن نسائی كتاب الجمعة بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ1402،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا1110،سنن ابوداود كتاب الصلوةبَابُ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ1112، مسنداحمد7686،سنن الدارمی1589،صحیح ابن خزيمة1805،صحیح ابن حبان2793

(3) صحیح مسلم كتاب الجمعة بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ فِي الْخُطْبَةِ1988،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ1090،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ1050، جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ498،مسنداحمد9484،صحیح ابن حبان2779،صحیح ابن خزيمة1818،مستدرک حاكم1040،شرح السنة للبغوی336

جمعے میں کثیر تعداد ہوتی ہے اگر معمولی بات کرنے کی بھی اجازت ہوتی تب بھی شور وشغب پڑ جاتا اس لیے مطلقاً کلام سے روک دیا گیا حتی کہ زبان سے کسی کو چپ بھی نہ کرائے کیونکہ بسا اوقات چپ کرانے والوں کا شور باتیں کرنے والوں سے بڑھ جاتا ہے اور یک نہ شد دو شد والا معاملہ بن جاتا ہے۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ،وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا

اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا، مسجد میں پیدل چل کر آیا اور سوار نہ ہوا، امام کے نزدیک ہو کر بیٹھا اور دل جمعی سے خطبہ سنا اور لغو سے بچا تو اس کو ہر قدم پر ایک برس کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہوگا۔[1]

گردنیں پھلانگنے سے منع کرنا:

آداب جمعہ میں ضروری ہے کہ آنے والا نہایت ہی ادب ومتانت کے ساتھ جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے کسی کی گردن پھلانگ کر آگے نہ بڑھے۔

○ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرٍ:جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ،فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ، وَآنَيْتَ

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا بیٹھ جاؤ! تم نے (لوگوں کو) ایذا دی اور دیر لگائی ہے۔[2]

جمعہ کے روز اچھے کپڑے پہننا:

مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، حَدَّثَهُ أَنَّمَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدْتُمْ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ

محمد بن یحییٰ (تابعی) سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانو! اگر کسی کو گنجائش ہو تو جمعہ کے لئے روزانہ

---

[1] جامع ترمذی الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الغُسْلِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۴۹۶، سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابٌ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۳۴۵ ،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۰۸۷، مسند احمد ۱۶۱۷۳، المعجم الاوسط ۱۴۵۲، معرفۃ السنن والآثار ۱۶۵۹

[2] سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابُ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۱۱۸، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخَطِّي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۱۱۵، مسند احمد ۱۷۶۹۷، السنن الکبریٰ للنسائی ۱۷۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۸۸۶، مستدرک حاکم ۱۰۶۱، صحیح ابن خزیمۃ ۱۸۱۱، صحیح ابن حبان ۲۷۹۰

استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور بنا رکھنے میں کیا حرج ہے؟۔ (۱)

مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا:

بعض علماء خطبہ جمعہ سے پہلے تقریر، شعر و شاعری وغیرہ کرتے ہیں اس سے منع فرمایا گیا۔

○ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِوَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ،وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌوَنَهى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ گمشدہ چیز کا اس میں اعلان کیا جائے یا شعر پڑھے جائیں اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھا جائے (۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے بھی مساجد میں حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسَاجِدِ حِلَقًا حِلَقًا، إِمَامُهُمُ الدُّنْيَا، فَلَا تُجَالِسُوهُمْ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے آخر دور میں لوگ مساجد میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے اور دنیاداری کی باتیں کریں گے تم ان کے ساتھ مت بیٹھنا اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (۳)

جمعہ کی رات کو خاص طور پر قیام کرنا:

بہت سے لوگوں میں یہ بدعت ہے کہ وہ جمعہ کی رات کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور خاص طور پر اس رات کو قیام کرتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جمعہ کی رات کو جاگنے اور قیام کے لئے سب راتوں میں خاص نہ کرے اور اس کے

---

(۱) سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابُ اللُّبْسِ لِلْجُمُعَةِ ۱۰۷۸، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاتہ بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۰۹۶، صحیح ابن خزیمۃ ۱۷۶۵، صحیح ابن حبان ۲۷۷۷، المعجم الکبیر للطبرانی عن عبداللہ بن سلام ۳۷۳، السنن الکبری للبیہقی ۵۹۵۲، شعب الایمان عن انس ۲۷۳۲، شرح السنۃ للبغوی ۱۰۷۶

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابُ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ ۱۰۷۹، جامع ترمذی ابواب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَإِنْشَادِ الضَّالَّةِ وَالشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ ۳۲۲، سنن نسائی کتاب المساجد النَّهْيُ عَنِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ۷۱۵، مسند احمد ۶۶۷۶، السنن الکبری للنسائی ۷۹۵، صحیح ابن خزیمۃ ۱۳۰۴

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۴۵۲، صحیح ابن حبان ۶۷۶۱

دن کو سب دنوں میں روزے کے لئے مخصوص نہ کرو مگر یہ کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتا ہو اور اس میں جمعہ آجائے۔ [1]

پہلے خطبہ کے بعد دو رکعتیں پڑھنا:

بعض لوگ پہلے خطبہ کے بعد جب خطیب کچھ سانس لینے کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ مختصر وقفہ دو رکعتوں کے پڑھنے کے لئے کافی نہیں، یہ ایسی منکر بدعت ہے کہ اس کے مستحب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، کجا یہ کہ یہ سنت سے ثابت ہو؟

نماز سے فراغت کے بعد ذکر اور دعا پر اجتماع کرنا:

ابن الحاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمام لوگوں کو اونچی آواز سے ذکر و دعا اور نماز کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھانے سے ڈرنا چاہیے کیونکہ یہ بدعت ہے۔

جمعہ کے دن غسل کی ابتدا:

اللہ رب العزت نے جمعہ کے دن جو آداب اور فضائل مقرر فرمائے ہیں ان سے حفظان صحت کے اصول اور اجتماعی زندگی کی بہترین اقدار ظاہر ہوتی ہیں، ان میں ایک ادب یہ ہے کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کو غسل کی ترغیب دی گئی، انصار کھیتی باڑی میں اور مہاجرین بازاروں میں تجارتی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے، ان کے پاس کوئی ملازم وغیرہ نہیں تھے اس لئے خود سخت محنت کرتے ہوئے سخت گرمی میں خوب پسینہ بہتا جس سے جسم میں پسینہ کی بو پیدا ہو جاتی پھر اسی حالت میں وہ جمعہ کی نماز پڑھنے چلے آتے جس سے مسجد میں سخت بدبو پیدا ہو جاتی چنانچہ پہلے پہل غسل جمعہ کے بارے میں ترغیب دی گئی۔

○ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ:كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ يَوْمَ الجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالعَوَالِيِّ، فَيَأْتُونَ فِي الغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الغُبَارُ وَالعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ العَرَقُ،فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هَذَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جمعہ کی نماز (پڑھنے کے لئے) لوگ اپنے گھروں اور اطراف مدینہ گاوں سے (مسجد نبوی میں) باری باری آیا کرتے تھے، لوگ گرد و غبار میں چلے آتے، گرد میں اٹے ہوئے اور پسینہ میں شرابور، اس قدر پسینہ ہوتا کہ تھمتا نہیں تھا اسی حالت میں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غسل کی ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا تم لوگ اس دن (جمعہ میں) غسل کر لیا کرتے تو بہتر ہوتا۔ [2]

عَنْ عِكْرِمَةَ، كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ - إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ،فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ

---

[1] صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ كَرَاهَةِ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مُنْفَرِدًا۲۶۸۴ ،السنن الكبرىٰ للنسائى ۲۷۶۴، السنن الكبرىٰ للبيهقى ۸۴۹۰

[2] صحيح بخارى كتاب الجمعة بَابُ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الجُمُعَةُ، وَعَلَى مَنْ تَجِبُ ۹۰۲،صحيح مسلم كتاب الجمعةبَابُ وُجُوبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ بَالِغٍ مِنَ الرِّجَالِ، وَبَيَانِ مَا أُمِرُوا بِهِ۱۹۵۸ ،السنن الكبرىٰ للبيهقى۵۶۶۶

رِيَاحٌ آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًافَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيحَ قَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا، وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ محنت ومشقت کیا کرتے تھے،لباس اون کا ہوتا تھا،اپنی پیٹھوں پر سامان ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد بھی تنگ اور نیچی چھت والی تھی گویا چھپڑ تھا تو ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،دن گرم تھا اور لوگوں کو ان کے اونی لباسوں میں پسینہ آیا حتی کہ ان سے نامناسب بوئیں نکلیں اور انہیں ایک دوسرے سے بہت اذیت ہوئی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بومحسوس کی تو فرمایا لوگو!جب یہ (جمعہ کا) ہوا کرے تو غسل کیا کرو اور جسے جو عمدہ تیل اور خوشبو مہیا ہو استعمال کیا کرے۔[1]

○ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ

سمرہ بن جندب الفزاری جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن وضو کرے تو ٹھیک ہے اور اچھا ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔[2]

○ عَنْ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى

چنانچہ سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے (مونچھیں کترائے،ناخن کٹائے،زیر ناف بال مونڈے اور بغلوں کے بال دور کرے وغیرہ) اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے،پھر نماز جمعہ کے لئے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے (بلکہ یہ آداب ملحوظ رکھے کہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے) پھر جتنی اس کے مقدر میں ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش (دل جمعی سے) سنتا رہے (تا کہ ہفتہ واری اجتماعی مشکلات اور ان کا حل،لوگوں کی دینی امور میں راہنمائی اور بصیرت کے لئے جو مضامین خطبہ میں بیان کیے جائیں ان کو سمجھنا اور سیکھنا آسان ہو جائے) تو ایسے شخص کے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہوں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[3]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکماً فرمایا کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد میں آنا چاہیے۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الطھارة بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۳۵۳،المعجم الکبیر للطبرانی۱۱۵۴۸،السنن الکبریٰ للبیہقی۱۴۰۷

[2] سنن ابوداودکتاب الطھارة بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۳۵۴،جامع ترمذی کتاب الجمعة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۴۹۷ ،سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ۱۰۹۱،سنن نسائی کتاب الجمعة بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۱۳۸۱

[3] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ۸۸۳،مصنف ابن ابی شیبة۴۵۷۵، مسند احمد ۲۳۷۱۰،المعجم الکبیر للطبرانی۶۱۹۰،السنن الکبری للبیہقی۶۱۹۰

○ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ:مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سنا تم میں سے جو شخص جمعہ (کی نماز) کے لئے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔ (۱)

اس طرح ہر وقت خوش نما اور باوقار رہنے کی ترغیب فرماتے ہوئے آخری حکم فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل کرنا تا کہ جسم کی طہارت حاصل ہو اور مسواک کرنا تا کہ منہ کی پاکیزگی حاصل ہو اور جو اسے میسر ہو اچھی خوشبو لگائے تا کہ ماحول خوبصورت بن جائے اور اچھے کپڑے پہنے کہ وہ شخص اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔

○ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ:أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الغُسْلُ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل کرنا،مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگانا ضروری ہے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: --- وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ

اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابوسعد خدری سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چہ وہ خوشبو عورت کی خوشبو سے ہو (یعنی ضرور استعمال کرے)۔ (۳)

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ

ایک اور روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ سات دنوں میں سے ایک دن غسل کرے اور اپنا سر اور جسم دھوئے۔ (۴)

(۱) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ فَضْلِ الغُسْلِ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُودُ يَوْمِ الجُمُعَةِ، أَوْ عَلَى النِّسَاءِ ۸۷۷،صحیح مسلم كِتَابُ الْجُمُعَةِ ۱۹۵۱،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاغْتِسَالِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۴۹۲،سنن نسائی کتاب الجمعة بَابُ حَضِّ الْإِمَامِ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۱۴۰۸،مصف ابن ابی شیبة۴۹۹۱، مسنداحمد۵۹۶۱،سنن الدارمی۱۵۷۷،صحیح ابن خزیمة۱۷۵۲،صحیح ابن حبان۱۲۲۴،شعب الایمان۲۷۶۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الطِّيبِ لِلْجُمُعَةِ۸۸۰

(۳) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۱۹۶۰ ،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۳۴۴،سنن نسائی کتاب الجمعةبَابُ الْأَمْرِ بِالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۱۳۷۶ ،السنن الکبریٰ للنسائی۱۶۷۹،السنن الکبریٰ للبیهقی۵۹۵۵

(۴) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ؟۸۹۷ ،وكِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الغَارِ ۵۴، ۳۴۸۷، صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۹۶۳،السنن الکبریٰ للبیهقی۱۴۲۱

غسل جنابت کا طریقہ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ المائدۃ اور سورۃ النساء میں غسل جنابت کرنا فرض قرار دیا ہے، غسل جنابت کا طریقہ یوں ہے۔

○ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ، بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلاَةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي المَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعَرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلاَثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ المَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو آپ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر اسی طرح وضو کرتے جیسا نماز کے لئے آپ وضو کیا کرتے تھے، پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے یہاں تک کہ جب آپ دیکھتے کہ وہ صاف ہو گیا ہے تو پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوتے۔[1]

○ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الإِنَاءِ، فَيُخَلِّلُ شَعْرَهُ، حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ الْبَشْرَةَ، أَوْ أَنْقَى الْبَشْرَةَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًاثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ،فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ، فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دونوں ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھوئے، پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا، پھر زمین پر ہاتھ رگڑا اور پھر اس کو دھویا، اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے بالوں کا خلال کرتے جب سمجھتے کہ جلد تر ہو گئی ہے یا صاف ہو گئی ہے تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے، پھر اپنے سر اور سارے بدن پر پانی ڈالتے، پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے، اس کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑا دینا چاہا تو آپ نے اسے نہیں لیا اور ہاتھوں سے ہی پانی جھاڑنے لگے (غسل کا مکمل طریقہ سمجھانے کے لئے ان تمام روایتوں کو اکٹھا کیا گیا ہے)۔[2]

---

[1] صحيح بخاری كتاب الغسل بَابُ الوُضُوءِ قَبْلَ الغُسْلِ ۲۴۸،صحيح مسلم كتاب الحيض بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ۷۱۸،السنن الكبرىٰ للنسائی۲۴۱،صحيح ابن حبان۱۱۹۶،سنن الدارقطنی۴۰۲،السنن الكبرىٰ للبيهقی ۸۲۳

[2] صحيح بخاری كتاب الغسل بَابُ الوُضُوءِ قَبْلَ الغُسْلِ ۲۴۹،وبَابُ الغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً ۲۵۷، وبَابُ المَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ فِي الجَنَابَةِ ۲۵۹،وبَابُ مَسْحِ اليَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُونَ أَنْقَى ۲۶۰ ،وبَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الغُسْلِ۲۶۵ ،وبَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الجَنَابَةِ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الوُضُوءِ مَرَّةً أُخْرَى ۲۷۴،وبَابُ التَّسَتُّرِ فِي الغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ ۲۸۱،سنن ابوداودكتاب الطهارةبَابٌ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ ۲۴۵،۲۴۲

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنابت کے غسل میں انگلیاں بھگو کر بالوں کی جڑوں میں خلال کرے جب یقین ہو جائے کہ سر اور ڈاڑھی کے بال اور اندر کا چمڑا بھیگ گئے ہیں تب بالوں پر پانی بہائے یہ خلال بھی آداب غسل سے ہے، جو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک واجب اور جمہور کے نزدیک سنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے شروع میں وضو فرماتے تھے اور اسی کو کافی جانتے تھے اور نماز کے لئے دوبارہ وضو نہیں فرماتے تھے۔

○ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الغُسْلِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل (جنابت) کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ [1]

یعنی غسل کے شروع میں وضو فرماتے تھے اور اسی کو کافی جانتے تھے اور نماز کے لئے دوبارہ وضو نہیں فرماتے تھے لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ دوران غسل شرم گاہ کو آگے یا پیچھے ہاتھ نہ لگے ورنہ دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لیے بالوں کو (اچھی طرح) دھویا کرو اور جسم کو اچھی طرح (مل کر) صاف کیا کرو۔ [2]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ، وَهُوَ ضَعِيفٌ

امام ابو داود رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں حارث بن وجیہ منکر حدیث ہے اور ضعیف ہے۔

حكم الألباني: ضعيف

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَجْمَرْتُ شَعْرِي إِجْمَارًا شَدِيدًا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ عَلَى كُلِّ شَعَرَةٍ جَنَابَةً

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ میں نے اپنے سر کے بالوں کا بڑا مضبوط جوڑا باندھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے جنابت کا اثر ہر بال تک پہنچتا ہے۔ [3]

اس روایت میں بھی ایک راوی مجہول الحال ہے۔

[1] جامع ترمذی ابواب الطهارة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الغُسْلِ ۱۰۷، سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ ۲۵۰، سنن نسائی کتاب الطهارة بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ بَعْدِ الْغُسْلِ ۲۵۳، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ ۵۷۹، مصنف ابن ابی شيبة ۷۴۴، مسنداحمد ۲۴۳۸۹، مسندابی یعلی ۴۸۳۵، مستدرک حاکم ۵۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ۸۵۲

[2] سنن ابوداودكِتَاب الطَّهَارَةِ بَابٌ فِي الْغُسْلِ مِنَ الجَنَابَةِ ۲۴۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً ۱۰۶

[3] مسنداحمد ۲۶۱۶۶

یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن یہی بات صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ غسل جنابت میں سارا جسم دھونا فرض ہے البتہ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں فقہاء کی آرا مختلف ہے، احناف کے نزدیک یہ بھی فرضیت کے حکم میں شامل ہے امام احمد رحمہ اللہ کا بھی مشہور قول یہی ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مسنون ہے بہرحال احادیث کی روشنی میں واضح ہے کہ غسل جنابت میں سارا بدن حتی کہ بالوں کو خوب اچھی طرح مل کر دھونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ بلا کسی اشد مجبوری کے جسم کا کوئی حصہ بال برابر یا بالوں کے نیچے جگہ خشک رہ جائے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟وفی روایة :لِلْحَيْضَةِ، قَالَ:لَا. إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سر کے بال (مینڈھیوں کی شکل میں) مضبوطی سے باندھ لیتی ہوں کیا غسل جنابت کے موقع پر ان کو کھولوں؟ اور ایک روایت میں حیض سے فارغ ہو کر غسل کے وقت کے الفاظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! (کھولنے کی ضرورت نہیں) بس تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین لپ پانی بہا دیا کرے پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔[1]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جسے جنابت لاحق ہو جائے اس کے لیے غسل کرتے وقت بالوں کا کھولنا ضروری نہیں البتہ ایک روایت میں ہے

عَنْ عَائِشَةَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا، وَكَانَتْ حَائِضًا :انْقُضِي شَعْرَكِ، وَاغْتَسِلِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا درآنحالیکہ وہ حائضہ تھیں کہ بال کھول کر نہانا۔[2]

مگر یہ دونوں روایتیں باہم متعارض نہیں کیونکہ بال کھولنے کا حکم اس وقت ہے جب عورت حیض سے غسل کرے لیکن غسل جنابت میں عورت پر واجب نہیں کہ وہ سر کے بال کھولے بلکہ صرف بالوں کی جڑ یا سر کا چمڑا تر ہونا چاہیے سارے بال تر ہونا ضروری نہیں۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: بَلَغَ عَائِشَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ،فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو هَذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ. أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ ، لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. وَلَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ

عبید بن عمیر سے مروی ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کسی ذریعے سے اطلاع ملی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل جنابت و حیض کے وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عمرو رضی اللہ عنہ پر تعجب ہے کہ وہ غسل کے وقت عورتوں کو بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ ان کو منڈوانے کا حکم کیوں نہیں دیتے (اس سے تو بہتر ہے کہ وہ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم ہی دے دیں) میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ٹب نما برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے اور میں سر میں صرف تین بار پانی ڈال لیتی تھی اور (غسل جنابت میں)

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْحَيْضِ بَابُ حُكْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ ۳۳۰

[2] سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا بَابٌ فِي الْحَائِضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ ۶۴۱

سر کے بال کھولنے کی ضرورت نہیں سمجھتی تھی۔ (۱)

وفی روایة :لِلْحَيْضَةِ کے الفاظ شاذ ہیں جیسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحة (۱۸۹) میں وضاحت کی ہے۔

میاں بیوی دونوں اکٹھے ایک برتن سے غسل کر سکتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ،مِنَ الْجَنَابَةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل جنابت کرلیا کرتے تھے، اس برتن میں ہمارے ہاتھ یکے بعد دیگرے داخل ہوتے تھے۔ (۲)

اور ابن حبان نے یہ اضافہ مزید نقل کیا ہے

تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ وَتَلْتَقِي

بسا اوقات دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے سے چھو جاتے تھے۔ (۳)

بعض عورتیں حماموں میں غسل فرماتی ہیں، ان بے پردہ حماموں میں جانے کی ممانعت کی ایک صحیح حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَافَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتُنَّ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ،قَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ، قُلْنَ: نَعَمْ، قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ، مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى

ابو الملیح (عامر بن اسامہ) سے مروی ہے شام کی کچھ عورتیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، انہوں نے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم شام کی عورتیں ہیں، فرمایا شاید تم اس علاقے سے تعلق رکھتی ہو جہاں کی عورتیں حمامات میں جاتی ہیں؟ عورتوں نے کہا جی ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگاہ رہو! بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جو کوئی عورت اپنے گھر کے علاوہ (بغیر شرعی عذر کے) کہیں اور اپنے کپڑے اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین جو (عزت و کرامت کا) پردہ ہے اس کو پھاڑ دیتی ہے۔ (۴)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا، فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الحيضبَابُ حُكْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ ۷۴۷

(۲) صحيح بخارى كِتَابُ الغُسْلِ بَابٌ هَلْ يُدْخِلُ الجُنُبُ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا، إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الجَنَابَةِ۲۶۱،صحيح مسلم كِتَابُ الْحَيْضِ بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ، وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَاحِدَةٍ، وَغُسْلِ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ۷۳۱،صحيح ابن حبان۱۲۶۲

(۳) صحيح ابن حبان۱۱۱۱

(۴) سنن ابوداودكِتَاب الْحَمَّامِ باب النهى عن دخول الحمام۴۰۱۰

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنی بیوی کو بغیر محرم کے خلوت و تنہائی میں نہ بھیجے کیونکہ اس کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (۱)

مساجد میں دور سے آنا:

قبیلہ بنو سلمہ کے مکانات مسجد نبوی سے کافی فاصلہ پر تھے اور انہیں اتنی دور سے مسجد میں پانچ وقت نماز کے لئے حاضر ہونے سے تکلیف ہوتی تھی،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ:إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِقَالُوا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ، فَقَالَ:يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ

چنانچہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مسجد کے گرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں تو قبیلہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمہاری یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو، انہوں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے یہ ارادہ کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ! اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا) اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ (۲)

قَالَ: فَأَقَامُوا وَقَالُوا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا

تو بنو سلمہ نے کہا ہم اس فرمان سے ایسے خوش ہوئے کہ وہاں سے اٹھ آنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ (۳)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم حاصل کرنے کے لئے چاہتے تھے کہ ان کا گھر مسجد سے دور ہو اور وہ اس تک پیدل چل کر آئیں اور ان کے آنے اور مسجد سے جانے کے قدموں کے نشان لکھے جائیں۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّي الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلًا مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ، وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلْمَةِ، فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِفَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ قَوْلِهِ ذَلِكَ،فَقَالَ: أَرَدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يُكْتَبَ لِي إِقْبَالِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِلَى أَهْلِي إِذَا رَجَعْتُ، فَقَالَ:أَعْطَاكَ اللهُ ذَلِكَ كُلَّهُ، أَنْطَاكَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ مَا احْتَسَبْتَ كُلَّهُ أَجْمَعَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک (انصار کا) آدمی تھا جہاں تک میں جانتا ہوں اہل مدینہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں اس کا گھر سب سے دور تھا اور مسجد میں کوئی نماز بھی اس سے نہ چوکتی تھی، میں نے اس سے کہا اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر تو سوار ہو کر اندھیرے میں

(۱) مسند احمد ۱۴۶۵۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۴۶۲

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِبَابُ فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ ۱۵۱۹، مسند احمد ۱۴۵۶۶، صحیح ابن خزیمۃ ۴۵۱، شعب الایمان ۲۶۲۹

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِبَابُ فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ ۱۵۲۰، السنن الکبری للبیہقی ۴۹۸۱

اور گرمیوں میں آیا کرے، اس نے کہا کہ میرے لئے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں کہ میرا گھر مسجد کے قریب ہو، اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول! میری نیت یہ ہے کہ میرا مسجد کی طرف چل کر آنا اور یہاں سے اپنے گھر واپس جانا سب ہی لکھا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تمہیں یہ سب عطا فرما دیا جس اجر و ثواب کی تو نے امید کی ہے اللہ نے وہ سب عنایت فرما دیا۔ (۱)

عورتوں پر اگرچہ جمعہ فرض نہیں ہے تاہم صحابیات رضی اللہ عنہن اس دن کی بہت عزت کرتی تھیں اور اس دن کی برکتوں میں عمدہ طریقوں سے شرکت فرماتی تھیں۔

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ:كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الجُمُعَةِ قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ، تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ - قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ، فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ، فَإِذَا صَلَّيْنَا الجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا، وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا، فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ، وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلاَ نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الجُمُعَةِ

سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے، میں نے عرض کیا کس لئے؟ فرمایا کہ ایک بوڑھی صحابیہ رضی اللہ عنہن تھیں جو مقام بضاعہ جایا کرتی تھیں، ابن مسلمہ نے کہا بضاعہ مدینہ منورہ کا ایک باغ تھا پھر وہ وہاں سے چقندر لا کر ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے کچھ دانے پیس کر (اس میں ملاتی تھیں) جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو انہیں سلام کرنے آتے اور وہ یہ چقندر کی جڑ میں آٹا ملی ہوئی دعوت ہمارے سامنے رکھتی تھیں، ہم اس وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے، قیلولہ اور دوپہر کا کھانا ہم جمعہ کے بعد تناول فرماتے تھے۔ (۲)

اسی طرح اگرچہ عورتوں پر جماعت کی پابندی فرض نہیں ہے اور اس بنا پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم جماعت میں اپنی عورتوں کی شرکت کو پسند بھی نہیں کرتے تھے تاہم بعض صحابیات رضی اللہ عنہن پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا تھا اور وہ مناسب اوقات میں نماز باجماعت ادا فرماتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلاَةَ الصُّبْحِ وَالعِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ فِي المَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِينَ وَقَدْ تَعْلَمِينَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذَلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي؟ قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک عورت فجر اور عشاء کی نماز کیلئے مسجد میں جماعت میں شریک ہوتی تھی تو اس سے کہا گیا کہ تم کیوں باہر نکلتی ہو جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو برا سمجھتے ہیں اور انہیں اس پر غیرت دلائی جاتی ہے، تو اس عورت نے کہا کہ پھر انہیں کون سی چیز اس بات سے روکتی ہے کہ وہ مجھے اس منع کریں؟ لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان انہیں اس

---

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَابُ فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ ۱۵۱۴ ،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِيفَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ ۵۵۷،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَاب الْأَبْعَدُ فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا ۷۸۲،مسنداحمد ۲۱۲۱۶،السنن الكبرى للبيهقى ۲۰۱۰۵،۴۹۷۹،شعب الايمان ۲۶۲۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الاستئذان بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ ۶۲۴۸ ،شعب الايمان ۸۵۰۴

سے مانع ہے کہ اللہ کی لونڈیوں کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (۱)

نزول سورۃ الجمعۃ۹تا۱۱ :

اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے اور نماز خطبہ کے بعد ادا فرماتے تھے، ابھی لوگوں کو جمعہ کے بارے میں ابھی تربیت لیتے زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک واقعہ پیش آیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ،فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًافِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے اچانک ایک تجارتی قافلہ (اموال تجارت لے کر) مدینہ میں آ گیا(اور اس وقت مدینہ میں غلہ کی شدید کمی تھی) قافلہ کی اطلاع پا کر لوگ مال خریدنے کے لئے جمعہ کا خطبہ و نماز چھوڑ کر چلے گئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے، نہ جانے والوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى لَمْ يُبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ لَسَالَ بِكُمُ الْوَادِي النَّارَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا} [الجمعة:11]،وَقَالَ فِي الِاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ ثَبَتُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر ہمیں بیان فرما رہے تھے کہ شام سے مدینہ منورہ کی طرف ایک تجارتی قافلہ آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھے یہاں تک کہ بارہ آدمیوں کے سوا ان میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ باقی نہ رہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ بارہ نمازی بھی مسجد میں نہ رہ جاتے تو مدینہ والوں پر یہ وادی آگ بن کر بھڑک اٹھتی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے عتاب کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ’’اور جب انہوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیا۔‘‘ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بارہ آدمی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے گئے ان میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ (۳)

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجُمُعَةِ بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ؟۹۰۰ ، مسند السیراج۸۰۰،السنن الکبری للبیہقی۵۳۷۰،مصنف ابن ابی شیبة۷۶۰۸

(۲) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۲۰۰۰

(۳) مسندابی یعلی۱۹۷۹

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو ! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو

وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ

اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، پھر جب نماز ہو چکے تو

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ اِذَا

زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو،اور جب کوئی

رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ

سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ

مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (الجمعة ۹ تا ۱۱)

اللہ کے پاس جو ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے،اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رساں ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان ہو جائے تو اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، اس سے مراد تیز تیز چلنا نہیں ہے بلکہ خاص اہتمام کرنا ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ [1]

ترجمہ: اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لیے سعی کرے جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہیے اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہو گی۔

اور رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے تیز چل کر جانے سے منع فرمایا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الإِقَامَةَ، فَامْشُوا إِلَى الصَّلاَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ وَلاَ تُسْرِعُوا فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جب اقامت کو سنو تو نماز کی طرف چل پڑو اور سکینت اور وقار کو اختیار کرو اور تیز نہ چلو، نماز کا جو حصہ پالو اسے پڑھو اور جو حصہ تم سے نکل جائے اسے مکمل کر لو۔ [2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ

[1] بنی اسرائیل ۱۹

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الأَذَانِ بَابُ لاَ يَسْعَى إِلَى الصَّلاَةِ، وَلْيَأْتِ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ ۶۳۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلَاةِ بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا ۱۳۵۹، مسند احمد ۱۰۱۰۳

رِجَالٍ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلاَةِ؟ قَالَ: فَلاَ تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلاَةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کی آوازوں کو سنا جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم نے نماز کے لیے جلدی کی ہے، فرمایا اس طرح نہ کرو جب نماز کے لیے آؤ تو سکینت کو اختیار کرو، جو حصہ پالو اسے پڑھ لو اور جو تم سے نکل جائے اسے پورا کر لو۔ [1]

یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو کہ جمعہ کی اذان ہونے کے بعد ہر قسم کی خرید و فروخت اور ہر دوسری مصروفیت حرام ہے (فقہاء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد بیع اور ہر قسم کا کاروبار حرام ہے، ہاں بچوں، عورتوں، غلاموں، بیماروں اور مسافروں کو جمعہ کی فرضیت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے) ہاں نماز ختم ہو جانے کے بعد تمہیں اجازت ہے کہ اللہ کی زمین پر منتشر ہو جاؤ اور اپنے جو کاروبار بھی کرنا چاہو کرو،

كَانَ عَرَّاكُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: اللهُمَّ، أَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا أَمَرْتَنِي، فَارْزُقْنِي مِنْ فَضْلِكَ، وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

عراک بن مالک رضی اللہ عنہ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے اے اللہ! میں نے تیری دعوت کو قبول کیا تیرے عائد کردہ فریضہ نماز کو ادا کیا اور جیسے تو نے حکم دیا میں زمین میں اپنی راہ لے رہا ہوں پس اپنے فضل و کرم سے تو مجھے رزق عطا فرما کہ تو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ [2]

پھر شاہانہ انداز سے فرمایا اگر تم اللہ وحدہ لاشریک کو کثرت سے یاد رکھو گے تو دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی تمہارا مقدر رہو گے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کنواں وقف کرنا

مکہ مکرمہ سے جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو دیکھا کہ یہاں کے تمام کنویں کھاری پانی کے ہیں صرف ایک کنواں بئر رومہ میٹھے پانی کا تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا جو بغیر دام کسی کو پانی نہیں دیتا تھا، فقراء مسلمین کو میٹھا پانی حاصل کرنے میں بڑی دشواری پیش آتی تھی

وَقَالَ عُثْمَانُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ، فَيَكُونُ دَلْوُهُ فِيهَا كَدِلاَءِ المُسْلِمِينَ، فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو بئر رومہ کو خرید لے اور اپنا ڈول اس میں اس طرح ڈالے جس طرح اور مسلمان ڈالیں (یعنی اسے وقف کر دے) آخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے اس کو خرید لیا۔ [3]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَذَانِ بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: فَاتَتْنَا الصَّلاَةُ ۶۳۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلَاةِ بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا ۱۳۶۳

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰؍۳۳۵۶

[3] صحیح بخاری کتاب المساقات بَابٌ فِي الشُّرْبِ، وَمَنْ رَأَى صَدَقَةَ المَاءِ وَهِبَتَهُ وَوَصِيَّتَهُ جَائِزَةً، مَقْسُومًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُومٍ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَشْتَرِيهَا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ، فَيَكُونَ دَلْوُهُ فِيهَا كَدُلِيِّ الْمُسْلِمِينَ، وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو بئر رومہ کو اپنی حلال کمائی سے خرید لے اور اپناڈول اس میں اس طرح ڈالے جس طرح اور مسلمان ڈالیں (یعنی اسے وقف کر دے) تو اس کے لئے جنت میں ایک چشمہ ہے۔ [1]

ایک روایت میں ہے

مَنْ حفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّةُ

جو شخص بئر رومہ کو کھود دے گا (اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا) تو اسے جنت کی بشارت ہے۔ [2]

ایک روایت میں ہے

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بئر رومہ کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ [3]

فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسَةٍ وَثَلَاثِينَ أَلْف دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَجْعَلُ لِي مِثْلَ الَّذِي جَعَلْتَهُ له عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: قَدِ اشْتَرَيْتُهَا، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِينَ

آخر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ کو پینتیس ہزار درہم میں خرید لیا پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں بئر رومہ کو خرید لوں تو مجھے جنت میں ایک چشمہ عنایت ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ [4]

الغرض سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت، جنت اور جنت کے ایک چشمہ کے معاوضہ پر فروخت کر دیا اس طرح مدینہ منورہ کا ہر شخص میٹھے پانی کے اس چشمہ سے فیض یاب ہونے لگا۔

---

[1] مسند احمد ۵۵۵

[2] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا، وَاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلاَءِ المُسْلِمِينَ ۲۷۷۸، وفضائل أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو القُرَشِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ،جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقب عثمان ابن عفان ۳۷۰۳،السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۱۹۳۳

[3] مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۰۲۳، مسند البزار ۳۹۱، السنن الکبری للنسائی ۴۳۷۶،صحیح ابن خزیمة ۲۴۸۷،صحیح ابن حبان ۶۹۲۰،سنن دارقطنی ۴۴۳۶

[4] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۲۶

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کا قبول اسلام

جب حسان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی،

كان حسان قديم الإسلام

حسان رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے فوراً مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا اور بیعت کا شرف حاصل کیا اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں وہ فوقیت رکھتے ہیں،

يكنى أَبَا الْوَلِيدِ، وقيل: أَبُو عبد الرحمن ، وقيل: أَبُو الحُسَامِ

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی مشہور کنیت ابو الولید ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابو الحسام تھی۔ (۱)

وأمه الفريعة بنت خالد بْن حبيش

ان کی والدہ کا نام فریعہ رضی اللہ عنہا بنت خالد بن حبیش تھا۔ (۲)

ان کی والدہ کو بھی قبول اسلام اور صحابیت کا شرف حاصل ہوا

أَسْلَمَتْ الْفُرَيْعَةُ بِنْتُ خَالِدٍ وَبَايَعَتْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کی والدہ فریعہ رضی اللہ عنہا بنت خالد نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (۳)

حسان رضی اللہ عنہ کے اباؤ اجداد اپنے قبیلے کے رئیس تھے، قلعہ فارع جو مسجد نبوی سے مغرب کی جانب باب الرحمۃ کے سامنے واقع تھا ان کا مسکن تھا

عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً، سِتِّينَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَسِتِّينَ فِي الْإِسْلَامِ

انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی انہوں نے ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور تقریباً اتنے ہی سال اسلام کی حالت میں گزارے۔ (۴)

انہوں نے اپنے پیچھے ایک فرزند (عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ) چھوڑا، اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے سے پہلے وہ تمام عرب میں اپنی شاعری کا سکہ بٹھا چکے تھے اور عرب کا بچہ بچہ انہیں ایک قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے جانتا تھا

قَالَ أبو عبيدة: واجتمعت العرب على أن أشعر أهل المدر أهل يثرب، ثم عَبْد القيس، ثم ثقيف، وعلى أن أشعر أهل المدرحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ

ابو عبیدہ رحمہ اللہ ہی کا قول ہے کہ بالاتفاق صحرا کے تمام باشندوں میں اہل مدینہ کے پھر قبیلہ عبد القیس کے اور پھر بنو ثقیف کے اشعار اچھے ہیں اور اہل مدینہ میں سب سے بڑے شاعر حسان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۵)

(۱) رجال صحیح مسلم ۱۶۷، ۳۳۵/۱، تهذیب الاسماء وللغات ۱۱۷، ۱۵۶/۱، تهذیب الکمال فی اسماء الرجال ۶/۱۷، تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۷۸/۱۲

(۲) تهذیب الکمال فی اسماء الرجال ۶/۱۷

(۳) ابن سعد ۲۷۲/۸

(۴) معرفة الصحابة لابی نعیم ۸۴۵/۲

(۵) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۳۴۵/۱

عہد جاہلیت میں حسان رضی اللہ عنہ بھی دوسرے شعراء کی طرح شراب کے رسیا تھے مگر قبول اسلام کے بعد انہوں نے کبھی شراب کو چھوا تک نہیں۔

دور جاہلیت کے عرب امی ہونے کے باوجود اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر اس زمانے کی بہت سی قوموں پر فوقیت رکھتے تھے، یہ لوگ ناخواندہ ،ناشائستہ اور غیر مہذب تھے لیکن زبان کی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، اپنی خطابت و شاعری پر ان کو اس قدر ناز تھا کہ دنیا کی دوسری قوموں کو عجم (گونگا) قرار دیتے تھے، ہر قبیلہ کا شاعر اپنی قوم کے فضائل و محائد کا علمبردار ہوتا تھا، یہ لوگ اپنے زور بیان سے جس کو چاہتے سر بلند کر دیتے تھے اور جس کو چاہتے تھے بدنام و رسوا کر ڈالتے، ذاتی پسند یا ناپسند کے علاوہ وہ اپنی شاعری کو قومی اور سیاسی ضروریات کے لیے بھی استعمال کرتے تھے، قبائل کی عزت و ناموس اور حکمرانوں کی آبرو ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی اس لیے بڑے بڑے سردار ان کے آگے آنکھیں بچھاتے تھے اور بڑے بڑے سورما ان سے خوف کھاتے تھے، جب وہ کسی کی مدح یا ہجو میں شعر کہتے تو وہ برق رو کی طرح سارے عرب میں پھیل جاتے اور زبان زد عوام و خواص ہو جاتے، عربوں کے یہی لیل و نہار تھے کہ عرب کی وادی غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید کا مشرکین مکہ نے جو جواب دیا اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا گھر بار اور وطن عزیز چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے لیکن مشرکین مکہ کا دل اس سے بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور ان کے شعراء نے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو میں اشعار کہہ کہہ کر عرب میں پھیلانے شروع کر دیئے، یہ اشعار چند دنوں کے اندر اندر ہزاروں میل دور تک پہنچ جاتے تھے اور مدینہ منورہ تو مکہ مکرمہ سے صرف تین سو میل دور تھا

فقال قائل لعليّ بن أبي طالب: اهْجُ عَنَّا الْقَوْمَ الَّذِينَ يَهْجُونَنَافقَالَ:إِنْ أذن لي رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلْتُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذِنْ لَهُ ، فقال رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عَلِيًّا لَيْسَ عِنْدَهُ مَا يُرَادُ فِي ذلك منه، أو: ليس في ذلك لك.ثُمَّ قَالَ: مَا يَمْنَعُ الْقَوْمُ الَّذِينَ نَصَرُوارَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِلاحِهِمْ أَنْ يَنْصُرُوهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ؟ فَقَالَ حَسَّانُ: أَنَا لَهَا، وَأَخَذَ بِطَرَفِ لِسَانِهِ وَقَالَ: وَاللهِ ما يسرّني به مقول بَيْنَ بُصْرَى وَصَنْعَاءَ،وَقَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَهْجُوهُمْ وَأَنَا مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: وَاللهِ لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ

جب مسلمانوں تک آئے دن ایسے اشعار پہنچنے لگے تو ان کو سخت تکلیف ہوئی اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ شعرائے مکہ کی ہجوؤں کا جواب دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کام کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں، ان کا جواب سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، شعراء مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کی ہجویں کہہ کہہ کر عرب میں ان کی اشاعت کر رہے ہیں آپ ارشاد فرمائیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کی خرافات کا جواب دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کام کے لیے موزوں نہیں ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جن لوگوں نے میری تلوار سے مدد کی ہے کیا وہ اپنی زبان سے میری مدافعت نہیں کر سکتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کھڑے ہوئے اور اپنی زبان نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی اور پھر بڑے جوش سے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کام کے لیے میں حاضر ہوں اللہ کی قسم! مجھے بصرائے شام اور صنعائے یمن کے درمیان اس کلام سے زیادہ کوئی کلام پسند نہ

ہو گا جو دشمنان رسالت کے جواب میں ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان لوگوں کی ہجو کیسے کرو گے جن کے خاندان سے میں خود ہوں، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں آپ ﷺ کو ان میں سے اس طرح نکالوں گا جس طرح آٹے کے خمیر سے (یا گندھے ہوئے آٹے میں) سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیشکش کو بنظر تحسین دیکھا اور ان کو مشرکین کی ہجو گوئی کا جواب دینے کی خدمت تفویض فرمادی۔

يقال له شاعررَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کے شاعر کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ (۲)

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: فُضِّلَ حَسَّانٍ عَلَى الشُّعَرَاءِ بِثَلَاثٍ،كَانَ شَاعِرَ الأَنْصَارِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،وَشَاعِرَ النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَيَّامِ النُّبُوَّةِ، وَشَاعِرَ الْيَمَنِ كُلِّهَا فِي الإِسْلامِ

ابو عبیدہ سے مروی ہے حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو دوسرے شعراء پر تین طرح کی فضیلت ہے، دور جاہلیت میں وہ انصار کے شاعر تھے، عہد رسالت میں وہ نبی کریم ﷺ کے شاعر تھے اور زمانہ اشاعت اسلام میں تمام یمن کے بہترین شاعر تھے۔ (۳)

حسان رضی اللہ عنہ نے اس جوش اخلاص سے رسول اللہ ﷺ کی مدح کا حق ادا کیا کہ کسی دوسرے کے لیے ان کی پرواز خیال کی بلندی تک پہنچنا محال ہو گیا، ان کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں۔

واحسن منک لم ترقط عینی	واجمل منک لم تلدالنساءٔ
آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے ہرگز نہیں دیکھا	اور نہ آپ سے زیادہ خوبرو کسی عورت نے کوئی بچہ جنا
خلقت مبرأمن کل عیب	کانک قدخلقت کماتشاءٔ
آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے	گویا آپ جیسا پسند فرماتے تھے ویسے ہی پیدا ہوئے

حسان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں سینکڑوں اشعار کہے لیکن کسی شعر میں بھی کوئی خلاف حقیقت بات نہ کہی۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

نَبِيٌّ أَتَانَا بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ	مِنَ الرُّسْلِ وَالأَوْثَانُ فِي الْأَرْضِ تُعْبَدُ

وہ اللہ کے ایک نبی ہیں جو مایوسی اور انبیاء کے گزرنے کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے جب دنیا میں بتوں کی پرستش ہونے لگی تھی

فَأَمْسَى سِرَاجًامنيراوَهَادِيًا	يَلُوحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيلُ المُهَنَّدُ
وہ ہمارے لیے روشن چراغ بن گئے اور ہادی	وہ اس طرح درخشاں و تاباں نمودار ہوئے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکتی ہے

(۱) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۱٫۳۴۲، اسدالغابۃ ۲٫۶

(۲) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۱٫۳۴۱

(۳) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۱٫۳۴۵

وأَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً وعَلَّمَنَا الإِسْلَامَ فَاللَّهَ نَحْمَدُ

انہوں نے ہم کو آتش جہنم سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری سنائی انہوں نے ہم کو اسلام کی تعلیم دی جس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں

ہجرت نبوی کے بعد وہ اہل مکہ کی حرماں نصیبی اور اہل مدینہ کی خوش بختی پر یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔

لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ غَابَ عَنْهُمْ نَبِيُّهُمْ وَقُدِّسَ مَنْ يَسْرِي إِلَيْهِمْ وَيَغْتَدِي

بے شک وہ قوم نامراد ہوئی جن کے پاس سے ان کا نبی چلا گیا اور ان لوگوں نے عزت پائی جن کے پاس وہ تشریف لائے اور انہوں نے صبح کی

تَرَحَّلَ عَنْ قَوْمٍ فَزَالَتْ عُقُولُهُمْ وَحَلَّ عَلَى قَوْمٍ بِنُورٍ مُجَدَّدِ

جس قوم سے اس کا پیغمبر چلا گیا اس کی عقل بھی جاتی رہی اور جن لوگوں میں تشریف لا کر پیغمبر نے قیام فرمایا ان کو اپنے نور سے روشن کیا

هداهم به بعد الضلالة ربهم وأرشدهم من يتبع الحق يرشد

ان (اہل مدینہ) کے رب نے گمراہی کے بعد ہدایت نصیب فرمادی، اور ان کو سیدھا راستہ دکھایا جو حق کی پیروی کرتا ہے وہ ہدایت پاتا ہے

حسان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے ساتھ ساتھ کفار کی ہجو میں بھی دفتر کے دفتر کہہ ڈالے، انہوں نے اس جوش خروش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نام لیواؤں کی مدافعت کی اور شعراء مشرکین کی ہجوؤں کا جواب ایسے موثر اور پرزور الفاظ میں دیا کہ وہ سر پیٹ کر رہ گئے، حسان رضی اللہ عنہ کی ہجوؤں میں اتنی تیزی، گرمی، کاٹ اور فصاحت وبلاغت ہوتی تھی کہ کفار اس سے پناہ مانگتے تھے، اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے دو جاں نثاروں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ اور کعب رضی اللہ عنہ بن مالک انصاری نے بھی شعراء مشرکین کی ہجوؤں کا جواب نہایت موثر پیرائے میں دیا لیکن اس باب میں حسان رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ سب پر فوقیت لے گئیں،

عَنْ عَائِشَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ، فَقَالَ:اهْجُهُمْ ، فَهَجَاهُمْ، فَلَمْ يَرْضَ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فَلَمَّا دَخَلَ حَسَّانُ قَالَ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ، ثُمَّ دَلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ فَرْيَ الْأَدِيمِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا حَتَّى يُخْلِصَ لَكَ نَسَبِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے جب شعراء قریش کی ہجوؤں کا جواب دینے کا ارادہ کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو کہلا بھیجا کہ قریش کی ہجو کا جواب دو انہوں نے تعمیل ارشاد کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی جوابی ہجو پسند نہ آئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کو یہ کام کرنے کے لیے فرمایا انہوں نے بھی ہجو کا جواب دیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آیا، اس کے بعد حسان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ تم یہ کام کرو لوگ ان کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے بے ساختہ کہا اب وقت آیا ہے کہ وہ شیر بلایا جائے جو اپنی دم ہلا رہا ہے، پھر انہوں نے بڑے پرعزم لہجے میں کہا میں ان کو اپنی زبان سے ٹھیک کر دوں گا (یا ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا) اور واقعی انہوں نے جو کہا تھا اسے کر دکھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ کو شعراء مشرکین کے مقابلہ میں اپنی

اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدافعت پر مامور فرمایا تو انہیں ہدایت فرمائی کہ جواب دینے سے پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرلیا کرو کیونکہ وہ انساب عرب سے خوب واقف ہیں۔[1]

چنانچہ حسان رضی اللہ عنہ اکثر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتے تھے اور ان سے انساب کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے ،سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کو بتلاتے تھے کہ ہجو میں فلاں فلاں عورتوں کو چھوڑ دینا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیاں ہیں اور حسان رضی اللہ عنہ اسی کے مطابق عمل کرتے تھے وہ اپنے اشعار میں مشرکین پر اس طرح چوٹ کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش سے نسبی تعلق رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مطلق کوئی حرف نہ آتا تھا۔

ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا لیکن اسلام کا بدترین دشمن تھا حسان رضی اللہ عنہ اس کی ہجو اس طرح کرتے ہیں۔

ابا لهب ابلغ بِأَنَّ مُحَمَّدًا　　　سيعلوبماادى وان كنت راغما

ابولہب کو پہنچادو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فریضہ نبوت ادا کرنے کی وجہ سے ضرور بلند مراتب حاصل کریں گے اگرچہ یہ بات تیری خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہو

وان كنت قدكذبته وخذلته　　　وحيداوطارعت الحجين الضراغما

اگرچہ تونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور (خاندان) تنہا تونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسوا کرنے کی کوشش کی اور بزدل کمینوں کی تونے پیروی کی

سمت هاشم لاكرمات والعلىٰ　　　وغودرت نى كاب من اللوم جانما

بنی ہاشم عزت اور بلند مراتب پر فائز ہوئے لیکن تو ملامت کے رنج وغم میں آلودہ کرکے چھوڑ دیا گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن حارث اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام کے سخت دشمن تھے ،انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہنے سے بھی گریز نہ کیا، حسان رضی اللہ عنہ نے ان کی اس طرح خبر لی۔

لعمرك إنّ إلّك في قريش　　　كإلّ السّقب من رأل النّعام

تیری جان کی قسم تیرا رشتہ قریش سے ایسا ہی ہے　　　جیسا کہ اونٹ کے بچے کا رشتہ شترمرغ کے بچے سے ہو

فلاتفخر بقوم لست منهم　　　ولاتك كاللئام بنى هاشم

تو ایسی قوم پر فخر مت کر جن میں سے تو نہیں ہے　　　تو تو خبیث بنی ہشام جیسا بھی نہیں

رؤساء قریش میں ابوجہل اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھا، معرکہ بدر میں وہی کفار کو مکہ سے کھینچ لایا تھا، حسان رضی اللہ عنہ نے اس کی مذمت اس طرح کی۔

فقدلعن الرحمٰن جمعًايقودهم　　　دعى بنى شجح لحرب محمد

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے گروہ پر لعنت کی　　　جس کو شجاعت کا ایک جھوٹا دعویدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لیے لایا ہے

مشوم لعين كان قدمًامبغضا　　　يبين فيه اللوم من كان يهتد

[1] معرفة الصحابة لابى نعيم ۲/۸۴۶

وہ خبیث اور لعین ہے ہمیشہ سے اس کو برا سمجھا جاتا ہے — جو شخص راہ حق کی ہدایت پاتا ہے وہ اس کو ملامت کرتا ہے

فدلاھم فی الغی حتی تھافتوا — وکان مضلاً امرہ غیرمرشد

وہ لوگوں کو گمراہی کی طرف راغب کرتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے، حالانکہ اس کا حکم گمراہ کرنے والا ہے ہدایت کرنے والا نہیں

فانزل ربی للنبی جنودہ — وایدہ بالنصرفی کل مشھد

اللہ نے نبی کریم کی مدد کے لیے اپنا لشکر بھیجا — اور ہر لڑائی میں اللہ نے آپ ﷺ کی نصرت وفتح سے تائید کی

قبول اسلام سے پہلے عبد اللہ بن زبعری قریش کے سر برآوردہ شاعر تھے، غزوہ احد میں ایک اتفاقی حادثہ کی بنا پر مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا، ابن زبعریٰ نے اس کو مشرکین کی فتح قرار دیا اور چند فخریہ اشعار کہے جس میں حسان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے اہل حق کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا گیا، حسان رضی اللہ عنہ نے اس کا نہایت مسکت جواب دیا، غزوہ احد کی حقیقی نوعیت واضح کی اور ساتھ ہی غزوہ بدر میں کفار کی شرمناک شکست یاد دلا کر ابن زبعریٰ کو غیرت دلائی، ان کے جواب کے یہ تیور تھے۔

ذَهَبَتْ يَا بْنَ الزِّبَعْرَى وَقْعَةٌ — كَانَ مِنَّا الْفَضْلُ فِيهَا لَوْ عَدَلْ

ابن الزبعریٰ کو اس لڑائی (احد) کا حال خوب معلوم ہے — اگر وہ انصاف سے کام لے تو فضیلت ہمارے ہی لیے ہے

وَلَقَدْ نِلْتُمْ وَنِلْنَا مِنْكُمْ — وَكَذَاكَ الْحَرْبُ أَحْيَانًا دُوَلْ

بے شک تم نے ہم سے اور ہم نے تم سے خوب انتقام لیا — کبھی کبھی لڑائی اسی طرح پلٹے کھایا کرتی ہے

إِذْ شَدَدْنَا شَدَّةً صَادِقَةً — فَأَجَأْنَاكُمْ إِلَى سَفْحِ الْجَبَلْ

جب ہم نے (غزوہ بدر) میں سخت حملہ کیا — تو ہم نے تم کو پہاڑی کی نشیب میں دھکیل دیا

فسدحنافی مقام واحد — منکم سبعین غیرالنتحل

ہم نے تم میں سے ستر آدمیوں کو ایک ہی جگہ پچھاڑ دیا — جس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں

واسرنامنکم اعدادھم — فالنصرفتم مثل افلات الحجل

ہم نے تم میں سے بہتوں کو اسیر کر لیا — اور تم شکست کھا کر مرغابیوں کی طرح بھاگ کھڑے ہوئے

وَقَتَلْنَا كُلَّ رَأْسٍ مِنْهُمْ — وَقَتَلْنَا كُلَّ جَحْجَاحٍ رِفَلْ

ہم نے تم میں سے ہر سردار کو قتل کیا — اور ہر ذی رتبہ بہادر کو مارا

نَحْنُ لَا انتم بنی استاھھا — نَحْنُ الْبَأْسُ إِذَا الْبَأْسُ نَزَلْ

ہم نہیں تم دم دبا کر بھاگنے والے ہو — جب معرکہ کارزار برپا ہوتا ہے ہم میدان کارزار میں ہوتے ہیں

ابی بن خلف سخت بد باطن مشرک تھا ایک مرتبہ (ہجرت نبوی سے پہلے) وہ ایک بوسیدہ ہڈی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ مردوں کو زندہ کرے گا، بتاؤ اس ہڈی کو کون زندہ کر سکتا ہے؟ حسان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابی بن خلف

،عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل کی مذمت اس طرح کرتے ہیں۔

لَقَدْ وَرِثَ الضَّلَالَةَ عَنْ أَبِيهِ ..... أُبَيٌّ يَوْمَ فارقه الرَّسُولُ

بے شک ابی اپنے باپ کی گمراہی کا وارث ہوا ہے جبکہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے جدائی اختیار کی

اجئت محمدًا اعظمًا رميمًا ..... لتكذبه وانت به جهول

کیا تو نے محمد ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا ہے تاکہ تو انہیں جھٹلا سکے حالانکہ تو خود اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے

ونب ابنا ربيعة اذاطاعا ..... اباجهل لامها الحبول

ربیعہ کے دونوں بیٹے تباہ ہو گئے جب انہوں نے ابوجہل کی پیروی کی، ان کی مائیں ان پر رونے والیاں ہیں

قدم على رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فأسلم وبعث معه رجلا من الأنصار إلى قومه ليسلموا، فقتل الأنصاري، ولم يستطع الحارث على المنع منه،ولما قتل الأنصاري الذي أجاره بعث بديته سبعين بعيرًا، فأعطاها رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورثته ، فأعطاها رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورثته، وفيه يقول حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رضى الله عنه

ایک مرتبہ عرب کے ایک قبیلے کا سردار حارث بن عوف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر کے عرض کی کہ کسی صاحب کو میرے ہمراہ کر دیں تاکہ وہ میرے قبیلے کو دین کی تعلیم دے، میں اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو اس کے ہمراہ کر دیا، ان کو ساتھ کے کر حارث اپنی قوم میں گیا مگر اس کی قوم نے غداری کی اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور حارث اپنی قوم کو روک نہ سکے چند دن بعد حارث بن عوف اپنے قبیلے کی غداری پر اظہار ندامت اور دیت کی ادائیگی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انصاری کی دیت کے ستر اونٹ پیش کیے، رسول اللہ ﷺ کو یہ المناک واقعہ سن کر بہت دکھ ہوا لیکن حارث کی لجاجت آمیز معذرت کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ از راہ مروت خاموش رہے اور رسول اللہ ﷺ نے دیت کو ان کے ورثا کے حوالے کر دیا اس موقع پر حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے حارث اور اس کے قبیلے کی بدعہدی پر برجستہ دو شعر کہے

يا حار من يغدر بذمة جاره ..... منكم فإن محمدا لا يغدر

وأمانة المري ما استودعته ..... مثل الزجاجة صدعها لا يجبر۔[1]

فجعل الحارث يعتذر، ويقول: أنا بالله وبك يا رَسُول اللهِ من شر ابن الفريعة، فو الله لو مزج البحر بشره لمزجه، فقال النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دعه يا حسان، قال: قد تركته

انہیں سن کر حارث اس قدر پریشان اور خائف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گڑگڑا کر عرض کی اے محمد (ﷺ) میں ابن الفریعہ رضی اللہ عنہ کی ہجو سے بچنے کے لیے آپ ﷺ سے پناہ چاہتا ہوں، یہ وہ شخص ہے کہ اپنی زبان کی تلخی اگر سمندر میں ملا دے تو اللہ کی قسم

[1] الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ۱/۲۹۶

سمندر کا سارا پانی کڑوا ہو جائے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ! انہیں چھوڑ دو، انہوں نے اس کی ہجو چھوڑ دی۔ [۱]

عن عائشة قالت:كان رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يضع لحسان منبرا في المسجد فينشد عليه قائما يهجو من قال في رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فقال رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إن الله يؤيد حسان بروح القدس

ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو مسجد میں منبر پر کھڑا کیا اور ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے وہ مشرکین کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ہجو کا جواب دے رہے تھے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے روح القدس کے ذریعے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مدد فرمائی۔ [۲]

الْبَرَاءَ يَقُولُ: أن رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لِحَسّانَ اهْجُهُم وهاجهم وجبرِيلُ عليه السلام مَعَكَ.

براء بن عازب سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو مخاطب ہو کر فرمایا اے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ! مشرکین کی ہجو کر و جبریل عَلَیْہِ السَّلَام بھی تمہارے ساتھ ہے۔ [۳]

فَقَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهجهم كَأَنَّك تنضحهم بِالنَّبلِ

ایک موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا اے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ! ان کی ہجو کر و تمہاری ہجو ان کے دلوں کو تیر کی طرح چھید ڈالتی ہے۔ [۴]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ! میری طرف سے جواب دے ساتھ ہی دعا کی الٰہی! روح القدس کے ذریعہ اس کی مدد کر۔ [۵]

فی الحقیقت متعدد مواقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے اشعار کی تحسین فرمائی انہیں دعائیں دیں اور شعراء مشرکین کی خرافات کا جواب دینے کی تلقین بھی فرمائی۔قریب قریب تمام غزوات میں اور ہر اہم موقعہ پر حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اہل حق کی حمایت میں اور مشرکین کے خلاف نہایت پر جوش اشعار کہے جنھوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مسرور کیا اور اعدائے حق کے سینوں میں چھید ڈال دیئے، حسان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خود فرماتے تھے۔

لساني صارمٌ لا عيبَ فِيهِ　　　وبحري ما تُكَدِّرُهُ الدِّلاءُ

میری زبان قاطع تلوار کی طرح تیز ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور میرے کلام کا سمندر ایسا صاف وشفاف ہے جو ڈول ڈالنے سے گدلا نہیں ہوتا

---

۱ اسد الغابة ۱،۶۳۰

۲ معجم الصحابة للبغوی ۲،۱۵۰

۳ التاریخ الکبیر للبخاری بحواشی محمود خیل ۳،۲۹،تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۲،۳۸۱

۴ طبقات فحول الشعرائ ۱،۲۱۷

۵ معرفة الصحابة لابی نعیم ۲،۸۴۵

ایک مرتبہ کسی مشرک کی ہجو کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے یہ اشعار کہے۔

هجوتَ محمَّدًا فأجبتُ عَنْهُ وعندَ الله فِي ذاك الجزاءُ

تو نے محمد کی ہجو کی تو میں نے آپ کی طرف سے اس کا جواب دیا اور اس بات کی جزا اللہ کے ہاں ہے

وجبريلُ رَسُول اللهِ فينا وَرُوحُ القدُسِ ليس لَهُ كفاءُ

اور ہم میں اللہ کا امین جبریل علیہ السلام ہے اور روح القدس ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں

رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا

جزاک الله على الله الجنة

ہاں ہاں اللہ کے ہاں تیری جزا جنت ہے

حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی طویل عرصہ تک حیات رہے، اس دوران میں وہ کبھی کبھی مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کو اپنے اشعار سنایا کرتے تھے، ایک روایت میں ہے

مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: تُنْشِدُ الشَّعْرَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ لَهُ حَسَّانُ: قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ فِيهِ بِمَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْصَرَفَ عُمَرُ عَنْهُ

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسی طرح اپنے اشعار پڑھ رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم نبی کریم کی مسجد میں بیٹھ کر اشعار پڑھ رہے ہو؟ حسان رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں آپ سے بہتر ہستی رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسجد نبوی کے اندر اشعار پڑھا کرتا تھا اس لیے مجھے ایسا کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو جواب سن کر خاموش ہو گئے اور چلے گئے۔[1]

مرثیہ گوئی عربی شاعری کی ایک نمایاں صنف ہے اگرچہ اس صنف میں خنساء رضی اللہ عنہا شعرائے عرب پر فوقیت رکھتی ہیں لیکن حسان رضی اللہ عنہ بھی اس صنف میں بند نہیں تھے، انہوں نے جو مرثیے کہے ان میں ان کے کلام کی تمام خصوصیات موجود ہیں بالخصوص ان کے وہ مرثیے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وصال پر کہے اپنی نظیر آپ ہیں، یہ بیک وقت نعت یا مدح رسول بھی ہیں اور مرثیے بھی جو حسان رضی اللہ عنہ کے دکھ اور رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ عقیدت و محبت کا آئینہ دار ہے۔

بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ فِي يَوْمِ الاثْنَيْنِ النَّبِيَّ الْمُهْتَدِي!

میرے ماں باپ اس ذات گرامی پر قربان ہو جائیں جن کے سانحہ ارتحال کے وقت میں خود موجود تھا جو دوشنبہ کو پیش آیا

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَلَدِّدًا مُتَلَدَّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدْ

میں آپ کی وفات کے بعد ہوش و حواس کھو بیٹھا میں پریشان تھا کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا

أَأُقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ؟ يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتُ سُمَّ الأَسْوَدِ!

[1] معجم الصحابة لابن قانع ۱۹۹/۱

کیا آپ کے بعد مدینہ میں لوگوں کے درمیان ٹھہر سکوں گا؟ کاش مار سیاہ مجھے ڈس لیتا اور میں مر جاتا

وَاللهِ أَسْمَعُ مَا حَيِيتُ بِهَالِكٍ إِلا بَكَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

اللہ کی قسم! جب میں کسی مرنے والے کی خبر سنوں گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر روؤں گا جب تک بھی زندہ رہوں

صَلَّى الْإِلَهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهِ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدْ

اللہ اور وہ پاک فرشتے جو اس کے عرش کو گھیرے ہوئے ہیں احمد مجتبیٰ پر رحمت نازل کریں

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر کس قدر ملول و محزون اور دل شکستہ تھے اس کا اندازہ ان چند اشعار سے کیا جا سکتا ہے۔

كنت السواد لناظرى فعمى عليك الناظر

آپ میری آنکھوں کی پتلی تھے آپ کے بعد دنیا میرے لیے اندھیر ہو گئی

من شاء بعدك فليمت فعليك كنت أحاذر

اب کوئی مرے یا جئے میں تو صرف اسی برے دن سے ڈرتا تھا

وهل عدلت يومًا رزيه هالك رزيه يوم مات فيه محمد

کیا کسی ہلاک ہونے والے کی مصیبت اس دن کی مصیبت کا مقابلہ کر سکتی ہے جس دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی

يدلّ على الرحمن من يقتدي به وينقذ من هول الخزايا ويرشد

آپ اس شخص کی الرحمٰن کی طرف رہنمائی فرماتے تھے جو آپ کی پیروی کرتا تھا، اور رسوائیوں سے بچاتے تھے اور راہ حق کی طرف ہدایت فرماتے تھے

فبكّي رسول الله يا عين عبرة ولا أعرفنك الدهر دمعك يجمد

اے آنکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہا میں نہیں سمجھتا کہ زمانہ میں کبھی تیرے آنسو خشک ہوں گے

وما لك لا تبكين ذا النعمة التي على الناس منها سابغ يتغمّد

تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ان نعمتوں کو یاد کر کے نہیں روئی جو لوگوں کو فیضیاب کیے ہوئے تھیں اور بے شمار تھیں

فجودى عليه بالدموع واعولى لفقد الذى لامثله الدهر يوجد

اے آنکھ رسول اللہ پر آنسو بہا اور آہ و زاری کر ایک ایسی ذات کے جانے پر جو اب زمانہ میں کبھی نہ پائی جائے گی

ومافقد الماضون مثل محمد ولامثله حتى القيامة يفقد

گزرے ہوئے لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی کبھی گم نہیں کی، اور نہ ان جیسی ذات گرامی اب قیامت تک گم کی جائے گی

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے ایک مرتبہ یوں اپنے رنج و غم کا اظہار کیا۔

كَانَ الضِّيَاءَ. وَكَانَ النُّورَ نَتْبَعُهُ وَكَانَ بَعْدَ الإِلَهِ السَّمْعَ وَالْبَصَرَا

آپ سراپا نور اور ہدایت تھے جن کی اللہ کے بعد ہم پیروی کرتے تھے ہمارے کان اور ہماری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لیے

وقف تھیں

فَلَيْتَنَا يَوْمَ وَارَوْهُ بِمَخْبَئِهِ	وَغَيَّبُوهُ وَأُلْقُوا فَوْقَهُ الْمَدَرَا

کاش اس روز جب لوگوں نے آپ کو قبر میں چھپایا اور آپ کی قبر پر مٹی ڈالی

لَمْ يَتْرُكِ اللهُ مِنَّا بَعْدَهُ أَحَدًا	وَلَمْ يَعِشْ بَعْدَهُ أُنْثَى وَلا ذَكَرَا
اللہ ہم میں سے کسی کو باقی نہ رکھتا	اور ہم میں سے کسی مرد اور عورت کو زندہ نہ چھوڑتا

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی مشرکین پر ہجو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مرثیے کے علاوہ ان کے مجموعہ کلام میں پند ونصائح اور حکمت وموعظت پر بھی مبنی بہت سے اشعار موجود ہیں، ان کی چند مثالیں پیش ہیں۔

والزم مجالسة الكرام وفعلهم	واذالاتبعت فالبصرن من تتبع
شریف لوگوں کے ساتھ بیٹھو اٹھو اور ان کے افعال واعمال کی نقل کرو	اور جب کسی کی پیروی کرو تو غور کرو کہ کس کا اتباع کر رہے ہو
اعرض عن العوراء حيث سمتها	واصفح کانک غافل لاتسمح
بری باتوں کے سننے سے پرہیز کیا کرو	جیسے تم نے ان کو سنا ہی نہیں
ندع السوال عن الاموروبحثها	ولرب حافرحفرة هويصرع
ہم کسی بات کی کھود کرید میں نہیں پڑتے	کیونکہ گڑھا کھودنے والا بسا اوقات اسی میں پچھاڑا جاتا ہے
اخلاءُ الرخاءِ هم كثير	ولكن فی البلاءِ هم قليل
خوشحالی کے زمانے کے بہت دوست ہوتے ہیں	لیکن تنگ دستی اور مصیبت میں بہت کم رہ جاتے ہیں
لاتتبعن غواية لصبابة	ان الغوايته کل شر تجمح
عشق ومحبت کی گمراہی میں مت پڑو	بے شک اس قسم کی گمراہی تمام برائیوں کو جمع کر دیتی ہے
وكل اخ يقول اناوفی	ولكن ليس يفعل مايقول
ہر دوست یہی کہتا ہے کہ میں باوفا ہوں	لیکن جو کچھ وہ کہتا ہے وقت آنے پر اس پر عمل نہیں کرتا
سویٰ خل له حسب ودين	نذاک لمايقول هوالفعول
سوائے اس دوست کے جو شریف النسل اور دین دار ہو	وہ جو کچھ کہے گا وہی کرے گا

مختصر یہ کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے زور کلام سے دشمنان حق کا ناطقہ بند کر دیا اور اہل حق کو اس قدر مسرور کیا کہ خود لسان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی بشارت پائی۔

مضامین سورۃ التغابن:

اس سورہ کی ابتدا میں فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مشغول ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت تخلیق اور علم کے ذکر کے بعد

کفار اور اہل ایمان سے خطاب کیا گیا ہے۔

کفار سے خطاب میں اللہ تعالیٰ کی واحدنیت کے دلائل اور کائنات کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے یہ حقائق بیان فرمائے گئے۔

○ اس کائنات کا خالق، مالک اور مختار اللہ وحدہ لاشریک ہے، وہ قادر مطلق اور ہر عیب و کمزوری سے پاک ہے، کائنات کی ہر چیز اس کے کامل اور بے عیب ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اس نظام کائنات کو بلاوجہ اور بلا مقصد پیدا نہیں کیا، بلکہ اس کائنات کی تخلیق حکمت الٰہی کا عظیم مظہر ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بہترین شکل وصورت کے ساتھ پیدا کیا، اس کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل بھیجے اور کتابیں نازل کیں جن کے ذریعے سے حق و باطل کی پہچان کرائی گئی اور پھر انسان کو اختیار دے دیا گیا کہ چاہو تو ایمان و ایقان کا راستہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامیاب و کامران ہو جاؤ اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں عیش و آرام کی زندگی گزارو، اور اگر چاہو تو سرکشی و عصیان کی زندگی گزار کر غیض و غضب سے دہکتی اور پھٹتی ہوئی جہنم کا ایندھن بن جاؤ۔

○ انسان کو غیر ذمہ دار اور مطلقاً آزاد نہیں پیدا کیا گیا بلکہ قیامت کے روز اس کے ہر قول و فعل کا محاسبہ ہوگا اور اللہ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس بنیادی حقیقتوں کے اظہار کے بعد فرمایا کہ انسانوں کی ہلاکت و بربادی کی ہمیشہ دو وجوہات رہی ہیں۔

عقیدے کی گمراہی: اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء کی تعلیمات کے مقابل رسم و رواج، من گھڑت عقائد و نظریات اور وہم و گمان کو عقیدے کی شکل دی جاتی رہی جس کے باعث لوگ ایک گمراہی سے دوسری گمراہی میں بھٹکتے رہے۔

عقیدہ آخرت کا انکار: جب یہ عقیدہ پختہ ہو جائے کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے اس کے بعد اس زندگی کے بارے میں کوئی باز پرس نہ ہوگی اور نہ ہی جزا و سزا کے مراحل ہوں گے تو یہ عقیدہ و نظریہ انسان کو برائی کرنے کی جرات دلاتا ہے، جب کوئی قوم ان دونوں خرابیوں پر اصرار کرتی ہے اور انبیاء کی تکذیب اس کا طرہ امتیاز بن جاتی ہے تو ایسی قوم کو اللہ تعالیٰ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیا کرتا ہے۔

○ جب ایسے مجرموں کو قیامت کے دن جہنم میں یکجا کیا جائے گا تو ہر شخص حقیقت سے آگاہ ہوگا اور سب ایک دوسرے کے کفریہ نظریات کو خوب جان لیں گے۔

اہل ایمان سے خطاب میں اہل ایمان کو ہدایت دی گئی کہ تم ہر حال میں اللہ کی رضا پر شاکر رہو کیونکہ کوئی بھی مصیبت اللہ کے حکم اور اجازت کے بغیر نہیں آسکتی ہے اور نہ جاسکتی ہے، ایسے میں بہترین راستہ صبر و استقامت ہی ہے، جو شخص صبر و استقامت کی راہ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخش دیتا ہے، اور جو شخص مصائب و مشکلات سے گھبرا کر ایمان کی راہ سے ہٹ جائے پھر اس کا دل اللہ کی ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔

○ اہل ایمان کے بعد مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اعمال صالحہ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو زندگی میں لازم حیثیت دے ورنہ وہ اپنے اخروی نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ حق پہنچا کر بری الذمہ ہو چکے ہیں۔

○ اہل ایمان کو اللہ پر کامل اعتماد و توکل ہونا چاہیے، مال و اولاد اور اسباب دنیا کی آزمائش کے لیے ہیں ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل ہو تو یہ نعمت ہے اور اگر یہ اسباب زندگی اللہ کی نافرمانی کا سبب بن جائیں تو دونوں جہاں میں زحمت و عذاب ہیں۔

○ نفس پرستی سے فخر و غرور پیدا ہوتا ہے اور زر پرستی فتنوں کا باعث بنتی ہے اس لیے نفس پرستی سے اجتناب اور بخل کرنے کے بجائے اللہ کے عطا کیے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔

○ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی قدر اعمال کا مکلف بنایا ہے جس قدر اس میں عمل کی صلاحیت رکھی گئی ہے اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر پورا عمل کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہیے تاکہ اس کے اعمال کا کوئی حصہ بھی حدود الٰہی سے متجاوز نہ ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَہُ الۡمُلۡکُ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَ ہُوَ

(تمام چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ

عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّ مِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ

ہر ہر چیز پر قادر ہے، اسی نے تمہیں پیدا کیا سو تم میں سے بعضے تو کافر ہیں اور بعض ایمان والے ہیں،

وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ صَوَّرَکُمۡ

اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے، اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو عدل و حکمت سے پیدا کیا، اسی نے

فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ ۚ وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ یَعۡلَمُ

تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے، وہ آسمان و زمین کی ہر ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور جو

مَا تُسِرُّوۡنَ وَ مَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴﴾ (التغابن ۱تا۴)

کچھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو وہ (سب کو) جانتا ہے، اللہ تو سینوں کی باتوں تک کو جاننے والا ہے۔

آسمانوں اور زمین میں بحر و بر کی ہر چھوٹی بڑی مخلوق اور کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق اللہ وحدہ لاشریک کی ذات و صفات، ہر کمزوری و غلطی، ہر نقص و عیب سے پاک ہونے کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہی ہے، جیسے فرمایا

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾ [1]

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے اور وہی زبردست دانا ہے۔

[1] الحدید ۱

اور اللہ تعالیٰ ہی ازل سے ابد تک حمد و ثنا کا مستحق ہے، جیسے فرمایا

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۠ ۝۱۰ [۱]

ترجمہ: وہاں ان کی صدا یہ ہو گی کہ پاک ہے تو اے پروردگار! ان کی یہ دعا ہو گی کہ سلامتی ہو اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہو گا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

اس عظیم الشان کائنات کا وہی خالق، مالک اور فرمانروا ہے، اور تمام تر اقتدار اللہ وحدہ لاشریک کا ہے اور اس کے اقتدار سے کوئی چیز باہر نہیں ، وہی وحدہ لاشریک ہی ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے، موجودات میں کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، اسی خالق نے تم کو عدم سے وجود میں لانے کے لئے پہلے مٹی سے اور پھر نطفہ سے فطرت سلیمہ پر پیدا کیا،

فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، كَانَ يُحَدِّثُ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ البَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے والدین اسے یہودی عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے جانور کے یہاں جانور پیدا ہوتا ہے کیا تم اس میں کوئی نکٹا محسوس کرتے ہو؟۔ [۲]

اور انسان کو پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ صحیح و غلط میں فیصلہ کرنے کی قوت تمیز بخشی، جیسے فرمایا

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۪ۙ ۝۸ [۳]

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

پھر اسی نے اپنی رحمت سے تم میں خیر و شر، نیکی و بدی، اور کفر و ایمان کے راستوں کی وضاحت کی ہے، جیسے فرمایا

وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ ۝۱۰ [۴]

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیے؟۔

اور تمہاری آزمائش کے لئے تمہیں ارادہ و اختیار کی آزادی بخشی ہے جس کی وجہ سے پھر تم میں سے کسی نے کفر و بغاوت اور کسی نے اطاعت کا راستہ اختیار کیا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ [۵]

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں کون عمل میں بہتر ہے اور وہ زبردست اور مغفرت فرمانے والا ہے۔

[۱] یونس ۱۰

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ الجَنَائِزِ بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ ۱۳۵۸ ،صحیح مسلم كتاب الْقَدَرِ بَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ۶۷۵۵

[۳] الشمس ۸

[۴] البلد ۱۰

[۵] الملک ۲

اور اللہ اپنے بندوں کے چھوٹے بڑے، کھلے اور چھپے سب اعمال دیکھ رہا ہے، اور روز قیامت ان اعمال کے مطابق انہیں اس کی جزا دے گا، اس نے یہ کائنات کچھ کھیل تماشے کے طور پر تخلیق نہیں کی ہے بلکہ اسے حکمت کے ساتھ ایک مقصد عظیم کے لئے تخلیق کیا ہے، اس نے بہترین انداز پر تمہاری شکل وصورت، قد وقامت اور جسمانی خد وخال بنائے اور بہترین قوتیں اور صلاحیتیں بخشیں، جیسے فرمایا

يَٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝ [۱]

ترجمہ: اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا؟ جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نِک سُک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ... ۝ [۲]

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ [۳]

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے انسان کو بڑی ہی عمدہ ساخت پر بنایا۔

اور آخر کار ایک وقت مقررہ پر تمہیں اسی کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے پیش ہونا ہے اور وہ تمہیں ایمان وکفر کی جزا وسزا دے گا، وہ علام الغیوب ہے اور وہ زمین اور آسمانوں کے ظاہر وباطن اور غیب وحاضر سب کا علم رکھتا ہے، جو کچھ تم اپنے دلوں میں چھپاتے ہو اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور کونسا عمل کس مقصد اور نیت سے کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ [۴]

ترجمہ: حالانکہ وہ تمہارے کھلے سے بھی واقف ہے اور چھپے سے بھی۔

...وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ [۵]

ترجمہ: اور سب کچھ جانتا ہے جسے تم لوگ چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔

...يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ [۶]

ترجمہ: اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔

[۱] الانفطار ۶تا۸

[۲] المومن ۶۴

[۳] التین ۴

[۴] النحل ۱۹

[۵] النمل ۲۵

[۶] ہود ۵

اور وہ دلوں کے بھید اور آنکھوں کی خیانت تک جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ (١)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ لَهُمْ

کیا تمہارے پاس اس سے پہلے کے کافروں کی خبر نہیں پہنچی؟ جنہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا اور جن کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا

دردناک عذاب ہے، یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے کہہ دیا

اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ

کہ کیا انسان ہماری رہنمائی کرے گا؟ پس انکار کر دیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ نے بھی بے نیازی کی،

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٦﴾ (التغابن۶،۵)

اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز سب خوبیوں والا۔

کیا ان لوگوں کو قوم نوح، عاد و ثمود اور قوم فرعون وغیرہ کے عبرت ناک انجام کی کوئی خبر نہیں پہنچی جن کے پاس ان کے رسول دعوت حق لے کر آئے مگر انہوں نے اللہ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور رسولوں کی بھرپور مخالفت کی اور آخر ایک وقت مقررہ پر اللہ نے حق کی تکذیب اور کفر و معصیت پر قائم رہنے کی وجہ سے ان اقوام پر عذاب نازل کیا اور رہتی دنیا تک انہیں نشان عبرت بنا دیا، جب انہوں نے عذاب کا مزہ چکھ لیا تو اس دنیاوی عذاب پر ان کا معاملہ ختم نہیں ہو گیا بلکہ قیامت کے روز بھی ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے، اس عبرت ناک انجام کے مستحق وہ اس لئے ہوئے کہ ان کے پاس ان کے رسول ظاہر و واضح دلائل و براہین اور روشن نشانیاں لے کر آتے رہے جو ان کے مامور من اللہ ہونے کی کھلی کھلی شہادت دیتی تھیں، ان کی تعلیمات میں بھی کوئی ابہام نہیں تھا مگر انہوں نے بغض و عناد کی بنا پر کہا کیا ہمارے جیسے انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ ایک بشر ہونے کی بنا پر انہوں نے اللہ کے رسولوں کو پیغمبر ماننے اور ان پر ایمان لانے سے انکار کر دیا اور دعوت حق پر غور و تدبر ہی نہ کیا، جیسے فرمایا

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ تَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾ (٢)

ترجمہ: ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ بیشک ہم تمہاری ہی طرح کے آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا

(١) المومن ۱۹

(٢) ابراہیم ۱۱

ہے اور ہمارے بس میں نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر تمہیں کوئی سند لادیں اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔
جب انہوں نے اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے استغنا برتا اور راہ راست اختیار نہ کی تو پھر اللہ نے بھی ان کی کچھ پرواہ نہ کی کہ وہ کس اندھے گڑھے میں گرتے ہیں اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز، اس کو کسی کی عبادت سے کیا فائدہ اور کسی کی عبادت سے انکار کرنے سے کیا نقصان ہوسکتا ہے، وہ تو اپنے اقوال، افعال اور اوصاف میں قابل تعریف ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ

ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ

ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

اٹھائے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بلکہ آسان ہے، سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر

وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

اور اس کے نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل پر باخبر ہے، جس دن تم سب کو اس جمع

ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ

ہونے کے دن جمع کرے گا وہی دن ہے ہار جیت کا، اور جو شخص اللہ پر ایمان لا کر نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں

سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

دور کر دے گا اور اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے،

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

یہی بہت بڑی کامیابی ہے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی (سب) جہنمی ہیں (جو) جہنم میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (التغابن ۷ تا ۱۰)

ہمیشہ رہیں گے، وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

حیات بعد الموت کے منکرین بغیر کسی عقلی یا علمی دلیل کے بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اُٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر قیامت کے واقع ہونے پر قسم کھا کر فرمایا

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ [1]

---

[1] یونس ۵۳

ترجمہ: پھر پوچھتے ہیں کیا واقعی یہ سچ ہے جو تم کہہ رہے ہو کہو میرے رب کی قسم! یہ بالکل سچ ہے اور تم اتنا بل بوتا نہیں رکھتے کہ اسے ظہور میں آنے سے روک دو۔

ایک اور مقام پر قسم کھا کر فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ ۝۳ [1]

ترجمہ: اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی کہہ دو ہاں (آئے گی) قسم ہے میرے رب کی البتہ تم پر ضرور آئے گی۔

اور اب یہاں تیسری مرتبہ قسم کھا کر فرمایا اے پیغمبر! ان سے کہو میرے رب کی قسم! ایک وقت مقررہ پر تم یقیناً اپنی قبروں سے اُٹھائے جاؤ گے، اس وقت تمہارا نامہ اعمال تمہارے ہاتھوں میں تھما کر تمہیں بتا دیا جائے گا کہ تم دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہو، تمہارے اعمال کا ٹھیک ٹھیک حساب تیار کرنا، محاسبے کے لئے تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کرنا اور اعمال کے مطابق جزا و سزا دینا تمہیں کتنا ہی مشکل اور ناممکن نظر آتا ہو مگر اللہ کے لیے یہ بالکل آسان ہے، پس لوگو! تم ان اقوام کی طرح نہ ہو جاؤ جن کی طرف رسول آئے مگر انہوں نے دعوت حق کو جھٹلایا، رسولوں کی دعوت کا مذاق اڑایا اور معبودان باطلہ کی پرستش میں لگے رہے جس کے سبب ایک وقت مقررہ پر ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا، بلکہ تم اللہ وحدہ لاشریک، اس کے آخری رسول اور اس آخری کتاب مبین پر جو ہم نے تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کی ہے ایمان لاؤ اور اعمال الخ، یاد رکھو جو پوشیدہ اور ظاہر اعمال تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے، قیامت کے روز جب وہ سب اولین و آخرین کو میدان محشر میں جمع کرے گا اس روز تمہیں پتا چل جائے گا کہ کون خسارے میں رہا اور کون نفع کما کر لایا، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝۱۰۳ [2]

ترجمہ: وہ ایک دن ہوگا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور پھر جو کچھ بھی اس روز ہوگا سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔

اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۴۸ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۝۴۹ لَمَجْمُوْعُوْنَ ڏ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۵۰ [3]

ترجمہ: اور کیا ہمارے وہ باپ دادا بھی جو ہم سے بھی کہیں پہلے گزر چکے ہیں؟ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اگلے اور پچھلے (سب) ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں لوگوں کی ہار جیت کا دن ہوگا جو اللہ وحدہ لاشریک پر کامل ایمان لایا اور اس پر استقامت اختیار کی اور سنت رسول کے مطابق فرائض و نوافل، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتا رہا، اللہ اس کے گناہ جھاڑ کر اعلیٰ علیین کے درجے پر فائز کر کے اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے گھنے درختوں کے نیچے انواع و اقسام کی نہریں بہتی ہوں گی، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

---

[1] سبا ۳

[2] ھود ۱۰۳

[3] الواقعۃ ۴۸ تا ۵۰

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى... ﴿۱۵﴾ [۱]

ترجمہ: پرہیز گاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی۔

ان جنتوں میں ہر وہ چیز ہو گی جس کی نفس خواہش کریں گے، جیسے فرمایا:

...وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ [۲]

ترجمہ: وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی۔

جس سے آنکھیں لذت حاصل کریں گی، جیسے فرمایا

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ [۳]

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

یہ لوگ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے حقیقت میں یہی بڑی کامیابی ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ [۴]

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

...فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ.. [۵]

ترجمہ: کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمانا! ۔

اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا کسی شرعی یا عقلی دلیل کے بغیر انکار کیا اور حق کے دلائل و براہین کو جھٹلایا اور اس سے بغض و عناد رکھا وہ دوزخ کے باشندے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

---

[۱] محمد ۱۵
[۲] حم السجدة ۳۱
[۳] السجدة ۱۷
[۴] النساء ۱۳
[۵] آل عمران ۱۸۵

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ

کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی، جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے

وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے، (لوگو) اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو، پس اگر تم اعراض کرو

فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ

تو ہمارے رسول کے ذمے صرف صاف پہنچا دینا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ (التغابن ۱۱تا۱۳)

اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل رکھنا چاہیے۔

جب یہ سورت نازل ہوئی وہ مسلمانوں کے لئے سخت مصائب کا زمانہ تھا، اہل ایمان مکہ مکرمہ میں اپنا گھر بار، عزیز واقارب وغیرہ چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تھے، ان حالات میں اہل مدینہ پر دوہری مصیبت پڑ گئی تھی، ایک طرف تو وہ عرب کے مختلف حصوں سے ہجرت کر کے آنے والے سینکڑوں مہاجرین کو پناہ دے رہے تھے اور دوسری طرف عرب میں چاروں طرف پھیلے دشمنان اسلام ان کے درپے آزار تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بات ذہن نشین کرائی کہ روئے زمین پر یا خود تم پر جان، مال، اولاد اور احباب کی کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی مگر اللہ کی حکمت ومشیت سے ہی اس کا ظہور ہوتا ہے، جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو وہ جان لیتا ہے کہ جو کچھ بھی مصیبت اس پر آئی ہے وہ اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے ہی پہنچی ہے، جیسے فرمایا

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ [1]

ترجمہ: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتہ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو، ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان کام ہے۔

پس وہ صابر انسان اس مصیبت پر آہ وزاری کرنے کے بجائے رضا بالقضا کا مظاہرہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر پر قائم رہنے کی توفیق سے نوازتا ہے، اس کو دنیاوی ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جزا وسزا کے دن کے لئے ثواب کا ذخیرہ کر دیتا ہے، جیسے فرمایا

...اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ [2]

ترجمہ: اور صبر کرنے والوں کو تو ان کا صلہ (آخرت میں) بے حساب دیا جائے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ يَعْنِي: يَهْدِ قَلْبَهُ لِلْيَقِينِ، فَيَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَمَا

[1] الحديد ۲۲

[2] الزمر ۱۰

أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ ''جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔'' کی تفسیر میں روایت ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین کے لیے ہدایت عطا فرما دیتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے جو پہنچا ہے وہ اس سے خطا ہو ہی نہیں سکتا تھا اور جو خطا ہو گیا ہے وہ اسے مل ہی نہیں سکتا تھا۔ (۱)

عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَلْقَمَةَ، فَقُرِئَ عِنْدَهُ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ} (۲) فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: هُوَ الرَّجُلُ تُصِيبُهُ الْمُصِيبَةُ، فَيَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، فَيُسَلِّمُ ذَلِكَ وَيَرْضَى.

اور علقمہ رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ ''جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر اس پر راضی ہو اور دل سے اسے تسلیم کرے (۳)

عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ:قال رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ، لَا يَقْضِي اللهُ لَهُ قَضَاءً إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ، إِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاء صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاء شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ ،وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجب ہے، اللہ اس کے حق میں جو فیصلہ بھی کرتا ہے وہ اس کے لئے اچھا ہی ہوتا ہے مصیبت پڑے تو صبر کرتا ہے اور وہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے، خوشحالی میسر آئے تو شکر کرتا ہے اور وہ بھی اس کے لئے اچھا ہی ہوتا ہے، یہ بات مومن کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ (۴)

جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:إِيمَانٌ بِاللهِ، وَتَصْدِيقٌ بِهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ، قَالَ: أُرِيدُ أهونَ مِنْ هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:لَا تَتَّهِمِ اللهَ فِي شَيْءٍ، قَضَى لَكَ بِهِ

جنادہ بن ابی امیہ سے مروی ہے میں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے کوئی آسان کام چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر کا جو فیصلہ تجھ پر جاری ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا گلہ شکوہ نہ کر اور اس کی رضا پر راضی رہ، یہ اس سے ہلکا کام ہے۔ (۵)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ العُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ, وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

(۱) تفسیر طبری ۲۳/۴۲۱

(۲) التغابن: ۱۱

(۳) ۔تفسیر طبری ۲۳/۴۲۱

(۴) صحيح مسلم كتاب الزهدباب المومن امره كله خير ۷۵۰۰

(۵) مسنداحمد ۲۲۷۱۷

إِنَّ عِظَمَ الجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ البَلاَءِ، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاَهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتا ہے تو اسے اس کے گناہوں کی سزا دنیا ہی میں جلد دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ سختی کرنا کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا بڑی آزمائش کی جزا بھی بڑی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو جن لوگوں سے محبت ہو وہ انہیں آزماتا ہے جو شخص اس آزمائش پر راضی ہو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص اس آزمائش پر ناخوش ہو اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش اور اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اللہ اپنے مومن بندوں کے حالات سے بے خبر نہیں ہے، لوگو! ہر حال میں اپنے خالق اور رازق اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اللہ کا رسول جس بات سے رک جانے کا حکم دے تو رک جاؤ اور جس بات کا حکم دے اس سے سرمو تجاوز نہ کرو، جیسے فرمایا

...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ (۲)

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روکے اس سے رک جاؤ اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

لیکن اگر مصائب کے ہجوم سے گھبرا کر اس کی اطاعت سے منہ موڑتے ہو تو اپنا ہی نقصان کرو گے، ہمارے رسول پر صاف صاف حق پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اور اس نے یہ ذمہ داری پوری کر دی ہے،

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: مِنَ اللهِ الرِّسَالَةُ،وَعَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البَلاَغُ، وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اسے پہنچا دینا ہے اور ہمارا فرض اسے تسلیم کر لینا ہے (۳)

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس نے کسی کو کوئی قدرت یا اختیار نہیں بخشا ہے، کائنات کی ہر مخلوق اپنے خالق کے در کی فقیر ہے اور اسی کی حمد و ثنا بیان کر رہی ہے، اس کے سوا کوئی پکار کو سننے والا اور مشکلات و مصائب سے بچانے والا نہیں ہے، لہذا ایمان لانے والوں کو اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرنی چاہیے اور اپنے تمام معاملات میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، جیسے فرمایا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ (۴)

ترجمہ: وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پس اسی کو کارساز بنا لو۔

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى البَلاَءِ ۲۳۹۶

(۲) الحشر ۷

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالاَتِهِ،قبل الحديث ۷۵۳۰

(۴) المزمل ۹

اس کے سوا کوئی مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہے اس لئے اسی سے دعا و التجا کرنی چاہیے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

اے ایمان والو ! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا

وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ

اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، تمہارے مال اور اولاد

فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ (التغابن ۱۵،۱۴)

تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں، اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! دنیاوی رشتے کے لحاظ سے بیوی بچے اگرچہ تمہیں بہت محبوب ہیں مگر ان کی محبت میں غافل نہ ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے جو تمہیں اطاعت الٰہی اور عمل صالحہ سے روکیں وہ دین کے لحاظ سے تمہارے دشمن ہیں، لہٰذا جائز و ناجائز طریقے سے ان کی ضروریات اور خواہشات کے پورا کرنے کے مقابلے میں اپنے دین کو مقدم رکھو، اور اگر ان کی باتوں پر تم عفو و درگزر اور لوگوں کے گناہوں سے چشم پوشی کرو تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ،قَالَ: فَهَؤُلاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوا مِنْ مَكَّةَ فَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلادُهُمْ أَنْ يَدَعُوهُمْ، فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَوُا النَّاسَ قَدْ فَقِهُوا فِي الدِّينِ، فَهَمُّوا أَنْ يُعَاقِبُوهُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ " اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا۔" کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے مدینہ منورہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا مگر ان کے بیوی بچوں نے اصرار کیا کہ وہ انہیں چھوڑ کر نہ جائیں، بہرحال جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ لوگوں نے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر لی ہے، تو انہوں نے بیوی بچوں کی وجہ سے پیچھے رہ جانے پر انہیں سزا دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور معاف کر دو تو اللہ غفور و رحیم ہے۔" نازل فرمادی۔ [1]

تمہارے مال اور تمہاری اولاد جہاں اللہ کی نعمت ہیں وہاں سراسر ایک آزمائش کا ذریعہ بھی ہیں، جیسے فرمایا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۵۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَاب وَمِنْ سُورَةِ التَّغَابُنِ ۳۳۱۷

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آیندہ بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ {إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ} نَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا.

ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ آ گئے انہوں نے دو سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں چلتے تو لڑ کھڑانے لگتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان پر پڑیں تو منبر سے اتر کر انہیں اٹھا لیا اور واپس منبر پر آ کر انہیں اپنے سامنے بیٹھا لیا اور پھر فرمایا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بلاشبہ "تمہارے مال و اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں۔" میں نے جب ان دو بچوں کی طرف دیکھا کہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے اپنی گفتگو کو منقطع کر کے ان کو اٹھا لیا۔ (۲)

پس اس آزمائش میں تم اس وقت سرخ رو ہو سکتے ہو جب تم اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت نہ کرو، جو شخص مال و اولاد کی محبت کے مقابلے میں اللہ کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے اور اس کی معصیت سے اجتناب کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے، جیسے فرمایا

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ (۳)

ترجمہ: اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامان آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس دینے کے لیے بہت کچھ ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا

پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو

خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ

جو تمہارے لیے بہتر ہے، اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے، اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے

---

(۱) آل عمران ۱۴

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ ۱۱۰۹، جامع ترمذی کتاب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۳۷۷۴، سنن نسائی کِتَابُ الْجُمُعَةِ بَابُ نُزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ، وَقَطْعِهِ كَلَامَهُ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۴۱۴، سنن ابن ماجہ کتاب اللباس بَابُ لُبْسِ الْأَحْمَرِ لِلرِّجَالِ ۳۶۰۰، مسند احمد ۲۲۹۹۵

(۳) الانفال ۲۸

قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ

(یعنی اس کی راہ میں خرچ کروگے) تو وہ اسے بڑھاتا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا، اللہ بڑا قدردان اور

حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ (التغابن۱۶تا۱۸)

بڑا بردبار ہے، وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے زبردست حکمت والا (ہے)۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ... ﴿۱۰۲﴾ [۱]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

مگر اب کچھ تخفیف کر کے فرمایا لہذا جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو، جیسے فرمایا

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا...ؕ ﴿۲۸۶﴾ [۲]

ترجمہ: اللہ کسی شخص کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتوں کو توجہ سے سنو اور اپنے تمام معاملات میں ان پر عمل کرو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے چھوڑ دو جب تک کہ میں تم کو چھوڑ دوں (یعنی بغیر ضرورت کے مجھ سے سوال نہ کرو) تم سے پہلے کی قومیں کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف کے سبب ہلاک ہو گئیں، میں تمہیں جو حکم دوں اسے مقدور بھر بجالاؤ اور جس سے روک دوں اس سے رک جاؤ۔ [۳]

جیسے فرمایا

...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ [۴]

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ، اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اور اپنے دل پسند مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مسافروں، اسیروں اور حاجت مندوں پر خرچ کرو، یہ دنیا و آخرت میں تمہارے

---

[۱] آل عمران ۱۰۲

[۲] البقرۃ ۲۸۶

[۳] صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۷۲۸۸، صحیح مسلم كتاب الحج بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ ۳۲۵۷، مسند احمد ۷۵۰۱

[۴] الحشر ۷

ہی لئے بہتر ہے، جو اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رہ گئے بس وہی فلاح پانے والے ہیں، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اگر تم اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرو گے تو وہ تمہیں اس کا اجر کئی کئی گناہ بڑھا کر دے گا، جیسے فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً... ۲۴۵ [2]

ترجمہ: کوئی ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تا کہ اللہ اسے بڑھا چڑھا کر اس کے لئے کئی گنا کر دے؟۔

أَنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ:مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ ظَلُومٍ وَلَا عَدِيمٍ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو ایسے کو قرض دے جو نہ تو ظالم ہے، نہ مفلس اور نہ نادہندہ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَيْلِ الآخِرُ يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهُ ،مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ برکت والا آدھی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں قبول کروں، کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔ [3]

اور تمہارے گناہوں سے بھی درگزر فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تھوڑے سے عمل کو بھی قبول فرماتا ہے اور وہ بڑا بردبار ہے، وہ اپنے اطاعت گزاروں کو بڑھا چڑھا کر اجر وثواب سے نوازتا ہے اور معصیت کاروں کا فوری مواخذہ نہیں فرماتا، جیسے فرمایا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى... ۴۵ [4]

ترجمہ: اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے اعمال پر گرفت کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے۔

وہ علام الغیوب ہے اور حاضر اور غائب ہر چیز کو جانتا ہے، وہ ہر چیز پر غالب ہے، اس کے مقابلے میں کوئی غالب آ سکتا ہے نہ رکاوٹ بن سکتا ہے اور وہ اپنے خلق وامر میں حکمت والا ہے، اور تمام اشیا کو ان کے اپنے اپنے مقام پر رکھتا ہے۔

---

[1] الحشر ۹

[2] البقرة ۲۴۵

[3] صحيح بخارى كتاب التهجد بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَيْلِ ۱۱۴۵، صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَيْلِ، وَالْإِجَابَةِ فِيهِ ۱۷۷۵

[4] فاطر ۴۵

حارث رضی اللہ عنہ بن ربعی انصاری

ان کے نام میں اختلاف ہے

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الحارث بن ربعى بن رافع الانصاري السلمي من بنى سلمة بن سعد، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: اسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ رِبْعِيٍّ، وَقَالَ غَيْرُهُمَا: عَمْرُو بْنُ رِبْعِيّ

محمد بن اسحاق کہتے ہیں ان کا نام حارث بن ربعی بن رافع انصاری تھا اور یہ بنو سلمہ بن سعد سے تعلق رکھتے تھے، بعض کہتے ہیں ان کا نام عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری تھا اور محمد بن عمرو اقدی کہتے ہیں ان کا نام نعمان بن ربعی تھا، بعض ان کا نام عمرو بن ربعی بیان کرتے ہیں۔

مگر یہ اپنی کنیت ابو قتادہ کے نام سے مشہور رہیں۔

اختلف في شهوده بدرا

ان کے غزوہ بدر میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ (۱)

أَنَّهُ حَرَسَ النَّبِيَّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ بَدْرٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ احْفَظْ أَبَا قَتَادَةَ كَمَا حَفِظَ نَبِيَّكَ هَذِهِ اللَيْلَةَ

ایک روایت میں ہے انہوں غزوہ بدر کی رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری کی، صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ !ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت فرما جس طرح اس نے اس رات تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ہے۔ (۲)

واتفقوا على أنه شَهِدَ أُحُدًا وما بعدها، وكان يقال له فارس رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس بات پر اتفاق ہے کہ نہوں نے غزوہ احد اور بعد کے دوسرے غزوات میں شرکت کی،اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ (۳)

شَهِدَ صِفِّينَ مَعَ عَلِيّ رَضِي الله عَنهُ

جنگ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ (۴)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ:خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً فَقَالَ:إِنَّكُمْ تَسْرُونَ عَشِيَّتَكُمْ هَذِهِ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللهُ غَدَا، فَانْطَلَقَ النَّاسُ لا يَلْوِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ ،فَإِنِّي لأَسِيرُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ابْهَارَّ اللَيْلُ إِذْ نَعَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَالَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَدَعَمْتُهُ. يَعْنِي أَسْنَدْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ، فَاعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ سِرْنَا

(۱) الإصابة في تميز الصحابة ۷/۲۷۲

(۲) الإصابة في تميز الصحابة ۷/۲۷۲،تاريخ بغداد ۱۶/۶۲۷

(۳) ابن سعد ۶/۹۴

(۴) بغية الطلب في تاريخ حلب ۱۰/۴۵۹۶

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اسی شب کو رات بھر چلو گے اور صبح کو انشاءاللہ پانی منزل پر پہنچو گے، لوگ اسی کیفیت سے روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا (یعنی منتشر ہو گئے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے ساتھ ساتھ رہا، آدھی رات گزر گئی کہ یکا یک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آ گئی اور آپ اپنی سواری پر جھک گئے میں برق رفتاری سے آگے بڑھا اور آپ کو بیدار کیے بغیر آپ کو سہارا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے اور پھر ہم روانہ ہوئے،

ثُمَّ تَهَوَّرَ اللَّيْلُ فَنَعَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَالَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مَيْلَةً أُخْرَى فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ.فَاعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ سِرْنَاحَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ أَنْ يَنْجَفِلَ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟فَقُلْتُ: أَبُو قَتَادَةَ؟فَقَالَ: مَتَى كَانَ هَذَا مِنْ مَسِيرِكَ مِنِّي؟قُلْتُ: مَا زَالَ هَذَا مَسِيرِي مِنْكَ مُنْذُ اللَّيْلَةِ،قَالَ:حَفِظَكَ اللهُ بِمَا حَفِظْتَ نَبِيَّهُ بِهِ

جب رات کچھ گہری ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اونگھ آ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر جھک گئے میں نے پھر آپ کو بیدار کیے بغیر سہارا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے اور پھر ہم روانہ ہوئے، جب پچھلی شب کا آخری حصہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ زیادہ گہری ہو گئی اور آپ اس قدر جھک گئے جو پہلی دو مرتبہ جھکنے سے زیادہ تھا اور خطرہ پیدا ہوا کہ نصیب دشمناں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گر نہ پڑیں تو میں نے آگے بڑھ کر پوری قوت کے ساتھ سہارا دیا، معاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور سر اٹھا کر فرمایا تم کون ہو؟ انہوں میں نے عرض کیا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کب سے میرے ساتھ ہو؟ عرض کی غروب آفتاب کے وقت سے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب سن کر خوش ہوئے اور دعا دی اللہ تمہارا نگہبان رہے جس طرح تم نے اس کے رسول کی نگہبانی کی۔ [1]

وَكَانَ قَدْ نَزَلَ الْكُوفَةَ وَمَاتَ بِهَا , وَعَلِيٌّ بِهَا وَهُوَ صَلَّى عَلَيْهِ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے اور وہیں انہوں نے وفات پائی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس وقت وہیں موجود تھے انہوں نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [2]

ہجرت کے بعد قریش کا ردعمل اور سازشیں

وَتَلَاحَقَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَبْقَ بِمَكَّةَ مِنْهُمْ أَحَدٌ، إِلَّا مَفْتُونٌ أَوْ مَحْبُوسٌ وَلَمْ يُوعَبْ أَهْلُ هِجْرَةٍ مِنْ مَكَّةَ بِأَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ إِلَى اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَهْلُ دُورٍ مُسَمَّوْنَ: بَنُو مَظْعُونٍ مِنْ بَنِي جُمَحٍ، وَبَنُو جَحْشِ بْنِ رِئَابٍ، حُلَفَاءُ بَنِي أُمَيَّةَ، وَبَنُو الْبُكَيْرِ، مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ، حُلَفَاءُ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنَّ دُورَهُمْ غُلِّقَتْ بِمَكَّةَ هِجْرَةً، لَيْسَ فِيهَا سَاكِنٌ

جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور سوائے ان لوگوں کے جو کفار کی قید میں تھے کوئی باقی نہ رہا تو قریش

---

[1] ابن سعد ۱۴۲؍۱، معجم الصحابة للبغوی ۳۳؍۲

[2] ابن سعد ۹۴؍۲، رجل صحيح البخارى-الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد ۱۸۸؍۱، تاريخ بغداد ۵۰۵؍۱

جھنجھلا کر مجبور اور بے بس مسلمانوں پر مزید مظالم ڈھانے اور ہجرت کرنے والوں کے عزیز و اقارب اور اپنے حلیفوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے لگے، بنی مظعون بنی جمح میں سے اور بنو جحش بن رئاب جو بنی امیہ کے حلیف تھے اور بنی بکیر جو بنی سعد میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے یہ لوگ تو مع اپنے اہل و عیال کے آگئے تھے اور ان کے مکانات مکہ مکرمہ میں سنسان خالی پڑے تھے،

وَلَمَّا خَرَجَ بَنُو جَحْشِ بْنِ رِئَابٍ مِنْ دَارِهِمْ، عَدَا عَلَيْهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَبَاعَهَا مِنْ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، أَخِي بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ،فَلَمَّا بَلَغَ بَنِي جَحْشٍ. مَا صَنَعَ أَبُو سُفْيَانَ بِدَارِهِمْ ذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: بَلَى،قَالَ: فَذَلِكَ لَكَ

بنی جحش نے جب ہجرت کی تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب نے ان کے مکان کو عمرو بن علقمہ کے ہاتھ جو بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھا فروخت کر دیا، جب یہ خبر مدینہ منورہ میں عبداللہ بن جحش کو ہوئی تو ابوسفیان نے ان کے گھر میں جو کچھ کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم کو جنت میں ایک محل عنایت فرمائے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں میں راضی ہوں، فرمایا بس وہ محل تمہارے لئے ہے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جو ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ملا تھا عقیل بن ابوطالب نے قبضہ کر لیا،

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟فَقَالَ:وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح مکہ کے روز میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مکہ مکرمہ میں ہم کہاں قیام کریں گے؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مکہ مکرمہ میں کیا اپنے گھر میں قیام فرمائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیل نے ہمارے لئے محلہ یا مکان چھوڑا ہی کب ہے۔[2]

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خیمہ میں قیام فرمایا:

فَلَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ،كَلَّمَهُ أَبُو أَحْمَدَ فِي دَارِهِمْ،فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ النَّاسُ لِأَبِي أَحْمَدَ: يَا أَبَا أَحْمَدَ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ تَرْجِعُوا فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِكُمْ أُصِيبَ مِنْكُمْ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ،فَأَمْسَكَ عَنْ كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ایک صحابی ابو احمد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مکان کے سلسلہ میں عرض کیا جس کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فروخت کر دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا تو دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم نے ابو احمد رضی اللہ عنہ کو سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کے بارے میں جو (دوران ہجرت) کفار کے تصرف میں چلی گئیں کلام کرنا پسند نہیں فرماتے، پس ابو احمد رضی اللہ عنہ بھی

---

[1] ابن ہشام۴۹۶؍۱، الروض الانف۱۲۶؍۴

[2] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ تَوْرِيثِ دُورِ مَكَّةَ، وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا، وَأَنَّ النَّاسَ فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً۱۵۸۸

خاموش رہے۔[1]

دوسری طرف وہ کمزور اور مجبور مسلمان مرد وعورت اور بچوں تھے جو عرب کے دوسرے قبائل میں اسلام قبول کر چکے تھے مگر غربت وافلاس کی وجہ سے یا قریش کے ہاتھوں گرفتار ہونے کی وجہ سے ہجرت پر قادر نہ تھے اور نہ اپنے آپ کو ظلم سے بچا سکتے تھے، یہ غریب طرح طرح سے تختۂ مشق بنائے جارہے تھے اور وہ دعائیں مانگتے تھے کہ کوئی انہیں اس ظلم وبربریت سے بچائے، ان غریب، ضعیف اور مجبور مسلمانوں کی مظلومیت کی کیفیت کو قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ۚ وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ۝٧٥ [2]

ترجمہ: آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اللہ ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی ومددگار پیدا کر دے۔

کفار قریش نے دین اسلام کو مٹانے، اس کے ماننے والوں کو راہ راست سے ہٹانے کے لئے تیرہ سال تک مسلمانوں کو ایسی ایسی وحشیانہ، سنگدلانہ ایذائیں دیں جسے سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، آخر مجبور ہو کر مسلمانوں نے اس آفاقی دین کو دنیا میں پھیلانے اور اس پر من وعن عمل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور بالآخر رسول اللہ ﷺ بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت فرما کر وہیں تشریف لے آئے مگر کفار کا جوش کفر وشرک اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا، قریش نے مسلمانوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے اور مجبور وبے کس مسلمانوں پر ظلم کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو صفۂ ہستی سے مٹا دینے کے منصوبے تیار کرنے لگے، مذہب میں کسی شخص پر زور زبردستی نہیں ٹھونسی جا سکتی، مسلمانوں نے اللہ کی وحدانیت وربوبیت کا اعلان کیا تو قریش سے مکہ مکرمہ میں ان کی علمبرداری سے دستبردار ہونے کا مطالبہ نہیں کیا تھا، ان کے مال ودولت، حیثیت ومرتبہ میں بھی شراکت کا مطالبہ نہیں کیا تھا، ان کے تجارتی قافلوں کو نہیں روکا تھا، ان کے خلاف کسی قبیلے سے بھی کوئی عہد وپیمان نہیں باندھے تھے مگر قریش اپنے جاہلانہ تعصب، غرور وتکبر میں اندھے ہو کر مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے، مسلمانوں نے پھر بھی ان کے خلاف کوئی محاذ نہیں کھولا بلکہ اپنی ایمانی دولت کو بچانے کے لئے اپنا گھر بار، عزیز واقارب، مال ومتاع سب کچھ چھوڑ کر خاموشی سے حبشہ ہجرت کر گئے جہاں ایک عیسائی بادشاہ نجاشی حکمران تھا اور اپنے دین کے بارے میں اچھا علم رکھتا تھا، قریش کے دلوں کو پھر بھی چین نہ ملا اور انہوں نے مسلمانوں کو حبشہ میں بھی امن وسکون سے نہ رہنے دیا اور ان کو واپس لانے کی کوششیں کیں مگر اللہ کی رحمت سے ان کا یہ وار خالی گیا اب ایک بار پھر مسلمان ان کا علاقہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے تین سو میل دور مدینہ منورہ چلے گئے تاکہ وہاں وہ دلجمعی اور سکون قلب سے اپنے رب وحدہ لاشریک کی عبادت کر کے اپنی دنیا وآخرت کو سنوار سکیں اور اس طرح رب کی خوشنودی حاصل کر کے اس کی بے بہار رحمت وکرم کے امیدوار بن جائیں، اپنی کھوئی ہوئی جنت الفردوس کے وارث بن جائیں، وہاں بھی مسلمانوں نے قریش کے خلاف کوئی محاذ نہیں کھولا مگر پھر بھی قریش کے سینے بغض وعناد سے بھرے ہوئے تھے، جب اللہ کے فضل اور نبی

---

[1] ابن ہشام ۴۹۹/۱، الروض الانف ۱۶۶/۴

[2] النساء ۷۵

کریم ﷺ کے اعتماد علی اللہ اور حسن تدبیر سے کفار مکہ کی سازش ناکام ہوگئی اور آپ بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئے تو قریش نے اپنے جوش انتقام میں مدینہ منورہ کے قبائل اوس وخزرج (جو اب آپس میں متفق ہو گئے تھے) کے ہجرت سے پہلے متوقعہ سردار عبداللہ بن ابی جو بڑا مالدار اور بااثر شخص تھا اور وہ ابھی تک اپنے آبائی دین شرک پر قائم تھا اور جس کی تاجپوشی کا منصوبہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے کی وجہ سے پورا نہ ہوسکا تھا، جس کے بادشاہ بننے کے سارے خواب دھرے کے دھرے رہ گئے تھے، مکہ معظّمہ کے سیاستدان اس سے بے خبر نہیں ہوسکتے تھے انہوں نے سب سے پہلے عبداللہ کو اپنی سیاست کے مہرے کے طور پر استعمال کرنا چاہا،

أَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ كَتَبُوا إِلَى ابْنِ أُبَيٍّ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مَعَهُ الْأَوْثَانَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ: إِنَّكُمْ آوَيْتُمْ صَاحِبَنَا، وَإِنَّا نُقْسِمُ بِاللهِ لَتُقَاتِلُنَّهُ، أَوْ لَتُخْرِجُنَّهُ أَوْ لَنَسِيرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ، وَنَسْتَبِيحَ نِسَاءَكُمْ

قریش کے کافروں نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ان ساتھیوں کو جو بت پرستی میں اس کے شریک تھے اور اوس وخزرج سے تعلق رکھتے تھے دھمکی آمیز خط لکھا اور اس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ مدینہ میں قیام فرما تھے کہ جنگ بدر سے پہلے کہ تم نے ہمارے ساتھی (محمد ﷺ) کو جگہ دی ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم ان سے لڑو یا اپنی سرزمین سے نکال دو ورنہ ہم سب مل کر تم پر حملہ کریں گے اور تم میں سے جو لوگ لڑ سکنے والے ہوں گے ان سب کو قتل کر ڈالیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے تصرف میں لے آئیں گے۔

اس دھمکی آمیز خط نے ثابت کر دیا کہ قریش کسی صلح جوئی اور صلح پسندی کے لئے تیار نہیں بلکہ اس نئے خطرے کی وجہ سے اسلام اور شرک کے درمیان بڑھ جانے والی کشیدگی کو بزور شمشیر حل کرنے پر آمادہ ہے

فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، اجْتَمَعُوا لِقِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُمْ، فَقَالَ:لَقَدْ بَلَغَ وَعِيدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمُ الْمَبَالِغَ، مَا كَانَتْ تَكِيدُكُمْ بِأَكْثَرَ مِمَّا تُرِيدُونَ أَنْ تَكِيدُوا بِهِ أَنْفُسَكُمْ، تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا أَبْنَاءَكُمْ، وَإِخْوَانَكُمْ فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَرَّقُوا

یثرب کا بادشاہ نہ بننے کی وجہ سے عبداللہ بن ابی کے سینے پر تو پہلے ہی سانپ لوٹ رہے تھے، سردار ان قریش کی ترغیب وترہیب سے انہوں نے اپنے بت پرست رفقاء کو جمع کیا اور باہم مشورہ سے طے کیا کہ ہمیں کفار مکہ جن کے ساتھ ہماری رشتہ داریاں اور معاہدے بھی ہیں کا ساتھ دینا چاہیے اور ان کا کہا مان لینا چاہیے، چنانچہ انہوں نے اپنے بغض وحسد کا اظہار کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ سے جنگ کرنے کا فیصلہ کرلیا، نبی کریم ﷺ کو عبداللہ بن ابی اور اس کے رفقاء کے عزائم بد کی خبر ہوگئی، آپ ﷺ ان کی محفل میں بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ بن ابی! قریش کی دھمکی نے تمہارے ہوش وہواس کھو دیئے ہیں، تمہیں جتنی ایذاوہ پہنچا سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ ایذا خود تم اپنے آپ پہنچانے کے لئے تیار ہو گئے، قریش نے تم سے ایک ایسی چال چلی ہے کہ اگر تم ان کی دھمکیوں میں دب کر ہمارے خلاف کھڑے ہو گئے تو زیادہ نقصان تو خود تمہارا ہی ہوگا اور اگر ان کی دھمکیوں سے انکار کر دو گے تو تمہارا نقصان کم ہوگا، کیونکہ اگر تم مسلمانوں سے

لڑنے کا عزم کرو گے تو اپنے ہی ہاتھوں اپنے بیٹوں، بھائیوں اور عزیز و اقارب کا قتل کرو گے لیکن اگر تم قریش کے متحدہ جتھے سے لڑو گے تو تم غیروں سے مقابلہ کر رہے ہو گے، چونکہ قبائل اوس و خزرج کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے تھے اس لئے عبد اللہ بن ابی رسول اللہ ﷺ کے اس اشارے کو سمجھ گیا اس کی آنکھیں کھل گئیں اور قریش کی دھمکی اور اپنی خواہش کے باوجود کوئی اقدام کرنے سے قاصر رہا اور وہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا فیصلہ کر کے منتشر ہو گئے (یعنی جنگ کا ارادہ ختم کر دیا)۔ [1]

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی بصیرت سے قریشیوں کے دباؤ کو بڑے تدبر سے خود قریشیوں کے خلاف پلٹ دیا، جب قریش کی یہ سفارتی چال بھی ناکام ہو گئی تو انہوں نے عبد اللہ بن ابی کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کے یہودیوں سے خفیہ ساز باز کرنی شروع کر دی، یہودیوں کو اہل کتاب ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب سے اللہ واسطے کا بیر تھا، وہ تو پہلے ہی اس دعوت حق کو روکنے کے لئے کمر بستہ تھے، چنانچہ جب قریش کی طرف سے تحریک شروع ہوئی تو وہ (مسلمانوں کے خلاف) ان کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے تیار ہو گئے، جب سارے معاملات طے پا گئے اور قریش کو اپنی کامیابی کا یقین کامل ہو گیا تو انہوں نے مسلمانوں کو دھمکی آمیز پیغام بھیجا کہ تم اس بات پر خوش نہ جانا کہ مکہ مکرمہ سے بخیریت و خوبی نکل کر مدینہ منورہ میں چین وسکون سے رہ سکو گے ہم بہت جلد مدینہ پہنچ کر تمہارا قلع قمع کر دیں گے، اس پیغام نے مدینہ منورہ میں رہنے والوں کو چوکس اور مستعد کر دیا، مکہ کی سرد جنگ قصہ پارینہ بن گئی تھی اور اب گرم جنگ کی دھمک صاف سنائی دے رہی تھی۔

مضامین سورۃ البقرۃ ۲۸ تا ۲۸۶:

اس سورہ کے شروع میں مسلمانوں کے اوصاف، کفار و مشرکین کے اعتقادات و نظریات، اور گروہ منافقین (جو ہجرت مدینہ کے بعد نمایاں ہوا) ان کے نفاق کی علامات بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد موسیٰ کے حوالے سے مدینہ کے یہودیوں پر ان کی زبوں حالی، گزشتہ اقوام کی طرح باطل روایات پرستی اور باطل نظریات کے ذکر پر تنقید کرتے ہوئے حقیقی دین فطرت کی حقیقی نوعیت و کیفیت بیان کر کے ان کو کئی رکوع میں دعوت اسلامی دی گئی، اس سورہ میں قتال کی فرضیت، اس سلسلے میں تیاریاں، انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب اور دوران جہاد (مسلمانوں کی عددی طاقت، سامان جنگ کی کمی یا عدم دستیابی کے باعث وہ خوف وہراس کا شکار نہ ہوں) مصائب و تکالیف کو صبر و استقامت سے برداشت کرنے کا حکم دیا گیا، اور اس دین کو پوری دنیا میں پھیلانے کے احکامات، اور اس اسلامی دنیا میں مسلمانوں کے اعتقادی، عملی، معاشرتی اور معاشی میدان میں جس لائحہ عمل کی ضرورت ہو گی اس کے لئے بے شمار قوانین و ضوابط کے نفاذ کا آغاز کر دیا گیا، سود کی حرمت کا واضح حکم، رب کی قدرتوں، روز جزا و سزا اور سب سے آخر میں رب پر کامل یقین رکھنے والوں کے لئے عقائد اور اپنی عملی کوتاہیوں پر استغفار کے مقابلے میں نصرت کے حصول کی عاجزانہ دعا ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ

تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا

[1] سنن ابوداود کِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابٌ فِي خَبَرِ النَّضِيرِ ۳۰۰۴

ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ لَـكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ

پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کی طرف قصد کیا

فَسَوّٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ‌ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ (البقرۃ ۲۸تا۲۹)

اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو یا اس کے ساتھ کسی اور کی کس طرح عبادت کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی، جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ‌ۚ بَلْ لَّا يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳۶﴾ [1]

ترجمہ: کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ یا زمین اور آسمانوں کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـئًـا مَّذۡكُوۡرًا ﴿۱﴾ [2]

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا؟۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {كُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ} فِي أَصْلَابِ آبَائِكُمْ لَمْ تَكُونُوا شَيْئًا حَتَّى خَلَقَكُمْ، ثُمَّ يُمِيتُكُمْ مَوْتَةَ الْحَقِّ، ثُمَّ يُحْيِيكُمْ حِينَ يَبْعَثُكُمْ، قَالَ: وَهِيَ مِثْلُ قَوْلِهِ: {أَمَتَّنَا اثۡنَتَيۡنِ وَأَحۡيَيۡتَنَا اثۡنَتَيۡنِ}

ابن جریج نے عطاء سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا۔" کے معنی یہ ہیں کہ تم مردہ تھے اور اپنے آباء واجداد کی پشتوں میں تھے اور تم کچھ نہ تھے کہ اس نے تمہیں زندگی بخشی پھر تمہیں موت دے گا پھر بعث کے وقت زندہ کرے گا، یہ آیت ایسے ہی ہے جس طرح یہ آیت کریمہ ہے "اے ہمارے رب! تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی۔" [3]

اس نے تمہیں انواع واقسام کی نعمتوں سے نوازا، پھر ایک وقت مقررہ پر وہی تمہاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا، پھر میدان محشر میں اسی کی بارگاہ میں تمہیں اعمال کی جوابدہی کے لئے پیش کیا جائے گا اور وہ تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا، وہی تو ہے جس نے تم پر احسان اور رحم کرتے ہوئے تمہارے فائدے کے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں، پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کیے، جیسے فرمایا

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا‌ ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ‌ ﴿۹﴾ وَجَعَلَ

[1] الطور ۳۶،۳۵

[2] الدھر ۱

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۷۳/۱

فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ⑩ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ⑪ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ⑫ (1)

ترجمہ: اے نبی ﷺ ان سے کہو! کیا تم اس اللہ سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنادیا؟ وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے، اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جمادیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب وحاجت کے مطابق ٹھیک انداز سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا، یہ سب چار دن میں ہو گئے، پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا، اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آجاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو، دونوں نے کہا ہم آگئے فرمانبرداروں کی طرح، تب اس نے دو دن کے اندر آسمان بنادیے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا، اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا، یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

اس تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھیلایا جیسے فرمایا

وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ⑳ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ㉛ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ㉜ (2)

ترجمہ: اس کے بعد اس نے زمین کو پھیلادیا، اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑ اس میں گاڑ دیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: هَذَا العَنَانُ هَذِهِ رَوَايَا الأَرْضِ يَسُوقُهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى قَوْمٍ لاَ يَشْكُرُونَهُ وَلاَ يَدْعُونَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهَا الرَّقِيعُ، سَقْفٌ مَحْفُوظٌ، وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ بادل آگئے اللہ کے نبی ﷺ نے پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ اچھی طرح جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ بادل زمین کو سیراب کرنے والے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ان لوگوں کی طرف ہانکتے ہیں جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اسے پکارتے نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ رقیع یعنی اونچی چھت ہے جس سے حفاظت کی گئی اور یہ موج کی طرح ہے جو بغیر ستون کے ہے، پھر پوچھا کیا جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اور اس

---

(1) حم السجدة۹تا۱۲

(2) النازعات۳۰تا۳۲

کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے،

ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ سَمَاءَيْنِ، مَا بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَاءَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ العَرْشَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَيْنِ.

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کیا جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس سے اوپر دو آسمان ہیں جن کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسی طرح سات آسمان گنوائے اور بتایا ہر دو آسمانوں کے درمیان آسمان وزمین کے درمیان کے فاصلے کے برابر فاصلہ ہے، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ کیا جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس کے اوپر عرش ہے اور وہ آسمان سے اتنا دور ہے جتنا زمین سے آسمان،

ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهَا الأَرْضُ. ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرَى، بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ أَرَضِينَ، بَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ. ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ إِلَى الأَرْضِ السُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللَّهِ. ثُمَّ قَرَأَ {هُوَ الأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ}،

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے نیچے کیا ہے،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہتر جانتا ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ زمین ہے، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس کے نیچے دوسری زمین ہے پہلی زمین اور دوسری زمین کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سات زمینیں گنوائیں اور بتایا کہ ہر دو کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی جان ہے اگر تم لوگ نیچے زمین کی طرف رسی پھینکو گے تو وہ اللہ تک پہنچے گی، اور پھر یہ آیت پڑھی "وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔"[1]

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ، وَيُرْوَى عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالُوا: لَمْ يَسْمَعِ الحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ هَذَا الحَدِيثَ، فَقَالُوا: إِنَّمَا هَبَطَ عَلَى عِلْمِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ. عِلْمُ اللهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ عَلَى العَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ.

یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے منقول ہے کہ حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی، بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس رسی کا اللہ کے علم، اسکی قدرت اور حکومت تک پہنچنا ہے کیونکہ اللہ کا علم، اس کی قدرت اور

[1] جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الحَدِيدِ ۳۲۹۸

اس کی حکومت ہر جگہ ہے اور وہ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے۔

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ، فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَدْرُونَ مَا هَذَا؟ قَالَ: قُلْنَا: السَّحَابُ، قَالَ:وَالْمُزْنُ قُلْنَا: وَالْمُزْنُ، قَالَ:وَالْعَنَانُ، قَالَ: فَسَكَتْنَا، فَقَالَ:هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ قَالَ: قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَمِنْ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَكِثَفُ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ ہم لوگ وادی بطحاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک بادل گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟قَالَ: قُلْنَا: السَّحَابُ، ہم نے کہا اسے سحاب (بادل) کہتے ہیں، فرمایا مزن بھی کہتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! مزن بھی کہتے ہیں، پھر فرمایا اسے عنان بھی کہتے ہیں، اس پر ہم خاموش رہے، پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، اسی طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک بھی پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کی کثافت پانچ سو سال کی ہے،

وَفَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ فَوْقَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ رُكَبِهِنَّ وَأَظْلَافِهِنَّ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ فَوْقَ ذَلِكَ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَوْقَ ذَلِكَ وَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ شَيْءٌ

پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر رہے، اس سمندر کی سطح اور گہرائی میں زمین و آسمان کا فاصلہ ہے، پھر اس کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جن کے گھٹنوں اور کھروں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے، پھر اس کے اوپر عرش ہے جس کے اوپر اور نیچے والے حصے کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصہ ہے اور سب سے اوپر اللہ تبارک وتعالی ہے جس سے بنی آدم کا کوئی عمل بھی مخفی نہیں۔ (۱)

قَالَ: بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (۲)

اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی طرح تہہ بہ تہہ سات زمینیں بنائیں،

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔۔۔ ﴿۱۲﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند۔

فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظلماً کسی کی ایک بالشت زمین لے لی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت

---

(۱) مسند احمد ۱۷۷۰، مستدرک حاکم ۳۱۳۷، مسند ابی یعلی ۶۷۱۳

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الحَدِيدِ ۳۲۹۸

(۳) الطلاق ۱۲

کے دن ساتوں زمینوں کا طوق پہنائے گا۔ (۱)

اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، یعنی

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ... ۝۴ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝۱۹ (۳)

ترجمہ: حالانکہ وہ تمہارے کھلے سے بھی واقف ہے اور چھپے سے بھی۔

... فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (طہ ۷)

ترجمہ: وہ تمام بھیدوں اور چھپی ہوئی چیزوں کا علم رکھتا ہے۔

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۴ (۴)

ترجمہ: کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: فَقَالَ: يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ (۵)

فرشتے نماز فجر اور نماز عصر کے وقت اعمال لے کر جاتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ وَصَلاَةِ العَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے، پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب (اعمال لے کر) اوپر چڑھتے

(۱) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ ۳۱۹۵، وکتاب المظالم بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الأَرْضِ ۲۴۵۳

(۲) الحدید ۴

(۳) النحل ۱۹

(۴) الملک ۱۴

(۵) صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ، وَفِي قَوْلِهِ: حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ۴۴۵

ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم جب ان کے پاس سے آئے ہیں تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (۱)

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو کیوں پیدا

فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ

کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۙ

جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا

فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ

اور فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ، ان سب نے کہا اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ یٰۤاٰدَمُ

جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) سے فرمایا

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ

تم ان کے نام بتادو، جب انہوں نے بتادیئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں (پہلے ہی) نہ کہا تھا زمین اور آسمان کا غیب

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (البقرۃ ۳۰ تا ۳۳)

میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپاتے تھے۔

پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب ابو البشر آدم کی تخلیق کے وقت تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، خلیفہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے یکے بعد دیگرے بعض کے بعض جانشین ہوں گے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ الْاَرْضِ ... ﴿۱۶۵﴾ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا۔

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ ۵۵۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۲

(۲) الانعام ۱۶۵

...وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ...ؕ ﴿۶۲﴾ [1]

ترجمہ: اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟۔

یہ کہنا کہ یہ خاکی انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے غلط ہے۔

اور میں نے جنوں کی طرح اسے بھی اپنی عبادت کے لئے تخلیق کیا ہے، وہ اپنے اختیار و ارادہ کا مالک ہو گا محکوم و مجبور نہ ہو گا، اسے حق و باطل کی پہچان کی تمیز ہو گی، وہ زمین پر جو تصرف کرنا چاہے گا کر سکے گا، فرشتوں نے عرض کی اے مالک! اگر انسان کو پیدا کرنے کی حکمت و مقصود یہ ہے کہ وہ آپکی عبادت میں مصروف رہے، آپ کی تقدیس و بزرگی کے گن گائے تو اے ہمارے رب! ہم اس منصب کے لئے حاضر ہیں اور ہم ہر وقت، ہر لحہ تیری حمد و ثنا، تحمید و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں اور تیری عبادت سے تھکتے نہیں اور کسی بھی طرح کی نافرمانی کا سوچے بغیر تیرا ہر حکم بے چوں چرا بجالاتے ہیں، اور اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ جنوں کی طرح ان میں بھی کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تیری زمین میں فتنہ وفساد برپا کریں گے اور خون ریزی کریں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کی سب باتیں توجہ سے سنیں اور فرمایا آدم علیہ السلام کو جن مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر میں تخلیق کر رہا ہوں انہیں میں ہی جانتا ہوں تمہارا محدود علم ان تک نہیں پہنچ سکتا، ان میں انبیاء اور رسول ہوں گے، ان میں صدیق اور شہید ہوں گے، ان میں عابد، زاہد اور پرہیز گار ہوں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الفَجْرِ وَصَلَاةِ العَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے، پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہت زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں جب ہم گئے تھے تو انہیں نماز (فجر) میں مصروف پایا اور جب آئے تو تب بھی نماز (عصر) کی حالت میں چھوڑ کر آئے۔ [2]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَا اصْطَفَى اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ أَوْ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا کلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے پسند فرمایا ہے "پاک ہے رب میرا اور تعریف اسی کو ہے۔" [3]

[1] النمل ۶۲

[2] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ ۵۵۵، وکتاب التوحیدالجھمیة بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى تَعْرُجُ المَلاَئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ۷۴۲۹، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۲، مسنداحمد ۱۰۳۰۹، مسند البزار ۹۱۱۸، السنن الکبریٰ للنسائی ۴۵۹، صحیح ابن حبان ۱۷۳۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۱۸۲

[3] صحیح مسلم كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ۶۹۲۵، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَابُ أَيُّ الكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ ۳۵۹۳

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت فرشتوں کے سوال کے جو بظاہر آدم علیہ السلام کی تحقیر پر مبنی ہے عمل وفعل سے اس کا جواب دیا کہ انکو خود بخود آدم علیہ السلام کی برتری اور حکمت الٰہی کی بلندی ورفعت کا نہ صرف اعتراف کرنا پڑے بلکہ اپنی درماندگی اور عجز کا بھی مشاہدہ ہوجائے، لہذا آدم علیہ السلام کی بڑائی اور شرف کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی عظیم المرتبت صفت علم سے نوازا اور القاوالہام کے ذریعے آدم علیہ السلام کو تمام اشیا کے نام اور ان کے خواص وفوائد کا علم عطا فرمایا اس لئے انسان کا علم فرشتوں، جنوں اور تمام مخلوقات سے زیادہ ہے،

عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَلَّمَ اللهُ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا، وَهِيَ هَذِهِ الْأَسْمَاءُ الَّتِي يَتَعَارَفُ بِهَا النَّاسُ: إِنْسَانٌ وَدَابَّةٌ، وَأَرْضٌ، وَسَهْلٌ، وَبَحْرٌ، وَجَبَلٌ، وَحِمَارٌ، وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ مِنَ الْأُمَمِ وَغَيْرِهَا

ضحاک رحمہ اللہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں " اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے۔ " سے مراد یہی نام ہیں جو لوگوں میں متعارف ہیں مثلاً انسان، حیوان، زمین، خشکی، تری، پہاڑ، گدھا اور اس طرح کے دوسرے نام۔ [۱]

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: {وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا} قَالَ: عَلَّمَهُ اسْمَ كُلِّ دَابَّةٍ، وَكُلِّ طَيْرٍ، وَكُلِّ شَيْءٍ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ " اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے۔ " کے بارے میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام جانوروں، تمام پرندوں اور تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ [۲]

وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ عَلَّمَهُ أَسْمَاءَ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا: ذَوَاتِهَا وَأَفْعَالَهَا؛ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتَّى الْفَسْوَةَ والفُسَية. يَعْنِي أَسْمَاءَ الذَّوَاتِ وَالْأَفْعَالِ الْمُكَبَّرُ وَالْمُصَغَّرُ

صحیح بات یہی ہے کہ آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام اور ان کی صفات اور افعال سکھا دیے گئے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام اور ان کے چھوٹے بڑے تمام افعال سکھا دیے گئے تھے [۳]

قَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ. قَالَ: أَنْتَ جِبْرِيلُ، أَنْتَ مِيكَائِيلُ، أَنْتَ إِسْرَافِيلُ، حَتَّى عَدَّدَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا، حَتَّى بَلَغَ الْغُرَابَ

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آدم! تم ان چیزوں کے نام بتاؤ تو آدم علیہ السلام نے انہیں بتادیا کہ تم جبریل ہو، تم میکائیل ہو، تم اسرافیل ہو حتی کہ اس طرح تمام چیزوں کے ایک ایک کر کے نام بتادیے حتی کہ کوئے تک کا نام بھی بتادیا۔ [۴]

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ} قَالَ: اسْمُ الْحَمَامَةِ وَالْغُرَابِ، وَاسْمُ كُلِّ شَيْءٍ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ " اے آدم علیہ السلام تم ان کے نام بتادو۔ " کے بارے میں کہتے ہیں آپ نے کبوتر، کوئے اور ہر چیز کا نام بتادیا۔ [۵]

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرشتوں سے ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے کائنات کی چند چیزوں

---

[۱] تفسیر طبری ۱/۴۸۲

[۲] تفسیرابن کثیر ۱/۲۲۳

[۳] تفسیرابن کثیر ۱/۲۲۳

[۴] تفسیرابن ابی حاتم ۱/۸۲

[۵] تفسیرابن ابی حاتم ۱/۸۲، تفسیر ابن کثیر ۱/۲۲۵

کے نام دریافت کیے اور کہا اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو کہ آدم زمین پر فساد پھیلائے گا کشت وخون کرے گا تو ان چیزوں کے نام بتاؤ؟ اب فرشتے جو دینوی خواہشوں اور ضرورتوں سے بے نیاز ہیں انکا علم تو یقیناً محدود تھا وہ اللہ کے علم سے ذرہ برابر بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا رب چاہئے، وہ اشیاء کے علم سے نا آشنا تھے جب یہ صورت بنی کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ تو فوراً اپنی کم علمی، عاجزی و درماندگی کا اعتراف کر لیا اور اپنے سروں کو رب کے حضور جھکا کر عرض کی اے ہمارے پروردگار! تو پاک ہے ہمیں ان چیزوں کے نام کا کوئی علم نہیں ہے، ہمارا علم تو اسی شعبے تک محدود ہے جس سے ہمارا تعلق ہے، بے شک آپ علم وحکمت والے ہیں، سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں، جب فرشتوں نے اپنی کم مائیگی اور عاجزی کا مکمل اظہار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بات ختم نہیں کر دی بلکہ آدم علیہ السلام کی فضیلت بھی ظاہر کی کہ انکو آخر زمین پر خلافت ونیابت کے لئے کیوں نامزد کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ہجوم میں آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ان چیزوں کے نام بتلائیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں علم کی لامحدود صلاحیت رکھی تھی چنانچہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق فوراً ہی سب چیزوں کے نام گنوا دیئے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آدم علیہ السلام فرشتوں کے سامنے علمی امتحان میں سرخرو ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی تمام غائب باتوں کو جانتا ہوں، آدم علیہ السلام کو جو علم ہے وہ میرا ہی عطا کردہ ہے اور میں وہ سب جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپا کر کرتے ہو،

عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ} يَقُولُ: مَا تُظْهِرُونَ {وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ} يَقُولُ: أَعْلَمُ السِّرَّ كَمَا أَعْلَمُ الْعَلَانِيَةَ. يَعْنِي مَا كَتَمَ إِبْلِيسُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْكِبْرِ وَالِاغْتِرَارِ

ضحاک نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ " اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپاتے تھے۔" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مخفی چیزوں کو بھی اسی طرح جانتا ہوں جس طرح ظاہر چیزوں کو جانتا ہوں یعنی مجھے اس کبروغرور کا بھی علم ہے جسے ابلیس نے اپنے دل میں چھپایا ہوا ہے۔ [1]

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ: {وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ} فَكَانَ الَّذِي أَبْدَوْا حِينَ قَالُوا: {أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا} وَكَانَ الَّذِي كَتَمُوا بَيْنَهُمْ قَوْلَهُمْ: لَنْ يَخْلُقَ رَبُّنَا خَلْقًا إِلَّا كُنَّا نَحْنُ أَعْلَمَ مِنْهُ وَأَكْرَمَ، فَعَرَفُوا أَنَّ اللهَ فَضَّلَ عَلَيْهِمْ آدَمَ فِي الْعِلْمِ وَالْكَرَمِ

ابو جعفر رازی نے ربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ فرشتوں نے جس بات کو ظاہر کیا وہ تو یہ تھی " کیا تو اس ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے۔" اور جس بات کو انہوں نے اپنے دل میں چھپا لیا تھا وہ یہ تھی کہ ہمارا رب کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا جو علم اور عزت وتوقیر میں ہم سے بڑھ کر ہو لیکن اب انہیں معلوم ہو گیا کہ آدم علیہ السلام علم اور عزت وتکریم کے اعتبار سے ان پر فضیلت رکھتے ہیں۔ [2]

---

[1] تفسیر طبری ۱/۴۹۸

[2] تفسیر طبری ۱/۵۰۰، تفسیر ابن کثیر ۱/۲۲۶

اب فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی علمی برتری اور استحقاق خلافت کے اقرار کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا اور ساتھ ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حکمت کو بھی تسلیم کر لیا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٭

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا

وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا

اور وہ کافروں میں ہو گیا، اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو

رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ

با فراغت کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے، لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر

عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ

وہاں سے نکلوا دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے زمین

مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ

میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے، (حضرت) آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ

قبول فرمائی، بے شک وہ ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ جب کبھی

هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا

تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ (البقرۃ ۳۴ تا ۳۹)

جھٹلائیں، وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اکرام و تعظیم کے طور پر آدم کے آگے جھک جاؤ تو تعمیل حکم میں سب فرشتے جھک گئے مگر ابلیس

اسْمُهٗ عَزَازِيلُ

جس کا نام عزازیل تھا اور جس کا شمار معصیت کے ارتکاب سے قبل فرشتوں میں تھا۔

نے انکار کیا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ... ﴿۳۱﴾ (۱)

ترجمہ: چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

عَنْ قَتَادَةَ: قَوْلُهُ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ حَسَدَ عَدُوُّ اللهِ إِبْلِيسُ آدَمَ عَلَى مَا أَعْطَاهُ اللهُ مِنَ الْكَرَامَةِ، وَقَالَ: أَنَا نَارِيٌّ وَهٰذَا طِينِيٌّ، فَكَانَ بَدْءُ الذُّنُوبِ الْكِبْرَ اسْتَكْبَرَ عَدُوُّ اللهِ أَنْ يَسْجُدَ لآدَمَ

قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہوگیا۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جو عزت عطا فرمائی تو اس کی وجہ سے اللہ کے دشمن ابلیس نے آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور کہا میں آگ سے بنا ہوں اور یہ مٹی سے، گناہوں کا آغاز تکبر سے ہوا، اللہ کے دشمن نے تکبر کیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کرے۔ (۲)

وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہوگیا، پھر ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں وسیع و پاک نعمتوں میں سے جو چاہو بے روک ٹوک کھاؤ پیو، یہاں تمہیں ہر طرح کا آرام وسکون حاصل ہے۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ (۳)

ترجمہ: یہاں تو تمہیں یہ آسائشیں حاصل ہیں کہ نہ بھوکے ننگے رہتے ہو، نہ پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے۔

مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہوگے، آدم علیہ السلام اور اماں حوّا جنت الماویٰ میں بڑے آرام وسکون سے رہ رہے تھے ہم جنس ساتھی بھی تھے اب تنہائی بھی نہیں تھی، شاہی خلعت فاخرہ بھی زیب تن تھی جو نہ تو میلی ہوتی تھی اور نہ ہی بوسیدہ، انہیں جنت میں کسی چیز کی کمی اور کسی قسم کا رنج وخوف، فکر لاحق نہ تھا رب کریم کا قرب حاصل تھا، باری تعالیٰ کی انگنت نعمتوں سے فیض یاب تھے اور یقیناً ہمیشہ وہاں رہنے کے خواہشمند تھے اور بھلا اللہ کی ایسی بہشت میں کون نہیں رہنا چاہے گا، اسی خواہش کی آڑ لیکر شیطان جس کا آنا جانا ابھی بند نہیں ہوا تھا آدم علیہ السلام کی گھات میں لگا ہوا تھا، موقعہ محل کا جائزہ لے رہا تھا خیر خواہ بن کر آدم علیہ السلام اور انکی زوجہ کے دلوں میں آہستہ آہستہ وسوسے ڈالنے لگا کہ جنت کی یہ نعمتیں تمہیں ہمیشہ کے لئے نہیں مل گئیں بلکہ بہت جلد تم ان سے محروم ہو جاؤ گے اس لئے تو اس درخت (شجر خلد) سے تمہیں کو روکا گیا ہے اگر تم ایسی نعمتوں میں ہمیشہ رہنے کے آرزو مند ہو تو اس کا علاج یہ درخت ہے جس سے تمہیں روکا جا رہا ہے، اگر تم اس درخت کا پھل کھا لو گے تو یہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے آرام وسکون اور قرب الٰہی کا بھی ضامن ہوگا۔

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ (۴)

ترجمہ: لیکن شیطان نے اس کو پھسلایا کہنے لگا آدم! بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے۔

ایک عرصہ تک وہ ایسی باتیں بناتا رہا اور آدم علیہ السلام اور اماں حوا اس کے جھانسے میں نہ آئے تو پھر مزید یقین دلانے کے لئے اس نے اللہ پاک کی بابرکت ذات کی قسم بھی اٹھائی۔

(۱) الحجر ۳۱،۳۰

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۸۴

(۳) طٰہٰ ۱۱۹،۱۱۸

(۴) طٰہٰ ۱۲۰

...وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ [۱]

ترجمہ: تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے، اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔

ناتجربہ کار سادہ لوح آدم علیہ السلام شیطان لعین کی ترغیبات کی وجہ سے رفتہ رفتہ خلقی اور طبعی کمزوری جو انسان میں موجود ہے غفلت، بھول اور عزم وارادے کی کمزوری میں مبتلا ہو گئے اور ہر نیک شریف آدمی کی طرح اللہ کی قسم اٹھانے پر شیطان جس کا ہر وعدہ جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہوتا ہے پر اعتبار کر بیٹھے، اور جس درخت کے پھل کھانے سے منع فرمایا گیا تھا دونوں اسے کھا بیٹھے، ہم نے حکم دیا کہ اب تم سب یہاں سے زمین پر اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھیرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے، اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ واستغفار کی۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ [۲]

ترجمہ: دونوں بول اٹھے اے ربّ! ہم نے اپنے او پر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

ان دونوں کے توبہ واستغفار پر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ ، [۳] قَالَ: قَالَ آدَمُ: يَا رَبِّ، أَلَمْ تَخْلُقْنِي بِيَدِكَ؟ قِيلَ لَهُ: بَلَى، وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ؟ قِيلَ لَهُ: بَلَى، وَعَطَسْتُ فَقُلْتَ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، وَسَبَقَتْ رَحْمَتُكَ غَضَبَكَ؟ قِيلَ: بَلَى، وَكَتَبْتَ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَ هَذَا؟ قِيلَ: بَلَى، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ تُبْتُ هَلْ أَنْتَ رَاجِعِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمان باری ''اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! کیا تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا نہیں فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں! عرض کی کیا تو نے مجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں، عرض کی جب مجھے چھینک آئی تو کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور تیری رحمت تو تیرے غضب پر غالب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں، عرض کی کیا تو نے یہ نہیں لکھ رکھا تھا کہ میں یہ کام کروں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں، عرض کیا اے اللہ! اگر میں توبہ کر لوں تو کیا تو مجھے جنت میں لوٹا دے گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ [۴]

وقت رخصت باری تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! ہماری خاکی زمین پر ہمیشہ کی زندگی نہیں کہ ابلیس جو تمہارا کھلا دشمن ہے کے بہکاوے میں آ کر اس میں گم ہو جاؤ، ہماری یاد سے غافل ہو جاؤ بلکہ عارضی، چند گنے چنے سانسوں سے عبارت، بہت ہی مختصر ہو گی ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا

---

[۱] الاعراف ۲۱،۲۰

[۲] الاعراف ۲۳

[۳] البقرۃ: ۳۷

[۴] تفسیرابن ابی حاتم ۹۰/۱

نہیں کر دیا اور نہ ہی ہم بے مقصد کام کرتے ہیں ہمیں کھیلنا ہی ہوتا تو کھلونے بنا کر ہم خود ہی کھیل لیتے، ہم نے خامخواہ ایک ذی حس، ذی شعور، ذمہ دار مخلوق کو پیدا نہیں کر ڈالا کہ اس کے درمیان حق و باطل کی کشمکش اور کھینچا تانیاں کرائیں اور محض اپنے لطف و تفریح کے لئے نیک بندوں کو بلاوجہ تکلیف میں ڈالیں ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے، تمہارا کام صرف میری بندگی کرنا ہے اور اسی مقصد کے لئے تمہیں اور جنوں کو پیدا کیا گیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۱﴾

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری ہی بندگی کریں۔

میری یاد کے لئے نماز کو قائم کرنا اور روزے رکھنا، ہمارے جو بندے محروم ہیں ہماری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی پاک کمائی سے ان پر خرچ کرتے رہنا چاہئے وہ کھجور کا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو، اس کو ہم اتنا بڑھائیں گے کہ روز محشر وہ ایک دانہ احد پہاڑ کے برابر ہو چکا ہو گا، زمین میں تم آزاد نہیں چھوڑ دیے جاؤ گے بلکہ تمہاری آزمائش کی جائے گی، یہ نہ بھولنا کہ میں تمہارا رب ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے جس کا اقرار تم کر چکے ہو۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ ﴿۱۷۲﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔

شیطان کے بہکاوے میں آ کر میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا میرا کوئی شریک نہیں ہے نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ ہی میں کسی کی اولاد ہوں میرا ہمسر کوئی نہیں۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿۱﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿۴﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: کہو! وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

زمین و آسمانوں میں ملکیت اور بادشاہی صرف میری ہے ساری قوتیں وسائل تدابیر کا میں مالک ہوں جس کو چاہوں گا ملک و عزت دوں گا اور جس سے چاہوں گا چھین لوں گا ہمارے فیصلوں کو بدلنے والا کوئی نہیں، اپنی تمام آس اور امیدیں میرے ساتھ وابستہ کرنا میرے سوا کسی کو نہ پکارنا اور نہ ہی کوئی تمہاری پکار سن کر داد رسی کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم نے کسی کو ایسی طاقت عطا کی ہے، ہمارے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہم ہی آسمانوں سے تمہیں رزق بھیجیں گے اور اس میں برکت ڈالیں گے لہذا جو تمہارے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے وہی تمہیں ملے گا چاہے جائز

﴿۱﴾ الذاریات ۵۶

﴿۲﴾ الاعراف ۱۷۲

﴿۳﴾ اخلاص ا تا ۴

طریقے سے حاصل کرو چاہے ناجائز طریقے سے، اگر میں کسی کافر کو بے بہا دولت دے بھی دوں تو یہ نہ سمجھنا کہ میں اس سے راضی ہوں اور اگر اپنے کسی نیک بندے کو نہ دوں تو یہ نہ کہنا کہ وہ ہماری عنایت فضل و کرم رحمت سے محروم ہے دولت ہمارا پیمانہ نہیں ہے، یہ دنیا ہمارے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی، اچھا یا برا جو کچھ بھی تم عمل کرو گے ہمارے فرشتے کراماً کاتبین لکھتے رہیں گے اور ہم بھی تمہارے عمل چاہئے چھپ کر کرو گے یا ظاہر، رات کو کرو گے یا دن میں ہم دیکھ رہے ہوں گے خبردار! فرعون وہامان ونمرود بن کر زمین میں اکڑ کر نہ چلنا، نہ تم ہماری ہموار بچھائی ہوئی زمین پھاڑ سکو گے اور نہ ہمارے بلند و بالا پہاڑوں سے اونچے ہو جاؤ گے، اپنے بدترین ازلی دشمن شیطان سے ہوشیار چوکنا خبردار رہنا وہ بڑا ہوشیار اور تجربہ کار ہے وہ تمہیں ہر راستے سے گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا تمہارا مخلص ساتھی بن کر تمہیں دھوکا دے گا جیسے پہلے تمہیں دھوکا دے کر بہشتی پوشاک اتروا کر بہشت سے نکلوا چکا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ... ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اُسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اُتروا دیے تھے تا کہ ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔

وہ اور اس کے بیشمار جنوں اور انسانوں میں چیلے تمہیں گمراہ کرنے کے لئے خفیہ منصوبہ بندی کرتے رہیں گے وہ اپنے خاص ہتھیار شہوت پرستی، دولت کی کبھی ختم ہونے والی حرس و ہوس، دنیا کی رنگینیوں کی طرف دعوت دے گا وہ تو چاہتا ہی یہی ہے کہ تم فسق و فجور میں مبتلا ہو کر مادر پدر آزاد ہو جاؤ، یہ اسکا بڑا خطرناک داؤ ہے اس داؤ سے ہوشیار رہنا اس کے وعدوں کے دلفریب جال میں نہ پھنس جانا شیطان کے وعدے دھوکے فریب کے سوا کچھ نہیں ہیں، وہ ہمارے نام پر بھی تمہیں دھوکا دینے کی کوشش کرے گا کہ ہم غفور و رحیم ہیں سب بخش دیں گے چاہئے ہمارے احکامات اور قائم کردہ حدود کے خلاف کچھ بھی کرتے رہو، ایسا نہیں ہے ہمارا ایک طریقہ کار ہے جو بدلہ نہیں جاتا۔

...لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ...ؕ ﴿۶۴﴾ [2]

ترجمہ: اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

نیک و بد، رات و دن، پستی و بلندی برابر نہیں ہو سکتے یہ تو پھر ہمارا عدل و انصاف نہ ہوا کہ نیک و بد دونوں کو برابر کر دیں لہذا پاکیزہ صاف ستھری، سادہ زندگی گزارنا، میں اپنی رحمت سے ہی جو میں اپنے اوپر از خود واجب کر چکا ہوں اپنے ہدایت یافتہ منتخب پیغمبر جو تم میں سے انسان ہی ہوں گے بھیجوں گا میری رضا حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ ان کی پیروی، تقلید، اتباع کرنا، سر تسلیم خم کر دینا، یہی ہمارا سیدھا راستہ ہے میں ان پر اپنی کتابیں نازل کروں گا جن کے ذریعہ سے وہ تمہیں صراط مستقیم اور ظلمت و گمراہی، نیکی و بدی، حق و باطل، اعمال بد و صالح دونوں ہدایت کریں گے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

---

[1] الاعراف ۲۷

[2] یونس ۶۴

يَحْزَنُونَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۶﴾ [1]

ترجمہ: (اور یہ بات اللہ نے آغازِ تخلیق ہی میں صاف فرمادی تھی کہ) اے بنی آدم! یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سنا رہے ہوں تو جو کوئی نافرمانی سے بچے گا اور اپنے روّیہ کی اصلاح کرلے گا اس کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے، اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی برتیں گے وہی اہلِ دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اپنے نیک اعمال پر نظر رکھنا اور ان پر بھی مغرور نہ ہوجانا، اگر تم نیک اعمال کروگے تو وہ ہماری ہی عطا کردہ توفیق ہوگئی، مگر ابلیس اس کو بطور پھندہ استعمال کرے گا تاکہ تم اپنے اعمال سے غافل ہوجاؤ، ہم تمہاری چند سانسوں سے عبارت طبعی زندگی کے بعد تم پر موت طاری کریں گے، زمین وآسمان کا نظام اور جو کچھ اس کے درمیان ہے کی ایک خاص وقت تک کے لئے تقدیر بنائی گئی ہے، پھر ہم صور پھونکیں گے، ہمارے حکم کی تعمیل کے لئے ایک فرشتہ صور کو منہ سے لگائے تیار کھڑا ہے، صور کی آواز سے سورج اور چاند لپیٹ کر ڈال دیے جائیں گے اور پہاڑ تک روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے، اس طرح تمام کائنات کا نظام درہم برہم ہوجائے گا، پھر ہم جب چاہیں گے تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کرکے ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ سفید سرخی مائل ہموار زمین پر جمع کریں گے، اپنی طبعی زندگی میں تم نے جو کچھ بھی نیکی یا بدی کی ہوگی تمہارے نامہ اعمال میں درج ہوگی جس کا وزن کرنے کے لئے ہم ترازو قائم کریں گے، بروز حشر نامہ اعمال کے علاوہ بطور شہادت زمین اور تمہارے اعضاء بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گے، ہم تمہارے نامہ ہائے اعمال کے مطابق پورا پورا انصاف کریں گے اور کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی، اس دن صرف نیکی یا برائی تمہارا سرمایہ ہوگا جو ہم حاضر کردیں گے اور اسی کے مطابق تمہارا مقام طے کیا جائے گا، تم میں سے ہر شخص سے میں بلاواسطہ بات کروں گا اور کسی کو مجال نہیں ہوسکے گی کہ وہ ہمارے درمیان کچھ بول سکے گا، روز محشر ایماندار اشخاص پر جس کو ہماری ملاقات کا یقین کامل ہوگا کھڑا ہونا ہلکا پھلکا کردیا جائے گا اور گمراہوں پر جو اس دنیا کی عارضی زندگی میں ہی الجھ کر رہ جائیں گے، ابلیس کے ساتھ چلنا پسند کریں گے اور آخرت کو محض ایک دھوکا فریب سمجھیں گے بوجھل کردیں گے، یاد رکھنا کسی غلط فہمی میں نہ پڑ جانا میرے حضور کسی کو کلام کرنے سفارش کرنے یا کھڑا ہونے کی کہ وہ اپنا کوئی حق، استحقاق جتلا سکے جرأت نہیں اس لئے کسی اور کا دامن نہ تھام لینا، شیطان کی چال میں نہ آجانا ورنہ ظالموں میں سے ہوجاوگے، صراطِ مستقیم ہم نے تمہیں دکھادی ہے، اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ جنت خلد میں جانا ہے یا ابلیس کے ہمراہ جہنم میں، اگر تم نے ہماری ہدایات کے مطابق عمل کیا ہوگا تو اس کا انعام جنت ہوگا جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تیار کی گئی ہے جس کی مٹی خوشبودار ہے جس میں ہر طرح کی نعمتیں یعنی جواہرات سے مزین کئی کئی منزلوں پر مشتمل محلات، سرسبز سایہ دار شجر جس میں طرح طرح کے انوکھے ذائقوں والے پھل جن کی ڈالیاں پھلوں سے جھکی پڑی ہوں گی، فواروں کی طرح ابلتے ہوئے چشمے ہوں گے، نفیس ونادر فرشوں پر سبز قالین بچھے ہوں گے جہاں تم مسند پر جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے تکیے لگا کر سونے چاندی کے کنگن پہن کر بیٹھو گے، پاکیزہ زندگی گزارنے کا انعام ہیرے اور موتیوں جیسی خوبصورت شرمیلی نگاہوں والی حوریں جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہے نہ جن نے اور اس کے ساتھ مزید خوبصورت ہم سن بیویاں بھی ہوں گی، خوبصورت موتیوں اور ستاروں کی چمکتے ہوئے ہزاروں غلام جو خدمت کے لئے شیشے جیسے چمکدار چاندی کے آب خورے لئے ہوئے ہوں گے عطا کی جائیں گی، ایسے مدہوش کرنے والے

[1] الاعراف ۳۵،۳۶

نظاروں میں تمہاری مسندوں کے چاروں طرف دودھ وشہد اور انواع واقسام کے ذائقوں والی میٹھے پانی کی نہریں ہوں گی، ہم تمہیں ایسی ایسی نعمتیں عطا کریں گے کہ تم ان سے عاجز ہو جاؤ گے، اس کے علاوہ ہر وہ خواہش جو تم چاہو گے پوری کی جائے گی اور تمہاری ہر تمنا دم توڑ دے گی، موت کو ایک دنبے کی شکل میں ذبح کر دیا جائے گا اور موت کا خوف نہ ہو گا پھر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا دور شروع ہو گا ہو اور سب سے بڑی بات یہ کہ میری رضا، خوشنودی حاصل ہو گی اور ان سب نعمتوں سے بڑی نعمت تم لوگ ہمارا دیدار کرو گے، جس کے آگے ہر نعمت ہیچ ہو گی۔

...فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ (١)

ترجمہ: جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا۔

اور اگر ہماری بتلائی ہوئی راہ سے اعراض کرو گے اور اپنی من مانے طریقے سے زندگی گزارنے کی کوشش کرو گے تو ابلیس جس نے تمہیں بھٹکانے کے لئے ہم سے مہلت چاہی ہے وہ تمہیں راہ راست سے دور لے جا کر پھنکے گا اور اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم جو کافروں مشرکوں سرکشوں نافرمانوں کا ٹھکانہ ہو گی داخل کئے جاؤ گے، پاؤں کے بجائے منہ کے بل چل کر میدان حشر میں آؤ گے اس جہنم میں ایسی آگ ہو گی جو ہزاروں سال دھکاتے ہوئے سیاہ و تاریک ہو چکی ہو گی جس کا ایندھن انسان جنات اور پتھر ہوں گے، گلے میں طوق ڈال کر منہ کے بل ستر سال کی بلندی سے گرا دیا جائے گا اسی آگ میں تیرتے رہو گے جس میں نہ تم جی سکو گے نہ مر سکو گے تمہارے سروں پر گرم کھولتا ہو پانی گرایا جائے گا تمہیں پینے کے لئے ایسا پانی دیا جائے گا جو بدبودار ہو گا اور پیپ اور لہو کے مشابہ اور تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا جس سے تمہارا چہرہ جل جائے گا اور سر کی کھال گر جائے گی، یہ کھولتا ہوا پانی تمہاری انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا حتی کہ پشت سے نکل جائے گا، کھانے کے لئے تھوہر ہو گا جسے نہ کھا سکو گے اور نہ اگل سکو گے یہ مہمانی تمہاری کی جائے گی کیا تم ایسی ضیافت کھانا پسند کرو گے، صرف یہی نہیں بلکہ ہر لمحہ ایک نیا عذاب ہو گا اور وہ بڑھتا ہی رہے گا، اس کے علاوہ میں نے اپنے بندوں کے جو حقوق تمہارے ذمہ ڈالے ہیں ان پر خاص توجہ رکھنا ان کو غصب نہ کرنا وہ میں معاف نہیں کروں گا ہاں اگر تم نے میری ذات وصفات میں ساجھی شرک نہ بنایا یا پھر بشری کمزوریوں سے جو گناہ، کوتاہیاں، لغزشیں کرو گے اور شرمندہ ہو کر عاجزی سے بخشش چاہو گے تو تمہارے تمام قصور چاہئے وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اپنی رحمت سے معاف کر دوں گا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ (٢)

ترجمہ: کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطا فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ایک مقام پر فرمایا

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١١٠﴾ (٣)

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے

---

(١) طہ ١٢٣

(٢) التوبة ١٠٤

(٣) النسائ ١١٠

والااور رحیم پائے گا۔

وَمَنۡ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوۡبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ [۱]

ترجمہ: جوشخص توبہ کر کے نیک عملی اختیار کرتا ہے وہ تو اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے۔

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۵۳﴾ [۲] ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،إِنَّ إِبْلِيسَ لَمَّا أُنْزِلَ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ: يَا رَبِّ أَنْزَلْتَنِي إِلَى الْأَرْضِ، وَجَعَلْتَنِي رَجِيمًا فَاجْعَلْ لِي بَيْتًا قَالَ: الْحَمَّامُ، قَالَ: فَاجْعَلْ لِي مَجْلِسًا؟ قَالَ: الْأَسْوَاقُ، وَمَجَامِعُ الطُّرُقِ، قَالَ: اجْعَلْ لِي طَعَامًا قَالَ: مَا لَا يُذْكَرُ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، قَالَ: اجْعَلْ لِي شَرَابًا قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ، قَالَ: اجْعَلْ لِي مُؤَذِّنًا؟قَالَ: الْمَزَامِيرُ، قَالَ: اجْعَلْ لِي قُرْآنًا قَالَ: الشِّعْرُ، قَالَ: اجْعَلْ لِي كِتَابًا قَالَ: الْوَشْمُ، قَالَ: اجْعَلْ لِي حَدِيثًا قَالَ: الْكَذِبُ،قال: اجعل لي رسولا ، قال: الكهانة، قَالَ: اجْعَلْ لِي مَصَايِدَ قَالَ: النِّسَاءُ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب شیطان زمین پر اترا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے میرے رب! تو نے مجھے زمین پر اتار دیا ہے اور مجھے مردود ٹھیرایا ہے میرا کوئی گھر مقرر کر، فرمایا غسل خانہ، بولا میرے بیٹھنے کی جگہ کون سی ہوگی؟ فرمایا بازار اور چوک، کہنے لگا میرا کھانا کیا ہوگا؟ فرمایا ہر وہ کھانا جسے کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے، بولا اور میرے پینے کی چیز کیا ہوگی؟ فرمایا ہر نشہ آور چیز، کہنے لگا اور میرا ڈھنڈورچی (اعلان کرنے والا) کون ہوگا؟ فرمایا ساز باجے، بولا میری تلاوت مقرر فرما؟ فرمایا (برے) شعر، شیطان نے کہا میری تحریر کیا ہوگی؟ فرمایا انسانی جسم میں گود کر اس میں سرمہ بھرنا، بولا اور میری باتیں کیا ہوں گی؟ فرمایا جھوٹ۔ اور کہا میرا پیغام رساں کون ہوگا؟ فرمایا نجومی، اور کہا میرا جال کون سا ہوگا؟ فرمایا عورتیں۔ [۳]

يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡٓ اُوۡفِ

اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا

بِعَهۡدِكُمۡ ۚ وَ اِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾ وَ اٰمِنُوۡا بِمَآ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ

کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو، اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے تمہاری کتابوں کی تصدیق میں نازل فرمائی ہے

[۱] الفرقان ۷۱

[۲] الزمر ۵۳

[۳] کنز العمال ۴۴۰۵۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۳۷، تفسیر روح البیان ۱۸۱/۵

وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

اور اس کے ساتھ تم ہی پہلے کافر نہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمتوں پر نہ فروخت کرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو،

وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ، تمہیں تو خود اس کا علم ہے، اور نمازوں کو قائم کرو

وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ

اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول

اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ

جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں ؟اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو

وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

یہ چیز شاق ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر جو جانتے ہیں کہ بیشک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے

وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ (البقرۃ۴۰تا۴۶)

اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہود کو عرب میں اس کی گزشتہ تاریخ اور علم ومذہب سے وابستگی کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل تھا اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعامات کیے تھے ان کے بارے میں فرمایا اے میرے صالح اور فرمانبردار بندے یعقوب علیہ السلام کی اولاد! میری اس نعمت کا خیال کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی،

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ: فِي قَوْلِهِ: {اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ}قَالَ: نِعْمَتُهُ أَنْ جَعَلَ مِنْهُمُ الْأَنْبِيَاءَ وَالرُّسُلَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْكُتُبَ

ابو العالیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت یہ تھی کہ اس نے ان میں سے انبیاء اور رسول بنائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔[1]

عَنْ مُجَاهِدٍ: {اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ}يَعْنِي نِعْمَتَهُ الَّتِي أَنْعَمَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِيمَا سَمَّى وَفِيمَا سِوَى ذَلِكَ، فَجَّرَ لَهُمُ الْحَجَرَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى، وَأَنْجَاهُمْ عَنْ عُبُودِيَّةِ آلِ فِرْعَوْنَ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں ”میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی۔“ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک نعمت تو یہ کی تھی جس کا یہاں ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ ان پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے لیے پتھر سے پانی نکال دیا آسمان سے من وسلویٰ نازل کیا اور آل فرعون کی غلامی سے انہیں

---

[1] تفسیر طبری ۱؍۵۵۵

نجات بخشی۔ (۱)

جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں فرمایا تھا

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی، اس نے تم میں نبی پیدا کیے، تم کو فرماں روا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ} أَيْ آلَائِي عِنْدَكُمْ وَعِنْدَ آبَائِكُمْ لِمَا كَانَ نَجَّاهُمْ بِهِ مِنْ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ

محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت "میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی۔" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جب میں نے تمہیں اور تمہارے آباء واجداد کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی تو تم پر میرا یہ ایک بڑا احسان تھا۔ (۳)

تم میرا وہ عہد پورا کرو تو میں بھی اپنا عہد پورا کروں گا اس عہد سے مراد وہ عہد ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ (۴)

ترجمہ: اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری بُرائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، مگر اس کے بعد جس نے تم میں سے کفر کی روش اختیار کی تو درحقیقت اس نے سواء السبیل گم کر دی۔

اور مجھ ہی سے تم ڈرو کہ میں تمہیں مسلسل اس ذلت وادبار میں مبتلا رکھ سکتا ہوں جس میں تم بھی مبتلا ہو اور تمہارے آباؤ اجداد بھی مبتلا رہے تھے، اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر جو کتاب نازل کی ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا اتباع کرو، میری اس آخری کتاب قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرو جس سے وہ تمہیں منع کرے اس سے اجتناب کرو اور جن باتوں کا حکم دے انہیں صدق دل سے بجالاؤ، یہ جلیل القدر قرآن پہلی منزل کتابوں تورات وانجیل، زبور اور صحف ابراہیم کی تائید اور تصدیق کرتا ہے اس لئے تمہارے اس پر ایمان لانے سے کوئی چیز مانع نہیں

(۱) تفسیر طبری ۱/۵۵۶

(۲) المائدۃ ۲۰

(۳) تفسیر طبری ۱/۵۵۵

(۴) المائدۃ ۱۲

ہے اگر اس پر ایمان نہیں لاؤ گے تو بعد میں آنے والے ان لوگوں کے کفر کا وبال تم پر پڑے گا،اور احکام الٰہی کے مقابلے میں دنیاوی مفادات کو اہمیت نہ دو اور میرے غضب سے بچو، باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش نہ کرو، اپنے جھوٹے پروپیگنڈے اور شریرانہ شبہات و اعتراضات سے حق کو دبانے اور چھپانے کی کوشش نہ کرو اور حق و باطل کو سچ اور جھوٹ کو غلط ملط کر کے دنیا کو دھوکا نہ دو، اللہ کی یاد کے لئے نماز کا نظام قائم کرو، اپنے پاکیزہ اموال سے مستحقین کو زکوۃ دو اور امت محمد ﷺ کے جو لوگ میری بارگاہ میں قیام، رکوع و سجود کر رہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ نماز پڑھو، تم دوسروں کو تو تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو مگر خود اعمال صالحہ اختیار نہیں کرتے حالانکہ تم تورات و انجیل کی تلاوت کرتے ہو. اللہ تعالیٰ نے فرمایا

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ [۱]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ , عَنْ قَتَادَةَ , فِي قَوْلِهِ تَعَالَى {أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ} قَالَ: كَانَ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِطَاعَةِ اللهِ وَبِتَقْوَاهُ بِالْبِرِّ , وَهُمْ مُخَالِفُونَ ذَلِكَ , فَعَيَّرَهُمُ اللهُ بِهِ

عبد الرزاق نے معمر کے واسطے سے قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل لوگوں کو تو اللہ کی اطاعت، تقویٰ اور نیکی اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اور خود اس کی مخالفت کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عار دلائی۔ [۲]

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: {أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ} أَهْلُ الْكِتَابِ وَالْمُنَافِقُونَ كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ، وَيَدْعُونَ الْعَمَلَ بِمَا يَأْمُرُونَ بِهِ النَّاسَ، فَعَيَّرَهُمُ اللهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ أَمَرَ بِخَيْرٍ فَلْيَكُنْ أَشَدَّ النَّاسِ فِيهِ مُسَارَعَةً

ابن جریج رحمہ اللہ نے اس آیت "کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو۔" کی تفسیر میں کہا ہے کہ اہل کتاب اور منافقین لوگوں کو تو نماز، روزے کا حکم دیتے تھے مگر خود عمل نہیں کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عار دلائی ہے لہذا جو شخص نیکی کا حکم دے اسے چاہیے کہ وہ سب سے پہلے خود اس پر عمل کرے۔ [۳]

جیسے شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

...وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ [۴]

ترجمہ: اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں، میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک

---

[۱] الصف ۳

[۲] تفسیر عبد الرزاق ۲۶۸/۱، تفسیر طبری ۸/۱

[۳] تفسیر طبری ۸/۱

[۴] ہود ۸۸

میرا بس چلے اور جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ بِهِ أَقْتَابُهُ، فَيَدُورُ بِهَا فِي النَّارِ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ مَا لَكَ؟ مَا أَصَابَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَقَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ

اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی آنتیں نکل آئیں گی اور وہ اس کے ارد گرد چکر کھاتا رہے گا جیسے گدھا چکی کے ارد گرد چکر لگاتا ہے، جہنمی جمع ہو کر اس سے کہیں گے کہ آپ تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے، یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا افسوس! میں تمہیں نیکی کا کہہ کر خود نہیں کرتا تھا میں تمہیں برائی سے روک کر خود کیا کرتا تھا۔ [1]

کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟ اپنی مشکلات و مصائب میں صبر اور نماز سے مدد لو،

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ، صَلَّى

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل آن پڑتی تو آپ فوراً نماز میں لگ جاتے۔ [2]

بیشک نماز کی پابندی ایک سخت مشکل کام ہے مگر ان فرماں بردار بندوں کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے جو سمجھتے ہیں کہ آخر کار انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ جیسے ایک مقام پر اس شخص کا قول بیان فرمایا گیا ہے جسے اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ خوشی سے پکار کر کہے گا

إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ [3]

ترجمہ: میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ: فَيَلْقَى الْعَبْدَ، فَيَقُولُ: أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي، ثُمَّ يَلْقَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک گنہگار بندے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے فلاں! بھلا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی اور تجھ کو سردار نہیں بنایا اور تجھ کو تیرا جوڑا نہیں دیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع نہیں کیا اور تجھ کو چھوڑا کہ تو اپنی قوم

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدالخلق بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۶۷، وکتاب الفتن بَابُ الفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ البَحْرِ ۷۰۹۸، صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَفْعَلُهُ ۷۴۸۳، مسند احمد ۲۱۷۸۴

[2] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۱۹، مسنداحمد ۲۳۲۹۹

[3] الحاقۃ ۲۰

کی ریاست کرے اور چوتھائی حصہ لے، تو بندہ کہے گا سچ ہے اے میرے رب! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا بھلا تجھ کو معلوم تھا کہ تو مجھ سے ملے گا؟ تو بندہ کہے گا کہ نہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا پس جس طرح تو دنیا میں مجھے بھول گیا تھا آج میں بھی جہنم میں ڈال کر تجھے بھلا دیتا ہوں۔ [1]

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۷

اے اولاد یعقوب میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی،

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ

اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا اور نہ ہی اس کی بابت کوئی سفارش قبول ہو گی

وَّ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۴۸ (البقرۃ ۴۸،۴۷)

اور نہ کوئی بدلہ اس کے عوض لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے۔

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں اس زمانے کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی تا کہ تم اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا میں پھیلاؤ۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۲ [2]

ترجمہ: اور ان کی حالت جانتے ہوئے ان کو دنیا کی دوسری قوموں پر ترجیح دی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۰ [3]

ترجمہ: یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی، اس نے تم میں نبی پیدا کیے، تم کو فرماں روا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔

نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد عذابوں سے ڈرایا کہ اس بڑے اور سخت دن سے ڈرو جب نفسا نفسی کا عالم ہو گا اور باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گا اگرچہ یہ انبیائے کرام اور صالحین کے نفوس کریمہ ہی کیوں نہ ہوں، جیسے فرمایا

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝۳۷ [4]

ترجمہ: اِن میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اُسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن المومن وجنة للكافر ۷۴۳۸، صحیح ابن حبان ۴۶۴۲، شرح السنة للبغوی ۳۴۲۸

[2] الدخان ۳۲

[3] المائدة ۲۰

[4] عبس ۳۷

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی... ﴿۱۶۴﴾ [1]

ترجمہ: کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۔ ﴿۳۳﴾ [2]

ترجمہ: لوگو! بچو اپنے رب کے غضب سے اور ڈرو اس دن سے جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا۔

نہ ان کی کوئی سفارش کرے گا اور نہ اس کی سفارش قبول ہوگی، جیسے جہنمیوں کے بارے میں فرمایا

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ [3]

ترجمہ: اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی جگری دوست۔

ہاں شفاعت اس شخص کی قبول ہوگی جس کو اللہ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا اور جس کی بابت شفاعت کی اجازت دی جائے گی اس کو بھی پسند کرتا ہوگا، اور اگر مجرم زمین بھر کا سونا فدیہ میں دے کر عذابوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیں گے تو قبول نہیں کیا جائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ... ﴿۴۷﴾ [4]

ترجمہ: اگر ان ظالموں کے پاس زمین کی ساری دولت بھی ہو اور اتنی ہی اور بھی، تو یہ روزِ قیامت کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے سب کچھ فدیے میں دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

مگر فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ دردناک عذابوں میں مبتلا رہیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ [5]

ترجمہ: خوب جان لو کہ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے اگر ان کے قبضہ میں ساری زمین کی دولت ہو اور اتنی ہی اور اس کے ساتھ، اور وہ چاہیں کہ اسے فدیہ میں دے کر روز قیامت کے عذاب سے بچ جائیں، تب بھی وہ ان سے قبول نہ کی جائے گی اور انہیں دردناک سزا مل کر رہے گی۔

...وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا...ۭ ﴿۷۰﴾ [6]

---

[1] الانعام ۱۶۴

[2] لقمان ۳۳

[3] الشعراء ۱۰۱،۱۰۰

[4] الزمر ۴۷

[5] المائدۃ ۳۶

[6] الانعام ۷۰

ترجمہ: اور اگر وہ ہر ممکن چیز فدیہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۗ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: لہٰذا آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کھلا کھلا کفر کیا تھا، تمہارا اٹھکانا جہنم ہے، وہی تمہاری خبر گیری کرنے والی ہے اور یہ بدترین انجام ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے (راہِ خیر میں) خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوست نوازی ہو سکے گی۔

اور نہ مجرموں کو کہیں سے کسی طرح سے مدد مل سکے گی۔ جیسے فرمایا

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ [3]

ترجمہ: اس وقت انسان کے پاس نہ خود اپنا کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا۔

پس یہ چیز بندے پر واجب کرتی ہے کہ وہ مخلوق سے تعلق اور امید کو منقطع کر دے کیونکہ مخلوق اسے ذرہ بھر نفع پہنچانے پر قادر نہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو جوڑے جو نفع پہنچانے والا اور تکالیف کو دور کرنے والا ہے، پس صرف اسی کی عبادت کرے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی عبادت پر اسی سے مدد طلب کرے۔

وَ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں بدترین عذاب دیتے تھے جو تمہارے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے

وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذْ فَرَقْنَا

اور تمہاری لڑکیوں کو چھوڑ دیتے تھے، اس نجات دینے میں تمہارے رب کی بڑی مہربانی تھی، اور جب ہم نے تمہارے

بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ (البقرۃ ۴۹،۵۰)

لیے دریا چیر (پھاڑ) دیا اور تمہیں اس سے پار کر دیا اور فرعونیوں کو تمہاری نظروں کے سامنے اس میں ڈبو دیا۔

---

[1] الحدید ۱۵

[2] ابراہیم ۳۱

[3] الطارق ۱۰

احسانات کی یاد دہانی:

یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو سرکش فرعون اور اس کے ظالم سرداروں کی غلامی سے موسی علیہ السلام کے رفاقت میں ان کے ہاتھوں سے نجات بخشی جو تمہیں ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کر رکھتے تھے، وہ تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے تا کہ تم قوت حاصل نہ کرسکو اور اس حالت میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی، جیسے ایک مقام پر فرمایا

...يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝٦ [1]

ترجمہ: تمہارے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ بچا رکھتے تھے اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔

اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاتی ہے

وَذَلِكَ أَنَّ فِرْعَوْنَ -لَعَنَهُ اللهُ-كَانَ قَدْ رَأَى رُؤْيَا هَالَتْهُ، رَأَى نَارًا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَدَخَلَتْ دُورَ الْقِبْطِ بِبِلَادِ مِصْرَ، إِلَّا بُيُوتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، مَضْمُونُهَا أَنَّ زَوَالَ مُلْكِهِ يَكُونُ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ،وَيُقَالُ: بَلْ تَحَدَّثَ سُمَّارُهُ عِنْدَهُ بِأَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَتَوَقَّعُونَ خُرُوجَ رَجُلٍ مِنْهُمْ، يَكُونُ لَهُمْ بِهِ دَوْلَةٌ وَرِفْعَةٌ، فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ فِرْعَوْنُ -لَعَنَهُ اللهُ-بِقَتْلِ كُلِّ [ذِي] ذكر يُولَدُ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَأَنْ تُتْرَكَ الْبَنَاتُ، وَأَمَرَ بِاسْتِعْمَالِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي مَشَاقِّ الْأَعْمَالِ وَأَرَاذِلِهَا

فرعون لَعَنَهُ اللهُ نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ ڈر گیا کہ بیت المقدس سے ایک آگ نکل کر مصر پہنچی اور قبطیوں کے گھروں میں تو داخل ہوگئی مگر بنی اسرائیل کے گھروں میں داخل نہ ہوئی، جس کی تعبیر تھی کہ اس کی حکومت کا زوال بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ہاتھوں ہوگا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قصہ گو لوگوں نے اسے بتایا کہ بنی اسرائیل اپنے ہاں ایک ایسے شخص کے پیدا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں جس کی وجہ سے انہیں حکومت اور عظمت و شوکت حاصل ہو گی، اس موقع پر فرعون نے یہ حکم دیا کہ آج کے بعد بنی اسرائیل میں جو لڑکا بھی پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیا جائے، اور یہ بھی حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مشقت والے اور رزیل کاموں میں استعمال کیا جائے۔ [2]

یاد کرو وہ وقت جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لیے خشک راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیرت گزر وا دیا پھر جب تم کنارے پر پہنچ گئے تو تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعون اور اس کے سرداروں کو غرقاب کیا۔ تا کہ اس سے تمہارے سینوں کو زیادہ تسکین حاصل ہو اور تمہارے دشمن کے لیے یہ صورت حال زیادہ توہین آمیز ہو، اس واقعہ کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ ۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ ۝٦٣ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ

[1] ابراہیم ۶

[2] تفسیر ابن کثیر ۲۵۸/۱

الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ مار اپنا عصا سمندر پر، یکا یک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا، اسی جگہ ہم دوسرے گروہ کو بھی قریب لے آئے، موسیٰ اور ان سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے، ہم نے بچا لیا اور دوسروں کو غرق کر دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى، قَالَ: فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو (دوسرے سال) دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک مبارک دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون کے ظلم سے) نجات دلائی تھی، اور اسے غرق کر دیا تھا اس لئے شکریہ میں موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ [2]

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٥١﴾

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور ظالم بن گئے

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

لیکن ہم نے باوجود اس کے پھر بھی تمہیں معاف کر دیا تا کہ تم شکر کرو، اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو

وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿٥٣﴾ (البقرۃ ۵۱ تا ۵۳)

تمہاری ہدایت کے لیے کتاب اور معجزے عطا فرمائے۔

یاد کرو جب فرعونیوں سے نجات پانے کے بعد ہم نے موسیٰ کو چالیس شبانہ روز کے لئے کوہ طور پر بلایا، جیسے فرمایا

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً... ﴿١٤٢﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے موسیٰ کو تیس شب و روز کے لیے (کوہِ سیناپر) طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اس طرح اس کے رب کی

[1] الشعراء ۶۳تا۶۶

[2] صحیح بخاری کتاب الصیام بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۰۰۴، صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۶۵۶، سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۱۷۳۴، مسند احمد ۲۶۴۴، ۳۱۱۲

[3] الاعراف ۱۴۲

مقرر کردہ مدّت پورے چالیس دن ہو گئی۔

بحیرہ قلزم کو عبور کرنے کے بعد جب بنی اسرائیل جزیرہ نمائے سینا پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے قوانین شریعت اور عملی زندگی کی ہدایات عطا کرنے کے لئے چالیس شب و روز کے لئے کوہ طور پر طلب کیا جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ (۱)

ترجمہ: پچھلی نسلوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی، لوگوں کے لیے بصیرتوں کا سامان بنا کر، ہدایت اور رحمت بنا کر تا کہ شاید لوگ سبق حاصل کریں۔

تو ہارون علیہ السلام کی موجودگی کے باوجود تم سامری کے پیچھے لگ کر بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے، اس وقت تم نے ظلم عظیم کیا تھا مگر اس پر بھی ہم نے تمہارے کفر کو بخش دیا کہ شاید اب تم اپنے رب کے شکر گزار بندے بنو، یاد کرو کہ ٹھیک اس وقت جب تم یہ ظلم کر رہے تھے ہم نے موسیٰ کو تورات عطا کی جو حق و باطل اور ہدایت و ضلالت میں فرق کو نمایاں کرنے والی تھی تا کہ تم اس کے ذریعے سے راہ راست اختیار کر سکو۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم

بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

کیا ہے اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنے آپ کو آپس میں قتل کرو، تمہاری بہتری اللہ تعالیٰ کے

عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط فَتَابَ عَلَيْكُمْ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾

نزدیک اسی میں ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے،

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً

اور (تم اسے بھی یاد کرو) تم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ جب تک ہم اپنے رب کو سامنے دیکھ نہ لیں گے

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ

ہرگز ایمان نہ لائیں گے (جس گستاخی پر سزا میں) تم پر تمہارے دیکھتے ہوئے بجلی گری لیکن پھر اس لیے

بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (البقرۃ ۵۴تا۵۶)

کہ تم شکر گزاری کرو، اس موت کے بعد بھی ہم نے تمہیں زندہ کر دیا۔

(۱) القصص ۴۳

یاد کرو جب موسیٰ (یہ عظیم نعمت لیے ہوئے واپس پلٹا تو اس) نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر سخت ظلم کیا ہے لہذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ و استغفار کرو اور شرک کا ارتکاب کرنے والوں کو قتل کر دو اسی میں تمہارے خالق کے نزدیک تمہاری بہتری ہے،

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ: {وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ} [۱] فَقَالَ ذَلِكَ حِينَ وَقَعَ فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ شَأْنِ عِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ مَا وَقَعَ، وَحِينَ قَالَ اللَّهُ: {وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا} [۲] قَالَ: فَذَلِكَ حِينَ قَالَ مُوسَى: {يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ} [۳]

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان " جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے یہ ان سے اس وقت فرمایا تھا جب ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ بچھڑے کی عبادت کر کے وہ سنگین جرم کے مرتکب ہوئے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے "پھر جب ان کی فریب خوردگی کا طلسم ٹوٹ گیا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ درحقیقت وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور ہم سے درگزر نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔" تو اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا "اے قوم کے لوگو! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے۔" [۴]

چنانچہ شرک سے محفوظ رہنے والوں نے مشرکوں کو قتل کر دیا،

وَقَامَ الَّذِينَ لَمْ يَعْكُفُوا عَلَى الْعِجْلِ، فَأَخَذُوا الْخَنَاجِرَ بِأَيْدِيهِمْ، وَأَصَابَتْهُمْ ظُلَّةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ يَقْتُلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَانْجَلَتِ الظلَّة عَنْهُمْ، وَقَدْ أَجْلَوْا عَنْ سَبْعِينَ أَلْفَ قَتِيل

مروی ہے جن جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی انہیں بٹھادیا گیا اور دوسرے لوگ کھڑے ہو گئے اور شرک کرنے والوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، قدرتی طور پر اندھیرا چھایا ہوا تھا جب ختم ہوا تو قتل کرنے والوں کو قتل کرنے سے روک دیا گیا، جب مقتولوں کو شمار کیا گیا تو ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے ہیں۔ [۵]

پھر اس وقت تمہارے خالق نے تمہاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام وعدے کے مطابق قوم کے ستر برگزیدہ آدمیوں کو ساتھ لے کر کوہ طور پر تورات لینے کے لئے گئے، تورات لینے کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام واپس آنے لگے تو تم نے موسیٰ سے نیا مطالبہ کر دیا کہ جب تک کہ ہم خود اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو تم سے کلام کرتے نہ دیکھ لیں ہم تیری بات کا ہرگز یقین نہ کریں گے، اس گستاخانہ سوال پر تمہارے دیکھتے دیکھتے بطور عذاب آسمان سے بجلی تم پر آ گری اور تم سب موت کی آغوش میں

[۱] البقرة: ۵۴

[۲] الاعراف: ۱۴۹

[۳] البقرة: ۵۴

[۴] تفسیرابن ابی حاتم ۱۰۹/۱

[۵] تفسیرابن کثیر ۲۶۲/۱

چلے گئے، موسیٰ علیہ السلام سخت پریشان ہوئے کہ واپس جاکر قوم کو کیا جواب دیں گے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی زندگی کے لئے گریہ وزاری کرنے لگے۔

فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۖ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۖ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۖ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۖ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [1]

ترجمہ: جب ان لوگوں کو ایک سخت زلزلے نے آپکڑا تو موسیٰ نے عرض کیا اے میرے پروردگار! آپ چاہتے تو پہلے ہی ان کو اور مجھے ہلاک کرسکتے تھے، کیا آپ اس قصور میں جو ہم میں سے چند نادانوں نے کیا تھا ہم سب کو ہلاک کردیں گے؟ یہ تو آپ کی ڈالی ہوئی ایک آزمائش تھی جس کے ذریعے آپ جسے چاہتے ہیں گمراہی میں مبتلا کردیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ہدایت بخش دیتے ہیں، ہمارے سرپرست تو آپ ہی ہیں پس ہمیں معاف کردیجیے اور ہم پر رحم فرمائیے آپ سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والے ہیں، اور ہمارے لیے اس دنیا کی بھلائی بھی لکھ دیجیے اور آخرت کی بھی، ہم نے آپ کی طرف رجوع کرلیا، جواب میں ارشاد ہوا سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اُسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور تم کو دوبارہ زندگی بخش دی شاید کہ اس احسان کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ

اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من وسلوا اتارا (اور کہہ دیا) کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ

وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا البتہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، اور ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی میں جاؤ

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ

اور جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو اور دروازے میں سجدے کرتے ہوئے گزرو اور زبان سے حِطَّةٌ حِطَّةٌ

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ

کہو، ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے، پھر ان ظالموں نے اس بات کو جو ان

لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ (البقرۃ ۵۷تا۵۹)

سے کہی گئی تھی بدل ڈالی، ہم نے بھی ان ظالموں پر ان کے فسق اور نافرمانی کی وجہ سے آسمانی عذاب نازل کیا۔

[1] الاعراف ۱۵۶،۱۵۵

جب سفر کرتے ہوئے بنی اسرائیل صحرائے سینا (جسے آجکل جبل موسیٰ کہتے ہیں) میں اترے تو وہاں ان کو صحرا کی چلچلاتی دھوپ سے بچاؤ ،خوراک اور پانی کا مسئلہ پیدا ہوا، ان شدید حالات میں جہاں دھوپ سے بچاؤ کے لئے کوئی جائے پناہ تمہیں میسر نہ تھی ہم نے تم پر سایہ کرنے کے لئے آسمان کو ابر آلود رکھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثُمَّ ظَلَّلَ عَلَيْهِمْ فِي التِّيهِ بِالْغَمَامِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر تیہ میں بادلوں کا سایہ کر دیا۔ (۱)

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ} قَالَ: كَانَ هَذَا فِي الْبَرِيَّةِ، ظُلَلُ الْغَمَامِ مِنَ الشَّمْسِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت ''ہم نے تم پر اکابر کا سایہ کیا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جنگل میں بادل کا سایہ کر دیا تا کہ دھوپ سے بچ سکیں۔ (۲)

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ آخَرُونَ: هُوَ غَمَامٌ أَبْرَدُ مِنْ هَذَا وَأَطْيَبُ

ابن جریج بعض دیگر مفسرین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ ایک بہت ہی ٹھنڈا اور پاکیزہ بادل تھا۔ (۳)

اس صحرا میں جہاں کو کوئی خوراک میسر نہیں تھی تمہاری خوراک کے لئے چالیس برس تک من وسلویٰ فراہم کیا جو بغیر کسی دقت کے تم تک پہنچ جاتا تھا، من دھنیے کے بیج جیسی ایک چیز تھی جو اوس کی طرح گرتی اور زمین پر جم جاتی تھی،

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْمَنُّ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ عَلَى الْأَشْجَارِ فَيَغْدُونَ إِلَيْهِ فَيَأْكُلُونَ مِنْهُ مَا شَاءُوا

علی بن ابو طلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے لیے مَنّ درختوں پر رات کے وقت نازل ہوتا تھا، وہ صبح کے وقت جاتے اور جس قدر چاہتے کھا لیتے تھے۔ (۴)

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِ اللهِ {وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ} قَالَ: كَانَ الْمَنُّ يَسْقُطُ عَلَيْهِمْ فِي مَحِلَّتِهِمْ، سُقُوطُ الثَّلْجِ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، يَسْقُطُ عَلَيْهِمْ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ، إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ، يَأْخُذُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ قَدْرَ مَا يَكْفِيهِ يَوْمَهُ ذَلِكَ، فَإِذَا تَعَدَّى ذَلِكَ فَسَدَ وَلَمْ يَبْقَ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ سَادِسِهِ لِيَوْمِ جُمُعَتِهِ أَخَذَ مَا يَكْفِيهِ لِيَوْمِ سَادِسِهِ وَيَوْمِ سَابِعِهِ؛ لِأَنَّهُ كَانَ يَوْمَ عِيدٍ لَا يَشْخَصُ فِيهِ لِأَمْرِ مَعِيشَتِهِ، وَلَا لِشَيْءٍ يَطْلُبُهُ، وَهَذَا كُلُّهُ فِي الْبَرِيَّةِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت ''اور تمہارے لیے من وسلویٰ کی غذا فراہم کی۔'' کی بارے میں فرماتے ہیں کہ مَنّ ان کے گھروں ہی میں اس طرح نازل ہوتا تھا جس طرح برف باری ہوتی ہے، یہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک نازل ہوتا تھا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۱۳

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۱۳

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۱۳

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۱۴

اور ان میں سے ہر شخص دن بھر کی اپنی ضرورت کے مطابق لے لیتا تھا اگر کوئی اس سے زیادہ لے لیتا تو یہ خراب ہو جاتا اور کھانے کے قابل نہ رہتا تھا، ہاں البتہ چھٹے دن یعنی جمعے کے دن وہ اس قدر لے سکتے تھے جو چھٹے اور ساتویں یعنی جمعے اور ہفتے کے دونوں دنوں کے لیے کافی ہوتا کیونکہ ہفتے کا دن ان کی عید کا دن تھا اور اس دن سب کاموں کی چھٹی ہوتی تھی، یہ سارے انعامات جنگل ہی میں پیش آتے تھے۔ (۱)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الكَمْأَةُ مِنَ المَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی، من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَالعَجْوَةُ مِنَ الجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی، من، میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے درد کی دوا ہے، اور عجوہ جو مدینہ کی کھجوروں کی ایک قسم ہے وہ جنتی چیز ہے اور اس میں زہر کا تریاق ہے۔ (۳)

اور سلویٰ ایک چھوٹا سا پرندہ تھا جسے سمانی (ایک قسم کی بٹیر) کہا جاتا ہے اس کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:السَّلْوَى طَائِرٌ شَبِيهٌ بِالسُّمَانَى، كَانُوا يَأْكُلُونَ مِنْهُ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سلویٰ بٹیر کے مشابہ ایک پرندہ تھا جسے وہ کھاتے تھے۔ (۴)

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {وَالسَّلْوَى} قَالَ: كَانَ السَّلْوَى مِنْ طَيْرٍ إِلَى الْحُمْرَةِ يَحْشُرُهَا عَلَيْهِمُ الرِّيحُ الْجَنُوبُ، فَكَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَذْبَحُ مِنْهَا قَدْرَ مَا يَكْفِيهِ يَوْمَهُ ذَلِكَ، فَإِذَا تَعَدَّى فَسَدَ وَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ سَادِسِهِ لِيَوْمِ جُمُعَتِهِ أَخَذَ مَا يَكْفِيهِ لِيَوْمِ سَادِسِهِ وَيَوْمِ سَابِعِهِ؛ لِأَنَّهُ كَانَ يَوْمَ عِبَادَةٍ لَا يَشْخَصُ فِيهِ لِشَيْءٍ وَلَا يَطْلُبُهُ

قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے سلویٰ، چنڈول (چڑیا) کی طرح کا ایک سرخی مائل رنگ کا پرندہ تھا، جنوب کی طرف سے ہوا چلتی تو وہ ڈھیر لگا دیتی، آدمی اپنی دن بھر کی ضرورت کے مطابق ذبح کر لیتا تھا اور اگر وہ ضرورت سے زیادہ جمع کرتا تو خراب ہو جاتا تھا اور کھانے کے قابل نہیں رہتا تھا، ہاں البتہ چھٹے دن یعنی جمعے کے دن وہ اس قدر ذبح کر سکتے تھے جو چھٹے اور ساتویں یعنی جمعے اور ہفتے کے دونوں دنوں کے لیے کافی

---

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۱۱۴؍۱،تفسیرعبدالرزاق۲۷۱؍۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الطب بَابٌ المَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ ۵۷۰۸،وکتاب تفسیر بَابٌ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ المَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۴۴۷۸،وبَابُ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ، قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ ۴۶۳۹،صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ فَضْلِ الْكَمْأَةِ، وَمُدَاوَاةِ الْعَيْنِ بِهَا۵۳۴۲،مصنف ابن ابی شیبة۲۳۶۹۳،مسنداحمد۱۶۲۵،السنن الکبری للبیہقی ۱۹۵۶۸

(۳) جامع ترمذی کتاب الطب بَابُ مَا جَاءَ فِي الكَمْأَةِ وَالعَجْوَةِ۲۰۶۸،سنن ابن ماجه کتاب الطب بَابُ الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ۳۴۵۵، مسنداحمد ۸۰۰۲، مسند البزار ۷۹۴۹، السنن الکبری للنسائی۶۶۳۶

(۴) تفسیرابن ابی حاتم۱۱۵؍۱

ہوں کیونکہ ہفتے کا دن عبادت کا دن تھا اور اس دن عبادت کے سوا دیگر تمام کاموں کی چھٹی ہوتی تھی۔ (۱)

پس یہ من اور سلویٰ اس مقدار میں ان پر اترتے کہ ان کی خوراک کے لئے کافی ہوتے اور تم سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں کھاؤ اور حرام اور ناجائز چیزوں کی طرف تجاوز مت کرو مگر تمہارے اسلاف نے جو کچھ کیا وہ ہم پر ظلم نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ اپنے ہی اوپر ظلم کیا، مگر یہود ان کمال مہربانیوں کے باوجود اللہ کا شکر کرنے کے بجائے خوش نہیں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ بستی جو تمہارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ، یہ بستی تمہارے لئے باعث عزت اور مسکن ہوگی، اور اس کی پیداوار جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ، مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حِطَّةٌ حِطَّةٌ (اس لفظ کے دو معنیٰ ہیں ایک یہ کہ اللہ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہوئے جانا، دوسرے یہ کہ لوٹ مار اور قتل عام کے بجائے بستی کے باشندوں میں درگزر اور عام معافی کا اعلان کرتے جانا) یعنی بارگاہ الٰہی میں عجز و انکساری کا اظہار کرتے، اپنے پرانے گناہوں سے مغفرت چاہتے، اعتراف شکر کرتے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے داخل ہونا، تمہارے مغفرت کے سوال پر ہم تمہاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیکوکاروں کو دنیا و آخرت میں مزید فضل و کرم سے نوازیں گے، مگر یہاں بھی بنی اسرائیل نفس کے بندے نکلے، ان کے اخلاق و کردار اپنے زوال پذیر ہو چکے تھے، ان کی سرتابی اور سرکشی اتنی بڑھ چکی تھی کہ اتنے احسانات اور رحم و کرم کرنے پر بھی انہوں نے احکام الٰہی سے تمسخر و استہزا کا مظاہرہ کرتے ہوئے حِطَّةٌ حِطَّةٌ کا جو لفظ انہیں بولنے کو کہا گیا تھا اسے بدل کر حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ (دانہ بالی کے اندر ہونا چاہیے) کہنے لگے اور سجدہ کرتے ہوئے اندر داخل ہونے کے بجائے فرعونیوں کی طرح شور شرابہ، نعرے بازی، گانے بجانے الغرض ہر طرح کی نامعقولات حرکتیں کرتے ہوئے

فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ

سرینوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے۔ (۲)

قَالَ عِكْرِمَةُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:فَدَخَلُوا عَلَى شِقٍّ

عکرمہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس حکم پر عمل کے بجائے وہ کروٹ کے بل داخل ہوئے۔ (۳)

عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَزْدِيِّ، عَنْ أَبِي الْكَنُودِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قِيلَ لَهُمْ:ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ، فَدَخَلُوا مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ

سدی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں حکم تو یہ تھا کہ وہ اپنے سروں کو عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے جھکائے دروازے سے داخل ہوں مگر وہ اس کے برعکس سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے داخل ہوئے۔ (۴)

---

(۱) تفسیرابن ابی حاتم ۱۱۵/۱

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ بقرہ بَابُ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ القَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا البَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ المُحْسِنِينَ ۴۴۷۹

(۳) تفسیرابن ابی حاتم ۱۱۸/۱

(۴) تفسیرابن ابی حاتم ۱۱۸/۱

بنی اسرائیل متواتر گناہ گار اور نافرمان تو تھے ہی لیکن رب نے انہیں پھر بھی نعمتوں اور فضل سے نوازتا رہا، انہیں راہ راست پر لانے کے لئے کبھی ان پر سختی کرتا اور کبھی نرمی، یوں حالات میں اتار چڑھاؤ آتا رہا اور رب کریم ان کو شکر ادا کرنے کا موقعہ فراہم کرتا رہا لیکن اب انہوں نے نافرمانیوں کی انتہا کرتے ہوئے رب کے غضب کو دعوت دی، چنانچہ ان کی نافرمانیوں کی سزا میں رب نے طاعون کی شکل میں ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا،

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ أَوِ السَّقَمَ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ، ثُمَّ بَقِيَ بَعْدُ بِالْأَرْضِ، فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَقَعَ بِأَرْضٍ وَهُوَ بِهَا فَلَا يُخْرِجَنَّهُ الْفِرَارُ مِنْهُ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ طاعون اسی رجز اور عذاب کا حصہ ہے جو تم سے پہلے بعض لوگوں پر نازل ہوا، تمہاری موجودگی میں یہ کسی جگہ پھیل جائے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کسی اور علاقے کی بابت تمہیں معلوم ہو کہ وہاں طاعون ہے تو ڈر کر وہاں سے مت بھاگو۔ (۱)

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا اپنی لاٹھی پتھر پر مارو، جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے

عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

اور ہر گروہ نے اپنا چشمہ پہچان لیا، (اور ہم نے کہہ دیا کہ) اللہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں

مُفْسِدِيْنَ ۝۶۰ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ

فساد نہ کرتے پھرو، اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم سے ایک ہی قسم کے کھانے پر ہر گز صبر نہ ہو سکے گا اس لیے اپنے رب سے

يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ

دعا کیجئے کہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ، ککڑی، گیہوں مسور اور پیاز دے، آپ نے فرمایا

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ

بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیوں طلب کرتے ہو! اچھا شہر میں جاؤ وہاں تمہاری چاہت کی یہ سب چیزیں ملیں گی،

وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

ان پر ذلت اور مسکینی ڈال دی گئی اور اللہ کا غضب لے کر وہ لوٹے

(۱) صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطَّاعُونِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكَهَانَةِ وَنَحْوِهَا ۵۷۷۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۷۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۴۲۲۱

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

یہ اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے نبیوں کو ناحق تنگ کرتے تھے،

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ (البقرہ ۶۱،۶۰)

ان کی نافرمانیاں اور زیادتیوں کا نتیجہ ہے۔

یاد کرو اس صحرا میں جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس چٹان پر عصا مارتے ہی معجزانہ طور پر اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے اپنے لئے ایک ایک چشمہ بانٹ لیا، اس وقت یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ اللہ کا دیا من وسلویٰ کھاؤ اور ان چشموں کا پانی پیتے رہو، بے محنت کی روزی کھا پی کر ہماری عبادت میں لگے رہو اور نافرمانی کر کے زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو ورنہ یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں گی، یاد کرو جب تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اکتا کر اور ان کو حقیر جانتے ہوئے کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے، اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، کھیرا، ککڑی، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ پیدا کرے،

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: فَبَطَرُوا ذَلِكَ وَلَمْ يَصْبِرُوا عَلَيْهِ، وَذَكَرُوا عَيْشَهُمُ الَّذِي كَانُوا يَعِيشُونَ فِيهِ، وَكَانُوا قَوْمًا أَهْلَ أَعْدَاسٍ وَبَصَلٍ وَبُقُولٍ وَفُومٍ، فَذَكَرُوا عَيْشَهُمْ مِنْ ذَلِكَ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے سرکشی اختیار کی من اور سلویٰ پر صبر نہ کر سکے اور اپنی پہلی زندگی کو یاد کرنے لگے جب وہ مسور، پیاز، ترکاریاں اور گندم استعمال کرتے تھے (۱)

توموسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم من وسلویٰ جیسی عمدہ اور خوش ذائقہ چیزوں کو چھوڑ کر جو تمہیں بغیر مشقت مل رہی ہیں ایک ادنیٰ، کمتر درجے کی چیزوں کی طلب کر رہے ہو، اچھا کسی شہری آبادی میں جا رہو جو کچھ تم مانگتے ہو وہاں تمہیں مل جائے گا، آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت وخواری اور پستی و بدحالی مسلط کر دی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے،

سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ﴾ قَالَ: أَذَلَّهُمُ اللهُ فَلَا مَنَعَةَ لَهُمْ، وَجَعَلَهُمُ اللهُ أَقْدَامَ الْمُسْلِمِينَ

حسن بصری رحمہ اللہ سے " ذلت وخواری ان پر مسلط ہوگئی۔ " کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل ورسوا کیا ہے لہذا ان کے لیے کوئی عزت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلمانوں کے پاؤں تلے ذلیل ورسوا کر دیا ہے، مسلمانوں نے ان سے جزیہ بھی وصول کیا۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت وخواری اور پستی و بدحالی اس لئے مسلط کی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی منزل آیات کو جو حق پر دلالت کرتی تھیں مگر ان کے خیالات یا خواہشات کے خلاف ہوتی تھیں تسلیم کرنے سے صاف انکار دیتے اور پوری ڈھٹائی اور سرکشی کے ساتھ اس کی خلاف ورزی کرتے تھے اور اللہ کے کلام کو جانتے بوجھتے اپنی خواہشات کے مطابق بدل ڈالتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے تھے،

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۳؍۱

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۵؍۱

عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ:كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْيَوْمِ تَقْتُلُ ثَلَاثَمِائَةِ نَبِيٍّ، ثُمَّ يُقِيمُونَ سُوقَ بَقْلِهِمْ فِي آخِرِ النَّهَارِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک ایک بنی اسرائیل ان میں سے تین تین سو نبیوں کو قتل کر ڈالتے تھے، پھر بازاروں میں جاکر اپنے لین دین میں مشغول ہو جاتے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّاوَإِمَامُ ضَلَالَةٍ وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہو گا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہو یا اس نے کسی نبی کو مار ڈالا ہو اور گمراہی کا وہ امام جو تصویریں بنانے والا یعنی مصور ہو گا۔ (۲)

اور وہ مغضوب اور ذلیل و رسوا اس لئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کی نافرمانی کرتے تھے اور اللہ نے شرع میں جو حدود مقرر کی ہیں ان سے نکل نکل جاتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

مسلمان ہوں، یہودی ہوں، نصاری ہوں یا صابی ہوں جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (البقرة ۶۲)

اور نہ اداسی۔

یہودی اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔۔۔ (۳)

ترجمہ: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

اس لئے یہودیوں کے اعمال و عقائد چاہے کیسے ہی ہوں بہر حال نجات صرف وہی ہی پانے والا ہے اور باقی تمام انسان جو یہودی نہیں ہیں وہ صرف جہنم کا ایندھن بننے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے مسلمان ہوں ہوں یا موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے یہودی ہوں یا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے والے عیسائی ہوں یا صابی ہوں، صائبین کے بارے میں صحیح ترین رائے یہ ہے کہ یہ نصاریٰ ہی کا ایک فرقہ ہے،

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۶۲۱۷، تفسیر ابن کثیر ۱۰۴/۲

(۲) مسند احمد ۳۸۶۸

(۳) المائدة ۱۸

عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ:الصَّابِئُونَ لَيْسُوا بِيَهُودَ وَلَا نَصَارَى وَلَا دِينَ لَهُمْ

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے لیث بن ابوسلیم کے حوالے سے مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ صابی ایک ایسی قوم تھی جو مجوسیوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے بین بین تھی اور اس کا کوئی خاص دین نہ تھا۔ (۱)

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ:بَلَغَنِي أَنَّ الصَّابِئِينَ يَعْبُدُونَ الْمَلَائِكَةَ وَيَقْرَءُونَ الزَّبُورَ

ابوجعفر زاری رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ صابئیں فرشتوں کی عبادت کرتے اور زبور پڑھتے تھے۔ (۲)

اپنے اپنے وقت میں جو اللہ وحدہ لاشریک پر اور روز آخر پر ایمان لائے گا، اپنے رسولوں کی تصدیق کرے گا اور رسول کی اتباع میں اعمال صالحہ اختیار کرے گا اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ جیسے فرمایا

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ (۳)

ترجمہ: سنو! جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

اور فرشتے روح قبض کرتے وقت مومنین کو یہی بشارت دیتے ہیں۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا۟ وَلَا تَحْزَنُوا۟ وَأَبْشِرُوا۟ بِٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ (۴)

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

فَكَانَ إِيمَانُ الْيَهُودِ أَنَّهُ مَنْ تَمَسَّكَ بِالتَّوْرَاةِ وَسُنَّةِ مُوسَى حَتَّى جَاءَ عِيسَى، فَلَمَّا جَاءَ عِيسَى كَانَ مَنْ تَمَسَّكَ بِالإِنْجِيلِ مِنْهُمْ وَشَرَائِعِ عِيسَى كَانَ مُؤْمِنًا مَقْبُولا مِنْهُ، حَتَّى جَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ وَيَدَعْ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ سُنَّةِ عِيسَى وَالإِنْجِيلِ كَانَ هَالِكًا

لیکن یہ واضح رہے کہ یہودیوں میں ایمان دار وہ ہے جو تورات کو مانتا ہو اور سنت موسیٰ علیہ السلام کا عامل ہو لیکن جب عیسیٰ علیہ السلام آجائیں تو ان کی نبوت کو برحق سمجھے اور ان کی پیروی کرے، اگر وہ پھر بھی تورات اور سنت موسیٰ علیہ السلام پر جما رہے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دے گا اور ان کی پیروی نہیں کرے گا تو پھر وہ بے دین ہو جائے گا، اسی طرح نصاریٰ میں ایماندار وہ ہے جو انجیل کو کلام اللہ مانے، شریعت عیسوی پر عمل کرے، اور اگر اپنے زمانے میں پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو پالے تو آپ کی تابعداری اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرے، اگر اب بھی وہ انجیل کو اور اتباع عیسوی کو نہ چھوڑے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم نہ کرے گا تو ہلاک ہو گا۔ (۵)

---

(۱) تفسیر طبری ۱۴۶/۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۸/۱

(۳) یونس ۶۲

(۴) حم السجدة ۳۰

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۷/۱

جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ... ﴿۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف الاسلام ہے۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ... ﴿۸۵﴾ [۲]

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری اس امت میں جو شخص بھی میری بابت سن لے، وہ یہودی ہو یا عیسائی، پھر وہ ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) تو وہ جہنم میں جائے گا۔ [۳]

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور پہاڑ لا کھڑا کر دیا (اور کہا) جو ہم نے تمہیں دیا اسے مضبوطی سے تھام لو

وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ

اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم بچ سکو لیکن تم اس کے بعد بھی پھر گئے، پھر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی

عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ

رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان والے ہو جاتے، اور یقیناً تمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ ﴿۶۵﴾ ۚ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا خَلْفَهَا

حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ، اسے ہم نے اگلوں پچھلوں کے لیے عبرت کا سبب بنا دیا

وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۶﴾ (البقرۃ ۶۳ تا ۶۶)

اور پرہیزگاروں کے لیے وعظ و نصیحت کا۔

---

[۱] آل عمران ۱۹

[۲] آل عمران ۸۵

[۳] مسند احمد ۸۶۰۹، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۶، تفسیر القرطبی ۳٫۲۳، تفسیر ابن کثیر ۲٫۲۶

جب تورات کے احکام کے متعلق یہود نے از راہ شرارت کہا کہ ہم سے ان احکام پر عمل نہیں ہو سکے گا تو ہم نے کوہ طور کو اٹھا کر سائبان کی طرح تمہارے اوپر معلق کر دیا اور تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے صبر و استقامت کے ساتھ پکڑے رہو اور جو احکام و ہدایات اس میں درج ہیں انہیں سیکھو اور اس کی تلاوت کرو، تا کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو، جیسے فرمایا

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ [۱]

ترجمہ: انہیں وہ وقت بھی کچھ یاد ہے جبکہ ہم نے پہاڑ کو ہلا کر ان پر اس طرح چھا دیا تھا کہ گویا وہ چھتری ہے اور یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ ان پر آ پڑے گا اور اس وقت ہم نے ان سے کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو توقع ہے کہ تم غلط روی سے بچے رہو گے۔

اس نہایت بلیغ تاکید کے بعد فرمایا اس خوفناک صورت حال میں خوف زدہ ہو کر تم نے عمل کرنے کا وعدہ کر لیا مگر اس کے بعد تم اپنے عہد سے پھر گئے، تمہاری اس وعدہ خلافی پر بھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا ورنہ تم کبھی کے تباہ ہو چکے ہوتے، پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا، قصہ یوں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت میں عبادت الٰہی کے لئے جمعہ کا دن مقرر فرمایا تھا جب موسیٰ علیہ السلام کا دور آیا تو یہودیوں نے اپنی فطری کج روی کے باعث موسیٰ سے اصرار کیا کہ ان کے لئے جمعہ کے بجائے ہفتہ کا دن عبادت کے لئے مقرر کر دیں، موسیٰ نے قوم کو اس غلط مطالبے سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور اپنے مطالبے پر اصرار کرتے رہے، چنانچہ رب کریم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے مطالبے پر ہم نے جمعہ کی سعادت و برکت بنی اسرائیل سے واپس لے لی ہے اور ان کے مطالبے کے مطابق ان کے لئے ہفتہ کا دن عبادت کے لئے مقرر کر دیا ہے، اب وہ اس دن کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی حرمت کو قائم رکھیں اور ہر طرح کے کام ترک کر کے اس دن صرف عبادت الٰہی میں مشغول رہیں۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۔۔۔ ﴿۱۲۴﴾ [۲]

ترجمہ: رہا سبت تو وہ ہم نے ان لوگوں پر مسلط کیا تھا جنہوں نے اس کے احکام میں اختلاف کیا۔

ہفتہ کے دن کی حرمت قائم ہونے کے بعد موسیٰ نے بنی اسرائیل سے اس دن کی حرمت قائم رکھنے کا پختہ عہد لیا کہ وہ اس دن کو صرف عبادت الٰہی کے لئے مخصوص کریں گے اور کسی قسم کا اور کوئی کام نہیں کریں گے اور بنی اسرائیل نے اس کا عہد بھی کیا۔

۔۔۔ وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ [۳]

ترجمہ: ہم نے ان سے کہا کہ سبت کا قانون نہ توڑو اور اس پر ان سے پختہ عہد لیا۔

ایک عرصہ تک بنی اسرائیل ہفتہ کے دن کی حرمت کے رب سے کئے ہوئے عہد و پیمان پر قائم رہے اور اس دن جن کاموں سے

[۱] الاعراف ۱۷۱

[۲] النحل ۱۲۴

[۳] النساء ۱۵۴

روکا گیا تھا اس سے بچتے رہے مگر رفتہ رفتہ ان کی فطری کج روی اور سرکشی عود کر آئی اور وہ اپنے اس عہد کو بھی کاروباری اور دنیاوی مصروفیات میں الجھ کر نباہ نہ سکے اور کھلم کھلا اس عہد کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں اور بڑی بے باکی سے اپنی بدعملیوں پر فخر کرنے لگے، سبت کے واقع کو ایک مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۳ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۶۴ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ ۢ بَـــِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۵ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝۱۶۶ [1]

ترجمہ: اور ذرا اِن سے اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ مچھلیاں سبت ہی کے دن اُبھر اُبھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور سبت کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں، یہ اس لیے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے، اور انہیں یہ بھی یاد دلاؤ کہ جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا تھا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہم یہ سب کچھ تمہارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لیے کرتے ہیں اور اس اُمید پر کرتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں، آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو بُرائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا، پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کیے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا، تو ہم نے کہا بندر ہو جاؤ ذلیل اور خوار۔

جب انسان آخری حد تک دنیا داری میں پھنس جاتا ہے تو وہ انسانیت کے درجے سے، بہت نیچے گر جاتا ہے اور اسے مقصد انسانیت سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں رہتا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کی بے حکمی کی سزا دینے کے لئے ہفتے والے دن ہر طرح کے کاموں سے منع فرمایا تھا اور اس حکم میں مچھلیوں کا شکار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا جو ان کا قدرتی شکار تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور آزمائش ہفتے والے دن مچھلیاں کثرت سے آتیں اور پانی کے اوپر ظاہر ہو ہو کر انہیں دعوت شکار دیتیں اور جب یہ دن گزر جاتا تو ہفتہ کے باقی دنوں میں پانی کی تہہ میں چلی جاتیں اور ہفتہ کے دن کی طرح نہ آتیں، کچھ عرصہ تک تو یہودی بڑے صبر سے صورت حال کو دیکھتے رہے اور رب کی طرف سے اس آزمائش کو نہ سمجھ سکے بالآخر انہوں نے ایک حیلہ کر کے حکم الٰہی سے تجاوز کیا کہ بحر قلزم کے کنارے گڑھے کھود لئے تا کہ ہفتہ کے روز پانی کی لہروں کے ساتھ مچھلیاں اس میں آ کر پھنسی رہیں اور جب ہفتہ کا دن گزر جاتا تو پھر انہیں پکڑ لیتے، کچھ لوگ جمعہ کے روز جال سمندر میں ڈال جاتے اور ہفتہ کے روز جال پڑا رہنے دیتے اس طرح ہفتہ کے روز جو مچھلیاں جال میں پھنس جاتیں اسے اتوار کو با آسانی پکڑ لیتے، صالحین کی ایک جماعت جو اس حیلے کا ارتکاب نہیں بلکہ اجتناب کرتی تھی حیلہ گروں کو سمجھا سمجھا کر ان کی اصلاح سے مایوس بھی ہو گئی تھی تاہم کچھ اور لوگ

---
[1] الاعراف ۱۶۳ تا ۱۶۶

بھی سمجھانے والے تھے جو انہیں وعظ ونصیحت کرتے تھے، صالحین کی یہ جماعت انہیں یہ کہتی کہ ایسے لوگوں کو وعظ ونصیحت کا کیا فائدہ جن کی قسمت میں ہلاکت وعذاب الٰہی ہے، نافرمان اور تجاوز کرنے والے کہتے کہ جب تمہارے خیال میں ہلاکت یا عذاب الٰہی ہمارا مقدر رہے تو پھر ہمیں کیوں وعظ ونصیحت کرتے ہو تو وہ جواب دیتے کہ ایک تو اپنے رب کے سامنے معذرت پیش کرنے کے لئے تا کہ ہم تو اللہ کی گرفت سے محفوظ رہیں کیونکہ معصیت الٰہی کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھنا اور پھر اسے روکنے کی کوشش نہ کرنا بھی جرم ہے جس پر اللہ کی گرفت ہو سکتی ہے، اور دوسرا یہ کہ شاید یہ لوگ حکم الٰہی سے تجاوز کرنے سے باز ہی آجائیں، اس طرح اس بستی میں تین قسم کے لوگ موجود تھے ایک وہ جو دھڑلے سے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کر رہے تھے، جنہوں نے وعظ ونصیحت کی کوئی پرواہ نہ کی اور نافرمانی پر اڑے رہے اور اللہ کے حکموں سے سرتابی کو انہوں نے اپنا شیوہ اور وطیرہ بنالیا، دوسرے وہ جو خود تو خلاف ورزی نہیں کرتے تھے مگر اس خلاف ورزی کو خاموشی کے ساتھ بیٹھے دیکھ رہے تھے اور ناصحوں سے کہتے تھے ان کم بختوں کو نصیحت کرنے سے کیا حاصل ہے انہوں نے سمجھنا تھوڑی ہے، تیسرے وہ جن کی غیرت ایمانی حدود اللہ کی اس کھلم کھلا بے حرمتی کو برداشت نہ کر سکتی تھی اور وہ اس خیال سے نیکی کا حکم کرنے اور بدی سے روکنے میں سرگرم تھے کہ شاید یہ مجرم لوگ ان کی نصیحت سے راہ راست پر آجائیں اور اگر وہ راہ راست نہ اختیار نہ کریں تب بھی ہم اپنی حد تک تو اپنا فرض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی برات کا ثبوت پیش کر ہی دیں، اس صورت حال میں جب اس بستی پر اللہ کا عذاب آیا تو ان تینوں گروہوں میں سے صرف تیسرا گروہ ہی اس سے بچالیا گیا کیونکہ اسی نے اللہ کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کی فکر کی تھی اور وہی تھا جس نے اپنی برات کا ثبوت فراہم کر رکھا تھا باقی دونوں گروہوں کا شمار ظالموں میں ہوا اور وہ اپنے جرم کی حد تک مبتلائے عذاب ہوئے، حقیقت یہ ہے کہ انسان کے اعمال کے مطابق ہی انسان کی شخصیت بنتی ہے، اللہ نے ان لوگوں کو جو پوری سرکشی کے ساتھ حکم کی خلاف ورزی کرتے چلے گئے تھے، ان کی چالاکی، حجت بازی اور ڈھٹائی کی وجہ سے حکم فرمایا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔

موجودہ بندر اور خنزیر ان کی مسخ شدہ نسل سے نہیں:

ثنا شَيْبَانُ النَّحْوِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ: فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ، فَصَارَ الْقَوْمُ قُرُودًا تَعَاوَى، لَهَا أَذْنَابٌ، بَعْدَ مَا كَانُوا رِجَالًا وَنِسَاءً

شیبان نحوی نے قتادہ سے آیت کریمہ ”ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حالت میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔“ کے بارے میں روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں اور عورتوں کو بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا جو بندروں ہی کی طرح آوازیں نکالتے تھے اور بندروں ہی کی طرح ان کی دمیں بھی تھیں۔[1]

عَنِ ابن عباس، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الَّذِينَ اعْتَدَوْا فِي السَّبْتِ فَجُعِلُوا قِرَدَةً فُوَاقًا ثُمَّ هَلَكُوا. مَا كَانَ لِلْمَسْخِ نَسْلٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کر گئے اور اس کی وجہ سے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تو وہ اس کے بعد ہلاک ہو گئے تھے، جن لوگوں کو مسخ کر دیا گیا ہو ان کی نسل آگے نہیں چلتی۔[2]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۳/۱، تفسیر ابن کثیر ۲۸۹/۱

[2] تفسیر ابن کثیر ۲۸۹/۱

وَقَالَ الضَّحَّاكُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَمَسَخَهُمُ اللهُ قِرَدَةً بِمَعْصِيَتِهِمْ، يَقُولُ: إِذْ لَا يَحْيَوْنَ فِي الْأَرْضِ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ: وَلَمْ يَعِشْ مَسْخٌ قَطُّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ وَلَمْ يَنْسَلْ، وَقَدْ خَلَقَ اللهُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَسَائِرَ الْخَلْقِ فِي الستة أيام الَّتِي ذَكَرَهَا اللهُ فِي كِتَابِهِ

ضحاک رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی نافرمانی کی وجہ سے بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا تھا اور اس کے بعد وہ زمین پر تین دن تک زندہ رہے، جسے بھی مسخ کیا گیا ہے وہ تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہا، نہ وہ کھاتا پیتا تھا اور نہ اس کی نسل ہی آگے چلتی تھی، باقی رہے دنیا کے یہ بندر اور خنزیر اور دیگر تمام مخلوق تو اسے اللہ تعالیٰ نے انہی چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے جن کا اس نے اپنی کتاب مقدس میں ذکر فرمایا ہے۔ (۱)

ابْنُ عَبَّاسٍ: يَعْنِي جَعَلْنَاهَا بِمَا أَحْلَلْنَا بِهَا مِنَ الْعُقُوبَةِ عِبْرَةً لِمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یعنی اسے (اس عہد کی) بستیوں کے لیے عبرت بنا دیا۔ (۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ان کے اعمال کے سبب عبرت ناک سزا دی تا کہ بعد میں آنے والی نسلیں رب کے پاکیزہ فرامین کو مذاق نہ سمجھیں اور اپنا دامن ایسے اعمال سے بچائے رکھیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عليه وسلم قال :لَا تَرْتَكِبُوا مَا ارْتَكَبَ الْيَهُودُ، فَتَسْتَحِلُّوا مَحَارِمَ اللهِ بِأَدْنَى الْحِيَلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان امور کا ارتکاب نہ کرو جن کا یہودیوں نے ارتکاب کیا تھا کہ معمولی حیلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو حلال قرار دینے لگ جاؤ۔ (۳)

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ

اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۶۷

تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں،

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا

انہوں نے کہا اے موسیٰ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کی ماہیت بیان کر دے، آپ نے فرمایا سنو! وہ گائے نہ تو

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ۱٫۲۸۹

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱٫۲۹۲

(۳) إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ۵٫۳۷۵، ح ۱۵۳۵، تفسیر ابن ابی حاتم محققا ۱۲٫۴۴۲، تفسیر ابن کثیر ۱٫۲۹۳

فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

بالکل بڑھیا ہو نہ بچہ بلکہ درمیانی عمر کی نوجوان ہو، اب جو تمہیں حکم دیا گیا ہے بجالاؤ، وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجئے کہ

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا

اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے وہ گائے زرد رنگ کی ہے، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ

بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہے، وہ کہنے لگے اپنے رب سے اور دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی مزید ماہیت بتلائے

اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

اس قسم کی گائے تو بہت ہیں پتہ نہیں چلتا، اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت والے ہو جائیں گے، آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ

کہ وہ گائے کام کرنے والی زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہیں، وہ تندرست اور بے داغ ہے،

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا

انہوں نے کہا اب آپ نے حق واضح کر دیا گو وہ حکم برادری کے قریب نہ تھے، لیکن اسے مانا

وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ (البقرۃ ۶۷ تا ۷۱)

اور وہ گائے ذبح کر دی۔

فرعونیوں کی ایک عرصہ تک غلامی کرنے پر بنی اسرائیل کو گائے کی عظمت و تقدس اور گاؤ پرستی کے مرض کی چھوت لگ گئی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کا امتحان لینے کے لئے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ قوم سے کہو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں، جس کا آپ نے اعلان فرما دیا، چاہیے تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل بلا چوں و چرا رب کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے کوئی سی گائے فوراً ذبح کر دیتے لیکن قوم ابھی تک پرانے آقاؤں کے رسم و رواج اور مذہب کو اپنے دل سے نکال نہیں سکی تھی اور یہ اعلان سن کر گائے ذبح نہیں کرنا چاہتی تھی، چنانچہ قوم کے لوگ انکار کی ہمت تو نہ کر سکے اور رجعت بازی شروع کرتے ہوئے فضول قوم کے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی (جو ان لوگوں کا شیوہ ہے جو حکم پر عمل سے جی چراتے ہیں، دین میں موشگافیاں ڈھونڈتے رہتے ہیں) موسیٰ علیہ السلام ان کی نیتوں کا فتور سمجھتے تھے مگر بڑے صبر و تحمل اور بردباری کے ساتھ ان کی ہر بات کا جواب دیتے رہے، کہنے لگے اے موسیٰ! گائے کی قربانی کا کہہ کر کیا تم ہم سے مذاق کرتا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں کی سی باتیں کروں، پھر انہوں نے مین میخ نکالنا اور پے در پے سوالات کرنے شروع کر دیئے، بولے اچھا اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمیں اس گائے کی ماہیت بتلا دے، موسیٰ نے کہا اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا بلکہ

اوسط عمر کی ہوں

قَالَ الضَّحَّاكُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ، يَقُولُ: نَصِفٌ بَيْنَ الْكَبِيرَةِ وَالصَّغِيرَةِ، وَهِيَ أَقْوَى مَا يَكُونُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالْبَقَرِ وَأَحْسَنُ مَا تَكُونُ

ضحاک رحمہ اللہ کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ " وہ ایسی گائے ہونی چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا بلکہ اوسط عمر کی ہو۔" کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بڑی اور چھوٹی عمر کے بین بین ہو، اس عمر کے جانور اور گائیں طاقتوار بھی ہوتی ہیں اور خوب صورت بھی۔ [1]

لہذا جو حکم دیا جاتا ہے فوراً اس کی تعمیل کرو، جب پہلے سوال کا جواب مل گیا تو پھر اور سوال کر دیا کہ اس گائے کا رنگ کیا ہونا چاہیے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ فرماتا ہے زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے،

عَنِ السُّدِّيِّ: تَسُرُّ النَّاظِرِينَ قَالَ تُعْجِبُ النَّاظِرِينَ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ وَقَتَادَةَ وَالرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ مِثْلُ ذَلِكَ

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں "بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہے۔" کے معنی یہ ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہو ابو العالیہ، قتادہ اور ربیع بن انس کا بھی یہی قول ہے۔ [2]

إِذَا نَظَرْتَ إِلَى جِلْدِهَا يُخَيَّلُ إِلَيْكَ أَنَّ شُعَاعَ الشَّمْسِ يَخْرُجُ مِنْ جِلْدِهَا

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں جب آپ اس کی جلد کی طرف طرف دیکھیں تو یہ خیال کریں کہ سورج کی شعاع گویا اس کی جلد میں سے نکل رہی ہے۔ [3]

اب وہ کہنے لگے کہ اس طرح کی تو بہت سی گائیں ہیں، اس لیے ہمیں اس کی تعیین میں اشتباہ ہو گیا ہے اللہ ہمیں اس کی مزید ماہیت بتلا دے تو انشاء اللہ ہم اس کا پتہ پالیں گے، موسیٰ نے جواب دیا اللہ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی، نہ وہ زمین جوتتی ہے نہ پانی کھینچتی ہے، صحیح سالم اور بے داغ ہے،

عَنْ قَتَادَةَ: مُسَلَّمَةٌ، يَقُولُ: لَا عَيْبَ فِيهَا، وَكَذَا قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ وَالرَّبِيعُ

قتادہ رحمہ اللہ آیت "صحیح سالم ہو۔" کے بارے میں کہتے ہیں جس میں کوئی عیب نہ ہو، ابو العالیہ رحمہ اللہ اور ربیع رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ [4]

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُسَلَّمَةٌ، مِنَ الشِّيَةِ

جبکہ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں "صحیح سالم ہو۔" اس کے معنی یہ ہیں اس میں داغ دھبہ نہ ہو۔ [5]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم محققا ۱/۱۳۸، تفسیر ابن کثیر ۱/۲۹۹

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۴۰

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۴۰

[4] تفسیر طبری ۲/۲۱۴، تفسیر ابن کثیر ۱/۳۰۰

[5] تفسیر ابن کثیر ۱/۳۰۰

بالآخر جب ان کے پاس کوئی چارہ کار نہ رہا تو گائے ذبح کرنے کو تیار ہوئے، چنانچہ وہ پکار کر کہنے لگے ہاں اب تم نے صحیح نشان بیان کیا ہے، اس طرح انہوں نے گائے کو ذبح کر دیا حالانکہ ان کے تشدد اور تکلف کی وجہ سے جس کا وہ اظہار کر رہے تھے نظر نہیں آتا تھا کہ وہ گائے ذبح کریں گے۔

وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۞

جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور تمہاری پوشید گی کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا،

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ

ہم نے کہا اس گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر لگا دو (وہ جی اٹھے گا) اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمہیں تمہاری

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

عقل مندی کے لیے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ

بلکہ اس بھی زیادہ سخت ہوگئے، بعض پتھروں سے نہریں بہہ نکلتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے ہیں

وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض اللہ کے ڈر سے گر گر پڑتے ہیں

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۞ (البقرۃ ۷۲ تا ۷۴)

اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔

عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ عَقِيمٌ لَا يُولَدُ لَهُ، وَكَانَ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ، وَكَانَ ابْنُ أَخِيهِ وَارِثَهُ، فَقَتَلَهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ لَيْلًا فَوَضَعَهُ عَلَى بَابِ رَجُلٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ أَصْبَحَ يَدَّعِيهِ عَلَيْهِمْ، حَتَّى تَسَلَّحُوا وَرَكِبَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ

عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بے اولاد مالدار شخص تھا جس کا وارث صرف اس کا بھتیجا تھا ایک رات تاریکی میں اس نے اپنے چچا کو قتل کر کے اس کی لاش کسی دوسرے آدمی کے دروازے پر ڈال دی، پھر دعویٰ کر دیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے، اس کے نتیجے میں وہ سب مسلح ہو کر آپس میں برسر پیکار ہونے لگے۔ [1]

منافقت کی بنا پر انہوں نے باہمی جھگڑے، فساد اور ایک دوسرے پر اس قتل کے الزام تراشی سے معاملہ اس قدر الجھا دیا کہ قاتل کو ڈھونڈنا ناممکن ہو گیا کیونکہ قتل کا کوئی عینی شاہد نہ تھا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے قانون عدل سے اس راز کو فاش کر دینا چاہتا تھا کہ مجرم

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۳۶

کو سزا ملے اور لوگوں کو علم ہو جائے کہ اللہ کے علم سے کوئی شئے مخفی نہیں، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ قوم سے کہو کہ وہ اس ذبح کی ہوئی گائے کے کسی حصہ کو لے کر اس مردے پر ضرب لگائیں اور ہماری قدرت کا تماشہ دیکھیں کہ ہم کس طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں تا کہ تمہیں زندگی کی رنگینیاں کسی دھوکے میں نہ ڈال دیں کہ مرنے کے بعد جب ہماری ہڈیاں بھی مٹی بن جائیں گی تو بھلا ہم کیسے زندہ ہوں گے ، یاد رکھو اور بھولنا نہیں، حیات بعد الموت ایک کھلی حقیقت ہے ، وجود باری تعالیٰ پر کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے ، وہ اللہ جس نے تم کو پہلی بار بغیر کسی نمونے کے پیدا کیا تھا کیا وہ دوبارہ تمہیں پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا بلکہ یہ تو اس کے لئے پہلے سے زیادہ آسان ہے اور ابلیس یہی چاہتا ہے کہ تم اس کو بھول جاؤ اور گمراہیوں میں گم ہو جاؤ اور جہنم میں اس کے ساتھی بن کے رہو ،

فَضَرَبُوهُ بِبَعْضِهَا فَقَامَ، فَقَالُوا: مَنْ قَتَلَكَ؟ فَقَالَ: هَذَا. لابْنِ أَخِيهِ، ثُمَّ مَالَ مَيِّتًا فَلَمْ يُعْطَ مِنْ مَالِهِ شَيْءٌ، وَلَمْ يُوَرَّثْ قَاتِلٌ بَعْدُ

چنانچہ گائے کے کسی حصہ کے گوشت کو لے کر اس مردہ پر مارا گیا جس سے زندہ ہو کر بیٹھ گیا اس سے پوچھا گیا تمہیں کس نے قتل کیا تھا؟ اس نے اپنے بھتیجے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نے ، بیان دینے کے بعد وہ پھر مر گیا اس طرح قاتل کو اس کے مال میں سے کچھ بھی نہ دیا گیا اور بعد میں ہمیشہ یہی اصول رہا کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا۔ (۱)

مگر اس قدر زبردست معجزے اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے دلوں کے اندر توبہ واستغفار کا جذبہ پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس تمہارے دل پتھروں کی طرح سخت بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ،

قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَمَعْنَى ذَلِكَ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ: فَبَعْضُهَا كَالْحِجَارَةِ قَسْوَةً، وَبَعْضُهَا أَشَدُّ قَسْوَةً مِنَ الْحِجَارَةِ

ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس تفسیر کے مطابق معنی یہ ہوں گے کہ بعض دل پتھروں کی طرح ہیں اور بعض پتھروں سے بھی زیادہ سخت۔ (۲)

اسی لئے اہل ایمان کو خاص طور پر تاکید کی گئی ہے۔

...وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ... ﴿۱۶﴾ (۳)

ترجمہ: اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس سے پانی کے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پتھر پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی پتھر اللہ کی خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے، لیکن ان کے دل کسی وعظ ونصیحت سے ، کسی پند وموعظت سے نرم ہی نہیں ہوتے، اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے بلکہ تمہارے اعمال کو پوری طرح جانتا ہے، وہ تمہارے ہر چھوٹے بڑے عمل کو یاد رکھنے والا ہے اور عنقریب تمہیں تمہارے ان اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

---

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۱۳۶؍۱

(۲) تفسیر طبری۲۳۶؍۲،تفسیرابن کثیر۳۰۶؍۱

(۳) الحدید۱۶

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ

(مسلمانو!) کیا تمہاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں، حالانکہ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو

ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ

سے ملتے ہیں تو اپنی ایمانداری ظاہر کرتے ہیں اور جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیوں
وہ باتیں پہنچاتے ہوسن کر، عقل وعلم والے ہوتے ہوئے، پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں، جب ایمان والوں

آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم

سے ملتے ہیں تو اپنی ایمانداری ظاہر کرتے ہیں اور جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیوں وہ باتیں پہنچاتے ہو

بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾

جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھائی ہیں، کیا جانتے نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس تم پر ان کی حجت ہوجائے گی،

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ (البقرۃ ۷۵ تا ۷۷)

کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پوشیدگی اور ظاہرداری سب کو جانتا ہے؟۔

یہودی کردار کا تجزیہ:

یہودی اہل کتاب تھے اور وہ اپنے ہمسایہ قبائل اوس وخزرج کو نبوت، کتاب، ملائکہ، آخرت اور شریعت کی باتیں بتلاتے رہتے تھے، اور بڑی شدومد سے کہتے تھے کہ دنیا میں ایک اور پیغمبر آنے والا ہے، جو لوگ اس کا ساتھ دیں گے وہ ساری دنیا پر چھا جائیں گے اور ہم ان کے ساتھ مل کر کفار کا قلع قمع کریں گے، اس بنا پر جب محمد ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو قبائل اوس وخزرج جوق در جوق دعوت حق پر ایمان لائے، ان نومسلم مسلمانوں کو امید تھی کہ یہود بھی حق کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے دوڑے چلے آئیں گے اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر ایمان لے آئیں گے، مگر یہودیوں نے ایمان کیا لانا تھا وہ تو جانتے بوجھتے اس تعصب میں گرفتار ہو گئے کہ نبوت بنو اسحاق کے گھر سے بنو اسماعیل میں کیسے چلی گئی، حالانکہ اسحاق علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام دونوں ہی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور پھر نبوت کسی کو کسی کی مرضی سے تو نہیں ملتی یہ تو اللہ کی مرضی ہے کہ جس کو چاہے رسالت عطا فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دل شکستگی سے بچانے کے لئے فرمایا اے مسلمانو! اب کیا ان پتھر دل اور متعصب لوگوں سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہاری اس پاکیزہ دعوت پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان کے علماء اور حاملین شریعت کا یہ شیوہ رہا ہے کہ یہ اللہ کے کلام (زبور، تورات اور انجیل) کو سنتے ہیں اور پھر اپنی خواہشات، دنیاوی مفادات یا حزبی تعصّبات کی وجہ سے خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں لفظی ومعنوی تحریف کرتے ہیں تا کہ لوگ اس وہم میں مبتلا ہوں کہ یہ مفاہیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں، جیسے فرمایا

...يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ... ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: اب ان کا حال یہ ہے کہ الفاظ کا اُلٹ پھیر کر کے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ: {ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ} قَالَ: هُمُ الْيَهُودُ، وَكَانُوا يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ بَعْدَمَا سَمِعُوهُ وَوَعَوْهُ

قتادہ رحمہ اللہ آیت ''حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں جو اللہ کے کلام کو سننے اور سمجھنے اور یاد رکھنے کے باوجود اس کو بدل دیتے تھے۔ [۲]

عَنْ مُجَاهِدٍ: فَالَّذِينَ يُحَرِّفُونَهُ وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَهُ: هُمُ الْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ان کے علماء تھے جو کتاب الٰہی میں تحریف کرتے تھے اور اسے چھپاتے تھے۔ [۳]

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ: {يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ} قَالَ: التَّوْرَاةُ الَّتِي أَنْزَلَهَا اللهُ عَلَيْهِمْ يُحَرِّفُونَهَا يَجْعَلُونَ الْحَلَالَ فِيهَا حَرَامًا، وَالْحَرَامَ فِيهَا حَلَالًا وَالْحَقَّ فِيهَا بَاطِلًا وَالْبَاطِلَ فِيهَا حَقًّا؛ إِذَا جَاءَهُمُ الْمُحِقُّ بِرِشْوَةٍ أَخْرَجُوا لَهُ كِتَابَ اللَّهِ، وَإِذَا جَاءَهُمُ الْمُبْطِلُ بِرِشْوَةٍ أَخْرَجُوا لَهُ ذَلِكَ الْكِتَابَ، فَهُوَ فِيهِ مُحِقٌّ، وَإِنْ جَاءَهُمْ أَحَدٌ يَسْأَلُهُمْ شَيْئًا لَيْسَ فِيهِ حَقٌّ، وَلَا رِشْوَةٌ، وَلَا شَيْءٌ، أَمَرُوهُ بِالْحَقِّ، فَقَالَ اللَّهُ لَهُمْ: {أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ} [۴]

ابن وہب نے ابن زید کا آیت ''حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔'' کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ یہ لوگ اس تورات میں تحریف کر دیتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے نازل فرمایا تھا اور وہ اس طرح کہ یہ لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال، حق کو باطل اور باطل کو حق بنا دیتے تھے اور اگر کوئی باطل شخص انہیں رشوت دے دیتا تو کتاب الٰہی نکال کر اسے حق ثابت کر دیتے اور اگر کوئی ان سے کسی ایسی چیز کے بارے میں پوچھتا جس سے حق یا رشوت یا کسی اور چیز کا تعلق نہ ہوتا تو اسے حق بات بتا دیتے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا ''تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟۔'' [۵]

پس جب ان کی اس کتاب کے بارے میں یہ حالت ہے جسے وہ اپنے لئے باعث شرف اور اپنا دین قرار دیتے ہیں اور اس کتاب کے ذریعے سے وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں تب ان سے کیونکر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس دعوت پر ایمان لے آئیں گے، یہ تو بعید ترین چیز ہے، ان کا منافقانہ کردار تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی انہیں اللہ کا سچا رسول

[۱] المائدة۱۳

[۲] تفسیرابن ابی حاتم۱۴۹/۱

[۳] تفسیر طبری ۲۴۵/۲

[۴] الْبَقَرَة: ۴۴ .

[۵] تفسیرطبری۲۴۶/۲

مانتے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے سے خلوت میں گفتگو کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی مقدس کتابوں تورات وانجیل میں پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے متعلق پیشین گوئیوں کے بارے میں کیوں بتاتے ہو جس سے محمد (ﷺ) کی صداقت واضح ہوتی ہے اس طرح تم خود ہی ایک ایسی حجت ان کے ہاتھ میں دے رہے ہو جو وہ تمہارے خلاف بارگاہ الٰہی میں پیش کریں گے،

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: هَؤُلَاءِ الْيَهُودُ، كَانُوا إِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضِهِمْ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تُحَدِّثُوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ بِمَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِمَّا فِي كِتَابِكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ فَيَخْصِمُونَكُمْ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ یہود جب مومنوں سے ملتے تو کہتے ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے کہ اصحاب محمد ﷺ کو یہ بات نہ بتاؤ جو اللہ نے تم پر ظاہر کر دی ہے اور جو تمہاری کتاب میں موجود ہے تاکہ تمہارے رب کے پاس تمہیں الزام دے کر تم پر غالب نہ آجائیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بتلاؤ یا نہ بتلاؤ اللہ کو تو ہر بات کی خبر ہے، اور وہ ان باتوں کو تمہارے بتلائے بغیر بھی مسلمانوں پر ظاہر کر سکتا ہے۔

وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

ان میں سے بعض ان پڑھ ایسے بھی ہیں جو کتاب کے صرف ظاہری الفاظ کو ہی جانتے ہیں صرف گمان اور اٹکل ہی پر ہیں،

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ان لوگوں کے لیے " ویل " ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں

لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ

اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ویل (ہلاکت)

مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ (البقرۃ ۷۹،۷۸)

اور افسوس ہے۔

ان میں ایک دوسرا گروہ ان پڑھ لوگوں کا ہے جو یہ نہیں جانتے کہ تورات میں اللہ نے دین کے کیا اصول فرمائے ہیں، اخلاق اور شرع کے کیا قواعد سکھائے ہیں اور انسان کی فلاح وخسران کا مدار کن چیزوں پر ہے، مگر وہ اپنے مفروضات اور اپنی خواہشات کے مطابق گھڑی ہوئی باتوں کو دین سمجھے بیٹھے ہیں اور اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوؤں کو لیے بیٹھے ہیں جس میں انہیں ان کے علماء نے مبتلا کیا ہوا ہے، مثلاً

... نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ... [2]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۵۱/۱

[2] المائدۃ ۱۸

ترجمہ: ہم تو اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ... ﴿٨٠﴾ [۱]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں اِلا یہ کہ چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ [۲]

ترجمہ: ان کا یہ طرزِ عمل اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں آتش دوزخ تو ہمیں مَس تک نہ کرے گی اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس چند روز، ان کے خود ساختہ عقیدوں نے ان کو اپنے دین کے معاملے میں بڑی غلط فہمیوں میں ڈال رکھا ہے۔

اور ہمیں ہمارے بزرگ بخشوالیں گے وغیرہ، جیسے آج کے جاہل مسلمانوں کو بھی خود ساختہ علماؤ مشائخ نے ایسے ہی حسین جالوں اور پرفریب وعدوں میں پھنسا رکھا ہے، اور یہ لوگ محض وہم وگمان پر چلے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سخت وعید سنائی جو اللہ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں، فرمایا پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے مسئلے گھڑتے ہیں اور بہ بانگ دہل یہ باور کراتے ہیں کہ یہ اللہ کے طرف سے ہیں تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا دنیاوی فائدہ حاصل کرلیں،

سُئِلَ الْحَسَنُ عَنْ قَوْلِهِ: {ثَمَنًا قَلِيلًا} قَالَ: الثَّمَنُ الْقَلِيلُ: الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا

حسن بن ابو الحسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ''تھوڑا سا فائدہ حاصل کرلیں۔'' کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں فرمایا تمام کی تمام دنیا ہی ثمن قلیل (تھوڑی قیمت) ہے۔ [۳]

اس پر بھی ہلاکت ہے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے جھوٹ، بہتان، اور افترا پر مبنی باتیں لکھیں اور اس پر بھی ہلاکت ہے جو انہوں نے ان جھوٹی باتوں سے حرام کما کر کھایا۔ عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {فَوَيْلٌ لَّهُمْ} يَقُولُ: فَالْعَذَابُ عَلَيْهِمْ قَالَ: يَقُولُ مِنَ الَّذِي كَتَبُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنْ ذَلِكَ الْكَذِبِ، {وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ} يَقُولُ: مِمَّا يَأْكُلُونَ بِهِ مِنَ السِّفْلَةِ وَغَيْرِهِمْ

ضحاک رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت ''ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے۔'' کی یہ تفسیر بیان کی ہے انہوں نے اپنے ہاتھوں سے جو جھوٹ لکھا اس کی وجہ سے انہیں عذاب ہوگا ''اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لیے موجب ہلاکت ہے۔'' فرمایا جو یہ لوگوں کا مال کھاتے ہیں اس کی وجہ سے بھی یہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ [۴]

وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

یہ لوگ کہتے ہیں ہم تو چند روز جہنم میں رہیں گے، ان سے کہو کہ تمہارے پاس اللہ کا کوئی پروانہ ہے؟

[۱] البقرة ۸۰

[۲] آل عمران ۲۴

[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۹۸

[۴] تفسیر طبری ۲/۲۷۳

عَهۡدًا فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ

اگر ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا(ہرگز نہیں) بلکہ تم اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاتے ہو

مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنۡ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتۡ بِهٖ خَطِيۡٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ

جنہیں تم نہیں جانتے،یقیناً جس نے برے کام کئے اور اس کی نافرمانیوں نے اسے گھیر لیا اور وہ ہمیشہ کے لیے

هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ

جہنمی ہے اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنتی ہیں

هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ (البقرۃ ۸۰ تا ۸۲)

جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا يَقُولُونَ: هَذِهِ الدُّنْيَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا نُعَذَّب بِكُلِّ أَلْفِ سَنَةٍ يَوْمًا فِي النَّارِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہودی کا خیال ہے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہزار سال کے بدلے ایک دن جہنم میں رہیں گے یعنی ہم صرف سات دن جہنم میں جائیں گے۔

لن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، زَادَ غَيْرُهُ: هِيَ مُدَّةُ عِبَادَتِهِمُ الْعَجَلَ

کچھ یہودیوں کا خیال ہے کہ ہم چالیس دن جہنم میں رہیں گے کیونکہ ہم نے چالیس دن بچھڑے کی پوجا کی تھی۔(تفسیر ابن کثیر ۱/۳۱۴)

چونکہ یہ ان کا محض دعویٰ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں اور اللہ کے چہیتے ہیں اس لئے ہم خواہ کچھ کریں دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز نہیں چھوئے گی اور بالفرض محال اگر ہمیں سزا ہوئی بھی تو چند روز کی ہوگی اور پھر ہم سیدھے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد و پیمان لیا ہوا ہے جس کی وہ خلاف ورزی نہیں کر سکتا؟یعنی اللہ کے ساتھ ان کا اس طرح کا کوئی عہد و پیمان نہیں ہے،یہ محض اللہ پر بہتان باندھ رہے ہیں،اور یہ بہتان ان کی رسوائی اور عذاب کے لئے کافی ہے،یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ دوزخ کی آگ تمہیں نہ چھوئے گی؟ جبکہ اللہ کا قانون تو یہ ہے کہ جو بھی بدی کمائے گا یعنی شرک کرے گا اور اس کے نامہ اعمال میں کفر و شرک ہی لکھا ہوا ہوگا،انہیں ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر،گلے میں طوق ڈال کر،منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا،اور جو لوگ اللہ،اس کے رسولوں،فرشتوں،منزل کتابوں،حیات بعد الموت،یوم آخرت،جنت وجہنم اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائیں گے اور خالص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سنت نبوی کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کریں گے انہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری ہوئی جنت میں عزت و تکریم کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا۔جیسے فرمایا

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ (1)

ترجمہ: انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی ومدد گار نہ پاسکے گا، اور جو نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے ہی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صغیرہ گناہوں سے بھی خود کو بچاؤ وہ بھی اکٹھے ہو کر انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُهْلِكْنَهُ ،وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا: كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوا أَرْضَ فَلَاةٍ، فَحَضَرَ صَنِيعُ الْقَوْمِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ، فَيَجِيءُ بِالْعُودِ، وَالرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْعُودِ، حَتَّى جَمَعُوا سَوَادًا، فَأَجَّجُوا نَارًا، وَأَنْضَجُوا مَا قَذَفُوا فِيهَا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بعض اوقات بہت سے چھوٹے گناہ بھی اکٹھے ہو کر انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی مثال اس قوم سے دی جنہوں نے کسی جنگل میں پڑاؤ ڈالا، کھانے کا وقت آیا تو ایک آدمی جا کر ایک لکڑی لے آیا، دوسرا جا کر دوسری لکڑی لے آیا یہاں تک کہ بہت سی لکڑیاں جمع ہو گئیں اور انہوں نے آگ جلا کر جو اس میں ڈالا تھا وہ پکا لیا۔ (2)

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَ بِالْوَالِدَيْنِ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ

اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا

وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور زکوۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا،

(1) النساء ۱۲۴،۱۲۳

(2) مسند احمد ۳۸۱۸

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا کہ آپس میں خون نہ بہانا (قتل نہ کرنا) اور آپس والوں کو جلاوطن مت کرنا،

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ (البقرۃ ۸۴،۸۳)

تم نے اقرار کیا اور تم اس کے شاہد بنے۔

یاد کرو بنی اسرائیل سے ہی ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، دعوت توحید ہر نبی کی بنیادی دعوت رہی ہے جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ... ﴿۳۶﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

اللہ کے حق کے بعد حقوق العباد بیان فرمائے اور بندوں کے حقوق میں والدین کا حق سب سے زیادہ ہے، اس لئے پہلے ان کا حق بیان فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، جیسے فرمایا

...اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ... ﴿۱۴﴾ [3]

ترجمہ: میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ [4]

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟قَالَ:الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَاقَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟قَالَ: بِرُّ الوَالِدَيْنِ،قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز کو وقت پر ادا کرنا میں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا، میں نے پھر پوچھا

---

[1] الانبیاء ۲۵

[2] النحل ۳۶

[3] لقمان ۱۴

[4] بنی اسرائیل ۲۳

پھر کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ:أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر نیک سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں کا، وہ بولا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں کا، وہ بولا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں کا، وہ بولا پھر کون؟ فرمایا تمہارے باپ کا۔ [۲]

اور اپنے رشتے داروں کے ساتھ نرم کلامی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا، ان کے ساتھ بردباری، درگزر اور خطاؤں کی معافی کو اپنا شیوہ بنالینا، ان کو نیکی کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا، انہیں علم سکھانا اور ان میں سلام پھیلانا وغیرہ،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ، فَالْقَ أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان اور نیکی کو کم مت سمجھ، یہ بھی ایک احسان ہے کہ اپنے بھائی سے ملے تو کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔ [۳]

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ، أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ ، قَالَ:فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا،قَالَ:فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ،قَالَ:فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میں ہجرت اور جہاد پر آپ سے بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا ثواب چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ وہ بولا ہاں دونوں زندہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ سے ثواب چاہتا ہے؟ وہ بولا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے ماں باپ کی طرف لوٹ جا اور ان سے نیک سلوک کر۔ [۴]

یتیموں (جن کا کمانے والا باپ نہ ہو) اور مسکینوں (وہ لوگ جن کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو) کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے گالی گلوچ اور سب وشتم کرنے اور لڑائی جھگڑے کے بجائے حسن خلق، بے پایاں حلم سے پیش آنا،

عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ:{وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا}فَالْحُسْنُ مِنَ الْقَوْلِ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتَحْلُمُ وَتَعْفُو

[۱] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا۵۹۷۰، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ۲۵۲

[۲] صحیح بخاری کتاب الادب بَابٌ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ۵۹۷۱،صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ۶۵۰۱،سنن ابن ماجه كتاب الوصايا بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ۲۷۰۷

[۳] مسند احمد ۲۱۵۱۹، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ۶۶۹۰

[۴] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ۶۵۰۷، السنن الكبرى للبيهقى ۱۷۸۲۹،شعب الايمان ۷۴۴۳

وَتَصْفَح، وَتَقُولُ لِلنَّاسِ حُسْنًا كَمَا قَالَ اللهُ، وَهُوَ كُلُّ خُلُقٍ حَسَنٌ رَضِيَهُ اللهُ

حسن بصری رحمہ اللہ آیت ''لوگوں سے بھلی بات کہنا۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اچھی بات یہ بھی ہے کہ انسان نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے، حلم و درگزر سے کام لے، لوگوں کو معاف کر دیا جائے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لوگوں سے اچھی بات کہو اور وہ حسن خلق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ، فَالْقَ أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اگر کچھ اور نہ کر سکو تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ہی مل لیا کرو۔ (۲)

اور مخلوق کی ایذا رسانی پر صبر کرنا، اپنے رب کی یاد کے لئے نماز قائم کرنا اور اپنے پاکیزہ اموال سے مستحقین کو زکوٰۃ دینا، اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی یہی حکم فرمایا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ... ﴿٣٦﴾ (۳)

ترجمہ: اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا معاملہ رکھو۔

مگر تم میں تھوڑے آدمیوں نے استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اکثر اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو، پھر ذرا یاد کرو ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرنا اور تم نے ان باتوں کا اقرار کیا تھا تم خود اس پر گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

لیکن پھر بھی تم نے آپس میں قتل کیا اور آپس کے ایک فرقے کو جلاوطن بھی کیا

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ؕ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى

اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ان کے خلاف دوسرے کی طرف داری کی، ہاں جب وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئے

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۶۱/۱

(۲) مسند احمد ۲۱۵۱۹

(۳) النساء ۳۶

تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

تم نے ان کے فدیے دیئے، لیکن ان کا نکالنا جو تم پر حرام تھا (اس کا کچھ خیال نہ کیا) کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو

وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی

وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۸۵

اور قیامت کے دن عذاب کی مار، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ٞ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے خرید لیا ہے، ان کے نہ تو عذاب ہلکے ہوں گے

وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۸۶ (البقرة ۸۶،۸۵)

اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

تورات کے احکام کے مطابق ایک دوسرے کا قتل کرنا ان کے لئے حرام تھا مگر یہودی قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ آپس میں لڑتے رہتے تھے، اور اپنے اپنے حلیفوں کی مدد سے اپنے ہی ہم مذہب یہودیوں کو قتل کرتے، ان کے اموال کو لوٹتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا کر انہیں جلاوطن کر دیتے تھے، مگر جب یہی یہودی مغلوب ہونے کی وجہ سے قیدی بن جاتے تو انہیں فدیہ دے کر چھڑاتے،

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مومنین دوستی، اخوت، صلہ رحمی اور رحم و کرم میں ایک جسم کی مثل ہیں، کسی ایک عضو کے درد سے تمام جسم بے تاب ہو جاتا ہے بخار چڑھ جاتا ہے راتوں کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔[1]

فرمایا اللہ سے پختہ عہد کرنے کے باوجود تم اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو، اپنی برادری کے کچھ لوگوں کو جلاوطن کر دیتے ہو، ظلم و زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف جتھے بندیاں کرتے ہو مگر جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے تمہارے پاس آتے ہیں تو ان کی رہائی کے لیے فدیہ کا لین دین کرتے ہو اور کہتے ہو کہ تورات میں یہی حکم لکھا ہوا ہے حالانکہ انہیں ان کے گھروں سے نکالنا ہی سرے سے تم پر حرام تھا، تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو یعنی تورات کے حکم کے مطابق قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ تو دیتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ یعنی ایک دوسرے کو قتل کرنا اور ایک دوسرے کو گھروں سے نکالنا کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، پھر تم میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ۶۰۱۱، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِم۶۵۸۶،شعب الایمان ۱۰۶۲۷، مسند احمد ۱۸۳۸۰

اور اس کے حکم کی مخالفت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت بیچ کر دنیا کی زندگی خرید لی ہے لہذا نہ ان کی سزا میں کوئی تخفیف ہو گی اور نہ انہیں کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ٘ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ہم نے (حضرت) عیسیٰ ابن مریم کو روشن

الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ١ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ

دلیلیں دیں اور روح القدس سے ان کی تائید کروائی لیکن جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے

اسْتَكْبَرْتُمْ١ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ٘ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۝۸۷ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ١ؕ

خلاف تھی تم نے جھٹ سے تکبر کیا، پس بعض کو تو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل بھی کر ڈالا، یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف والے ہیں،

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ۝۸۸ (البقرۃ ۸۸،۸۷)

نہیں نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ نے ملعون کر دیا ہے، ان کا ایمان بہت ہی تھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہم نے موسیٰ کلیم اللہ کو مبعوث فرمایا اور بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے ان پر تورات نازل کی، پھر اس کے بعد بنی اسرائیل میں پے در پے رسول بھیجے، جیسے فرمایا

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا... ۝۴۴ [1]

ترجمہ: پھر ہم نے پے در پے رسول بھیجے۔

جو تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے، جیسے فرمایا

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ١ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ... ۝۴۴ [2]

ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، سارے نبی جو مسلم تھے اسی کے مطابق ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی اسی پر فیصلہ کا مدار رکھتے تھے کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔

یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزات دے کر بھیجا، جیسے ایک مقام پر ان معجزات کا ذکر فرمایا

[1] المومنون ۴۴

[2] المائدۃ ۴۴

...اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ [1]

ترجمہ:(اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور اس کے اِذن سے مُردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو، اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

اور اللہ کے مقرب فرشتہ جبرائیل کے ذریعے تقویت دی،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُو مَنْ قَالَ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھوا دیا کرتے تھے، پس وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرنے والوں کی ہجو کیا کرتے تھے، آپ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسان رضی اللہ عنہ کی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دفاع کریں روح القدس (جبریل امین) ان کے ساتھ ہیں۔ [2]

پھر یہ تمہارا کیا ڈھنگ ہے کہ جب بھی کوئی رسول تمہاری خواہشات نفس کے خلاف کوئی چیز لے کر تمہارے پاس آیا تو تم نے اس کے مقابلے میں سرکشی ہی کی، کسی کو جھٹلایا، جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کر ڈالا! جیسے ذکریا علیہ السلام اور یحییٰ کو ناحق قتل کر دیا، اس طرح تم نے اپنی خواہشات نفس کو مقدم رکھا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ انہیں اس پاکیزہ دعوت کی طرف بلاتے ہو تو وہ اپنی سرکشی میں معذرت کرتے ہوئے کہتے ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس لئے ہم تمہاری بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ... ﴿٥﴾ [3]

ترجمہ: کہتے ہیں جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔

...وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ... ﴿١٥٥﴾ [4]

---

[1] آل عمران ۴۹

[2] سنن ابوداود كِتَاب الْأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّعْرِ ۵۰۱۵

[3] حم السجدة ۵

[4] النساء ۱۵۵

ترجمہ: اور یہاں تک کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں۔
حقیقت یہ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے کفروشرک کی وجہ سے ان پر اللہ کی پھٹکار (لعنت) پڑی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر خیر و بھلائی سے دور ہٹا کر محروم کر دیا ہے، اس لیے وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی، حالانکہ کہ پہلے یہ خود (اس کے ذریعہ)

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ

کافروں پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر،

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۹ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا

بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، وہ ان کا کفر کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ

چیز کے ساتھ محض اس بات سے جل کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل جس بندہ پر چاہا نازل فرمایا اس کے باعث یہ لوگ غضب پر

وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹۰ (البقرۃ ۸۹،۹۰)

غضب کے مستحق ہو گئے اور ان کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

اور اب اللہ نے خیر الخلائق، خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کے ذریعے سے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے یہ جلیل القدر کتاب نازل فرمائی ہے، جو ان تعلیمات کی تصدیق کرتی ہے جنہیں تورات نے پیش کیا جس کا ان کو علم و یقین ہے، اور علاوہ ازیں جاہلیت کے زمانے میں جب کبھی ان کے اور مشرکین کے درمیان لڑائی ہوتی تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! آخری نبی جلد مبعوث فرما جس کی صفتیں ہم تورات میں پڑھتے ہیں، اور مشرکین کو ڈرایا کرتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے اور ہم اس نبی کے ساتھ مل کر مشرکین کے خلاف جنگ کریں گے،

فَقَالَ لَهُمْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَبِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ أَخُو بَنِي سَلِمَةَ: يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، اتَّقُوا اللهَ وَأَسْلِمُوا فَقَدْ كُنْتُمْ تَسْتَفْتِحُونَ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَهْلُ شِرْكٍ، وَتُخْبِرُونَنَا أَنَّهُ مَبْعُوثٌ،وَتَصِفُونَهُ لَنَا بِصِفَتِهِ، فَقَالَ سَلَّامُ بْنُ مِشْكَمٍ أَخُو بَنِي النَّضِيرِ: مَا جَاءَنَا بِشَيْءٍ نَعْرِفُهُ، وَمَا هُوَ بِالَّذِي كُنَّا نَذْكُرُ لَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِ: {وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور خاندان بنو سلمہ کے بشر بن براء بن معرور نے ان سے کہا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو تم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارے خلاف مدد مانگا کرتے تھے جبکہ ہم مشرک تھے اور تمہیں بتایا کرتے تھے کہ اس نبی کی بعثت ہونے ہی والی ہے اور تم تو ان کی نشانیاں بھی بیان کیا کرتے تھے، اس کے جواب میں بنو نضیر کے سلام بن مشکم نے کہا آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جسے ہم پہچانتے ہوں، یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تمہارے سامنے ذکر کیا کرتے تھے، تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی، حالانکہ کہ پہلے یہ خود (اس کے ذریعہ) کافروں پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر۔''[1]

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ:كَانَتِ الْيَهُودُ تَسْتَنْصِرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُشْرِكِي الْعَرَبِ، يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ ابْعَثْ هَذَا النَّبِيَّ الَّذِي نَجِدُهُ مَكْتُوبًا عِنْدَنَا حَتَّى يُعَذِّبَ الْمُشْرِكِينَ وَيَقْتُلُهُمْ. فَلَمَّا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا وَرَأَوْا أَنَّهُ مِنْ غَيْرِهِمْ كَفَرُوا بِهِ حَسَدًا لِلْعَرَبِ، وَهُمْ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَقَالَ اللَّهُ: {**فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ**}[2]

ابو العالیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہود مشرکین عرب کے خلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ فتح طلب کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! اس نبی کو اب مبعوث فرمادے جس کے بارے میں ہم اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں تا کہ وہ مشرکوں کو (ان کی حرکات کا) مزہ چکھائیں اور انہیں قتل کر دیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمادیا اور یہودیوں نے دیکھا کہ آپ کا تعلق ان سے نہیں ہے تو انہوں نے عربوں سے حسد کرتے ہوئے آپ کے ساتھ کفر کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی، حالانکہ کہ پہلے یہ خود (اس کے ذریعہ) کافروں پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر۔''[3]

مگر جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور تورات وانجیل میں لکھے ہوئے اوصاف کو پڑھ کر جسے وہ اچھی پہچان بھی گئے اور ان کے دل بھی قائل ہو گئے،

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَحَبَّ وَلَدِ أَبِي إِلَيْهِ، وَإِلَى عَمِّي أَبِي يَاسِرٍ، لَمْ أَلْقَهُمَا قَطُّ مَعَ وَلَدٍ لَهُمَا إِلَّا أَخَذَانِي دُونَهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وَنَزَلَ قُبَاءَ، فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، غَدَا عَلَيْهِ أَبِي، حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ، وَعَمِّي أَبُو يَاسِرِ بْنِ أَخْطَبَ، مُغَلِّسَيْنِ قَالَتْ: فَلَمْ يَرْجِعَا حَتَّى كَانَا مَعَ غُرُوبِ الشَّمْسِ،قَالَتْ: فَأَتَيَا كَالَّيْنِ كَسْلَانَيْنِ سَاقِطَيْنِ يَمْشِيَانِ الْهُوَيْنَى، قَالَتْ: فَهَشِشْتُ إِلَيْهِمَا كَمَا كنت أصنع، فو الله مَا الْتَفَتَ إِلَيَّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا، مَعَ مَا بِهِمَا مِنَ الْغَمِّ. قَالَتْ: وَسَمِعْتُ عَمِّي أَبَا يَاسِرٍ، وَهُوَ يَقُولُ لِأَبِي حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ وَاللَّهِ،قَالَ: أَتَعْرِفُهُ وَتُثْبِتُهُ؟قَالَ: نَعَمْ،قَالَ: فَمَا فِي نَفْسِكَ مِنْهُ؟ قَالَ: عَدَاوَتُهُ وَاللَّهِ مَا بَقِيتُ

[1] تفسیر طبری ۲٫۳۳۳

[2] البقرۃ: ۸۹

[3] تفسیر طبری ۲٫۳۳۵

ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا جو ایک بڑے یہودی عالم کی بیٹی اور ایک دوسرے عالم کی بھتیجی تھیں فرماتی ہیں میں اپنے باپ اور چچا ابو یاسر کو ان کی سب اولاد سے زیادہ پیاری تھی جس وقت مجھے دیکھتے تھے تو سب اولاد کو چھوڑ کر مجھ کو پیار کرتے تھے، فرماتی ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور قبا کے اندر بنی عمرو بن عوف میں ٹھیرے، صبح اندھیرے میرے باپ اور چچا دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے گئے اور شام کو غروب کے بہت بعد تھکے ہوئے گھر واپس آئے، میں حسب سابق ان کے پاس گئی مگر وہ میری طرف ملتفت نہ ہوئے، اور میں نے اپنے کانوں سے ان دونوں کو یہ گفتگو کرتے سنا، میرے چچا ابو یاسر نے میرے باپ حی بن اخطب سے پوچھا کیا واقعی یہ وہی نبی ہے جس کی پیشین گوئیاں ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں؟ میرے والد نے جواب دیا اللہ کی قسم! ہاں، یہ وہی نبی ہیں، میرے چچا نے کہا کیا تم کو اس بات کا مکمل یقین ہے؟ میرے والد نے جواب دیا ہاں، میرے چچا نے پوچھا پھر کیا ارادہ ہے؟ میرے والد نے جواب دیا جب تک جان میں جان ہے اس کی مخالفت کروں گا اور اس کی بات چلنے نہ دوں گا۔ [1]

بن عَائِذٍ مِنْ طَرِيقِ عُرْوَةَ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَتَاهُ مِنْهُمْ أَبُو يَاسِرِ بْنِ أَخْطَبَ أَخُو حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ فَسَمِعَ مِنْهُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ لِقَوْمِهِ أَطِيعُونِي فَإِنَّ هَذَا النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا نَنْتَظِرُ فَعَصَاهُ أَخُوهُ وَكَانَ مُطَاعًا فِيهِمْ فَاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ فَأَطَاعُوهُ عَلَى مَا قَالَ وَرَوَى

ابن عائذ بطریق عروۃ بن زبیر سے مروی ہے کہ حیی بن اخطب یہودی کا بھائی یاسر بن اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی اور قرآن مجید سے چند آیات بھی تلاوت فرمائیں، کلام اللہ سن کر وہ اپنی قوم میں گیا اور کہا میرا کہا مانو یہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے وہ آ گئے ہیں لہذا ان پر ایمان لاؤ، لیکن حیی بن اخطب نے جو قوم میں بڑا تھا اور سردار مانا جاتا تھا اور اس کی قوم اس کی اطاعت کرتی تھی شیطان اس پر غالب ہو گیا اور اسے حق قبول کرنے سے روکا، اس نے اپنے بھائی کی پرزور دلیل کو رد کر دیا، قوم نے بھی اپنے سردار کی اطاعت کی اور یاسر بن اخطب کی سچی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ [2]

مگر محض تعصب اور حسد کی وجہ سے انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ان پر منزل کلام قرآن کریم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، ان منکرین حق پر اللہ کی لعنت ہے، کیسی بری چیز ہے جس کی خاطر انہوں نے اپنی فلاح و سعادت اور اپنی نجات کو قربان کر دیا کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے اس کو قبول کرنے سے صرف اس تعصب کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے بنی اسرائیل کے بجائے بنو اسماعیل میں سے اپنے جس بندے کو چاہا وحی و رسالت سے نواز دیا! لہذا عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر تسلیم نہ کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کے بدلے تکذیب اور آپ کی نصرت و امداد کے بدلے مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ، فَالْغَضَبُ عَلَى غَضَبٍ بِغَضَبِهِ عَلَيْهِمْ فِيمَا كَانُوا ضَيَّعُوا مِنَ التَّوْرَاةِ وَهِيَ مَعَهُمْ، وَغَضَبٌ بِكُفْرِهِمْ بِهَذَا النَّبِيِّ الَّذِي أَحْدَثَ اللهُ عَلَيْهِمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ''اس کے باعث یہ لوگ غضب پر غضب کے مستحق ہو گئے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اس کے

[1] ابن ہشام ۵۱۸/۱، الروض الانف ۲۰۷/۴، البدایة والنہایة ۲۵۸/۳، دلائل النبوة لابی نعیم ۷۷،۳۷/۱، دلائل النبوة للبیہقی ۵۳۳/۲
[2] فتح الباری ۲۷۵/۷

معنی یہ ہیں کہ وہ غضب بالائے غضب میں مبتلا ہو گئے، پہلا غضب تو انہوں نے یہ کیا کہ تورات کو ضائع کر دیا حالانکہ یہ ان کے پاس موجود تھی، اور دوسرا غضب یہ ڈھایا کہ اس نبی کا بھی انکار کر دیا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ (۱)

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: يَقُولُ اللهُ: فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ، يَقُولُ: غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ بِكُفْرِهِمْ بِالْإِنْجِيلِ وَعِيسَى، ثُمَّ غَضِبَ عَلَيْهِمْ بِكُفْرِهِمْ بِمُحَمَّدٍ وَبِالْقُرْآنِ

ابو العالیہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''لہٰذا اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں۔'' کے بارے میں کہتے ہیں پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں انجیل اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کی وجہ سے غضب کا مستوجب قرار دیا پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے ساتھ کفر کی وجہ سے غضب کے مستحق ٹھیرے۔ (۲)

اور ایسے کافروں کے لیے دنیا و آخرت میں سخت ذلت آمیز سزا مقرر ہے۔ جیسے فرمایا

...الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ (۳)

ترجمہ: جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَمْثَالَ الذَّرِّ، فِي صُوَرِ النَّاسِ، يَعْلُوهُمْ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الصَّغَارِ حَتَّى يَدْخُلُوا سِجْنًا فِي جَهَنَّمَ، يُقَالُ لَهُ: بُولَسُ، فَتَعْلُوَهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ

عمرو بن شعیب سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، ہر طرف سے ذلت انہیں ڈھانپ لے گی، پھر وہ لوگ جہنم کے ایک قید خانے کی طرف دھکیلے جائیں گے جس کا نام بولس ہے، ان پر آگ چھا جائے گی، اور انہیں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو سڑا ہوا بدبودار کیچڑ ہے۔ (۴)

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں کہ جو ہم پر اتاری گئی اس پر ہمارا

وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

ایمان ہے حالانکہ اس کے بعد والی کے ساتھ جو ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے کفر کرتے ہیں، اچھا ان سے یہ تو

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۷۳

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۷۳

(۳) المومن ۶۰

(۴) مسند احمد ۶۶۷۷، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب باب ۲۴۹۲

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ (البقرۃ ۹۱)

دریافت کریں اگر تمہارا ایمان پہلی کتابوں پر ہے تو پھر تم نے اگلے انبیاء کو کیوں قتل کیا؟۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہودیوں کو دعوت اسلام پیش کرتے رہتے تھے مگر انہوں نے پہچاننے کے باوجود اپنے بغض وعناد اور تعصّبات میں مبتلا ہو کر پیغمبر آخر الزمان ﷺ پر اور ان پر منزل کتاب قرآن پر ایمان لانے کو مسترد کر دیا، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ... ﴿۲۰﴾ [1]

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو اس طرح غیر مشتبہ طور پر پہچانتے ہیں جیسے ان کو اپنے بیٹوں کے پہچاننے میں کوئی اشتباہ پیش نہیں آتا۔

اور تکبر وسرکشی سے کہا کہ وہ صرف اپنی طرف نازل شدہ کتابوں کو ہی مانیں گے اور اس پر عمل کریں گے اس کے علاوہ ہم نہ کسی رسول کو مانیں گے اور نہ کسی کتاب کو، حالانکہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ یہ قرآن حق ہے لہذا یہ معلوم ہو جانے کے بعد اس کا انکار کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا ہے اور حق کا انکار کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، اور یہ قرآن اس سے پہلے مبعوث تمام انبیاء اور نازل شدہ تمام کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے، اس لئے ان پر فرض تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ان منزل تمام کتابوں کے ساتھ اس کتاب قرآن مجید پر بھی ایمان لائیں مگر انہوں نے تورات کے علاوہ اللہ کی اور نازل کردہ کتابوں کا انکار کر دیا اور اللہ کے رسولوں اور کتابوں میں تفریق کی اور یہ عین کفر ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا... ﴿۱۵۱﴾ [2]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ تم صرف اپنی کتاب تورات پر ہی ایمان رکھو گے اور اس پر ہی عمل کرو گے تو پھر تم لوگوں نے اپنے انبیاء کو کیوں قتل کیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اب بھی تمہارا انکار محض حسد وعناد اور تعصب پر مبنی ہے۔

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

تمہارے پاس تو موسیٰ یہی دلیلیں لے کر آئے لیکن تم نے پھر بھی بچھڑا پوجا تم ہو ہی ظالم،

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ

جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور کو کھڑا کر دیا (اور کہہ دیا) کہ ہماری دی ہوئی چیز کو مضبوط تھامو اور سنو!

[1] الانعام ۲۰

[2] النساء ۱۵۱

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی، اور ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت (گویا) پلادی گئی بسبب ان کے

بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ (البقرۃ ۹۳،۹۲)

کفر کے، ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا ایمان تمہیں بڑا حکم دے رہا ہے اگر تم مومن ہو۔

موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس حق کو بیان کرنے والے واضح دلائل لے کر آئے مثلاً لکڑی کا سانپ بن جانا، ہاتھ کا چاند کی طرح روشن ہوجانا، اور بطور بددعا جو معجزے ظاہر ہوئے مثلاً طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون وغیرہ اور جب تم بحر قلزم کو عبور کر رہے تھے اس وقت سمندر کو چیر دینا اور پانی کو پتھر کی دیوار کی طرح بنادینا، پھر جب تم صحرائے سینا میں پہنچے اس وقت لق ودق صحرا میں دھوپ سے بچاؤ کے لیے بادلوں کا سایہ ہونا، خوراک کے لئے من وسلویٰ اتارنا، صحرا میں پتھر کی چٹان سے تمہارے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشمے جاری کرنا یہ تمام بڑے بڑے معجزات جو ان کی نبوت کی اور اللہ کی توحید کی روشن دلیلیں تھیں مگر اس کے باوجود جب وہ اپنی قوم کے ستر برگزیدہ آدمیوں کے ساتھ تورات لینے کوہ طور پر گئے تو تم ایسے ظالم تھے کہ اس کے پیٹھ موڑتے ہی اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ... ﴿۱۴۸﴾ [۱]

ترجمہ: موسیٰ کے پیچھے اس کی قوم کے لوگوں نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کا پتلا بنایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی۔

پھر ذرا اس میثاق کو یاد کرو جو ہم نے کوہ طور کو تمہارے اوپر سائبان کی طرح اٹھا کر تم سے لیا تھا، اس وقت ہم نے تمہیں سختی کے ساتھ تاکید کی تھی کہ جو ہدایات ہم دے رہے ہیں ان کی سختی کے ساتھ پابندی کرو اور کان لگا کر سنو۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ [۲]

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اُٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا اور جو احکام وہدایات اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا اسی ذریعے سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو گے۔

مگر تمہارے اسلاف کے کفر کی یہ انتہا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے ان ہدایات کو سن لیا مگر ہم اس پر عمل نہیں کریں گے، اور ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ ان کے دلوں میں بچھڑا ہی بسا ہوا تھا،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی چیز کی (اندھی) محبت تمہیں اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ [۳]

یہ الفاظ مرفوعاً ثابت نہیں البتہ ابودرداء کا قول ہے۔

[۱] الاعراف ۱۴۸

[۲] البقرۃ ۶۳

[۳] مسند احمد ۲۱۶۹۴، سنن ابوداود أَبْوَابُ النَّوْمِ بَابٌ فِي الْهَوَى ۵۱۳۰

اے نبی ﷺ! کہو اگر تم مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو تمہارا یہ عجیب ایمان ہے جو تمہیں کفر و شرک پر مبنی اعمال کا حکم دیتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

آپ کہہ دیجئے اگر آخرت کا گھر صرف تمہارے ہی لیے ہے، اللہ کے نزدیک اور کسی کے لیے نہیں

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ

تو آؤ اپنی سچائی کے ثبوت میں موت طلب کرو، لیکن اپنی کرتوتوں کو دیکھتے ہوئے کبھی بھی موت نہیں مانگیں گے،

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ

اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے، بلکہ سب سے زیادہ دنیا کی زندگی کا حریص اے نبی! آپ انہیں کو پائیں گے،

وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ

یہ حرص زندگی میں مشرکوں سے بھی زیادہ ہیں ان میں سے تو ہر شخص ایک ایک ہزار سال کی عمر چاہتا ہے گو یہ عمر دیا جانا بھی

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (البقرۃ ۹۴ تا ۹۶)

انہیں عذاب سے نہیں چھڑا سکتا، اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو اگر تمہیں اپنے دعوؤں کی صداقت پر پورا یقین ہے کہ ہم اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں، جیسے فرمایا

...نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ... ﴿۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

اس لئے یہ جنت کے مستحق ہیں اور باقی لوگ جہنم میں جائیں گے۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى... ﴿۱۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو۔

اور آگ تمہیں چند روز سے زیادہ نہیں چھوئے گی تب تو تمہیں چاہیے کہ موت کی تمنا کرو تا کہ اس دنیا کے مصائب و الام سے چھٹکارا پا کر جلد از جلد اللہ کی نعمتوں بھری جنتوں میں پہنچ جاؤ، مگر یقین جانو کہ یہ اپنے کفر و معاصی کے اعمال کے باعث کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے، اس لیے کہ جس کفر و معاصی کا یہ ارتکاب کر رہے ہیں اس کا اقتضا یہی ہے کہ یہ وہاں جانے کی تمنا نہ کریں، اللہ ان ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے، جیسے فرمایا

---

(۱) المائدۃ ۱۸

(۲) البقرۃ ۱۱۱

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ [1]

ترجمہ: ان سے کہو، اے لوگوں جو یہودی بن گئے ہو اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے اس زعم میں سچے ہو لیکن یہ ہرگز اس کی تمنا نہ کریں گے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ کر چکے ہیں، اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے، ان سے کہو جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو تمہیں آ کر رہے گی پھر تم اس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو پوشیدہ وظاہر کا جاننے والا ہے اور تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

موت کی آرزو تو کجا یہ تو دنیاوی زندگی کے تمام لوگوں حتی کہ مشرکین سے بھی زیادہ حریص ہیں جو رسولوں، کتابوں اور کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے، ان کی دنیا سے محبت کا یہ حال ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص کی یہ خواہش ہے کہ کسی طرح ہزار برس کی زندگی گزارے،

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: حُبِّبَتْ إِلَيْهِمُ الْخَطِيئَةُ طُولَ الْعُمُرِ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ گناہوں نے ان میں طویل عمر کی خواہش پیدا کر رکھی ہے۔ [2]

چاہے یہ زندگی عزت و شرافت کی ہو یا ذلت اور کمینہ پن کی ہو، حالانکہ لمبی عمر بہرحال اسے عذاب جہنم سے تو دور نہیں پھینک سکتی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ} أَيْ مَا هُوَ بِمُنْجِيهِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُشْرِكَ لَا يَرْجُو بَعْثًا بَعْدَ الْمَوْتِ، فَهُوَ يُحِبُّ طُولَ الْحَيَاةِ، وَأَنَّ الْيَهُودِيَّ قَدْ عَرَفَ مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخِزْيِ بِمَا ضَيَّعَ مَا عِنْدَهُ مِنَ الْعِلْمِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ”حالانکہ لمبی عمر بہرحال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔“ کی تفسیر میں روایت ہے کہ طویل عمر بھی انہیں اللہ کے عذاب سے نجات نہیں دلا سکتی کیونکہ مشرک بعث بعد الموت کی امید نہیں رکھتا اسی لیے وہ طویل زندگی کو پسند کرتا ہے، اور ہر یہودی کو بھی معلوم ہے کہ اسے آخرت میں کس قدر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا اس سبب سے کہ اس نے اس علم کو ضائع کر دیا جو اس کے پاس تھا۔ [3]

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ: {يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ} وَيَهُودُ أَحْرَصُ عَلَى الْحَيَاةِ مِنْ هَؤُلَاءِ، وَقَدْ وَدَّ هَؤُلَاءِ لَوْ يُعَمَّرُ أَحَدُهُمْ أَلْفَ سَنَةٍ، وَلَيْسَ ذَلِكَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ لَوْ عُمِّرَ كَمَا عُمِّرَ إِبْلِيسُ لَمْ يَنْفَعْهُ ذَلِكَ، إِذْ كَانَ كَافِرًا وَلَمْ يُزَحْزِحْهُ ذَلِكَ عَنِ الْعَذَابِ

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اس آیت ” ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے، حالانکہ لمبی عمر بہرحال اسے

[1] الجمعۃ ۶تا۸

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۱/۱۷۹

[3] تفسیرابن ابی حاتم۱/۱۷۹

عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔'' کے بارے میں لکھا ہے کہ یہود تو ان لوگوں یعنی مشرکوں سے بھی زندگی کے زیادہ حریص ہیں ان میں سے ہر ایک کی خواہش ہے کہ کاش! اسے ہزار برس عمر مل جائے اور اگر اسے یہ عمر مل بھی جائے تو وہ عذاب سے بچ نہیں سکتا جیسا کہ کافر ہونے کی وجہ سے ابلیس کی طویل عمر اس کے لیے قطعاً فائدہ مند نہیں ہے۔ (۱)

جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ تو انہیں دیکھ ہی رہا ہے اور اسی کے مطابق ہی جزا دے گا۔

مسجد نبوی کے خدمت گار:

مسجد نبوی کی مختلف نوعیت کی خدمات سرانجام دے کر کتنے ہی خوش نصیب حضرات ہمیشہ سے دارین کی سرفرازی حاصل کرتے چلے آرہے ہیں، اور ہر فرد مفوضہ خدمت کی انجام دہی کو دنیا کے تخت و تاج سے بھی عزیز رکھتا ہے اور اس اعزاز کو اپنے لئے مایہ افتخار سمجھتا ہے، کیونکہ ایک مسلمان کے سامنے امام الانبیاء ﷺ کا یہ فرمان ذی شان ہے جب تم کسی آدمی کو مسجد کی خدمت کرتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِد فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَان

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو مسجد کی خدمت کرتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ (۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَخْرَجَ أَذًى مِنَ الْمَسْجِدِ، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد کی صفائی کر کے خس و خاشاک نکال دے گا اللہ کریم اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (۳)

امامت اور خطابت کا منصب علم و تقویٰ کے اعتبار سے یقیناً بلند اور عظیم المرتبت ہے لیکن مسجد نبوی کے جاروب کش کی قدر و منزلت بھی انتہائی قابل رشک ہے کیونکہ مسجد کی صفائی پر قیامت کے دن گراں قدر معاوضہ عطا ہو گا اس لئے یہ خدمت باعث ذلت نہیں بلکہ باعث عزت و رضائے الٰہی ہے اور یہ ایسی عظیم الشان خدمت ہے جسے خود سید عرب و عجم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انجام دیا اور آپ کے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی انجام دیتے رہے، اور ایک سیاہ فام بڑھیا صحابیہ ہمیشہ مسجد نبوی میں جھاڑو دینے کی خدمت سرانجام دیا کرتی تھی بعض روایات میں مذکورہ خادم کے مرد یا عورت ہونے کا شبہ ظاہر کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ

---

(۱) تفسیر طبری ۲۸۲/۲

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ ۲۶۱۷، سنن الدارمی ۱۲۵۹، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ لُزُومِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ ۸۰۲، مشكوة المصابيح كتاب الصَّلَاة بَاب الْمَسَاجِد ومواضع الصَّلَاة

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ تَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا ۷۵۷

أَنَّهَا امْرَأَةٌ وَأَنَّهَا أُمُّ مِحْجَنٍ

وہ عورت تھی اور اس کی کنیت ام محجن تھی۔ (۱)

یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ اس کی وجہ سے سید الامم ﷺ اس بڑھیا کی بے حد قدر فرماتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَسَأَلَ عَنْهَا بَعْدَ أَيَّامٍ،فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا مَاتَتْ،قَالَ:فَهَلَّا آذَنْتُمُونِي، فَأَتَى قَبْرَهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک کالی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کو کئی دن تک نہیں دیکھا تو اس کا حال پوچھا، لوگوں نے کہا وہ مر گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے خبر کیوں نہ دی، اس کے بعد آپ ﷺ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي المَسْجِدِ يَقُمُّ المَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ،فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ:مَا فَعَلَ ذَلِكَ الإِنْسَانُ؟قَالُوا: مَاتَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:أَفَلاَ آذَنْتُمُونِي؟فَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ،قَالَ: فَحَقَرُوا شَأْنَهُ،قَالَ:فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ،فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کالے رنگ کا ایک مرد یا ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی، ان کی وفات ہوگئی لیکن نبی کریم ﷺ کو ان کی وفات کی خبر کسی نے نہیں دی، ایک دن آپ ﷺ نے خود یاد فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کا تو انتقال ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ وجوہ تھیں (اس لئے آپ کو تکلیف نہیں دی گئی) گویا لوگوں نے ان کو (ایک معمولی عورت اور) حقیر جان کر قابل توجہ نہیں سمجھا (مگر آپ کی نگاہ میں اس کی حیثیت سے بڑی وقعت اور قدر تھی کہ اسے خادم مسجد نبوی ہونے کا شرف حاصل تھا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ چلو مجھے ان کی قبر بتادو چنانچہ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:فَقَدَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَلْتَقِطُ الْخِرَقَ وَالْعِيدَانَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: أَيْنَ فُلَانَةُ، قَالُوا: مَاتَتْ، قَالَ: أَفَلَا آذَنْتُمُونِي، قَالُوا مَاتَتْ مِنَ اللَيْلِ وَدُفِنَتْ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَبْرِهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ: إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا تَدَعُوا أَنْ تُؤْذِنُونِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے کالی عورت کی عدم موجودگی کو محسوس کیا جو پونچا اور مسجد کی صفائی کرتی تھی تو فرمایا کہ فلانہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ تو فوت ہوگئی ہے، فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا وہ رات کو فوت ہوئی تھی

---

(۱) فتح الباری ۱۱۸/۳

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ۱۵۲۷

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى القَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ ۱۳۳۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۰۱۲، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ۱۵۲۸

اور رات کو ہی اسے دفن کر دیا گیا ہم نے آپ کو تکلیف دینا پسند نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی، اور فرمایا تم میں سے جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو مجھے خبر دو تا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (1)

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ

(اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ جو جبرائیل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے جو پیغام ان کے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ

پاس کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے (تو اللہ بھی اس کا دشمن ہے) جو شخص

وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ لَقَدْ

اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے، اور یقیناً ہم نے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ

آپ کی طرف روشن دلیلیں بھیجی ہیں جن کا انکار سوائے بدکاروں کے کوئی نہیں کرتا، یہ لوگ جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ

تو ان کی ایک نہ ایک جماعت اسے توڑ دیتی ہے بلکہ ان میں سے اکثر ایمان سے خالی ہیں، جب کبھی ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ

اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا، ان اہل کتاب کے ایک فرقہ نے

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ (البقرۃ ۹۷ تا ۱۰۱)

اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دیا گویا جانتے ہی نہ تھے۔

چند یہودی علما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے ابا القاسم! اگر آپ ہمارے ان چند سوالوں کو جواب دے دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی پیروی کریں گے کیوں کہ نبی کے سوا کوئی ان سوالوں کو جواب نہیں دے سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، جب انہوں نے اپنے سوالات پوچھے اور آپ ﷺ نے ان کے سوالات کے صحیح جوابات دے دیئے تو انہوں نے لاجواب ہو کر پوچھا آپ پر وحی کون لاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جبریل علیہ السلام وحی لاتے ہیں، اس پر یہود کہنے لگے جبریل علیہ السلام تو ہمارا دشمن ہے، وہی تو حرب و قتال اور عذاب لے کر اترتا رہا ہے چنانچہ اس بہانے سے آپ ﷺ کی نبوت

(1) السنن الکبریٰ للبیہقی ۶۹۱۸

پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ [1]

قَالُوا: فَأَخْبِرْنَا مَنْ صَاحِبُكَ الَّذِي يَأْتِيكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا يَأْتِيهِ مَلَكٌ بِالْخَبَرِ فَهِيَ الَّتِي نُتَابِعُكَ إِنْ أَخْبَرْتَنَا قَالَ:جِبْرِيلُ ، قَالُوا: ذَاكَ الَّذِي يَنْزِلُ بِالْحَرْبِ وَالْقِتَالِ، ذَاكَ عَدُوُّنَا لَوْ قُلْتَ: مِيكَائِيلُ الَّذِي يَنْزِلُ بِالنَّبَاتِ وَالْقَطْرِ وَالرَّحْمَةِ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ۔ [2] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

یہودی کہنے لگے اچھا یہ بتایئے کہ فرشتوں میں سے آپ کے پاس آنے والا کون ہے؟ کیونکہ ہر نبی کے پاس کوئی نہ کوئی فرشتہ خبر لے کر آتا ہے ،یہی آخری بات ہے اگر آپ بتادیں تو ہم آپ کے پیروکار بن جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام ہے، انہوں نے کہا وہ تو لڑائی اور جنگ لے کر اترتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے اگر تم میکائیل بتاتے تو ہم ایمان لے آتے کیونکہ وہ نباتات، بارش اور رحمت لے کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں "(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ جو جبرائیل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے۔" [3]

اور اس سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے اور ایک یہودی عالم عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کیا تھا تو اس موقع پر بھی یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں جبریل علیہ السلام سے اپنی دشمنی کا اظہار کیا تھا۔

قَالَ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ

وہ کہنے لگے وہ تو فرشتوں میں سے یہود کا دشمن ہے۔ [4]

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجئے کہ جو جبرائیل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے جو پیغام پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے تو اللہ بھی ایسے ظالموں کا دشمن ہے، یہودی کہتے تھے کہ میکائیل ہمارا دوست ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جبریل علیہ السلام ہوں یا میکائیل علیہ السلام ہوں یا دوسرے فرشتے سب میرے مقبول بندے ہیں، جو شخص اللہ وحدہ لاشریک کا اور اس کے بیشمار فرشتوں اور رسولوں کا اور مقرب فرشتے جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی رکھی اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ [5]

گویا اللہ کے کسی ایک ولی سے دشمنی سارے اولیاء اللہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی دشمنی ہے، جیسے کسی ایک پیغمبر کا انکار تمام پیغمبروں

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۳۵/۱، فتح القدیر ۱۳۷/۱

[2] البقرۃ: ۹۷

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۸۰/۱

[4] صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ ۴۴۸۰

[5] صحیح بخاری کِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ التَّوَاضُعِ ۶۵۰۲

کاانکار ہے،اور اللہ کے دوست وہ ہوتے ہیں جو اپنے اعتقاد ویقین کو قرآن وسنت کے مطابق درست کرلیں،یعنی جن کے دلوں میں ایمان ویقین ہوتا ہے جو ان کے چہروں سے ظاہر ہورہا ہوتا ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ الذين إذا رأوا ذُكِرَ اللَّهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر سلف صالحین فرماتے ہیں اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ [1]

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ:سنو! جو اللہ کے دوست ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویّہ اختیار کیا ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ... [3]

ترجمہ:اللہ ان لوگوں کا ولی (دوست) ہے جو ایمان لائے۔

اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی تعظیم نہایت ضروری ہے اور ان سے بغض وعناد اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ اس کے خلاف اعلان جنگ فرماتا ہے،لیکن اولیاء اللہ سے محبت اور تعظیم کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر گنبد اور قبے بنائے جائیں،ان کی قبروں پر سالانہ عرس کے نام پر میلوں ٹھیلوں کا اہتمام کیا جائے،ان کے نام کی نذر ونیاز اور قبروں کو غسل دیا جائے اور ان پر چادریں چڑھائی جائیں اور انہیں حاجت روا،مشکل کشا اور نفع اور نقصان پہنچانے والا سمجھا جائے،ان کی قبروں پر دست بستہ قیام اور ان کی چوکھٹوں پر سجدہ کیا جائے،یہ اللہ کے دوستوں سے محبت نہیں بلکہ ان کی عبادت ہے جو شرک اور ظلم عظیم ہے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۝ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ [4]

ترجمہ:یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ہم نے تمہاری طرف ایسی آیات نازل کی ہیں جو صاف صاف حق کا اظہار کرنے والی ہیں اور ان کی پیروی سے صرف وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو تکبر وغرور اور تعصب کی بنا پر اللہ کی اطاعت سے نکل گئے ہوں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ} يَقُولُ: فَأَنْتَ تَتْلُوهُ عَلَيْهِمْ وَتُخْبِرُهُمْ بِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَأَنْتَ عِنْدَهُمْ أُمِّيٌّ لَمْ تَقْرَأْ كِتَابًا، وَأَنْتَ تُخْبِرُهُمْ بِمَا فِي أَيْدِيهِمْ عَلَى وَجْهِهِ، يَقُولُ اللهُ: فَفِي ذَلِكَ لَهُمْ عِبْرَةٌ وَبَيَانٌ وَعَلَيْهِمْ حُجَّةٌ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت ’’ہم نے تمہاری طرف ایسی آیات نازل کی ہیں جو صاف صاف حق کا اظہار کرنے والی ہیں۔‘‘ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کی طرف ان آیات بینات کو نازل فرمایا ہے،آپ انہیں یہ پڑھ کر سناتے اور صبح وشام بتاتے ہیں حالانکہ آپ

[1] تفسیرابن کثیر ۴/۲۴۲

[2] یونس ۶۲،۶۳

[3] البقرۃ ۲۵۷

[4] لقمان ۱۳

ان کے نزدیک امی ہیں کہ آپ نے آج تک قرآن مجید کے سوا کسی اور کتاب کو نہیں پڑھا لیکن ان کی کتابوں میں جو کچھ موجود ہے آپ انہیں ان کے بارے میں صحیح صحیح بتا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں عبرت ونصیحت اور بیان وحجت ہے، اے کاش! کہ یہ لوگ اس حقیقت کو جان لیں۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی فرمائی کہ کیا بنی اسرائیل کی تاریخ میں ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب بھی انہوں نے اللہ کے ساتھ کوئی پختہ عہد کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی بالائے طاق رکھ دیا؟ عہد شکنی تو ان لوگوں کا پرانا شیوہ ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ مَالِكُ بْنُ الصَّيْفِ حِينَ بُعِثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ لَهُمْ مَا أَخَذَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْمِيثَاقِ وَمَا عَهِدَ اللهِ إِلَيْهِمْ فِيهِ: وَاللهِ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا أَخَذَ لَهُ عَلَيْنَا مِيثَاقًا، فَأَنْزَلَ اللهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: {أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ} (۲)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ ﷺ نے یہودیوں کو خصوصاً وہ عہد و میثاق یاد دلایا جو ان سے آپ کے بارے میں لیا گیا تھا تو مالک بن صیف (قنیقاع) کہنے لگا اللہ کی قسم! ہم سے تو محمد ﷺ کے بارے میں کوئی عہد و میثاق نہیں لیا گیا تھا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ " کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی بالائے طاق رکھ دیا؟۔" نازل فرمائی۔ (۳)

عَنِ الْحَسَنِ قَوْلُهُ: {أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ} قَالَ: نَعَمْ، لَيْسَ فِي الْأَرْضِ عَهْدٌ يُعَاهِدُونَ عَلَيْهِ إِلَّا نَقَضُوهُ وَنَبَذُوهُ يُعَاهِدُونَ الْيَوْمَ وَيَنْقُضُونَ غَدًا

امام حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان " کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی بالائے طاق رکھ دیا؟ بلکہ ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں جو سچے دل سے ایمان نہیں لاتے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا عہد و پیمان نہیں جو یہود سے لیا گیا ہو اور اسے انہوں نے نہ توڑا ہو ان کی عادت ہی یہی ہے کہ آج جو عہد کرتے ہیں کل اسے توڑ دیتے ہیں۔ (۴)

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ سچے دل سے ایمان نہیں لاتے، اگر ان کے ایمان میں کوئی صداقت ہوتی تو ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہوتی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ... (۵)

---

(۱) تفسیر طبری ۲/۲۹۸

(۲) البقرۃ: ۱۰۰

(۳) تفسیر طبری ۲/۴۰۰

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۸۴

(۵) الاحزاب ۲۳

ترجمہ: ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔

اور جب ان کے پاس رسول کریم حق کے ساتھ یہ جلیل القدر کتاب لے کر آئے جو پہلے سے منزل تورات وانجیل کی تصدیق وتائید کرتا ہے تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب اللہ (قرآن مجید) کو اس طرح بے رغبتی سے پس پشت ڈالا گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں،

عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهُ: كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ قَالَ: إِنَّ الْقَوْمَ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَلٰكِنَّهُمْ نَبَذُوا عِلْمَهُمْ وَكَتَمُوهُ وَجَحَدُوا بِهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جانتے تو تھے لیکن جاننے کے باوجود انہوں نے اسے پھینک دیا، چھپایا اور اسے ماننے سے انکار کر دیا۔[1]

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے، سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا

وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت ماروت دو فرشتوں پر

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ

جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں

فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ

تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے

بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا

کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نہ نفع پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ

اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں،

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ

کاش کہ یہ جانتے ہوتے، اگر یہ لوگ صاحب ایمان متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب انہیں ملتا

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (البقرۃ ۱۰۲، ۱۰۳)

اگر یہ جانتے ہوتے۔

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۸۴/۱

جب یہودیوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے عہد کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا تو شیطان کے پیچھے لگ کر نہ صرف جادو ٹونے پر عمل کرتے رہے بلکہ لوگوں کو یہ باور کرایا کہ سلیمان علیہ السلام بھی (نعوذ باللہ) اللہ کے پیغمبر نہیں بلکہ جادو کے عامل تھے اور انہوں نے جادو کے زور پر ہی اتنی بڑی سلطنت حاصل کی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید میں فرمایا یہ جھوٹ بول رہے ہیں سلیمان علیہ السلام نے کبھی جادو کا عمل سیکھ کر کفر کا ارتکاب نہیں کیا، جادو کا علم تو بنی اسرائیل نے اس وقت شروع کیا جب شاہ بابل بخت نصر نے اور پھر اشوریوں نے بنی اسرائیل کی دونوں حکومتوں کا خاتمہ کر کے انہیں منتشر کر دیا اور یہ غلامی، جہالت اور ذلت وپستی میں مبتلا ہو کر جادو ٹونے، طلسمات وعملیات اور تعویز گنڈوں کی طرف مائل ہوئے، اس طرح کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین جن وانس تھے جو سلیمان علیہ السلام کے بعد لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے، اسی دور میں اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو انسانی شکل میں بابل میں بھیجا اور وہ بھی جادو کی دوکان کھول کر بیٹھ گئے، دوسری دوکانوں کی طرح لوگ اس دوکان کی طرف بھی مائل ہوئے، چنانچہ جب لوگ ان سے علم سحر سیکھنے کے لئے آتے تو وہ اتمام حجت کے لئے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ دیکھو ہم اللہ کی طرف سے بندوں کے آزمائش وامتحان کے لئے بھیجے گئے ہیں اس لئے تم جادو کا عمل سیکھ کر کفر میں مبتلا نہ ہو اور اپنی عاقبت خراب نہ کرو،

عَنِ الْحَسَنِ قَوْلُهُ: وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ، فَقَالَ: نَعَمْ أُنْزِلَ الْمَلَكَيْنِ بِالسِّحْرِ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ الْبَلَاءَ الَّذِي أَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْتَلِيَ بِهِ النَّاسَ ، فَأَخَذَ عَلَيْهِمَا الْمِيثَاقَ أَنْ لَا يُعَلِّمَانِ أَحَدًا حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے اس آیت "حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے، تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ دیکھو، ہم محض ایک آزمائش ہیں تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔" کی تفسیر میں فرمایا ہے دو فرشتوں کو جادو دے کر اتارا گیا تھا تاکہ وہ لوگوں کو یہ آزمائش سکھادیں جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرنا چاہی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ اس وقت تک کسی کو یہ جادو نہ سکھائیں جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ذریعہ آزمائش ہیں چنانچہ تم کفر میں نہ پڑو۔[1]

مگر بنو اسرائیل کی اخلاقی گراوٹ کا یہ حال تھا کہ اس تنبیہ کے باوجود بھی وہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال ڈالنے اور اپنی طرف مائل کرنے کے لئے علم سحر سیکھنے کے لئے ٹوٹے پڑ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی بابت فرمایا

...يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ... ﴿٥١﴾[2]

ترجمہ: ان کا حال یہ ہے کہ وہ جادو اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: الْجِبْتُ: السِّحْرُ , وَالطَّاغُوتُ: الشَّيْطَانُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الجبت کا معنی جادو اور الطاغوت سے مراد شیطان ہے۔[3]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۲/۱

[2] النساء ۵۱

[3] تفسیر طبری ۴۶۲/۸،۹۷۲۶، صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ

قَالَ مُجَاهِدٌ:الطَّاغُوتُ:الشَّيْطَانُ فِي صُورَةِ إِنْسَانٍ، يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ صَاحِبُ أَمْرِهِمْ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں "الطَّاغُوتُ" سے مراد انسانی صورت میں شیطان ہے جو ان پر حکمرانی کرتا ہے اور وہ حکم چلانے والا ہوتا ہے۔ (۱)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الطَّوَاغِيتِ قَالَ: كُهَّانٌ كان ينزل عَلَيْهِمْ شَيَاطِينُ،فى كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ

جابر رضی اللہ عنہ سے طاغویت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا طاغوت وہ شیطان ہے جن پر شیطان اترتا تھا اور ہر قبیلے کا الگ الگ کاہن ہوتا تھا۔ (۲)

وَقَالَ الْإِمَامُ مَالِكٌ: الطَّاغُوتُ هُوَ كُلُّ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل کو چھوڑ کر جس کی عبادت کی جائے وہ طاغوت ہے۔ (۳)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ: أُرَاهُ قَالَ:فَيَلْتَزِمُهُ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے وہ اپنے مرکز سے زمین کے ہر گوشے میں اپنے کارندوں کو فساد برپا کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے، سو اس سے مرتبہ میں زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو بڑا فساد برپا کرے (پھر وہ کارندے واپس آ کر اپنی اپنی کاروائیاں سناتے ہیں) کوئی شیطان کہتا ہے میں نے فلاں فتنہ برپا کیا (یعنی فلاں سے چوری کرائی، فلاں کو شراب پلوائی) تو شیطان کہتا ہے تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا (کوئی شیطان کہتا ہے میں نے فلاں شر کھڑا کیا مگر ابلیس ہر ایک سے کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا) پھر ایک شیطان آتا ہے اور اطلاع دیتا ہے کہ میں ایک عورت اور اس کے شوہر میں جدائی ڈال آیا ہوں، راوی کہتا ہے کہ ابلیس اس کے قریب ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے کام کیا ہے، اعمش نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ ابلیس یہ سن کر اسے گلے لگالیتا ہے۔ (۴)

اس لئے اسلام نے جادو کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کو کفر قرار دیا ہے

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ

جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جادوگر کی حد (سزا) یہ ہے کہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔ (۵)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ، فَقَالَ:مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کے ذریعے سے جادو کے علاج کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ

---

(۱) الدرالمنثورفی التفسیر بالماثور۲۲/۲، تفسیر ابن کثیر۳۳۴/۲

(۲) تفسیرابن کثیر۲۹۴/۲

(۳) تفسیرابن کثیر۲۹۴/۲

(۴) صحیح مسلم کتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ بَابُ تَحْرِيشِ الشَّيْطَانِ وَبَعْثِهِ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ وَأَنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ قَرِينًا ۷۱۰۶، مسنداحمد۱۴۳۷۷، شعب الایمان ۸۳۴۷،شرح السنة للبغوی ۴۲۱۳

(۵) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّاحِرِ ۱۴۶۰

شیطانی عمل ہے۔ (۱)

بَجَالَةَ، يَقُولُ:كَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ. قَالَ: فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ

بجالہ بن عبدۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکھا ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو، بجالہ مزید کہتے ہیں سو ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔ (۲)

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنّ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسحرِ

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے عادی شراب خور، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کو برحق ماننے والا۔ (۳)

وَأَطْلَقَ مَالِكٌ وَجَمَاعَةٌ أَنَّ السَّاحِرَ كَافِرٌ، وَأَنَّ السِّحْرَ كُفْرٌ، وَأَنَّ تَعَلُّمَهُ وَتَعْلِيمَهُ كَفْرٌ، وَأَنَّ السَّاحِرَ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ

امام مالک رضی اللہ عنہ اور دوسرے ائمہ کرام فرماتے ہیں جادوگر کافر ہے اور جادو کفر ہے وہ کفر کی تعلیم دیتا ہے اس لیے جادوگر کو قتل کر دینا چاہیے اور توبہ کی مہلت نہیں دینی چاہیے۔ (۴)

وقال أحمد ومَالِك رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى السَّاحِرَ كَافِر وَلَا يُسْتَتَابُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ بَلْ يَتَحَتَّمُ قَتْلُهُ بالخنجر

امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں جادوگر کافر ہے اس لئے اسے توبہ کی مہلت نہیں دینی چاہیے اور نہ اس کی توبہ قبول کرنی چاہیے بلکہ اسے خنجر سے قتل کر دینا چاہیے۔ (۵)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو، لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کونسی باتیں ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور جہاد سے فرار یعنی بھاگنا اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (۶)

---

(۱) مسند احمد ۱۴۱۳۵، سنن ابوداود كِتَاب الطِّبِّ بَابٌ فِي النُّشْرَةِ ۳۸۶۸

(۲) مسند الشافعی ۱/۳۸۳، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۸۹۸۲، السنن الکبری للبیہقی ۱۶۴۹۸

(۳) موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ۱/۳۳۵، ۱۳۸۰

(۴) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ۱/۱۲۴

(۵) حاشیۃ صحیح بخاری ۷/۱۳۶

(۶) ۔صحیح بخاری كِتَابُ الوَصَايَا بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ اليَتَامَى ظُلْمًا، إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ

ظاہر تھا کہ اللہ کے مشیت کے بغیر وہ علم سحر سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے،

عَنْ سُفْيَانَ: فِي قَوْلِهِ: {وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ} [1] قَالَ: بِقَضَاءِ اللَّهِ

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فرمان ''ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کہ بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے۔'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی قضا اور فیصلہ ہے۔ [2]

مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع کے بجائے نقصان دہ تھی اور ان یہودیوں کو خوب معلوم تھا کہ علم سحر سیکھنے اور اس پر عمل کرنے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کاش انہیں معلوم ہوتا کہ کتنی بری چیز (کفر) کے بدلے وہ اپنی اخروی زندگی کو برباد کر رہے ہیں، کاش انہیں خبر ہوتی کہ اگر وہ ایمان اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں اس کا جو بے بہا اجر ملتا وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ [3]

ترجمہ: مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس! تمہارے حال پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ

اے ایمان والو تم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) رَاعِنَا نہ کہا کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کہو یعنی ہماری طرف دیکھیے اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

لیے دردناک عذاب ہے، نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ

(ان کے اس حسد سے کیا ہوا) اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٥﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ

بڑے فضل والا ہے، جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں، کی

سَعِيرًا ۲۷۶۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۲، ابوداود كِتَاب الْوَصَايَا بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ ۲۸۷۴

[1] البقرة: ۱۰۲

[2] تفسیر طبری ۲/۴۵۰، تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۱۹۴

[3] القصص ۸۰

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، کیا تجھے علم نہیں کہ زمین اور آسمان کا ملک اللہ ہی کے لیے ہے

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝۱۰۷ (البقرۃ ۱۰۴تا۱۰۷)

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں۔

یہودی اپنے بغض وعناد کو تسکین دینے کے لئے جب کبھی رسول اللہ ﷺ سے ملتے تو السلام علیکم کے بجائے شرارت سے زبان دبا کر السام علیکم (تجھ پر موت آئے) کہتے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ اليَهُودُ، فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: وَعَلَيْكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یہود تمہیں سلام کریں اور السام علیکم کہیں، تم ان کے جواب میں وعلیک کہا کرو۔ [1]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے کے لئے راعنا ''ہماری بات سنئے'' کے بجائے لفظ بگاڑ کر راعینا ''ہمارے چرواہے'' یا راعنا ''احمق'' کہتے تھے، انصار بھی جب دینی امور سیکھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوتے تو انہوں نے بھی یہی لفظ کہنا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے یہود کی شرارتوں سے خبردار کرنے کے لئے فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے کے لئے لفظ راعنا کہنے سے پرہیز کرو بلکہ انظرنا ''ہماری طرف توجہ فرمائیں'' کہا کرو اور جب رسول اللہ ﷺ کوئی بات کریں تو یہودیوں کی طرح اپنے خیالات میں الجھنے کے بجائے بات کو توجہ سے سنو، یہ لوگ جنہوں نے دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے یہ تو جہنم کے دردناک عذاب کے مستحق ہیں، اور یہود ومشرکین کی مسلمانوں کے ساتھ عداوت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا اے مومنو! خواہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین ہوں یہ دونوں ہرگز یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو مگر اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے اور وہ بڑا افضل فرمانے والا ہے، یہود مسلمانوں کے دلوں میں قرآن مجید کے بارے میں شبہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے تھے اس سلسلہ میں وہ کہتے تھے کہ پہلی کتابیں بھی اللہ نے نازل کی تھیں اور یہ قرآن بھی اللہ نے نازل کیا ہے تو اس کے بعض احکام ان کتابوں سے مختلف کیوں ہیں؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کتاب نازل کرنے والا میں ہوں، میں اپنی حکمت بالغہ ومصلحت سے اپنے جس حکم کو چاہوں منسوخ کر دوں اور جس چیز کو چاہوں اپنے بندوں کے حافظوں سے محو کر دوں،

عَنْ قَتَادَةَ:فِي قَوْلِهِ:مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا،قَالَ: كَانَ اللهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ يُنْسِي نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ وَيَنْسَخُ مَا شَاءَ

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں۔'' کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلاَمُ ۶۲۵۷ ، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ۵۶۵۴،جامع ترمذی ابواب السیر بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الكِتَابِ ۱۶۰۳

جو چاہتا ہے اپنے نبی کو بھلا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے۔ (1)

مگر ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں، جو تمہارے لئے زیادہ نفع مند ہوتی ہے، یا کم از کم وہ اپنے محل میں اتنی ہی مفید اور مناسب ہوتی ہے جتنی پہلی چیز اپنے محل پر تھی،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا، يَقُولُ: خَيْرٌ لَكُمْ فِي الْمَنْفَعَةِ وَأَرْفَقُ بِكُمْ

علی بن ابو طلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے ہم اس کے بجائے ایسی آیت لے آتے ہیں جو منفعت کے اعتبار سے تمہارے لیے بہتر ہوتی ہے اور جس میں نرمی کا پہلو بھی زیادہ ہوتا ہے۔ (2)

اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہے حکم فرمائے، جس چیز سے چاہے منع فرمادے، جس چیز کو چاہے منسوخ فرمادے اور جسے چاہے برقرار رکھے،

كَمَا أَحَلَّ لِآدَمَ تَزْوِيجَ بَنَاتِهِ مِنْ بَنِيهِ، ثُمَّ حَرَّمَ ذَلِكَ، وَكَمَا أَبَاحَ لِنُوحٍ بَعْدَ خُرُوجِهِ مِنَ السَّفِينَةِ أَكْلَ جَمِيعِ الْحَيَوَانَاتِ، ثُمَّ نَسَخَ حِلَّ بعضها، وكان نكاح الأختين مباح لِإِسْرَائِيلَ وَبَنِيهِ وَقَدْ حُرِّمَ ذَلِكَ فِي شَرِيعَةِ التَّوْرَاةِ وَمَا بَعْدَهَا، وَأَمَرَ إِبْرَاهِيمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، بِذَبْحِ وَلَدِهِ ثُمَّ نَسَخَهُ قَبْلَ الْفِعْلِ، وَأَمَرَ جُمْهُورَ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِقَتْلِ مَنْ عَبَدَ الْعِجْلَ مِنْهُمْ، ثُمَّ رَفَعَ عَنْهُمُ الْقَتْلَ كَيْلَا يَسْتَأْصِلَهُمُ الْقَتْلُ

جیسے اس نے آدم علیہ السلام کے لیے انہی کے بیٹوں اور بیٹیوں کی آپس میں شادی کو حلال قرار دیا تھا لیکن بعد میں اسے حرام قرار دے دیا گیا، کشتی سے باہر آنے کے بعد نوح علیہ السلام کے لیے تمام حیوانات کو کھانا حلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن بعد میں ان میں سے بعض کو حرام قرار دے دیا گیا، یعقوب علیہ السلام اور ان کی قوم کے لیے دو بہنوں سے نکاح کو حلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن احکام تورات اور اس کے بعد کی شریعتوں میں اسے حرام کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں مگر پھر ذبح کرنے سے قبل ہی اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا، جمہور بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ان تمام لوگوں کو قتل کر دیں جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا لیکن پھر اس حکم کو ختم کر دیا گیا کہیں تمام بنی اسرائیل قتل ہو کر صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح نہ مٹ جائیں۔ (3)

جو کوئی نسخ میں جرح و قدح کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قدرت میں عیب نکالتا ہے کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے؟ کیا انہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اللہ وحدہ لاشریک ہی کے لیے ہے، اسی لیے یہ بھی صرف اسی کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ حکم فرمائے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

(1) تفسیر طبری ۲/۴۷۴

(2) تفسیر طبری ۲/۴۸۱

(3) تفسیر ابن کثیر ۱/۳۷۹

... اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ... ﴿۵۴﴾ [۱]

ترجمہ: خبردار! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

اور اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ

کیا تم اپنے رسول سے یہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا تھا؟ (سنو) ایمان کو کفر

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ

سے بدلنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے، ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود

مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ

حق واضح ہوجانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں،

فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، تم نمازیں قائم رکھو

وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

اور زکوۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے،

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ (البقرۃ ۱۰۸تا۱۱۰)

بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

وَكَانَ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ وَأَخُوهُ أَبُو يَاسِرِ بْنِ أَخْطَبَ، مِنْ أَشَدِّ يَهُودَ لِلْعَرَبِ حَسَدًا إِذْ خَصَّهُمْ اللهُ تَعَالَى بِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَا جَاهِدَيْنِ فِي رَدِّ النَّاسِ عَنْ الْإِسْلَامِ بِمَا اسْتَطَاعَا

روایت ہے حیی بن اخطب اور اس کا بھائی ابو یاسر تمام یہود سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کر عداوت رکھتے تھے اور اسلام سے لوگوں کو روکنے اور بہکانے میں ہر وقت سرگرم رہتے تھے۔ [۲]

وہ اور ان کے ساتھی موشگافیاں کر کے مسلمانوں کے سامنے طرح طرح کے سوالات پیش کرتے رہتے تھے اور مسلمانوں کو اکساتے کہ اپنے نبی سے یہ پوچھو اور یہ پوچھو، اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ یہودی بھی بال کی کھال نکالنے اور اعتراض کے خاطر موسیٰ علیہ السلام

---

[۱] الاعراف ۵۴

[۲] ابن ہشام ۱/۵۴۸، الروض الانف ۴/۲۴۱،۲۴۲، عیون الآثر ۱/۲۴۵

سے مذموم سوالات کیا کرتے تھے مگر تم یہودیوں کی روش اختیار کرنے سے بچو اور بس جو حکم تمہیں دیا جائے اس کی پیروی کرو اور جن امور سے تمہیں منع کیا جائے اس سے باز آجاؤ جیسے فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ... ﴿۱۰۱﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں، لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی۔

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَعْظَمَ المُسْلِمِينَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

سعد رضی اللہ عنہ بن ابو وقاص سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو اس چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہ تھی پھر اس کے سوال سے حرام ہو گئی۔ (۲)

چنانچہ صحابہ کرام سوال کرنے سے رک گئے،

عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ البَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں (اور باپ) کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا اور (واجب حقوق کی) ادائیگی نہ کرنا اور (دوسروں کا مال ناجائز طریقہ پر) دبالینا حرام قرار دیا ہے، اور فضول بکواس کرنے اور کثرت سے سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:كُنَّا قَدْ نُهِينَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ، فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہمیں قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے روک دیا گیا تھا تو ہم چاہتے تھے کہ کوئی

---

(۱) المائدۃ ۱۰۱

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لاَ يَعْنِيهِ ۷۲۸۹، صحیح مسلم کتاب الْفَضَائِلِ بَابُ تَوْقِيرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرْكِ إِكْثَارِ سُؤَالِهِ عَمَّا لَا ضَرُورَةَ إِلَيْهِ، أَوْ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَكْلِيفٌ وَمَا لَا يَقَعُ، وَنَحْوِ ذَلِكَ ۶۱۱۶، مسندابی یعلی ۷۶۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۵، معرفۃ السنن ولآثار ۱۵۰۸۲، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۴

(۳) صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب ماینھی عن اضاعۃ المال ۲۴۰۸، صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النھی عن کثرۃ المسائل ۴۴۸۳، مسند احمد ۱۸۱۴۷، سنن الدارمی ۲۷۹۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۷۸۴، صحیح ابن حبان ۵۵۵۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۹۰۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۳۴۰، شعب الایمان ۷۸۸، شرح السنۃ للبغوی ۳۴۲۶

ہوشیار بادیہ نشین شخص آجائے، وہ آپ سے دینی امور پوچھے تو ہم بھی سن لیں۔ (۱)

چونکہ مذموم سوالات بعض دفعہ سوال پوچھنے والے کو کفر کی حدود میں داخل کر دیتے ہیں اس لئے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان کی روش کو کفر کی روش سے بدل لیا وہ راہ راست سے بھٹک گیا، اہل کتاب میں سے اکثر لوگ فریب کاری کے جال بچھا کر یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، جیسے فرمایا

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ (۲)

ترجمہ: اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی کو ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کر دو شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے حسد اور تعصب کی بنا پر ان کی شدید خواہش ہے کہ تمہیں دین سے بے بہرہ کر دیں، ان کے حسد اور تعصب کو دیکھ کر تم مشتعل نہ ہو بلکہ عفو و درگزر سے کام لو اور ان احکام و فرائض اسلام کو بجالاتے رہو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے، مطمئن رہو کہ اللہ (تعالیٰ) ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، تم اپنی عافیت کے لیے جو بھلائی کما کر آگے بھیجو گے اللہ کے ہاں اسے موجود پاؤ گے، جو اعمال تم بجالاتے ہو وہ سب اللہ کی نظر میں ہیں۔

میمون رضی اللہ عنہ بن یامین کا اسلام قبول کرنا

یہود میں ایک معزز شخص میمون بن یامین تھے، وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دعوت اسلام کو قبول کر لیا، اور ان کا حال بھی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مختلف نہیں ہوا، جب وہ اسلام لا چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

يَا رَسُولَ اللهِ ابْعَثْ إِلَيْهِمْ فَاجْعَلْنِي حَكَمًا فَإِنَّهُمْ يَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَأَدْخَلَهُ دَاخِلًا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَأَتَوْهُ فَخَاطَبُوهُ فَقَالَ اخْتَارُوا رَجُلًا يَكُونُ حَكَمًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ،قَالُوا قَدْ رَضِينَا مَيْمُونِ بْنَ يَامِينَ، فَقَالَ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ الله فَأَبَوا أَن يصدقوه

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہود کو بلا بھیجیں اور مجھے حکم بنا دیں وہ میری طرف رجوع کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی طرح میمون بن یامین کو علیحدہ بٹھا دیا اور یہود کو بلا بھیجا، جب یہودی آگئے آپ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی، مگر انہوں نے انکار کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اور میرے درمیان کوئی حکم مقرر کر لو، یہودیوں نے میمون بن یامین کو اپنا حکم مقرر کیا کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں گے ہم اس پر راضی ہوں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمون بن یامین کو باہر آنے کو کہا، وہ باہر آئے اور یہودیوں کے سامنے کلمہ شہادت

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي بَيَانِ الْإِيمَانِ بِاللهِ وَشَرَائِعِ الدِّينِ ۱۰۲، جامع ترمذی ابواب الزکوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ ۶۱۹، مسند احمد ۱۲۴۵۷، مسندالبزار۶۹۲۸،مصنف ابن ابی شیبة۳۰۳۱۸، مسندابی یعلی ۳۳۳۳

(۲) آل عمران ۷۲

اشھد ان الا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھا مگر یہود نے اپنے مقرر کیے ہوئے حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا۔ (۱)

وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ

اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو، سنو جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے

وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (البقرۃ ۱۱۲،۱۱۱)

بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی۔

یہود و نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا عیسائیوں کے خیال کے مطابق عیسائی نہ ہو، فرمایا یہ ان کے دل کی باطل خواہشیں اور تمنائیں ہیں مگر اس طرح بیان کر رہے ہیں کہ گویا فی الواقع یہی کچھ ہونے والا ہے، اے نبی ﷺ! ان سے کہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ جنت صرف یہود و نصاریٰ کے لئے ہی مخصوص ہے تو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرو، حالانکہ نہ تو یہود و نصاریٰ میں کچھ خصوصیت ہے نہ کسی اور میں کہ انہیں بغیر حساب جنت میں داخل کر دیا جائے بلکہ حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ وحدہ لاشریک کی اطاعت میں سونپ دے، جو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دے اور عملاً پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی سنت کے مطابق اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ اختیار کرے،

عَائِشَةُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے۔ (۲)

اور لوگوں کے اعمال صرف اسی وقت قبولیت کا درجہ حاصل کریں گے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کریں گے، جیسے قرآن مجید میں فرمایا

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ (۳)

ترجمہ: اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اُڑا دیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا ... ﴿۳۹﴾ (۴)

---

(۱) فتح الباری ۲۷۵؍۷

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ ۴۴۹۳، صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ إِذَا اجْتَهَدَ العَامِلُ أَوِ الحَاكِمُ، فَأَخْطَأَ خِلاَفَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ، فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ ، مسند احمد ۲۵۱۲۸، سنن الدارقطنی ۴۵۳۷، شرح السنة للبغوی ۲۵۰۸

(۳) الفرقان ۲۳

(۴) النور ۳۹

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جسے دشت بے آب میں پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ② عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ④ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ⑥ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ⑦ [1]

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز خوفزدہ ہوں گے، سخت مشقت کر رہے ہوں گے، تھکے جاتے ہوں گے، شدید آگ میں جھلس رہے ہوں گے، کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا، خار دار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا ان کے لیے نہ ہوگا جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے۔ النور ۳۹

اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر عظیم ہے اور ایسے لوگوں کے لیے نہ مستقبل کا خوف ہوگا اور نہ ماضی کی کسی چیز کے چھوٹنے پر کوئی رنج و ملال ہوگا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فِي قَوْلِ اللهِ: لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ يَعْنِي فِي الآخِرَةِ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ يَعْنِي لَا يَحْزَنُونَ لِلْمَوْتِ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ آیت ''اور ایسے لوگوں کے لیے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نہ ان پر آخرت میں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ موت کے وقت غم کریں گے۔ [2]

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ

یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودی حق پر نہیں

وَّ هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ

حالانکہ یہ سب لوگ تورات پڑھتے ہیں، اسی طرح ان ہی جیسی بات بے علم بھی کہتے ہیں،

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

قیامت کے دن اللہ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ ان کے درمیان کر دے گا، اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے

مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو

مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے، ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے

[1] الغاشیۃ ۲ تا ۷

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۲۰۸

وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (البقرۃ ۱۱۳تا۱۱۴)

اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاری کے باہمی تضاد، بغض، عداوت اور عناد کو بیان فرمایا، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَهْلُ نَجْرَانَ مِنَ النَّصَارَى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُمْ أَحْبَارُ يَهُودَ فَتَنَازَعُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَافِعُ بْنُ حُرَيْمِلَةَ: مَا أَنْتُمْ عَلَى شَيْءٍ، وَكَفَرَ بِعِيسَى وَبِالْإِنْجِيلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ مِنَ النَّصَارَى لِلْيَهُودِ: مَا أَنْتُمْ عَلَى شَيْءٍ، وَجَحَدَ بِنُبُوَّةِ مُوسَى وَكَفَرَ بِالتَّوْرَاةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمَا: {وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ}[۱]

جب نجران کے نصاری کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ان کے پاس یہودیوں کے علماء آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپس میں لڑائی جھگڑا شروع کر دیا، رافع بن حریملہ کہنے لگا تم راہ راست پر نہیں ہو نیز اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے ساتھ کفر کا اظہار بھی کیا، یہ سن کر نجران کے عیسائیوں میں سے ایک شخص یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا نہیں تم راہ راست پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت ''یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودی حق پر نہیں حالانکہ یہ سب لوگ تورات پڑھتے ہیں۔'' کو نازل فرمایا۔[۲]

یہودی کہتے ہیں نصاریٰ حق پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہودی حق پر نہیں ہیں حالانکہ دونوں ہی تورات کو پڑھتے ہیں، اور مشرکین بھی اسی زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ وہ حق پر ہیں، جس اختلاف میں یہ لوگ مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز عدل و انصاف کے ساتھ ان اختلاف کرنے والوں کے مابین فیصلہ کر دے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾[۳]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور یہودی ہوئے اور صابی اور نصاری اور مجوس اور جن لوگوں نے شرک کیا ان سب کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا، ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾[۴]

ترجمہ: اللہ قیامت کے روز تمہارے درمیان ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

---

[۱] البقرۃ: ۱۱۳

[۲] تفسیرابن ابی حاتم ۲۰۸،۱

[۳] الحج ۱۷

[۴] الحج ۶۹

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ... ﴿٢٦﴾ [۱]

ترجمہ: کہو ہمارا رب ہم کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔

اور مشرکین مکہ سے بڑھ کر ظالم اور مجرم اور کوئی نہیں جنھوں نے پوری جدوجہد اور بھرپور کوشش سے لوگوں کو اللہ کے گھر میں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور ذکر سے روکا،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ: فِي قَوْلِهِ: {وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا} قَالَ: هَؤُلَاءِ الْمُشْرِكُونَ، حِينَ حَالُوا بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى نَحَرَ هَدْيَهُ بِذِي طُوًى وَهَادَنَهُمْ، وَقَالَ لَهُمْ:مَا كَانَ أَحَدٌ يَرُدُّ عَنْ هَذَا الْبَيْتِ . وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى قَاتِلَ أَبِيهِ أَوْ أَخِيهِ فِيهِ فَمَا يَصُدُّهُ، وَقَالُوا: لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا مَنْ قَتَلَ آبَاءَنَا يَوْمَ بَدْرٍ وَفِينَا بَاقٍ

ابن جریر نے ابن زید رحمہ اللہ سے آیت ''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کے معبدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو؟۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان سے مراد وہ مشرکین ہیں جنھوں نے حدیبیہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی طوی ہی میں اپنے ہدی کے جانور کو قربان کر دیا ان سے صلح کر لی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس گھر سے تو کوئی نہیں روکتا تھا حتی کہ آدمی اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو پاتا تو اسے بھی اس گھر سے منع نہیں کرتا تھا، یہ سن کر کفار قریش کہنے لگے کہ ہمارے ہاں وہ شخص نہیں آسکتا جس نے بدر کے دن ہمارے بزرگوں کو قتل کیا تھا اور وہ خود ابھی تک زندہ ہے۔ [۲]

اور ان کی ویرانی کے درپے ہوئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قُرَيْشًا مَنَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَأَنْزَلَ اللهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا

ابن ابو حاتم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں کعبہ کے پاس نماز پڑھنے سے روک دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت '' اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے ان کی بربادی کی کوشش کرے۔'' نازل فرمائی۔ [۳]

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاری کی مذمت کے بعد مشرکین کی بھی مذمت کی اور فرمایا

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

---

(۱) سبا ۲۶

(۲) تفسیر طبری ۲٫۵۲۱

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۱٫۲۱۰

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ (۱)

ترجمہ: لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں، اس کے جائز متولی تو صرف اہل تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں درآنحالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں، ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے، اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں، انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ چلیں گے۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ﴿۲۵﴾ (۳)

ترجمہ: وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور ہدی کے اونٹوں کو ان کی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا اگر (مکہ میں) ایسے مومن مرد و عورت موجود نہ ہوتے جنہیں تم نہیں جانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ نادانستگی میں تم انہیں پامال کر دو گے اور اس سے تم پر حرف آئے گا (تو جنگ نہ روکی جاتی، روکی وہ اس لیے گئی) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر لے، وہ مومن الگ ہو گئے ہوتے تو (اہل مکہ میں سے) جو کافر تھے ان کو ہم ضرور سخت سزا دیتے۔

اس لئے جب اللہ تعالیٰ تمہیں تمکن اور غلبہ عطا فرمائے تو مشرکین کو ان عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھنے دینا اور اگر وہاں جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں کہ اگر کوئی شرارت کریں گے تو اس کی سزا پائیں گے، چنانچہ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ... ﴿۲۸﴾ (۴)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد یہ مسجدِ حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے نو ہجری کو یہ اعلان کر دیا

أَنْ لاَ يَحُجَّ بَعْدَ العَامِ مُشْرِكٌ وَلاَ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

(۱) الانفال ۳۴

(۲) التوبۃ ۱۸،۱۷

(۳) الفتح ۲۵

(۴) التوبۃ ۲۸

اس سال کے بعد حج میں کوئی مشرک نہ آنے پائے اور بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا ہو کر نہ کر سکے گا۔ (1)

وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ

اور جس کسی کی نبی کریم ﷺ سے صلح کی کوئی مدت مقرر ہے تو اس مدت تک عہد کی پابندی کی جائے گی۔ (2)

کیونکہ انہوں نے بیت اللہ میں بت رکھ کر اس کی بے حرمتی کی تھی اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ کی، عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور اس طرح کی کئی مذموم حرکتیں کیں اس لیے ان کے لیے تو دنیا میں ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم۔

رسول اللہ ﷺ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی سے پناہ مانگتے تھے،

عَنْ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو :اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ

بسر بن ارطاۃ القریشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! تو ہمارے ہر کام کا انجام ہمارے حق میں اچھا کر دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے۔ (3)

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ

اور مشرق اور مغرب کا مالک اللہ ہی ہے تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے، اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا

عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

اور بڑے علم والا ہے، یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے زمین اور آسمان کی تمام مخلوق اس کی

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰى

ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرماں بردار ہے، وہ زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے، وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ

دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہی ہو جاتا ہے، اسی طرح بے علم لوگوں نے بھی کہا کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے

اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ

پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی، اسی طرح ایسی ہی بات ان کے اگلوں نے بھی کہی تھی، ان کے اور ان کے دل یکساں ہو گئے،

(1) صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ مَا يَسْتُرُ مِنَ العَوْرَةِ ۱۶۲۲، ۳۶۹، ۴۳۶۳، ۳۱۷۷، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ ۳۲۸۷

(2) جامع ترمذی أَبْوَابُ الحَجِّ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّوَافِ عُرْيَانًا ۸۷۱

(3) مسند احمد ۱۷۶۲۸

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ

ہم نے تو یقین والوں کے لیے نشانیاں بیان کر دیں، ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے

وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ (البقرة ۱۱۵تا۱۱۹)

اور جہنمیوں کے بارے میں آپ سے پرسش نہیں ہو گی۔

اللہ ہی مقتدر اعلی ہے:

ہجرت مدینہ کے بعد جب مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے تو مسلمانوں کو اس کا رنج تھا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب بیت المقدس سے پھر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا تو یہودیوں نے طرح طرح کی باتیں بنائیں بعض کے نزدیک اس کے نزول کا سبب سفر میں سواری پر نفل نماز پڑھنے کی اجازت ہے کہ سواری کا منہ کدھر بھی ہو نماز پڑھ سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں مشرق و مغرب کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ یہ روشنی کے طلوع اور غروب ہونے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی آیات عظیمہ کا محل و مقام ہیں اور جب وہ مشارق و مغارب کا مالک ہے تو تمام جہات اسی کی ملکیت ہیں، اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں بلکہ مراد خاص صورتوں میں قبلہ کی پابندی ختم کرنا ہے، یعنی انسان کو قبلہ کی طرف رخ کرنے میں اگر کوئی دشواری ہو یا دشمن کا خوف ہو یا قبلہ معلوم نہ ہو سکے تو جس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے درست ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ، قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ {فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ} [۱]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف آتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھتے رہتے تھے اس کا رخ جدھر بھی ہوتا فرماتے ہیں اسی کے بارے میں یہ آیت "تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔" نازل ہوئی۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ خیبر کی طرف تھا۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَصَفَهَا. ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ كان خوف أشد من ذلك صلوا رجالا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، وَرُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةَ وَغَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نماز خوف کے بارے میں پوچھا جاتا تو نماز خوف کو بیان فرماتے اور کہتے کہ جب اس سے بھی زیادہ خوف

[۱] البقرة: ۱۱۵

[۲] صحيح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ جَوَازِ صَلَاةِ النَّافِلَةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ ۱۶۱۲

[۳] صحيح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ جَوَازِ صَلَاةِ النَّافِلَةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ ۱۶۱۴

ہو تو پیدل اور سوار کھڑے پڑھ لیا کر و منہ خواہ قبلہ کی جانب ہو خواہ نہ ہو۔ (۱)

تم جدھر بھی منہ کر و ادھر ہی اللہ کا منہ ہے، اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے چہرے کا اثبات ہوتا ہے مگر جیسے اس کی ذات اقدس کے لائق ہے اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے مگر مخلوق کے چہروں کے مشابہ نہیں (اللہ تعالیٰ اس مشابہت سے بلند و برتر ہے)

اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں، یہودیوں، مشرکین عرب اور ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جنہوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا تھا، فرمایا یہود کہتے ہیں عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے، مشرکین کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے پاک اور منزہ ہے جن سے یہ اہل شرک اور اہل ظلم اسے متصف کرتے ہیں، اس کا نہ کوئی نظیر ہے، نہ اس کی عظمت و کبریائی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کی جنس کا کوئی اور ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ (۲)

ترجمہ: کہو،! وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کا کوئی نظیر نہیں، نہ اس کی عظمت و کبریائی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس کی کوئی بیوی ہی ہے تو بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے جیسے فرمایا

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۰۱ (۳)

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اور مخلوق کو اللہ واحد لاشریک کا بیٹا کہنا اتنا بودار کلمہ ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝۸۸ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ۝۸۹ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝۹۱ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝۹۲ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝۹۳ (۴)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سخت بیہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَما۴۵۳۵

(۲) الاخلاص ۱تا۴

(۳) الانعام ۱۰۱

(۴) مریم ۸۸تا۹۳

جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا! رحمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۗ ﴿۳۵﴾ [1]

ترجمہ: اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ پاک ذات ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللَّهُ:كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لاَ أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ، فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ، فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اسے یہ لائق نہ تھا، وہ مجھے گالیاں دیتا ہے اسے یہ لائق نہیں تھا اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ یہ خیال کر بیٹھا ہے کہ میں اسے مار ڈالنے کے بعد پھر زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا گالیاں دینا یہ ہے کہ وہ میری اولاد بتاتا ہے حالانکہ میں پاک ہوں اور بلند و بالا ہوں اس سے کہ میری اولاد و بیوی ہو۔ [2]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بری باتیں سن کر صبر کرنے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی کامل نہیں، لوگ اس کی اولادیں بتائیں اور وہ انہیں رزق و عافیت دیتا رہے۔ [3]

اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک زمین اور ساتوں آسمانوں کی تمام موجودات کا مالک ہے، وہ ان میں تصرف کرتا ہے جس طرح مالک اپنے مملوک میں تصرف کرتا ہے، اور تمام مخلوقات اس کے سامنے پست و مطیع ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ [4]

ترجمہ: وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعًا و کرہًا سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح و شام اس کے آگے جھکتے ہیں۔

اسی وحدہ لاشریک نے بغیر نمونے کے آسمانوں اور زمین کو بہترین طریقے سے تخلیق کیا ہے،

عَنِ العِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلاَةِ الغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا العُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا القُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلاَفًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ

[1] مریم ۳۵

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر بَابُ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحَانَہُ ۴۴۸۲

[3] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الأَذَى ۶۰۹۹، مسند احمد ۱۹۵۸۹، السنن الکبری للنسائی ۷۶۶۱

[4] الرعد ۱۵

فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں نہایت بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنکھوں سے آنسو جاری اور دل کانپنے لگے، ایک شخص نے کہا یہ تو رخصت ہونے والے شخص کے وعظ جیسا ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں؟ فرمایا میں تم لوگوں کو تقوی اور سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا، خبر دار (شریعت کے خلاف) نئی باتوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی کا راستہ ہے، لہذا تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے اسے چاہیے کہ میرے اور خلفاء راشدین مہدیین (ہدایت یافتہ) کی سنت کو لازم پکڑے، تم لوگ اسے (سنت کو) دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔ (۱)

کوئی چیز اس کی نافرمانی نہیں کر سکتی اور کسی چیز کو اس کے سامنے انکار کی مجال نہیں، وہ قدرتوں والا رب جس کام کو کرنے کا فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے اسے کسی اسباب و وسائل کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ وہ اپنی قدرت کے کلمہ کن سے اس چیز کو بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

...إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿۳۵﴾ (۲)

ترجمہ: وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ إِذَآ أَرَدْنَٰهُ أَن نَّقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿۴۰﴾ (۴)

ترجمہ: (رہا اس کا امکان تو) ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جاؤ اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

وَمَآ أَمْرُنَآ إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِٱلْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ (۵)

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکاتے وہ عمل میں آ جاتا ہے۔

ایسی قدرتوں والی ذات کو اولاد کی بھلا کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟

---

(۱) جامع ترمذی کتاب العلم بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ البِدَعِ ۲۶۷۶، سنن ابن ماجہ المقدمة باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهدين ۴۲، مسند احمد ۱۷۱۴۴، سنن الدارمی ۹۶، مستدرک حاکم ۳۲۹، شعب الایمان ۷۱۱۰

(۲) مریم ۳۵

(۳) یسین ۸۲

(۴) النحل ۴۰

(۵) القمر ۵۰

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَافِعُ بْنُ حُرَيْمِلَةَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنْ كُنْتَ رَسُولًا مِنَ اللهِ كَمَا تَقُولُ، فَقُلْ لِلَّهِ فَلْيُكَلِّمْنَا حَتَّى نَسْمَعَ كَلَامَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِ : ﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رافع بن حریملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ وہ ہم سے کلام کرے حتی کہ ہم اس کے کلام کو سن لیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ یہ آیت ''اسی طرح بے علم لوگوں نے بھی کہا کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔'' نازل فرمائی۔ [1]

مشرکین کہتے ہیں کہ اللہ خود ہمارے سامنے آ کر یہ کیوں نہیں کہتا کہ یہ کتاب میں نے نازل کی ہے اور تم میرے احکامات کی پیروی کرو، یا پھر کوئی ایسی نشانی دکھادے جس سے ہمیں یقین ہو جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے؟ مشرکین اپنے تکبر وعناد میں اس طرح کے مطالبات کرتے رہتے تھے،

عَنْ مُجَاهِدٍ:هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد یہود ونصاری ہیں۔ [2]

اس مضمون کو مختلف مقامات پر یوں بیان فرمایا

وَإِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ... ﴿۱۲۴﴾ [3]

ترجمہ: جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نہ مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا... ﴿۲۱﴾ [4]

ترجمہ: جو لوگ ہمارے حضور پیش ہونے کا اندیشہ نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کیوں نہ فرشتے ہمارے پاس بھیجے جائیں؟ یا پھر ہم اپنے رب کو دیکھیں۔

...لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا... ﴿۸﴾ [5]

ترجمہ: کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور وہ (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟ یا اور کچھ نہیں تو اس کے لیے کوئی

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۲۱۵/۱

[2] تفسیر طبری ۴۷۷/۲

[3] الانعام ۱۲۴

[4] الفرقان ۲۱

[5] الفرقان ۷،۸

خزانہ ہی اُتار دیا جاتا، یا اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی حاصل کرتا۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ
خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ
بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ... ﴿٩٣﴾ (١)

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ (٢)

ترجمہ: بلکہ ان میں سے تو ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کے نام کھلے خط بھیجے جائیں۔

ایسے ہی لایعنی مطالبات پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے، ان سب اگلے پچھلے گمراہوں کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں اور وہ بار بار ایک ہی قسم کے شبہات اور اعتراضات اور سوالات دہراتے رہتے ہیں، جیسے فرمایا

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٥٢﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ
طَاغُوْنَ ﴿٥٣﴾ (٣)

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے، اِن سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون، کیا ان سب نے آپس میں اس پر کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے؟ نہیں بلکہ یہ سب سرکش لوگ ہیں۔

یقین لانے والوں کے لیے تو ہم صاف صاف بے شمار نشانیاں نمایاں کر چکے ہیں اور اس سے بڑھ کر نمایاں نشانی کیا ہو گی کہ ہم نے تم کو علم حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، کیا اس کے بعد بھی کسی نشانی کی حاجت رہتی ہے؟ اب جو لوگ جانتے بوجھتے حق سے منہ موڑ کر جہنم سے رشتہ جوڑ چکے ہیں ان کی طرف سے تم ذمہ دار و جواب دہ نہیں ہو، جیسے فرمایا

...فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ (٤)

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

---

(١) بنی اسرائیل ٩٠ تا ٩٣

(٢) المدثر ٥٢

(٣) الذاریات ٥٣،٥٢

(٤) الرعد ٤٠

ابو قیس رضی اللہ عنہ صرمتہ بن ابی انس کا اسلام قبول کرنا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ رَجُلًا قَدْ تَرَهَّبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَلَبِسَ الْمُسُوحَ، وَفَارَقَ الْأَوْثَانَ، وَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَتَطَهَّرَ مِنَ الْحَائِضِ مِنَ النِّسَاءِ، وَهَمَّ بِالنَّصْرَانِيَّةِ، ثُمَّ أَمْسَكَ عَنْهَا، وَدَخَلَ بَيْتًا لَهُ، فَاتَّخَذَهُ مَسْجِدًا لَا تَدْخُلُهُ عَلَيْهِ فِيهِ طَامِثٌ وَلَا جُنُبٌ، وَقَالَ: أَعْبُدُ رَبَّ إِبْرَاهِيمَ، حَيْنَ فَارَقَ الْأَوْثَانَ وَكَرِهَهَا، حَتَّى قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَسْلَمَ وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ،

ابن اسحاق کہتے ہیں صرمتہ بن ابی انس زمانہ جاہلیت میں راہب ہو گئے تھے اور بت پرستی بالکل ترک کر دی تھی، جنابت کے موقع پر غسل کرتے تھے اور حیض والی عورت کے پاس نہ جاتے تھے، پہلے ان کا قصد نصرانی بننے کا تھا مگر پھر نہ معلوم کیا سوچ کر اپنا ارادہ بدل دیا، اور ایک مختصر سی مسجد بنا کر اس میں بیٹھ گئے تھے جس میں کوئی ناپاک حالت کا شخص ان کے پاس نہ جا سکتا تھا، اور یہ کہتے تھے کہ میں اس مسجد میں ابراہیم علیہ السلام کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں، جب بتوں کو چھوڑا اور ناپسند کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہ بھی حاضر خدمت ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، ان کا اسلام لانا بہت اچھا ہوا، بہت معمر اور ضعیف ہو چکے تھے۔ [1]

یہ شاعر تھے انہوں نے اپنے اشعار میں انہوں نے لوگوں کو توحید اور نیک اعمال کی طرف خوب رغبت دلائی۔

وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ

آپ سے یہودی اور نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، آپ کہہ دیجئے

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ

تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار، جنہیں ہم نے کتاب دی اور وہ اسے پڑھنے کے حق کے ساتھ پڑھتے ہیں،

اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (البقرة ۱۲۱،۱۲۰)

وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کرے وہ نقصان والا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی میں گمراہی ہے:

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم یہود و نصاریٰ کو کبھی بھی راضی نہ کر سکو گے جب تک کہ تم ان کے سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کر لو، جس طرح یہ دین کے کچھ حصے کو مانتے ہیں اور کچھ کو نہیں مانتے، اور کتاب اللہ میں تحریف کرتے ہیں تم بھی وہی

[1] ابن ہشام ۵۱۰/۱

نہ کرنے لگو، جس طرح یہ عقائد و اعمال کی گمراہیوں میں مبتلا ہیں تم بھی انہی کی طرح گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ، پھر نبی ﷺ کو مخاطب ہو کر دھمکایا کہ اور اگر تم ان سے صلح جوئی کے لئے ان کے مذہب کے تابع بن جاؤ گے تو تمہیں سوائے گمراہی کے کچھ حاصل نہیں ہو گا اور پھر تم اللہ کی زبردست پکڑ میں گرفتار ہو جاؤ گے جہاں تمہارا کوئی حامی و مددگار نہ ہو گا، صاف کہہ دو کہ ہدایت درحقیقت وہی ہے جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے، ورنہ اگر اس علم (قرآن وسنت) کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان بر خود غلط لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہو گا، یعنی قرآن وسنت کے علم کے بعد یہود و نصاری کے طریقوں کی ہرگز ہرگز پیروی نہیں کرنی ہے، جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی ہے وہ اس جلیل القدر کلام کو خوب توجہ اور غور سے پڑھتے ہیں اور اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٠٨﴾ (1)

ترجمہ: جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب! اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۔

اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں،

...وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ... ﴿١٧﴾ (2)

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ مجھ محمد ﷺ کی جان ہے اس امت میں سے جو بھی مجھے سنے خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی ہو پھر مجھ پر ایمان نہ لائے وہ جہنم میں جائے گا۔ (3)

موافقت اہل کتاب ترک کرنا

○ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ابتدا میں لباس اور شکل وصورت میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ

---

(1) بنی اسرائیل ۱۰۸،۱۰۷

(2) ھود ۱۷

(3) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۶

فِيهِ، وَكَانَ أَهْلُ الكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ المُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ، فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب بھی مانگ نہیں نکالتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس معاملہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہ ہوتا تھا تو اس بارے میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے (لیکن اس کے بجائے کہ اہل کتاب آپ کے اس طرز عمل سے اسلام کی طرف مائل ہوتے ہر موقع پر مسلمانوں کی مخالفت ہی کرتے رہتے تھے چنانچہ اس حکم کے بعد آپ نے یہودیوں کی یہ موافقت ترک فرمادی اور) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مانگ نکالنے لگے۔ (۱)

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کی مخالفت میں سفید بالوں کو رنگنے کا فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے بڑھاپے (بالوں کی سفیدی) کو بدلو اور یہود ونصاریٰ کی مشابہت نہ کرو۔ (۲)

- بنی اسرائیل کی عورتیں خود کو خوبصورت بنانے کے لئے وگ کا استعمال کرتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور اسے جھوٹ اور شرک قرار دیا۔

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ:أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، عَامَ حَجَّ، وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ، وَهُوَ يَقُولُ، وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ، وَيَقُولُ:إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کو اپنے حج کے سال منبر پر اپنے ایک محافظ کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا (وگ) پکڑ کر ارشاد فرماتے ہوئے سنا اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں گئے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی چیزیں استعمال کرنے سے روکتے ہوئے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب بنو اسرائیل کی عورتوں نے ان چیزوں کو اپنایا تو وہ برباد ہو گئے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ الفَرْقِ ۵۹۱۷، وکتاب المناقب بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۵۵۸، وکتاب مناقب النصار بَابُ إِتْيَانِ اليَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ قَدِمَ المَدِينَةَ ۳۹۴۴،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي سَدْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَهُ وَفَرْقِهِ ۶۰۶۲،سنن ابن ماجہ کتاب اللباس بَابُ اتِّخَاذِ الْجُمَّةِ وَالذَّوَائِبِ ۳۶۳۲ ،السنن الکبری للنسائی ۹۲۸۲

(۲) مسنداحمد ۷۵۴۵،صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ الخِضَابِ ۵۸۹۹،جامع ترمذی کتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الخِضَابِ ۱۷۵۲،السنن الکبری للنسائی ۹۲۹۲

(۳) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ الوَصْلِ فِي الشَّعَرِ ۵۹۳۲،صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ بَابُ تَحْرِيمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقِ اللهِ ۵۵۷۸،مسنداحمد ۱۶۸۶۵

سَعِيدَ بْنَ المُسَيَّبِ، قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ المَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ، قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا، فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ اليَهُودِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّورَ يَعْنِي الوِصَالَ فِي الشَّعَرِ

سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں خطبہ دیا (دوران خطبہ) بالوں کا ایک گچھا (وگ) نکالا اور فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ بھی کوئی یہ کام کرسکتا ہے یاد رکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھوٹ، باطل اور شرک ٹھیرایا۔[۱]

○ یہود و نصاریٰ داڑھی منڈاتے اور مونچھیں بڑھاتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:خَالِفُوا المُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ، ایک روایت میں ہے مونچھیں خوب چھوٹی کرو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔[۲]

○ یہودی نماز کے وقت کپڑے کو لے کر اوڑھ لیتے ہیں اور اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی طرح چادر باندھنے کی بھی مخالفت فرمائی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُمْ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَّزِرْ بِهِ، وَلَا يَشْتَمِلْ اشْتِمَالَ الْيَهُودِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان دونوں میں نماز پڑھے لیکن اگر صرف ایک ہی کپڑا ہو تو اس کا ازار بنالے اور یہودیوں کی طرح سارے جسم پر نہ لپیٹے۔[۳]

○ یہودی ٹوپیوں پر پگڑی باندھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرح پگڑی باندھنے کو منع فرمایا۔

قَالَ رُكَانَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ العَمَائِمُ عَلَى القَلَانِسِ

رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان (ایک) فرق ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھنے کا بھی ہے۔[۴]

○ اسی طرح مسلمانوں کو سلام کرنے میں پہل کرنے کا حکم فرمایا لیکن یہود و نصاری کو سلام کرنے میں پہل کرنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ، فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ

[۱] صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة بَابُ تَحْرِيمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقِ اللهِ ۵۵۸۰، صحيح بخارى كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ باب ۵۴، ح ۳۴۸۸

[۲] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ إِعْفَاءِ اللِّحَى ۵۸۹۲،۵۸۹۳

[۳] سنن ابوداودکتاب الصلوة بَابُ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا يَتَّزِرُ بِهِ ۶۳۵

[۴] جامع ترمذی کتاب اللباس بَابُ العَمَائِمُ عَلَى القَلَانِسِ ۱۷۸۴، سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي الْعَمَائِمِ ۴۰۷۸

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب کبھی ان میں سے کوئی راستہ میں تمہیں ملے تو اسے تنگ راہ کی طرف مجبور کر دو۔[1]

○ جوتوں اور موزوں میں نماز پڑھنا۔

شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ، وَلَا خِفَافِهِمْ

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے (تم پڑھا کرو)۔[2]

○عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى رَجُلًا وَهُوَ جَالِسٌ مُعْتَمِدًا عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ: إِنَّهَا صَلَاةُ الْيَهُودِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو منع فرمایا جو کہ نماز میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو یہودیوں کی نماز ہے۔[3]

○مشرکوں کی عید کے دن روزے رکھنا۔

أُمَّ سَلَمَةَ، تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَوْمَ السَّبْتِ، وَيَوْمَ الْأَحَدِ، أَكْثَرَ مَا يَصُومُ مِنَ الْأَيَّامِ، وَيَقُولُ: إِنَّهُمَا يَوْمَا عِيدٍ لِلْمُشْرِكِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ أُخَالِفَهُمْ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ اور اتوار کے دنوں کا اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دونوں دن مشرکوں کی عید کے دن ہیں سو میں ان کی مخالفت کو پسند کرتا ہوں۔[4]

○یہود کی مخالفت میں عاشوراء کے دو دن کے روزے رکھنا۔

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: حِينَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَنَا بِصِيَامِهِ،قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ صُمْنَا يَوْمَ التَّاسِعِ، فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا (دس محرم) کے دن کا روزہ رکھا اور ہمیں بھی اس کا حکم دیا تو صحابہ

[1] صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِم۵۶۶۱

[2] سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ۶۵۲

[3] السنن الکبری للبیہقی ۲/۱۹۵،مستدرک حاکم۱/۴۰۷

[4] مسنداحمد۲۲/۳۳۰،۳۳۱،المعجم الاوسط للطبرانی۳۸۵۷

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! یہ وہ دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے مگر اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ (۱)

○ اہل کتاب کے مقابلے میں سحری کھانے کا حکم فرمایا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانے کی ہے۔ (۲)

○ یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں روزہ جلدی افطار کرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر سے افطار کرتے ہیں۔ (۳)

○ یہودیوں کی چھینک پر اللہ تم پر رحمت کرے نہ کہنا۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:كَانَتِ الْيَهُودُ تَعَاطَسُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ لَهَا يَرْحَمُكُمُ اللهُ،فَكَانَ يَقُولُ:يَهْدِيكُمُ اللهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہودی جان بوجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس امید پر چھینکتے کہ آپ ان کے لئے اللہ تم پر رحمت کرے فرمائیں گے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کرے۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصام بَابُ أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ ۲٦٦۷،سنن ابوداودکتاب الصیام بَابُ مَا رُوِيَ أَنَّ عَاشُورَاءَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ ۲۴۴۵

(۲) صحیح مسلم کتاب الصوم بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ، وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۵۵۰،سنن ابوداودکتاب الصیام بَابٌ فِي تَوْكِيدِ السُّحُورِ ۲۳۴۳،جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ السَّحُورِ ۷۰۸، مصنف عبدالرزاق ۷٦۰۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۸۹۱۵، مسنداحمد ۱۷۷٦۲،سنن الدارمی ۱۷۳۹

(۳) سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۳۵۳،مصنف ابن ابی شیبۃ ۸۹۴۴،مسنداحمد ۹۸۱۰،مسندالبزار ۷۹۵۱،صحیح ابن خزیمۃ ۲۰٦۰،صحیح ابن حبان ۳۵۰۳

(۴) سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ كَيْفَ يُشَمَّتُ الذِّمِّيُّ ۵۰۳۸،السنن الکبریٰ للنسائی ۹۹۹۰،مسند احمد ۱۹۵۸٦، مستدرک حاکم ۷٦۹۹، شعب الایمان ۸۹۰۸

سلیمان رضی اللہ عنہ (فارسی) کا قبول اسلام

ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی کہانی خود اس طرح بیان کی

كُنْتُ رَجُلًا فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ أَصْبَهَانَ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا جَيُّ ، وَكَانَ أَبِي دِهْقَانَ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ، لَمْ يَزَلْ بِهِ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتَّى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ، وَاجْتَهَدْتُ فِي الْمَجُوسِيَّةِ حَتَّى كُنْتُ قَطْنَ النَّارِالَّذِي يُوقِدُهَا، لَا يَتْرُكُهَا تَخْبُو سَاعَةً،قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيمَةٌ، فَشُغِلَ فِي بُنْيَانٍ لَهُ يَوْمًا، فَقَالَ لِي: يَا بُنَيَّ، إِنِّي قَدْ شُغِلْتُ فِي بُنْيَانِي هَذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِي، فَاذْهَبْ إِلَيْهَا فَاطَّلِعْهَا. وَأَمَرَنِي فِيهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيدُ، ثُمَّ قَالَ لِي: وَلَا تَحْتَبِسْ عَنِّي فَإِنَّكَ إِنْ احْتَبَسْتَ عَنِّي كُنْتُ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ضَيْعَتِي، وَشَغَلْتَنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِي

ہم ملک فارس کے شہر اصفہان کے مضافات میں قصبہ جئی کے رہنے والے تھے، میرے والد زمین دار اور قوم کا نمبر دار تھا، اسے مجھ سے بڑی محبت تھی اور اپنی محبت کی وجہ سے مجھے گھر سے باہر نہیں جانے دیا جاتا تھا، میں اپنے مجوسی مذہب میں اتنا متشدد تھا کہ ایک آتش کدے کا مجاور بن گیا اور جلتی ہوئی آگ کو کبھی بجھنے نہیں دیتا تھا ایک دفعہ ایک مکان کی تعمیر کے سلسلہ میں میرا باپ کھیتوں میں نہ جاسکا اس نے مجھ سے کہا اے سلمان! میں یہاں مصروف ہوں تم کھیتوں میں جاؤ اور ان کی مناسب دیکھ بھال کر و اور مجھے کچھ اور کام بتلا کر کہا تاکید کی کہ زیادہ دیر مت کرنا ورنہ مجھے تکلیف ہوگی اور مجھے اپنی زمینوں کھیتوں سے زیادہ تمہاری فکر لاحق ہوگی اور مجھے سارے کام چھوڑ کر تمہاری تلاش میں نکلنا پڑے گا

قَالَ: فَخَرَجْتُ أُرِيدُ ضَيْعَتَهُ الَّتِي بَعَثَنِي إِلَيْهَا، فَمَرَرْتُ بِكَنِيسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارَى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيهَا وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرُ النَّاسِ، لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا سَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُونَ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَتْنِي صَلَاتُهُمْ وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ وَقُلْتُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ الدِّينِ الَّذِي نَحن عَلَيْهِ، فو الله مَا بَرِحْتُهُمْ حَتَّى غَرَبَتْ الشَّمْسُ، وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِي فَلَمْ آتِهَا

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ کھیتوں پر جاتے ہوئے میرا گزر ایک گرجے کے پاس سے ہوا جو اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پڑھنے کی اونچی اونچی آوازیں آرہی تھیں، ہر وقت گھر میں محبوس رہنے کی وجہ سے میں دوسرے مذاہب سے ناواقف تھا، تجسس میں گرجا کے اندر چلا گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں، جب میں نے انہیں نماز پڑھتے دیکھا تو مجھے ان کا طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں نے دل میں خیال کیا کہ ان کا دین ہمارے دین سے عمدہ ہے، شام تک میں وہیں کھڑا ان کی عبادت کا طریقہ دیکھتا رہا اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہ جاسکا،

ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْلُ هَذَا الدِّينِ؟قَالُوا: بِالشَّامِ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَبِي، وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلَبِي، وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ أَيْنَ كُنْتَ؟ أَوَلَمْ أَكُنْ عَهِدْتُ إِلَيْكَ مَا عَهِدْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا أَبَتِ، مَرَرْتُ بِأُنَاسٍ يُصَلُّونَ فِي كَنِيسَةٍ لَهُمْ، فَأَعْجَبَنِي مَا رَأَيْتُ من دينهم، فو الله مَا زِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتَّى غَرَبَتْ الشَّمْسُ،قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، لَيْسَ فِي ذَلِكَ الدِّينِ خَيْرٌ، دِينُكَ وَدِينُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ،قَالَ: قُلْتُ لَهُ: كَلَّا وَاللَّهِ، إِنَّهُ لَخَيْرٌ مِنْ دِينِنَاقَالَ:فَخَافَنِي، فَجَعَلَ فِي

رِجْلِي قَيْدًا، ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ

میں نے ان لوگوں سے پوچھا تمہارے دین کا مرکزی مقام کہاں ہے اور اس کی تعلیم کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا اس دین کا مرکزی مقام ملک شام ہے جہاں سے یہ چشمہ پھوٹا ہے، یہ ساری معلومات کر کے شام کے وقت گھر لوٹا تو پتہ چلا میرے دیر سے آنے کی وجہ سے میرے والد پریشان ہیں اور میری تلاش میں آدمی بھیجے ہوئے ہیں، میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا بیٹا اتنی دیر تم کہاں رہے؟ کیا میں نے تمہیں جلدی واپس گھر آنے کی تاکید نہیں کی تھی، میں نے کہا ابا جان! میں کھیتوں پر جاتے ہوئے ایک گرجا کے پاس سے گزرا وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے مجھے ان کی عبادت کا یہ طریقہ بہت پسند آیا اور میں سارا دن وہیں کھڑا ان کو دیکھتا رہا، میرے والد نے کہا بیٹا ان کا دین تمہارے آباؤ اجداد کے دین سے اچھا نہیں ہے، میں نے کہا نہیں ابا جان واللہ! ان کا دین ہمارے دین سے اچھا ہے، میری دوٹوک رائے سن کر میرے والد کو میرے بارے میں خطرہ لاحق ہو گیا اور انہوں نے میرے پاؤں میں زنجیر ڈال کر گھر میں ایک طرف ڈال دیا۔

اصفہان سے شام کی طرف بھاگ جانا:

قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارَى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِنْ الشَّامِ فَأَخْبِرُونِي بِهِمْ،قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنْ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنْ النَّصَارَى، فَأَخْبَرُونِي بِهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَأَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ، فَآذِنُونِي بِهِمْ. قَالَ: فَلَمَّا أَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُونِي بِهِمْ،فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيدَ مِنْ رِجْلَيَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ،فَلَمَّا قَدِمْتُهَا، قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هَذَا الدِّينِ عِلْمًا؟قَالُوا: الْأُسْقُفُ فِي الْكَنِيسَةِ

میں نے کسی نہ کسی طور پر نصرانیوں کو پیغام بھیجا کہ جب تمہارے پاس شام کی طرف سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع کر دینا، کچھ عرصہ بعد ایک قافلہ شام سے آیا تو انہوں نے مجھے اطلاع کر دی، میں نے کہا جب قافلہ روانہ ہونے لگے تو پھر مجھے اطلاع کریں، چنانچہ میں نے کسی طرح اپنے پیر سے زنجیر کاٹی اور قافلہ کے ساتھ شام بھاگ گیا، شام پہنچ کر میں نے دریافت کیا کہ اس دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں ایک گرجے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کے اندر جو پادری ہیں وہ اس وقت سب سے بڑے عالم اور ہمارے رہنما ہیں،

قَالَ فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هَذَا الدِّينِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ، وَأَخْدُمُكَ فِي كَنِيسَتِكَ، فَأَتَعَلَّمَ مِنْكَ، وَأُصَلِّي مَعَكَ،قَالَ: اُدْخُلْ، فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلَ سَوْءٍ، يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَيُرَغِّبُهُمْ فِيهَا، فَإِذَا جَمَعُوا إِلَيْهِ شَيْئًا مِنْهَا اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ، وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِينَ، حَتَّى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ قَالَ: فَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ ،ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارَى لِيَدْفِنُوهُ،فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هَذَا كَانَ رَجُلَ سَوْءٍ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَيُرَغِّبُكُمْ فِيهَا، فَإِذَا جِئْتُمُوهُ بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ، وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِينَ مِنْهَا شَيْئًا

میں نے گرجا میں داخل ہو کر پادری سے کہا مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں، آپ کی خدمت بھی کروں اور علم حاصل کر کے آپ کے ساتھ نماز ادا کر سکوں، اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے ساتھ گرجا میں رہنے لگا، مگر چند روز کے

تجربہ کے بعد وہ پادری برا آدمی ثابت ہوا وہ بڑا حریص اور طامع تھا، وہ دوسرے لوگوں کو غریبوں، محتاجوں، بیواؤں وغیرہ کی خدمت پر اکساتا اور صدقات اور خیرات کا حکم دیتا مگر جب وہ صدقہ کرتے تو وہ انہیں غریبوں ومساکین پر خرچ کرنے کے بجائے سارا مال اپنی جیب میں ڈال لیتا، اس طرح اس نے ناجائز طریقوں سے اشرفیوں کے سات مٹکے بھر لئے، مجھے اس کا یہ کردار دیکھ کر اس سے نفرت ہوگئی اور میں اس کو برا جاننے لگا، جب وہ مرا تو عیسائی حسن عقیدت کے ساتھ اسی تجہیز وتکفین کے لئے جمع ہوئے، تو میں نے انہیں کہا یہ شخص بہت برا آدمی تھا یہ تمہیں غریبوں پر خرچ کرنے کے لئے صدقہ کا حکم دیتا تھا مگر ان پر ایک حبہ بھی خرچ کرنے کے بجائے سارا کا سارا اپنی جیب میں ڈال لیتا تھا،

قَالَ: فَقَالُوا لِي: وَمَا عِلْمُكَ بِذَلِكَ؟قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلَى كَنْزِهِ، قَالُوا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوءَةً ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا: وَاللَّهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا، قَالَ:فَصَلَبُوهُ، وَرَجَمُوهُ بِالْحِجَارَةِ، وَجَاءُوا بِرَجُلٍ آخَرَ، فَجَعَلُوهُ مَكَانَهُ قَالَ: يَقُولُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخَمْسَ، أَرَى أَنَّهُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْهُ (وَ) أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا، وَلَا أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبَ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ،قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ شَيْئًا قَبْلَهُ،

وہ لوگ بولے تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے؟ میں نے ان کو وہ جگہ بتلائی جہاں اس کا خزانہ مدفون تھا، انہوں نے زمین کھود کر سونے چاندی سے بھرے ہوئے ساتوں مٹکے باہر نکال لئے، ثبوت ملنے کے بعد وہ کہنے لگے واللہ یہ شخص تو دفن کرنے کے قابل نہیں ہے، چنانچہ انہوں نے اسے سولی پر چڑھا کر پتھروں سے سنگسار کیا، پھر اس پادری کی جگہ دوسرا پادری آیا جو ہر لحاظ سے پہلے پادری سے بہتر تھا، میں نے دن رات اس سے زیادہ عبادت کرنے والا، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا شائق آدمی نہیں دیکھا، مجھے اس کے کردار کی وجہ سے اس سے بہت محبت ہوگئی جتنی اس سے پہلے کسی سے نہیں ہوئی تھی،

قَالَ: فَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا طَوِيلًا، ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُفَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ مَعَكَ وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ شَيْئًا قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَا تَرَى مِنْ أَمْرِ اللهِ تَعَالَى، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي؟ وَبِمَ تَأْمُرُنِي؟قَالَ:أَيْ بُنَيَّ، وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ الْيَوْمَ أَحَدًا عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ، فَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ، وَبَدَّلُوا وَتَرَكُوا أَكْثَرَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ، إِلَّا رَجُلًا بِالْمَوْصِلِ، وَهُوَ فُلَانٌ، وَهُوَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقْ بِهِ

میں ایک عرصہ تک اس پادری کے ساتھ رہا پھر اس کو بھی موت نے آلیا اس وقت میں نے اس سے پوچھا میں ایک مدت تک آپ کے ساتھ رہا اور مجھے آپ سے اس قدر محبت ہوگئی ہے جو اور کسی سے نہیں ہوئی اب جبکہ آپ اس دنیا کو چھوڑ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اس نے کہا بیٹا! واللہ آج میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر کاربند ہو، لوگ برباد ہو چکے ہیں، انہوں دین حق کو بدل ڈالا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اکثر احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے، ہاں موصل میں ایک اس نام کا پادری ہے وہ اسی طریقے پر عمل پیرا ہے جس پر میں عمل کرتا رہا ہوں، تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

موصل کے لاٹ پادری کے پاس:

قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ الْمَوْصِلِ ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلَى أَمْرِهِ، فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي، فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلٍ عَلَى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا أَوْصَى بِي إِلَيْكَ، وَأَمَرَنِي بِاللُّحُوقِ بِكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا تَرَى، فَإِلَى مِنْ تُوصِي بِي؟ وَبِمَ تَأْمُرُنِي؟ قَالَ:يَا بُنَيَّ، وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ رَجُلًا عَلَى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ، إِلَّا رَجُلًا بِنَصِيبِينَ ، وَهُوَ فُلَانٌ، فَالْحَقْ بِهِ

جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل میں اس پادری کے پاس چلا آیا اور اسے ساری بات بتلائی، اس نے اپنے ساتھ ٹھیرنے کی اجازت دے دی، واقعی وہ بہت اچھا آدمی تھا اور اپنے دوست کے طریقے پر چلتا تھا مگر کچھ ہی دنوں بعد اس کو بھی موت نے آخرت کا مسافر بنا دیا، جب وہ مرنے لگا تو میں کہا فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی اب جبکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے پاس جا رہے ہیں مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور کس بات کا حکم کرتے ہیں، وہ پادری بولا بیٹا واللہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو ہماری طرح دین حق کا پابند ہو، ہاں نصیبین میں فلاں آدمی ہے۔

نَصِیبین کے لاٹ پادری کے پاس:

فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيبِينَ، فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، وَمَا أَمَرَنِي بِهِ صَاحِبُهُ، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي، فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ،فَوَجَدْتُهُ عَلَى أَمْرِ صَاحِبِيهِ. فَأَقَمْتُ مَعَ خير رجل، فو الله مَا لَبِثَ أَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ،فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا كَانَ أَوْصَى بِي إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، قَالَ: فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي؟ وَبِمَ تَأْمُرُنِي؟قَالَ: يَا بُنَيَّ، وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُهُ بَقِيَ أَحَدٌ عَلَى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ إِلَّا رَجُلًا بِعَمُورِيَّةَ مِنْ أَرْضِ الرُّومِ، فَإِنَّهُ عَلَى مِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ فَأْتِهِ، فَإِنَّهُ عَلَى أَمْرِنَا

جب وہ مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین میں رہنے والے آدمی کے پاس آ گیا اور سارا واقعہ سنایا اور جو کچھ میرے استاد نے حکم دیا تھا وہ اسے بتایا اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو میرے پاس ٹھیر جاؤ چنانچہ میں اس کے پاس رہ پڑا، میں نے اسے اس کے دونوں دوستوں کی طرح اچھا آدمی پایا تھوڑی مدت بعد وہ بھی موت کی آغوش میں چلا گیا، وقت نزع میں نے اس سے کہا فلاں آدمی نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی، اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور کس بات کا حکم کرتے ہیں، اس نے کہا بیٹا واللہ! مجھے کوئی ایسا آدمی معلوم نہیں جو ہمارے طریقے پر چلتا ہو اور میں تمہیں اس کے پاس جانے کی وصیت کروں، ہاں ملک روم کے شہر عموریہ میں ایک آدمی ہمارے طریقے اور مسلک پر کاربند ہے اگر چاہو تو اس کے پاس چلے جاؤ۔

عموریہ کے لاٹ پادری کے پاس:

فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ عَمُورِيَّةَ، فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي،فَأَقَمْتُ عِنْدَ خَيْرِ رَجُلٍ، عَلَى هُدَى

أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ،قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتَّى كَانَتْ لِي بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ،قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللهِ تَعَالَى،فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنِّي كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَأَوْصَى بِي إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي؟ وَبِمَ تَأْمُرُنِي؟قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَحَدٌ عَلَى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ مِنْ النَّاسِ آمُرُكَ بِهِ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلَكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّ زَمَانُ نَبِيٍّ، وَهُوَ مَبْعُوثٌ بِدِينِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجَرُهُ إِلَى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ، بَيْنَهُمَا نَخْلٌ،بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفَى، يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ،قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغُيِّبَ

جب وہ بھی فوت ہوگیا تو میں اس کے دفن سے فارغ ہو کر عموریہ میں اس شخص کے پاس چلا گیا اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے بھی اپنے ساتھ ٹھیرنے کی اجازت دے دی، وہ بھی بہت اچھا آدمی ثابت ہوا اور اپنے ساتھیوں کے مسلک پر گامزن تھا، وہاں میں نے محنت مزدوری کر کے کچھ گائیں اور بکریاں خرید لیں ان پر گزارا کرتا اور اس شخص سے دین سیکھتا، پھر اس کے لئے بھی اللہ کا حکم آ گیا، نزع کے وقت میں نے اس سے وہی کہا جو اس سے پہلے اس کے ساتھیوں سے کہتا چلا آ رہا تھا، اس نے کہا اے بیٹے! میں ایسا کوئی شخص نہیں پاتا جو ان لوگوں کے طریقے پر چلتا ہو اور میں تمہیں اس کے پاس جانے کی وصیت کروں ہاں البتہ اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا وقت آ گیا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوگا اور ہجرت فرما کر ایک ایسے شہر میں سکونت اختیار کرے گا جو دونوں طرف سے سنگلاخ ترین میدانوں میں گھیرا ہوا ہوگا، وہاں کھجور کے باغات بکثرت ہوں گے، اس کی نبوت کی علامتیں واضح ہوں گی، وہ ہدیہ قبول کرے گا مگر صدقہ کا مال نہیں کھائے گا، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، اگر ہو سکے تو وہاں چلے جاؤ، پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوگیا۔

وادی القریٰ میں پہنچنا:

وَمَكَثْتُ بِعَمُورِيَّةَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَمْكُثَ، ثُمَّ مَرَّ بِي نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارٌ، فَقُلْتُ لَهُمْ: احْمِلُونِي إِلَى أَرْضِ الْعَرَبِ وَأُعْطِيكُمْ بَقَرَاتِي هَذِهِ وَغُنَيْمَتِي هَذِهِ،قَالُوا: نَعَمْ،فَأَعْطَيْتُهُمُوهَا وَحَمَلُونِي مَعَهُمْ،حَتَّى إِذَا بَلَغُوا وَادِيَ الْقُرَى ظَلَمُونِي، فَبَاعُونِي مِنْ رَجُلٍ يَهُودِيٍّ عَبْدًا،فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، فَرَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ الْبَلَدَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحِقْ فِي نَفْسِي

اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا میں عموریہ میں رہا پھر بنو کلب کے ایک تجارتی قافلے سے میری ملاقات ہوئی، میں نے انہیں کہا کہ وہ مجھے ملک عرب میں پہنچا دیں جس کے عوض میں تمہیں اپنی ساری گائیں اور بکریاں دے دوں گا، اس پر وہ راضی ہو گئے، میں نے اپنی ساری گائیں اور بکریاں ان کے حوالے کر دیں اور مجھے اپنے ساتھ لے کر چل پڑے، جب وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو ان کی بیت میں فتور آ گیا اور انہوں نے مجھے غلام ظاہر کر کے ایک یہودی کے پاس بیچ دیا، اور میں اس کے پاس رہنے لگا، میں نے وہاں کھجوریں دیکھیں تو خیال کیا کہ شاید یہ وہی شہر ہے جس کی میرے استاد نے خبر دی تھی مگر میرا دل اس پر مطمئن نہیں تھا۔

مدینہ منورہ میں پہنچنا:

فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ، إِذْ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ مِنْ الْمَدِينَةِ، فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ، فو الله مَا

هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا، وَبُعِثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ

ایک مرتبہ جب میں اس کے پاس تھا مدینہ سے اس یہودی کا چچازاد بھائی آیا جو بنو قریظہ سے تعلق رکھتا تھا وہ مجھے اس یہودی سے خرید کر مدینہ میں لے آیا، اللہ کی قسم! جونہی میں نے یہ شہر دیکھا، پادری کی بتلائی نشانیوں کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ انہوں نے اسی شہر کا ذکر کیا تھا، میں خوشی خوشی وہاں رہنے اور اس یہودی کے درختوں کا کام کرتا رہا، ادھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور جب تک اللہ نے چاہا آپ ﷺ وہاں رہے، میں غلامی کی مصروفیت کی وجہ سے آپ ﷺ کے متعلق کوئی ذکر نہ سن سکا، پھر جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کی خوشخبری سننا:

قَالَ سَلْمَانُ: فو الله إِنِّي لَفِي رَأْسِ عِذْقٍ لِسَيِّدِي أَعْمَلُ لَهُ فِيهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ تَحْتِي، إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ، قَاتَلَ اللهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللَّهِ إِنَّهُمْ الْآنَ لَمُجْتَمِعُونَ بِقُبَاءَ عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ، يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ سَلْمَانُ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ. فَقَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَالْعُرَوَاءُ: الرِّعْدَةُ مِنْ الْبَرْدِ وَالِانْتِفَاضُ، فَإِنْ كَانَ قَالَ سَلْمَانُ: مَعَ ذَلِكَ عَرَقٌ فَهِيَ الرُّحَضَاءُ، وَكِلَاهُمَا مَمْدُودٌ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلَى سَيِّدِي، فَنَزَلْتُ عَنْ النَّخْلَةِ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِابْنِ عَمِّهِ ذَلِكَ: مَاذَا تَقُولُ؟ (مَاذَا تَقُولُ)؟ فَغَضِبَ سَيِّدِي، فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ وَلِهَذَا؟ أَقْبِلْ عَلَى عَمَلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ، إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَثْبِتَهُ عَمَّا قَالَ

سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں کھجور کی چوٹی پر کوئی کام کر رہا تھا، میرا آقا بھی اس کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، اس کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ بنو قیلہ کو (دونوں قبائل اوس وخزرج کو بنو قیلہ کہتے ہیں) ہلاک کرے وہ قبا میں ایک ایسے شخص کے پاس بھاگے جا رہے ہیں جو آج ہی مکہ مکرمہ سے آیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ نبی اور پیغمبر ہے، ان لوگوں نے اس کے دعوی پر یقین کر لیا ہے اور ان کے بچوں اور عورتوں تک میں ہیجان ہے، سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ یہ سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو گی اور میں کانپنے لگا، میرے دل نے گواہی دی کہ میرا مطلوب اور مقصود آ پہنچا، مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ جسم میں اس طرح لرزہ کی وجہ سے اپنے آقا کے اوپر نہ گر پڑوں، اس لئے دل کو تھامے جلدی سے نیچے اتر آیا اور اپنے آقا کے چچازاد سے پوچھا محترم آپ نے کیا کہا ہے؟ ذرا پھر سے بیان کرنا، میرا سوال سنتے ہی میرا آقا میرے تجسس اور بدحواسی پر چراغ پا ہو گیا اور اس نے غصہ سے میرے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اور کہا تجھے اس سے کیا غرض ہے تو اپنے کام سے غرض رکھ، میں نے کہا کچھ نہیں میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟۔[1]

محمد ﷺ کی رسالت کی تحقیق وتصدیق کرنا:

قَدْ جَمَعْتُهُ فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ، ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِقُبَاءَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ ذَوُو حَاجَةٍ، وَهَذَا شَيْءٌ قَدْ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ،

[1] ابن هشام ۲۱۹/۱، دلائل النبوة ۲۵۸/۱

فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: كُلُوا، وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ،قَالَ:فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذِهِ وَاحِدَةٌ

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اپنی کھجوریں جمع کر رکھی تھیں، میں وہ لیکر شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں تشریف فرما تھے، میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں اور آپ کے ہمراہ کچھ مسافر اور غریب لوگ ہیں میں یہ صدقہ دینا چاہتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ دوسروں کی نسبت آپ لوگ اس کے زیادہ مستحق ہیں اسے قبول فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مطہر کے لئے صدقہ قبول کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا اس کا صدقہ لے لو اور کھاؤ میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک علامت پوری ہوئی،

قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئًا، وَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، ثُمَّ جِئْتُهُ بِهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا،قَالَ: فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَاتَانِ ثِنْتَانِ

پھر میں نے کچھ اور کھجوریں جمع کیں اس وقت تک آپ مدینہ میں منتقل ہو چکے تھے، میں کسی وقت وہ کھجوریں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے دیکھا ہے کہ آپ علیہ السلام صدقہ کا مال نہیں کھاتے اس لئے احترام کے پیش نظر آپ کے لئے ھدیہ لایا ہوں اسے قبول فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدیہ قبول فرمالیا اور خود بھی کھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا، میں نے دل میں کہا یہ دوسری نشانی بھی پوری ہوگئی

ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ ، قَدْ تَبِعَ جِنَازَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ، (وَ) عَلَيَّ شَمْلَتَانِ لِي، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَدْبَرْتُهُ عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، فَأَلْقَى رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَأَكْبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي

(دو چار روز کے بعد) ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، اس وقت آپ نے دو چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں، میں تیسری مرتبہ حاضر خدمت ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو کر کچھ دیکھنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھ کر کہ کسی نے اس کو کوئی نشانی بتائی ہے اور یہ اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہے اپنی چادر کندھوں سے نیچے پھینک دی، میں نے مہر نبوت دیکھ کر تیسری نشانی بھی درست پائی، پھر کیا تھا میں نے جھک کر مہر نبوت کو بوسہ دیا اور رو پڑا، آپ بھی رو پڑے،

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَلْقَى إِلَيَّ رِدَاءَهُ ، وَقَالَ: يَا سَلْمَانُ! انْظُرْ إِلَى مَا أُمِرْتُ بِهِ ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامِ

مہر نبوت کے بارے میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک

اپنے کندھوں سے نیچے کر لی اور فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ! جو تم دیکھنا چاہتے ہو دیکھ لو، سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھ لی جو ایک کبوتر کے انڈے کی طرح تھی۔ (۱)

أَبُو زَيْدٍ، قَالَ:قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْتَرِبْ مِنِّي ، فَاقْتَرَبْتُ مِنْهُ ،فَقَالَ:أَدْخِلْ يَدَكَ فَامْسَحْ ظَهْرِي، قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي قَمِيصِهِ، فَمَسَحْتُ ظَهْرَهُ، فَوَقَعَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ، قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَقَالَ:شَعَرَاتٌ بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

مہر نبوت کے بارے میں عمرو رضی اللہ عنہ بن اخطب انصاری فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میرے قریب آؤ، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا تو فرمایا اپنا ہاتھ میرے کرتے میں داخل کرو اور میرے پشت پر ہاتھ پھیرو، میں نے اپنا ہاتھ کرتے میں داخل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر پھیرا، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت مبارک سے کرتا اٹھا کر فرمایا اے ابوزید رضی اللہ عنہ! ذرا میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرو، میں نے تعمیل ارشاد کی اور ہاتھ پشت مبارک سے مہر نبوت پر پہنچا تو مہر نبوت میری دو انگلیوں کے درمیان آ گئی جو بالوں کا ایک گچھا تھی۔ (۲)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادھر سامنے آ جاؤ، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اے عباس رضی اللہ عنہ! جس طرح میں نے تمہیں اپنا واقعہ سنایا ہے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ واقعہ سن کر بہت محفوظ ہوئے، میں اسی وقت مشرف باسلام ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے فَاتَهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرٌ وَأُحُدٌ، ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ، فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِائَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيهَا لَهُ بِالْفَقِيرِ ، وَأَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: أَعِينُوا أَخَاكُمْ، فَأَعَانُونِي بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِينَ وَدِيَّةً ، وَالرَّجُلُ بِعِشْرِينَ وَدِيَّةً، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ وَدِيَةً، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ، يُعِينُ الرَّجُلُ بِقَدْرِ مَا عِنْدَهُ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثُ مِائَةِ وَدِيَّةٍ،فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْ لَهَا

سلمان رضی اللہ عنہ اپنی غلامی کی وجہ سے جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک نہیں ہو سکے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ! اپنے آقا سے مکاتبت (مالک کو قیمت دے کر آزاد ہونے کو کتابت یا مکاتبت کہتے ہیں) کر لو چنانچہ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ گڑھے کھود کر کھجوروں کے تین سو درخت لگاؤں اور چالیس اوقیہ سونا بھی ادا کروں جب سارے درخت ہرے بھرے ہو کر بڑھنے لگیں تب میں آزاد ہو جاؤں گا، میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ اپنے بھائی کی آزادی میں مدد کرو، چنانچہ کسی نے نرسری کے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ اور کسی نے دس پودے دینے کا وعدہ کیا، جب تین سو پودے پورے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ سلمان! جہاں درخت لگانے ہیں پہلے جا کر وہاں گڑھے کھودو اور پھر آ کر مجھے اطلاع دو یہ پودے میں اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

---

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۶۵/۱، امتاع الاسماع ۱۴۷/۲، الخصائص الکبری ۱۰۱/۱

(۲) مسند احمد ۲۰۷۳۲

فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُنْ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدَيَّ. قَالَ: فَفَقَّرْتُ وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ،فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِي إِلَيْهَا، فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ إِلَيْهِ الْوَدِيَّ، وَيَضَعُهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، حَتَّى فَرَغْنَا، فو الّذي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ . قَالَ: فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ. فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ، مِنْ بَعْضِ الْمَعَادِنِ،فَقَالَ: مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟قَالَ: فَدُعِيتُ لَهُ، فَقَالَ خُذْ هَذِهِ، فَأَدِّهَا مِمَّا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ،

چنانچہ میں نے اپنے دوستوں کے تعاون سے تین سوگڑھے کھودے اور آ کر آپ ﷺ کو اطلاع دی، رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ وہاں تشریف لائے، ہم آپ ﷺ کو پودے پکڑاتے جاتے تھے اور آپ ﷺ ان کو اپنے مبارک ہاتھ سے نصب کرتے جاتے تھے حتیٰ کہ پورے تین سو درخت لگا دیئے اور برکت کی دعا فرمائی، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے ایک سال گزرنے نہ پایا تھا کہ سب پودوں پر پھل آ گیا اور ان میں سے ایک پودا بھی خشک نہیں ہوا سب کے سب ہی سرسبز و شاداب ہو گئے اور اس طرح تین سو پودے لگانے کی شرط پوری ہو گئی صرف سونا ادا کرنا باقی رہ گیا، اس کا اللہ تعالیٰ نے اس طرح سبب بنایا کہ سونے کی بعض کانوں سے آمدہ مرغی کے انڈے جیسا سونا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ مسکین مکاتب یعنی فارسی کہاں ہے؟ اس کو بلاؤ، لوگوں نے مجھے آواز دی میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سونا لو اور اپنے آقا سے حساب بے باق کر دو،

قَالَ: قُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ مِمَّا عَلَيَّ؟فَقَالَ: خُذْهَا فَإِنَّ اللهَ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ. قَالَ: فَأَخَذْتُهَا فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا،وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ أَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ مِنْهَا، وَعَتَقَ سَلْمَانُ،فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْخَنْدَقَ حُرًّا، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے جتنا سونا دینا ہے یہ اس سے بہت کم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ لے لو اللہ تعالیٰ برکت کرے گا اور تمہاری قیمت ادا ہو جائے گی، میں نے وہ سونا لے لیا، اور اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے میں نے ان کو چالیس اوقیہ سونا (تقریباً چار سو درہم) دے کر پوری قیمت ادا کر دی اور آزاد ہو گیا، پھر جنگ خندق کی لڑائی میں ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اور اس کے بعد کسی جنگ سے غیر حاضر نہیں رہا۔ (۱)

سلیمان فارسی جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی مگر اپنے کردار کی خوبی کی وجہ سے مدینہ منورہ میں سلمان الخیر کے لقب سے مشہور تھے۔

عابد و زاہد علماء اور افضل صحابہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

كَانَ سلمَان الْفَارِسِي رضي الله عنه قد اختصم المهاجرون والأنصار فيه، فقال المهاجرون: هو منا، وقال الأنصار: هو منا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، قال: فكان في حيز المهاجرين

مہاجرین کا دعویٰ تھا کہ سلمان ہم میں سے ہیں جبکہ انصار کہتے تھے سلمان ہم میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان اہل بیت میں سے

---

(۱) ابن ہشام ۱/۲۲۲

ہیں اور فرمایا وہ مہاجرین میں فضیلت والے ہیں۔ [۱]

وکان إذا قيل له: ابن من أنت؟قال: أنا سلمان ابن الإسلام من بني آدم،أَنَاسَلْمَانُ بْنُ الْإِسْلَامِ

جب کوئی ان سے والد کا نام پوچھتا تو کہتے تو سلمان رضی اللہ عنہ جواب دیتے میں اسلام بن بنی آدم کا بیٹا ہوں۔ [۲]

سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عرصہ تک مدینہ منورہ میں قیام کیا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انہوں نے عراق میں سکونت اختیار کرلی، ایران پر لشکر کشی کے وقت وہ بھی مجاہدین اسلام میں شریک ہو گئے اور کئی معرکوں میں داد شجاعت دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے مرتبہ شناس تھے انہوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو مدائن کی گورنری پر مقرر فرمایا

كَانَ عَطَاءُ سَلْمَانَ خَمْسَةَ آلَافٍ وَكَانَ إِذَا خَرَجَ عَطَاؤُهُ أَمْضَاهُ وَيَأْكُلُ مِنْ سَفِيفِ يديه

اور چار یا پانچ ہزار درہم ان کی تنخواہ مقرر فرمائی لیکن اس مرد درویش کی گورنری کی کیفیت عجیب تھی جو تنخواہ ملتی اسے مساکین میں تقسیم کر دیتے اور خود اپنے ہاتھوں سے چٹائی بنتے اور اس کی آمدنی پر گزارہ کرتے تھے۔ [۳]

اور چٹائی کی آمدنی کا ایک تہائی بھی اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتے،

النُّعْمَانَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ: دَخَلْتُ مَعَ خَالِي عَلَى سَلْمَانَ بِالْمَدَائِنِ وَهُوَ يَعْمَلُ الْخُوصَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَشْتَرِي خُوصًا بدرهم فأعمله فأبيعه دَرَاهِمَ فَأُعِيدُ دِرْهَمًا فِيهِ وَأُنْفِقُ دِرْهَمًا عَلَى عِيَالِي وَأَتَصَدَّقُ بِدِرْهَمٍ، وَلَوْ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخطاب نهاني عنه ما انتهيت

نعمان بن حمید سے مروی ہے میں اپنے ماموں کے ہمراہ مدائن میں سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ چٹائی بن رہے تھے، میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ ایک درہم کھجور کے پتے خریدتا ہوں اسے بنتا ہوں اور تین درہم میں فروخت کر دیتا ہوں، ایک درہم اسی میں لگا دیتا ہوں اور ایک درہم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا ہوں، اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب مجھے منع نہ فرماتے تو میں اس سے باز نہ آتا۔ [۴]

عَنْ هُرَيْمٍ، قَالَ:رَأَيْتُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ عَلَى حِمَارٍ عُرْيٍ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ سُنْبُلَانِيٌّ قَصِيرٌ ضَيِّقُ الْأَسْفَلِ، قَالَ وَرَأَيْتُ الصِّبْيَانَ يَحْضُرُونَ خَلْفَهُ فَقُلْتُ: أَلَا تَنَحَّوْنَ عَنِ الْأَمِيرِ؟فَقَالَ: دَعْهُمْ فَإِنَّمَا الْخَيْرُ وَالشَّرُّ فِيمَا بَعْدَ الْيَوْمِ

ہریم سے مروی ہے میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک تنگ اور چھوٹی سی قمیص میں ملبوس ہو کر بغیر زین کے ایک معمولی گدھے پر سوار ہو کر جاتے دیکھا ہے، میں نے لڑکوں کو جو ان کے پیچھے تھے اور ان کو دیکھ کر ہنستے اور مذاق اڑاتے تھے کہا تم لوگ امیر سے دور نہیں ہوتے،

---

[۱] شرف المصطفی ۲/۴۵ ،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴/۳۶۵، الکامل فی التاریخ ۲/۶۵

۲ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲/۶۳۴

[۳] ابن سعد ۴/۶۵

[۴] ابن سعد ۴/۶۷

سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو خیر و شر کا اندازہ تو اس زندگی کے بعد ہو گا آج جتنا جی چاہے ہنس لیں۔ (۱)

ان کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک بوسیدہ کمبل تھا، دن کے وقت اسے اپنے بدن پر ڈال لیتے اور رات کو سوتے وقت اوڑھ لیتے،

عَنْ ثَابِتٍ أَنَّ سَلْمَانَ كَانَ أَمِيرًا عَلَى الْمَدَائِنِ وَكَانَ يَخْرُجُ إِلَى النَّاسِ فِي أَنْدَرْوَرْدَ وَعَبَاءَةٍ فَإِذَا رَأَوْهُ، قَالُوا: كُرْكَ آمَدْ كُرْكَ آمَدْ

ثابت سے مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے جب وہ اپنے درویشانہ لباس میں ملبوس باہر نکلتے تو لوگ کہتے گرگ آمد، گرگ آمد۔ (۲)

ثَابِتٌ، قَالَ: كَانَ سَلْمَانُ أَمِيرًا عَلَى الْمَدَائِنِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ مَعَهُ حِمْلُ تِينٍ. وَعَلَى سَلْمَانَ أَنْدَرْوَرْدُ وَعَبَاءَةٌ. فَقَالَ لِسَلْمَانَ: تَعَالَ احْمِلْ.وَهُوَ لا يَعْرِفُ سَلْمَانَ، فَحَمَلَ سَلْمَانُ فَرَآهُ النَّاسُ فَعَرَفُوهُ فَقَالُوا: هَذَا الأَمِيرُ،أَصْلَحَ اللهُ الْأَمِيرَ، نَحْمِلُ عَنْكَ، وَيَا أَبَا عَبْدِ اللهِ نَحْمِلُ عَنْكَ، أَبَا عَبْدِ اللهِ نَحْمِلُ عَنْكَ

ثابت سے مروی ہے سلمان مدائن کے امیر تھے، شام کے بنی تیم اللہ میں سے ایک شخص آیا جس کے ہمراہ انجیر کی ایک گٹھری تھی، وہ مدائن کے بازار میں جا رہے تھے کہ ان کا حلیہ دیکھ کر اس شخص نے انہیں مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لیے کہا، وہ سلمان رضی اللہ عنہ کو پہچانتا نہیں تھا، سلمان رضی اللہ عنہ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے، راستے میں لوگوں نے دیکھا تو انہیں پہچان لیا تو کہا یہ تو امیر ہیں، ایک روایت میں ہے لوگوں نے کہا اے امیر! آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھار کھا ہے لائے ہم پہنچا دیتے ہیں، اے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ! ہم پہنچا دیتے ہیں، اے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ! ہم پہنچا دیتے ہیں۔ (۳)

قَالَ: لَمْ أَعْرِفْكَ،فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: لَا حَتَّى أَبْلُغَ مَنْزِلَكَ

سامان کا مالک ہکا بکا رہ گیا اور نہایت شرمندہ ہو کر کہا میں آپ کو پہچانا نہیں تھا اور ان کے سر سے سامان اتروانا چاہا مگر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں تو نے یہ سامان اٹھوا کر اپنے مکان تک لے جانے کا ارادہ کیا تھا اب میں اسے منزل مقصود پر پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ (۴)

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ رَجُلا دَخَلَ عَلَى سَلْمَانَ وَهُوَ يَعْجِنُ. قَالَ فَقَالَ: أَيْنَ الْخَادِمُ؟قَالَ:بَعَثْنَاهَا لِحَاجَةٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَجْمَعَ عَلَيْهَا عَمَلَيْنِ

ابی قلابہ سے مروی ہے ایک دفعہ ایک شخص فارسی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا کہ خادم کہاں ہے؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اسے کسی کام سے بھیجا ہے میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ دو دو کاموں کا بوجھ اس پر ڈالوں۔ (۵)

ایک دن کسی شخص نے سلمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھائی اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہو گا تو جو کچھ تو نے کہا ہے میں اس سے بھی بد تر ہوں اور اگر میرے گناہوں کا پلہ ہلکا ہوا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے۔

(۱) ابن سعد ۴/۶۵

(۲) ابن سعد ۴/۶۵

(۳) شعب الایمان ۷۹۶۲

(۴) ابن سعد ۴/۶۶

(۵) الجامع معمر بن راشد ۱۹۶۶۴، ابن سعد ۴/۶۷

وَإِنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: أَنَا أَبْنِي لَكَ بَيْتًا تسكن فيه؟ فقَالَ: مَا لِي بِهِ حَاجَةٌ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ حتى قَالَ له: إِنِّي أَعْرِفُ الْبَيْتَ الَّذِي يُوَافِقُكَ، قَالَ: فَصِفْهُ لِي، قَالَ: أَبْنِي لَكَ بَيْتًا إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِيهِ أَصَابَ رَأْسَكَ سَقْفُهُ، وَإِذَا أَنْتَ مَدَدْتَ فِيهِ رِجْلَيْكَ أَصَابَتِ الْجِدَارُ. قَالَ: نَعَمْ . فَبَنَى لَهُ

ایک مرتبہ ایک شخص نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ بے گھر اور بے در ہیں میں آپ کے لیے ایک مکان بنانا چاہتا ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہ شخص پیہم اصرار کرتا رہا آخر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم میرے لیے گھر بنا ہی چاہتے ہو تو اس طرح بنا دو جس طرح میں کہوں، اس شخص نے کہا فرمائیے میں کیسا گھر بنا دوں؟ فرمایا تو اس طرح بناؤ کہ اگر لیٹوں تو پیر دیواروں سے لگیں اور اگر کھڑا ہوں تو سر چھت سے مل جائے، اس شخص نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی بنا دوں گا، چنانچہ اس شخص نے ان کی خواہش کے مطابق مختصر سی جھونپڑی بنا دی[1]

سلمان رضی اللہ عنہ نے بہت لمبی عمر پائی، اس کے بارے میں کئی اقوال ہیں مثلاً اسی سال، ایک سو پچاس سال اور دو سو پچاس سال،

قال: أهل العلم يقولون: عاش سلمان ثلاثمائة وخمسين سنة

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دو سو پچاس سال والی روایت کو ترجیح دی ہے۔[2]

حفظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں جس قدر بھی اقوال ہیں سب اس پر متفق ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ڈھائی سو سال تھی۔

وَتُوُفِّيَ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فِي آخِرِ خِلَافَةِ عُثْمَانَ

سلمان رضی اللہ عنہ خلافت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دنوں میں دو سو پچاس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔[3]

دَخَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَلَى سَلْمَانَ يَعُودُهُ. قَالَ فَبَكَى سَلْمَانُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ:مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ؟ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ. وَتَلْقَى أَصْحَابَكَ.وَتَرِدُ عَلَيْهِ الْحَوْضَ، قَالَ سَلْمَانُ: وَاللهِ مَا أَبْكِي جَزَعًا مِنَ الْمَوْتِ وَلا حِرْصًا عَلَى الدُّنْيَا وَلَكِنَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيْنَا عَهْدًا فَقَالَ: لِتَكُنْ بُلْغَةُ أَحَدِكُمْ مِنَ الدُّنْيَا مِثْلَ زَادِ الرَّاكِبِ وَحَوْلِي هَذِهِ الأَسَاوِدُ، قَالَ وَإِنَّمَا حَوْلَهُ جَفْنَةٌ أَوْ مَطْهَرَةٌ أَوْ إِجَّانَةٌ، قَالَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ اعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ نَأْخُذُهُ بَعْدَكَ، فَقَالَ: يَا سَعْدُ اذْكُرِ اللهَ عِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ وَعِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حكمت وعند يدك إذا قسمت

مرض الموت میں سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص ان کی عیادت کے لیے گئے ، سلمان رضی اللہ عنہ زار زار رونے لگے ،سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابوعبداللہ (سلمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) یہ رونے کا کونسا محل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی رخصت ہوئے، مرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں

---

[1] ۔ الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۲/۶۳۴،شعب الایمان ۱۰۲۵۷

[2] الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۱۱۸

[3] اسد الغابة ۲/۵۱۰

سے ملو گے اور حوض کوثر پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آؤ گے، سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں موت سے نہیں گھبراتا اور نہ مجھے دنیا کی خواہش ہے بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ سرور عالم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش ایسا ہونا چاہیے جیسے سوار کا توشہ، اور میرے ارد گرد یہ اسباب جمع ہو گیا ہے، یہ اسباب جس کی وجہ سے سلمان رضی اللہ عنہ گریہ وزاری کر رہے تھے محض ایک بڑے پیالے، ایک لوٹے، ایک بوسیدہ کمبل اور ایک تسلہ پر مشتمل تھا (گھر کے کل سامان کی قیمت بیس بائیس درہم سے زیادہ نہ تھی، تکیہ کی جگہ سر کے نیچے دو اینٹیں رکھی ہوئی تھیں) سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ! ہمیں کوئی وصیت کیجئے کہ آپ کے بعد اسے اختیار کریں، آپ رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو اور جب حکم کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو اور جب تقسیم کرو تو قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔ [1]

عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، قَالَ:قَالَ أَصْحَابُ سَلْمَانَ لِسَلْمَانَ: أَوْصِنَا، فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا أَوْ فِي نَقْلِ الْقِرَاءَةِ فَلْيَمُتْ. وَلا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ فَاجِرًا وَلا خَائِنًا

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے ان سے کہا ہمیں وصیت کیجئے، انہوں نے کہا جو شخص تم میں سے حج یا عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ یا تحصیل قرآن میں مر سکے تو اسے اس میں مرنا چاہیے تم میں سے کوئی شخص فاجر (بدکار) اور خائن (دغاباز) ہو کر ہر گز نہ مرے۔ [2]

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ مِثْلُ لُقْمَانَ الْحَكِيمِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ علم و حکمت میں لقمان حکیم کے برابر تھے۔ [3]

عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، قالت: كان لسلمان مجلس من رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ينفرد به بالليل حتى كاد يغلبنا على رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سلمان رضی اللہ عنہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اتنی دیر تک رہتے تھے کہ ہمیں (ازواج مطہرات) کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ہمارے حصوں کا وقت بھی رسول اللہ ﷺ سلمان رضی اللہ عنہ کی معیت میں نہ گزاریں۔ [4]

ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَبِّي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ سُبْحَانَهُ يُحِبُّهُمْ: عَلِيٌّ، وَأَبُو ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادُ، وَسَلْمَانُ

ابو بریدہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ (اللہ) بھی ان سے محبت رکھتا ہے، پوچھا گیا وہ کون ہیں فرمایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ، سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ۔ [5]

---

[1] ابن سعد ۶۸ / ۴
[2] ابن سعد ۶۹ / ۴
[3] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۶۳۵ / ۲
[4] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۶۳۴ / ۲
[5] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۶۳۴ / ۲

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ، عَلَى سَلْمَانَ، وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِي نَفَرٍ، فَقَالُوا: مَا أَخَذَتْ سُيُوفُ اللهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللهِ مَأْخَذَهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَتَقُولُونَ هَذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ، وَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ،فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ، لِئَنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ جَلَّ وَعَلا ، فَأَتَاهُمْ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: يَا إِخْوَتَاهُ، أَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوا: لا، يَا أَبَا بَكْرٍ، يَغْفِرُ اللهُ لَكَ

عائذ بن عمرو سے مروی ہے ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے ان تینوں بزرگوں نے کہا اللہ کی کوئی تلوار اس دشمن خدا کی گردن پر نہیں پڑی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کہیں قریب تھے انہوں نے فرمایا یہ شخص قریش کا سردار ہے تمہیں ایسی سخت بات اس کے بارے میں نہیں کہنی چاہیے تھی، تینوں بزرگوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کو پسند نہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! شاید تم نے ان لوگوں کو ناراض کر دیا ہے ،انہیں ناراض کرنا گویا اللہ کو ناراض کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پشیمان ہوئے اور فوراً ان بزرگوں کے پاس آئے اور پوچھا کیا آپ مجھ سے خفا ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں اے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ فَأَلْقَاهَا لَهُ، فَقَالَ سَلْمَانُ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ ،فَقَالَ عُمَرُ: حَدِّثْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ فَأَلْقَاهَا إِلَيَّ ثُمَّ قَالَ لِي :يَا سَلْمَانُ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْخُلُ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَيُلْقِي لَهُ وِسَادَةً إِكْرَامًا لَهُ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور وہ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے تو انہوں نے از راہ تکریم اپنی پشت کا تکیہ سلمان رضی اللہ عنہ کو پیش کر دیا، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوعبداللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے سامنے ڈال دیا اور فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ! اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملنے جائے اور وہ از راہ تعظیم اس کے لیے اپنا تکیہ پیش کر دے تو اللہ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (۲)

وكان رَسُول اللهِ قد آخى بين سلمان وأبي الدرداء، وسكن أَبُو الدرداء الشام، وسكن سلمان العراق، فكتب أَبُو الدرداء إِلَى سلمان: سلام عليك، أما بعد، فإن الله رزقني بعدك مالًا وولدًا، ونزلت الأرض المقدسة،فكتب إليه

(۱) صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ سَلْمَانَ، وَصُهَيْبٍ، وَبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ۶۴۱۲،مسند احمد ۲۰۶۴۰،الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۲،۶۳۴

(۲) مستدرک حاکم ۶۵۴۲ ،مكارم الأخلاق للطبراني ۱۵۱،أخلاق النبي وآدابه لابی الشیخ الاصبہانی ۴،۵۳

سلمان: سلام عليك، أما بعد، فإنك كتبت إلي أن الله رزقك مالًا وولدًا فاعلم أن الخير ليس بكثرة المال والولد، ولكن الخير أن يكثر حلمك، وأن ينفعك علمك وكتبت إلَى أنك نزلت الأرض المقدسة، وَإِن الأرض لا تعمل لأحد، اعمل كأنك ترى، واعدد نفسك من الموتى

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا، سرور کونین ﷺ کے وصال کے بعد ابو درداء رضی اللہ عنہ شام چلے گئے جہاں وہ بہت آسودہ حال ہو گئے، ایک دفعہ انہوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو جو عراق میں مقیم تھے خط لکھا کہ میں یہاں بہت خوش ہوں، اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد دونوں نعمتیں عطا فرمائی اور میرا قیام ارض مقدس میں ہے، سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا اسلام علیکم، امابعد، تم نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال اور اولاد سے نوازا ہوا ہے بھائی تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مال اور اولاد کی کثرت یا ارض مقدس میں ہونا خیر نہیں بلکہ خیر یہ ہے کہ تم کوئی ایسا عمل کرو جو آخرت میں تمہارے کام آئے۔ (۱)

ایک دفعہ کسی شہر کی فتح کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میں داخل ہوئے تو جگہ جگہ اشیائے خورد و نوش کے ڈھیر دیکھے، ایک ساتھی نے فرط مسرت سے بیخود ہو کر کہا دیکھیے اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ عطا فرمایا ہے، سلمان رضی اللہ عنہ نے اسے ٹوک کر کہا بھائی کس بات پر خوش ہو رہے ہو یہ بھی تو خیال کرو کہ ایک ایک دانہ کے ساتھ حساب کتاب کی ذمہ داری بھی تو میرے سر آپڑی ہے۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ: رَأَيْتُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ فِي سَرِيَّةٍ هُوَ أَمِيرُهَا عَلَى حِمَارٍ وَعَلَيْهِ سَرَاوِيلُ وَخَدَمَتَاهُ تَذَبْذَبَانِ، وَالْجُنْدُ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَ الْأَمِيرُ، فَقَالَ سَلْمَانُ: إِنَّمَا الْخَيْرُ وَالشَّرُّ بَعْدَ الْيَوْمِ

عبد القیس کے ایک شخص سے مروی ہے جس زمانے میں سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے اور تیس ہزار نفوس پر حکومت کرتے تھے ایک مرتبہ مدائن سے شام اس حال میں تشریف لے گئے کہ بغیر زین کے ایک گدھے پر سوار تھے اور گاڑھے کا پیوند لگا لباس زیب تن کر رکھا تھا، لوگوں نے کہا اے امیر! آپ نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ فرمایا بھائی آرام و راحت تو صرف آخرت کے لیے ہے۔ (۲)

أَنَّ سَلْمَانَ جَاءَ يَزُورُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُبْتَذِلَةً فَقَالَ: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: إِنَّ أَخَاكَ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا، قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَحَّبَ سلمان وَقَرَّبَ لَهُ طَعَامًا. قَالَ سَلْمَانُ: اطْعَمْ. قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إلا مَا طَعِمْتَ، إِنِّي لَسْتُ بِآكِلٍ حَتَّى تَطْعَمَ. قَالَ: وَبَاتَ سَلْمَانُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَلَمَّا كَانَ الليل قام أبو الدرداء فحبسه سلمان. قَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، قال: فلما كان وجه الصبح قال: قُمِ الآنَ. فَقَامَا فَصَلَّيَا، ثُمَّ خَرَجَا إِلَى الصَّلاةِ. قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ سَلْمَانُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا قَالَ سَلْمَانُ

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ کے مواخاتی بھائی ابو درداء رضی اللہ عنہ انصاری بے حد عابد و زاہد تھے دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات رات

(۱) اسد الغابة ۵۱۰/۲

(۲) الزهد لأبي داود السجستاني ۲۵۵

بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لیے گئے وہ گھر سے باہر تھے ان کی اہلیہ کو آشفتہ حال دیکھا تو پوچھا کہ تم نے اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کس کے لیے بناؤ سنگار کروں تمہارے بھائی نے دنیا کو ترک کر دیا ہے، جب ابو درداء گھر تشریف لائے تو سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے ان کے سامنے کھانا رکھا اور خود معذرت کی کہ میں روزے سے ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم نہیں کھاتے تو میں بھی نہیں کھاؤں گا پھر ابو درداء کے قریب ہی لیٹ گئے، کچھ رات گزرنے پر ابو درداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے تو ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے ابو درداء رضی اللہ عنہ! تم پر تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، تم جسم کا تم پر حق ہے، تمہیں سب کا حق داروں کا حق ادا کرنا چاہیے، صبح ہوئی تو دونوں نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی فرمایا جو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا تھا۔ (۱)

فقال النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأبي الدرداء: سلمان أفقه منك

ایک روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ دین کی واقفیت رکھتے ہیں۔ (۲)

سلمان رضی اللہ عنہ کا خوف آخرت کا یہ عالم تھا کہ وہ خود بھی اس سے لرزہ براندام رہتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کی یاد دلاتے رہتے تھے

قَالَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ: ثَلَاثٌ أَعْجَبَتْنِي حَتَّى أَضْحَكَتْنِي: مُؤَمِّلُ الدُّنْيَا، وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ، وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ، وَضَاحِكٌ لَا يَدْرِي أَسَاخِطٌ عَلَيْهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَمْ رَاضٍ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے ایک وہ جو ہر وقت دنیا کی طلب میں ہے حالانکہ موت اس کی طلب میں ہے، دوسرا وہ جو موت کو بھلا بیٹھا ہے مگر موت اس سے غافل نہیں ہے، تیسرا وہ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے حالانکہ اسے یہ علم نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔ (۳)

وعن أبي هريرة قال: تخطّى سلمان الفارسي رضي الله عنه حلقة قريش وهم عند رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في مجلسه، فالتفت إليه رجل منهم فقال: ما حسبك ونسبك، وبم اجترأت أن تتخطى حلقة قريش؟! قال: فنظر إليه سلمان الفارسي فأرسل عينيه وبكى وقال: سألتني عن حسبي ونسبي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ اکابر قریش کسی جگہ جمع ہوئے اور اپنے اپنے فضائل و محامد بیان کر رہے تھے سلمان رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس مجلس میں موجود تھے، ایک قریشی نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا تمہارا حسب نسب کیا ہے، کیا تم قریش کی مجلس میں بیٹھنے کے قابل بھی ہو؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور کہا تم میرا حسب نسب دریافت کرتے ہو تو سنو

خلقت من نطفة قذرة، فأما اليوم ففكرة وعبرة، وغداً جيفة منتنة، فإذا نشرت الدوافن، ونصبت الموازين، ودعي

---

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲/۶۳۷

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۱۱۹

(۳) شعب الايمان ۱۰۱۶۹، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ۱/۲۰۷

الناس لفصل القضاء فوضعت في الميزان فإن أرجح الميزان فأنا شريف كريم، وإن أنقص الميزان فأنا اللئيم الذليل، فهذا حسبي وحسب الجميع

میرا آغاز ایک نجس پانی سے ہوا اور انجام یہ ہوگا کہ ایک دن یہ جسم ایک بدبودار لاش کی شکل اختیار کرلے گا اور حشرات الارض کی خوراک بن جائے گا پھر آخرت میں میزان عدل قائم کر دیا جائے گا اور لوگوں کو پکارا جائے گا کہ وہ آ کر اپنے اعمال کا وزن کرائیں، زندگی کے سارے اعمال تولے جائیں گے اگر نیکیوں کا پلڑا جھک گیا تو اللہ نے سرخ رو کیا اور اگر بدیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو پھر دائمی ذالت اور عذاب ہے، میرا یہ حسب اور نسب ہے اور سب انسانوں کا حسب نسب یہی ہے۔ [1]

وثلاث أحزنني حتى أبكينني :فراق محمد وحزبه، وهو المطلع، والوقوف بين يدي الله عزّ وجلّ، لا أدري إلى جنة يؤمر بي أم إلى نار

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزوں کا خیال مجھ کو سخت غمزدہ کر دیتا ہے اور میری آنکھیں نم ہو جاتی ہیں ایک تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی جدائی، دوسری چیز قبر کا عذاب اور تیسری چیز قیامت کا ڈر۔ [2]

عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ، وَسَلْمَانَ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت تین اشخاص کی مشتاق ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ [3]

نماز میں اضافہ: مکہ مکرمہ میں ظہر، عصر اور عشا کی فرض نمازوں کی دو دو رکعتیں تھیں مگر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ایک ماہ قیام کئے بعد ان میں اضافہ کر کے چار چار رکعتیں کر دی گئیں،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: فُرِضَتْ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (پہلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو فرض رکعات چار رکعات ہو گئیں، البتہ سفر کی حالت میں نماز اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ [4]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُفْتُرِضَتْ الصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا أُفْتُرِضَتْ عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، كُلَّ صَلَاةٍ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَأَقَرَّهَا فِي السَّفَرِ عَلَى فَرْضِهَا الْأَوَّلِ رَكْعَتَيْنِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سب سے پہلے جو چیز فرض کی گئی وہ نماز تھی اور ابتدا میں ہر نماز کی دو دو رکعت تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے حضر

---

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۰٫۳۹

[2] مختصرتاریخ دمشق ۱۰٫۵۲

[3] اسدالغابة ۲٫۵۱۰

[4] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ التَّارِيخِ، مِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ ۳۹۳۵

میں ان کی چار رکعتیں کر دیں اور سفر میں وہی دو قائم رکھیں۔ (۱)

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾

اے اولاد یعقوب میں نے جو نعمتیں تم پر انعام کی ہیں انہیں یاد کرو اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دے رکھی تھی،

وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡئًا وَّ لَا یُقۡبَلُ مِنۡهَا

اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی نفس کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا، نہ کسی شخص سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا،

عَدۡلٌ وَّ لَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا هُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ (البقرۃ ۱۲۳،۱۲۲)

نہ اسے کوئی شفاعت نفع دے گی، نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

مسلسل چوراسی آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ کی نعمتوں اور ان کی نافرمانیوں کا ذکر فرمایا گیا آخر میں دوبارہ انہیں اللہ کی نعمتیں یاد دلائی گئیں اور آخرت کے دن سے ڈرایا گیا اور متنبہ کیا گیا کہ اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری وہ نعمت جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور یہ کہ میں نے تمہیں اس وقت کی دنیا کی تمام اقوام پر فضیلت دی تھی تا کہ تم اللہ کا پیغام ان تک پہنچاؤ، اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص چاہے وہ ماں باپ ہوں، اولاد ہو، کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو اور گہرا دوست ہو کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی سے جہنم سے رہائی کے بدلے میں معذرت قبول کی جائے گی، نہ فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی، اور نہ مجرموں کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔ جیسے فرمایا

یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ﴿۸۹﴾ (۲)

ترجمہ: جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔

فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَعۡذِرَتُهُمۡ وَ لَا هُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾ (۳)

ترجمہ: پس وہ دن ہو گا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا۔

وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ

جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ

اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾

میں تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا، عرض کرنے لگے میری اولاد کو، فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں،

(۱) ابن ہشام ۲۴۳/۱، الروض الانف ۲۸۴/۳

(۲) الشعراء ۸۹،۸۸

(۳) الروم ۵۷

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو ،

وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ

ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں

وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ

اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو، جب ابراہیم نے کہا اے پروردگار!

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ

تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں

وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ

پھلوں کی روزیاں دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف

وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۲۶﴾ (البقرۃ ۱۲۴ تا ۱۲۶)

بے بس کردوں گا، یہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔

اے نبی ﷺ! ان مشرکین اور اہل کتاب کو جو ملت ابراہیمی کے دعویدار ہیں، انہیں ابراہیم علیہ السلام کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کے واقعات توسناؤ تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ دین حنیف پر، اسوہ ابراہیمی پر کون قائم ہے، وہ یا آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب؟ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو چند باتوں میں آزمایا اور وہ ہر آزمائش میں کامیاب و کامران رہے

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟۔

تو اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم علیہ السلام! میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، یعنی ہر شخص تیری عظمت کا قائل ہوگا اور وہ زندگی کے لائحہ عمل میں تیری پیروی کریں گے اور ابدی سعادت کی منزل تک پہنچنے کے لئے تیرے پیچھے چلیں گے، ابراہیم نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کیا منصب امامت کا یہ وعدہ میری اولاد کے لئے بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کردیا

...وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ... ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

(۱) النجم ۳۷

(۲) العنکبوت ۲۷

فَكُلُّ نَبِيٍّ أَرْسَلَهُ اللهُ وَكُلُّ كِتَابٍ أَنْزَلَهُ اللهُ بَعْدَ إِبْرَاهِيمَ فَفِي ذُرِّيَّتِهِ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

پس ہر نبی جسے اللہ نے مبعوث کیا اور ہر کتاب جو ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل فرمائی، اس کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں رہا۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے پیمبرزادگی کی جڑ کاٹ کر جواب دیا میرا یہ وعدہ صرف مومن اور صالح لوگوں کے لئے ہے، مگر جو ناخلف (گمراہ یہودی اور مشرک بنی اسماعیل) ہوں گے میرا وعدہ ایسے ظالموں کے لئے نہیں ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانیوں میں سے کسی ایک پریشانی کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ایک پریشانی کو دور فرمائے گا، جو شخص کسی مسلمان کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے اللہ دنیا و آخرت میں اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا، جو شخص کسی تنگدست کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے اللہ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانیاں پیدا کرے گا، اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد میں لگا رہتا ہے، اور جو شخص طلب علم کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ اس کی برکت سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، جب بھی لوگوں کی کوئی جماعت اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کرے اور آپس میں اس کا ذکر کرے اس پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ اپنے پاس موجود فرشتوں کے سامنے ان کا تذکرہ فرماتا ہے، اور جس کے عمل نے اسے پیچھے رکھا اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکے گا۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی دو خصوصیتیں بیان فرمائیں یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لیے ثواب کی جگہ بنایا چنانچہ جو ایک مرتبہ بیت اللہ کی زیارت کر لیتا ہے وہ بار بار آنے کے لئے بے قرار رہتا ہے، اور اس گھر کو امن کی جگہ قرار دیا تھا چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ اپنے شرک کے باوجود بیت اللہ کا حد درجہ احترام کرتے تھے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی اگر بیت اللہ میں اپنے باپ کے قاتل کو دیکھ بھی لیتا تھا تو تب بھی حدود حرم میں بدلہ نہیں لیتا تھا،

سَمِعَ جَابِرًا، يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ عُمَرُ: هَذَا مَقَامُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ؟قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: أَفَلَا تَتَّخِذُهُ مُصَلًّى؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱/۴۱۰

[2] مسند احمد ۷۴۲۷، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ ۲۸۵۳، سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ ۲۲۵

جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی تفصیل بیان کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف فرمایا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ ہمارے باپ کا مقام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا ہم اسے نماز کی جگہ بنالیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ''تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو۔''[1]

اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جس پتھر پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کے پیروں کے نشانات پڑ گئے تھے اس مقام پر طواف مکمل کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھو،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ اللهَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ البَرُّ وَالفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ بِالحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ الحِجَابِ ، قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ،حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ، حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْت، فَأَنْزَلَ اللهُ:عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَات

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتیں میری ایسی ہیں جو وحی الٰہی کے موافق ہوئیں یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری تین باتوں سے اتفاق کیا، پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش! آپ مقام ابراہیم کو نماز کے لیے کھڑے ہونے کی جگہ بنالیں، چنانچہ تو اس موقع پر یہ آیت ''تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو۔'' نازل ہوئی، دوسری بات یہ کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس نیک و بد ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اچھا ہو اگر آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی، تیسری یہ ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ بیویوں سے ناراض ہیں تو میں ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ دیکھو تم رسول اللہ کو ناراض نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر عورتیں اپنے رسول کو عطا فرما سکتا ہے، حتی کہ جب امہات المومنین میں سے ایک سے میں نے یہ کہا تو انہوں نے جواب دیا اے عمر! اپنی بیویوں کو وعظ کرنے کے لیے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کافی نہیں ہے کہ آپ نے انہیں وعظ شروع فرما دیا ہے؟ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی '' بعید نہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم سب بیویوں کو طلاق دے دے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔''[2]

وَقَدْ كَانَ الْمَقَامُ مُلْصَقًا بِجِدَارِ الْكَعْبَةِ قَدِيمًا قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا: قَالُوا: أَوَّلُ مَنْ نَقَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

زمانہ قدیم میں مقام ابراہیم دیوار کعبہ کے ساتھ متصل تھا (بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کعبے کے دروازے کی طرف حجر اسود کے پاس

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱/۲۲۶

[2] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۴۴۸۳

دروازے سے جانے والے کے دائیں جانب اسے پیچھے ہٹایا تھا) عبد الرزاق رحمہ اللہ نے عطاء اور دیگر مفسرین سے روایت کیا ہے کہ مقام ابراہیم کو سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ہی نے منتقل کیا تھا۔ (۱)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَيْضًا عَنْ معمر عن حَمِيد الأعرج، عن مجاهد قال: أول من أخر المقام إلى موضعه الآن، عمر بن الخطاب رضي الله عنه

عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے کہ مقام ابراہیم کو سب سے پہلے اپنی موجودہ جگہ پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے منتقل کیا تھا۔

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ الْمَقَامَ كَانَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَمَانِ أَبِي بَكْرٍ مُلْتَصِقًا بِالْبَيْتِ، ثُمَّ أَخَّرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حافظ ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کو بیان کیا ہے کہ مقام ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت اللہ ہی کے ساتھ متصل تھا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اسے کچھ پیچھے ہٹادیا تھا۔ (۲)

اور ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے شرک، کفر و معاصی، رجس و نجاست اور لغو کاموں سے محفوظ رکھنا، جیسے فرمایا

...وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام ور کوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی کی تھی اے میرے رب! اس شہر کو امن کا شہر بنادے،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ بَيْتَ اللهِ وَأَمَّنَهُ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُصْطَادُ صَيْدُهَاوَلَا يُقْطَعُ عِضَاهَا

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو حرم اور امن والا قرار دیا تھا اور میں مدینہ اور اس کے دونوں کناروں کے مابین کے علاقے کو حرم قرار دیتا ہوں، لہذا اس کے شکار کو نہ مارا جائے اور نہ اس کی گھاس کو کاٹا جائے۔ (۴)

مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے بھی حرم قرار دیا تھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ: إِنَّ هَذَا البَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ القِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي

(۱) موسوعة الصحيح المسبور من التفسير بالمأثور۲۳۳/۱

(۲) تفسیرابن کثیر۴۱۷/۱

(۳) الحج۲۶

(۴) السنن الكبرى للنسائي۴۲۷۰

إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، لاَ يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهُ فَقَالَ العَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ، قَالَ:إِلَّا الإِذْخِرَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن حرمت والا قرار دے دیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی وجہ سے قیامت کے دن تک یہ شہر حرمت والا ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس شہر میں جنگ وقتال حلال نہ تھا اور میرے لیے بھی ایک دن کے کچھ حصے میں اسے حلال قرار دیا گیا اور اب اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی وجہ سے یہ روز قیامت تک حرمت والا ہے، لہٰذا اس کے کانٹے کو نہ کاٹا جائے، اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے، اس کے گری پڑی چیز کو صرف وہی شخص اٹھائے جو مالک تک چیز کو پہنچانے کے لیے اعلان کرائے، اسی طرح اس کی گھاس کو بھی نہ کاٹا جائے، عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اذخر نامی گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجئے کیونکہ یہ گھروں میں اور لوہاروں کی بھٹیوں میں استعمال ہوتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اذخر نامی گھاس مستثنیٰ ہے۔ [1]

اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ وحدہ لاشریک اور یوم آخرت، حساب کتاب اور جزاوسزا کو مانیں انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی قبول فرمائی یہ شہر امن کا گہوارہ ہے اور دنیا بھر کے پھل فروٹ اور ہر قسم کے غلے کی فراوانی ہے، اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا جو اللہ کو اور آخرت کو نہ مانے گا اسے بھی میں دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان دوں گا،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ، أَوْ: لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکلیف دہ بات کو سن کر اللہ سے بڑھ کر صبر کرنے والا اور کوئی نہیں ہے، لوگ اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں اور اس کا بیٹا بناتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ انہیں رزق عطا کرتا اور عافیت سے نوازتا ہے۔ [2]

مگر آخر کار اسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین جگہ ہے، جیسے فرمایا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۴۸ [3]

ترجمہ: کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں میں نے ان کو پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا اور سب کو واپس تو میرے ہی پاس آنا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ} [4]

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِزْيَةِ بَابُ إِثْمِ الغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ ۳۱۸۹،صحیح مسلم كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَصَيْدِهَا وَخَلَاهَا وَشَجَرِهَا وَلُقَطَتِهَا، إِلَّا لِمُنْشِدٍ عَلَى الدَّوَامِ ۳۳۰۲

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الأَذَى ۶۰۹۹

[3] الحج ۴۸

[4] [هود : ۱۰۲]

ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیے رکھتا ہے حتی کہ جب اسے پکڑ لیتا ہے تو پھر اسے چھوڑتا نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آیت کی تلاوت فرمائی'' اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔''[1]

ایک جرمقانی شخص کا قبول اسلام

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:جَاءَ جُرْمُقَانِيٌّ إِلَى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْنَ صَاحِبُكُمْ هَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ لَئِنْ سَأَلْتُهُ لَأَعْلَمَنَّ أَنَّهُ نَبِيٌّ أَوْ غَيْرُ نَبِيٍّ،قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: الْجُرْمُقَانِيُّ: اقْرَأْ عَلَيَّ، أَوْ قُصَّ عَلَيَّ، فَتَلَا عَلَيْهِ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ،فَقَالَ الْجُرْمُقَانِيُّ: هَذَا وَاللهِ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ایک جرمقانی شخص (جرامقہ کی طرف نسبت ہے جو عجم میں ایک قوم ہے) آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دریافت کیا کہ تمہارے وہ صاحب کہاں ہیں جن کو یہ زعم ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں، میں ان سے کچھ سوالات کروں گا جس سے واضح ہو جائے گا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یا نہیں، اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس شخص نے کہا جو وحی آپ پر نازل ہوتی ہے مجھے وہ سنایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام اللہ سے چند آیات اس کے سامنے تلاوت فرمائیں، سوالات تو اس نے کیا کرنے تھے کلام الٰہی سنتے ہی کہنے لگا اللہ کی قسم! یہ تو اس طرح کا کلام ہے جو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے[2]

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ

ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ ہمارے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے، اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرماں بردار بنا لے

وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما تو

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ

توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے، اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ:وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶،صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ۶۵۸۱

[2] مسند احمد ۲۰۸۸۴،الخصائص الکبریٰ ۳۱۹/۱

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ (البقرة ۱۲۷تا۱۲۹)

تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام ہمارے حکم سے بیت اللہ کی بنیادیں بلند کرتے ہوئے اس کے ارد گرد گھوم رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عجز وانکساری سے دعا کرتے جاتے تھے اے ہمارے رب! ہماری ناچیز خدمت اپنی رحمت خاص سے قبول فرمالے، جو کچھ بھی کوتاہی ہم سے ہوئی ہے اس سے درگزر فرما توسب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے،

عَنْ وُهَيْبِ بْنِ الْوَرْدِ قَالَ: قَرَأَ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا. زَادَ ابْنُ خُنَيْسٍ فِي حَدِيثِهِ، ثُمَّ يَبْكِي. فَقَالَ وُهَيْبٌ يَا خَلِيلَ الرَّحْمَنِ تَرْفَعُ قَوَائِمَ بَيْتِ الرَّحْمَنِ وَأَنْتَ مُشْفِقٌ أَنْ لَا يَقْبَلَ منك

وہیب بن ورد سے روایت ہے انہوں نے اس آیت کریمہ ''اور یاد کرو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے، اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے۔'' تلاوت کی، اور رو پڑے اور کہنے لگے اے خلیل الرحمٰن! آپ تو بیت الرحمٰن کی بنیادیں استوار فرما رہے ہیں پھر بھی ڈر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے عمل کو قبول نہیں فرمائے گا۔ (۱)

جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ (۲)

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے (اور ان کے صدقات وغیرہ قبول ہی نہ ہوں)۔

اور نہایت عاجزی سے دعا فرمائی اے رب! ہم دونوں کو مواحد مسلمان بنادے، ہمیں اپنے پسندیدہ دین اسلام پر ثابت قدمی اور اس پر استقامت عطا فرما، پھر اپنی اولاد کے لئے فکرمند ہو کر دعا کی اے میرے رب! ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری تابع فرمان ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں اور بھول چوک سے درگزر فرما بیشک تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، اور چار کاموں کے لئے التجا کی، اے ہمارے رب! ان لوگوں میں سے یعنی اسماعیل علیہ السلام سے اپنا عظیم الشان رسول کھڑا کرنا اور اس پر اپنی کتاب وحکمت نازل کرنا تاکہ وہ تیری ہدایت لوگوں تک پہنچائے، ان کی تعلیم وتربیت، تزکیہ نفس اور حکمت ودانش کا عملی طور پر سبق سکھائے، انہیں شرک وتوہمات کی آلائشوں، اخلاق، عادات، معاشرت، تمدن، سیاست الغرض ہر چیز کو سنوارے تاکہ وہ لوگ شیطان کے پنجے سے نجات پا جائیں اور تیری رحمت ان کو ڈھانک لے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی مقبول فرمائی اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ

(۱) تفسیرابن ابی حاتم ۲۳۳؍۱

(۲) المومنون۶۰

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢ ⑴

ترجمہ: وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اُٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

اور آپ ﷺ کی رسالت عرب و عجم سب کے لئے عام ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ... ۝١٥٨ ⑵

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہوں کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں۔

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ ⑶

وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ

دین ابراہیمی سے وہ ہی بے رغبتی کرے گا جو محض بیوقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا

وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٣٠ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ

اور آخرت میں بھی وہ نیکو کاروں میں سے ہے ،جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا فرماں بردار ہوجا،

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٣١ وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ

انہوں نے کہامیں نے رب العالمین کی فرماں برداری کی،اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝١٣٢ ؕ

کہ ہمارے بچو ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرما لیا، خبردار ! تم مسلمان ہی مرنا،

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

کیا(حضرت) یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے ؟جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی

مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ

عبادت کرو گے ؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم (علیہ السلام)

⑴ الجمعة٢

⑵ الاعراف١٥٨

⑶ مستدرک حاکم ٣٥٦٦،الخصائص الكبرى ١٦/١،تاريخ طبرى ١٦١/٢،ابن ہشام ١٦٦/١،الروض الانف ١٠٨/٢،عيون الآثر ٤٣/١،ابن سعد١١٩/١،البداية والنهاية٣٣٥/٢

وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۳﴾

اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار رہیں گے،

تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ لَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ

یہ جماعت تو گزر چکی، جو انہوں نے کیا وہ ان کے لیے ہے اور جو تم کرو گے تمہارے لیے ہے،

وَلَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۴﴾ (البقرۃ ۱۳۰ تا ۱۳۴)

ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں جو عظمت و فضیلت عطا فرمائی ہے وہ بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کو پہچان لینے کے بعد کون ان کی طریقے اور منہج سے روگردانی کرے گا، ملت ابراہیم سے اعراض اور بے رغبتی تو وہ کرے گا جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو، ابراہیم خلیل اللہ تو وہ شخص تھا جس کو ہم نے دنیا میں دین حق پہنچانے کے لیے چن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا اور بلند ترین درجات پر فائز ہوگا، اور یہ فضیلت و برگزیدگی انہیں اس لئے حاصل ہوئی جب اس کے رب نے اس سے کہا اے ابراہیم علیہ السلام! اپنے پروردگار کے آگے سر اطاعت خم کر دے اور اس کی بھیجی ہوئی ہدایت کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کر تو اس نے فوراً فرمانبرداری سے عرض کیا میں اخلاص، توحید، محبت اور انابت کے طور پر جہانوں کے پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں،

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ:وَمَنْ يَرْغَبُ عَن مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: رَغِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَابْتَدَعُوا الْيَهُودِيَّةَ وَالنَّصْرَانِيَّةَ، وَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ وَتَرَكُوا دِينَ إِبْرَاهِيمَ. وَرُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ نَحْوُ ذٰلِكَ

ابو العالیہ رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے ایسا طریقہ ایجاد کر لیا تھا جو اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ نہیں تھا اور اس میں انہوں نے ملت ابراہیمی کی بھی مخالفت کی تھی۔ (۱)

اس قول کی تائید اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے

مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۸﴾ (۲)

ترجمہ: ابراہیم نہ یہودی تھا نہ عیسائی بلکہ وہ تو ایک مسلم یکسو تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا، ابراہیم علیہ السلام سے نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے تو ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے اس کی پیروی کی اور اب یہ نبی علیہ السلام اور اس کے ماننے والے اس نسبت کے زیادہ حق دار ہیں، اللہ صرف انہی کا حامی و مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی توحید کو اس نے وراثت کی طور پر اپنی اولاد میں منتقل کیا تھا، بنی اسرائیل کیوں کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اس لئے یعقوب علیہ السلام

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۳۸/۱

(۲) آل عمران ۶۸،۶۷

کا خاص طور پر ذکر فرمایا اور اسی توحید کی وصیت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کو کر گیا تھا اس نے کہا تھا کہ میرے بچو! اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم اور احسان کرتے ہوئے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ... ۝۱۹ [۱]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف الاسلام ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [۲]

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

... اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ... ۝۳ [۳]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

لہذا مرتے دم تک اسی طریق زندگی پر کاربند رہنا، اسی میں تمہاری دنیاوی ترقی و خوشحالی اور آخرت میں اللہ کی خوشنودی اور کامیابی و کامرانی ہے، یہودیوں کو زعم تھا کہ وہ ملت ابراہیم اور ان کے بعد ملت یعقوب پر ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی کہ تو پھر کیا تم اس وقت وہاں موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اور اس نے تمہیں یہودیت پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی، حالانکہ اس نے تو وقت وفات بطور امتحان اپنے بیٹوں سے پوچھا تھا! اے میرے بیٹو! میرے اس دنیا سے جانے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ سب بیٹوں نے انہیں ایسا جواب دیا جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں، انہوں نے جواب دیا ہم اسی اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیرائیں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام نے اپنا الہ مانا ہے اور ہم اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں، یعنی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بچوں کو یہودیت کی نہیں بلکہ دین اسلام کی وصیت فرمائی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم انبیاء کی طرف اپنی نسبت کر کے کہتے ہو کہ ہم تو جنتوں میں جائیں گے اور دوزخ کی آگ تمہیں نہیں چھوئے گی مگر یہ تمہاری خام خیالی ہی ہے، وہ تمہارے آباؤ اجداد تھے جو اس دنیا سے چلے گئے، انہوں نے جو اعمال کیے اللہ انہیں اس کی جزا دے گا اور جو کچھ تم اعمال کرو گے اس کا صلہ تمہیں ہی ملے گا، نہ ان لوگوں سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نہ تم سے ان کے اعمال کے بارے میں باز پرس ہو گی، میدان محشر میں ہر شخص فرداً فرداً اللہ کے حضور حاضر ہو گا۔

وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝۸۰ [۴]

[۱] آل عمران ۱۹
[۲] آل عمران ۸۵
[۳] المائدۃ ۳
[۴] مریم ۸۰

ترجمہ: جس سروسامان اور لاؤ لشکر کا یہ ذکر کر رہا ہے وہ سب ہمارے پاس رہ جائے گا اور یہ اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہو گا۔

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ [۱]

ترجمہ: سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اور ہر شخص اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہو گا اور خود ہی جزا و سزا کا مستحق ہو گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا تو اس کا حسب نسب اسے آگے نہیں لے جا سکے گا۔ [۲]

یعنی پیغمبروں اور بزرگوں کی اولاد ہونا کچھ مفید نہیں بلکہ عمل عمدہ کرنا چاہیے۔

وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے، تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے

حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ

پرستار تھے اور مشرک نہ تھے، اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی

اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِيَ

اور اس چیز پر بھی جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے

مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ

موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو دیئے گئے ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ (البقرۃ ۱۳۶،۱۳۵)

کرتے، ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں۔

ملت ابراہیم کی دعوت: جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہودیوں اور نصرانیوں کو دعوت اسلام دیتے، انہیں اللہ تعالیٰ کا آخری کلام پڑھ کر سناتے، جسے سن کر ان کے دل تسلیم کرتے مگر اپنی ہٹ دھرمی سے انکار کرتے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہتے تم اس وقت تک ہدایت حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ یہودی یا نصرانی نہیں ہو جاتے،

---

[۱] مریم ۹۵

[۲] صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ ۶۸۵۳

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صُورِيَّا الْأَعْوَرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا الْهُدَى إِلَّا مَا نَحْنُ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْنَا يَا مُحَمَّدُ تَهْتَدِي، وَقَالَتِ النَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمْ {قَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا} [1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن صوریا اعور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہدایت تو صرف وہ ہے جس پر ہم ہیں لہٰذا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ہماری پیروی کریں تا کہ ہدایت حاصل کرسکیں اسی طرح عیسائیوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا تھا تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”یہودی کہتے ہیں یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے، عیسائی کہتے ہیں عیسائی ہو تو ہدایت ملے گی۔“ نازل فرمائی۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے کہو یہودیت یا نصرانیت کو اختیار نہ کرو بلکہ ہمارے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرو جو پکا موحد تھا، جس کی پیروی میں ہدایت اور جس کی ملت سے روگردانی کرنا کفر اور گمراہی ہے اور جن کو تم اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو۔ ایمان کا معیار بیان فرمایا کہ مسلمانو! کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر کہ وہ واجب الوجود ہے، وہ وحدہ لاشریک ہے، وہ ہر صفت کمال سے متصف اور ہر نقص اور عیب سے منزہ ہے، تمام عبادات کا اکیلا وہی مستحق ہے، اور ان عبادات میں کسی بھی پہلو سے کوئی بھی ہستی اس کی شریک نہیں، اور اس قرآن پر جو ہماری ہدایت ور ہنمائی کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر، جیسے فرمایا

...وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ... ﴿۱۱۳﴾ [3]

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔

اور اللہ کی طرف سے جو صحیفے اور کتابیں ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام اور جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور سابقہ تمام پیغمبروں پر نازل ہوئی تھی ہم ان سب پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں،

سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيبٍ الْمُحَارِبِيَّ يَقُولُ:إِنَّمَا أُمِرْنَا أَنْ نُؤْمِنَ بِالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَلَا نَعْمَلَ بِمَا فِيهَا

سلیمان بن حبیب کا قول ہے ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم تورات وانجیل کے ساتھ ایمان لائیں لیکن ان کے مطابق عمل نہ کریں۔ [4]

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:آمِنُوا بِالتَّوْرَاةِ وَالزَّبُورِ وَالْإِنْجِيلِ وَلِيَسَعْكُمُ الْقُرْآنُ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تورات، زبور اور انجیل کے ساتھ ایمان تولاؤ لیکن عمل کرنے کے لیے تمہیں قرآن ہی کافی ہے۔ [5]

اور کسی کتاب یا رسول کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے، جیسے فرمایا

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

[1] البقرة:۱۳۵

[2] تفسیرابن ابی حاتم۱/۲۴۱

[3] النساء۱۱۳

[4] تفسیرابن ابی حاتم۱/۲۴۳

[5] تفسیرابن ابی حاتم۱/۲۴۳

اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۟ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ [۱]

ترجمہ: رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی، مالک ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کرتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۟ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ [۲]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو انہیں ذلیل و خوار کر دینے والی ہو گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تُصَدِّقُوا أَهْلَ الكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: {آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لیے عربی میں اس کی تفسیر بیان کیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانو! تم اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یہ کہہ دیا کرو کہ "ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو اس نے ہماری طرف نازل فرمایا ایمان لاتے ہیں۔" [۳]

البتہ اب عمل قرآن پر ہو گا کیونکہ قرآن نے ان تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے، اور ہم اللہ وحدہ لاشریک کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

کچھ یہودیوں کا اسلام قبول کرنا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ حَبْرًا مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَكَانَ قَارِئًا لِلتَّوْرَاةِ فَوَافَقَهُ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ يُوسُفَ كَمَا أُنْزِلَتْ عَلَى مُوسَى فِي التَّوْرَاةِ، فَقَالَ لَهُ الْحَبْرُ: يَا مُحَمَّدُ، مَنْ عَلَّمَكَهَا؟ قَالَ: اللهُ عَلَّمَنِيهَا، قَالَ: فَتَعَجَّبَ الْحَبْرُ لِمَا سَمِعَ مِنْهُ فَرَجَعَ إِلَى الْيَهُودِ فَقَالَ لَهُمْ: أَتَعْلَمُونَ وَاللهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَا أُنْزِلَ فِي التَّوْرَاةِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى دَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفُوهُ بِالصِّفَةِ وَنَظَرُوا إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَجَعَلُوا

[۱] البقرة ۲۸۵

[۲] النساء ۱۵۱، ۱۵۰

[۳] صحيح بخارى كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا ۴۴۸۵

يَسْتَمِعُونَ إِلَى قِرَاءَتِهِ لِسُورَةِ يُوسُفَ، فَتَعَجَّبُوا مِنْهُ،فَأَسْلَمَ الْقَوْمُ عِنْدَ ذَلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یوسف کی تلاوت فرمارہے تھے ،اس نے پوچھا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!اس سورت کی تعلیم آپ کو کس نے دی ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی تعلیم مجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے،یہودی عالم کو سخت تعجب ہوااور وہ واپس یہودکی طرف چلا گیااور جاکر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن میں سے جو پڑھتے ہیں وہ موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کی طرح ہے،پھر وہ یہود کی ایک جماعت کو لے کر حاضر خدمت ہوا،ان لوگوں نے بھی آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات میں دی گئی ہے،انہوں نے مہر نبوت کو دیکھااور سورت یوسف کی تلاوت کی فرمائش کی،انہوں نے غور سے کلام اللہ سنااور حیران رہ گئے،اور سب کے سب ایمان لائے۔[1]

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ

اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب

فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳۷ؕ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ

آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے، اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے

مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝۱۳۸ (البقرۃ۱۳۸،۱۳۷)

اچھا رنگ کس کا ہوگا؟ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

یہود ونصاری اپنے زعم میں کہتے تھے

۔۔۔ كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۔۔۔[2]

یہودی یا نصاریٰ میں شامل ہوجاؤ گے تو راہ راست پالوگے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا یہودی یا عیسائی بن کر کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا،ہاں اگر یہ یہود ونصاریٰ یا کوئی اور گروہ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام کتابوں اور تمام انبیاء ومرسلین پر ایمان لائے ہیں اور کسی میں فرق نہ کریں تو پھر وہ حق کو پاکر ہدایت یافتہ ہوجائیں گے،اور اگر وہ بغض وعناد اور تعصّبات میں مبتلا ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اللہ کا نازل کردہ کلام قرآن کریم کی تکذیب کریں تو پھر یہ کھلی بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی میں پڑ گئے ہیں اور واضح نشانیوں کے باوجود ایمان لانا ہی نہیں چاہتے، مگر اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ قادر مطلق ان کے مقابلے میں تمہاری حمایت کے لیے کافی ہے،وہ سب کچھ سنتا اور

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی۲۷۶؍۶

[2] البقرہ۱۳۵

جانتا ہے، کہو اللہ کا پسندیدہ دین اسلام اختیار کرو، اس کے پسندیدہ دین سے اچھا دین اور کیا ہوسکتا ہے اور ہم اسی اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرنے والے لوگ ہیں۔

لَمَّا دَخَلَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: لَمَّا دَخَلَ الْمِصْرِيُّونَ عَلَى عُثْمَانَ وَالْمُصْحَفُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَضَرَبُوهُ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَرَى الدَّمُ عَلَى {فَسَيَكۡفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الۡعَلِيمُ} [۱]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب بلوائی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت وہ قرآن مجید کو سامنے رکھ کر تلاوت فرمارہے تھے، انہوں نے ان کے سینہ پر ضرب لگائی اور ان کا خون اس آیت پر گرا ''اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔'' [۲]

ثنا نَافِعُ بْنُ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ بَعْضُ الْخُلَفَاءِ مُصْحَفَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لِيُصْلِحَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ: إِنَّ مُصْحَفَهُ كَانَ فِي حِجْرِهِ حِينَ قُتِلَ فَوَقَعَ الدَّمُ عَلَى {فَسَيَكۡفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الۡعَلِيمُ} فَقَالَ نَافِعٌ: بَصُرَتْ عَيْنِي بِالدَّمِ عَلَى هَذِهِ الْآيَةِ وَقَدْ تَقَدَّمَ

نافع بن ابونعیم نے بیان کیا کہ جب ایک خلیفہ نے میرے پاس اصلاح کی غرض سے مصحف عثمان بن عفان بھیجا تو (زیاد کہتے ہیں کہ) میں نے ان (نافع بن ابونعیم) سے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو مصحف شریف آپ کی گود میں تھا اور آپ کا خون اس آیت ''اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔'' پر گرا تھا نافع نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے میں نے خود اس آیت پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کو دیکھا تھا۔ [۳]

قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمۡ ۚ وَ لَنَآ اَعۡمَالُنَا

آپ کہہ دیجئے کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے عمل ہیں

وَ لَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۚ وَ نَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ۙ﴿۱۳۹﴾ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ

اور تمہارے لیے تمہارے اعمال، ہم تو اسی کے لیے مخلص ہیں، کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق

وَ يَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ

اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟

---

[۱] البقرۃ: ۱۳۷

[۲] شعب الایمان ۲۰۳۴

[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۱,۲۴۴

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

اللہ کے پاس شہادت چھپانے والے سے زیادہ ظالم اور کون ہے ؟ اور اللہ تمہارے کاموں سے

عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ لَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ

غافل نہیں ، یہ امت ہے جو گزر چکی، جو انہوں نے کیا ان کے لیے ہے اور جو تم نے کیا وہ تمہارے لئے،

وَلَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۱﴾ (البقرہ ۱۳۹ تا ۱۴۱)

تم ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ کئے جاؤ گے۔

اے نبی ﷺ! ان یہود و نصاریٰ سے کہو تم ہم سے اللہ خالق کائنات کی توحید، اخلاص، اس کے احکام کی اتباع و اطاعت اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یہی فرمایا تھا

...قَالَ اَتُحَآجُّوۡٓنِّىۡ فِى اللّٰهِ... ﴿۸۰﴾ [1]

ترجمہ: اس نے قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟۔

حالانکہ وہ صرف ہمارا ہی رب نہیں ہے بلکہ تمہارا رب بھی وہی ہے، ہم پر اور تم پر صرف اسی کا تصرف اور اختیار ہے اس لئے غیر اللہ کے بجائے اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنی چاہیے، ہم نے اللہ وحدہ لاشریک مان کر جو اعمال کیے ہیں ہم اس کے جوابدہ ہیں اور تم نے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو اس کے ساتھ شریک ٹھیرا کر ان کی پرستش اور اطاعت بجالاتے ہو تو اس کا انجام بھی تم دیکھ لوگے، جیسے فرمایا

وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلْ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ۚ اَنۡـتُمۡ بَرِيۡٓــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ [2]

ترجمہ: اگر یہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لیے، جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری سے تم مبرا ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں مبرا ہوں۔

فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِىَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ... ﴿۲۰﴾ [3]

ترجمہ: اب اگر اے نبی ﷺ! یہ لوگ تم سے جھگڑا کریں تو ان سے کہو میں نے اور میرے پیروکاروں نے تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

یعنی ہر شخص کا اپنا اپنا عمل ہے اور ہر کوئی اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا، ہم تو تم سے اور تمہارے شرک سے بیزار ہیں اور ہم اللہ وحدہ لاشریک ہی کے لیے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں، یہود و نصاریٰ کی تردید میں فرمایا پھر کیا تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ یہ جلیل القدر پیغمبر ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام سب کے سب یہودی تھے یا نصرانی تھے؟ کہو تم زیادہ جانتے

[1] الانعام ۸۰

[2] یونس ۴۱

[3] آل عمران ۲۰

ہویا اللہ تعالیٰ؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو صاف طور پر فرمادیا ہے

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: ابراہیم نہ یہودی تھا نہ عیسائی بلکہ وہ تو ایک مسلم یکسو تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی منزل کتابوں میں اللہ کے پسندیدہ دین اسلام اور محمد ﷺ کی رسالت کو پڑھنے کے باوجود چھپائے؟

عَنِ الْحَسَنِ فَقَالَ: كَانَتْ شَهَادَةُ اللهِ الَّذِي كَتَمُوا أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَءُونَ فِي كِتَابِ اللهِ الَّذِي أَتَاهُمْ أَنَّ الدِّينَ الْإِسْلَامُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَأَنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا بُرَآءَ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ، فَشَهِدُوا لِلَّهِ بِذَلِكَ، وَأَقَرُّوا بِهِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ لِلَّهِ، فَكَتَمُوا شَهَادَةَ اللهِ عِنْدَهُمْ مِنْ ذَلِكَ، فَذَلِكَ مَا كَتَمُوا مِنْ شَهَادَةِ اللهِ

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب کو پڑھتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی جس میں لکھا ہوا تھا کہ دین تو اسلام ہی ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اور ان کی اولاد یہودیت اور نصرانیت سے بری تھی، انہوں نے اللہ کے لیے اس کی گواہی دی، اور اس گواہی دینے کا اللہ کے لیے قرار بھی کرلیا لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی یہ شہادت موجود تھی، اسے انہوں نے چھپایا۔ (۲)

مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل تو نہیں ہے، وہ تو علام الغیوب ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے، اور اس نے تمہارے اعمال کو شمار کر کے محفوظ کر رکھا ہے، وہ کچھ پاکباز لوگ تھے جو اس دنیا سے رحلت پا گئے، انہوں نے جو اعمال کیے اپنے لئے ہی کیے تھے اور تم جو اعمال کر رہے ہو اپنے ہی لئے کر رہے ہو، تمہاری بداعمالیوں کا بوجھ ان پر نہیں پڑے گا، اور نہ تم سے ان لوگوں کے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۵۳ وَ لَا تَقُوْلُوْا

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد چاہو اللہ تعالیٰ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے

لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝۱۵۴ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ

شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے، اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری

بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ

آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے

(۱) آل عمران ۶۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱٫۲۴۶

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا

اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں

وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (البقرة ۱۵۳تا۱۵۷)

اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

صلوٰۃ اور صبر بہترین وسیلہ: منصب امامت پر مامور کرنے کے بعد ضروری ہدایات فرمائیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت پر، اللہ کی نافرمانی سے رکنے پر اور اللہ کی راہ میں جو تکالیف، مصائب، نقصانات پہنچیں ان کا صبر و ثبات اور عزم و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرو اور دنیاوی امور میں نماز سے جو دین کا ستون، اہل ایمان کا نور اور بندے اور رب کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے سے اپنے آپ کو مضبوط کرو

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔۔۔ ۙ ﴿۴۵﴾ [1]

ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد لو۔

قَالَ حُذَيْفَةُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کی وجہ سے غم میں مبتلا ہوتے تو نماز شروع فرما دیتے تھے۔ [2]

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور وہ انہیں بے حد و حساب اجر عطا فرمائے گا

۔۔۔ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ [3]

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، بے شک اس کا ہر معاملہ اچھا اور بہتر ہی ہوتا ہے یہ صرف مومن ہی کی شان ہو سکتی، اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، دونوں حالتیں اس کے لئے خیر ہیں۔ [4]

---

[1] البقرة ۴۵

[2] مسند احمد ۲۳۲۹۹، سنن ابوداود أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۱۹

[3] الزمر ۱۰

[4] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ ۷۵۰۰

اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا،

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝۱۶۹ (۱)

ترجمہ:جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو،وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ:سَأَلْنَا عَبْدَ اللهِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ:وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ قَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ:أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ،فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةًفَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا

مسروق سے مروی ہے ہم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا’’ جنہیں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیے جاتے ہیں۔‘‘ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی روحیں سرسبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں ان کے لئے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں پھرتی رہتی ہیں جہاں چاہیں پھر انہیں قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں، ان کا رب ان کی طرف مطلع ہو کر فرماتا ہے کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟وہ عرض کرتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح تین مرتبہ فرماتا ہے، جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں اے رب! ہم چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں یہاں تک کہ ہم تیرے راستہ میں دوسری مرتبہ قتل کئے جائیں، جب اللہ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (۲)

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُسْلِمِ طَيْرٌ تَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ مومن کی روح ایک ایسا پرندہ ہے جو جنت کے درختوں سے (پھل وغیرہ) کھاتا رہتا ہے حتی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔ (۳)

فرمایا اور اس دنیا میں ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے، جیسے فرمایا

---

(۱) آل عمران۱۶۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۴۸۸۵، مسنداحمد۲۳۸۸

(۳) مسنداحمد۱۵۷۷۶

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ [۱]

ترجمہ: ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تا کہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کبھی خوف اور بھوک کے رنج میں مبتلا کر کے آزماتا ہے،

...فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ [۲]

ترجمہ: تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ خوف، بھوک، مال کی کمی، اپنوں اور غیروں، خویش و اقارب، دوست و احباب کی موت، کبھی پھلوں اور پیداوار کے نقصانات سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے، فرمایا ان تنگی اور مصیبت کے وقت جو لوگ صبر کریں اور دل سے کہیں " ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔" انہیں خوشخبری دے دو،

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ: {إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ} [۳]، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ نے حکم کیا ہے " ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی عنایت فرما۔" تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو عنایت فرماتا ہے۔ [۴]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ،اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا،فَأَخْلَفَ اللهُ لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ (ان کا شوہر عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی) انتقال کر گئے تو میں نے کہا اب ان سے بہتر کون ہو گا اس لئے کہ ان کا پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی، پھر میں نے یہی دعا پڑھی، "ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی عنایت فرما۔" تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا شوہر بنا دیا۔ [۵]

---

[۱] محمد ۳۱

[۲] النحل ۱۱۲

[۳] البقرۃ : ۱۵۶

[۴] صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ ۲۱۲۶

[۵] صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ ۲۱۲۶، مسند احمد ۱۶۳۴۳

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَانِي أَبُو سَلَمَةَ يَوْمًا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا فَسُرِرْتُ بِهِ، قَالَ: لَا يُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ فَيَسْتَرْجِعَ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فُعِلَ ذَلِكَ بِهِ ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَحَفِظْتُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ اسْتَرْجَعْتُ وَقُلْتُ: اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ لِي خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن ابوسلمہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس آئے تو کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر کہے "ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور یہ دعا کرے اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر وثواب عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما تو اسے یہ دونوں چیزیں عطا فرما دی جائیں گی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا، جب میرے شوہر (ابوسلمہ کا) کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر یہ دعا مانگی، "اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی عنایت فرما۔" پھر میں دل میں سوچنے لگی کہ مجھے ابوسلمہ سے بہتر آدمی کون ملے گا؟

فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَدْبُغُ إِهَابًا لِي، فَغَسَلْتُ يَدَيَّ مِنَ الْقَرَظِ وَأَذِنْتُ لَهُ، فَوَضَعْتُ لَهُ وِسَادَةَ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَقَعَدَ عَلَيْهَا فَخَطَبَنِي إِلَى نَفْسِي،

لیکن میری عدت مکمل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اس وقت میں کسی جانور کی کھال کو دباغت دے رہی تھی میں نے درخت سلم کے پتوں سے اپنے ہاتھ پونچھ کر دھوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کی اجازت دی، اور چمڑے کا ایک تکیہ رکھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور اپنے حوالے سے مجھے پیغام نکاح دیا،

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ مَقَالَتِهِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بِي أَنْ لَا تَكُونَ بِكَ الرَّغْبَةُ فِيَّ، وَلَكِنِّي امْرَأَةٌ فِيَّ غَيْرَةٌ شَدِيدَةٌ فَأَخَافُ أَنْ تَرَى مِنِّي شَيْئًا يُعَذِّبُنِي اللَّهُ بِهِ، وَأَنَا امْرَأَةٌ قَدْ دَخَلْتُ فِي السِّنِّ، وَأَنَا ذَاتُ عِيَالٍ، فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ الْغَيْرَةِ فَسَوْفَ يُذْهِبُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ السِّنِّ فَقَدْ أَصَابَنِي مِثْلُ الَّذِي أَصَابَكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ الْعِيَالِ فَإِنَّمَا عِيَالُكِ عِيَالِي ، قَالَتْ: فَقَدْ سَلَّمْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَقَدْ أَبْدَلَنِي اللَّهُ بِأَبِي سَلَمَةَ خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بات کہہ کر فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے منہ تو نہیں موڑ سکتی لیکن مجھ میں غیرت کا مادہ بہت زیادہ ہے اور میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ کہیں آپ کو میری کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے جس پر اللہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے، پھر میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیرت کی جس بات کا تذکرہ کیا ہے تو اللہ تم سے زائل کر دے گا اور تم نے بڑھاپے کا جو ذکر کیا ہے تو یہ کیفیت مجھے بھی درپیش ہے اور تم نے جو بچوں کا ذکر کیا ہے تو تمہارے

بچے میرے بچے ہیں، اس پر میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور وہ کہتی ہیں کہ اس طرح اللہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ابوسلمہ سے بہتر بدل عطا فرمایا۔[1]

صبر کرنے والوں پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اس کی رحمت ان پر سایہ فگن ہو گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے

عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ (البقرۃ ۱۵۸)

میں بھی کوئی گناہ نہیں، اپنی خوشی سے کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ، الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا عِنْدَ المُشَلَّلِ، فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا، سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ}[2] الآيَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قبول اسلام سے پہلے انصار مَنَاةَ الطَّاغِيَةِ بت کی مشلل پہاڑی پر عبادت کرتے تھے اور احرام باندھ کر اسی کے نام کی تلبیہ پکارا کرتے تھے، یہ لوگ (زمانہ جاہلیت میں) صفا و مروہ کے درمیان سعی کو گناہ سمجھتے تھے، جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم صفا اور مروہ کی سعی اچھی نہیں سمجھتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "صفا و مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔" (یعنی صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گناہ نہیں ہے)۔[3]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يُهِلُّونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلَى شَطِّ الْبَحْرِ، يُقَالُ لَهُمَا إِسَافٌ وَنَائِلَةُ، ثُمَّ يَجِيئُونَ فَيَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَحْلِقُونَ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَرِهُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَهُمَا لِلَّذِي كَانُوا يَصْنَعُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ}[4] إِلَى آخِرِهَا، قَالَتْ: فَطَافُوا

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت میں ہے دور جاہلیت میں دریا کے کنارے دو بت تھے اسی کے نام کی تلبیہ پکارا کرتے جس میں سے ایک کا نام اساف اور دوسرے کا نائلہ تھا اور لوگ ان کے استھان پر جاتے تھے اور پھر واپس صفا و مروہ پر آ کر سعی کرتے تھے اور پھر سر منڈاتے

[1] مسند احمد ۲۶۳۴۴

[2] البقرۃ: ۱۵۸

[3] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ وُجُوبِ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، وَجُعِلَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۱۶۴۳

[4] البقرۃ: ۱۵۸

تھے، جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں سعی کرنے کو برا جانا (کہ صفا ومروہ کی سعی حج کے اصلی مناسک سے ہے یا نہیں) تب اللہ عزوجل نے یہ آیت "صفا ومروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔" نازل کی، پھر لوگ سعی کرنے لگے۔ [1]

عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا} [2] قَالَ: فَقُلْتُ: فَوَاللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا، قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنَّهَا لَوْ كَانَتْ عَلَى مَا أَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ، كَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، وَلَكِنَّهَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ، وَكَانَ مَنْ أَهَلَّ لَهَا تَحَرَّجَ أَنْ يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَسَأَلُوا عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ} [3]، إِلَى قَوْلِهِ {فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا} [4] قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بِهِمَا، فَلَيْسَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَدَعَ الطَّوَافَ بِهِمَا

عروہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ جو فرمان ہے "صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔" اس کا کیا مطلب ہے کہ اگر کوئی آدمی صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بھانجے! یہ تم نے غلط بات کہی، اگر اس آیت کا وہ مطلب ہوتا جو تم نے بیان کیا ہے تو پھر آیت اس طرح ہوتی "ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔" دراصل اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے انصار کے لوگ منات کے لئے احرام باندھتے تھے اور مشلل کے قریب اس کی پوجا کرتے تھے اور جو شخص اس کا احرام باندھتا وہ صفا مروہ کی سعی کو گناہ سمجھتا تھا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ کی سعی کو گناہ سمجھتے تھے اب اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر اللہ نے یہ آیت "صفا ومروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔" نازل فرمائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا مروہ کی سعی کا ثبوت اپنی سنت سے پیش کیا لہٰذا اب کسی کے لئے صفا مروہ کی سعی چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ [5]

فرمایا یقیناً مسجد حرام کے پاس دو معروف پہاڑیاں صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے دین کی ظاہری نشانیوں میں سے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ اپنے بندوں کی عبدیت کو جانچتا ہے۔

---

[1] صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ ۳۰۷۹،فتح الباری ۳/۵۰۰

[2] البقرة:۱۵۸

[3] البقرة:۱۵۸

[4] البقرة:۱۵۸

[5] مسند احمد ۲۵۱۱۲

...وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ: اور جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا ذوالحجہ کی مقررہ تاریخوں میں حج کرے یا ان تاریخوں کے سوا دوسرے ایام میں عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرے (یعنی دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا)

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي تَجْرَاةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالنَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ وَرَاءَهُمْ، وَهُوَ يَسْعَى حَتَّى أَرَى رُكْبَتَيْهِ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ يَدُورُ بِهِ إِزَارُهُ، وَهُوَ يَقُولُ:اسْعَوْا فَإِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ

حبیبہ ابو تجراہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا و مروہ کے مابین طواف کرتے ہوئے دیکھا اور لوگ آگے تھے آپ پیچھے تھے، آپ سعی فرما رہے تھے اور قدرے تیز دوڑنے کی وجہ سے میں آپ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھ رہی تھی اور آپ کا تہ بند دونوں گھٹنوں کے مابین گھوم رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے سعی کرو اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو فرض قرار دیا ہے۔ [2]

اور جو کوئی برضا و رغبت اللہ کے لئے کوئی کام کرتا ہے، جیسے حج، عمرہ، طواف، نماز اور روزہ وغیرہ تو یہ اس کے لئے بہتر ہے، اللہ کو اس کے اعمال کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے، یعنی تھوڑے سے کام کو قبول فرماتا اور اس پر بڑا اجر عطا فرماتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ [3]

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ

جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے

فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا

بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے، مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح

وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کر لیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں، یقیناً جو

[1] الحج ۳۲
[2] مسند احمد ۶۸/۳۶۸ ۲۷
[3] النساء ۴۰

كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

کفار اپنے کفر میں ہی مر جائیں ان پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے،

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ (البقرۃ ۱۵۹تا۱۶۲)

نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

حق بات چھپانا جرم عظیم ہے: یہودیوں کے علماء کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ انہوں نے تورات کے علم کو پھیلانے کے بجائے ربیوں اور مذہبی پیشہ وروں کے ایک محدود طبقے تک محدود کر دیا جس کی وجہ سے عوام اللہ کے احکامات سے بے خبر ہو گئی، پھر جب جہالت کی وجہ سے ان میں گمراہیاں پھیل گئیں تو تب بھی ان کے علماء حق کی آواز کو بلند نہ کیا بلکہ عوام میں اپنی مقبولیت برقرار رکھنے کے لئے ہر اس ضلالت اور بدعت کو جو عوام میں مقبول تھی اسے اپنے قوم وعمل سے یا خاموشی سے سند جواز دینے لگے، اس سے بچنے کی لئے مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں در آں حالیکہ ہم انہیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور تمام مخلوق بھی ان پر لعنت کرے گی کیونکہ انہوں نے اللہ کی مخلوق کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کے دین کو برباد کیا،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {وَيَلْعَنُهُمُ اللاعِنُونَ} قَالَ: الْبَهَائِمُ، إِذَا أَسْنَتَتِ الْأَرْضُ قَالَتِ الْبَهَائِمُ: هَذَا مِنْ أَجْلِ عُصَاةِ بَنِي آدَمَ،لَعَنَ اللهُ عُصَاةَ بَنِي آدَمَ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب زمین میں قحط سالی کی حالت ہو تو جانور کہتے ہیں کہ یہ گناہ گار بنی آدم کی وجہ سے ہے، اللہ تعالیٰ نافرمان انسانوں پر لعنت کرے۔ (۱)

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: قَالَ اللهُ: {أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللاعِنُونَ} يَعْنِي مَلَائِكَةَ اللهِ وَالْمُؤْمِنِينَ

ابو العالیہ، ربیع بن انس اور قتادہ فرماتے ہیں ”یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اور مومن ان پر لعنت کرتے ہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی ایسی بات پوچھی گئی جس کا اس کو علم تھا اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت والے دن آگ کی لگام اس کے منہ میں دی جائے گی۔ (۳)

(۱) تفسیرابن ابی حاتم ۲۶۹/۱

(۲) تفسیرابن ابی حاتم ۲۶۹/۱

(۳) سنن ابوداودکتاب العلم بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنْعِ الْعِلْمِ ۳۶۵۸،جامع ترمذی کتاب العلم بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتْمَانِ العِلْمِ ۲۶۴۹،سنن ابن ماجه المقدمة بَابُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ ۲۶۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلاَ آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو {إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى} [۱] إِلَى قَوْلِهِ {الرَّحِيمُ} [۲] إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ المُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ العَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لاَ يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لاَ يَحْفَظُونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثیں بیان کیں ہیں اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر ابوہریرہ نے یہ آیات پڑھیں ”جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود یکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں۔“ یہ امر یقینی ہے کہ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں خرید وفروخت کرنے کا شغل رہتا تھا اور ہمارے انصار باغوں میں لگے رہتے تھے اور ابوہریرہ اپنا پیٹ بھر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا اور ایسے اوقات میں حاضر رہتا تھا کہ لوگ حاضر نہ ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا، جو وہ لوگ یاد نہ کرتے تھے۔ [۳]

البتہ جو لوگ اس روش سے باز آجائیں اور اپنے اعمال واحوال کی اصلاح کر لیں اور اللہ کے جن فرامین کو چھپاتے تھے اسے لوگوں میں بیان کرنے لگیں ان کے پچھلے گناہوں کو میں معاف کر دوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں، اور جن لوگوں نے تکذیب کا رویہ اختیار کیا اور اسی حالت ہی میں جان دی ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اسی لعنت زدگی کی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کی سزا میں تخفیف ہو گی اور نہ انہیں پھر کوئی دوسری مہلت دی جائے گی، نعوذ باللہ من عذاب اللہ۔

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾

تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے،

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزیں کو

فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ کر دینا،

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ

اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا اور بادل جو

---

[۱] البقرة: ۱۵۹

[۲] البقرة: ۱۶۰

[۳] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ حِفْظِ العِلْمِ ۱۱۸، صحیح مسلم کتاب فضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶۳۹۹

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ (البقرۃ ۱۶۴،۱۶۳)

آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں ان میں عقلمندوں کے لیے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

مشرکین بے شمار معبودوں کی پرستش کرتے تھے، ہر قبیلے کا اپنا ہی معبود تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت پیش کی تو وہ کہنے لگے

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾ [۱]

ترجمہ: کیا اس نے سارے معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دعوت توحید دی کہ تمہارا معبود حقیقی تو اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور اپنے افعال میں اکیلا اور منفرد ہے، اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے نہ اس کا کوئی ہم نام، اور نہ ہمسر، نہ اس کی کوئی مثال اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے، وہی کائنات کو پیدا کرنے والا اور اس میں تدبیر کرنے والا ہے، اس بے پایاں رحمت سے متصف ہستی کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں ہے،

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ {وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ} [البقرة:163]، وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: {الم اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ [۲]

اسماء بنت یزید سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسم اعظم ان دو ایتوں میں ہے، ایک یہ آیت "تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔" اور دوسری یہ آیت ہے "اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، حقیقت میں اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔" [۳]

اگر اللہ کی الوہیت، وحدانیت اور قدرت کو پہچاننے کے لیے تمہیں کوئی نشانی اور علامت درکار ہے تو ضد یا تعصب سے آزاد ہو کر ان سات نشانیوں پر غور و تدبر کرلو۔

۱۔ بغیر ستونوں کے آسمانوں کی رفعت، لطافت، وسعت، نجوم و کواکب، ستاروں اور سیاروں اور فلک پر ان کی گردش، اور فرش کی طرح ہموار زمین کی ساخت، جن کی وسعت وعظمت محتاج بیان نہیں۔

۲۔ رات اور دن کے دائمی طور پر پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، جیسے فرمایا

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ [۴]

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے، سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

---

[۱] ص ۵

[۲] آل عمران: ۲

[۳] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ ابواب الوتربَابُ الدُّعَاءِ۱۴۹۶،جامع ترمذی ابواب الدعوات بَابُ جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۴۷۶،سنن ابن ماجه کتاب الدعابَابُ اسْمِ اللهِ الْأَعْظَمِ۳۸۵۵

[۴] یٰسین ۴۰

دنوں کا لمبا، چھوٹا اور متوسط ہونا، اور ان کی وجہ سے موسموں کا تغیر و تبدل ہونا جیسے فرمایا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ (۱)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ رات سے دن اور دن سے رات نکالنے والا اللہ ہی ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

۳۔ان کشتیوں اور جہازوں میں جو انسانوں کی وزنی تجارتی سامان کو لے کر دریاؤں اور سمندروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی ہیں۔

۴۔بارش کے اس میٹھے پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے، اور اس پانی کے ذریعے سے مردہ پڑی زمین کو زندگی بخشتا ہے، اور اس سے طرح طرح طرح کے اجناس، پھل فروٹ پیدا ہوتے ہیں جیسے فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ (۲)

ترجمہ: ان لوگوں کے لیے بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں، یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے، پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟ پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

۵۔اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جان دار مخلوق کو پھیلاتا ہے جو اس کی قدرت، عظمت، وحدانیت اور اس کے غلبے کی دلیل ہے، پھر وہی ان کے رزق کا انتظام فرماتا ہے اور وہی ان کی خوراک کا کفیل ہے، جیسے فرمایا

وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦﴾ (۳)

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

۶۔انسانی زندگی کی ضروریات کے لئے ہر قسم کی ہواؤں کی گردش میں۔

۷۔اور ان بادلوں میں جنہیں اللہ اپنی مرضی اور مشیت سے جہاں چاہتا ہے وہاں بھیج کر بارش برساتا ہے، کیا یہ سارے امور اللہ کی الوہیت، وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت پر دلالت نہیں کرتے؟

جب یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی روشن دلیلیں ہیں تو پھر اس وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا معبود سمجھنا اور انہیں مشکل

---

(۱) الحج ۶۱

(۲) یٰسین ۳۳ تا ۳۶

(۳) ھود ۶

کشا سمجھنا کہاں کی عقل مندی ہے، جیسے فرمایا
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ (۱)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوشمند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے، پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے،

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے، جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ

(جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہر گز شرک نہ کرتے) جس وقت

تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ

پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے

بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ

ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش! ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ

ہوجائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو،

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ (البقرۃ ۱۶۵تا۱۶۷)

یہ ہر گز جہنم سے نہ نکلیں گے۔

(۱) آل عمران ۱۹۱،۱۹۰

محبت صرف اللہ سے: مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک اور رازق مانتے تھے مگر اپنے بے شمار دیوی دیوتاؤں کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک سمجھتے اور ان سے بڑی محبت رکھتے تھے، اہل کتاب کا معاملہ بھی ان کے برعکس نہ تھا یہودیوں نے بھی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو الوہی صفات عطا کر رکھیں تھیں اور ان سے ایسی محبت کرتے تھے جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہیے ،ان کے اس شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کی الوہیت، وحدانیت اور رزاقیت پر دلالت کرنے والے ان کھلے کھلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان سے اس قدر محبت اور ان کی ایسی تعظیم اور اطاعت کرتے ہیں جیسی اللہ کے ساتھ محبت اور تعظیم واطاعت ہونی چاہیے۔ ایک مقام پر مشرکین کی غیر اللہ سے محبت کا نقشہ یوں بیان فرمایا

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۵ [1]

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذِکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کُڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذِکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں۔

حالانکہ اہل شرک نے جن مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور مدمقابل قرار دے رکھا ہے وہ تو بس چند نام ہیں، لفظ کے اعتبار سے ان کا کوئی معنیٰ نہیں ہے ۔

...وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ.. ۝۳۳ [2]

ترجمہ: لوگوں نے اس کے کچھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں؟ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو (اگر واقعی وہ اللہ کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو) ذرا ان کے نام لو کہ وہ کون ہیں؟ کیا تم اللہ کو ایک نئی بات کی خبر دے رہے ہو جسے وہ اپنی زمین میں نہیں جانتا؟۔

اِنْ هِىَ اِلَّآ اَسْمَاۗءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ...ۚ ۝۲۳ [3]

ترجمہ: دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے اِن کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی، حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشاتِ نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ؟قَالَ:أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا، وَهُوَ خَلَقَكَ،قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ

[1] الزمر ۴۵

[2] الرعد ۳۳

[3] النجم ۲۳

کے ساتھ شرک کرنا حالانکہ اسی اکیلے نے پیدا کیا ہے، میں نے کہا یہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن اس کے بعد کونسا ہے؟ فرمایا وہ یہ کہ تو اپنی اولاد اس خوف سے قتل کر دے کہ تیرے ساتھ کھائے گی، میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ (۱)

تاہم مشرکین اپنے معبودوں سے جتنی سے محبت کرتے ہیں اس سے بڑھ کر مومنین اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور وہ اس کی رضا کو ہر دوسری رضا بھی مقدم رکھتے ہیں، کاش! جو کچھ عذاب جہنم کو سامنے دیکھ کر مشرکین سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات یقینی طور پر اللہ وحدہ لاشریک ہی کے قبضے میں ہیں اور انہوں نے جو اللہ تعالیٰ کے ہمسر اور مدمقابل ٹھیرا رکھے ہیں ان کے پاس کسی قسم کی کوئی طاقت واختیار نہیں ہے، اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے، جب وہ سزا دے گا اس وقت کی کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے مگر سراپا کر رہیں گے

كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ (۲)

ترجمہ: ہرگز نہیں وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

ابراہیم خلیل اللہ نے بھی اپنی قوم سے یہی فرمایا تھا

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٥﴾ (۳)

ترجمہ: اور اس نے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنالیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہوگی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔

ایک اور مقام پر فرمایا

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ (۴)

ترجمہ: کاش! تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔

جب مشرکین عذاب الٰہی دیکھ لیں گے تو ان کی دوستیاں، رشتے داریاں اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا، اور وہ لوگ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَلاَ تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا ۷۵۲۰، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ ۲۵۷، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الفُرْقَانِ ۳۱۸۲، سنن نسائی کتاب المحاربہ ذِكْرُ أَعْظَمِ الذَّنْبِ ۴۰۱۹

(۲) مریم ۸۲

(۳) العنکبوت ۲۵

(۴) سبا ۳۱

جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کہ کاش! ہم کو دنیا میں واپس جانے کا پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں ہم بھی ان سے بیزار ہو کر دکھا دیتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ہو گا

...وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۲۸﴾ (۱)

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔

اللہ ان لوگوں کے مشرکانہ اعمال جو یہ شیطان کے ساتھی بن کر دنیا میں کر رہے ہیں، جب ان کے سامنے لائے گا تو یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے، یعنی دنیا میں جو اچھے اعمال کیے تھے وہ بھی شرک کے سبب ضائع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴿۲۳﴾ (۲)

ترجمہ: اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اُڑا دیں گے۔

مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَّا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ... ﴿۱۸﴾ (۳)

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو، وہ اپنے کیے کا کچھ بھی پھل نہ پا سکیں گے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا... ﴿۳۹﴾ (۴)

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشتِ بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ (۵)

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا اللہ نے ان کے اعمال کو رائیگاں کر دیا۔

اور جب اللہ عدل وانصاف کے ساتھ تمام معاملات کا فیصلہ چکا دے گا اور مجرمین جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے اس وقت شیطان اپنے پیروکاروں سے کہے گا

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم

(۱) الانعام ۲۸

(۲) الفرقان ۲۳

(۳) ابراہیم ۱۸

(۴) النور ۳۹

(۵) محمد ۱

بِمُصۡرِخِيَّ ۚ اِنِّيۡ كَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَكۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝۲۲ [1]

ترجمہ: اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تم کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا، اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری، اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لیے تو دردناک سزا یقینی ہے۔ اور کفار و مشرکین آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِي الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ

لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر مت چلو وہ تمہارا

اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۝۱۶۸ اِنَّمَا يَاۡمُرُكُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَ الۡفَحۡشَآءِ وَ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ

کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے

مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۶۹ (البقرہ ۱۶۹،۱۶۸)

جن کا تمہیں علم نہیں۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو حلال حیوانات اور ہر قسم کے پاکیزہ اناج، پھل اور میوہ جات پیدا کیے ہیں انہیں کھاؤ اور مشرکین کی طرح شیطان کے طریقے اور راستے پر چل کر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار مت دو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِيَكُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ؕ ۝۶ [2]

ترجمہ: درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے پیرووں کو اپنی راہ پر اس لیے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِيۡ وَهُمۡ لَكُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِيۡنَ بَدَلًا ۝۵۰ [3]

ترجمہ: اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، بڑا ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں۔

قَتَادَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ قُلْتُ: أَرَأَيْتَ قَوْلَهُ: وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ قَالَ: كُلُّ مَعْصِيَةٍ لِلّٰهِ فَهِيَ مِنْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ. وَرُوِيَ عَنِ السُّدِّيِّ نَحْوُ قَوْلِ قَتَادَةَ.

[1] ابراہیم ۲۲
[2] فاطر ۶
[3] الکہف ۵۰

قتادہ رحمہ اللہ اور سدی رحمہ اللہ ''اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی شیطان کے نقش قدم پر چلنے کا نام ہے۔ (۱)

عبد بن حميد عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: مَا كَانَ من يَمِين أَو نذر فِي غضب فَهُوَ من خطوَات الشَّيْطَان وكفارته كَفَّارَة يَمِين

عبد بن حمید نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ قسم اور نذر جس کا اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے تعلق ہو وہ شیطان کے نقش قسم پر چلنا ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ (۲)

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ، مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ،

عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا سنو میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ باتیں سکھادوں کہ جن باتوں سے تم لاعلم ہو میرے رب نے آج کے دن مجھے وہ باتیں سکھادیں ہیں میں نے اپنے بندے کو جو مال دے دیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حق کی طرف رجوع کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن شیطان میرے ان بندوں کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے بہکاتے ہیں، اور میں نے اپنے بندوں کے لئے جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں، اور وہ ان کو ایسی چیزوں کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ جس کی کوئی نشانی میں نے نازل نہیں کی، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی اور عرب عجم سے نفرت فرمائی سوائے اہل کتاب میں سے کچھ باقی لوگوں کے

وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً، قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ، وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ،

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہیں اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں تم کو آزماؤں اور ان کو بھی آزماؤں کہ جن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکے گا اور تم اس کتاب کو سونے اور بیداری کی حالت میں بھی پڑھو گے، اور بلاشبہ اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں قریش کو جلا ڈالوں، تو میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ لوگ تو میرا سر پھاڑ ڈالیں گے، اللہ نے فرمایا تم ان کو نکال دینا جس طرح کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی خرچ کیا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر روانہ فرمائیں میں اس کے پانچ گنا لشکر بھیجوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تابعداروں کو لے کر ان سے لڑیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں،

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۲۸۱

(۲) الدر المنثور ۱/۴۰۳

قَالَ: وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ، قَالَ: وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ، الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ، وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ

آپ ﷺ نے فرمایا جنتی لوگ تین قسم کے ہیں، حکومت کے ساتھ انصاف کرنے والے صدقہ وخیرات کرنے والے توفیق عطا کئے ہوئے وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لئے نرم دل ہو، وہ آدمی کہ جو پاکدامن پاکیزہ خلق والا ہو اور عیالدار بھی ہو لیکن کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو، آپ نے فرمایا دوزخی پانچ طرح کے ہیں وہ کمزور آدمی کہ جس کے پاس مال نہ ہو اور دوسروں کا تابع ہو اہل و مال کا طلبگار نہ ہو، اور خیانت کرنے والا آدمی کہ جس کی حرص چھپی نہیں رہ سکتی اگرچہ اسے تھوڑی سی چیز ملے اور اس میں بھی خیانت کرے اور وہ آدمی جو صبح شام تم کو تمہارے گھر اور مال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہو اور آپ ﷺ نے بخیل یا جھوٹے اور بدخو اور بیہودہ گالیاں بکنے والے آدمی کا بھی ذکر فرمایا۔ [1]

وہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کیے ہوئے دعویٰ کے مطابق تمہیں برائی، بے حیائی اور فحش کاموں کا حکم دیتا ہے اور تمہیں یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ

اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں ہم اس طریقے کی

اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۷۰

پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں،

وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ

کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی سنتے ہیں (سمجھتے نہیں)

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۷۱ (البقرۃ ۱۷۱،۱۷۰)

وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں انہیں عقل نہیں۔

ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اپنی ضلالت وجہالت کو ترک کر کے اللہ کی منزل کتاب اور سنت رسول کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو انہی دینی اور معاشرتی رسم ورواج کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل وشعور سے

[1] صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلهاباب صفات الدنيااهل الجنة واهل النار۲۰۷، مسنداحمد۱۷۴۸۴، مسند البزار ۳۴۹۱،السنن الكبرىٰ للنسائی ۸۰۱۶،صحیح ابن حبان ۶۵۳،المعجم الاوسط ۲۹۳۳،شرح السنة للبغوی ۴۲۱۰

کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی یہ آنکھیں بند کر کے انہیں کی تقلید کیے چلے جائیں گے ؟ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے مومنین کے بارے میں ارشاد فرمایا

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱)

ترجمہ: ایمان والوں کی بات تو اتنی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فیصلہ سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں بامراد ہیں۔

یہ کفار و مشرکین جنہوں نے تقلید آبا میں اپنی عقل وفہم کو معطل کر رکھا ہے اور جنہوں نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے ان کی مثال بالکل ان جانوروں کی سی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا تو سنتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ انہیں کیوں بلایا اور پکارا جا رہا ہے، اسی طرح یہ مقلدین بھی بہرے ہیں کہ حق کی آواز کو سمجھنے اور قبول کرنے سے قاصر ہیں، یہ گونگے ہیں کہ حق بات ان کی منہ سے نہیں نکلتی، یہ اندھے ہیں کہ عبرت کی نظر سے دیکھ نہیں سکتے اور عقل وشعور سے عاری ہیں کہ دعوت حق اور دعوت توحید وسنت کے سمجھنے سے قاصر ہیں، اس لیے عقل وشعور اور کوئی نفع بخش بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ... ۳۹ (۲)

ترجمہ: مگر جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ

اے ایمان والو! جو پاکیزہ روزی ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اگر تم

إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۱۷۲ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ

خاص اسی کی عبادت کرتے ہو، تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر

بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ

اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۷۳ (البقرۃ ۱۷۳،۱۷۲)

اس پر ان کے کھانے میں کوئی پابندی نہیں اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

---

(۱) النور ۵۱

(۲) الانعام ۳۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم حقیقت میں اللہ وحدہ لاشریک ہی کی بندگی کرنے والے ہو جو تمہارا خالق، مالک اور روزی رساں ہے تو ساری چھوت چھات اور زمانہ جاہلت کی ساری بندشیں اور پابندیاں توڑ کر پاک وحلال چیزیں جو ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بغیر کسی کراہت اور رکاوٹ کے کھاؤ،

يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ... ﴿٥١﴾ (۱)

ترجمہ: اے پیغمبرو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ} (۲) وَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ} (۳) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک وحلال مال کو پسند فرماتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو حکم فرمایا ہے، اور فرمایا "اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔" اور فرمایا "اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں ہیں۔" پھر اس شخص کا ذکر فرمایا ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے، وہ پراگندہ بالوں والا غبار آلود ہوتا ہے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتا ہے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے اور اس کی غذا حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔ (۴)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمْنِ، وَالْجُبْنِ، وَالْفِرَاءِ، قَالَ: الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ، فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور جنگلی گدھے کے بارے میں پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اس نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جس سے اس نے سکوت فرمایا ہے وہ قابل معافی ہے۔ (۵)

(۱) المومنون ۵۱

(۲) المومنون ۵۱

(۳) البقرہ ۱۷۲

(۴) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا ۲۳۴۶، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۸۹، مسند احمد ۸۳۴۸، سنن الدارمی ۲۷۵۹، السنن الکبری للبیہقی ۶۳۹۴، شعب الایمان ۱۱۱۸، شرح السنۃ للبغوی ۲۰۲۸، معجم ابن عساکر ۲۴۷

(۵) سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ بَابُ أَكْلِ الْجُبْنِ وَالسَّمْنِ ۳۳۶۷

اور اللہ کی بخشی ہوئی بے بہا نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو اور اس کے حضور اپنا سر جھکا دو، اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ جس جانور کو شرعی طور پر ذبح نہ کیا گیا ہو بلکہ اپنی موت آپ مر جائے خواہ کسی نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو یا چوٹ لگنے سے مر گیا ہو کہیں سے گر کر مر گیا ہو یا دوسرے جانوروں نے اپنے سینگ سے اسے ہلاک کر دیا ہو یا درندوں نے اسے مار ڈالا ہو اسے نہ کھاؤ، جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے جو خون بہہ جائے اور سور کا گوشت نہ کھاؤ خواہ اسے ذبح کیا گیا ہو خواہ وہ اپنی موت آپ مر گیا ہو اور کوئی بھی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، یعنی وہ جانور جسے بتوں، استھانوں، پتھروں اور قبروں وغیرہ پر ذبح کیا گیا ہو یا وہ کھانا جو کسی اور کے نام پر بطور نذر پکایا جائے اسے مت کھاؤ،

يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ لَنَا أَظْآرًا مِنَ الْعَجَمِ لَا يَزَالُ يَكُونُ لَهُمْ عِيدٌ فَيُهْدُونَ لَنَا مِنْهُ، أَفَنَأْكُلُ مِنْهُ شَيْئًا؟قَالَتْ: أَمَّا مَا ذُبِحَ لِذَلِكَ الْيَوْمِ فَلَا تَأْكُلُوا وَلَكِنْ كُلُوا مِنْ أَشْجَارِهِمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا اے مومنین کی ماں! بعض عجمی لوگ اپنی عیدوں میں جانوروں کو ذبح کرتے ہیں پھر ان کے گوشت کا مسلمانوں کو تحفہ بھی دیتے ہیں فرمایا جو انہوں نے اپنے اس خاص دن کے لیے ذبح کیا ہو اسے نہ کھاؤ اور ان کے درختوں (کے پھلوں) کو کھالو۔ [1]

ہاں جو شخص مجبور و بے بس ہو جائے اور وہ ان میں سے کوئی چیز بقدر ضرورت کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں،

عَنْ مُجَاهِدٍ: فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ. قَاطِعًا لِلسَّبِيلِ أَوْ مُفَارِقًا لِلْأَئِمَّةِ، أَوْ خَارِجًا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، فَلَهُ الرُّخْصَةُ ، وَمَنْ خَرَجَ بَاغِيًا أَوْ عَادِيًا أَوْ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، فَلَا رُخْصَةَ لَهُ وَإِنِ اضْطُرَّ إِلَيْهِ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں جو شخص ناچار ہو جائے اور وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے، حد سے تجاوز نہ کرے، رہزن نہ ہو، حکمرانوں کا مخالف نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے نہ نکلا ہو تو اس کے لیے حرام کھانے کی رخصت ہے اور جو شخص سرکشی، دشمنی اور اللہ کی نافرمانی کے لیے نکلا ہو تو اس کے لیے اضطراری حالت میں بھی حرام کھانے کی رخصت نہیں ہے۔ [2]

آ گر کوئی شخص اضطراری حالت میں کھالے تو اس پر گناہ نہیں ہے، بیشک للہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ

بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں

---

[1] تفسیر القرطبی ۲/۲۲۴

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱/۲۸۳

أُولَٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں ، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا

وَ لَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۴﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے

وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خرید لیا ہے، یہ لوگ آگ کا عذاب کتنا برداشت کرنے والے ہیں،

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ إِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا

ان عذابوں کا باعث یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچی کتاب اتاری اور اس کتاب میں اختلاف کرنے والے

فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۱۷۶﴾ (البقرۃ ۱۷۴تا۱۷۶)

یقیناً دور کے خلاف میں ہیں۔

بدترین لوگ: یہودیوں نے اپنے پاس موجود ان کتابوں میں لکھی ہوئی محمد ﷺ کی شان کو چھپایا جو آپ کی نبوت و رسالت کی شاہد تھیں تا کہ ان کی ریاست وقیادت کا خاتمہ نہ ہو اور ان تحائف اور نذرانوں کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے جو عرب ان کی تعظیم کی وجہ سے ان کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے، ان کے بارے میں فرمایا حق یہ ہے کہ جو لوگ ان احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں اور تھوڑے سے دنیاوی مال ومتاع کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کو دور پھینک دیتے ہیں وہ دراصل اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ سے بھر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا کہ یتیموں کا مال کھانے والے بھی اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں،

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿۱۰﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ بھی اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ [۲]

[۱] النساء۱۰

[۲] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ بَابُ آنِيَةِ الفِضَّةِ۵۶۳۴،صحیح مسلم کتاب اللباس بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَغَيْرِهِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۵۳۸۵،سنن ابن ماجہ کتاب الاشربۃ بَابُ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ۳۴۱۳،صحیح ابن حبان۵۳۴۱،المعجم الکبیر للطبرانی۹۲۸، مسنداحمد۲۶۵۶۸

حق چھپانے کی وجہ سے وہ غضب الٰہی کے مستحق قرار پائیں گے اس لیے قیامت کے روز اللہ ہرگز ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ انہیں دکھ دینے والے عذاب میں مبتلا کر دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، شَيْخٌ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں سے اللہ بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہیں زانی بڈھا اور جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ [1]

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور بخشش ومغفرت کے بدلے جہنم کا دردناک عذاب مول لے لیا، ان لوگوں کا عجیب حوصلہ ہے کہ دنیا کے معمولی فائدوں کے لئے جہنم کا دائمی عذاب برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں! یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ نے ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی اور انہیں حکم دیا تھا کہ یہ علم کو ظاہر اور نشر کریں مگر جن لوگوں نے کتاب میں اختلافات نکالے، اس کے کچھ حصوں کو مانا اور کچھ سے انکار کر دیا اور ضد، حسد اور تعصب میں مبتلا ہو کر حق سے بہت دور نکل گئے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد، آزاد کے بدلے، غلام، غلام کے بدلے،

وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ

عورت، عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے

وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے، اس کے بعد

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۷۸ وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ

بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا، عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۷۹ (البقرۃ ١٧٩،١٧٨)

اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے۔

قصاص کا حکم: قصاص کی شرعی تعریف یہ ہے کہ مجرم کو اس کے جرم کی مثل سزا دینا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ، وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ، وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ٢٩٦، مسنداحمد١٠٢٢٧، مسند البزار ٤٠٢٣، السنن الکبری للنسائی٧١٠٠، شعب الایمان٥٠٢٢، شرح السنة للبغوی ٣٥٩١

زمانہ جاہلیت میں کوئی نظم اور قانون نہیں تھا اس لئے زور آور قبیلے کمزور قبیلوں پر جس طرح چاہتے ظلم و جور کا ارتکاب کر لیتے، ایک ظلم کی شکل یہ تھی کہ کسی طاقت ور قبیلے کا کوئی مرد قتل ہو جاتا تو وہ صرف قاتل کو قتل کرنے کے بجائے قاتل کے قبیلے کے کئی مردوں کو بلکہ بسا اوقات پورے قبیلے ہی کو تہس نہس کرنے کی کوشش کرتے اور عورت کے بدلے مرد کو اور غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرتے، طاقتور قبیلہ کمزور قبیلہ کی لڑکیاں بلا مہر لے لیتا،

كَانَتْ بَنُو النَّضِيرِ قَدْ غَزَتْ قُرَيْظَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَهَرُوهُمْ، فَكَانَ إِذَا قَتَلَ النَّضَرِيُّ القرظيَّ لَا يُقْتَلُ بِهِ، بَلْ يُفَادَى بِمِائَةِ وَسْقٍ مِنَ التَّمْرِ وَإِذَا قَتَلَ الْقُرَظِيُّ النَّضَرِيَّ قُتِلَ بِهِ، وَإِنْ فادَوْه فَدَوه بِمِائَتَيْ وَسْقٍ مِنَ التَّمْرِ ضعْف دِيَةِ الْقُرَظِيِّ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں جاہلیت کے زمانہ میں بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جنگ ہوئی تھی جس میں بنو نضیر غالب آئے، اس وقت سے یہ دستور ہو گیا کہ جب نضیری کسی قرظی کو قتل کرے تو اس کے بدلے میں اس قتل نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ایک سو وسق کھجور دیت میں لی جاتی تھی، اور جب کوئی قرظی نضیری کو مار ڈالے تو قصاص میں اسے قتل کر دیا جاتا تھا اور اگر دیت لی جائے تو دو سو وسق کھجور لی جاتی تھی۔ [1]

ابو حاتم رحمہ اللہ اس کی شان نزول میں لکھتے ہیں

وَذَلِكَ أَنَّ حَيَّيْنِ مِنَ الْعَرَبِ اقْتَتَلُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ بِقَلِيلٍ، فَكَانَ بَيْنَهُمْ قَتْلٌ وَجِرَاحَاتٌ، حَتَّى قَتَلُوا الْعَبِيدَ وَالنِّسَاءَ، فَلَمْ يَأْخُذْ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ حَتَّى أَسْلَمُوا، فَكَانَ أَحَدُ الْحَيَّيْنِ يَتَطَاوَلُ عَلَى الْآخَرِ فِي الْعُدَّةِ وَالْأَمْوَالِ، فَحَلَفُوا أَلَّا يَرْضَوْا حَتَّى يُقْتَلَ بِالْعَبْدِ مِنَّا الْحُرُّ مِنْهُمْ، وَبِالْمَرْأَةِ مِنَّا الرَّجُلُ مِنْهُمْ ، فَنَزَلَتْ فِيهِمْ

عرب کے دو قبیلوں میں جنگ وجدال ہوا تھا اور دونوں کے بہت سے لوگ قتل اور زخمی ہوئے تھے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی، جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے خون کے بعض معاملات تصفیہ طلب تھے، طاقتور قبیلہ نے حسب دستور قدیم خواہش کی کہ ہمارے غلام کے بدلے ان کا آزاد قتل ہو اور عورت کے بدلے مرد قتل ہو جبکہ اللہ کو یہ حق تلفی پسند نہ تھی اس لئے ان کے تصفیہ کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے اس فرق و امتیاز کو ختم کر دیا اور فرمایا اے مومنو! تمہارے لئے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے، اب جو قاتل ہو گا قصاص (بدلے) میں اسی کو قتل کیا جائے گا، قاتل آزاد ہے تو قصاص میں وہی آزاد قتل کیا جائے گا، اگر قاتل غلام ہے تو قصاص میں وہی غلام قتل کیا جائے گا اور عورت ہے تو قصاص میں وہی عورت ہی قتل کی جائے گی، نہ کہ غلام کی جگہ آزاد اور عورت کی جگہ مرد، یا ایک مرد کے قصاص میں متعدد مرد، یعنی جس نے بھی قتل کیا ہے قصاص میں صرف اسی کو ہی قتل کیا جائے گا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

۔۔۔ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔۔۔ ﴿۴۵﴾ [3]

ترجمہ: جان کے بدلے جان۔

اس سلسلہ میں کوئی مرد و عورت میں کوئی امتیاز نہیں ہے،

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۴۸۹؍۱، سنن نسائی كِتَابُ الْقَسَامَةِ الْقَوَدُ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلَى ۴۷۳۶

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۹۳؍۱

[3] المائدۃ ۴۵

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ،وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ ، وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ

عمرو بن شعیب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا مسلمانوں کے خون (چاہے وہ مرد ہو یا عورت) برابر ہیں، ادنی مسلمان کسی کافر کو امن دے سکتا ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح دور مقام کا مسلمان پناہ دے سکتا ہے اگرچہ اس سے نزدیک والا موجود ہو اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد کرے اپنے مخالفین پر اور جس کی سواریاں تیز رفتار ہوں وہ ان کے ساتھ رہے جن کی سواریاں کمزور ہوں اور جب لشکر میں سے کوئی ٹکڑی نکل کر مال غنیمت حاصل کرے تو باقی لوگوں کو بھی اس میں شریک کرے، اور مسلمان قتل نہ کیا جائے کسی کافر کے بدلہ میں اور نہ ذمی جس سے عہد ہو گیا ہو۔ (۱)

اور فرمایا اگر کسی مقتول کا ولی کچھ نرمی کرنے کے لئے تیار ہو تو یا تو بغیر معاوضہ محض اللہ کی رضا کے لئے معاف کر دے یا معروف طریقے کے مطابق خوں بہا (دیت) قبول کر لے،

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ:فَالعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي العَمْدِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عفو سے مراد قتل عمد میں دیت قبول کرنا ہے۔ (۲)

کیونکہ اولیائے مقتول نے اس کی جان بخشی کی ہے اس لئے قاتل پر واجب ہے کہ وہ احسان فراموشی کرنے کے بجائے اچھے طریقے سے خوں بہا ادا کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا أَحَدُ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ، الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے مگر تین میں سے ایک سبب کے ساتھ (قصاص میں) جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی، اور اپنا دین چھوڑنے والا اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے والا۔ (۳)

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ۲۷۵۱ ،سنن ابن ماجه كتاب الديات باب المسلمون تتكافادماوهم عن ابن عباس ۲۶۸۴،مصنف ابن ابی شيبة۲۷۹۶۸،مستدرک حاکم ۲۶۲۵

(۲) صحيح بخاری كتاب تفسير القرآن بَابُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ القِصَاصُ فِي القَتْلَى الحُرُّ بِالحُرِّ۴۴۹۸ ، ۶۸۸۱،السنن الكبرى للنسائی ۶۹۵۷،سنن الدارقطنی ۳۴۵۰

(۳) صحيح بخاری كتاب الديات بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۶۸۷۸، صحيح مسلم كتاب القسامة بَابُ مَا يُبَاحُ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ۴۳۷۵،جامع ترمذی ابواب الديات بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ ۱۴۰۲،سنن ابوداود كتاب الحدودبَابُ الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ۴۳۵۲، سنن نسائی كِتَابُ تَحْرِيمِ الدَّمِ ذِكْرُ مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ۴۰۲۱ ،سنن ابن ماجه كتاب الحدودبَابُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، إِلَّا فِي ثَلَاثٍ۲۵۳۵، مسنداحمد۴۲۴۵،مصنف ابن ابی شيبة۲۴۴،مسندابی يعلى ۵۲۰۲،صحيح ابن حبان ۴۴۰۸

وأجمعت الأمة على وجوب القصاص

قصاص کے وجوب پر امت کا اجماع ہے۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ ، رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ، فَإِنَّهُ يُرْجَمُ،وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، فَإِنَّهُ يُقْتَلُ، أَوْ يُصْلَبُ، أَوْ يُنْفَى مِنَ الْأَرْضِ، أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا، فَيُقْتَلُ بِهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اس کو قتل کرنا جائز نہیں سوائے تین خصائل میں سے کسی ایک کے ساتھ مرتکب ہو، شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے تو اسے پتھروں سے رجم کیا جائے گا اور کوئی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہتھیار اٹھا کر نکلے تو اسے قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ملک بدر کر دیا جائے گا یا کوئی کسی نفس کو قتل کر دے اور پھر اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ (۲)

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا جس کسی کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو اسے دو باتوں کا اختیار ہے، یا (قاتل سے) فدیہ وصول کر لے یا جان کے بدلے جان لے۔ (۳)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی اس فرق و امتیاز کو مٹایا اور عدل و انصاف کا حکم دیا اور اپنے بندوں پر اس احسان کا ذکر فرمایا کہ اس نے مقتولین کے بارے میں قصاص کو فرض کیا ہے، یہ بندوں پر عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ جو قاتل ہو گا قصاص (بدلے) میں اسی کو قتل کیا جائے گا، قاتل آزاد ہے تو بدلے میں وہی آزاد، غلام ہے تو بدلے میں وہی غلام اور عورت ہے تو بدلے میں وہی عورت ہی قتل کی جائے گی، نہ کہ غلام کی جگہ آزاد اور عورت کی جگہ مرد یا ایک مرد کے بدلے متعدد مرد، اور قاتل کو مقتول کے بدلے میں اسی طریقہ سے قتل کیا جائے جس طریقے سے اس نے مقتول کو قتل کیا تھا

الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ

---

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵۶۶۲/۷

(۲) سنن ابوداودکتاب الحدودبَابُ الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ ۴۳۵۳

(۳) صحیح بخاری کتاب فی اللقطۃبَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ ۲۴۳۴، سنن ابوداودکتاب الدیات بَابُ وَلِيِّ الْعَمْدِ يَرْضَى بِالدِّيَةِ ۴۵۰۵،جامع ترمذی ابواب الدیات بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ فِي الْقِصَاصِ وَالعَفْوِ ۱۴۰۵ ،سنن نسائی کتاب القسامت هَلْ يُؤْخَذُ مِنْ قَاتِلِ الْعَمْدِ الدِّيَةُ إِذَا عَفَا وَلِيُّ الْمَقْتُولِ عَنِ الْقَوَدِ ۴۷۸۹، سنن ابن ماجہ کتاب الدیات بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ ۲۶۲۵ ، صحیح ابن حبان ۳۷۱۵، مسند احمد ۲۴۲/۲

تمام مسلمانوں کے خون مرد ہو یا عورت برابر ہیں۔ ⁽¹⁾

یہ تخفیف اور رحمت (قصاص، معافی یا دیت) خاص طور پر تم پر کی گئی ہے ورنہ اس سے پہلے قتل عمد میں اہل تورات (یہودیوں) پر قصاص فرض تھا، اسے قصاص سے درگزر کرنے اور دیت لینے کی اجازت نہ تھی، اور اہل انجیل (عیسائیوں) کے ہاں صرف معافی ہی تھی، قصاص تھا نہ دیت، اگر کوئی معاف کر دینے یا خوں بہا وصول کر دینے کے بعد انتقام لینے کے لئے قتل کر دے تو یہ سرکشی اور زیادتی ہے جس کی سزا اسے دنیا و آخرت میں بھگتنی پڑے گی، عقل و خرد رکھنے والو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے امید ہے کہ تم اس قانون کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو گے۔

قصاص کے مسائل

قتل کی تین اقسام ہیں۔

قتل عمد۔ قتل شبہ عمد۔ قتل خطا

○ قتل عمد: قتل عمد سے مراد ایسا قتل ہے جس سے مکلف شخص کسی قتل کے غیر مستحق شخص کو ایسے آلہ سے قتل کرنے کی نیت کرے جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا (مثلاً بندوق، تلوار یا تیر وغیرہ)

○ قتل شبہ عمد: وہ قتل جس میں مکلف کسی کو ایسی چیز سے مارنے کا ارادہ کرے جس سے عموماً انسان مرتا نہیں مثلاً چھڑی، کنکری یا چھوٹا پتھر وغیرہ اور اس سے وہ شخص مر جائے اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت واجب ہو گی۔

○ قتل خطا: یہ ہے کہ مارنا کسی اور کو چاہیے لیکن قتل کوئی اور ہو جائے مثلاً شکاری گولی تو شکار کی طرف چلائے لیکن کسی انسان کو لگ جائے، اسی طرح اگر کوئی کنواں کھودے تو اس میں کوئی انسان گر جائے وغیرہ

الدِّيَةَ وَالْكَفَّارَةَ فِي قَتْلِ الْخَطَأِ

اس میں دیت اور کفارہ (ایک گردن کی آزادی) لازم آئے گی۔ ⁽²⁾

○ آزاد کو غلام کے بدلے قتل کرنا۔

عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ

سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے اور جس نے اس کا ناک کان کاٹا ہم بھی اس کا ناک کان کاٹ دیں گے۔ ⁽³⁾

(1) سنن ابوداود کتاب الجهاد بَابٌ فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ ۲۷۵۱

(2) الروضة الندية ۲/۳۰۵، تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله من الأخبار ۱/۳۹

(3) سنن ابوداود کتاب الديات بَابُ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ أَوْ مَثَّلَ بِهِ أَيُقَادُ مِنْهُ ۴۵۱۵، جامع ترمذی ابواب الديات بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ عَبْدَهُ ۱۴۱۴، سنن نسائی کتاب القسامت الْقَوَدُ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلَى ۴۷۴۰، سنن ابن ماجه کتاب الديات بَابُ هَلْ يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ ۲۶۶۴

عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ خَصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ

قتادہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے غلام کو خصی کیا ہم اسے خصی کر دیں گے [۱]

یہ روایات ان حضرات کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں کہ مالک کو غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا لیکن بعض ائمہ کے نزدیک مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ عَبْدَهُ مُتَعَمِّدًا , فَجَلَدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَنَفَاهُ سَنَةً وَمَحَى سَهْمَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ , وَلَمْ يُقِدْهُ بِهِ،وَأَمَرَهُ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی لایا گیا جس نے اپنے غلام کو جان بوجھ کر قتل کر دیا تھا تو نبی ﷺ نے اسے سو کوڑے لگائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا اور اس کا حصہ مسلمانوں سے ختم کر دیا اور اس سے قصاص نہیں لیا اور اسے حکم دیا کہ ایک گردن آزاد کر دے۔ [۲]

یہ روایت ان کی دلیل ہے جو مالک کو غلام کے بدلے نہ قتل کرنے کے قائل ہیں لیکن یہ روایت کمزور ہے،

قال النسائي: ضعيف،وقال ابن حبان: كثير الخطأ في حديثه

امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے،اور امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ احادیث میں بہت غلطیاں کرتا تھا۔ [۳]

عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ:قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُقْتَلَ حُرٌّ بِعَبْدٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ [۴]

وفي إسناده جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ وَهُوَ مَتْرُوكٌ

اس کی سند میں جابر جعفی راوی متروک ہے۔ [۵]

وَقَدْ رَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عِيسَى الْقُرَشِيِّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قِصَّةٍ ذَكَرَهَا قَالَ:فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا يُقَادُ مَمْلُوكٌ مِنْ مَالِكِهِ، وَلَا وَلَدٌ مِنْ وَالِدِهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غلام کا قصاص اس کے مالک سے نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی بچے کا باپ سے۔ [۶]

[۱] سنن ابوداود کتاب الدیات بَابُ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ أَوْ مَثَّلَ بِهِ أَيُقَادُ مِنْهُ۴۵۱۶،سنن نسائی كِتَابُ الْقَسَامَةِ باب الْقَوَدُ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلَى ۴۷۴۰

[۲] سنن الدارقطنی ۳۲۸۳

[۳] میزان الاعتدال ۱٫۲۴۱

[۴] السنن الكبرىٰ للبیهقی ۱۵۹۳۸

[۵] المجروحین ۱٫۲۸۷، الجرح والتعدیل ۱٫۷۷، الدررالبهية والروضة الندية۳٫۳۵۷ ،الروضة الندية ۲٫۳۰۲

[۶] السنن الصغیر للبیهقی ۲۹۴۸

وفي إسناده عمر بن عيسى الأسلمي، وهو منكر الحديث؛ كما قال البخاري

اس کی سند میں عمر بن عیسی اسلمی راوی منکر الحدیث ہے، جیسا کہ امام بخاری نے کہا۔ [1]

سعید بن مسیب رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں

قَتْلِ الْحُرِّ بِالْعَبْدِ قَتْلُ الْحُرِّ بِعَبْدِ غَيْرِهِ

آزاد کو غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا جبکہ مقتول قاتل کا اپنا غلام نہ ہو اور اگر مالک کا اپنا غلام ہو تو بالاجماع اسے قتل نہیں کیا جائے گا،

امام اسحاق رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں،

أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ لَا فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ

مطلق طور پر مالک کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا خواہ اس کا اپنا ہو یا کسی اور کا ہو۔ [2]

والظاهر عدم ثبوت قتل الحر بالعبد

راجح قول یہی ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل کرنے کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ [3]

○ مرد کو عورت کے بدلے قتل کرنا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ، فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا؟ أَفُلاَنٌ أَوْ فُلاَنٌ، حَتَّى سُمِّيَ اليَهُودِيُّ،فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقَرَّ بِهِ،فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالحِجَارَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا (ایک روایت میں ہے یہ لونڈی زیور پہنے ہوئے تھی) (اس وقت اس میں کچھ جان باقی تھی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کس نے ایسا کیا ہے ؟ پھر خود ہی کہا فلاں فلاں نے، آخر جب اس یہودی کا نام لیا گیا (تو لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا! پھر یہودی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لایا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی جاتی رہی، خاصی جرح کے بعد اس نے اس جرم کا اقرار کر لیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی پتھروں سے کچل دیا جائے۔ [4]

اس حدیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ قاتل کو اسی انداز میں قتل کیا جائے گا جو اس نے قتل کے وقت اختیار کیا تھا مثلاً پتھر یا اینٹ مارنا، گلا دبانا وغیرہ

[1] الروضة الندية ۲٫۳۰۲،فقه السنة ۲٫۵۳۰

[2] نيل الاوطار ۷٫۲۱، المبسوط ۲۶٫۱۳۰، المغنى ۸٫۲۷۸

[3] السيل الجرار ۱٫۸۷۶

[4] صحيح بخاری كتاب الديات بَابُ سُؤَالِ القَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ، وَالإِقْرَارِ فِي الحُدُودِ ۶۸۷۶، وباب إِذَا أَقَرَّ بِالقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ ۶۸۸۴،وكتاب الوصايابَابُ إِذَا أَوْمَأَ المَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ ۲۷۴۶، وكتاب الخصومات بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الإِشْخَاصِ وَالخُصُومَةِ بَيْنَ المُسْلِمِ وَاليَهُودِ ۲۴۱۳،صحيح مسلم كتاب القسامة بَابُ ثُبُوتِ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ بِالْحَجَرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُحَدَّدَاتِ، وَالْمُثَقَّلَاتِ، وَقَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ ۴۳۶۱ ،سنن ابوداودكتاب الديات بَابُ يُقَادُ مِنَ الْقَاتِلِ بجراوبمثل ماقتل ۴۵۲۷ ، سنن نسائی كتاب القسامت باب الْقَوَدُ بِغَيْرِ حَدِيدَةٍ ۴۷۸۳ ،جامع ترمذی ابواب الديات بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رُضِخَ رَأْسُهُ بِصَخْرَةٍ ۱۳۹۴،سنن ابن ماجه كتاب الديات بَابُ يُقْتَادُ مِنَ الْقَاتِلِ كَمَا قَتَلَ ۲۶۶۷، مسنداحمد ۱۳۱۰۷

،اس کی تائید ان آیات سے بھی ہوتی ہے،

... فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ ... (۱)

ترجمہ: جو تم پر زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ... (۲)

ترجمہ: اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو تم اسی طرح بدلہ لو جس طرح تمہارے ساتھ کیا گیا۔

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ... (۳)

ترجمہ: برائی کا بدلہ اسی کی مانند ہے۔

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَرَّقَ حَرَّقْنَاهُوَمَنْ غَرَّقَ غَرَّقْنَاهُ

اس سلسلہ میں ایک روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو جلایا اسے ہم جلائیں گے اور جس نے کسی کو پانی میں ڈبو کر مارا اسے ہم پانی میں ڈبو کر ماریں گے۔ (۴)

وَفِي هَذَا الْإِسْنَادِ بَعْضُ مَنْ يُجْهَلُ

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند میں بعض مجہول راوی ہیں۔

وَقَالَ أَهْلُ العِلْمِ: يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل علم نے کہا ہے مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ (۵)

قَوْله تَعَالَى: {النَّفْسَ بِالنَّفْسِ} (۶). وَقَوْلُهُ: {الْحُرُّ بِالْحُرِّ} (۷)

ابن قدامہ نے ارشاد باری تعالیٰ "جان کے بدلے جان۔" اور "آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلیا جائے۔" سے اور دیگر نصوص سے استدلال کیا ہے،

وَرَوَى أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إلَى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالْأَسْنَانُ، وَأَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ،وَهُوَ كِتَابٌ مَشْهُورٌ عِنْد أَهْلِ الْعِلْمِ

وہ عمرو بن حزم کی روایت کردہ اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو ایک خط لکھوایا جس میں وراثت

(۱) البقرة ۱۹۴
(۲) النحل ۱۲۶
(۳) الشوریٰ ۴۰
(۴) معرفة السنن والآثار ۱۷۱۸۵
(۵) صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ القِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الجِرَاحَاتِ
(۶) المائدہ ۴۵
(۷) البقرة: ۱۷۸

اور قابل زکوۃ مویشیوں کی عمر کے ساتھ یہ مسئلہ بھی تحریر تھا کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا، ابن قدامہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ کتاب اہل علم کے یہاں مشہور و مقبول ہے۔ (۱)

وَحَكَى ابْنُ الْمُنْذِرِ الْإِجْمَاعَ عَلَيْهِ إِلَّا رِوَايَةً عَنْ عَلِيٍّ، وَعَنْ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، حسن رحمہ اللہ اور امام عطاء رحمہ اللہ سے منقول روایت کے سوا عورت کے بدلے مرد کو قتل کرنے پر اجماع ہے۔ (۲)

وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَمَالِكٍ وَأَحَدُ قَوْلَيْ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ لَا يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَإِنَّمَا تَجِبُ الدِّيَةُ

حسن بصری رحمہ اللہ، عکرمہ رحمہ اللہ، عطاء رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور کہتے ہیں مرد کو عورت کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ صرف دیت ہی واجب ہو گی (لیکن یہ بات درست نہیں)

أَنَّهُ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ (۳)

جمہور کا قول بھی یہی ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا اور تمام اہل ایمان پر یہ فرض ہے حتی کہ قاتل کے اولیاء اور خود قاتل بھی کہ جب مقتول کا ولی قصاص کا مطالبہ کرے اور قاتل سے قصاص لینا ممکن ہو تو مقتول کے ولی کی مدد کی جائے اور یہ کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس حد کے درمیان حائل ہوں۔

معافی کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دیت لیے بغیر ہی محض رضائے الٰہی کے لئے معاف کر دینا، دوسری صورت قصاص کی بجائے دیت قبول کر لینا اگر یہ صورت اختیار کی جائے تو پھر طالب دیت بھلائی کا اتباع کرے اور قاتل اچھے طریقے سے دیت کی ادائیگی کرے اور احسان کا بدلہ احسان سے دے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں قصاص اور دیت واجب ہیں لیکن ان دونوں میں اختیار ہے اور یہی قول راجح ہے۔

○ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل کرنا۔

لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور مسلمان کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ (۴)

قَالَ عَلِيٌّ:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ

---

(۱) المغنى لابن قدامه ۸/۲۹۶

(۲) نيل الاوطار ۷/۲۳

(۳) نيل الاوطار ۷/۲۳، السيل الجرار ۱/۸۷۹

(۴) فتح البارى ۴/۸۵

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔[1]

ذمی کے متعلق اختلاف ہے، جمہور کا قول ہے ذمی بھی کافر ہے اس لئے مسلمان کو اس کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا،

يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالذِّمِّيِّ

شعبی رحمہ اللہ، نخعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ذمی کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔[2]

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا الا کہ مسلمان اسے دھوکے سے قتل کر دے،

وَلَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔[3]

جن حضرات کے نزدیک ذمی کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جائے گا ان کی دلیل یہ ہے

لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ

کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی معاہد (ذمی) کو اپنے عہد میں۔[4]

اس حدیث میں صرف یہ ہے کہ ذمی کو عہد توڑنے سے پہلے قتل نہیں کیا جائے گا یہ وضاحت نہیں ہے کہ مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کر دیا جائے گا اور نہ ہی اس پر کوئی قابل حجت دلیل موجود ہے، لہذا یہی معلوم ہوتا ہے کہ

لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالذِّمِّيِّ ذمی کے بدلے بھی مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔[5]

○ اور فرع (اولاد) کو اصل (والدین) کے بدلے (قتل کیا جائے گا) لیکن اصل (والدین) کو فرع (اولاد) کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يُقَادُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ والد سے بچے کے بدلے قصاص نہیں لیا جائے گا۔[6]

قَالَ الشَّافِعِيُّ: حَفِظْت عَنْ عَدَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لَقِيتُهُمْ أَنْ لَا يُقْتَلَ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَبِذَلِكَ أَقُولُ وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ الْجَمَاهِيرُ مِنْ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ كَالْهَادَوِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ مُطْلَقًا لِلْحَدِيثِ قَالُوا: لِأَنَّ الْأَبَ سَبَبُ

[1] سنن نسائی کتاب القسامت سُقُوطُ الْقَوَدِ مِنَ الْمُسْلِمِ لِلْكَافِرِ ۴۷۵۰، ۴۷۵۱، سنن ابوداودکِتَاب الدِّيَاتِ بَابُ وَلِيِّ الْعَمْدِ يَرْضَى بِالدِّيَةِ ۴۵۰۶، مسند احمد ۴۷۴۵

[2] نیل الاوطار ۱۵/۷

[3] نیل الاوطار ۱۶/۷، الام للشافعی ۳۳۸/۷، سبل الاسلام ۳۴۱/۲، المبسوط ۱۳۱/۲۶

[4] صحیح ابوداودکتاب الدیات بَابُ أَيُقَادُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ عن علی ۴۵۳۰

[5] فقہ السنۃ ۵۲۹/۲، سبل السلام ۳۴۱/۲

[6] جامع ترمذی ابواب الدیات بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ ابْنَهُ يُقَادُ مِنْهُ أَمْ لَا ۱۴۰۰، سنن ابن ماجہ کتاب الدیات بَابُ لَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بِوَلَدِهِ ۲۶۶۲، مسند احمد ۹۸

لِوُجُودِ الْوَلَدِ، فَلَا يَكُونُ الْوَلَدُ سَبَبًا لِإِعْدَامِهِ

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اکثر علما سے ملاقات کی (وہ یہی کہتے ہیں کہ) والد کو بچے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا جمہور، احناف اور احمد رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں کیونکہ باپ بچے کے وجود کا سبب ہے لہذا بچہ باپ کے خاتمے کا سبب نہیں بن سکتا۔ [1]

○ اعضاء وغیرہ میں بھی قصاص لاگو ہوگا اور اسی طرح زخموں میں بھی اگر ممکن ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ [2]

ترجمہ: اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو شخص اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔

اگرچہ آیت میں خطاب بنی اسرائیل کو ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حکم کو قائم وثابت رکھا،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ ،فَطَلَبُوا إِلَيْهَا العَفْوَ فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الأَرْشَ فَأَبَوْا، فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَوْا، إِلَّا القِصَاصَ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالقِصَاصِ،فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَنَسُ، كِتَابُ اللهِ القِصَاصُ، فَرَضِيَ القَوْمُ فَعَفَوْا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ

جیسے انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک انصاری لڑکی کے (طمانچہ مار کر اگلے دو) دانت توڑ ڈالے، ربیع کے رشتہ داروں نے اس سے معافی طلب کی تو انہوں نے انکار کر دیا پھر انہوں نے دیت دینے کی پیش کش کی تو اسے بھی انہوں نے رد کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں حاضر ہو کر قصاص کا مطالبہ کیا اور قصاص کے سوا کسی بھی چیز کو لینے سے انکار کر دیا، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا فیصلہ فرما دیا، یہ سن کر انس بن نضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ نہیں اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ! اللہ کا نوشتہ تو قصاص ہی ہے، اتنے میں وہ لوگ اس پر رضامند ہو گئے اور پھر معافی دے دی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ

---

[1] سبل السلام ۲،۳۳۹، تحفۃ الاحوذی ۴،۵۴۶، السیل الجرار ۱،۸۷۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۵۹۶۳

[2] المائدۃ ۴۵

کے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔[1]

ظَاهِرُ الْحَدِيثِ وُجُوبُ الْقِصَاصِ وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ كَسْرًا لَا قَلْعًا، وَلَكِنْ بِشَرْطِ أَنْ يُعْرَفَ مِقْدَارُ الْمَكْسُورِ. وَيُمْكِنَ أَخْذُ مِثْلِهِ مِنْ سِنِّ الْكَاسِرِ فَيَكُونَ الِاقْتِصَاصُ بِأَنْ تُبْرَدَ سِنُّ الْجَانِي إِلَى الْحَدِّ الذَّاهِبِ مِنْ سِنِّ الْمَجْنِيِّ عَلَيْهِ كَمَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ. وَقَدْ حُكِيَ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ لَا قِصَاصَ فِي الْعَظْمِ الَّذِي يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حدیث کا ظاہر قصاص کے وجوب پر دلالت کرتا ہے اگرچہ دانت اکھیڑا نہ گیا ہو بلکہ ٹوٹا ہی ہو لیکن ٹوٹے ہوئے دانت کی مقدار معلوم ہونا اور بدلے میں اتنی ہی مقدار کے توڑنے کا امکان ہونا شرط ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں ایسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے جس سے ہلاکت کا خدشہ ہو،

قَالَ الطَّحَاوِيُّ: اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ لَا قِصَاصَ فِي عَظْمِ الرَّأْسِ فَيُلْحَقُ بِهِ سَائِرُ الْعِظَامِ,حُكِيَ عَنْ اللَّيْثِ وَالشَّافِعِيِّ وَالْحَنَفِيَّةِ أَنَّهُ لَا قِصَاصَ فِي الْعَظْمِ الَّذِي لَيْسَ بِسِنٍّ

امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (اہل علم نے) اتفاق کیا ہے کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں ہے اور اس میں ساری ہڈیاں شامل ہیں، اور امام لیث، شافعی رحمہ اللہ واحناف رحمہ اللہ کہتے ہیں دانت کے علاوہ کسی ہڈی میں قصاص نہیں اور یہی قول مرجوع ہے۔[2]

إن كل طرف له مفصل معلوم لو قلع سنه، أو قطع أنفه، أو أذنه، أو فقأ عينه، أو جب ذكره، أو قطع أنثييه؛ يقتص منه

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر معلوم جوڑ مثلاً انگلی، ہاتھ، کہنی، پاؤں، دانت، ناک، کان، آنکھ، ذکر اور خصیتین وغیرہ ہر ایک میں قصاص ہے۔[3]

○ زخم صحیح ہونے سے پہلے قصاص نہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ:قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجُلٍ طَعَنَ آخَرَ بِقَرْنٍ فِي رِجْلِهِ ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَقِدْنِي ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَعْجَلْ حَتَّى يَبْرَأَ جُرْحُكَ،فَأَبَى الرَّجُلُ إِلَّا أَنْ يَسْتَقِيدَ فَأَقَادَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَحَّ الْمُسْتَقَادُ مِنْهُ،فَأَتَى الْمُسْتَقِيدُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَرِجْتُ، وَبَرَأَ صَاحِبِي؟فَقَالَ: عَرِجْتُ وَبَرَأَ صَاحِبِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَمْ آمُرْكَ أَنْ لَا تَسْتَقِيدَ حَتَّى تَبْرَأَ جِرَاحُكَ فَعَصَيْتَنِي، فَأَبْعَدَكَ اللهُ وَبَطَلَ عَرَجُكَ،ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ

---

[1] صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن بَابُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ ۴۵۰۰، سنن ابوداودکتاب الدیات بَابُ الْقِصَاصِ مِنَ السِّنِّ ۴۵۹۵،سنن نسائی کتاب القسامت باب الْقِصَاصُ فِي السِّنِّ ۴۷۵۹،سنن ابن ماجہ کتاب الدیات بَابُ الْقِصَاصِ فِي السِّنِّ ۲۶۵۰ ، مسنداحمد ۱۲۷۰۴

[2] نیل الاوطار ۷/۳۲،سبل السلام ۲/۳۴۹

[3] الروضۃ الندیۃ ۲/۳۰۳

بِهِ جُرْحٌ بَعْدَ الرَّجُلِ الَّذِي عَرَجَ أَنْ لَا يَسْتَقِيدَ حَتَّى يَبْرَأَ جُرْحُ صَاحِبِهِ؟

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا جس میں ایک شخص نے دوسرے کے گھٹنے میں سینگ چبھودیا تھا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اس سے قصاص لے کر دیں (کیونکہ زخم کی صحیح نوعیت کا اندازہ اس کے اندمال کے بعد ہی ممکن ہے اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی نہ کرو زخم مندمل ہونے کا انتظار کرو، وہ پھر آپ کے پاس آ گیا اور بولا مجھے قصاص دلوائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قصاص دلوادیا، اس کے بعد وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر شکایت کرنے لگا اے اللہ کے رسول !میں لنگڑا ہوگیا ہوں اور وہ شخص جس سے قصاص لیا گیا تھا تندرست ہوگیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے منع کیا تھا کہ زخم کے مندمل ہونے تک قصاص نہ لے مگر تو نے میری بات نہ مانی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے (اپنی عافیت سے) دور کر دیا اور تیرے لنگڑے پن کو رائیگاں کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زخموں کا قصاص اس وقت تک لینا ممنوع ہے جب تک زخمی آدمی صحت مند نہ ہو جائے۔ [1]

○ قصاص کسی ایک وارث کے معاف کرنے سے ساقط ہو جائے گا اور دوسرے ورثا کے لئے دیت لینا لازم ہو گا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: عَلَى الْمُقْتَتِلِينَ أَنْ يَنْحَجِزُوا الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقتول کے اولیاء پر لازم ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی قریبی کے معاف کرنے سے قصاص سے رک جائیں خواہ وہ ایک عورت ہی ہو۔ [2]

حکم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ عَمْدًا دُفِعَ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ، فَإِنْ شَاءَ قَتَلَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الدِّيَةَ

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اسے مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا، پھر اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت وصول کر لیں۔ [3]

حدیث کے یہ لفظ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں، اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ ان سب کا حق ہے لہذا قصاص ان سب کے یا بعض کے معاف کر دینے سے ساقط ہو جائے گا ایک کے معاف کرنے سے باقیوں پر دیت لازم کرنے کا سبب یہ بھی ہے کہ جب ایک معاف کر دے

[1] مصنف عبدالرزاق ١٧٩٩١، مسند احمد ٧٠٣٤، سنن الدارقطنی ٣١١٤، السنن الکبری للبیہقی ١٦١١٥

[2] سنن ابوداودکتاب الدیات بَابُ عَفْوِ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ ٤٥٣٨، سنن نسائی کتاب القسامت باب عَفْوُ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ ٤٧٩٢، السنن الصغیر للبیہقی ٢٩٨٨، معرفة السنن الآثار ١٥٩١٦، شرح السنة للبغوی ٢٢٣٤

[3] سنن ابن ماجہ کتاب الدیات بَابُ مَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَرَضُوا بِالدِّيَةِ ٢٦٢٦، مصنف عبدالرزاق ١٧٢١٨، السنن الکبری للبیہقی ١٦١٣٩، ١٦٠٧٦

گا تو اس کا حصہ ساقط ہو جائے گا اب یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ قتل میں ایک کا حصہ کتنا ساقط ہے باقیوں کے لئے کتنا قتل لیا جائے لہذا باقیوں پر بھی دیت لیناہی لازم ہے۔

وَإِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ. وَذَهَبَ الزُّهْرِيُّ وَمَالِكٌ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ يَخْتَصُّ بِالْعَصَبَةِ

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی اسی کے قائل ہیں، امام مالک رحمہ اللہ اور امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ صرف عصبہ رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہے۔ (۱)

○قصاص لینے سے معافی بہتر ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ إِلَيْهِ شَيْءٌ فِيهِ قِصَاصٌ، إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی قصاص کا معاملہ لایا جاتا مگر آپ اس میں معافی کا ہی حکم دیتے۔ (۲)

فإذا كان فيهم صغير ينتظر في القصاص بلوغه

اگر ورثاء میں کوئی چھوٹا ہو تو قصاص کے لئے اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ (۳)

○جب ایک شخص پکڑے اور دوسرا قتل کرے تو قاتل کو قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَمْسَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَقَتَلَهُ الْآخَرُ يُقْتَلُ الَّذِي قَتَلَ , وَيُحْبَسُ الَّذِي أَمْسَكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک آدمی (دوسرے) آدمی کو پکڑے اور دوسرا قتل کرے تو قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔ (۴)

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُقْتَلُ الْقَاتِلُ، وَيُصْبَرُ الصَّابِرُ

یہ حدیث معمر اور ابن جریج نے اسماعیل بن امیہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل کو قتل کیا جائے اور پکڑ کر رکھنے والے کو قید کیا جائے۔ (۵)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَضَى فِي رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا وَأَمْسَكَهُ آخَرُ , قَالَ: يُقْتَلُ الْقَاتِلُ وَيُحْبَسُ الْآخَرُ فِي السِّجْنِ حَتَّى يَمُوتَ

(۱) نيل الاوطار ۷/۳۸

(۲) سنن ابوداود كتاب الديات بَابُ الْإِمَامِ يَأْمُرُ بِالْعَفْوِ فِي الدَّمِ ۴۴۹۷، سنن نسائی كتاب القسامت باب الْأَمْرُ بِالْعَفْوِ عَنِ الْقِصَاصِ ۴۷۸۸، سنن ابن ماجه كتاب الديات باب العفو فی القصاص ۲۶۹۳، مسند احمد ۱۳۲۲۰

(۳) الروضة الندية ۲/۳۰۴

(۴) سنن الدارقطنی ۳۲۷۰

(۵) مصنف عبدالرزاق ۱۷۸۹۲

قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسی کی مثل ایک معاملے میں یوں فیصلہ کیا قاتل کو قتل کر دیا جائے گا اور دوسرے کو جیل میں قید کر دیا جائے گا حتی کہ وہ فوت ہو جائے[1]

احناف اور شافعیہ کہتے ہیں قاتل کو قتل اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا، اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے

... فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ...[2]

ترجمہ: جو تم پر زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے۔

عَنْ النَّخَعِيِّ وَمَالِكٍ وَاللَّيْثِ أَنَّهُ يُقْتَلُ الْمُمْسِكُ كَالْمُبَاشِرِ لِلْقَتْلِ لِأَنَّهُمَا شَرِيكَانِ، إِذْ لَوْلَا الْإِمْسَاكُ لَمَا حَصَلَ الْقَتْلُ. وَأُجِيبَ بِأَنَّ ذَلِكَ تَسْبِيبٌ مَعَ مُبَاشَرَةٍ وَلَا حُكْمَ لَهُ مَعَهَا

امام مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ کہتے ہیں پکڑنے والے کو بھی قتل کیا جائے گا کیونکہ اگر وہ نہ پکڑتا تو قتل ممکن ہی نہیں تھا، امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حدیث پر عمل کرنا ہی زیادہ بہتر ہے نیز قید کرنے کی مدت جمہور نے حاکم کی رائے پر چھوڑ دی ہے۔[3]

اور راجح قول یہ ہے کہ اگر قاتل کے پکڑنے کے سوا مقتول کو قتل کرنا ممکن نہیں تھا اور وہ قتل کے وقت حاضر تھا تو دونوں کو قتل میں شریک ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا اور جس حدیث میں قید کا ذکر ہے اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب پکڑنے والا قتل کے وقت حاضر نہ ہو وہ محض پکڑ کے حوالے کر گیا ہو تو اسے قید کر دیا جائے گا۔ (وَاللّٰهُ أَعْلَمُ)

○ اگر جماعت ایک آدمی کے قتل میں شریک ہو تو جماعت کے تمام افراد کو قتل کر دیا جائے گا۔

صنعاء شہر کی ایک عورت کا خاوند غائب ہو گیا اس کا ایک چھوٹا بچہ اس عورت کے پاس رہ گیا وہ بچہ کسی دوسری عورت کے بطن سے تھا بچے کا نام اصیل تھا، اس عورت نے خاوند کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی اور سے مراسم قائم کر لئے، اس عورت نے اپنے آشنا کو اکسایا کہ یہ بچہ ہمیں رسوا کرے گا اس لئے اسے ٹھکانے لگانا ہی بہتر ہے، شروع میں وہ شخص اس بھیانک فعل کے لئے آمادہ نہ ہوا مگر اس پر عورت نے اس سے بے رخی برتی تو اس نے عورت اس کے خادم اور ایک تیسرے آدمی کے ساتھ مل کر اس بچے کو قتل کر دیا اور اس کے ٹکڑے کر کے کنوئیں میں ڈال دیا، جب تمام شہر میں اس حادثے کا چرچا ہوا تو یمن کے حاکم نے اس عورت کے آشنا کو گرفتار کر لیا، اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا پھر دوسرے ملزموں نے بھی اعتراف جرم کر لیا، حاکم شہر نے یہ سارا واقعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجا جس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ ان سب کو قتل کر وا دو اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا، خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ: لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دھوکے سے قتل کرنے والے پانچ یا سات افراد کو قتل کیا اور کہا اگر تمام

---

[1] ۔ معرفة السنن والآثار ۱۵۸۵۷، نیل الاوطار ۳۰، ۳۰۱۳/۷، مصنف عبدالرزاق ۱۷۸۹۴

[2] البقرة ۱۹۴

[3] نیل الاوطار ۳۱/۷، الروضة الندية ۲/۳۰۵

اہل صنعاء اس کے خلاف تعاون کرتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ ⁽¹⁾

اور صحیح بخاری میں یہ لفظ ہیں

فَقَالَ عُمَرُ:لَو اشْتَرَكَ فِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ

سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تمام اہل صنعاء بھی اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں اس کے بدلے سب کو قتل کر دیتا۔ ⁽²⁾

عَنْ أَنَسٍ:أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَافَلَمَّا صَحُّوا، قَالُوا: إِنَّ المَدِينَةَ وَخِمَةٌ، فَأَنْزَلَهُمُ الحَرَّةَ فِي ذَوْدٍ لَهُ، فَقَالَ: اشْرَبُوا أَلْبَانَهَا،فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ،فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ،فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کچھ لوگوں (آٹھ افراد) کو (پیٹ کی) بیماری تھی،انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!ہمیں قیام کی جگہ عنایت فرمادیں اور ہمارے کھانے کا انتظام کر دیں، پھر جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مدینہ کی آب و ہوا خراب ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حرہ میں اونٹوں کے ساتھ ان کے قیام کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو، جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور وہ پکڑے گئے، (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ویسا ہی کیا ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی، میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ زبان سے زمین چاٹتا تھا اور اسی حالت میں مر گیا۔ ⁽³⁾

إذا اجتمع جماعة على قتل واحد يقتلون به قصاصا

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر ان تمام سے قتل کرنا ثابت ہو جائے تو سب کو قصاصاً قتل کر دیا جائے۔ ⁽⁴⁾

اہل ظاہر کا مسلک اس سے مختلف ہے اور وہ یہ کہ فرد واحد کے بدلے پوری جماعت کو قتل نہیں کیا جا سکتا، ابن زبیر رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے،

وبمجموع ما ورد في العقل يرد على من قال إنه غير ثابت في الشريعة

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرنے کے خلاف کوئی شرعی دلیل ثابت نہیں۔ ⁽⁵⁾

○ قتل خطا میں دیت اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

⁽¹⁾ موطا امام مالک کتاب العقول باب ماجآء فی الغیلة والسحر۹۷،مصنف عبدالرزاق۱۸۰۶۹،مصنف ابن ابی شیبة۲۷۶۹۳،سنن الدارقطنی۳۴۶۳

⁽²⁾ صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ، هَلْ يُعَاقِبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ۶۸۹۶،مصنف ابن ابی شیبة۲۷۶۹۴

⁽³⁾ صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ الدَّوَاءِ بِأَلْبَانِ الإِبِلِ ۵۶۸۵

⁽⁴⁾ الدررالبھیته۳۶۴٫۳

⁽⁵⁾ الروضة الندية ۳۰۶٫۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے

... وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ ... ﴿۹۲﴾ (۱)

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے۔

کفارہ یہ ہے کہ ایک مسلمان گردن آزاد کر دی جائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرُونَ حِقَّةً، وَعِشْرُونَ جَذَعَةً، وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ ذُكُرٍ

دیت خطاء کے متعلق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل خطا کی صورت میں پانچ قسم کے اونٹ دیت میں وصول کیے جائیں گے بیس ایسے جن کی عمر تین سال ہو اور بیس جن کی عمر چار سال ہو اور بیس مادہ اونٹ جن کی عمر دو سال ہو اور بیس مادہ جن کی عمر ایک ایک سال ہو اور بیس نر اونٹ جن کی عمر ایک سال ہو۔ (۲)

وَذَهَبَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَالزُّهْرِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَاللَّيْثُ وَالثَّوْرِيُّ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ وَمَالِكٌ وَالْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ إِلَى أَنَّ الدِّيَةَ تَكُونُ أَخْمَسًا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ النَّوْعَ الْخَامِسَ يَكُونُ أَبْنَاءَ مَخَاضٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، امام زہری رحمہ اللہ، امام عکرمہ رحمہ اللہ، امام لیث رحمہ اللہ امام ثوری رحمہ اللہ، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ، سلیمان بن یسار رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، احناف اور شافعیہ ان سب کا وہی مذہب ہے جو گزشتہ حدیث میں مذکور ہے صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک آخری قسم میں بیس دو سال کے عمر کے نر اونٹ ہیں۔ (۳)

راجح یہ ہے کہ دیت خطا کے متعلق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ضعیف ہے لہٰذا کوئی سے سو اونٹ دیے جا سکتے ہیں اس کی دلیل وہ حدیث بھی ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ، وَالْعَصَا، مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ: مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِ أَوْلَادِهَا

جس میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مروی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ کے موقع پر) فرمایا قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو جو کوڑے اور لاٹھی سے مارا گیا ہو اس کی دیت سو اونٹ ہے ان میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔ (۴)

○ بچوں اور پاگل پر قصاص نہیں۔

---

(۱) النساء ۹۲

(۲) سنن ابوداود کتاب الدیات بَابُ الدِّيَةِ كَمْ هِيَ؟ ۴۵۴۵

(۳) نیل الاوطار ۷/۹۴، الام للشافعی ۶/۱۲۲، المغنی ۸/۳۷۸، الفقہ الاسلامی والدلتہ ۷/۵۷۰۹

(۴) سنن ابوداود کتاب الدیات بَابٌ فِي دِيَةِ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ ۴۵۴۷، سنن نسائی کتاب القسامت باب كَمْ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ ۴۷۹۵ ، سنن ابن ماجہ کتاب الدیات بَابُ دِيَةِ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظَةً ۲۶۲۸، صحیح ابن حبان ۶۰۱۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۵۹۹۸

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَبْرَأَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، پاگل مجنون سے حتی کہ وہ صحت مند ہو جائے، سونے والے سے حتی کہ وہ جاگ جائے اور بچے سے حتی کہ وہ بالغ (عقل مند) ہو جائے۔ (۱)

قَالَ مَالِكٌ: الأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا: أَنَّهُ لاَ قَوَدَ بَيْنَ الصِّبْيَانِ، وَإِنَّ عَمْدَهُمْ خَطَأٌ، مَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمُ الْحُدُودُ، وَبَلَغُوا الْحُلُمَ، قال: وقَتْلَ الصَّبِيِّ، لاَ يَكُونُ إِلاَّ خَطَأً

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ مسلہ متفق علیہ ہے کہ بچوں پر قصاص نہیں ہے کیونکہ ان کا قصاً قتل کرنا بھی خطاہی ہے ،جب تک کہ ان پر شرعی حدود واجب نہ ہو جائیں اور وہ بالغ نہ ہو جائیں اور بچے کا کسی کو قتل کر دینا صرف قتل خطاہی ہو گا۔(موطاامام مالک ۲/۸۵۱)

○ دیت برادری کے لوگوں پر لازم ہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا،فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہذیل قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں جھگڑ پڑیں اور ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اس پتھر سے وہ عورت اور اس کے پیٹ کا بچہ مر گیا،اس کے وارث مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں لے آئے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ پیٹ کے بچے کا خون بہاایک غلام یا کنیز دینی ہو گی،اور عورت کے خون بہا کو قاتل عورت کے ورثاء پر ذمہ واجب قرار دیا۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَأَنَّ العَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دیت اس کے عصبہ رشتہ داروں (جو اصحاب الفروض کے علاوہ ہوں) پر لازم ہے۔ (۳)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ، مِنْ هُذَيْلٍ قَتَلَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلَى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ، وَبَرَّأَ زَوْجَهَا وَوَلَدَهَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں میں سے ایک نے (جس کا نام عفیف بنت مسروح تھا اور بنوسعد بن ہذیل قبیلے سے تعلق رکھتی تھی) دوسری (سوکن جس کا نام ملکیہ بنت عویمر تھا اور بنو لحیان بن ہذیل قبیلہ سے تھی) کو قتل کر دیا (ان کے خاوند کا نام حمل

(۱) سنن ابوداود کتاب الحدود بَابٌ فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا ۴۳۹۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ جَنِينِ المَرْأَةِ، وَأَنَّ العَقْلَ عَلَى الوَالِدِ وَعَصَبَةِ الوَالِدِ، لاَ عَلَى الوَلَدِ ۶۹۱۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ جَنِينِ المَرْأَةِ، وَأَنَّ العَقْلَ عَلَى الوَالِدِ وَعَصَبَةِ الوَالِدِ، لاَ عَلَى الوَلَدِ ۶۹۰۹،صحیح مسلم کتاب القسامة بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ، وَوُجُوبِ الدِّيَةِ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ، وَشِبْهِ الْعَمْدِ عَلَى عَاقِلَةِ الْجَانِي ۴۳۹۰

بن مالک بن نالبغہ تھا) اور ان میں سے ہر ایک کا خاوند اور اولاد تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتل عورت کے ورثاء پر ڈال دی اور اس کے خاوند اور اولاد کو بری قرار دے دیا۔ (۱)

اس سے ثابت ہوا کہ قتل کرنے والے کے تمام رشتہ دار دیت کی ادائیگی میں اس کے شریک ہوں گے جب کہ خاوند یا بیوی اور اولاد اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

جمہور اسی کی قائل ہے۔ (۲)

مگر بعض نے اس آیت کی وجہ سے مخالفت کی ہے۔

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى... ﴿۱۶۴﴾ (۳)

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

لاَ يَجْنِي جَانٍ إِلاَّ عَلَى نَفْسِهِ

جرم کرنے والے کا جرم صرف اسی پر ہوگا۔ (۴)

ان میں تطبیق یوں کی گئی ہے کہ دیت کے احکام اس سے خاص ہیں، ان دلائل میں اخروی جزا کا ذکر ہے جبکہ دیت کا تعلق دنیاوی امور سے ہے۔ (۵)

○ قصاص کس چیز سے لیا جائے گا۔

أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ إِلَى أَنَّ الاِقْتِصَاصَ لَا يَكُونُ إِلَّا بِالسَّيْفِ

احناف کے نزدیک قصاص صرف تلوار سے ہی لیا جائے گا۔ (۶)

ان کی دلیل یہ روایت ہے

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قصاص صرف تلوار کے ساتھ ہے۔ (۷)

---

(۱) سنن ابوداودكتاب الديات بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ ۴۵۷۵

(۲) المغنى ۸٫۳۹۳

(۳) الانعام ۱۶۴

(۴) جامع ترمذی ابواب تفسيرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ ۳۰۸۷ ،سنن ابن ماجه كتاب المناسک بَابُ الْخُطْبَةِ، يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۵۶، مسنداحمد ۱۶۰۶۴،المعجم الكبيرللطبرانى ۵۸،السنن اكبرى للبيهقى ۱۵۸۹۹،مصنف ابن ابى شيبة ۵۶۱

(۵) بدائع الصنائع ۱۰٫۴۶۶ ، المغنى ۱۲٫۳۹،نيل الاوطار ۴٫۵۱۴

(۶) المبسوط ۲۶٫۱۲۲،نيل الاوطار ۴٫۲۷

(۷) سنن ابن ماجه كتاب الديات بَابُ لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ ۲۶۶۸،شرح معانى الاثار ۵۰۲۶،معرفة السنن والآثار ۱۵۹۴۴،مصنف ابن ابى شيبة ۲۷۷۲۲،سنن الدارقطنى ۳۱۷۵،السنن الصغيرللبيهقى ۲۹۹۱

اس روایت کی سند میں جابر بن جعفی کذاب ہے

وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ

ابو حاتم کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ، وَفِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ؛ وَهُوَ مَتْرُوكٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں امام دار قطنی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں سلیمان بن ارقم متروک ہے۔ (۲)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، وَفِيهِ يَعْلَى بْنُ هِلَالٍ؛ وَهُوَ كَذَّابٌ

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں راوی یعلی بن ہلال کذاب ہے۔ (۳)

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ، وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

امام طبرانی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے۔ (۴)

کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے لہذا یہ مسئلہ صحیح نہیں اور قصاص کسی بھی چیز کے ذریعے لیا جا سکتا ہے۔

○ گھر میں جھانکنے والا اور دیت۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابو قاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی بغیر اجازت کے آپ (کے گھر میں) جھانکے اور آپ اسے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو آپ پر کوئی گناہ نہیں۔ (۵)

○ حرم میں قصاص یا حد قائم کرنا کیسا ہے۔

أَنَّ مَنْ جَنَى جِنَايَةً تُوجِبُ قَتْلًا خَارِجَ الْحَرَمِ، ثُمَّ لَجَأَ إِلَيْهِ، لَمْ يُسْتَوْفَ مِنْهُ فِيهِ

حرم میں خون بہانا اور حد قائم کرنا جائز نہیں ہے حتی کہ پناہ لینے والا حرم سے خارج ہو جائے۔ (۶)

---

(۱) التلخیص الجبیر ۴/۲۰

(۲) التلخیص الجبیر ۴/۲۰

(۳) التلخیص الجبیر ۴/۲۳

(۴) التلخیص الجبیر ۴/۲۳

(۵) صحیح بخاری کتاب الدیات باب مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ، فَلاَ دِيَةَ لَهُ ۶۹۰۲ ،صحیح مسلم کتاب الادب بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ فِي بَيْتِ غَيْرِهِ ۵۶۴۳،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الِاسْتِئْذَانِ ۵۱۷۲،سنن نسائی کتاب القسامة باب مَنْ اقْتَصَّ وَأَخَذَ حَقَّهُ دُونَ السُّلْطَانِ ۴۸۶۴ ، مسند احمد ۹۵۲۵

(۶) المغنی ۹/۱۰۰،نیل الاوطار ۷/۵۴

اور جو شخص حرم کے اندر حد یا قصاص کے موجب فعل کا مرتکب ہو تو بعض اہل علم کے نزدیک اسے حرم سے باہر نکال کر سزا دی جائے گی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:وَإِنْ قُتِلَ فِي الْحَرَمِ أَوْ سَرَقَ أُقِيمَ عَلَيْهِ فِي الْحَرَمِ

تاہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو شخص حرم میں قتل یا چوری کرے اس پر حرم میں ہی حد قائم کی جائے گی۔ [۱]

راجح یہ ہے کہ احادیث میں مطلق طور پر حرم میں خون بہانے یا حد قائم کرنے کی ممانعت ہے خواہ کوئی وہاں آ کر پناہ لینے والا ہو یا حرم کے اندر ہی حد یا قصاص کے موجب فعل کا مرتکب ہوا ہو اور یہ آیت

... وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ... [۲]

ترجمہ: اور تم مسجد حرام کے نزدیک اس سے قتال مت کرو حتی کہ وہ اس میں تم سے لڑائی شروع کر دیں۔

صرف لڑائی کے وقت دفاع کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

○ بعض اوقات قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔

إِذَا التَقَى المُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ فِي النَّارِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا القَاتِلُ، فَمَا بَالُ المَقْتُولِ؟قَالَ:إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ

حدیث نبوی ہے جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آجائیں اور ان میں سے ایک اپنے (دوسرے) ساتھی کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے، عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قاتل (تو جہنمی ہے) مقتول کیوں آگ میں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کیونکہ) وہ بھی اپنے مدمقابل ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ [۳]

○ قتل عمد کے بعد اگر قاتل توبہ کر لے۔

قتل عمد کے بعد اگر قاتل توبہ کر لے تو اس کی توبہ انشاءاللہ قبول ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

... وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ [۴]

ترجمہ: اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا، قیامت کے روز اس کو مکرر عذاب دیا جائے گا اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا الا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

[۱] مصنف عبدالرزاق ۱۷۳۰۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۸۷۸۷

[۲] البقرۃ ۱۹۱

[۳] صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَمَنْ أَحْيَاهَا۶۸۷۵، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابٌ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا۳۹۶۴ ، مسنداحمد ۲۰۴۳۹

[۴] الفرقان ۶۸تا۷۰

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ ... ﴿۹۳﴾ [۱]

ترجمہ:اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے۔

کا معنی یہ ہے کہ اس گناہ کی سزا جہنم ہی ہے لیکن اگر وہ توبہ کر لے تو دیگر شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سزا معاف ہو جائے گی۔

كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ ۟الۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِۚ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَؕ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌؕ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ [۲]

ترجمہ:تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ رجاتا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے، پرہیز گاروں پر یہ حق اور ثابت ہے، اب جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہی ہو گا، واقعی اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے، ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرا دے تو اس پر گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وصیت کا حکم:

وَهِيَ شَرْعًا عَهْدٌ خَاصٌّ يُضَافُ إِلَى مَا بَعْدَ الْمَوْتِ

وصیت کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ایسا خاص عہد جس کی نسبت مرنے کے بعد کسی کام کی طرف کی گئی ہو۔ [۳]

عرب میں دستور تھا کہ سوائے بڑے بالغ لڑکے کے کوئی وارث نہیں ہو سکتا تھا، اس وراثت میں کوئی چھوٹا بھائی، بہن اور ماں شامل نہیں ہوتے تھے اور اگر وہ لڑکا کم عمر ہوتا تو اس کے عزیز و اقارب ہی اس کا مال ہڑپ کر جاتے، وراثت کی تقسیم کے لئے ابھی کوئی قانون مقرر نہیں ہوا تھا اس لئے پہلے اس رسم قبیحہ کو مٹانے کے لئے ہر شخص پر لازم کیا گیا کہ وہ اپنے وارثوں کے حصے بذریعہ وصیت مقرر کر جائے تاکہ اس کے مرنے کے بعد نہ تو خاندان میں جھگڑے ہوں اور نہ کسی حق دار کی حق تلفی ہونے پائے، فرمایا تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے معروف طریقے سے وصیت کرے، یہ متقی لوگوں پر حق ہے، مگر جب سورہ نساء نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے خود والدین، اولاد، خاوند، بیوی اور بہن بھائیوں کے حصے مقرر فرما دیے لہٰذا اب وصیت کی ضرورت نہ رہی، شاذ و نادر طور پر اگر کسی کے لواحقین میں کوئی نادار شخص غیر وارث ہے تو وہ اس کے لیے وصیت کر سکتا ہے لیکن وارث کے حق میں نہ مقررہ حد سے زائد کی وصیت کی جا سکتی ہے نہ کم، جو مقرر کر دیا گیا ہے وہی ملے گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہ قاعدہ مقرر فرما دیا کہ وارثوں کے جو حصے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں ان میں وصیت سے کمی بیشی نہیں کی جا سکتی،

عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ، قَالَ:خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا

[۱] النساء ۹۳

[۲] البقرة ۱۸۰تا۱۸۲

[۳] سبل السلام ۱۵۱/۲،نیل الاوطار۴۱/۶

وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو حق دے دیا ہے اب وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں۔ (۱)

ثم إن الله تعالى قدر للوالدين الوارثين وغيرهما من الأقارب الوارثين هذا المعروف في آيات المواريث، بعد أن كان مجملا وبقي الحكم فيمن لم يرثوا من الوالدين الممنوعين من الإرث وغيرهما ممن حجب بشخص أو وصف، فإن الإنسان مأمور بالوصية لهؤلاء وهم أحق الناس ببره

ثابت ہوا کہ نسخ کا حکم صرف والدین اور ورثاء کے لئے ہے لیکن جس کے لئے میراث میں حصہ نہیں اس کے حق میں وصیت کرنے کا حکم ٹھیک اسی طرح برقرار ہے جیسا پہلے تھا۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً، فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِسُوءِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ {تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ}- إِلَى - {وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ} (۳)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر سال تک نیک لوگوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے لیکن جب وصیت کرتا ہے تو اس میں ظلم کرتا ہے تو اس کے لیے اس کے برے عمل کی مہر لگادی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے، اور ایک شخص ستر سال تک برے لوگوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے لیکن وصیت میں عدل سے کام لیتا ہے تو اس کے لیے اس کے نیک عمل کی مہر لگادی جاتی ہے تو وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے، اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ ”یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہے۔“ بھی پڑھ لو۔ (۴)

پھر جنہوں نے وصیت سنی اور بعد میں گواہوں نے جان بوجھ کر وصیت میں ردوبدل کر دی، اس میں تحریف کر دی تو وہ ظلم کا ارتکاب کریں گے اور اس کا گناہ انہی کے سر پر ہوگا جو آخروی نجات کے نقطہ نظر سے سخت خطرناک ہے، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، البتہ جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے طبعی محبت وشفقت سے کسی کی نادانستہ یا قصداً حق تلفی کی ہے اور پھر معاملے سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ۲۷۱۳، جامع ترمذی کتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ لاَ وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ۲۱۲۱، سنن نسائی کتاب الوصایا بَابُ إِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ ۳۶۷۱ ، مسند احمد ۱۷۶۶۴

(۲) تیسیرالکریم الرحمن ۸۵/۱

(۳) النساء: ۱۴

(۴) مصنف عبدالرزاق ۱۶۴۵۵

وہ اصلاح کرے یعنی وصیت کو شرعی احکام کے مطابق کر دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں،اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

وصیت کے مسائل

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، أَنْ يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ ،قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ:مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی چیز کی وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو مگر دو راتیں بھی اس حالت میں گزار دے کہ اس کے پاس وصیت تحریری شکل میں موجود نہ ہو،عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے ایک رات بھی ایسی نہیں گزاری کہ میری وصیت میرے پاس نہ ہو۔[1]

وصیت کے واجب یا مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔

فَذَهَبَ الْجَمَاهِيرُ إِلَى أَنَّهَا مَنْدُوبَةٌ

جمہور کے نزدیک وصیت کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

وَذَهَبَ دَاوُد، وَأَهْلُ الظَّاهِرِ إِلَى وُجُوبِهَا، وَحُكِيَ عَنْ الشَّافِعِيِّ فِي الْقَدِيمِ, وَالْأَقْرَبُ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْهَادَوِيَّةُ وَأَبُو ثَوْرٍ مِنْ وُجُوبِهَا عَلَى مَنْ عَلَيْهِ حَقٌّ شَرْعِيٌّ يَخْشَى أَنْ يَضِيعَ إنْ لَمْ يُوصِ بِهِ كَوَدِيعَةٍ، وَدَيْنٍ لِلَّهِ تَعَالَى أَوْ لِآدَمِيٍّ، وَمَحَلُّ الْوُجُوبِ فِيمَنْ عَلَيْهِ حَقٌّ، وَمَعَهُ مَالٌ، وَلَمْ يُمْكِنْهُ تَخْلِيصُهُ إلَّا إذَا أَوْصَى بِهِ، وَمَا انْتَفَى فِيهِ وَاحِدٌ مِنْ ذَلِكَ فَلَا وُجُوبَ

امام داؤد رحمہ اللہ اور ظواہر اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وصیت کرنا واجب ہے،امام عطا رحمہ اللہ،امام زہری رحمہ اللہ اور امام ابن جریر رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے،ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک جمہور کا قول راجح ہے،راجح یہ ہے کہ اس شخص کے لئے وصیت کرنا واجب ہے جس پر دوسروں کے حقوق ہوں مثلاامانت اور قرض وغیرہ،نیز اس کے پاس مال بھی ہو اور ان حقوق سے وصیت کے علاوہ خلاصی حاصل کرنا بھی ممکن نہ ہو اور جس میں ان شرائط میں سے ایک بھی کم ہوئی تو اس کے حق میں وصیت واجب نہیں۔[2]

وَاسْتُدِلَّ بِقَوْلِهِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ عَلَى جَوَازِ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْكِتَابَةِ وَالْخَطِّ، وَإِنْ لَمْ يَقْتَرِنْ بِشَهَادَةٍ.وَقَالَ بَعْضُ أَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ إنَّ ذَلِكَ خَاصٌّ بِالْوَصِيَّةِ، وَأَنَّهُ يَجُوزُ الِاعْتِمَادُ عَلَى الْخَطِّ فِيهَا مِنْ دُونِ شَهَادَةٍ لِثُبُوتِ الْخَبَرِ فِيهَا

اور اس کی وصیت لکھی ہوئی ہو،حدیث کے ان الفاظ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ خط وکتابت پر اعتماد جائز ہے اگرچہ گواہی نہ بھی

---

[1] المعجم الاوسط۳۹۰،صحیح مسلم كِتَابُ الْوَصِيَّةِ باب وصية الرجل مكتوبة عنده۴۲۰۷ ،السنن الکبری للنسائی ۶۴۱۲،السنن الکبری للبیہقی ۱۲۵۹۰

[2] سبل السلام ۱۵۱/۲

موجود ہو،اور بعض ائمہ شافعیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتابت کا ذکر محض مبالغے کے لئے کیا گیا ہے ورنہ بغیر کتابت کے بھی وصیت کو شہادت کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔[1]

○ کسی وارث کو نقصان پہنچانے کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ قَالَ: وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَا هُنَا {مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرّٖ} حَتَّى بَلَغَ: {ذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ}

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی یا عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کرتے رہتے ہیں لیکن جب موت آتی ہے تو وصیت میں (ورثاء) کو نقصان پہنچاتے ہیں اس وجہ سے ان پر جہنم کی آگ واجب ہو جاتی ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جبکہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے، یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اُسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''[2]

اس روایت کی سند میں راوی شہر بن حوشب ضعیف ہے،

وقال النسائي وابن عدي: ليس بالقوى

امام نسائی رحمہ اللہ اور ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں راوی راوی شہر بن حوشب قوی نہیں ہے۔[3]

حكم الألباني : ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

اگر چہ حدیث میں ضعف ہے لیکن اس مسئلے میں یہ آیت ہی کافی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ:الْإِضْرَارُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا کبیرہ گناہوں سے ہے۔[4]

ضرر کی اقسام میں سے یہ بھی ہے کہ ورثاء میں بعض کو بعض پر فضیلت دے دینا یا ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لئے مال نکالنے کی وصیت کر جانا۔

فَمَا أَحَقُّ وَصِيَّةِ الضِّرَارِ بِالْإِبْطَالِ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الثُّلُثِ وَمَا دُونَهُ وَمَا فَوْقَهُ

---

[1] نيل الاوطار ۶/۴۴،سبل السلام ۲/۱۵۲

[2] سنن ابوداودكتاب الوصايابَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ۲۸۶۷،جامع ترمذى ابواب الوصايابَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّرَارِ فِي الوَصِيَّةِ ۲۱۱۷،سنن ابن ماجه كتاب الوصايابَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ۲۷۰۴ ، مصنف عبدالرزاق ۱۶۴۵۵،مسنداحمد۷۷۴۲

[3] ميزان الاعتدال ۲/۲۸۴

[4] سنن الدارقطنى ۴۲۹۳،مصنف عبدالرزاق ۱۶۴۵۶،مصنف ابن ابى شيبة ۳۰۹۳۳، السنن الكبرى للنسائى ۱۱۰۲۶،المعجم الاوسط ۸۹۴۷،تفسيرابن كثير۲/۲۳۱

دلائل کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نقصان پہنچانے والی وصیت نافذ نہیں ہو گی خواہ وہ ثلث مال سے ہو یا اس سے کم یا زیادہ کے ساتھ ہو۔ [۱]

○ قربت (ثواب کے کام) میں ثلث تک وصیت کی جا سکتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرُّبْعِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کاش لوگ (وصیت کو) ربع تک کم کر لیں (تو مجھے یہی پسند ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثلث کی وصیت کر دو لیکن ثلث بھی بہت زیادہ ہے۔ [۲]

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَلَغَنِي مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُلْتُ: أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ:لَا، الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں میری عیادت کو تشریف لائے اور میں ایسے درد میں مبتلا تھا کہ موت کے قریب ہو گیا تھا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے جیسا درد ہے آپ جانتے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میری وارث صرف میری ایک لڑکی ہی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا آدھا مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، ایک تہائی مال کی خیرات کر اور یہ تہائی بھی بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم انہیں فقیر اور تنگدست چھوڑ کر جاؤ کہ وہ اوروں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ [۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ، عِنْدَ وَفَاتِكُمْ، بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ، زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہاری وفات کے وقت تمہارے ثلث مال کے بدلے تمہاری نیکیوں میں اضافے کا صدقہ کیا ہے تا کہ وہ اس کے ذریعے تمہارے (اچھے) اعمال میں زیادتی کر دے۔ [۴]

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

---

[۱] نیل الاوطار ۶/۴۶

[۲] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۲۷۴۳،السنن الکبری للنسائی ۶۴۲۸

[۳] صحیح مسلم کتاب الوصیة بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۴۲۰۹،صحیح بخاری کتاب الوصا یا بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ ۲۷۴۲

[۴] سنن ابن ماجه کتاب الوصایا بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ،نصب الرایة ۲۷۰۹،سنن الدارقطنی ۴۲۸۹،المعجم الکبیر للطبرانی ۹۴

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا ، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے وفات کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے جبکہ اس کے پاس ان کے علاوہ کوئی مال بھی نہیں تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے اسے بڑی سخت بات فرمائی، پھر ان غلاموں کو بلوایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔ (۱)

عَنْ أَبِي زَيْدٍ، وَقَالَ: النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ

ابوزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اسے دفن کرنے سے پہلے حاضر ہوتا (جس نے وفات کے وقت اپنے سارے غلام آزاد کر دیے تھے) تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔ (۲)

إِنْ كَانَتِ الْوَرَثَةُ أَغْنِيَاءَ اسْتُحِبَّ أَنْ يُوصِيَ بِالثُّلُثِ تَبَرُّعًا وَإِنْ كَانُوا فُقَرَاءَ اسْتُحِبَّ أَنْ يُنْقِصَ مِنَ الثُّلُثِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر ورثاء فقیر ہوں تو بہتر یہی ہے کہ ثلث سے بھی کم مال میں وصیت کی جائے اور اگر غنی ہوں تو پھر مستحب نہیں۔ (۳)

غیر وارث (میت دور و نزدیک کے رشتہ دار) کے حق میں کل جائداد کے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کی جا سکتی،

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا، فَأَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى المَوْتِ، فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا، وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ:لاَ قَالَ: قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ:لاَ قُلْتُ: الثُّلُثُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ كَبِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں مکہ مکرمہ میں بیمار پڑا جس سے مرنے کے قریب تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بہت مال ہے اور میرا وارث بجز میری بیٹی کے اور کوئی نہیں کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تہائی؟ آپ نے فرمایا کہ تہائی بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مال دار چھوڑے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو تنگدست چھوڑے کہ لوگوں سے بھیک مانگتے پھریں اور جو تم بھی خرچ کرتے ہو اس کا اجر تمہیں ملے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آأُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي؟ فَقَالَ:لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي، فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً، وَلَعَلَّ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، لَكِنِ البَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ، قَالَ سُفْيَانُ:وَسَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پیچھے رہ کر جو عمل بھی اللہ کی خوشنودی

---

(۱) سنن ابوداودکتاب العتق بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ ۳۹۵۸،مسنداحمد۲۲۸۹،السنن الکبری للنسائی ۴۹۵۵،صحیح ابن حبان۴۵۴۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۴۵۷،معرفة السنن والآثار۲۰۴۶۰

(۲) سنن ابوداودکتاب العتق بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ ۳۹۶۰

(۳) شرح النووی علی مسلم۱۱/۷۷

کے لئے کرو گے اس کے ذریعہ اللہ تمہاری بلندی اور درجہ میں زیادتی عطا فرمائے گا اور امید ہے کہ تم میرے پیچھے رہو گے تو بہت سے لوگوں کو تم سے نفع پہنچتا رہے گا اور بہت سے لوگوں کو تم سے نقصان پہنچے گا، لیکن بے چارہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ چونکہ ان کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہو گیا اس لئے ان کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ سعد بن خولہ بنی عامر بن لوئی کے ایک فرد تھے۔ (۱)

○ اگر کوئی وارث ہی نہ ہو تو کیا پھر ثلث سے زائد مال میں وصیت کی جا سکتی ہے۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے

فَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى مَنْعِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَى الثُّلُثِ،وَجَوَّزَ لَهُ الْحَنَفِيَّةُ الزِّيَادَةُ، وَاحْتَجُّوا بِأَنَّ الْوَصِيَّةَ مُطْلَقَةٌ فِي الْآيَةِ فَقَيَّدَتْهَا السُّنَّةُ بِمَنْ لَا وَارِثَ لَهُ فَبَقِي مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ عَلَى الْإِطْلَاقِ

جمہور کے نزدیک ثلث سے زائد مال میں وصیت کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ احناف کا نظریہ ہے کہ اس صورت میں ثلث مال سے زائد میں بھی وصیت جائز ہے کیونکہ قرآن میں مطلق طور پر وصیت کا ذکر ہے پھر سنت نے اسے اس کے لئے مقید کر دیا جس کا وارث ہے اور جس کا وارث نہیں ہے وہ قرآن کے اطلاق پر ہی باقی رہے گا۔ (۲)

○ وصیت پر عمل سے پہلے قرض ادا کرنا واجب ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ:وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرض کو ادا کیا۔ (۳)

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ، أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَتَرَكَ عِيَالًا ،فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلَى عِيَالِهِ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهِ، فَاقْضِ عَنْهُ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَدَّيْتُ عَنْهُ إِلَّا دِينَارَيْنِ،ادَّعَتْهُمَا امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ، قَالَ:فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ

سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرا بھائی فوت ہوا تو اس نے تین سو درہم اور اہل و عیال پیچھے چھوڑے، میں نے ان درہموں کو اس کے گھر والوں پر خرچنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے قید کیا گیا ہے تو اس کی طرف سے ادائیگی کر دے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سوائے دو دینار کے باقی ادا کر دیے ہیں صرف ایک عورت نے دیناروں کا دعوی کیا ہے لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ادا کر دو کیونکہ وہ حق دار ہے۔ (۴)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عِنْدَ الشَّيْخَيْنِ وَغَيْرِهِمَا أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ:مَنْ خَلَّفَ مَالًا أَوْ حَقًّا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ خَلَّفَ كَلًّا أَوْ دَيْنًا فَكَلُّهُ إِلَيَّ وَدَيْنُهُ عَلَيَّ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الفرائض بَابُ مِيرَاثِ الْبَنَاتِ ۶۷۳۳

(۲) نیل الاوطار ۶/۴۸ ، روضة الندية ۲/۳۲۰

(۳) مسنداحمد ۱۲۲۲، صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ

(۴) سنن ابن ماجه کتاب الاحکام بَابُ أَدَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۴۳۳، مسنداحمد ۲۰۰۷۶، مصنف ابن ابی شیبة ۶۱۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا جس نے کوئی مال یا حق پیچھے چھوڑا وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے اور جس نے کوئی بوجھ یا قرض چھوڑا تو اس کا بوجھ میری طرف ہے اور اس کا قرض بھی میری طرف ہے۔ (1)

ابوسعید رضی اللہ عنہ، سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں احادیث مروی ہیں۔ (2)

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ

اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم

لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ

اپنا کرلیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو، لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں

قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ وَ لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیے ہے (احرام کی حالت میں) اور گھروں

وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَ اْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪

کے پیچھے سے تمہارا آنا کچھ نیکی نہیں بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ (البقرة ۱۸۹،۱۸۸)

اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، {وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ} فَهَذَا فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ مَالٌ وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيهِ بَيِّنَةٌ فَيَجْحَدُ الْمَالَ فَيُخَاصِمُهُمْ إِلَى الْحُكَّامِ وَهُوَ يَعْرِفُ أَنَّ الْحَقَّ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ آثِمٌ آكِلُ حَرَامًا

علی بن ابوطلحہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت "اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا کرلیا کرو۔" اس شخص کے بارے میں ہے جس کے ذمے کسی شخص کا مال ہو اور کوئی گواہی موجود نہ ہو اور وہ انکار کرتے

(1) نیل الأوطار ۵/۲۸۳، البدر المنیر ۶/۷۱۶، صحیح بخاری کتاب النفقات بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ ۵۳۷۱، وکتاب الکفالة بَابُ الكَفَالَةِ فِي القَرْضِ وَالدُّيُونِ بِالأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا ۲۲۹۸، صحیح مسلم کتاب الفرائض بَابُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ ۴۱۵۷، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُونِ ۱۰۷۰، مسنداحمد ۹۸۴۸، الروضة الندیة ۳/۴۰۶

(2) السنن الکبری للبیہقی ۱۳۳۴۵، صحیح ابن حبان ۴۸۵۴

ہوئے جھگڑے کو حکام کے پاس لے جائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ حق اس کے خلاف ہے اور وہ گناہ گار اور مال حرام کھانے والا ہے۔ [1]

فرمایا اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے نہ کھاؤ اور حاکموں کے آگے رشوت پیش نہ کرو کہ اس طرح دوسروں کا مال کا کوئی حصہ تمہیں قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے،

أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ:إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی اور جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں بھی انسان ہوں اس لئے جب میرے پاس لوگ اپنے مقدمات لے کر آتے ہیں ہوسکتا ہے کہ (فریقین میں سے) ایک فریق دوسرے فریق سے عمدہ ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچا ہے اور اس طرح میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں، دوزخ کا ایک ٹکڑا اس کو دلا رہا ہوں خواہ وہ لے لے یا چھوڑ دے۔ [2]

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلِهِ: {وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ} [3] وَاعْلَمْ يَا ابْنَ آدَمَ، أَنَّ قَضَاءَ الْقَاضِي لَا يُحِلُّ لَكَ حَرَامًا، وَلَا يُحِقُّ لَكَ بَاطِلًا، وَإِنَّمَا يَقْضِي الْقَاضِي بِنَحْوِ مَا يَرَى، وَيَشْهَدُ بِهِ الشُّهُودُ، وَالْقَاضِي بَشَرٌ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ، وَاعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ قَدْ قُضِيَ لَهُ بِالْبَاطِلِ، فَإِنَّ خُصُومَتَهُ لَمْ تَنْقَضِ حَتَّى يَجْمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقْضِي عَلَى الْمُبْطِلِ لِلْمُحِقِّ، وَيَأْخُذُ مِمَّا قُضِيَ بِهِ لِلْمُبْطِلِ عَلَى الْمُحِقِّ فِي الدُّنْيَا

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا کر لیا کرو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اے ابن آدم! اس بات کو خوب جان لو کہ قاضی کا فیصلہ تمہارے لیے حرام کو حلال اور باطل کو حق قرار نہیں دے سکتا کیونکہ قاضی تو اپنی رائے اور گواہوں کی گواہی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے جبکہ قاضی ایک انسان ہے جس کا فیصلہ غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی، لہٰذا خوب جان لو کہ جس کے حق میں باطل فیصلہ ہو جائے تو اس کا جھگڑا ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جمع کرے گا اور حق والے کے حق میں باطل والے کے خلاف اس سے بدرجہا بہتر فیصلہ فرمائے گا جو دنیا میں ہوا تھا۔ [4]

پچھلی جاہل قوموں کی طرح اہل عرب بھی چاند کے متعلق مختلف قسم کے اوہام وتخیلات اور رسوم میں مبتلا تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ چاند کے طلوع وغروب اور اس کے گھٹنے بڑھنے، اس کی حرکت اور اس کے گہن سے انسانی قسمتوں پر اثر پڑتا ہے اس لئے وہ چاند سے اچھے یا برے شگون

---

[1] تفسیرطبری ۳/۵۵۰

[2] صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ، وَهُوَ يَعْلَمُهُ ۲۴۵۸، صحیح مسلم کتاب الاقضية بَابُ الْحُكْمِ بِالظَّاهِرِ، وَاللحْنِ بِالْحُجَّةِ ۴۴۷۵

[3] البقرة : ۱۸۸

[4] تفسیر طبری ۳/۵۵۰

لیتے، چاند کی بعض تاریخوں کو سعد اور بعض کو نجس تصور کرتے تھے، کسی تاریخ کو سفر کے لئے موزوں نہ سمجھتے اور بعض مہینوں اور تاریخوں میں شادی بیاہ نہ کرتے، اس سلسلہ میں ان میں کئی توہم پرستانہ رسمیں بھی رائج تھیں، انہی چیزوں کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے چاند کے بارے میں سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے فرمایا لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہو! چاند تو اسلامی جنتری ہے کیونکہ اسلامی سال شمسی تاریخوں سے نہیں بلکہ قمری حساب سے مقرر ہے، چاند کی ان گھٹتی بڑھتی صورتوں سے تم لوگ مختلف معاملات میں تاریخوں کا تعیین کرتے ہو اور اس سے رمضان المبارک، ماہ حرام اور حج کے مہینوں کا علم ہوتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ سَأَلَ النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَهِلَّةِ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ} يَعْلَمُونَ بِهَا حَلَّ دَيْنِهِمْ، وَعِدَّةَ نِسَائِهِمْ، وَوَقْتَ حَجِّهِمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے چاند کے بارے میں سوال کیا تو اس موقع پر یہ آیت ''لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیے ہے۔'' نازل ہوئی۔ اس سے وہ قرض کی مدت، عورتوں کی عدت اور حج کے وقت کو معلوم کر سکتے ہیں۔ [1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْأَهِلَّةَ مَوَاقِيتَ لِلنَّاسِ، فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا لَهُ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند کو لوگوں کے لیے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے لہذا چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا چھوڑ دو اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو مہینے کے دنوں کی تعداد تیس پوری کر لو۔ [2]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عہد جاہلیت میں انصار میں ایک توہم پرستانہ دستور تھا کہ جب انہوں نے احرام باندھا ہوتا تو دروازے سے گھر کے اندر داخل نہ ہوتے تھے بلکہ پیچھے سے (یا چھت پر سے کود کر) گھر میں جاتے تھے، قریش مکہ میں بھی یہی دستور تھا لیکن بعض خاندان اس سے مستثنیٰ تھے

كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا البَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ

جب وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتے اور پھر کسی ضرورت کے لئے گھر آنے کی ضرورت پڑ جاتی تو گھر کے دروازے سے اندر آنے کے بجائے گھر کی پچھلی دیوار کو پھلانگ کر گھر میں داخل ہوتے۔ [3]

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا قَدِمُوا مِنْ سَفَرٍ لَمْ يَدْخُلِ الرَّجُلُ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا} [4]

[1] تفسیرطبری ۳،۵۵۴

[2] مصنف عبدالرزاق ۷۳۰۶

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة البقرة بَابُ قَوْلِهِ وَلَيْسَ البِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا البُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ البِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا البُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۴۵۱۲،صحیح مسلم کتاب التفسیرباب فی تفسیرآیات متفرقة ۷۵۴۹

[4] البقرة: ۱۸۹

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار کے ہاں یہ معمول تھا کہ جب وہ سفر سے واپس آتے تو گھر کے دروازے سے داخل نہیں ہوتے تھے چنانچہ یہ آیت " (احرام کی حالت میں) اور گھروں کے پیچھے سے تمہارا آنا کچھ نیکی نہیں بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو۔" نازل ہوئی تھی۔ ①

عَنِ الْحَسَنِ : كَانَ أَقْوَامٌ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا أَرَادَ أَحَدُهُمْ سَفَرًا أَوْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يُرِيدُ سَفَرَهُ الَّذِي خَرَجَ لَهُ، ثُمَّ بَدَا لَهُ بَعْدَ خُرُوجِهِ مِنْهُ أَنْ يُقِيمَ وَيَدَعَ سَفَرَهُ الَّذِي خَرَجَ لَهُ لَمْ يَدْخُلِ الْبَيْتَ مِنْ بَابِهِ وَلَكِنْ يَتَسَوَّرُهُ مِنْ قِبَلِ ظَهْرِهِ تَسَوُّرًا فَقَالَ اللهُ: لَيْسَ ذَٰلِكَ بِالْبِرِّ، أَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا، وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں جب کچھ لوگ سفر کا ارادہ کرتے اور اپنے ارادہ سفر کے تحت گھر سے نکل جاتے اور گھر سے باہر نکل جانے کے بعد وہ سفر کا ارادہ ترک کر کے مقیم ہو جاتے تو پھر گھر میں اپنے دروازے سے داخل نہ ہوتے بلکہ پچھواڑے کی جانب سے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوا کرتے تھے، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور گھروں کے پیچھے سے تمہارا آنا کچھ نیکی نہیں بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" ②

مشرکین میں بھی اسی طرح کا رواج تھا

كَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا أَحْرَمُوا لَمْ يَدْخُلُوا الْبُيُوتَ إِلا مِنْ ظُهُورِهَا

مشرکین جب حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتے اور پھر کسی ضرورت کے لئے گھر آنے کی ضرورت پڑ جاتی تو گھر کے دروازے سے اندر آنے کے بجائے گھر کی پچھلی دیوار کو پھلانگ کر گھر میں داخل ہوتے۔ ③

اور اس عمل کو نیکی اور عبادت تصور کرتے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاس، قَالَ: دخل رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذات يَوْم، وهو محرم بَابِ بُسْتَانٍ، فأبصره قطبة بْن عَامِر الْأَنْصَارِيّ، أحد بني سَلِمَة، فاتبعه، فأبصره رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:ما أدخلك وأنت محرم؟ فقال القوم:يَا رَسُولَ اللهِ، هذا الرجل فاجر، خرج من الدار وهو محرم،قال: فقال له رَسُول اللهِ: مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟قال :يَا رَسُولَ اللهِ،خَرَجْتَ مِنْهُ فَخَرَجْتُ مِنْهُ،فقال رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي رَجُلٌ أَحْمَسُ،قال :إِنْ تك أَحْمَسَ فَإِنَّ دِينَنَا وَاحِدٌ، فأنزل الله عَزَّ وَجَلَّ :وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں کسی باغ میں تشریف لے گئے، یہ دیکھ کر قطبہ رضی اللہ عنہ

① مسند أبي داود الطيالسي ۷۵۲
② تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۴/۱
③ تاریخ بغداد ۴۴۲/۱۵

بن عامر انصاری جو بنوسلمہ سے تھے بھی احرام باندھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اندر چلے گئے، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ شخص گناہ کا مرتکب ہوا ہے کہ احرام کی حالت میں دروازے سے اندر داخل ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے قطبہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا قطبہ رضی اللہ عنہ! تم احرام باندھ کر اندر کیوں آئے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو اندر آتا دیکھ کر میں بھی اندر داخل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو احمسی ہوں (یعنی میرا قبیلہ اس دستور کا پابند نہیں ہے) انہوں نے عرض کیا جو آپ کا دین ہے وہی میرا دین ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رسم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا "اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہو اپنے حج کے دنوں میں گھروں میں پیچھے سے دیوار پھلانگ کر یا کھڑکی سے داخل ہو کر یا سفر سے واپس آ کر گھر کے پیچھے سے داخل ہونا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے، نیکی تو اصل میں یہ ہے کہ آدمی اللہ کی ناراضی سے بچے اور وہ کام کرے جس کا اس نے حکم فرمایا ہے اور اس کام سے رک جائے جس سے اس نے منع فرمایا ہے لہذا تم اپنے گھروں میں دروازے ہی سے آیا کرو البتہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو شاید کہ تمہیں روز محشر فلاح نصیب ہو جائے۔"[1]

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

لڑو اللہ کی راہ میں جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا،

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ

انہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ

اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ

قتل سے زیادہ سخت ہے، اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں

فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

تم بھی انہیں مارو کافروں کا بدلہ یہی ہے، اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے،

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا

ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے اگر یہ رک جائیں

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ (البقرۃ ۱۹۰تا۱۹۳)

(تو تم بھی رک جاؤ) زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے۔

حکم جہاد اور شرائط: شروع میں مسلمان کمزور اور منتشر تھے اس لئے مسلمانوں کو قتال کی اجازت نہیں تھی، جب مسلمانوں کی ساری قوت مدینہ منورہ

[1] أسد الغابة ۳۸۷,۴

میں مجتمع ہوگئی تو اس آیت میں پہلی مرتبہ ان لوگوں سے لڑنے کی اجازت دی گئی جو مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ رہتے تھے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الرَّبِيعِ، فِي قَوْلِهِ: {وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ} قَالَ هَذِهِ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ بِالْمَدِينَةِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ مَنْ يُقَاتِلُهُ وَيَكُفُّ عَمَّنْ كَفَّ عَنْهُ حَتَّى نَزَلَتْ بَرَاءَةُ

ابوجعفر رازی نے ربیع بن انس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''لڑو اللہ کی راہ میں جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں قتال کے بارے میں نازل ہونے والی پہلی آیت ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی ان لوگوں سے لڑنا شروع کر دیا جو آپ سے لڑتے تھے اور آپ ﷺ ان سے نہیں لڑتے تھے جو آپ ﷺ سے نہیں لڑتے تھے حتی کہ سورۂ برات نازل ہوگئی۔[1]

فرمایا اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، اس دور میں جنگ کا کوئی نصب العین نہیں تھا، فاتح جب فتح پاتے تو بچوں، بوڑھوں، عورتوں بیماروں سب کو قتل کر دیتے، لاشوں کا مثلہ کرتے اور جو بچ جاتے انہیں غلام بنا کر ان کی تحقیر و تذلیل کرتے، عورتوں کی بے حرمتی کرتے، شہروں کو جلا دیتے، کھڑی فصلوں اور درختوں کو جلا دیتے وغیرہ، مگر رسول اللہ ﷺ نے خیانت، بدعہدی، لاشوں کا مثلہ کرنے، جن عورتوں، بچوں، بوڑھوں کا جنگ سے تعلق نہ ہو انہیں قتل کرنا، کسی مجروح پر حملہ کرنا، کسی بھاگنے والے کا پیچھا کرنا، قیدی کو قتل کرنا، آگ میں جلانے اور بلا ضرورت درخت کاٹنے سے منع فرمایا۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ

عبداللہ بن یزید انصاری سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے لوٹ کے مال اور مثلہ (قطع اعضا) سے منع فرمایا ہے۔[2]

لا تُجْهِزَنَّ عَلَى جَرِيحٍ، وَلا يُتْبَعَنَّ مُدْبِرٌ. وَلا يُقْتَلَنَّ أَسِيرٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ

کسی مجروح پر حملہ نہ کیا جائے، کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے۔[3]

عَنْ عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَهْدٌ، وَأَصَابُوا غَنَمًا فَانْتَهَبُوهَا فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي عَلَى قَوْسِهِ، فَأَكْفَأَ قُدُورَنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللحْمَ بِالتُّرَابِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ أَوْ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ

عاصم سے مروی ہے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر جہاد میں روانہ ہوئے پس لوگوں کو دوران سفر کھانے پینے کی شدید قلت

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۵؍۱، تفسیر طبری ۵۶۱؍۳
[2] مسند احمد ۱۸۷۴۰
[3] فتوح البلدان ۴۹؍۱

کاسامنا کرنا پڑا پھر کچھ بکریاں ملیں ہر شخص نے چوپایا لوٹ لیا، پس ہماری دیگچیاں ابل رہی تھیں (یعنی ان میں گوشت پک رہا تھا) اتنے میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی کمان ٹیکتے ہوئے تشریف لائے اور اپنی کمان سے ہماری دیگچیاں الٹ دیں اور پھر گوشت کو مٹی میں لتھیڑنے لگے، اس کے بعد آپ نے فرمایا لوٹ کھسوٹ کا مال مردار سے کم نہیں ہے یا یوں فرمایا مردار کا گوشت لوٹ کے مال سے زیادہ حلال نہیں۔ (۱)

أَبَا أَيُّوبَ ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنا آپ نے قتل صبر (باندھ کر مارنے) سے منع فرمایا۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا، وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ:مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟ قُلْنَا: نَحْنُ،قَالَ:إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ سفر میں تھے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے ہم نے ان کے بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا زمین پر گر کر پر بچھانے لگی، اتنے میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تشریف لے آئے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے پوچھا اس کا بچہ پکڑ کر کس نے اس کو بے قرار کیا؟ اس کا بچہ اس کو دیدو، اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے چیونٹیوں کا ایک سوراخ دیکھا جس کو ہم نے جلادیا تھا آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ یہ کس نے جلایا؟ ہم نے کہا ہم نے جلایا ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا آگ پیدا کرنے والے کے رب کے سوا کسی کو روا نہیں کہ آگ سے عذاب دے۔ (۳)

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغُلُّوا، وَضُمُّوا غَنَائِمَكُمْ، وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے (مجاہدین کو بھیجتے وقت) فرمایا روانہ ہو جاؤ اللہ کا نام لے کر اللہ کی تائید و توفیق کے ساتھ اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دین پر، (دیکھو) کسی بڑھے کھوسٹ کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے یا نابالغ کو اور نہ کسی عورت کو، (غنیمت میں) خیانت سے باز رہنا، غنائم کو جمع رکھنا اور اصلاح کا معاملہ کرنا، نیکی اور احسان اپنانا بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (۴)

حكم الألباني: ضعيف

قَالَ: اغْزُوا بِسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، اغْزُوا وَلَا تَغْدُرُوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جاؤ اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی راہ میں لڑو ان لوگوں سے جو اللہ سے کفر کرتے ہیں مگر جنگ میں کسی سے بدعہدی

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَى إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قِلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ ۲۷۰۵

(۲) مسنداحمد ۲۳۵۹۰

(۳) سنن ابوداودکتاب الجهاد باب فی کراهية حرق العدوبالنار ۲۶۷۵

(۴) سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ ۲۶۱۴

نہ کرو، مثلہ نہ کرو، غنیمت میں خیانت نہ کرو اور کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: من قتل مُعاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی معاہد کو قتل کرے گا اسے جنت کی بو تک نصیب نہ ہو گی، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ، حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بغیر کسی جرم کے کسی معاہد کو قتل کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ (۳)

اور جہاں بھی تمہارا ان سے مقابلہ پیش آئے ان سے پوری قوت کے ساتھ لڑو اور جس طرح انہوں نے تمہیں مکہ مکرمہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا اسی طرح تم بھی انہیں مکہ معظمہ سے نکال باہر کرو، اس لیے کہ قتل اگرچہ ایک برا فعل ہے مگر اللہ کی زمین پر کفر و شرک قتل سے بھی زیادہ سخت ہے،

عَنْ أَبِي مَالِكٍ: {وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ} قَالَ: الْفِتْنَةُ الَّتِي أَنْتُمْ مُقِيمُونَ عَلَيْهَا أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

ابو مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”قتل اگرچہ برا ہے مگر فتنہ اس سے زیادہ برا ہے۔“ کے معنی یہ ہیں جس شرک پر تم قائم ہو یہ تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ (۴)

اور اگر کفار مسجد حرام کی حرمت کو ملحوظ رکھیں اور اس کے قریب لڑائی سے پرہیز کریں تو تم بھی ان سے نہ لڑو، مگر جب وہ مسجد حرام کی حرمت کا خیال نہ کریں اور وہاں لڑنے سے نہ چوکیں، از خود لڑائی کا آغاز کریں تو تم بھی بے تکلف ان کی گردنیں مارو کہ ایسے کافروں کی یہی سزا ہے، پھر اگر وہ حرم میں لڑائی سے باز آجائیں اور اسلام کی طرف رجوع کر کے توبہ کر لیں تو جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، تم کفار و مشرکین سے لڑتے رہو یہاں تک کہ اللہ کی زمین پر کفر و شرک کا نام بھی باقی نہ رہے، جب تک فتنہ (شرک) نیست و نابود نہ ہو جائے اور اللہ کا دین تمام دینوں پر غالب ہو جائے، پھر اگر وہ کفر و شرک سے باز آجائیں اور اللہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیں تو ان پر دست درازی نہ کرو اس کے بعد جو قتال کرے گا وہی ظالم ہو گا، جیسے فرمایا

...فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ... ﴿۱۹۴﴾ (۵)

---

(۱) مصنف عبدالرزاق ۹۴۲۸، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۹۲۳، مسند احمد ۱۸۰۹۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الجزیه والموادعه بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ ۳۱۶۶

(۳) سنن الدارمی ۲۵۴۶

(۴) تفسیرابن ابی حاتم ۳۲۵،۱

(۵) البقرة ۱۹۴

ترجمہ: لہذا جو تم پر دست درازی کرے تم بھی اسی طرح اس پر دست درازی کرو۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا... ﴿۴۰﴾ [۱]

ترجمہ: برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ... ﴿۱۲۶﴾ [۲]

ترجمہ: اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لے لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں، جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ (البقرۃ ۱۹۴)

کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے یہ دستور چلا آرہا تھا کہ چار مہینے حرمت والے تھے، ان میں تین مہینے ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم حج کے لئے مختص تھے اور چوتھا مہینہ رجب عمرے کے کے لئے خاص تھا، ان چاروں مہینوں میں جنگ وجدل اور قتل وغارت گری ممنوع تھی تاکہ زائرین کعبہ امن وامان کے ساتھ بیت اللہ تک جائیں اور اپنے گھروں کو واپس ہو سکیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ ہجری کو چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، لیکن کفار مکہ نے محض ہٹ دھرمی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقا کو عمرہ کرنے کی اجازت نہ دی، بیت اللہ تمام اہل عرب کے لئے مقدس تھا اور مکہ مکرمہ ایک اوپن سٹی تھا جس میں کوئی بھی شخص حج یا عمرہ کے لئے آ سکتا تھا، اس لئے ان حرمت والے مہینے میں زائرین کو روکنے کا انہیں کوئی اختیار حاصل نہ تھا، قریش مکہ کی ہٹ دھرمی سے جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ وجدل پسند نہیں فرماتے تھے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ إِلَّا أَنْ يُغْزَى ويُغْزَوا فَإِذَا حَضَرَهُ أَقَامَ حَتَّى يَنْسَلِخَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرمت والے مہینے میں جہاد نہیں کیا کرتے تھے الا یہ کہ دشمن پہل کرتا تو پھر اس سے لڑتے تھے، جب حرمت کا مہینہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے رک جاتے تھے حتی کہ وہ مہینہ گزر جاتا۔ [۳]

[۱] الشوریٰ ۴۰
[۲] النحل ۱۲۶
[۳] مسند احمد ۱۴۷۱۳

آخر یہ معاہدہ طے پایا کہ زائرین اس سال بغیر عمرہ کیے واپس چلے جائیں اور دوسرے سال آ کر عمرہ کریں، رسول اللہ ﷺ معاہدہ فرما کر واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اس معاہدے کو فتح عظیم سے تعبیر فرمایا، جب آپ عمرہ کے لئے جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ ماہِ حرام کا بدلہ ماہِ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری کے ساتھ ہوگا لہٰذا اگر وہ اس حرمت والے مہینے کا خیال رکھیں تو تم بھی اس کی حرمت کا خیال کرو لیکن اگر وہ اس حرمت والے مہینے میں اور گزشتہ سال کے معاہدہ کے بعد بھی کوئی جو تم پر دست درازی کرے تو تم بھی اس مہینے کی حرمت کو نظر انداز کر کے ان کا بھرپور مقابلہ کرو، البتہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو اس کی مقرر کی ہوئی حدوں کو توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

مہاجرین و انصار کا بھائی چارہ

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو مدینہ کے محدود ذرائع و وسائل پر مہاجرین کی روزانہ بڑھتی ہوئی آبادی کا بوجھ پڑنے لگا چونکہ یہ تمام حضرات اپنا مال و متاع اور ہر قسم کا ساز و سامان چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اور سب بے سروسامانی کی حالت میں تھے، ان پر آسمان کے علاوہ کوئی سایہ نہ تھا اور پیٹ بھرنے کے لئے ان کے پاس ایک دانہ نہ تھا، یہ لٹے پٹے و بے سہارا لوگ اپنی معاشی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش میں لگ گئے، اکثر مسلمانوں کی غربت کا یہ عالم تھا کہ انہیں کھانے کو بھی کچھ میسر نہ تھا، آزمائش کی اس گھڑی میں رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ برابر کے شریک تھے، غربت اور بھوک کے اس دور میں رہی سہی کسر بیماری نے پوری کر دی، بخار کی ایک وبا پھیل گئی اور یہ بخار بڑا اڑیلا اور موذی ثابت ہوا، ایک تو لوگوں کو مدینے کی نئی آب و ہوا راس نہ آئی تھی اور ان کی طبیعت پہلے سے ہی خراب تھی اوپر سے بخار کی وبا نے آلیا اور ساتھ ہی فاقے، کچھ غذا ملتی بھی تھی تو وہ ناقص ہوتی، چنانچہ اکثر مسلمان ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئے، ایک طرف اسلامی تحریک کی کشتی مشکلات اور مخالفتوں کے طوفان میں پھنسی ہوئی تھی اور نئی ابھرنے والی اسلامی ریاست ہر پہلو سے اپنی تکمیل کے لئے محتاج تھی، مدینہ کے اندر اور باہر دشمنوں، منافقوں سے بڑے خطرات تھے، تحریک کے ہراول دستے کو بیماری نے آلیا اور فاقوں کے ساتھ ساتھ تن ڈھانکنے کو کپڑے کا بھی پورا انتظام نہیں ہو پا رہا تھا، اس مرحلے کو چھوٹی سی انقلابی جماعت نے جس قوت اور جذبہ کے ساتھ پار کیا، وہ اللہ پر ایمان، مقصد کی محبت اور آپس میں بے پناہ اخوت کے جذبے کی طاقت تھی، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مصیبت و آزمائش کے اس دور کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ بھوک کی مصیبت میں گھل گھل کر جب تنگ آ گئے تو سہارا حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اپنا حال بیان کیا اور پیٹ کھول کر دکھائے، روز کے فاقے کی وجہ سے (معدے میں ہونے والی ایک خاص جلن کو روکنے کے لئے) پتھر باندھ رکھے تھے، اس پر تاریخ کی اس عظیم ترین ہستی نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ جس پر ایک نہیں دو دو پتھر بندھے ہوئے تھے، اس منظر کو دیکھ کر اپنا دکھڑا بیان کرنے والوں کی تسلی ہو گئی۔

ایک مرتبہ اسی حال میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بے وقت آئے اور خواہش تھی کہ ذرا دل کی تسلی کے لئے اپنی تکلیف بیان کریں مگر پھر خیال ہوا کہ اس سے سید الامم محمد ﷺ کو خوامخواہ مزید پریشانی ہو گی، تھوڑی دیر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے وہ بھی اسی امتحان کا شکار تھے، رسول

اللہ ﷺ نے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے صاف صاف عرض کیا کہ بھوک کے مارے بے تاب ہوں، رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا کہ میرا بھی حال کچھ ایسا ہی ہے، چنانچہ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ جن کا نام مالک تھا کے ہاں چلنے کا فیصلہ کیا گیا، أَبُو الْهَيْثَمِ رضی اللہ عنہ باغات کے مالک اور خوشحال تھے، جب آپ ﷺ اپنے دو اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے ہاں پہنچے تو وہ خادم نہ ہونے کے سبب خود ہی زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر فرط مسرت سے لپٹ گئے، پھر باغ میں لے جا کر کپڑا بچھایا اور کھجوریں توڑ کر حاضر کیں، کھجوریں کھا کر ان فاقہ کشان راہ حق نے ٹھنڈا پانی پیا اور اللہ کا شکر ادا کرتے اور أَبُو الْهَيْثَمِ کے لئے دعائے خیر کرتے واپس ہوئے۔

سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلا وَرَقَ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ. حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر بیان کیا کہ میں وہ پہلا آدمی ہوں جس نے اسلام کی خاطر پہلا تیر چلایا تھا جس سے ایک دشمن حق کا خون گرا تھا، ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حالت میں جہاد کیا کہ ہم درختوں کے پتے اور کیکر کی پھلیاں کھایا کرتے تھے اور اس وجہ سے منہ کے کنارے زخمی ہو جاتے تھے اور اگر ہم میں سے کوئی قضاء حاجت کے لیے جاتا تو بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتا تھا۔[1]

اس لئے نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے پانچ ماہ یا آٹھ ماہ بعد انس رضی اللہ عنہ کے گھر پینتالیس مہاجرین کا پینتالیس انصار سے دونوں جانب کی طبیعتوں اور مزاج کو مدنظر رکھ کر جاہلی تعصّبات ختم کرنے، رنگ ونسب اور وطن کے امتیازات یکسر ختم کرنے اور ہمدردی وغمگساری کی بنیاد پر بھائی چارہ کرایا تاکہ ان مہاجرین کے دلوں سے پردیس کی وحشت دور ہو جائے اور اپنے کنبہ وبرادری سے جدائی کا غم زائل ہو جائے، ان کے پاس سر چھپانے کو جگہ ہو جائے اور جب تک یہ لوگ اپنے قدموں پر نہ کھڑے ہو جائیں اس وقت تک ان کے پیٹ بھرنے کا بھی کوئی ذریعہ ہو اور یہ حضرات اطمینان سے اپنے معاشی حالات درست کر سکیں، اور تاریخ شاہد ہے کہ انصار نے مہاجرین کے ساتھ وہ حسن سلوک کیا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے، انہوں نے مہاجرین کے تمام مصارف وضروریات اپنے ذمہ لے لیں، انہوں نے خوش دلی سے مہاجرین کو اپنے کاروبار میں ساجھی بنایا، اپنی زمینیں، باغات وغیرہ ان کے حوالے کر دیئے اور تو اور اپنی بیویوں کو طلاق دینے کو تیار ہو گئے تاکہ مہاجر بھائی ان سے نکاح کر کے اپنا گھر بسا سکے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بِأَحَقِّ بِدِينَارِهِ وَدِرْهَمِهِ مِنْ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کوئی انصاری اپنے درہم ودینار کا اپنے مہاجر بھائی سے زیادہ خود کو مستحق نہیں سمجھتا تھا۔[2]

الغرض جو کچھ ان کے بس میں تھا اپنے بھائیوں کے لئے کیا اور یہ رشتہ مواخات اس قدر محکم اور مضبوط تھا کہ بمنزلہ قرابت ونسب سمجھا جاتا تھا جب

---

[1] صحیح بخاری کتاب أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ ۳۷۲۸، صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب ، ابن سعد ۳٫۱۰۴

[2] عیون الآثر ۱٫۲۳۱،شرح الزرقانی علی المواهب ۲٫۱۹۳،سبل الهدی والرشاد، في سيرة خير العباد ۳٫۳۶۴

کوئی انصاری فوت ہوتا تو مہاجر ہی اس کا وارث بنتا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ... ﴿٧٢﴾ [۱]

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال کھپائے اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی دراصل ایک دوسرے کے ولی ہیں۔

چند دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم منسوخ فرما دیا اور آیت

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ... [۲]

ترجمہ: مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

نازل فرما کر تمام مسلمانوں کو بھائی بنا دیا۔

قال السهيلي آخى بَيْنَ أَصْحَابِهِ لِيُذْهِبَ عَنْهُمْ وَحْشَةَ الْغُرْبَةِ وَيَتَأَنَّسُوا مِنْ مُفَارَقَةِ الْأَهْلِ وَالْعَشِيرَةِ وَيَشُدُّ بَعْضُهُمْ أَزْرَ بَعْضٍ فَلَمَّا عَزَّ الْإِسْلَامُ وَاجْتَمَعَ الشَّمْلُ وَذَهَبَتِ الْوَحْشَةُ أَبْطَلَ الْمَوَارِيثَ وَجَعَلَ الْمُؤْمِنِينَ كلهم إِخْوَة

امام سہیلی رحمہ اللہ نے فرمایا اب مواخات کا رشتہ فقط ہمدردی و غمخواری، نصرت و حمایت کے لئے رہ گیا اور میراث نسبی رشتہ داروں کے لئے خاص کر دی گئی اب سارے آپس میں مؤمن بھائی بھائی ہیں۔ [۳]

کس مہاجر کا کس انصار سے بھائی چارہ قائم ہوا

مہاجر	انصار	مہاجر	انصار
جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ	حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	حذیفہ بن یمان عنسی رضی اللہ عنہ	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	ابو الدرداء عویمر بن ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ
زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود	عمرو رضی اللہ عنہ بن سراقہ	سعد بن زید رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	خارجہ بن زید بن ابی زہیر	سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ
ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	سعد بن معاذ	عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ
زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

[۱] الانفال ۷۲

[۲] الحجرات ۱۰

[۳] فتح الباری ۲۷۰/۷، شرح زرقانی علی المواہب ۱۹۲/۲

سید ناعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ	خالد بن زید ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ	عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ
حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ
ہجع رضی اللہ عنہ مولیٰ عمر	سراقہ بن عمرو بن عطیہ رضی اللہ عنہ	خبیب بن ارت رضی اللہ عنہ	تمیم مولیٰ خراش بن صمہ رضی اللہ عنہ
صفوان بن وہب رضی اللہ عنہ	رابع بن عجلان رضی اللہ عنہ	صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ	حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ
عبداللہ بن مخزمہ رضی اللہ عنہ	فروہ بن عمرو بن ورقہ انصاری رضی اللہ عنہ	مسعود بن ربیعہ	عبید بن تیہان رضی اللہ عنہ
معمر بن حارث بن معمر رضی اللہ عنہ	معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ	واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	بشیر بن براء رضی اللہ عنہ
زید بن خطاب رضی اللہ عنہ	معن بن عدی رضی اللہ عنہ	ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ	طلحہ بن زید رضی اللہ عنہ
بلال رضی اللہ عنہ	رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ	ابومرثد رضی اللہ عنہ	عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش رضی اللہ عنہ	عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ	عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ	ابودجانہ رضی اللہ عنہ
ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ	سعد رضی اللہ عنہ بن خیثمہ	عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون	ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ
عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الحارث	عمیر رضی اللہ عنہ بن الحمام رضی اللہ عنہ	طفیل رضی اللہ عنہ بن الحارث	سفیان رضی اللہ عنہ نسر خزرجی
صفوان رضی اللہ عنہ بن بیضائی رضی اللہ عنہ	رافع رضی اللہ عنہ بن معلیٰ رضی اللہ عنہ	مقداد رضی اللہ عنہ	عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ
ذوالشمالین رضی اللہ عنہ	یزید رضی اللہ عنہ بن الحارث	عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ	مبشر رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر
خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ	منذر رضی اللہ عنہ بن محمد	سرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ	عبادہ بن الخشخاس رضی اللہ عنہ
مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ	زید رضی اللہ عنہ بن المرین	عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن رضی اللہ عنہ	مجذر رضی اللہ عنہ بن ومار
عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ رضی اللہ عنہ	حارث رضی اللہ عنہ بن صمہ		

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید ناعلی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ میرے بھائی ہیں۔

اس سلسلہ میں ابن اسحاق کی روایت پر غور کریں جو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایۃ والنہایۃ میں نقل کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سید ناعلی رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ بھائی چارہ تو مہاجر و انصار میں ہوا تھا اور یہ مہاجرین میں شامل تھے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ تو دونوں مہاجر تھے اور دونوں ہی ضرورت مند پھر ان کا بھائی چارہ کیسے ہوسکتا ہے۔

زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کا بھائی چارہ کرادیا گیا جبکہ یہ دونوں حضرات بھی مہاجر تھے اور دونوں سخت ضرورت

مند تھے۔

عمار رضی اللہ عنہ اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ قائم کر دیا گیا جبکہ یہ دونوں حضرات بھی مہاجر تھے اور پیٹ بھرنے کے محتاج ہو رہے تھے۔

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب پانچ ہجری میں مکہ سے ہجرت فرما کر حبشہ چلے گئے تھے اور وہاں سے ان کی واپسی سات ہجری میں فتح خیبر کے موقعہ پر ہوئی تھی جبکہ بھائی چارہ ہجرت کے آٹھ ماہ کے بعد ہوا تھا جب وہ مدینہ میں موجود ہی نہ تھے تو ان کا بھائی چارہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کس طرح ہو گیا۔

سلمان رضی اللہ عنہ فارسی ہجرت کے وقت ایک یہودی کے غلام تھے، اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس یہودی سے اپنی آزادی کے لئے کہا تو اس نے بڑی کڑی شرائط لگائیں جن کی تکمیل میں چار سال کا عرصہ لگ گیا اور وہ پانچ ہجری میں آزاد ہوئے، پھر ان کا بھائی چارہ ابوالدرداء سے کیسے ہوا، یہ بھائی چارہ تو مہاجرین وانصار میں محبت پیدا کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔

حافظ ابن کثیر اس بھائی چارے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق کی بعض باتوں پر اعتراض ہے

أَمَّا مُؤَاخَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٍّ فَإِنَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ يُنْكِرُ ذَلِكَ وَيَمْنَعُ صِحَّتَهُ وَمُسْتَنَدُهُ فِي ذَلِكَ أَنَّ هَذِهِ الْمُؤَاخَاةَ إِنَّمَا شُرِعَتْ لِأَجْلِ ارْتِفَاقِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَلِيَتَأَلَّفَ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ، فَلَا مَعْنَى لِمُؤَاخَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ، وَلَا مُهَاجِرِيّ لِمُهَاجِرِيّ آخَرَ كَمَا ذَكَرَهُ مِنْ مُؤَاخَاةِ حَمْزَةَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، لِمُؤَاخَاةِ جَعْفَرٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فِيهِ نَظَرٌ، فَإِنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ إِنَّمَا قَدِمَ فِي فَتْحِ خَيْبَرَ فِي أَوَّلِ سَنَةِ سَبْعٍ

جہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی چارے کا تعلق ہے تو علماء نے اس کا انکار کیا ہے اور وہ اس کی صحت کے منکر ہیں کیونکہ یہ بھائی چارہ تو اس لئے ہوا تھا کہ مہاجرین وانصار میں محبت قائم ہو، لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھائی چارہ، اسی طرح ایک مہاجر کا دوسرے مہاجر سے بھائی چارہ جیسے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کا بھائی چارہ ایک لایعنی شئے ہے، اسی طرح جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بھائی چارے پر بھی اعتراض ہے، ابن ہشام نے بھی اس پر اعتراض کیا ہے کیونکہ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تو مدینہ میں سات ہجری کو فتح خیبر کے موقعہ پر آئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آتے ہی ان کا بھائی چارہ کیسے کرا دیا۔[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: آخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

اس بھائی چارے کی ایک روایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابہ کا بھائی چارہ کرایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اپنے ساتھیوں کا بھائی چارہ کرایا لیکن میرا بھائی چارہ کسی سے

[1] البداية والنهاية ۳٫۲۷۸

نہیں کرایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے [1]

حکیم بن جبیر:

علامہ عبد الرحمان مبارک پوری العرف الشذی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں اس روایت میں ایک راوی حکیم بن جبیر ضعیف ہے اور شیعہ ہے،

قال البخاري: كان شعبة يتكلم فيه. قال أحمد: ضعيف منكر الحديث. وقال النسائي: ليس بالقوى. وقال الدارقطني: متروك. وقال معاذ: قلت لشعبة: حدثني بحديث حكيم بن جبير. قال: أخاف النار إن أحدث عنه. وقال الفلاس: وكان عبد الرحمن لا يحدث عنه قال: إنما روى أحاديث يسيرة، وفيها منكرات، وقال الجوزجاني: حكيم بن جبير كذاب.

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں امام شعبہ رحمہ اللہ کو اس پر اعتراض ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں حکیم بن جبیر ضعیف ہے منکر الحدیث ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں قوی نہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ معاذ کا بیان ہے ہم نے امام شعبہ رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ آپ ہم سے حکیم بن جبیر کی احادیث بیان کیجئے، انہوں نے جواباً فرمایا اس کی احادیث بیان کرنے سے مجھے جہنم میں جانے کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ فلاس کا بیان ہے عبد الرحمان بن مہدی اس کی روایت قبول نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے اس سے اگرچہ بہت کم روایات مروی ہیں لیکن ان میں سے اکثر منکر ہیں۔ جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حکیم بن جبیر کذاب ہے۔ [2]

علی بن قادم:

اس روایت کی سند کا ایک اور راوی علی بن قادم ابو الحسن الخزاعی الکوفی ہے،

وقال يحيى: ضعيف. وقال ابن سعد: منكر الحديث، شديد التشيع. وقال ابن عدي: نقمت عليه أحاديث تفرد بها.

یحییٰ بن معین کہتے ہیں ضعیف ہے۔ بن سعد کا قول ہے منکر الحدیث ہے پکا شیعہ تھا۔ ابن عدی لکھتے ہیں میرے نزدیک اس کی بہت سی روایات منکر ہیں۔ [3]

جمیع بن عمیر التیمی:

قال الخباری: سمع من ابن عمر، وعائشة. وعنه العلاء بن صالح، وصدقة بن المثنى. فيه نظر. وقال ابن حبان: رافضي يضع الحديث. وقال ابن نمير: كان من أكذب الناس. وقال ابن عدي: عامة ما يرويه لا يتابع عليه.

امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس نے اگرچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث سنی ہیں علاء بن صالح اور صدقہ بن مثنیٰ نے ان

---

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يُقَالُ وَلَهُ كُنْيَتَانِ: أَبُو تُرَابٍ، وَأَبُو الْحَسَنِ ۳۷۲۰، مستدرک حاکم ۴۲۸۹، البدایة والنهایة ۷/۳۷۱

[2] میزان الاعتدال ۱/۵۸۳

[3] میزان الاعتدال ۳/۱۵۰

سے روایت کیا ہے لیکن محدثین کو اس کی روایات پر اعتراض ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ بدبو دار رافضی ہے، یہ اپنے دل سے روایات وضع کیا کرتا تھا۔ ابن نمیر کہتے ہیں اس کا شمار تو سب سے جھوٹے لوگوں میں ہوتا ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں اس کی یہ کہانی منکر ہے اور اس کی عام روایات ایسی ہوتی ہیں جنہیں کوئی روایت نہیں کرتا۔ (۱)

مستدرک حاکم میں یہ داستان اسحاق بن بشیر الکاہلی کے ذریعہ سالم بن ابی حفصہ سے نقل کی ہے، ان دونوں کا یہ حال ہے۔

اسحاق بن بشیر:

وقال الفلاس وغيره: متروك.قال الدارقطني: هو في عداد من يضع الحديث.

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ابو بکر بن ابی شیبہ، موسیٰ بن ہارون، ابو زرعہ رازی اور فلاس کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو روایات وضع کیا کرتا تھا۔ (۲)

سالم بن ابی حفصہ العجلی الکوفی:

قال الفلاس: ضعيف مفرط في التشيع.وقال النسائي:ليس بثقة.وقال ابن عدي: عيب عليه الغلو، وأرجو أنه لا بأس به.وقال محمد ابن بشر العبدي: رأيت سالم بن أبي حفصة ذا لحية طويلة أحمق بها من لحية، وهو يقول: وددت أني كنت شريك علي عليه السلام في كل ما كان فيه.جرير بن عبد الحميد، قال: رأيت سالم بن أبي حفصة وهو يطوف بالبيت، وهو يقول: لبيك مهلك بنى أمية، فأجازه داود بن علي بألف دينار. قال عمر بن ذر لسالم بن أبي حفصة: أنت قتلت عثمان، فخرج لذلك، وقال: أنا؟ قال نعم، أنت ترضى بقتله. وقال حسين بن علي الجعفي :رأيت سالم بن أبي حفصة طويل اللحية أحمق، وهو يقول: لبيك قاتل نعثل ! لبيك مهلك بنى أمية! لبيك!وقال علي بن المديني: سمعت جريرا يقول: تركت سالم بن أبي حفصة لانه كان خصما للشيعة.وقال علي: فما ظنك بمن تركه جرير.عن خلف بن حوشب، عن سالم بن أبي حفصة، وكان من رءوس من يتنقص أبا بكر وعمر.

فلاس کہتے ہیں ضعیف ہے، غالی قسم کا شیعہ تھا۔ امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں ثقہ نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں اس پر تشیع میں غلو کا الزام ہے اور امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ محمد بن بشیر العبدی کا بیان ہے میں نے سالم بن ابی حفصہ کو دیکھا اس کی داڑھی بہت لمبی تھی اور یہ اپنی داڑھی سے بھی زیادہ احمق تھا اور کہا کرتا تھا کہ میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ میں علی علیہ السلام کے ساتھ ہر جنگ میں ان کا شریک ہوتا۔ جریر بن عبد المجید کہتے ہیں میں نے سالم کو طواف کعبہ کرتے دیکھا وہ تلبیہ پڑھ رہا تھا اے بنی امیہ کو تباہ کرنے والے میں حاضر ہوں، اس پر داود بن علی العباسی نے اسے ایک ہزار اشرفیاں عطا کیں۔ ایک بار عمر بن ذر نے سالم بن ابی حفصہ سے کہا تو نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے، اس نے کہا یہ کیسے؟ عمر بن ذر نے جواب دیا کہ جب تو ان کے قتل پر راضی ہے تو تو نے ہی قتل کیا ہے۔ حسین بن علی الجعفی کا بیان ہے میں نے سالم بن ابی حفصہ کو دیکھا اس کی داڑھی بہت لمبی تھی اور یہ احمق لگتا تھا اور یہ تلبیہ میں کہا کرتا تھا اے بنی امیہ کو تباہ کرنے والے میں حاضر ہوں، اے نعثل کے

---

(۱) میزان الاعتدال ۱/۴۲۱

(۲) میزان الاعتدال ۱/۱۸۶

قاتل میں حاضر ہوں (نعثل مدینہ کے ایک یہودی کا نام تھا، سبائی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لینے کے بجائے انہیں نعثل کہتے تھے) علی بن المدینی کہتے ہیں میں نے جریر بن عبدالمجید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے سالم کی روایات کو ترک کر دی ہیں کیونکہ وہ شیعوں کی طرف سے سنیوں سے جھگڑتا تھا، علی بن المدینی کہتے ہیں جس کی روایت کو جریر جیسے شیعہ نے ترک کر دیا ہو وہ کتنا غالی رافضی ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ خلف بن حوشب کا بیان ہے یہ ان لوگوں کا سرغنہ تھا جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔ (۱)

آخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَشَارَكَهُ فِي الْعلم وكل مَا ورد فِي أخوة عَليّ ضَعِيف وَالتِّرْمِذِيّ

علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھائی چارہ کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھائی چارے کی تمام روایات اور ترمذی کی روایات سب ضعیف ہیں۔ (۲)

فقال ابن تيمية في الرد عليه في منهاج السنة وتبعه الذهبي

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منهاج السنة میں لکھا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی چارے کی جتنی روایات ہیں سب موضوع ہیں اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی مختصر منهاج السنة میں یہی کچھ تحریر کیا ہے۔ (۳)

وقال ابن حبان: رافضي يضع الحديث ،وقال ابن نمير: كان من أكذب الناس

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ جمیع بن عمیر رافضی تھا اور احادیث گھڑا کرتا تھا۔ اور ابن نمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ جھوٹے لوگوں میں سے تھا۔ (۴)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں جمیع بن عمیر کے ترجمہ میں اس روایت کو منکر قرار دیا ہے اور تخریج مستدرک میں لکھتے ہیں

جميع بن عمير أتهم وإسحاق بن بشر الكاهلي هالك

جمیع نامی راوی مہتم ہے اور اسحاق بن بشیر الکاہلی ایک آفت ہے اور یہ کہانی موضوع ہے۔ (۵)

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ سے ہوا،

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ هَاجَرَ عَلِيٌّ بَعْدَ خُرُوجَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ وَكَانَ قَدْ أَمَرَهُ بِقَضَاءِ دُيُونِهِ وَرَدِّ وَدَائِعِهِ، ثُمَّ يَلْحَقُ بِهِ، فَامْتَثَلَ مَا أَمَرَهُ بِهِ، ثُمَّ هَاجَرَ وَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں محمد بن کعب القرظی کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے بعد مکہ سے ہجرت کی

(۱) میزان الاعتدال ۲/۱۱۰

(۲) تذکرة الموضوعات ۹۷

(۳) السلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ۱۰/۵۹۱

(۴) میزان الاعتدال ۱/۴۲۱

(۵) مستدرک حاکم ۴۲۸۹

کیونکہ آپ نے انہیں قرضوں کی ادائیگی اور امانتوں کی واپسی کے بعد مدینہ آنے کا حکم دیا تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ حکم بجالانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سہل بن حنیف کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ (۱)

كانت المؤاخاة مرتين: الأولى قبل الهجرة بمكة بين المهاجرين، فاخى بين أبي بكر وعمر، وهكذا حتى بقي علي رضي الله عنها

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں مواخاۃ دو مرتبہ ہوا ہجرت سے قبل مکہ میں جس میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ کرایا اور مدینہ میں جو بھائی چارہ ہوا اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھائی چارہ کیا۔ (۲)

وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُ آخَى بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ بَعْضِهِمْ مَعَ بَعْضٍ مُؤَاخَاةً ثَانِيَةً، وَاتَّخَذَ فِيهَا عليا أَخًا لِنَفْسِهِ وَالثَّبْتُ الْأَوَّلُ، وَالْمُهَاجِرُونَ كَانُوا مُسْتَغْنِينَ بِأُخُوَّةِ الْإِسْلَامِ،وَأُخُوَّةِ الدَّارِ، وَقَرَابَةِ النَّسَبِ عَنْ عَقْدِ مُؤَاخَاةٍ بِخِلَافِ الْمُهَاجِرِينَ مَعَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ آخَى بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ أَحَقَّ النَّاسِ بِأُخُوَّتِهِ أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيْهِ، وَرَفِيقُهُ فِي الْهِجْرَةِ، وَأَنِيسُهُ فِي الْغَارِ، وَأَفْضَلُ الصَّحَابَةِ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، وَقَدْ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ أبا بكر خَلِيلًا، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، وَفِي لَفْظٍ:وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي) وَهَذِهِ الْأُخُوَّةُ فِي الْإِسْلَامِ وَإِنْ كَانَتْ عَامَّةً كَمَا قَالَ:وَدِدْتُ أَنْ قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا، قَالُوا: أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَإِخْوَانِي قَوْمٌ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْنِي، فَلِلصِّدِّيقِ مِنْ هَذِهِ الْأُخُوَّةِ أَعْلَى مَرَاتِبِهَا

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی اور اس دوسری مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا لیکن پہلا قول زیادہ درست ہے کیونکہ اگر آپ کسی مہاجر سے اپنی اخوت قائم فرماتے تو آپ کی اخوت کے سب سے زیادہ مستحق وہ تھے جو آپ کو تمام مخلوق سے زیادہ محبوب، ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب، غار میں آپ کے انیس اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل واکرام تھے یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگر زمین والوں میں سے کسی کو میں دوست بناتا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں اور اسلام کی بنیاد اخوت پر ہے، یہ اخوت اگرچہ عام تھی جیسا کہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا تم میرے ساتھی ہو میرے بھائی وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور مجھ پر بغیر دیکھے ایمان رکھیں گے لیکن اس عمومیت کے باوجود سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس اعلی مقام پر فائز تھے، اس طرح مصاحبت کا بھی اعلی مرتبہ آپ کو حاصل تھا۔ (۳)

انصار کا جذبہ ایثار و قربانی:

قبائل اوس وخزرج یہودیوں سے برسر پیکار رہنے کی وجہ سے بعض ہتھیار مدینہ میں تیار کرتے تھے اور تیز سازی میں بہت مہارت رکھتے

(۱) البداية والنهاية ۷/۲۵۰

(۲) وفا الوفاء ۱/۲۰۷

(۳) زاد المعاد ۳/۵۹

تھے۔ (۱)

مگر حقیقتاً انصار زراعت کے خوگر تھے،جب مہاجرین کاانصار سے بھائی چارہ قائم کر دیا گیا تو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ، قَالَ:لاَ قَالَ:يَكْفُونَنَا المَئُونَةَ وَيُشْرِكُونَنَا فِي التَّمْرِ قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ (ہمارے) کھجوروں کے تنوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرمادیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا،اس پر انصار نے (مہاجرین سے) کہا پھر آپ ایسا کرلیں کہ کام ہماری طرف سے آپ انجام دیا کریں اور کھجوروں میں آپ ہمارے ساتھی ہوجائیں، مہاجرین نے کہا ہم نے آپ لوگوں کی یہ بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔ (۲)

مہاجرین کامخصوص پیشہ اگرچہ تجارت تھا جس میں بہت ماہر تھے تاہم جب انصار نے اپنے کھیت بٹائی پر دینے شروع کئے تو بہت سے مہاجرین نے زراعت کو اپنا پیشہ بنالیا

مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ ،وَزَارَعَ عَلِيٌّ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ

اور مدینہ منورہ میں مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کھیتی نہ کرتا ہو جن میں سیدنا علی، سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ شامل تھے۔ (۳)

مگر زیادہ تر مہاجرین نے جن میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ،عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عطار دتیمی، صخر الغامدی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے حسب سابق تجارت میں ہی قدم رکھا،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ المُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالأَسْوَاقِ،وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي ،فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا،وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ،وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَّةِ،أَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ

جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے مہاجرین بھائی بازار کی خرید وفروخت میں مشغول رہا کرتے تھے اور میں اپنا پیٹ بھرنے کے بعد ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود رہتا تھا اس لئے جب یہ بھائی غیر حاضر ہوتے تو میں اس وقت بھی حاضر رہتا اور میں (وہ باتیں آپ سے سن کر) یاد کرلیتا جسے ان حضرات کو (اپنے کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے یا تو سننے کا موقعہ نہیں ملتا تھا یا) وہ بھول جایا کرتے تھے،اسی طرح میرے انصاری بھائی اپنے اموال (کھیتی اور باغوں) میں مشغول رہتے لیکن میں مساکین صفہ

---

(۱) تاریخ مکۃ والمدینۃ ۳۴۹

(۲) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ المُهَاجِرِينَ، وَالأَنْصَارِ ۳۷۸۲

(۳) صحیح بخاری كِتَاب المُزَارَعَةِ بَابُ المُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ

میں سے ایک مسکین آدمی تھا اس لئے جب یہ حضرات انصار بھولتے تو میں اسے یاد رکھتا تھا۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ المُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ العَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لاَ يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لاَ يَحْفَظُونَ

ایک دوسری روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (واقعہ یہ ہے کہ) ہمارے مہاجرین بھائی تو بازار کی خرید وفروخت میں لگے رہتے تھے اور انصار اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جی بھر کر رہتا (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں شکم پری سے بھی بےفکر رہے) اور (ان مجلسوں میں) حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔ (۲)

يَعْنِي أَنه كَانَ يلازم قانعا بالقوت لَا مشتغلاً بِالتِّجَارَة وَلَا بالزراعة

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی کھانے کے لیے جو مل جاتا اسی پر قناعت کرتے ہوئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹے رہتے تھے، نہ کھیتی کرتے نہ تجارت۔ (۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاش صرف زراعت وتجارت ہی پر موقوف ومنحصر نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسب حلال کی توفیق عطا فرمائی، انہوں نے جس پیشہ سے رزق طیب حاصل ہوسکتا تھا اسے اختیار کر لینے میں کسی قسم کا ننگ وعار محسوس نہ کیا، کوئی محنت مزدوری میں مصروف ہے، کوئی شہد کی مکھیوں کی نگہداشت کر رہا ہے اور کوئی چٹائیاں بن کر رزق حلال حاصل کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو فروغ دینے کی خاطر مدینہ منورہ میں جدید تجارتی منڈیاں قائم کیں جن میں کوئی محصول نہیں لیا جاتا تھا،

أَنَّ أَبَا أَسِيدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَهَبَ إِلَى سُوقِ النَّبِيطِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ:لَيْسَ هَذَا لَكُمْ بِسُوقٍ ، ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى سُوقٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ:لَيْسَ هَذَا لَكُمْ بِسُوقٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هَذَا السُّوقِ فَطَافَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: هَذَا سُوقُكُمْ، فَلَا يُنْتَقَصَنَّ، وَلَا يُضْرَبَنَّ عَلَيْهِ خَرَاجٌ

ابواسید سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوق النبیط (نامی بازار) میں گئے اور اس میں خریداری کو (حال) دیکھا تو فرمایا یہ بازار تمہارے لئے (موزوں نہیں) کیونکہ (یہاں دھوکہ بہت ہوتا ہے) پھر ایک اور بازار میں گئے اور وہاں بھی دیکھ بھال کی اور فرمایا یہ بازار بھی تمہارے لئے (موزوں) نہیں، پھر اس بازار میں آئے اور چکر لگایا پھر فرمایا یہ ہے تمہارا بازار (یہاں خرید وفروخت کرو) یہاں لین دین میں کمی نہ کی جائے گی اور اس پر محصول مقرر نہ کیا جائے گا۔ (۴)

(۱) صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ۲۰۴۷

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ العِلْمِ بَابُ حِفْظِ العِلْمِ۱۱۸

(۳) عمدة القاري شرح صحيح البخاري۱۸۲؍۲،شرح القسطلانی ۔إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ۲۱۰؍۱، كوثَر المَعَاني الدَّرَارِي فِي كَشْفِ خَبَايا صَحِيحْ البُخَاري۲۶؍۴

(۴) سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا۲۲۳۴

اور زریں اصولوں سے مسلمانوں کی تجارت میں تربیت فرمائی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے نرخ چکانے پر نرخ نہ چکائے۔ (۱)

عرب تاجر آگے بڑھ کر بازار پہنچنے سے قبل ہی قافلہ والوں کا سامان خرید لیا کرتے تھے، بعض اوقات قافلہ والوں کو اس سے نقصان پہنچ جاتا اور بعض دفعہ اس سے شہر والوں کو نقصان پہنچتا اس کی وجہ یہ تھی کہ قافلہ والے تو شہر پہنچ کر فوراً سامان فروخت کر دیا کرتے تھے لیکن جو لوگ آگے بڑھ کر سودا خرید لیتے تھے وہ جلدی فروخت نہیں کرتے تھے بلکہ سامان کی گرانی کے منتظر رہا کرتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ

اس سلسلہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تجارتی قافلوں سے) آگے بڑھ کر ملنے سے (مال خریدنے سے) منع فرمایا ہے (یہاں تک کہ وہ بازار میں آئیں اور انہیں بازار کا بھاؤ معلوم ہو) اور بستی والوں کو باہر والوں کا مال بیچنے سے بھی منع فرمایا (یعنی اس کا دلال نہ بنے)۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے شہر والا باہر والے کا مال مت بیچے بلکہ اسے خود بیچنے دو اگر وہ سستا بیچ ڈالے تو اس کو منع نہ کرو۔ (۳)

عن ابن عباس قال: قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فإن الرزق عشرون بابا، تسعة عشر منها للتاجر، وباب واحد للصانع،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رزق بیس حصوں میں تقسیم کیا گیا جن میں سے انیس تجارت میں اور صرف ایک حصہ دوسری دستکاری اور صناعت میں ہے۔ (۴)

عن ابن عمر قال: سئل رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ سے دریافت کیا کونسی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب التجارات بَابُ لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِهِ ۲۱۷۳

(۲) صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي البَيْعِ، وَالخِدَاعُ لاَ يَجُوزُ ۲۱۶۲، صحیح مسلم کتاب البیوع بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَسَوْمِهِ عَلَى سَوْمِهِ، وَتَحْرِيمِ النَّجْشِ، وَتَحْرِيمِ التَّصْرِيَةِ ۳۸۱۵، سنن نسائی كِتَابُ الْبُيُوعِ بَيْعُ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي ۴۵۰۱

(۳) سنن ابن ماجہ کتاب التجارات بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ ۲۱۷۶

(۴) کنزالعمال ۱۲۸ر۴

ہر تجارت جو پاک بازی کے ساتھ ہو۔[1]

معاذ بن جبل:قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ أَطْيَبَ الكَسْبِ كَسْبُ التُّجارِ؛ الَّذِينَ إذا حدَّثوا لَمْ يَكْذِبُوا، وإذا ائتُمِنوا لَمْ يَخُونوا، وإذا وَعَدوا لَمْ يُخْلِفوا، وإذا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا، وإذا باعوا لَمْ يَمْدَحوا، وإذا كان عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلوا، وإذا كان لَهُمْ لم يُعَسِّروا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین کمائی ان تاجروں کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے،امانت میں خیانت نہیں کرتے،وعدہ خلافی نہیں کرتے اور خریدتے وقت اس چیز کی برائیاں بیان نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم کردے) جب خود بیچتے ہیں تو (بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے اور اگر ان کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے اور اگر خود ان کا کسی کے ذمہ نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے۔[2]

حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں ،اگر سچ بولیں گے اور جو کچھ عیب ہو اس کو بیان کر دیں گے تو ان کے بیچنے میں برکت ہو گی،اور (قیمت میں) جو جھوٹ بولیں گے اور عیب چھپا دیں گے تو ان کے بیچنے کی برکت جاتی رہے گی۔[3]

وَعَن عقبَة بن عَامر رَضِي الله عَنهُ عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ:الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے جب تک کہ اس کا عیب بیان نہ کر دے۔[4]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ،فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا،قَالَ:الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ،وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ،وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے،میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جو نقصان میں پڑے اور تباہ

[1] کنز العمال ۴،۱۲۴
[2] ضَعيفُ التَّرْغيب وَالتَّرْهيب۱۱۱۱
[3] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ إِذَا بَيَّنَ البَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحا ۲۰۷۹،سنن نسائی کتاب البیوع باب مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوْقِيَةِ فِي مُبَايَعَتِهِمْ۴۴۶۲، مسند احمد ۱۵۳۱۴،سنن الدارمی۲۵۸۹
[4] صَحِيحُ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيب۱۷۷۵،سنن ابن ماجه کتاب التجارات بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيُبَيِّنْهُ۲۲۴۷

ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ یہ ہیں جو کوئی اپنے ازار کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکائے اور وہ جو کسی کو دے کر احسان جتلائے اور جو کوئی اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر فروخت کرے۔ ⁽¹⁾

آپ ﷺ کا ارشاد ہے سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا،

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ بِطَعَامٍ بِسُوقِ الْمَدِينَةِ فَأَعْجَبَهُ حُسْنُهُ، فَأَدْخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي جَوْفِهِ، فَأَخْرَجَ شَيْئًا لَيْسَ كَالظَّاهِرِ، ثُمَّ قَالَ: لَا غِشَّ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ مدینہ کے کسی بازار کے پاس سے گزرے وہاں آپ نے غلہ پایا وہ آپ کو بہت پسند آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے اندر داخل کیا تو اندر سے کچھ اناج نکلا جو باہر والے کی مانند نہیں تھا **فَأَفَّفَ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ** آپ ﷺ نے اس اناج کے مالک سے فرمایا تم پر افسوس ہے، پھر فرمایا مسلمانوں کے درمیان دھوکہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو شخص ہمیں دھوکہ دے گا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ⁽²⁾

اس طرح رسول اللہ ﷺ کی تربیت، مقدس دعاؤں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راست شعاری اور محنت کے باعث مہاجرین نے بہت جلد ہی معیشت کے ساتھ ساتھ قومی معیشت کو بھی ترقی کی بام عروج تک پہنچا دیا۔

وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ، وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا، قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوقُكُمْ؟ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، ثُمَّ تَابَعَ الغُدُوَّ، ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْيَمْ؟ قَالَ: تَزَوَّجْتُ، قَالَ: كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟ قَالَ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار ہوں میں اپنے مال کے دو حصے کرتا ہوں (ایک حصہ آپ لے لیں) میری دو بیویاں ہیں آپ انہیں دیکھیں جو آپ کو پسند ہو اسے طلاق دے دوں پھر جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو آپ اس سے نکاح کر لیں، سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع کے ایثار و قربانی کا سن کر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف بولے اے میرے بھائی اللہ تمہیں تمہارے اہل اور مال و دولت میں برکت عطا فرمائے تمہارا بازار کدھر ہے؟ (مدینہ منورہ میں دو بازار تھے ایک بسوق زبالہ اور دوسرا سوق بنی قینقاع) چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع نے انہیں سوق بنو قینقاع کا بازار (جو وادی لبطحان میں بہت بڑا بازار تھا) بتلا دیا، پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر بطور نفع بچا نہیں لیا، تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کے جسم پر (خوشبو کی) زردی کا نشان تھا، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے عرض کیا میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم نے کتنا حق مہر ادا کیا ہے؟ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف

⁽¹⁾ سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب ماجاءَ فی کراهية الايمان فی الشراءَ والبيع ۲۲۰۹

⁽²⁾ سنن الدارمی ۲۵۸۳، سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ ۲۲۲۶

نے عرض کیا سونے کی ایک گھٹلی یا (یہ کہا کہ) ایک گھٹلی کے وزن برابر سونا ادا کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو۔ [1]

اسی ایثار وقربانی کا مظاہرہ دوسرے انصاریوں نے بھی دکھایا، بہرحال مہاجرین بازار میں تجارت کرتے تھے اور انصار کھیتی باڑی وغیرہ کرتے تھے۔

چنانچہ انصار کی یہ بے مثال ہمدردی اور جذبہ ایثار دیکھ کر مہاجرین کو خود اندیشہ لاحق ہوگیا کہ سارا کا سارا ثواب انصار ہی حاصل کرلیں گے، انہوں نے اپنا خدشہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جس قوم پر ہم آ کر اترے ہیں ان سے بڑھ کر کسی قوم کو ہم نے ہمدرد، غمگسار، مخلص، وفاشعار اور تنگی وفراغی ہر حال میں مددگار نہیں دیکھا، ہمیں اندیشہ لاحق ہوگیا ہے کہ سب اجر انہیں کو مل جائے اور ہم محروم رہے جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا ان کے حسن سلوک کی بدولت تمہارا ان کے حق میں دعا کرنا کسی قدر تلافی کردے گا (یعنی دعا کا احسان درہم ودینار کے احسان سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّضِيرِ لِلْأَنْصَارِ:إِنْ شِئْتُمْ قَسَمْتُمْ لِلْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ وَدِيَارِكُمْ وَتُشَارِكُونَهُمْ فِي هَذِهِ الْغَنِيمَةِ، وَإِنْ شِئْتُمْ كَانَتْ لَكُمْ دِيَارُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَلَمْ يُقَسَمْ لَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْغَنِيمَةِ ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: بَلْ نَقْسِمُ لَهُمْ مِنْ أَمْوَالِنَا وَدِيَارِنَا وَنُؤْثِرُهُمْ بِالْغَنِيمَةِ وَلَا نُشَارِكُهُمْ فِيهَا،فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی نضیر کے موقع پر انصار سے فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین میں اپنے گھروں اور مالوں کو تقسیم کردو اور میں اس کے عوض جو مال غنیمت مہاجرین میں تقسیم کرتا وہ تم میں تقسیم کردوں گا اور اگر تم پسند کرو تو مہاجرین کو مال غنیمت مل جائے اور تمہارے گھر بار اور مال ودولت تمہارے پاس رہیں، انصار نے عرض کیا ایسا نہیں بلکہ ہم اپنے مہاجر بھائیوں میں اپنے گھر اور اپنے اموال بھی تقسیم کردیں گے اور مال غنیمت میں بھی ان کے حصہ دار نہیں بنیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی، ”(نیز وہ مال) ان غریب مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور جائدادوں سے نکال باہر کیے گئے ہیں یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں (اور وہ ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاکر دار الہجرت میں مقیم تھے یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کرکے ان کے

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ المُهَاجِرِينَ، وَالأَنْصَارِ ۳۷۸۰ ، صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ الصَّدَاقِ، وَجَوَازِ كَوْنِهِ تَعْلِيمَ قُرْآنٍ، وَخَاتَمَ حَدِيدٍ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، وَاسْتِحْبَابِ كَوْنِهِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَنْ لَا يُجْحِفُ بِهِ ۳۴۹۰

پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دُوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔"[1]

مہاجر وانصار میں میراث کا حکم غزوہ بدر کے بعد ختم کر دیا گیا اور حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور سابق حکم کو منسوخ کر دیا اور اس کے بعد میراث کی حد تک بھائی چارہ کا تعلق منقطع ہو گیا اور میراث میں ہر شخص اپنے نسبی رشتہ تک محدود ہو گیا اور صرف اس کے ذوی الارحام ہی اس کے وارث قرار پائے۔

...وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾[2]

ترجمہ: اور قرابت دار اللہ کی کتاب کے مطابق باہم ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۖ وَ اَحْسِنُوْا ۚ

اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اورسلوک واحسان کرو،

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ (البقرۃ ۱۹۵)

اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

لوگو! اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے پاکیزہ مال اللہ کی راہ میں ضرورت مند رشتہ داروں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں، محتاجوں ، مسافروں اور اسیروں اور اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرو اور دولت کی محبت میں مبتلا ہو کر اپنے ہاتھوں کو مت روکو اور اپنے آپ کو دنیا و آخرت میں خسارے میں نہ ڈالو بلکہ احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کو احسن طریقے سے ادا کرنا بھی احسان میں داخل ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: مَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ:قَالَ:أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس نے پوچھا احسان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اس طرح اللہ کی عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو کہ تو اسے دیکھ رہا ہے تب وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔[3]

جو کوئی ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے وہ ان لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ...[4]

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہو اور مزید فضل۔

---

[1] تفسیر الثعلبی ۹,۲۸۰، تفسیرالبغوی ۸,۷۷، تفسیرالزمحشری ۴,۵۰۵، تفسیرالرازی ۲۹,۵۰۸

[2] الانفال ۷۵

[3] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ ۵۰

[4] یونس ۲۶

زکوٰۃ کی فرضیت:

زکوٰۃ کے لفظی معنیٰ پاکیزگی اور نمو کے ہیں۔

زکوٰۃ کے بارے میں قرآن وسنت میں جو کچھ کہا گیا ہے اس پر نظر ڈالنے سے تو محسوس ہوتا ہے کہ عبادات میں اس کا مقام نماز سے بس ایک ہی درجہ نیچے ہے، قرآن میں ایمان کے بعد جہاں اعمال صالحہ کا ذکر آتا ہے بالعموم صرف دو اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے ایک نماز کا اور دوسرے زکوٰۃ کا، حالانکہ نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے اچھے اعمال واخلاق ہیں جن کا وجود معیاری مومن ومسلم بننے کے لئے ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز اور زکوٰۃ دین میں اتنا اہم مقام رکھتے ہیں کہ جس نے ان دونوں کو اچھی طرح ادا کرلیا اس نے گویا پورے دین پر عمل کرنے کی پکی ضمانت اور عملی شہادت فراہم کر دی،

اسلام میں دو طرح کے حقوق ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔

نماز حقوق اللہ کا مغز ہے تو زکوٰۃ حقوق العباد کا۔

جس طرح اگر ایک شخص واقعی نماز کا حق ادا کر دے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ مسجد سے باہر آ کر اللہ کو بھول جائے اسی طرح اگر ایک شخص زکوٰۃ کا حق ادا کر دے تو یہ ممکن نہیں کہ اللہ کی مخلوق کے حقوق پامال کرتا رہے، قرآن اس حقیقت کی بار بار تلقین کرتا ہے کہ دین وایمان میں زندگی اسی وقت آسکتی ہے جب اللہ کی محبت ہر دوسری محبت پر غالب اور آخرت کی طلب ہر دوسری طلب پر مقدم ہو، نماز اور زکوٰۃ انسان کو ایسا ہی اللہ سے محبت کرنے والا اور آخرت پسند بنانے کی سب سے زیادہ موثر تدبیریں ہیں، نماز انسان کو اللہ اور آخرت کی طرف لے جاتی ہے اور زکوٰۃ اسے دنیا کی طرف لڑھک جانے سے محفوظ رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا راستہ اگر کڑی چڑھائی کا راستہ ہے تو یہ دونوں چیزیں اس راستے پر سفر کرنے والے انسانی عمل کی گاڑی کے دو انجن ہیں، نماز کا انجن اسے آگے سے کھینچتا ہے اور زکوٰۃ کا انجن اسے پیچھے سے دھکیلتا ہے اور اسی طرح گاڑی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔

تزکیہ نفس:

زکوٰۃ کا حقیقی اور بنیادی مقصد جس کا تعلق بالکل شخص کی اپنی ذات سے ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کا دل دنیا کی حرص سے پاک ہو کر نیکی اور تقویٰ کے کاموں کے لئے تیار ہو جائے، ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کی محبت ہی وہ چیز ہے جو خدا پرستی کی اصل دشمن ہے جو انسان کو اللہ اور آخرت سے بیگانہ بنا کر رکھ دیتی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے، دنیا کی محبت مختلف شکلوں میں آسکتی ہے لیکن اس کی سب سے معروف اور خطرناک شکل دولت کی محبت ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسی کو امت مسلمہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ بتایا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میری امت کا (سب سے بڑا) فتنہ مال ہے، اگر آدمی اپنے آپ کو اس فتنے کی گرفت سے بچالے تو اور بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے اور اچھائیاں نشونما پا سکتی ہیں، زکوٰۃ کا بنیادی مقصد محض اس بات سے حاصل نہیں ہوتا کہ اپنی دولت کا ایک حصہ نکال کر کسی غریب کو دے دیا جائے بلکہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اس عمل کے پیچھے سچی نیت اور عملی اہتمام ہو اور صرف اللہ کی

رضا کا حصول ومقصود ہو، نام ونمود کی خواہش یا کسی پر احسان دھرنے کا جذبہ کارفرما نہ ہو، لینے والے کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے، زکوٰۃ پاک کمائی سے ادا کی جائے اور زکوٰۃ کے لئے جو چیزیں دی جائیں وہ عمدہ قسم کی ہوں، جس طرح نماز کا ظاہری پہلو اس کے ارکان ہیں لیکن اصل چیز اللہ وحدہ لاشریک کی طرف متوجہ ہونا ہے، اسی طرح زکوٰۃ کا ظاہری پہلو ادائیگی نقد وجنس ہے لیکن اس کا باطن دنیا کے مقابلے میں آخرت کو فوقیت دینا ہے، اور باطن کے تقاضے اس وقت پورے ہو سکتے ہیں جب اوپر کی شرائط کا خیال رکھا جائے۔

امداد باہمی:

زکوٰۃ کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ملت کے نادار افراد کی مدد کی جائے تا کہ ان کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی رہیں،

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ ان کے امراء سے لی جائے اور غرباء میں تقسیم کر دی جائے، اور یہ غرباء کا ایسا حق ہے جس کی خاطر اسلامی حکومت تلوار بھی اٹھا سکتی ہے۔

دین میں اس بات کی جو اہمیت ہے اس کا پورا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے،

ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَبِيتُ شَبْعَانَ وَجَارُهُ إِلَى جَنْبِهِ جَائِعٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو خود تو سیر ہو کر کھالے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي

اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی، وہ کہے گا اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ کہے گا اے پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا اور حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، تو اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ کہے گا اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو

[1] شرح معانی والآثار ۱۱۶، البر والصلة للحسن بن حرب ۱۲۳، ۲۳۹/۱، مستدرک حاکم ۳۰۷/۷

پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔ [1]

جو دین ایک حاجت مند کی بھوک پیاس کو خود اللہ تعالیٰ کی بھوک پیاس سے تعبیر کرتا ہو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے ہاں غریبوں اور ناداروں کی حاجت برآری کی کیا اہمیت ہو گی۔

دین کی نصرت:

زکوٰۃ کا ایک اور مقصد دین کی حفاظت اور نصرت ہے، قرآن مجید میں اہل ایمان سے جگہ جگہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، جہاں اہل ایمان کی بنیادی صفات بیان کی جاتی ہیں ان میں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے جہاد کرنے کی بات لازماً موجود ہوتی ہے، اس کا مفہوم بالکل واضح ہے اور وہ یہ کہ دین کی خاطر جہاد کرنے کے لئے جن مصارف کی بھی ضرورت پڑے انہیں اپنے پاس سے مہیا کرو، دین کی حفاظت و نصرت معمولی کام نہیں اس لئے اس کی خاطر اپنی دولت خرچ کرنا بھی معمولی کام نہیں۔

زکوٰۃ پچھلی تمام اقوام میں بھی فرض تھی۔

جس طرح روزہ پچھلی تمام قوموں میں فرض تھا اسی طرح زکوٰۃ کا یہ حکم پہلی دفعہ نہیں دیا گیا بلکہ یہ اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی ملت میں بھی فرض تھی۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿٧٣﴾ [2]

ترجمہ: اور ہم نے اُسے اسحاق عطا کیا اور یعقوب اس پر مزید اور ہر ایک کو صالح بنایا، اور ہم نے ان کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعے نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

ملت اسماعیل میں بھی زکوٰۃ فرض تھی۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ [3]

ترجمہ: اور اس کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کر وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا، وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا۔

ملت بنی اسرائیل میں بھی زکوٰۃ فرض تھی۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۶۵۵۶

[2] الانبیاء ۷۳،۷۲

[3] مریم ۵۵،۵۴

[4] البقرہ ۴۳

ترجمہ: نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ... ﴿٨٣﴾ (1)

ترجمہ: یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ (2)

ترجمہ: اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں بھی زکوٰۃ فرض تھی۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ (3)

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنا اہل ایمان کی صفات میں بیان کیا۔

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ... ﴿١٧٧﴾ (4)

ترجمہ: نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔

(1) البقرۃ ۸۳
(2) البینۃ ۵
(3) مریم ۳۱،۳۰
(4) البقرۃ ۱۷۷

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ... ⁽¹⁾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں، ان کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: مگر ان میں سے جو لوگ پختہ علم رکھنے والے ہیں اور ایماندار ہیں وہ سب اس تعلیم پر ایمان لاتے ہیں جو اے نبی! تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھی، اس طرح کے ایمان لانے والے اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرنے والے اور اللہ اور روز آخر پر سچا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو ہم ضرور اجر عظیم عطا کریں گے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ... ﴿٧١﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ ⁽⁶⁾

ترجمہ: جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز و ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔

(1) البقرة ۲۷۷

(2) النساء ۱۶۲

(3) المائدة ۵۵

(4) التوبة ۷۱

(5) المومنون ۶۰

(6) النور ۳۷

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے کے فوائد بیان فرمائے۔

یہ نیک اعمال میں سے ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ... ﴿۱۷۷﴾ (۱)

ترجمہ: نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔

زکوٰۃ ادا کرنا باعث اجر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ (۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ان کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنا گناہوں کا کفارہ اور جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ... ﴿۱۲﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے اللہ کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔

زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

...قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

(۱) البقرۃ ۱۷۷

(۲) البقرۃ ۲۷۷

(۳) المائدہ ۱۲

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [1]

ترجمہ: جواب میں ارشاد ہوا سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔

زکوٰۃ ادا کرنا جان و مال کی حفاظت کا باعث ہے۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: پس جب حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور گھیرو اور ہر گھاٹ میں ان کی خبر لینے کے لئے بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو، اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنا مال کی زیادتی اور فراوانی کا باعث ہے۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ... ﴿۳۹﴾ [3]

ترجمہ: جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو اسی کے دینے والے درحقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنا محسنین کی صفات میں سے ہے۔

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ [4]

ترجمہ: ہدایت اور رحمت نیکوکار لوگوں کے لئے، جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنا مشرکین کی صفات میں سے ہے۔

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ [5]

ترجمہ: تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

---

[1] الاعراف ۱۵۶

[2] التوبۃ ۵

[3] الروم ۳۹

[4] لقمان ۳ تا ۵

[5] حم السجدۃ ۶،۷

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اموال میں ایک حصہ مقرر فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے۔

چنانچہ انہیں مقاصد کے حصول کے لئے قرآن مجید میں تیس مرتبہ مسلمانوں پر چار قسم کے اموال جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے زکوٰۃ فرض فرمائی، جس کی تفصیل کتب احادیث میں یوں مذکور ہے۔

۱۔ چوپائے جانور، اونٹ، گائے، بکری وغیرہ۔

۲۔ سونا چاندی اور نقدی وغیرہ۔

۳۔ ہر قسم کی تجارت کا سامان جس کی تجارت شرعاً جائز ہے۔

۴۔ زمین سے حاصل ہونے والی چیزیں غلہ، پھل، سبزیاں، معدنیات، دفینے وغیرہ۔

۱۔ جانوروں کی زکوٰۃ

جانوروں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعید:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ - أَوْ: وَالَّذِي لاَ إِلَهَ غَيْرُهُ، أَوْ كَمَا حَلَفَ،مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ، أَوْ بَقَرٌ، أَوْ غَنَمٌ، لاَ يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ القِيَامَةِ،أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولاَهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا تھا اور آپ فرما رہے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا (آپ نے قسم اس طرح کھائی) اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یا جن الفاظ کے ساتھ بھی آپ نے قسم کھائی ہو (اس تاکید کے بعد فرمایا) کوئی بھی ایسا شخص جس کے پاس اونٹ، گائے یا بکری ہو اور وہ ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا ہو تو قیامت کے روز اسے لایا جائے گا اور وہ جانور زیادہ سے زیادہ قدآور اور موٹے ہونے کی حالت میں لائے جائیں گے اسے اپنے پاؤں سے روندتے اور سینگوں سے مارتے ہوئے گزریں گے جب آخر والے گزر جائیں گے تو پہلے والے دوبارہ لائے جائیں گے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ [2]

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے یہ سزا اس دن ملتی رہے گی جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، اس کے

[1] المعارج ۲۵،۲۴

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ زَكَاةِ البَقَرِ ۱۴۶۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۰، جامع ترمذی ابواب الزکاۃ بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْعِ الزَّكَاةِ مِنَ التَّشْدِيدِ ۶۱۷

بعد وہ جنت یا جہنم کی طرف جانے کا اپنا راستہ دیکھے گا۔[۱]

وہ جانور جن کی زکوٰۃ لی جاتی ہے

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء نے جن جانوروں کی زکوٰۃ لی ہے وہ تین قسم کے ہیں اونٹ، گائے اور بکری۔ واضح رہے کہ زکوٰۃ میں بھینس گائے کی جنس میں اور بھیڑ اور دنبہ بکری کی جنس میں شمار ہوتی ہے۔

مویشیوں کی زکوٰۃ کی شرطیں:

مویشیوں کی زکوٰۃ فرض ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ نصاب کا پہنچنے کے بعد ان پر ایک سال گزر جائے۔

دوسری یہ کہ ان کی پرورش سارا سال یا سال کے اکثر حصے میں جنگلوں، پہاڑوں یا سبزے کے میدانوں میں چرانے سے ہوتی ہو۔

اگر زیادہ انحصار چرانے پر ہو لیکن کبھی کبھار گھر پر بھی چارا ڈالا جائے تو زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اونٹوں کی زکوٰۃ جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی:

أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِنَ الإِبِلِ ،وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، اور پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ نہیں، اسی طرح پانچ وسق سے کم (غلہ) میں زکوٰۃ نہیں۔[۲]

مالک اپنی مرضی سے دینا چاہے تو الگ بات ہے۔

چوبیس اونٹوں تک کی زکوٰۃ بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے گی۔

پانچ سے نو اونٹوں تک	ایک بکری
دس سے چودہ اونٹوں تک	دو بکریاں
پندرہ سے انیس اونٹوں تک	تین بکریاں
بیس سے چوبیس اونٹوں تک	چار بکریاں زکوٰۃ میں لی جائیں گی۔
پچیس سے پینتیس اونٹوں تک	ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی جس کی عمر کا دوسرا سال شروع ہو)
۳۶ سے ۴۵ اونٹوں تک	ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی جس کی عمر کا تیسرا سال شروع ہو)
۴۶ سے ۶۰ اونٹوں تک	ایک حقہ (تین سالہ اونٹنی جس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو)
۶۱ سے ۷۵ اونٹوں تک	ایک جذعہ (چار سالہ اونٹنی جس کی عمر کا پانچواں سال شروع ہو)

[۱] صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۰

[۲] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ زَكَاةِ الوَرِقِ ۱۴۴۷، سنن ابوداود کتاب الزکوۃ بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ ۱۵۵۸

۷۶ سے ۹۰ اونٹوں تک　　　　دو بنت لبون۔

۹۱ سے ۱۲۰ اونٹوں تک　　　　دو حقہ۔

ایک سو بیس سے آگے ہر دس کے بعد کل تعداد چالیس یا پچاس پر تقسیم ہو جاتی ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اونٹ ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہو گا۔

گائے (بھینس) کی زکوٰۃ:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم دیا

وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعٌ ،وَفِي الْأَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ

ہر تیس گایوں میں سے ایک تبیع یا تنیعہ (ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو) لیں اور ہر چالیس گایوں میں سے ایک مسنہ (دو سال سے زیادہ کا نر یا مادہ جسکا سامنے کا دانت گر چکا ہو) لیں۔ [1]

تیس سے کم گایوں میں زکوٰۃ نہیں، اونٹوں کی طرح یہاں بھی ساٹھ سے آگے ہر دس کے بعد کل تعداد تیس یا چالیس کے ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے، تفصیل اس طرح ہو گی۔

۳۰ سے ۳۹ گایوں تک	ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو)
۴۰ سے ۴۹ گایوں تک	ایک مسنہ (دو سال سے زیادہ کا نر یا مادہ جسکا سامنے کا دانت گر چکا ہو)
۶۰ سے ۶۹ گایوں تک	دو تبیع یا تبیعہ
۷۰ سے ۷۹ گایوں تک	ایک تبیع یا تبیعہ اور ایک مسنہ
۸۰ سے ۸۹ گایوں تک	دو مسنہ
۹۰ سے ۹۹ گایوں تک	تین تبیع یا تبیعہ

الغرض رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر تیس گایوں میں سے ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس گایوں میں سے ایک مسنہ لیا جائے گا۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ میں نر اور مادہ دونوں دیئے جا سکتے ہیں، یہاں صرف تبیع اور مسن کی عمر مقرر ہے، مالک اپنی خوشی سے بڑی عمر کا جانور دے تو جائز ہے۔

چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ:

وَقَالَ سُفْيَانُ:لاَ يَجِبُ حَتَّى يَتِمَّ لِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً، وَلِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہو سکتی کہ دونوں شریکوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں نہ ہو جائیں۔ [2]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ ۱۵۷۲، جامع ترمذی ابواب الزکوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ البَقَرِ ۶۲۲ ، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ ۲۴۵۲،سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃبَابُ صَدَقَةِ الْبَقَرِ ۱۸۰۳،مسنداحمد ۲۲۰۱۳

[2] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابٌ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ، فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ

چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک	ایک بکری
ایک سو بیس سے دو سو بکریوں تک	دو بکریاں
دو سو ایک سے تین سو تیس بکریوں تک	تین بکریاں

اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری زکوٰۃ پڑے گی، جیسا کہ تین سو میں تین بکریاں، چار سو میں سے چار بکریاں، پانچ سو میں سے پانچ بکریاں ہوں گی۔

تین سو کے بعد جو سینکڑہ کم ہو گا اس میں زکوٰۃ نہیں، جیسا کہ تین سو سے تین سو ننانوے بکریوں تک تین بکریاں اور چار سو سے چار سو ننانوے بکریوں تک چار بکریاں ہوں گی۔ [1]

نوٹ۔

وَلاَ يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلاَ ذَاتُ عَوَارٍ، وَلاَ تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ المُصَدِّقُ

صدقہ میں بوڑھا یا عیب دار جانور یا سانڈھ نہ نکالا جائے، ہاں صدقہ لینے والا عامل چاہے تو جائز ہے۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى اليَمَنِ، قَالَ: فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا البتہ ان کی عمدہ چیزیں (زکوٰۃ کے طور پر لینے سے) پرہیز کرنا۔ [3]

البتہ صاحب مال نہایت خوش دلی سے حق واجب سے زیادہ عمدہ مال دینا چاہے تو قبول کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَدِّقًا، فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ، فَلَمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا صَدَقَتُكَ، فَقَالَ: ذَاكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ، وَلَا ظَهْرَ، وَلَكِنْ هَذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ عَظِيمَةٌ سَمِينَةٌ، فَخُذْهَا، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنَا بِآخِذٍ مَا لَمْ أُومَرْ بِهِ، وَهَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ قَرِيبٌ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ، فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَافْعَلْ، فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلْتُهُ، وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ، قَالَ: فَإِنِّي فَاعِلٌ، فَخَرَجَ مَعِي وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مصدق بنا کر بھیجا میں ایک شخص کے پاس پہنچا جب اس نے اپنا مال اکٹھا کیا تو میں نے اس پر صرف ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) ہی واجب پائی، میں نے اس سے کہا ایک بنت مخاض دے دو تمھاری یہی زکوٰۃ واجب ہے، وہ بولا یہ دودھ والی ہے اور نہ سواری کے قابل ہے! اس کے بجائے یہ ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی ہے اسے لے لو، میں نے اس سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ زَكَاةِ الغَنَمِ عن انس ۱۴۵۴

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لاتوخذفی الصدقۃ ہرمۃ ولاذات عوارولاتیس الاماشاءٔ المصدق۱۴۵۵

[3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابٌ لاَ تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلاَ ذَاتُ عَوَارٍ، وَلاَ تَيْسٌ، إِلَّا مَا شَاءَ المُصَدِّقُ۱۴۵۵

کہا جس چیز کا مجھے حکم نہیں ہے میں وہ کیوں کر لے سکتا ہوں البتہ رسول اللہ ﷺ تیرے قریب ہی ہیں اگر چاہو تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ اور جو کچھ مجھے دے رہے ہو انہیں جا کر پیش کر دو اگر آپ قبول فرما لیں تو میں لے لوں گا اگر وہ نامنظور کریں تو میں بھی قبول نہیں کرتا، اس نے کہا میں یہی کرتا ہوں، چنانچہ وہ میرے ساتھ چل پڑا اور وہ اونٹنی بھی ساتھ لے گیا جو وہ مجھے دے رہا تھا حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے،

فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي صَدَقَةَ مَالِي، وَايْمُ اللَّهِ مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا رَسُولُهُ قَطُّ قَبْلَهُ، فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي، فَزَعَمَ أَنَّ مَا عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ، وَذَلِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ، وَلَا ظَهْرَ، وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً فَتِيَّةً عَظِيمَةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبَى عَلَيَّ، وَهَا هِيَ ذِهْ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ خُذْهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ذَاكَ الَّذِي عَلَيْكَ، فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ اللَّهُ فِيهِ، وَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ، قَالَ: فَهَا هِيَ ذِهْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا، قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْضِهَا، وَدَعَا لَهُ فِي مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ

تو وہ شخص بولا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کا قاصد میرے مال کی زکوٰۃ لینے کے لیے میرے پاس پہنچا ہے اور اللہ کی قسم! اس سے پہلے نہ تو اللہ کے رسول میرے مال میں تشریف لائے ہیں اور نہ ہی ان کے نمائندہ نے دیکھا ہے، سو میں نے اس کے لیے اپنا مال جمع کیا تو اس نے بتایا کہ میرے مال میں صرف ایک بنت مخاض واجب ہے اور اس عمر کا جانور نہ دودھ دیتا ہے اور نہ سواری کے قابل ہوتا ہے، سو میں نے اسے ایک شاندار جوان اونٹنی پیش کی کہ اسے قبول کر لے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور وہ اونٹنی یہ ہے! اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اسے آپ کے پاس لے آیا ہوں آپ اس کو قبول فرما لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر وہی فرض ہے لیکن اگر تو اپنی خوشی سے نیکی کرنا چاہئے تو اس کا اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور ہم تجھ سے یہ قبول کر لیتے ہیں، وہ شخص بولا اور وہ یہ رہی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اسے لے آیا ہوں تو آپ اسے قبول فرما لیجئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے وصول کر لینے کا حکم فرمایا اور اس کے مال میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔[1]

اگر کسی کے پاس ایک ہی عمر یا ایک ہی جنس یا ایک ہی درجے کے جانور ہوں تو زکوٰۃ بھی اسی قسم سے لی جائے گی مثلاً سبھی اعلیٰ یا ادنیٰ ہیں یا سبھی نر یا مادہ ہیں تو انہی میں سے زکوٰۃ لی جائے گی۔

پالتو جانوروں کی زکوٰۃ:

اونٹ، بکریوں یا گائے بھینس کی پرورش اگر چارہ ڈال کر کی جاتی ہو تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے ان سے حاصل ہونے والی آمدن اگر ساتھ ہی ساتھ خرچ ہوتی رہے تو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں البتہ اگر جمع ہو جائے تو دوسرے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس کے ساتھ اس میں سے بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی، اگر یہ جانور تجارت کے لئے رکھے گئے ہیں تو ہر سال ان کی قیمت کا اندازہ کر کے اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ مرغیوں اور دوسرے جانوروں کے فارموں کا بھی یہی حکم ہے۔

گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کی زکوٰۃ:

---

[1] سنن ابوداود کتاب الزکوۃ بَابٌ فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ ۱۵۸۳

یہ جانور خواہ جنگل میں چرنے والے ہوں یا چارے پر پرورش پاتے ہوں، اسی طرح خواہ سواری کے لئے ہوں یا افزائش نسل کے لئے ان پر زکوٰۃ نہیں، البتہ اگر ان سے حاصل ہونے والی آمدن آدمی کے مال میں جمع ہوتی رہی ہے تو سال کے آخر میں دوسرے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرے گا، اسی طرح اگر یہ جانور تجارت کے لئے ہیں تو دوسرے سامان تجارت کی طرح ان کی قیمت کا اندازہ کر کے اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرے۔

۲۔ نقدی اور سونے چاندی کی زکوٰۃ

مال کی دوسری قسم جس میں زکوٰۃ فرض ہے وہ سونا اور چاندی ہے، اس میں سونے اور چاندی کے زیور بھی شامل ہیں اور نقدی (روپیہ پیسہ) کا بھی یہی حکم ہے۔

نقدی کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعید:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا ، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کے لئے اس کے مال کو ایک (نہایت زہریلے) گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا

لا شعر على رأسه لكثرة سمه وطول عمره

سانپ کے جسم پر تو بال ہوتے ہی نہیں لہذا گنجے سے مراد یہ ہے کثرت زہر یا درازی عمر کی وجہ سے اس کے سر پر سے چمڑا تک اڑ چکا ہو گا)

ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلاَ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھر وہ اس کے منہ کے دونوں کناروں (باچھوں) کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں، پھر یہ آیت پڑھی "جو لوگ اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے وہ اسے اپنے لئے اچھا ہر گز خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، جلد ہی جس میں انہوں نے بخل کیا ہے وہ قیامت کے دن ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔"[1]

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۴ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝۳۵ [2]

ترجمہ: اور جو لوگ سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ایک دن آئے گا کہ اسی سونے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ وقول اللہ تعالی ۱۴۰۳

[2] التوبة ۳۵،۳۴

چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

سونے چاندی کا نصاب اور زکوٰۃ کی مقدار

أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں صدقہ نہیں ہے (پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوتے ہیں) اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم (غلہ) میں زکوٰۃ نہیں۔ [1]

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ، وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ، فَمَا زَادَ، فَبِحِسَابِ ذَلِكَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس دوسو درہم ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں پانچ درہم (زکوٰۃ) ہے، اور سونے میں تم پر کچھ نہیں حتی کہ تمہارے پاس بیس دینار ہوں، پس جب تمہارے پاس بیس دینار ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان میں نصف دینار (زکوٰۃ) ہے پھر جو زیادہ ہو وہ اس کے حساب سے ہوگا۔ [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سونے چاندی اور نقدی کی زکوٰۃ کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ چاندی دوسو درہم اور سونا بیس دینار یا اس سے زیادہ ہو، دوسری یہ کہ اس پر سال گزر چکا ہو تب اس میں سے چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکوٰۃ فرض ہوگی۔

موجودہ اوزان کے لحاظ سے چاندی اور سونے کا نصاب:

دوسو درہم کی مودار کے متعلق پاک و ہند کے علماء میں مشہور یہی ہے کہ وہ ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہیں جو گراموں کے لحاظ سے تقریباً ۶۱۱ گرام بنتے ہیں اور بیس دینار ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہیں جو سوا ستاسی، ۸۷.۴۰ گرام بنتے ہیں لیکن تحقیق سے بیس دینار سونے اور دوسو درہم چاندی کا وزن مندرجہ بالا مقداروں سے کم بنتا ہے، چنانچہ شیخ ابوبکر الجزائری نے الجمل فی زکاۃ العمل ۲۷،۲۸ میں اور دکتور عبداللہ بن محمد بن احمد العطار نے الزکاۃ میں بیس دینار کو ستر گرام سونے کے برابر اور دوسو درہم کو ۴۶۰ گرام چاندی کے برابر قرار دیا ہے، ان حضرات نے ایک دینار کا وزن ساڑھے تین گرام سونا اور ایک درہم کا وزن ۲.۳۰ گرام چاندی قرار دیا ہے۔ مفتی عبدالرحمٰن الرحمانی نے بھی اپنے رسالہ المیزان فی الاوزان میں اسی کو درست قرار دیا ہے۔ یہ مقدار عام معروف ساڑھے باون تولے کی چاندی اور ساڑھے سات تولے سونے سے کافی کم ہے، مگر تحقیق پر مبنی ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سونا چاندی اس نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ ادا کی جائے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ زَكَاةِ الوَرِقِ ۱۴۴۷، وبَابٌ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ ۱۴۵۹

[2] سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ ۱۵۷۳

اوزان کے متعلق مفتی عبد الرحمٰن الرحمانی صاحب کی تحقیق کا خلاصہ:

فاعلم أنّ الإجماع منعقد منذ صدر الإسلام وعهد الصّحابة والتّابعين أنّ الدّرهم الشّرعيّ هو الّذي تزن العشرة منه سبعة مثاقيل من الذّهب والأوقيّة منه أربعين درهما وهو على هذا سبعة أعشار الدّينار ووزن المثقال من الذّهب اثنتان وسبعون حبّة من الشّعير فالدّرهم الّذي هو سبعة أعشاره خمسون حبّة وخمسا حبّة وهذه المقادير كلّها ثابتة بالإجماع

ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں صدر اسلام اور عہد صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک اس بات پر اجماع ہے کہ درہم شرعی وہ ہے جس کے دس درہم سات مثقال (دینار) سونے کے برابر ہوں اور اس کا ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس کے مطابق ایک درہم ۱۰/۷ دینار کے برابر ہوگا اور سونے کا ایک مثقال (دینار) بہتر (۷۲) جو کے دونوں کے برابر ہوتا ہے، اس کے مطابق وہ درہم جو ۱۰/۷ دینار کے برابر ہے وہ ۲/۵۰۵ جو کے دانوں کے برابر ہوگا اور یہ تمام اندازے اجماع سے ثابت ہیں۔ [1]

وَالْمِثْقَالُ لَمْ يَتَغَيَّرْ جَاهِلِيَّةً وَلَا إِسْلَامًا، وَهُوَ اثْنَانِ وَسَبْعُونَ حَبَّةً، وَهِيَ شَعِيرَةٌ مُعْتَدِلَةٌ لَمْ تُقَشَّرْ وَقُطِعَ مِنْ طَرَفَيْهَا مَا دَقَّ وَطَالَ، وَالْمُرَادُ بِالدَّرَاهِمِ الدَّرَاهِمُ الْإِسْلَامِيَّةُ الَّتِي كُلُّ عَشَرَةٍ مِنْهَا سَبْعَةُ مَثَاقِيلَ--- وَوَزْنُ الدِّرْهَمِ سِتَّةُ دَوَانِقَ، وَالدَّانِقُ ثَمَانِ حَبَّاتٍ وَخُمُسَا حَبَّةٍ، فَالدِّرْهَمُ خَمْسُونَ حَبَّةً وَخُمُسَا حَبَّةٍ

شربینی نے المغنی میں فرمایا مثقال میں جاہلیت اور اسلام میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی وہ ۷۲ دانے درمیانے جو کے برابر ہے جس کا چھلکا اترا ہوا نہ ہو اور دونوں طرفوں سے لمبا باریک حصہ کاٹ دیا گیا ہو، درہم اسلامی وہ ہے جس کے دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں ---آگے چل کر لکھا ہے اور درہم ۲/۵ ۵۰ جو کے دانے کے برابر ہے۔ [2]

أَنَّ دِينَارَ الذَّهَبِ بِمَكَّةَ وَزْنُهُ: اثْنَانِ وَثَمَانُونَ حَبَّةً وَثَلَاثَةُ أَعْشَارِ حَبَّةٍ بِالْحَبِّ مِنْ الشَّعِيرِ الْمُطْلَقِ ، وَوَزْنُ الدِّرْهَمِ الْمَكِّيِّ سَبْعٌ وَخَمْسُونَ حَبَّةً وَسِتَّةُ أَعْشَارِ حَبَّةٍ وَعُشْرُ حَبَّةٍ

ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنے تجربے کے مطابق دینار کو ۱۰/ ۸۲۰۳ آٹھ معتدل جو کے دانے کے برابر اور درہم کو ۵۷۰۶۱ (ستاون اعشاریہ اکسٹھ) جو کے برابر لکھا ہے۔ [3]

صاحب قاموس نے لفظ (المکوک) کی تشریح میں درہم کو ۴۸ حبہ کے برابر لکھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر محدثین وفقہاء کے مطابق دینار ۷۲ دانے جو اور درہم ۵۰۰۲/۵ دانے جو کے برابر ہے۔

صاحب قاموس کے مطابق درہم اڑتالیس جو کے برابر ہے۔

پچاس اور اڑتالیس کا فرق معمولی ہے جو دانوں کے اختلاف کی وجہ سے ہو جاتا ہے، اس تحقیق کے مطابق ۷۲ دانے جو تولے جائیں تو ساڑھے

---

[1] تاریخ ابن خلدون ۱/۳۲۵

[2] مغنی المحتاج ۲/۹۳

[3] المحلی بالآثار ۴/۵۳

تین گرام کے برابر ہوتے ہیں لہذا ایک دینار ساڑھے تین گرام اور بیس دینار ستر گرام سونے کے برابر ہوں گے اگر کسی شخص کے پاس ستر گرام سونا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اس طرح ۵۰۰۲/۵ جو کے دانے تولے جائیں تو ۲۰۳ (دو اعشاریہ تین) گرام کے برابر ہوتے ہیں یہ ایک درہم کا وزن ہے لہذا دو سو درہم ۴۶۰ گرام چاندی کے برابر ہوں گے اور یہی چاندی کا نصاب ہے۔

نقدی کا نصاب:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بیس دینار اور دو سو درہم کی قیمت تقریباً برابر تھی، موجودہ دور میں چار سو ساٹھ گرام چاندی کی قیمت ستر گرام سونے کی قیمت سے بہت ہی کم ہے، سوال یہ ہے کہ اس دور میں زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے چار سو ساٹھ گرام چاندی کی قیمت نصاب ہوگی یا ستر گرام سونے کی، اس کا جواب یہ ہے کہ فقراء کے لئے زیادہ مفید یہی ہے کہ چاندی کی قیمت کو نصاب بنایا جائے اور احتیاط بھی اسی میں ہے لیکن اگر کوئی شخص سونے کی قیمت کو نصاب بنا کر اس سے کم نقدی ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اسے گناہ گار نہیں کہا جا سکتا۔

مسئلہ ۱۔ اگر کسی کے پاس چاندی بھی ہو اور سونا بھی مگر چاندی دو سو درہم سے کم ہو اور سونا بیس دینار سے کم ہو تو نہ سونے پر زکوٰۃ ہوگی نہ چاندی پر۔ دونوں کی قیمت جمع کر کے نصاب نہیں بنایا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کا الگ الگ نصاب مقرر فرمایا ہے، البتہ اس کے پاس اگر کچھ نقدی بھی ہو اور سونا اور چاندی بھی تو سونے یا چاندی میں سے جس کے ساتھ روپے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو اس میں سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

مسئلہ ۲۔ اگر بیوی کا مال الگ ہے تو نصاب کو پہنچنے پر اسے اپنے مال کی زکوٰۃ خود ادا کرنا ہوگی۔

دوران سال حاصل ہونے والے مال کی زکوٰۃ:

جب کسی شخص کے پاس نصاب کے برابر مویشی یا سونا چاندی ہو، پھر سال کے دوران اسے مزید مال حاصل ہو جائے تو کیا اس کی زکوٰۃ پہلے مال کے ساتھ دی جائے گی یا ان کیلئے الگ سال کا حساب ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مال پہلے مال کے نتیجے میں ملا ہے مثلاً جانوروں کے بچے دینے کی وجہ سے مال بڑھ گیا یا پہلے مال کے نفع میں مزید مال گیا تو اس کی زکوٰۃ پہلے مال کے ساتھ ہی دے جائے گی کیونکہ یہ پہلا مال ہی ہے جو بڑھ گیا ہے اور اگر کسی الگ ذریعے سے حاصل ہوا ہے مثلاً وراثت یا ہبہ میں کچھ مال مل گیا ہے یا روان سال مزدوری سے حاصل ہوا تو اس پر زکوٰۃ اس وقت فرض ہوگی جب اس پر سال گزر جائیگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کوئی نیا مال ملے تو جب تک اس پر سال نہ گزرے اس پر زکوٰۃ نہیں، ہاں اپنی سہولت اور زیادہ ثواب کے لئے پہلے مال کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ دے دے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔

۳۔ مال تجارت کی زکوٰۃ

مال تجارت میں زکوٰۃ کی فرضیت:

مال کی تیسری قسم جس میں زکوٰۃ فرض ہے تجارت کا مال ہے خواہ کسی بھی قسم کی ہو جب اس پر سال گزر جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو مال تم نے کمائے ہیں اس میں سے بہتر حصہ راہ اللہ خرچ کرو۔

وَالْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ وَسَائِرُ الْأُمَّةِ - إِلَّا مَنْ شَذَّ - مُتَّفِقُونَ عَلَى وُجُوبِهَا فِي عَرْضِ التِّجَارَةِ، سَوَاءٌ كَانَ التَّاجِرُ مُقِيمًا أَوْ مُسَافِرًا، وَسَوَاءٌ كَانَ مُتَرَبِّصًا وَهُوَ الَّذِي يَشْتَرِي التِّجَارَةَ وَقْتَ رُخْصِهَا وَيَدَّخِرُهَا إِلَى وَقْتِ ارْتِفَاعِ السِّعْرِ أَوْ مُدِيرًا كَالتُّجَّارِ الَّذِينَ فِي الْحَوَانِيتِ، سَوَاءٌ كَانَتِ التِّجَارَةُ بَزًّا مِنْ جَدِيدٍ، أَوْ لَبِيسٍ، أَوْ طَعَامًا مِنْ قُوتٍ أَوْ فَاكِهَةٍ، أَوْ أُدْمٍ، أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ، أَوْ كَانَتْ آنِيَةً كَالْفَخَّارِ وَنَحْوِهِ، أَوْ حَيَوَانًا مِنْ رَقِيقٍ أَوْ خَيْلًا، أَوْ بِغَالًا، أَوْ حَمِيرًا، أَوْ غَنَمًا مَعْلُوفَةً، أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ، فَالتِّجَارَاتُ هِيَ أَغْلَبُ أَمْوَالِ أَهْلِ الْأَمْصَارِ الْبَاطِنَةِ، كَمَا أَنَّ الْحَيَوَانَاتِ الْمَاشِيَةَ هِيَ أَغْلَبُ الْأَمْوَالِ الظَّاهِرَةِ

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں معدودے چند افراد کے سوا ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ تجارت کے سامان میں زکوٰۃ واجب ہے، خواہ تاجر مقیم ہوں یا مسافر، ارزانی کے وقت سامان خرید کر گرانی کا انتظار کرنے والے تاجر ہوں یا عام دوکاندار جو ہر وقت اور ہر نرخ پر خرید وفروخت میں مصروف رہتے ہیں، تجارت کا مال نئے یا پرانے کپڑے ہوں یا کھانے پینے کا سامان، ہر قسم کا غلہ، پھل فروٹ، سبزی، گوشت، مٹی، چینی، دھات وغیرہ کے برتن ہوں یا جاندار چیزیں غلام، گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ، گھر میں پلنے والی بکریاں ہوں یا جنگل میں چرنے والے ریوڑ غرض تجارت کے ہر قسم کے مال میں زکوٰۃ فرض ہے [2]

مال تجارت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

سال گزرنے پر جب زکوٰۃ ادا کرنی ہو تو آدمی کو چاہیے کہ وہ نقدی جو اس کے پاس موجود ہے اور وہ سامان تجارت جو اس کی دکان یا کارخانے یا گودام وغیرہ میں فروخت کیلئے یا خام مال کی صورت میں موجود ہے، اس کی قیمت کا اندازہ کر کے جمع کر لے، اس کے ساتھ وہ قرض بھی جو اس نے کسی سے لینا ہے اور آسانی سے اس کے ملنے کی امید ہے جمع کر لے پھر اگر کسی کا قرض ادا کرنا ہے تو وہ اس رقم میں سے نکال دے، باقی جو کچھ بچے اس میں سے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دے۔

مسئلہ: جس قرض کے واپس ملنے کی امید نہ ہو اس میں ہر سال زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ اس کے پاس موجود مال کے حکم میں نہیں ہے، جب وہ واپس ملے تو اس میں سے ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر دے۔

مسئلہ: دکان یا کارخانے کی عمارت، مشینری، فرنیچر اور الماریاں وغیرہ جن کی خرید وفروخت نہیں کی جاتی ان پر زکوٰۃ نہیں ہے، اسی طرح گاڑیوں یا کرایہ پر چلنے والی دوسری چیزوں کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت دوسرے مال کے ساتھ ان سے حاصل ہونے والے مال کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی، ہاں دکان، مکان، گاڑی، مشینری یا کوئی بھی چیز جو تجارت کے لئے ہو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی۔

---

[1] البقرة ٢٦٧

[2] القواعد النورانية الفقهية لابن تيمية ١/١٣٤

۴۔ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ (عشر)

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

...وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ...[1]

ترجمہ: اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا العُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ العُشْرِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمین جسے آسمان یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ خود بخود نمی کی وجہ سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ (زکوٰۃ) لیا جائے اور وہ زمین جسے کنوئیں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ (زکوٰۃ) لیا جائے۔[2]

أَنَّ الْعُشْرَ يَجِبُ فِيمَا سُقِيَ بِغَيْرِ مُؤْنَةٍ، كَالَّذِي يَشْرَبُ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَنْهَارِ، وَمَا يَشْرَبُ بِعُرُوقِهِ، وَهُوَ الَّذِي يُغْرَسُ فِي أَرْضٍ مَاؤُهَا قَرِيبٌ مِنْ وَجْهِهَا، فَتَصِلُ إلَيْهِ عُرُوقُ الشَّجَرِ، فَيَسْتَغْنِي عَنْ سَقْيٍ، وَكَذَلِكَ مَا كَانَتْ عُرُوقُهُ تَصِلُ إلَى نَهْرٍ أَوْ سَاقِيَةٍ. وَنِصْفُ الْعُشْرِ فِيمَا سُقِيَ بِالْمُؤَنِ، كَالدَّوَالِي وَالنَّوَاضِحِ

یعنی اگر زمین کسی ایسے ذریعے سے سیراب ہوتی ہو جس میں مشقت نہ ہو یا کم مشقت ہو مثلاً بارش، شبنم، اولے، زمینی نمی و رطوبت اور چشموں وغیرہ سے تو اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے لیکن اگر کسی مشقت طلب ذریعے سے سیراب کی جاتی ہو مثلاً اونٹ، بیل یا آدمی پانی لا کر سیراب کریں یا کنوئیں یا ٹیوب ویل سے پانی لا کر، یا پانی خرید کر سیراب کیا جائے، یا جیسے آج کل معین رقم ادا کر کے نہری پانی سے فصلوں کو سیراب کیا جاتا ہے تو ان سب صورتوں میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہو گی۔

زمین سے حاصل شدہ پیداوار پر دسواں یا بیسواں حصہ واجب الاداء ہے

لَا نَعْلَمُ فِي هَذَا خِلَافًا

اس پر امت نے اجماع کیا ہے۔[3]

عَنْ أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، حِينَ بَعَثَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ يُعَلِّمَانِ النَّاسَ أَمْرَ دِينِهِمْ لَا تَأْخُذُوا الصَّدَقَةَ إِلَّا مِنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ، الشَّعِيرِ، وَالْحِنْطَةِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف لوگوں کو احکام دین کی تعلیم کی غرض سے بھیجا تو فرمایا جو،

[1] الانعام ۱۴۱

[2] صحیح بخاری کتاب الزکاة بَابُ العُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ، وَبِالْمَاءِ الجَارِي ۱۴۸۳،سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابُ صَدَقَةِ الزَّرْعِ ۱۵۹۶،جامع ترمذی ابواب الزکوٰہ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ فِيمَا يُسْقَى بِالأَنْهَارِ وَغَيْرِهَا ۶۳۹،سنن نسائی کتاب الزلوٰۃ بَابُ مَا يُوجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ ۲۴۹۰،سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰہ بَابُ صَدَقَةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ ۱۸۱۷

[3] المغنی ۳/۹،بدائع الصنائع ۲/۵۴

گندم، منقی اور کھجور ان چار اصناف کے علاوہ کسی غلے پر زکوٰۃ وصول نہ کرنا۔ (۱)

سنن ابن ماجہ کی روایت میں مکی کا لفظ زیادہ ہے،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: إِنَّمَا سَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فِي هَذِهِ الْخَمْسَةِ: فِي الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالذُّرَةِ

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان پانچ چیزوں میں زکوٰۃ مقرر فرمائی گندم، جو، کھجور، کشمش اور جوار۔ (۲)

ضعيف جدا

لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ (۳)

اس طرح چار اصناف ہی ثابت ہیں لہذا ان ہی سے عشر لیا جائے گا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، امام ابن مبارک رحمہ اللہ، امام حسن رحمہ اللہ، امام ابن سیرین رحمہ اللہ اور امام شعبی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں، امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی قول مروی ہے۔ (۴)

شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر چند علماء نے اس روایت کو صحیح کہا ہے لیکن فی الحقیقت یہ ثابت نہیں کیونکہ

أبو حذيفة سيئ الحفظ، وطلحة ابن يحيى التيمي مختلف فيه

اس میں راوی ابو حذیفہ سیئی الحفظ ہے، راوی سفیان ثاری مدلس کا عنعنہ ہے اور راوی طلحہ بن یحیی مختلف فیہ ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ , عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ , أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُؤْخَذَ مِنَ الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةً

عطا بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن مغیرہ رحمہ اللہ نے موسیٰ بن طلحہ کی زمین سے سبزیوں کی زکوٰۃ لینے کا ارادہ کیا تو موسیٰ بن طلحہ نے کہا تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں۔ (۵)

الصَّوَابُ مُرْسَلٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں درست بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔ (۶)

عَنْ مُعَاذٍ , وَأَمَّا الْقِثَّاءُ وَالْبِطِّيخُ وَالرُّمَّانُ وَالْقَصَبُ فَقَدْ عَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کھیرا، ککڑی، تربوز، انار اور گنے میں رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔ (۷)

(۱) مستدرک حاکم ۱۴۵۹، سنن الدار قطنی ۲/۴۸۲ ، معرفة السنن والآثار ۶/۱۱۵

(۲) سنن ابن ماجه كتاب الزكاة بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ ۱۸۱۵

(۳) سنن ابن ماجه كتاب الزكاة بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ ۱۸۱۵

(۴) المغنی ۳/۴

(۵) سنن الدارقطنی ۱۹۱۹

(۶) تلخيص الحبير ۲/۳۲۱

(۷) سنن الدارقطنی ۱۹۱۵ ،مستدرک حاکم ۱۴۵۸،معرفة السنن والآثار ۸۱۹۴

وَفِيهِ ضَعْفٌ وَانْقِطَاعٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اس روایت میں ضعف وانقطاع ہے۔[1]

چونکہ یہ ساری روایات ثابت نہیں ہیں اس لئے عمومی دلائل کی وجہ سے ہر زمینی پیداوار پر نصاب تک پہنچنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

...وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ... ﴿۲۶۷﴾ [2]

ترجمہ: اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لیے نکالا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا العُشْرُ

وہ زمین جسے آسمان یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ خود بخود نمی کی وجہ سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔[3]

امام مالک رحمہ اللہ وامام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں صرف ایسی کھیتیوں اور پھلوں میں زکوٰۃ ہے جو کھانے اور ذخیرہ کرنے کے قابل ہوں، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں لکڑی، گھاس اور بانس کے علاوہ ہر ایسی چیز پر زکوٰۃ واجب ہے جسے زمین اگاتی ہے اور یہی مذہب راجح ہے۔[4]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِيمَا أَقَلُّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق (تقریباً بیس من) سے کم (غلے) پر زکوٰۃ نہیں۔[5]

ابن منذر رحمہ اللہ[6] ابن قدامہ رحمہ اللہ[7] ابن قیم رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں

لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

---

(1) تلخیص الحبیر ۲/۳۲۱

(2) البقرة ۲۶۷

(3) صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ العُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ، وَبِالْمَاءِ الجَارِي ۱۴۸۳، سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابُ صَدَقَةِ الزَّرْعِ ۱۵۹۶

(4) فقہ الزکاۃ ۱/۳۵۵

(5) صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابٌ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ ۱۴۸۴، وبَابُ زَكَاةِ الوَرِقِ ۱۴۴۷، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ باب ليس فيمادون خمسة اوسق صدقة ۲۲۶۳، سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ ۱۵۵۸، جامع ترمذی ابواب الزکوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الزَّرْعِ وَالتَّمْرِ وَالحُبُوبِ ۶۲۶، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ باب زَكَاةِ الْحِنْطَةِ ۲۴۸۶، سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ ۱۷۹۳، موطاامام مالک کتاب الزکوٰۃ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ، مسنداحمد ۱۱۷۰۷ ابن حزم رحمہ اللہ المحلی بالآ ثار ۴/۶۰

(6) نیل الاوطار ۴/۱۶۸

(7) المغنی لابن قدامہ ۳/۳

پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ نہیں،اور جمہور اسی کے قائل ہیں

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: تَجِبُ فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ

مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں پانچ وسق سے کم اور زیادہ ہر مقدار میں زکوٰۃ واجب ہے۔

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسواں حصہ وصول کیا۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ،قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي نَحْلًاقَالَ:أَدِّ الْعُشْرَ

ابوسیارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس شہد کی مکھیاں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دسواں حصہ ادا کرو۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي العَسَلِ:فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَزُقٍّ زِقٌّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کے متعلق فرمایا ہر دس مشکوں میں ایک مشک (زکوٰۃ) ہے (۳)

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں شہد میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے،امام مالک رحمہ اللہ،امام شافعی رحمہ اللہ،ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں،امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے شہد میں زکوٰۃ کو ضروری نہیں سمجھا،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر شہد کی مکھیاں عشری زمین میں ہوں تو زکوٰۃ ہے بصورت دیگر نہیں، کیونکہ شہد بھی اس آیت

...وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ... ﴿۲۶۷﴾ (۴)

ترجمہ:اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لیے نکالا ہے۔

کے عموم میں بھی شامل ہے،اس لئے راجح یہی ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ مکھیاں زمین کی فصلوں سے ہی اسے حاصل کر کے شہد بناتی ہیں۔

زکوٰۃ عشر کے مصارف

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صدقات خرچ کرنے کی آٹھ جگہیں بیان فرمائی ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ (۵)

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الزكاة بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ ۱۸۲۴

(۲) سنن ابن ماجه كتاب الزكاة بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ ۱۸۲۳،مسند احمد ۱۸۲۴،السنن الكبرى للبيهقى ۷۴۵۸

(۳)۔جامع ترمذى كتاب الزكاة بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ العَسَلِ ۶۲۹

(۴) البقرة ۲۶۷

(۵) التوبة ۶۰

ترجمہ: یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں اور راہ اللہ میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لئے ہیں، ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔

فُقَرَآءِ: سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی معیشت کے لئے دوسرے کی مدد کا محتاج ہو۔

مَسٰكِيْنِ: وہ لوگ ہیں جو عام حاجت مندوں کی نسبت زیادہ خستہ حال ہو۔

وَالْعٰمِلِيْنَ: زکوٰۃ وعشر جمع کرنے پر مامور لوگ خواہ اسے جمع کرنے والے ہوں یا تقسیم کرنے والے یا اس کا حساب رکھنے والے کرنے والے لوگ۔ غرض زکوٰۃ وعشر کے کسی بھی شعبہ میں کام کرنے والے ہوں، امیر انہیں ان کے کام کی جتنی مزدوری دے، لے سکتے ہیں خواہ وہ غنی ہوں کیونکہ یہ ان کے کام کی مزدوری ہے۔

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ: کے معنیٰ ہیں دل موہنا۔ اس حکم سے مقصود یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کی مخالفت میں سرگرم ہوں اور مال دے کر ان کے جوش عداوت کو ٹھنڈا کیا جاسکتا ہو یا جو لوگ کفار کے کیمپ میں ایسے ہوں کہ اگر مال سے انہیں توڑا جائے تو ٹوٹ کر مسلمانوں کے مددگار بن سکتے ہوں یا جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہوں اور ان کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے اندیشہ ہو کہ اگر مال سے ان کی مدد نہ کی گئی تو پھر کفر کی طرف پلٹ جائیں گے، ایسے لوگوں کو مستقل وظائف یا وقتی عطیے دے کر اسلام کا حامی ومددگار یا مطیع وفرماں بردار یا کم از کم بے ضرر دشمن بنالیا جائے۔

وَفِي الرِّقَابِ: سے مراد غلاموں کو آزاد کرانا ہے، خواہ ان کی پوری قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر کے آزاد کروایا جائے یا مکاتبت یعنی (قسطوں میں اپنی قیمت ادا کر کے آزاد کر دیئے جانے کا معاہدہ) کی صورت میں قسطوں کی ادائیگی میں مدد کی جائے۔ وہ مسلمان جو کفار کی قید میں ہوں ان کا فدیہ بھی وَفِي الرِّقَابِ میں آتا ہے، اسی طرح اگر کوئی بے گناہ مسلمان قید ہے تو اسے قید سے چھڑوانے میں خرچ کرنا بھی وَفِي الرِّقَابِ میں داخل ہے۔

وَالْغٰرِمِيْنَ: سے مراد وہ مقروض ہیں جن پر اتنا قرض چڑھ گیا ہو جس کے ادا کرنے کی سکت ان میں نہ ہو، ان کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ جنھوں نے اپنی ذاتی ضرورتوں یا کاروبار کے لئے قرض لیا ہو مگر ادا کرنے کے قابل نہ رہے سکے، دوسرے وہ جن کے مال کسی ناگہانی آفت مثلاً سیلاب آجانے یا آگ لگنے یا چوری ہو جانے سے برباد ہو گئے اور وہ قرض کے بوجھ تلے دب گئے، تیسرے وہ جنھوں نے صلح کروانے کے لئے کسی رقم یا دیت وغیرہ کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھالی یا کسی مقروض کی ضمانت دی جس پر انہیں تاوان پڑ گیا۔ ان تمام صورتوں میں زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس نے وہ قرض کسی گناہ کے کام کے لئے نہ لیا ہو۔ ہاں توبہ کر لے تو اسکی اعانت کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو جائے اور قرض ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑے تو زکوٰۃ کی مد سے اس کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے۔

وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: کا لفظ عام ہے، تمام وہ نیکی کے کام جن میں اللہ کی رضا ہو اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہیں، اس میں شک نہیں کہ پورا اسلام ہی سبیل اللہ یعنی اللہ کا راستہ ہے اس لئے علماء کے ایک گروہ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس حکم کی رو سے زکوٰۃ کا مال ہر قسم کے نیک کاموں میں صرف کیا جاسکتا ہے، مگر اس مقام پر اسے نیکی کا ہر کام مراد نہیں، ورنہ فقراء، مساکین وغیرہ کو الگ ذکر کرنے کی ضرورت

نہیں تھی وہ سب بھی فی سبیل اللہ ہیں، اس لئے بڑی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ یہاں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے یعنی وہ جدوجہد جس سے مقصود نظام کفر کو مٹانا اور اس کی جگہ نظام اسلامی کو قائم کرنا ہو۔

قرآن مجید اور حدیث میں سبیل اللہ کا لفظ یا تو عام معنیٰ میں آیا ہے جس سے مراد اسلام اور اللہ کی رضا کا راستہ ہے یا پھر جہاد فی سبیل اللہ جیسے قرآن مجید میں ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... ﴿٢٧٣﴾ (١)

ترجمہ: خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔

اسی طرح اس آیت میں بھی جہاد مراد ہے

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ... ﴿١٩٥﴾ (٢)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

جیسے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے صراحت فرمائی (٣)

اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَأَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ

خالد رضی اللہ عنہ نے تو اپنی زرہیں اور جنگی ساز وسامان اور گھوڑے سب فی سبیل اللہ وقف کر دیے ہیں۔ (٤)

اس لئے مفسرین نے یہاں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد و قتال ہی لیا ہے۔

چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَهُمُ الْغُزَاةُ وَمَوْضِعُ الرِّبَاطِ، يُعْطَوْنَ مَا يُنْفِقُونَ فِي غَزْوِهِمْ كَانُوا أَغْنِيَاءَ أَوْ فُقَرَاءَ. وَهَذَا قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ، وَهُوَ تَحْصِيلُ مَذْهَبِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللهُ

اس سے مراد لڑنے والے ہیں لڑائی میں خرچ کردہ مال انہیں دیا جائے گا اگرچہ اہل ثروت ہوں یا فقراء، اور اکثر علماء کا قول یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کا حاصل بھی یہی ہے۔ (٥)

بدایۃ المجتہد میں ہے۔

وَأَمَّا فِي سَبِيلِ اللهِ: فَقَالَ مَالِكٌ: سَبِيلُ اللهِ مَوَاضِعُ الْجِهَادِ وَالرِّبَاطِ وَبِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: هُوَ الْغَازِي

(١) البقرة ٢٧٣

(٢) البقرة ١٩٥

(٣) سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن نسائی

(٤) صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ العَرْضِ فِي الزَّكَاةِ

(٥) تفسیر القرطبی ٨/١٨٥

فی سبیل اللہ کے متعلق مالک رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے مراد جہاد اور رباط (دشمن کے مقابلے میں چھاونی ڈال کر بیٹھنے) کی جگہیں ہیں، ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا اور شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے مراد وہ غازی ہے جو اس صدقہ کے پڑوس میں ہو۔

معالم میں ہے۔

أَرَادَ بِهَا الْغُزَاةَ فَلَهُمْ سَهْمٌ مِنَ الصَّدَقَةِ

اس سے مراد غازی لئے ہیں ان کے لئے صدقہ کا ایک حصہ ہے۔ (۱)

ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں لکھا۔

فَإِنَّهُ يَعْنِي: وَفِي النَّفَقَةِ فِي نُصْرَةِ دِينِ اللهِ وَطَرِيقِهِ وَشَرِيعَتِهِ الَّتِي شَرَعَهَا لِعِبَادِهِ بِقِتَالِ أَعْدَائِهِ، وَذَلِكَ هُوَ غَزْوُ الْكُفَّارِ

فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کے دین، اس کے راستے اور اس کی شریعت میں خرچ کرنا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے مقرر فرمائی ہے اور وہ کفار سے جنگ ہے۔ (۲)

فی سبیل اللہ کی تفسیر میں ابن کثیر نے فرمایا۔

فَمِنْهُمُ الْغُزَاةُ الَّذِينَ لَا حَقَّ لَهُمْ فِي الدِّيوَانِ

ان میں وہ غازی بھی شامل ہیں جن کا دیوان میں حصہ نہیں ہے۔ (۳)

ابن کثیر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ فی سبیل اللہ میں حج کرنے والے بھی شامل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہاں فی سبیل اللہ سے مراد اسلام کی سر بلندی کے لئے جہاد و قتال کرنے والے لوگ ہیں اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو کسی بھی طرح دنیا میں اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں خواہ وہ دلیل و برہان کے ساتھ ہو یا ہاتھ اور زبان کے ساتھ، البتہ اس مد کا اولین مصداق وہی لوگ ہیں جو کفار سے لڑائی میں مصروف ہیں یا کفار کے خلاف لڑائی کے کسی بھی شعبہ میں شریک ہیں۔

فائدہ: غازی فی سبیل اللہ کو صدقات میں سے دینے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ فقیر یا مسکین ہو بلکہ غنی کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ

عطا ابن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمیوں کے علاوہ کسی غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں جن میں پہلا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (۴)

---

(۱) مختصر تفسیر البغوی ۳۸۱/۴

(۲) تفسیر طبری ۵۲۷/۱۱

(۳) تفسیر ابن کثیر ۱۶۹/۴

(۴) سنن ابوداود کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُ الصَّدَقَةِ وَهُوَ غَنِيٌّ ۱۶۳۵، سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ ۱۸۴۱

وَابۡنِ السَّبِيۡلِ : بعض اہل علم کے مطابق اس سے مراد وہ مسافر ہے جو اگرچہ اپنے وطن میں غنی ہے مگر سفر میں اس کے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے اور اس کے لئے گھر پہنچنا مشکل ہو گیا ہے، ایسے مسافر پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز ہے، الفاظ کے عموم اور لفظ (فی) کو مدنظر رکھیں تو مسافروں کے لئے ہر قسم کی ضروریات مثلاً سڑکوں اور آرام گاہوں اور پانی وغیرہ کے انتظام پر صدقات کی اس مد میں سے خرچ کیا جا سکتا ہے اسے صرف ان مسافروں کے ساتھ خاص کرنا جو دوران سفر فقیر کے حکم میں ہوں لفظ کے عموم کو بلا دلیل محدود کرنا ہے۔

زکوٰۃ وعشر کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ زکوٰۃ وعشر ادا کر دینے کے بعد بھی آدمی کے مال میں کچھ حقوق باقی رہتے ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے مثلاً اگر کسی شخص کے پاس مال ہے اور اس کے والدین ضرورت مند ہیں تو اس پر ان کی ضروریات پوری کرنا فرض ہے اسی طرح مہمان کی ضیافت فرض ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں زکوٰۃ ادا کر چکا ہوں اس لئے مجھ پر والدین کی خدمت یا مہمان کی مہمان نوازی لازم نہیں ہے، والدین کے علاوہ رشتہ داروں، مسکینوں، یتیموں کے حقوق کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر آپ کا ہمسایہ بھوکا ہے اور اس کے پاس مال موجود ہے تو اس کے سیر ہو کر کھانا جائز نہیں خواہ وہ زکوٰۃ ادا کر ہی چکا ہو۔ کفار سے لڑائی کے وقت اگر مجاہدین کو ضرورت ہو تو اسے پورا کرنا ہر اس مسلمان پر لازم ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ مال مویشیوں والے لوگوں پر زکوٰۃ کے علاوہ حاجتمندوں کو کچھ نہ کچھ دودھ وغیرہ دے دینا بھی ان کے مال میں اللہ کا حق ہے، باغات اور فصلوں میں سے آنے جانے والوں اور مساکین کو کچھ نہ کچھ دے دینا اللہ کا حق ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک باغ والوں کا قصہ ذکر فرمایا ہے جو مساکین کو کچھ دینے سے بخل کرتے ہوئے علی الصبح پھل توڑنے کے ارادے سے چلے، دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے آسمانی آفت کے ذریعے پہلے ہی سارا باغ نیست و نابود کر دیا تھا (القلم ۱۶ تا ۳۳) اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی کھجوروں کے پھلوں میں سے ایک آدھ خوشہ مسجد میں لا کر لٹکا دیتے تھے تاکہ فقراء مہاجرین تازہ پھل کھا لیں۔ اس لئے ہمیں زکوٰۃ وعشر ادا کرنے کے بعد بھی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ ہمارا حقیقی مال وہی ہے جو ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور ہم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے اس سے ہمارے مال میں دنیا میں اضافہ ہوگا اور آخرت میں بھی وہ ہمارے لئے ذخیرہ بنے گا۔

نوٹ: بعض لوگوں نے مختلف مہینوں مثلاً شعبان المعظم، رمضان المبارک کو زکوٰۃ کے مہینے سمجھ رکھا ہے جو کہ بلا دلیل اور ناجائز ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ جب کسی کے پاس مال زکوٰۃ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو جس ماہ میں زکوٰۃ کا نصاب مکمل ہوا تھا اسی میں زکوٰۃ ادا ہو گی اور ہر شخص کو اس کا ریکارڈ رکھنا ضروری ہے، اس میں یہ حکمت ہے کہ معاشرے میں ضرورت مند زکوٰۃ کے مستحقین کا سرکل بھی سارا سال چلتا رہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن عبسہ سلمی کی مدینہ میں آمد

مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن عبسہ نے عرض کیا تھا کہ وہ آپ کے ساتھ رہیں

قَالَ: إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَوْمَكَ هَذَا، أَلَا تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ، وَلَكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس پر آشوب زمانے میں تم ایسا نہیں کر سکتے کیا آپ میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہے، ہاں جب تم

سنو کہ میں ظاہر ہو گیا ہوں تو مجھ سے آ ملنا، ابھی اپنے اہل و عیال کی طرف چلے جاؤ، اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں آ گئے، عمرو رضی اللہ عنہ بن عبسہ کہتے ہیں میں اپنے گھر والوں میں ہی تھا، اور لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبریں لیتا رہتا تھا اور پوچھتا رہتا تھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ والوں سے میری طرف کچھ لوگ آئے

فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ؟ فَقَالُوا النَّاسُ: إِلَيْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ:نَعَمْ، أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ، قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى

میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس طرح کے جو آدمی مدینہ منورہ میں آئے ہیں اس نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں (یعنی بڑی تیزی سے ان پر ایمان لا رہے ہیں) ان کی قوم کے لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے، یہ تسلی بخش جواب سنکر عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں تم وہی ہو جس نے مکہ میں مجھ سے ملاقات کی تھی، میں نے عرض کیا جی ہاں،

فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ وَأَجْهَلُهُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ،قَالَ:صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ،ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ،ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ

پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے مجھے اس کی خبر دیجئے اور میں اس سے جاہل ہوں، مجھے نماز کے بارے میں بھی خبر دیجئے (چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کی یوں تعلیم فرمائی) صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے کیونکہ جب سورج نکلتا ہے تو شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور کفار اس وقت اسے سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھو، کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی فرشتے دیں گے اور حاضر ہوں گے یہاں تک کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے، پھر نماز سے رکے رہو کیونکہ اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے، پھر جب سایہ آ جائے تو نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر کیے جائیں گے، یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھو، پھر سورج کے غروب ہونے تک نماز سے رکے رہو کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے، اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں،

فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ فَالْوُضُوءَ، قَالَ:مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ، وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ،ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ،ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ،ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ،فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ، إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ

وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

میں نے پھر عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! وضو کے بارے میں بھی بتایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جو وضو کے پانی کی کلی کرے اور پانی ناک میں ڈالے اور ناک صاف کرے مگر یہ کہ اس کے منہ اور نتھنوں کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی داڑھی کے کناروں کے ساتھ لگ کر پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے پاوں ٹخنوں تک دھوتا ہے تو دونوں پاوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں کی طرف سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، جب وہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ اس کی بالوں کی نوکوں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے گناہ انگلیوں کی پیروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی بزرگی اس کے شایان شان بیان کرے اور اپنے دل کو خالص اللہ کے لئے فارغ کر لے تو وہ آدمی اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ (۱)

أسلم قديماً بمكة ثم رجع إلى بلاده، فأقام بها إلى أن هاجر بعد خيبر، وقبل فتح مكة، فشهده

اہل سیر کا بیان ہے شروع ہی میں ایمان لے آئے اور اس کے اپنے شہر چلے گئے اور یہیں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کر لی، انہوں نے فتح مکہ اور غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ (۲)

ان کی سال وفات کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ بعض ارباب سیر کہتے ہیں

مات في أواخر خلافة عثمان

انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے عہد خلافت کے آخر میں کسی وقت وفات پائی۔ (۳)

میثاق مدینہ منورہ

مدینہ منورہ میں مختلف النسل لوگ آباد تھے، ان کے مذاہب بھی جدا جدا تھے، یہودی ایک عرصہ دراز سے یہاں آباد تھے مگر اوس وخزرج کے مقابلے میں اقلیت میں تھے مگر ان کے متعدد قبائل جو مدینہ وخیبر میں رہتے تھے بہت طاقتور تھے اور متعدد جداگانہ قلعوں میں رہا کرتے تھے، یہودی اہل کتاب تھے، خیبر میں ان کے مدرسے اور علمی مراکز تھے جن کو بیت المدارس کہا جاتا تھا جن میں ابوسفیان بن امیہ بن عبدالشمس، بشیر بن عبدالملک السکونی، ابی قیس بن عبدمناف بن زہرہ اور عمرو بن زرارہ المعروف الکاتب جیسے مشہور، تجربہ کار اور بلند پایہ اساتذہ تعلیم پر مامور تھے۔ ان کی تعلیمی درگاہوں میں تورات کی تعلیم کے علاوہ لکھنے پڑھنے کی تربیت کا بھی انتظام تھا

كان الكتاب بالعربية في الأوس والخزرج قليلا، وكان بعض اليهود قَدْ علم كتاب العربية، وكان تعلمه الصبيان

(۱) صحيح مسلم كتاب فضائل القرآن بَابُ إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ۱۹۳۰
(۲) الاصابة فی تمیزالاصحابة ۴٫۵۴۵
(۳) الاصابة فی تمییز الصحابة ۴٫۵۴۷

بالمدينة في الزمن الأول فجاء الإسلام وفي الأوس والخزرج عدة يكتبون وهم سَعْد بْن عبادة بْن دليم والمنذر بْن عَمْرو وأبي بْن كعب وزيد بْن ثابت، فكان يكتب العربية والعبرانية ورافع بْن مَالِك وأسيد بْن حضير ومعن بْن عدي البلوى حليف الأنصار وبشير بْن سَعْد وسعد بْن الربيع وأوس بْن خولى وعبد الله بن أبى المنافق.سويد بْن الصامت

جبکہ انصار میں تحریر وکتابت اور علم وادب کا رواج مکہ والوں سے بھی کم تھا البتہ اسلام سے کچھ پہلے مدینہ منورہ کے بچے تحریر واملاء کا فن سیکھتے تھے، اس لئے جب اسلام آیا تو اوس وخزرج کے متعدد لوگ لکھا پڑھنا جانتے تھے، جیسے سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، ابی بن کعب، زید بن ثابت عربی اور عبرانی کی کتابت کیا کرتے تھے، رافع بن مالک، اسید بن حضیر، معین بن عدی انصار کے حلیف، بشیر بن سعد، سعد بن ربیع، اوس بن خولی، عبد اللہ بن ابی منافق، سوید بن الصامت۔ [1]

رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاول سے ماہ صفر تک مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف رہے، پھر آپ ﷺ نے یثرب کے حالات کے پیش نظر یہ مناسب خیال فرمایا کہ

۱۔ اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق وفرائض کا تعین کیا جائے۔

۲۔ شہر کے غیر مسلم عربوں اور خاص کر یہودیوں سے سمجھوتہ کیا جائے۔

۳۔ شہر کی سیاسی تنظیم اور فوجی مدافعت کا اہتمام کیا جائے۔

تاکہ یثرب کو شہری مملکت قرار دے کر اس کے انتظام کا دستور مرتب کیا جائے جس کی روشنی میں مختلف نسلوں اور ان کے جداگانہ مذاہب کے اختلاف میں کوئی فتنہ وفساد نہ پھیلا سکے اور قومیت کی وحدت قائم رہے اور سب کو تہذیب وتمدن میں ایک دوسرے کی مدد واعانت حاصل رہے۔

کیونکہ اسلام ابھی کمزور تھا اس لئے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے مذہبی وسیاسی اقتدار کو تسلیم نہیں کیا مگر اوس وخزرج کے اشخاص متعلقہ سے گفت وشنید کے بعد یہ معاہدہ لکھا گیا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ

یہ تحریر نبی امی محمد (ﷺ) نے مدینے کے مومن ومسلم انصار اور مکے کے مسلم ومومن مہاجرین کے لئے بطور شرائط مواخاۃ اسلامی یادداشت کی صورت میں لکھائی ہے۔

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ

○ تمام (دنیا کے) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہوگی۔

[1] فتوح البلدان ۴۵۵

الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ بينهم، وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين

○ قریش سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو عوف على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنی عوف اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو الحرث على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنی الحارث بن خزرج اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو ساعدة على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنی ساعدہ اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو جشم على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنی جشم اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو النجار على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنو النجار اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو عمرو بن عوف على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنی عمرو بن عوف اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو النبيت على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○ اور بنی النبیت اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وبنو أوس على ربعتهم يتعاقبون مَعَاقِلَهُمُ الْأُوْلَى، وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

○اور بنی الاوس اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تا کہ

ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف ہو۔

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ مفرحا بينهم وان يعطوه بالمعروف في فداء أو عقل

○اور ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد دیئے بغیر چھوڑ نہ دیں گے تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

وَلَا يُحَالِفُ مُؤْمِنٌ مَوْلَى مُؤْمِنٍ دُونَهُ

○اور یہ کہ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے مولا (معاہداتی بھائی) سے خود معاہدہ برادری نہیں پیدا کرے گا۔

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوِ ابْتَغَى، دَسِيعَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جميعاً وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ

○ اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے، یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے، خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مؤمناً في كافر ولا ينصر كافرا عَلَى مُؤْمِنٍ

○اور کوئی ایمان والا کسی ایمان والے کو کسی کافر کے بدلے قتل نہ کرے گا اور نہ کسی کافر کی کسی ایمان والے کے خلاف مدد کرے گا۔

وَإِنَّ ذِمَّةَ اللهِ وَاحِدَةٌ: يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دون الناس

○اور اللہ کا ذمہ ایک ہی ہے، ان (مسلمانوں) کا ادنیٰ ترین فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا، اور ایمان والے باہم بھائی ہیں (ساری دنیا کے) لوگوں کے مقابل۔

وإن مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ والأسوة غير مظلومين ولا تناصر عَلَيْهِمْ

○اور یہ کہ یہودیوں میں سے جو ہماری اتباع کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہو گی، نہ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

وَإِنَّ سِلْمَ الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةٌ: لَا يُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُونَ مُؤْمِنٍ فِي قِتَالٍ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا عَلَى سَوَاءٍ وَعَدْلٍ بَيْنَهُمْ

○اور ایمان والوں کی صلح ایک ہی ہو گی، اللہ کی راہ میں لڑائی ہو تو کوئی ایمان والا کسی دوسرے ایمان والے کو چھوڑ کر (دشمن سے) صلح نہیں کرے گا، جب تک کہ (یہ صلح) ان سب کے لئے برابر اور یکساں نہ ہو۔

وَإِنَّ كُلَّ غَازِيَةٍ غَزَتْ مَعَنَا يُعْقِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا

○اور ان تمام ٹکڑیوں کو جو ہمارے ہمراہ جنگ کریں باہم نوبت بہ نوبت چھٹی دلائی جائے گی۔

وإن المؤمنين يبئ بعضهم على بعض بِمَا نَالَ دِمَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى أَحْسَنِ هُدًى وَأَقْوَمِهِ

○اور ایمان والے باہم اس چیز کا انتقام لیں گے جو اللہ کی راہ میں ان کے خون کو پہنچے،اور بے شبہ متقی ایمان والے سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

وَإِنَّهُ لا يجبر مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا يَحُولُ دُونَهُ عَلَى مُؤْمِنٍ

○اور یہ کہ کوئی مشرک (غیر مسلم رعیت) قریش کی جان اور مال کو کوئی پناہ نہ دے گا اور نہ اس سلسلے میں کسی مومن کے آڑے آئے گا۔

وَإِنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدٌ بِهِ إِلَّا أن يرضى ولي القتول، وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةً وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ

○اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اور ثبوت پیش ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا بجز اس کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے ،اور تمام ایمان والے اس کی تعمیل کے لئے اٹھیں گے،اور اس کے سوائے انہیں کوئی اور چیز جائز نہ ہو گی۔

وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أن ينصر محدثا ولايأويه وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ

○اور کسی ایسے ایمان والے کے لئے جو اس دستور العمل (صحیفہ) کے مندرجات (کی تعمیل) کا اقرار کر چکا اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لا چکا ہو، یہ بات جائز نہ ہو گی کہ کسی بدعتی کو مدد یا پناہ دے،اور جو اسے مدد یا پناہ دے گا تو قیامت کے دن اس پر اللہ کی لعنت اور غضب نازل ہوں گے اور اس سے کوئی رقم یا معاوضہ قبول نہ ہو گا۔

وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فيه من شئ فإن مرده إلى الله عزوجل وَإِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

○اور یہ کہ جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو تو اسے اللہ اور محمد ﷺ سے رجوع کیا جائے گا۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ

حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے

وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ

کرنے سے بچتا رہے تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے، اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو سب سے

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ (البقرۃ ۱۹۷)

بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَشْهُرُ الحَجِّ: شَوَّالٌ، وَذُو القَعْدَةِ، وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الحَجَّةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حج کے لئے معلوم ومعروف مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن مقرر ہیں۔[١]

اس لئے اس کا احرام حج کے مہینوں کے علاوہ باندھنا جائز نہیں ہے، چونکہ ایام جاہلیت میں عرب کسب معاش کو دنیاداری کا فعل تصور کرتے تھے اس لئے دوران سفر حج کسب معاش کا ارتکاب مذموم سمجھتے تھے جس کی وجہ سے حج کی حیثیت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے بجائے ایک میلہ سے زیادہ نہیں رہی تھی، جس میں مختلف جگہوں سے بھانت بھانت کے لوگ جمع ہوجاتے، بعض لوگ عکاظ اور ذوالمجاز میلوں میں تجارت کے لئے آتے تھے، کیونکہ حج اور تجارت کا الگ الگ سلسلہ تھا اس لئے ان بیوپاری حضرات کو حج سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا بس ان کی آمد سے ایک بھیڑ جمع ہوجاتی، ان لوگوں کی وجہ سے حج میں ننگی ہوکر طواف کرنے والی عورتوں سے چھیڑ خانی ہوتی، لوگوں کا بے ہنگم شور وغل، دھکم پیلی اور لڑائی جھگڑے ہوتے، مگر اسلام نے کسب معاش اور حج کو یکجا کردیا اور تمام بیہودہ افعال کی سخت ممانعت فرمادی، فرمایا جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کا احرام باندھے، اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران میں اس سے کسی طرح کی کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو اور جو نیک کام تم کروگے وہ اللہ کے علم میں ہوگا، بالالفاظ دیگر حج میں شہوت پرستی اور گناہ وفساد جیسے واقعات رونما ہوں گے تو پھر حج حج نہیں رہے گا،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے حج کیا اور شہوانی باتوں اور فسق وفجور سے بچا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔[٢]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ أَهْلُ اليَمَنِ يَحُجُّونَ وَلاَ يَتَزَوَّدُونَ، وَيَقُولُونَ: نَحْنُ المُتَوَكِّلُونَ، فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى :وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اہل یمن کا ایک نرالا دستور تھا کہ جب وہ حج کی نیت سے بیت اللہ کی طرف سفر کرتے تو سفر کے لئے کوئی زادراہ لے کر نہیں چلتے تھے، زادراہ کو ساتھ لے کر چلنے کو وہ دنیادارانہ فعل تصور کرتے تھے، ان کا خیال تھا کہ وہ متوکل علی اللہ ہیں، اللہ کے گھر کی طرف جارہے ہیں پھر دنیاوی سامان ساتھ کیوں لیں چنانچہ مکہ میں پہنچ جاتے تو بھیگ مانگ کر گزارہ کرتے، اللہ نے ان کے اس طریقہ کی نفی فرمائی اور تعلیم فرمائی'' سفر حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ اور سب سے بہتر زادِ راہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے اجتناب اور پاکیزہ زندگی ہے۔''[٣]

پس اے ہوشمندو! اللہ کے عذابوں اور اس کی گرفت سے ڈرو اور اس کے احکامات کی نافرمانی سے پرہیز کرو۔

---

[١] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ

[٢] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ فَضْلِ الحَجِّ المَبْرُورِ ۱۵۲۱،وکتاب العمرۃ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَلاَ رَفَثَ ۱۸۱۹، ۱۸۲۰

[٣] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى ۱۵۲۳

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ

تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں جب تم عرفات سے لوٹو تو مسجد حرام کے پاس

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے،

لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

مہربان ہے، پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

بلکہ اس سے بھی زیادہ، بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، ایسے لوگوں کا آخرت

مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ

میں بھی کوئی حصہ نہیں، اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں

حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ

بھی بھلائی عطا فرما اور عذاب جہنم سے نجات دے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ہے

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ (البقرۃ۱۹۸تا۲۰۲)

اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

اہل عرب کا ایک جاہلانہ عقیدہ یہ تھا کہ وہ سفر حج کے دوران تجارت کو مذموم سمجھتے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كَانَتْ عُكَاظُ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو المَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي المَوَاسِمِ، فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾[1]. فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار تھے، لوگوں نے موسم حج میں تجارت کرنے کو گناہ

[1] البقرۃ: ۱۹۸

سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔'' نازل فرمائی۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ: كَانُوا يَتَّقُونَ الْبُيُوعَ، وَالتِّجَارَةَ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ، يَقُولُونَ أَيَّامَ ذِكْرٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ} فَحُجُّوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت میں ہے لوگ موسم حج میں خرید و فروخت اور تجارت سے اجتناب کیا کرتے تھے کہ یہ ذکر الٰہی کے دن ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔'' نازل فرمائی۔ (۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نُكْرِي، فَهَلْ لَنَا مِنْ حَجٍّ؟ قَالَ: أَلَيْسَ تَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ؟ وَتَأْتُونَ الْمُعَرَّفَ؟ وَتَرْمُونَ الْجِمَارَ وَتَحْلِقُونَ رُءُوسَكُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الَّذِي سَأَلْتَنِي، فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّى نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ} فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَنْتُمْ حُجَّاجٌ

ابو امامہ تیمی سے مروی ہے میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم لوگ کرایہ پر چیزیں لیتے دیتے ہیں کیا ہمارا حج ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا کیا تم بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے؟ کیا تم میدان عرفات نہیں جاتے؟ کیا تم جمرات کی رمی اور حلق نہیں کرتے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ایک آدمی نے آ کر یہی سوال کیا تھا جو تم نے مجھ سے کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے کہ '' تم پر کوئی حرج نہیں ہے اس بات میں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر جواب دیا کہ تم حاجی ہو۔ (۳)

عَنْ أَبِي صَالِحٍ، مَوْلَى عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، كُنْتُمْ تَتَّجِرُونَ فِي الْحَجِّ؟ قَالَ: وَهَلْ كَانَتْ مَعَايِشُهُمْ إِلَّا فِي الْحَجِّ

ابو صالح مولیٰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! کیا آپ حضرات حج میں تجارت کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی معیشت کا انحصار حج کی تجارت ہی پر تو تھا (۴)

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کی تردید فرمائی کہ اگر حج کے ساتھ ساتھ تم تجارت بھی کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اور نو ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے غروب شمس تک جب عرفات سے چلو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر مغرب کی تین رکعات اور عشا کی دو رکعت (قصر) جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ نماز پڑھو اور رات یہاں گزار کر فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر طلوع آفتاب تک اللہ کے ذکر میں مصروف رہو،

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ۴۵۱۹

(۲) تفسیر طبری ۴/۱۶۸، الدر المنثور ۱/۵۳۴

(۳) مسند احمد ۶۴۳۴

(۴) تفسیر طبری ۴/۱۶۸

ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيِّ فِي اسْتِغْفَارِهِ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ

عبداللہ بن عباس بن مرداس سلمی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن شام کے وقت اپنی امت کے لئے استغفار کیا۔ (۱)

اور طلوع آفتاب کے بعد منیٰ جاؤ، مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق عرفات جانا اور وہاں وقوف کر کے واپس آنا ضروری ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ العَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلَامُ أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا، ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کیونکہ عرفات حرم سے باہر ہے اس لئے قریش اور ان کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (بنی خزاعہ، بنی کنانہ اور قریش کے دوسرے حلیف فخر وتکبر اور نشان امتیاز کے طور پر عرفات تک نہیں جاتے تھے بلکہ) مزدلفہ میں ہی وقوف کیا کرتے تھے اس کا نام انہوں نے الحمس رکھا تھا (یعنی کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں، اسی کے شہر کے رئیس ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں) جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے فخر وغرور کے اس بت کو توڑتے ہوئے نبی کریم ﷺ حکم فرمایا تم میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی امتیاز نہیں، مناسک حج سب لوگوں کے لئے یکساں ہے لہذا جیسے دوسرے لوگ عرفات سے لوٹ کر آتے ہیں تم بھی وہیں سے لوٹ کر آؤ۔ (۲)

جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ، فَقُلْتُ:هَذَا وَاللهِ مِنَ الحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرا اونٹ گم ہو گیا تھا میں نے عرفہ کے دن اس کو ڈھونڈنے نکلا، تو میں نے نبی کریم ﷺ کو عرفات میں کھڑے ہوئے دیکھا میں نے کہا یہ نبی کریم ﷺ تو واللہ قریش میں سے ہیں پھر ان کا یہاں کیا کام ہے۔ (۳)

(اور سنت ابراہیمی کی جو تم خلاف ورزی کرتے رہے ہو) اس پر اللہ غفور ورحیم سے معافی مانگو، یقیناً وہ اپنے بندوں کو معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے،

شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، قَالَ:وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام استغفاروں کا سردار یہ استغفار ہے اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں، میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں،

---

(۱) تفسیرابن کثیر۵۵۶؍۱،تفسیر القرطبی۴۲۰؍۲

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ البقرۃ بَابُ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ ۴۵۲۰،صحیح مسلم کتاب الحج بَابٌ فِي الْوُقُوفِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ ۲۹۵۴

(۳) مسنداحمد ۱۶۷۳۷،صحیح بخاری کِتَابُ الحَجِّ بَابُ الوُقُوفِ بِعَرَفَةَ ۱۶۶۴،صحیح مسلم کِتَابُ الْحَجِّ بَابٌ فِي الْوُقُوفِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: {ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ ۲۹۵۶

ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں، میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا، اور فرمایا جو شخص اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو دن کے وقت پڑھ لے اگر اسی دن فوت ہو جائے تو قطعاً جنتی ہو گا اور جو شخص اسے رات کے وقت پڑھے گا اور اسی رات فوت ہو گا تو بھی وہ جنتی ہے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلاَتِي، قَالَ:قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں نماز میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت زیادہ ظلم کیا ہے پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر کہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بے شک وشبہ تو ہی ہے۔'' (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ:اللهُمَّ فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللهُمَّ فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَالْمَغْرَمِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے فتنہ سے، جہنم کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور امیری کے فتنہ سے اور فقیری کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال مسیح کے فتنہ شر سے، اے اللہ! میرے گناہوں کو دھو دے برف سے اور اولے کے پانی سے اور میرا دل گناہوں سے پاک کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کر دیا اور مجھ سے گناہوں کو دور کر دے جیسے تو نے مشرق کو مغرب کو (پورب کو پچھم سے) دور کیا، یا اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سستی، بڑھاپے، گناہ اور قرضداری سے۔'' (۳)

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: قَالَ إِبْلِيسُ لِأَوْلِيَائِهِ مِنْ أَيِ شي تأتون بنى آدم؟ فقالوا: من كل شي، قَالَ: فَهَلْ تَأْتُونَهُمْ مِنْ قِبَلِ الِاسْتِغْفَارِ؟ قَالُوا: هيهات! ذلك شي قُرِنَ بِالتَّوْحِيدِ، قَالَ: لَأَبُثَّنَّ فِيهِمْ شَيْئًا لَا يَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ مِنْهُ، قَالَ: فَبَثَّ فِيهِمُ

(۱) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ ۶۳۰۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ ۸۳۴، صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ۶۸۶۹

(۳) صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ وَغَيْرِهَا ۶۸۷۱،سنن ابن ماجه كِتَابُ الدُّعَاءِ بَابُ مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۳۸

الْأَهْوَاءَ

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا ابلیس نے اپنے دوستوں سے کہا تم کس راستے سے ابن آدم کے پاس جاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہر راستے سے، ابلیس نے کہا کیا تم ان کے پاس استغفار کی طرف سے بھی جاتے ہو؟ انہوں نے کہا افسوس ہے کہ یہ ایسی چیز ہے جو توحید کے ساتھ ہی ملائی ہوئی ہے، ابلیس نے کہا میں لوگوں کے درمیان ایسی چیز پھیلاؤں گا جس کی وجہ سے وہ اللہ سے استغفار نہیں کریں گے، راوی کہتے ہیں پھر اس نے لوگوں میں خواہشات کو پھیلا دیا۔ (۱)

عن الاعمش عن مجاهدقال مااردى اى النعمتين على اعظم ان هدانى للاسلام اوعافانى من هذاالاهوائ

اعمش بیان کرتے ہیں کہ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ مجھ پر دو نعمتوں میں سے کون سی نعمت بڑی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی یا ان خواہشات سے نجات دی۔ (۲)

اہل عرب حج سے فراغت کے بعد منیٰ میں میلہ لگاتے اور اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا ذکر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ جب تم دس ذوالحجہ کو کنکریاں مارنے، قربانی کرنے، سرمنڈانے، طواف کعبہ اور سعی صفا و مروہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد جو تین دن منیٰ میں قیام کرتے ہو تو یہاں اپنے آباؤ اجداد کے فخر و امتیاز کی جاہلانہ باتیں کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی بزرگیاں، بڑائیاں، عظمتیں اور عزتیں بیان کرو کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا موقعہ ہے اس لئے بکثرت اللہ کا ذکر کرو، مگر اللہ کو یاد کرنے والے لوگوں میں بھی بہت فرق ہے ان میں سے کوئی تو ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے، کیونکہ ایسے شخص کو آخرت سے کوئی رغبت نہیں ہے اس لئے ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ قَوْمٌ مِنَ الْأَعْرَابِ يَجِيئُونَ إِلَى الْمَوْقِفِ، فَيَقُولُونَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ عَامَ غَيث وَعَامَ خصْب وَعَامَ وَلَادٍ حَسَنٍ. لَا يَذْكُرُونَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ شَيْئًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بعض اعراب یہاں ٹھیر کر صرف یہی دعائیں مانگتے تھے کہ الٰہی اس سال بارشیں اچھی برساتا کہ غلے اچھے پیدا ہوں، اولادیں بکثرت ہوں مگر آخرت کی بھلائی کے لئے کوئی دعا نہیں کرتے تھے۔ (۳)

اور کوئی دنیا طلب کرنے کے بجائے دونوں جہانوں کی بھلائی طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی نصیب فرما اور جہنم کی آگ کے عذاب سے ہمیں بچا، یعنی ''حَسَنَةً'' میں دنیا کے اعتبار سے نیک عمل، نیک اولاد، وسعت رزق، علم نافع اور صحت و عافیت وغیرہ سب شامل ہیں صرف ایک لفظ ''حَسَنَةً'' کہہ کر دنیا کی تمام بھلائیاں طلب کر لیں اور آخرت کے لیے یہی لفظ بول کر جنت طلب کر لی اور آخرت کی گھبراہٹ سے امن و سلامتی اور حساب و کتاب کی آسانی بھی طلب کر لی نیز آگ کے عذاب یعنی جہنم کے عذاب سے پناہ کی درخواست بھی کر دی گویا اس مختصر مگر جامع دعا میں دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں مانگ لیں اور دوزخ کے عذاب

(۱) تفسير القرطبي ۱۴۰/۷، التفسير المظهري ۲۳۴/۷

(۲) الدارمى المقدمه۳۱۷

(۳) تفسيرابن ابى حاتم ۳۶۷/۲

سے پناہ ونجات طلب کر لی۔

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ:مَنْ أُعْطِيَ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَجَسَدًا صَابِرًا، فَقَدْ أُوتِيَ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَوُقِيَ عَذَابَ النَّارِ

قاسم بن عبد الرحمٰن جن کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے نے کہا ہے کہ جسے شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان اور صبر کرنے والا جسم مل گیا تو اسے دنیا وآخرت کی بہتری وبھلائی مل گئی اور وہ جہنم کے عذاب سے بھی بچا لیا جائے گا۔ [1]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر آخرت کو سنوارنا ہے تو دنیا کا ستیاناس کرنا پڑے گا اور اگر دنیا کو سنوارنا ہے تو آخرت کو فراموش کرنا پڑے گا، لیکن یہ مفروضہ ایک بہت بڑا دھوکا ہے کیونکہ وہ دنیا دنیا ہی نہیں جس میں دین نہیں اور اسی طرح وہ دین دین نہیں جو دنیا سے کٹا ہوا ہو، وہ رہبانیت ہو گا لہذا اچھی بات یہ ہے کہ آخرت اسی دنیا کے ذریعے سے ہی بنتی ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ... ﴿٧٧﴾ [2]

ترجمہ: جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے، اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دُنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔

طواف کے دوران لوگ ہر چکر کی الگ الگ خود ساختہ دعا پڑھتے ہیں جبکہ طواف کے وقت رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہی دعا

...رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ [3]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

مسنون عمل ہے،

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (بکثرت یہ) دعا کرتے تھے "اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔" [4]

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ كُنْتَ تَدْعُو بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ أَقُولُ: اللهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ، فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللهِ لَا تُطِيقُهُ - أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ - أَفَلَا قُلْتَ: اللهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ: فَدَعَا اللهَ لَهُ، فَشَفَاهُ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسلمان کی عیادت کی جو بیماری سے چوزے کی طرح (بہت ضعیف وناتواں) ہو گیا تھا، رسول

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۲۵۹

[2] القصص ۷۷

[3] البقرۃ ۲۰۱

[4] صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب قوله ومنهم من يقول رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار ۴۵۲۲

اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تو کیا دعا کیا کرتا تھا یا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرتا تھا؟ وہ بولا ہاں میں یہ کہا کرتا تھا اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھ کو آخرت میں عذاب کرنے والا ہے وہ دنیا ہی میں کر لے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! تجھے اتنی طاقت کہاں ہے کہ اللہ کا عذاب اٹھا سکے، تو نے یہ کیوں نہیں کہا اللہ مجھ کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور مجھ کو جہنم کے عذاب سے بچا لے، پھر آپ ﷺ نے اللہ عزوجل سے اس کے لئے دعا کی اور اللہ نے اسے اچھا کر دیا۔ [1]

ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَجَرْتُ نَفْسِي مِنْ قَوْمٍ فَتَرَكْتُ لَهُمْ بَعْضَ أَجْرِي لِيُخَلُّوا بَيْنِي، وَبَيْنَ الْمَنَاسِكِ، فَهَلْ يُجْزِئُ ذَلِكَ عَنِّي، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَذَا مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ} [2]

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا میں نے کچھ لوگوں کا کام اس اجرت پر کیا ہے کہ وہ مجھے سوار کر کے ساتھ لے جائیں گے، پھر اجرت میں سے کچھ کم کر دیا تا کہ وہ مجھے حج کرنے دیں تو کیا میرا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔" [3]

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند ایام (ایام تشریق) میں کرو، دو دن کی جلدی کرنے والوں پر بھی کوئی گناہ نہیں

وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا

اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں یہ پرہیز گار کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو

اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (البقرۃ ۲۰۳)

تم سب اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

شرف و فضیلت کے یہ ایام تشریق یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ گنتی کے چند دن ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلِهِ: {وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ} [4] يَعْنِي الْأَيَّامَ الْمَعْدُودَاتِ: أَيَّامَ التَّشْرِيقِ، وَهِيَ ثَلَاثَةُ

[1] صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ كَرَاهَةِ الدُّعَاءِ بِتَعْجِيلِ الْعُقُوبَةِ فِي الدُّنْيَا ۶۸۳۵، مسند احمد ۱۲۰۴۹، صحیح ابن حبان ۹۴۱

[2] البقرۃ: ۲۰۲

[3] مستدرک حاکم ۱۷۷۰

[4] البقرۃ: ۲۰۳

أَيَّامٍ بَعْدَ النَّحْرِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت '' یہ گنتی کے چند روز ہیں، جو تمہیں اللہ کے یاد میں بسر کرنے چاہئیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں ایام معدودات ایام تشریق ہیں(اور یہ چار دن ہیں) دسویں ذوالحجہ اور اس کے تین دن بعد یعنی دس سے تیرہ تاریخ تک۔ ①

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ، عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهُنَّ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عرفہ، یوم قربانی اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید کے دن ہیں اور کھانے پینے کے دن ہیں۔ ②

عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللهِ

نبیشہ الھذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں۔ ③

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ حُذَافَةَ، يَطُوفُ فِي مِنًى:لَا تَصُومُوا هَذِهِ الْأَيَّامَ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ منیٰ میں یہ اعلان کر دیں کہ ان دنوں میں روزے نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ ④

ان دنوں میں ہر وقت تمہیں بہ آواز بلند تکبیرات کہنی چاہئیں،

عَنْ عِكْرِمَةَ، فِي قَوْلِهِ{وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ} قَالَ: التَّكْبِيرُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ، يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں '' یہ گنتی کے چند روز ہیں، جو تمہیں اللہ کے یاد میں بسر کرنے چاہئیں۔'' سے مراد یہ ہے کہ ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تکبیر پڑھی جائے، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ ⑤

رمی جمار (جمرات کو کنکریاں مارنا) تین دن افضل ہیں لیکن اگر کوئی دو دن (گیارہ اور بارہ ذوالحجہ) کو کنکریاں مار کر غروب آفتاب سے قبل منیٰ سے واپس آجائے تو اس کی اجازت ہے اور جو کوئی تین دن کے بعد پلٹ آئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ دن اس نے میلوں ٹھیلوں میں بسر کرنے کے بجائے تقویٰ کے ساتھ بسر کیے ہوں، اللہ کے احکامات پر عمل اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے

① تفسیر طبری ۲۰۸,۴

② مسند احمد ۱۷۳۷۹

③ مسند احمد ۲۰۷۲۲، صحیح ابن حبان ۲۰۷۲، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ۲۶۷۸

④ تفسیر طبری ۲۱۲,۴

⑤ تفسیر ابن ابی حاتم ۳۶۰,۲

ڈرو اور خوب جان رکھو کہ ایک مقررہ روز اس کے حضور میں تمہاری پیشی ہونے والی ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (۲)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

اور وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، جس کسی نے تقویٰ اختیار کیا اللہ اسے انعام واکرام سے نوازے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے باز نہ آیا تو وہ اسے دردناک سزا دے گا۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ

بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے

وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ

حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے، جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین پر فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی

وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ

کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے، اور جب اسے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر اور

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶ وَ مِنَ النَّاسِ

تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، ایسے کے لئے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے، اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ

مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ (البقرۃ ۲۰۴ تا ۲۰۷)

اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

انسانی کھالوں میں بھیڑئے: منافقین اور متکبرین کے بارے میں فرمایا انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو اس کی باتیں سننے والے کو بہت دلکش معلوم ہوتی ہے وہ لوگوں کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کرتا ہے تو اس پر قسم کھاتا ہے اور اپنی نیک نیتی پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھیراتا ہے کہ جو اس کے دل میں ہے وہ اس کی زبان کے مطابق ہے مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر منافقین کے بارے میں فرمایا

(۱) المومنون ۷۹

(۲) الملک ۲۴

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ① [1]

ترجمہ: اے نبی! جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں ہاں، اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور اس کے رسول ہو مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

جب ایسے لوگوں کو اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو ان کی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اللہ کی زمین میں اللہ کے دین کو نافذ کرنے کے بجائے کفر و شرک اور فتنہ انگیزی پھیلانے کے لئے ہوتی ہیں، ان کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ وہ زمین کی پیداوار کو غارت کریں اور نسلِ انسانی وحیوانی کو تباہ و برباد کر دیں،

عَنْ مُجَاهِدٍ: وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ، قَالَ: إِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ بِالْعُدْوَانِ وَالظُّلْمِ، فَيَحْبِسُ اللهُ بِذَلِكَ الْقَطْرَ، فَيُهْلِكُ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ، وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔“ کے بارے میں کہتے ہیں جب زمین میں فتنہ وفساد برپا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی باران رحمت سے محروم کر دیتا ہے تو اس سے کھیتی اور نسل ہلاک ہو جاتی ہے اور اللہ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔ [2]

حالانکہ اللہ جسے وہ بار بار گواہ بناتے ہیں کفر و شرک کو ہرگز پسند نہیں کرتا، اور جب ان فاجروں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے عقائد ونظریات اور اپنے اطوار کو اسلام کے تابع کر لو تو بھڑک اٹھتے ہیں اور اپنے تکبر وغرور اور اپنے جھوٹے وقار کا خیال اس کو گناہ پر جما دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ⑫ [3]

ترجمہ: اور جب ان کو ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ منکرین حق کے چہرے بگڑنے لگتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی وہ ان لوگوں پر ٹوٹ پڑیں گے جو انہیں ہماری آیات سناتے ہیں، ان سے کہو میں بتاؤں تمہیں کہ اس سے بدتر چیز کیا ہے؟ آگ، اللہ نے اسی کا وعدہ ان لوگوں کے حق میں کر رکھا ہے جو قبولِ حق سے انکار کریں اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

یہاں بھی فرمایا ایسے کافروں اور مشرکوں کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے، دوسری طرف انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے، جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے، جیسے فرمایا

---

[1] المنافقون ۱

[2] تفسیر طبری ۲۴۰/۴

[3] الحج ۷۲

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ... ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

کھلا دشمن ہے،اگر تم باوجود تمہارے پاس دلیل آجانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

غلبہ والا اور حکمت والا ہے، کیا لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ ان کے پاس خود اللہ تعالیٰ بادل کے سائبانوں میں آجائے

وَ قُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ (التوبۃ:۱۱۱)

اور فرشتے بھی اور کام انتہا تک پہنچا دیا جائے، اللہ ہی کی طرف سے تمام کام لوٹائے جاتے ہیں۔

مکمل اطاعت ہی مقصود ہے: اے ایمان لانے والو! تم اپنی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کے تابع کرلو اور اسلام کے تمام احکامات پر عمل کرو،

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ: ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً} قَالَ: فِي أَنْوَاعِ الْبِرِّ كُلِّهَا

مجاہد رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان " تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ۔" کے بارے میں کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام اعمال صالحہ بجالاؤ اور نیکی کی تمام صورتوں کو اپنالو۔ [۱]

اور مقدور بھر کوشش کر کے تمام منہیات کو ترک کر دو اور یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جو باتیں تمہارے عقائد و نظریات اور خواہشات کے مطابق ہوں ان پر تو عمل کرلو اور دوسرے حکموں کو نظرانداز کر دو، اسی طرح جو مشرکانہ دین تم چھوڑ آئے ہو اس کی باتیں اسلام میں شامل کرنے کی کوشش مت کرو بلکہ صرف دین اسلام کو مکمل طور پر اپناؤ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو کہ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، اس لئے وہ تمہیں برائیوں اور بدکاریوں کو اور اللہ پر بہتان باندھنے کو کہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف صاف صاف دلائل و براہین کے آجانے کے بعد بھی تم نے لغزش کھائی تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے، رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا ان ساری نصیحتوں اور رہدایتوں کے بعد بھی لوگ راہ راست اختیار نہ کریں تو کیا اب وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ قیامت برپا کر دے اور بادلوں کا چتر لگائے فرشتوں کے پرے ساتھ لیے خود میدان محشر میں جلوہ گر ہو جائے اور ترازو عدل

---

[۱] تفسیر ابن ابی حاتم ۲،۳۷۰

قائم کر کے تمہارے اعمال کا فیصلہ ہی کر ڈالے؟ جیسے فرمایا

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰۤـئِكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ رَبُّكَ اَوۡ يَاۡتِىَ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ... ۱۵۸ [۱]

ترجمہ: کیا اب لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے سامنے فرشتے آ کھڑے ہوں یا تمہارا رب خود آ جائے یا تمہارے رب کی بعض صریح نشانیاں نمودار ہو جائیں؟۔

وَيَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَنُزِّلَ الۡمَلٰۤـئِكَةُ تَنۡزِيۡلًا ۲۵ [۲]

ترجمہ: آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اس روز نمودار ہو گا اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتار دیے جائیں گے۔

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللهُ وَالْمَلَائِكَةُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ قَالَ: تَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ، وَيَأْتِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَا شَاءَ

ابو جعفر رازی نے ربیع بن انس سے اور انہوں نے ابو العالیہ سے " کیا اب وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کا چتر لگائے فرشتوں کے پرے ساتھ لیے خود سامنے آ موجود ہو ۔" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ فرشتے تو بادلوں کے سائبانوں میں آئیں گے اور اللہ عزوجل جس طرح چاہے گا جلوہ افروز ہو گا۔ [۳]

آخر کار ایک مقررہ وقت پر سارے معاملات اللہ ہی کی بارگاہ میں پیش ہونے والے ہیں۔

سَلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ كَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ‌ ؕ وَمَنۡ يُّبَدِّلۡ نِعۡمَةَ اللّٰهِ

بنی اسرائیل سے پوچھو تو کہ ہم نے انہیں کس قدر روشن نشانیاں عطا فرمائیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے پاس

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۲۱۱ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا

پہنچ جانے کے بعد بدل ڈالے (وہ جان لے) کہ اللہ تعالیٰ بھی سخت عذابوں والا ہے، کافروں کے لیے دنیا کی زندگی خوب

وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ‌ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ ؕ

زینت دار کی گئی ہے، وہ ایمان والوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں حالانکہ پرہیز گار لوگ قیامت کے دن ان سے اعلیٰ ہوں گے،

وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۲۱۲ (البقرۃ ۲۱۱،۲۱۲)

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

اے نبی ﷺ! بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے انہیں اپنی قدرت کی کیسی کھلی کھلی نشانیاں دکھائی تھیں جو موسیٰ کی صداقت کی قطعی دلیل تھے

[۱] الانعام ۱۵۸

[۲] الفرقان ۲۵

[۳] تفسیر طبری ۲۶۱/۴

اور جن کی حقانیت کا انہیں یقین بھی ہو گیا تھا مگر اس کے باوجود بنی اسرائیل کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اس کا شکر بجالانے کے بجائے اس نعمت کو کفران نعمت سے بدل ڈالا، یعنی ایمان سے اعراض کر کے کفر کو قبول کر لیا، جو قوم اللہ کی نعمت کو اپنے پاس آنے سے بدل دیتی ہے اسے اللہ سخت سزا دیتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قریش کے سرداروں کے بارے میں فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت پائی اور اسے کفران نعمت سے بدل ڈالا اور (اپنے ساتھ) اپنی قوم کو بھی ہلاکت کے گھر میں جھونک دیا یعنی جہنم میں وہ جھلسے جائیں گے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور شریعت کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے سامنے دنیاوی زندگی کو مزین اور آراستہ کر دیتا ہے اور وہ اس دنیا میں مگن اور اس پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور ان کی خواہشات، ان کے ارادے اور ان کا عمل سب اس دنیا فانی کے لئے ہو جاتے ہیں، ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں سے حقارت سے پیش آتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا مگر قیامت کے روز پرہیز گار لوگ ہی اپنے تقویٰ کی بدولت کفار کے مقابلے میں اپنے مقام اور ٹھکانے کے اعتبار سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی انواع و اقسام کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور سعادتوں اور کامرانیوں سے فیض یاب ہوں گے اور کفار جہنم کی اتھاہ گہرائیوں، انتہائی نچلے درجوں میں مختلف عذابوں میں مبتلا رہیں گے، چونکہ دنیاوی اور اخروی رزق صرف اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی مشیت ہی سے حاصل ہوتے ہیں اس لئے فرمایا رہا دنیا کا رزق! تو اللہ یہ تو مومن و کافر سب کو عطا فرماتا ہے، رہا علم و ایمان، محبت الٰہی، اللہ کا ڈر اور اس پر امید تو یہ دلوں کا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ صرف اسے عطا فرماتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ: أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ [۲]

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَنْفِقْ يَا بِلَالُ، وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ! خوب خوب خرچ کرو اور اس بات کا خوف نہ کھاؤ کہ عرش والا تمہیں محتاج کر دے گا۔ [۳]

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا

---

[۱] ابراہیم ۲۸،۲۹

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ النَّفَقَاتِ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ ۵۳۵۲

[۳] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۲۰

... وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ [۱]

ترجمہ: جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے وہ سب رازقوں سے بہتر رزاق ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ العِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الآخَرُ: اللهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا عوض عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخل کرنے والے کے مال کو تباہ و برباد کر دے۔ [۲]

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ، وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ، وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا گھر ہے اس شخص کا جس کا کوئی گھر نہ ہو اور مال ہے اس شخص کا جس کا کوئی مال نہ ہو اور دنیا کے لئے وہی جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔ [۳]

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۪

دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا

وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ

اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں تا کہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے، اور صرف ان ہی

فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ

لوگوں نے جو اسے دیئے گئے تھے اپنے پاس دلائل آچکنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ

اس لیے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیت سے رہبری کی

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ (البقرۃ ۲۱۳)

اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

---

۱ سبا۳۹

۲ صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۱۴۴۲

۳ مسند احمد ۲۴۴۱۹

آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک ان دس صدیوں میں سب لوگ اللہ کی توحید پر قائم رہے، پھر اس کے بعد شیطان کی وسوسہ اندازی سے ان کے اندر اختلافات پیدا ہو گئے اور شرک و مظاہر پرستی عام ہوگئی تب اللہ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نبیوں کو مبعوث کیا جو راہ راست اختیار کرنے والوں کو اللہ کی خوشنودی اور اس کی نعمتوں بھری جنتوں کی بشارت دینے والے اور تکذیب کرنے والوں کو اللہ کے عذابوں سے ڈرانے والے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَآدَمَ عَشَرَةُ قُرُونٍ، كُلُّهُمْ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْحَقِّ، فَاخْتَلَفُوا، فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں تھیں، ان میں سب لوگ شریعت حق کے مطابق عمل پیرا تھے لیکن پھر بعد میں یہ لوگ اختلاف میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے خوش خبریاں سنانے اور اس کے عذاب سے ڈرانے کے لیے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ان پر کتابیں نازل کیں تا کہ وہ قانون الٰہی کے مطابق لوگوں کے درمیان اختلافات کا فیصلہ کریں اور راہ حق کو واضح کر کے انہیں پھر سے ایک امت بنا دیں، اور ان اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ ابتدا میں لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا، ایسا نہیں ہے دراصل اختلاف ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا مگر انہوں نے روشن ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لیے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ بعض لوگ اپنے جائز حق سے بڑھ کر امتیازات، فوائد اور منافع حاصل کرنا چاہتے تھے، پس جو لوگ انبیاء پر ایمان لے آئے اللہ نے انہیں اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھا دیا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ الآخِرُونَ الأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نَحْنُ أَوَّلُ النَّاسِ دُخُولا الْجَنَّةَ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهَدَانَا اللهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ، فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي هَدَانَا اللهُ لَهُ، وَالنَّاسُ لَنَا تَبَعٌ فِيهِ، غَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ للنصارى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اگرچہ آخر میں آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن ہم پہلے ہوں گے، جنت میں ہم دوسرے لوگوں سے پہلے داخل ہوں گے، گو انہیں کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہمیں ان کے بعد ملی ہے، انہوں نے جس امر حق میں اختلاف کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہمیں اس کی راہ دکھادی، (مثلاً) اس دن میں انہوں نے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بارے میں ہدایت فرمادی ہے چنانچہ لوگ اس دن (جمعے کے حوالے) سے ہم سے پیچھے ہیں، اس کے بعد کا دن (ہفتہ) یہودیوں کا دن ہے اور اس کے بعد والا دن (اتوار) عیسائیوں کا ہے۔[2]

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ فِي قَوْلِهِ: {فَهَدَى اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

---

[1] تفسیر طبری ۴/۲۷۵

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْجُمُعَةِ بَابُ هِدَايَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۹۸۰، صحیح بخاری كِتَابُ الْجُمُعَةِ بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ ۸۷۶، تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۳۷۷

مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ﴾ فَاخْتَلَفُوا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ، فَاتَّخَذَ الْيَهُودُ يَوْمَ السَّبْتِ، وَالنَّصَارَى يَوْمَ الْأَحَدِ، فَهَدَى اللهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ،

ابن وہب نے عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم سے اور انہوں نے اپنے والد زید بن اسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''پس جو لوگ انبیاء (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے، انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھا دیا، جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ لوگوں نے جمعے کے دن کے بارے میں اختلاف کیا تو یہودیوں نے ہفتے کے دن کو اختیار کر لیا اور عیسائیوں نے اتوار کے دن کو، مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو جمعے کے دن کے اختیار کرنے کی ہدایت عطا فرما دی،

وَاخْتَلَفُوا فِي الْقِبْلَةِ؛ فَاسْتَقْبَلَتِ النَّصَارَى الْمَشْرِقَ، وَالْيَهُودُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَهَدَى اللهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لِلْقِبْلَةِ

اسی طرح لوگوں نے قبلے کے بارے میں اختلاف کیا تو عیسائیوں نے مشرق کو اور یہودیوں نے بیت المقدس کو قبلہ بنا لیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بطور قبلہ کعبۃ اللہ کی طرف رہنمائی فرما دی،

وَاخْتَلَفُوا فِي الصَّلَاةِ ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَرْكَعُ وَلَا يَسْجُدُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْجُدُ وَلَا يَرْكَعُ ،وَمِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي وَهُوَ يَتَكَلَّمُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي وَهُوَ يَمْشِي، فَهَدَى اللهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لِلْحَقِّ مِنْ ذَلِكَ

اسی طرح لوگوں نے نماز کے بارے میں اختلاف کیا تو ان میں سے کچھ لوگ اپنی نماز میں رکوع تو کرتے ہیں مگر سجدہ نہیں کرتے اور کچھ سجدہ کرتے ہیں مگر رکوع نہیں کرتے، کچھ لوگ نماز پڑھتے ہوئے باتیں بھی کرتے ہیں اور کچھ نماز پڑھتے ہوئے چلتے پھرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو صحیح طریقے سے نماز ادا کرنے کی ہدایت عطا فرمائی ہے

وَاخْتَلَفُوا فِي الصِّيَامِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَصُومُ بَعْضَ النَّهَارِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَصُومُ عَنْ بَعْضِ الطَّعَامِ، فَهَدَى اللهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لِلْحَقِّ مِنْ ذَلِكَ

اسی طرح لوگوں نے روزے کے بارے میں اختلاف کیا کچھ لوگ دن کے صرف کچھ حصے کا روزہ رکھتے ہیں اور کچھ لوگ کھانے پینے کی تمام نہیں بلکہ صرف کچھ چیزوں سے روزے رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو صحیح صحیح روزے رکھنے کی ہدایت فرما دی ہے

وَاخْتَلَفُوا فِي إِبْرَاهِيمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: كَانَ يَهُودِيًّا وَقَالَتِ النَّصَارَى: كَانَ نَصْرَانِيًّا وَجَعَلَهُ اللهُ حَنِيفًا مُسْلِمًا فَهَدَى اللهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لِلْحَقِّ مِنْ ذَلِكَ

اسی طرح لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا یہودیوں نے کہا کہ وہ یہودی تھے اور عیسائیوں نے کہا کہ وہ عیسائی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ) کے ہو رہنے والے اور اسی کے فرماں بردار قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں صحیح موقف اختیار کرنے کی بھی امت محمدیہ ہی کو ہدایت عطا فرمائی ہے،

وَاخْتَلَفُوا فِي عِيسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَكَذَّبَتْ بِهِ الْيَهُودُ، وَقَالُوا لِأُمِّهِ بُهْتَانًا عَظِيمًا وَجَعَلَتْهُ النَّصَارَى إِلَهًا وَوَلَدًا، وَجَعَلَهُ اللهُ رُوحَهُ، وَكَلِمَتَهُ، فَهَدَى اللهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَقِّ مِنْ ذَلِكَ

اسی طرح لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں میں بھی اختلاف کیا یہودیوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کی والدہ پر بہت بڑا بہتان

لگایا اور عیسائیوں نے آپ ہی کو معبود اور اللہ کا بیٹا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے روح اور اپنا کلمہ قرار دیا، اور آپ کے بارے میں اس صحیح صحیح موقف اختیار کرنے کی بھی صرف امت محمدیہ ہی کو ہدایت عطا فرمائی ہے۔ (۱)

تا کہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا

اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِيۡرٍ وَّلَا نَذِيۡرٍ (۲)

ترجمہ: تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔

اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست دکھا دیتا ہے،

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ:سَأَلْتُ عَائِشَةَ، أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ، وَيَقُولُ:اللهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفْتُ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو نماز کا آغاز کس طرح فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو تکبیر کہتے اور فرماتے " اے اللہ! اے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! زمین وآسمان کو پیدا کرنے والے! پوشیدہ ظاہر چیزوں کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے اختلافات کے درمیان فیصلہ کر سکتا ہے، ان اختلافی معاملات میں مجھے اپنے حکم سے صحیح راستے پر چلا کیونکہ تو جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دے دیتا ہے۔" (۳)

اور ایک دعائے ماثور میں یہ الفاظ ہیں

اللهُمَّ، أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَوَفِّقْنَا لِاجْتِنَابِهِ، وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيْنَا فَنَضِلَّ، وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

"اے اللہ! ہمیں حق کی راہ دکھا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرما اور باطل میں ہمارے لیے التباس پیدا نہ فرما کہیں ہم گمراہ نہ ہو جائیں اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔" (۴)

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ

کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے،

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲٫۳۷۸

(۲) المائدۃ ۱۹

(۳) سنن ابوداود کتاب بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۶۷، مسند احمد ۲۵۲۲۵، صحیح ابن حبان ۲۶۰۰

(۴) زهرة التفاسير ۲٫۶۷۱

مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا حَتّٰی يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور ان کے ساتھ کے ایمان والے کہنے لگے کہ

مَعَهٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ (البقرة ۲۱۴)

اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ وہ خوشحالی، بدحالی، صحت اور بیماری اور مختلف تکالیف کے ذریعے سے ضرور اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا، مسلمان ابھی نئے نئے مدینہ منورہ میں آئے تھے ان کے پاس نہ کھانے کو کچھ تھا اور نہ پہننے کے لئے کپڑا تھا ہر طرح کی بے سروسامانی کا عالم تھا ان حالات میں مسلمانوں کو تسلی دینے اور ان کے اندر حوصلہ اور استقامت پیدا کرنے کے لئے فرمایا پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں یوں ہی جنت کا داخلہ مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ جیسے فرمایا

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَيَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَلَيَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۳﴾ [1]

ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۲﴾ [2]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

ان لوگوں پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں اور قتل، جلاوطنی، مال لوٹ لینے اور عزیز واقارب کو قتل کی دھمکی کے خوف اور دیگر نقصانات کے ذریعے سے ان کو ہلا ڈالا گیا حتی کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ ہاں اہل ایمان کے لئے اللہ کی مدد یقینی ہے اس لئے وہ قریب ہی ہے۔

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الكَعْبَةِ ،قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا؟ أَلَا تَدْعُو اللهَ لَنَا؟فَقَالَ:إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانَ أَحَدُهُمْ يُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مفْرَق رَأْسِهِ فَيَخْلُصُ إِلَى قَدَمَيْهِ، لَا يَصْرِفه ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا بَيْنَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، لَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، ثُمَّ قَالَ:وَاللهِ لَيُتِمَّنَّ اللهُ هَذَا الأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ وَالذِّئْبَ

[1] العنکبوت ۲،۳

[2] آل عمران ۱۴۲

عَلَى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ قَوْمٌ تَسْتَعْجِلُونَ

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے، (ہم مشرکین سے انتہائی تکالیف اٹھا رہے تھے) ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے لیے (اللہ سے) مدد طلب کیوں نہیں کرتے آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ (اس پر آپ سیدھے بیٹھ گئے، چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا) اور فرمایا (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے، لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں میں پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے، پھر فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب فرمائے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہو گا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ [1]

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ

آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۲۱۵ (البقرۃ ۲۱۵)

اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ ہم اپنے اموال کہاں خرچ کریں،

عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، قَوْلُهُ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ﴾ وَهِيَ: النَّفَقَةُ فِي التَّطَوُّعِ

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ آیت کریمہ ”لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟“ کے بارے میں کہتے ہیں یہ آیت نفلی صدقے کے بارے میں ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انہیں جواب دیں کہ تمہارے مال کے سب سے زیادہ مستحق تمہارے والدین ہیں، والدین کے بعد قریبی رشتے داروں پر اس کے بعد اور قریبی رشتہ داروں پر اور یتیموں پر جن کا کوئی کمانے والا نہیں اور مسکینوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۱۲، وکتاب مناقب الانصار بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ المُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ ۳۸۵۲، وکتاب الاکراہ بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالقَتْلَ وَالهَوَانَ عَلَى الكُفْرِ ۶۹۴۳

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۸۱/۲

پر جنہیں ضرورتوں اور حاجتوں نے غریب ومسکین بنادیا ہو اور مسافروں پر جو زادسفر ختم ہو جانے کی وجہ سے دیار غیر میں پھنس کر رہ گیا ہو خرچ کرو، ایک حدیث میں ہے

أُمَّكَ وَأَبَاكَ، أُخْتَكَ وَأَخَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ

اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن، اپنے بھائی، پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتے داروں پر خرچ کرو۔ (۱)

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ {يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ} ثُمَّ قَالَ: هَذِهِ مَوَاضِعُ النَّفَقَةِ مَا ذُكِرَ فِيهَا طَبْلٌ وَلَا مِزْمَارٌ وَلَا تَصَاوِيرُ الْخَشَبِ وَلَا كِسْوَةُ الْحِيطَانِ

میمون بن مہران نے اس آیت ”لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتے داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔“ کی تلاوت کی تو فرمایا کہ یہ ہیں خرچ کرنے کے مقامات اور ان میں کسی طبلے، بانسری، لکڑی کی تصویروں اور دیواروں کے پردوں وغیرہ پر خرچ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ (۲)

اور جو بھلائی بھی تم کرو گے اللہ اس سے باخبر ہو گا اور وہ تمہیں اس کی پوری پوری جزا عطا فرمائے گا۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو

وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۱۶ (البقرہ ۲۱۶)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔

تمہیں کفار سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں اس میں مشقت اور تکلیف نظر آتی ہے اور یہ بھی ممکن کہ تم زخمی ہو جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجائے اور جہاد نہ کرے نہ جہاد کرنے کی نیت کرے وہ منافقوں کے طور پر مرا۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ،

---

(۱) صحیح ابن حبان ۳۶۵۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۲٫۳۸۱

(۳) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ ذَمِّ مَنْ مَاتَ، وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ ۴۹۳۱، سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابُ كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ ۲۵۰۲، سنن نسائی کتاب الجهاد باب التَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ ۳۰۹۹

وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (فتح مکہ کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی، ہاں جہاد اور نیک نیتی کا ثواب ملتا ہے، اگر تم جہاد کیلئے طلب کئے جاؤ تو فوراً کمربستہ ہو جاؤ۔ (۱)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: الجهادُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ، غَزَا أَوْ قَعَدَ؛ فَالْقَاعِدُ عَلَيْهِ إِذَا اسْتُعِينَ أَنْ يَعينَ، وَإِذَا اسْتُغيثَ أَنْ يُغيثَ، وَإِذَا اسْتُنْفرَ أَنْ يَنْفِرَ، وَإِنْ لَمْ يُحتَجْ إِلَيْهِ قَعَدَ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ جہاد کرے یا بیٹھ رہے، بیٹھ رہنے والے پر واجب ہے کہ جب اس سے مدد طلب کی جائے تو مدد کرے جب اس سے فریاد رسی کی جائے تو فریاد رسی کرے جب اس سے جہاد کے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو وہ جہاد کے لیے نکلے اور اس کی جہاد کے لیے ضرورت نہ ہو تو پھر بے شک بیٹھ رہے۔ (۲)

اس سے جہاد کی اہمیت واضح ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو کفر اور کفار کے خلاف دل میں بغض رکھنا اور یہ جذبہ رکھنا چاہیے کہ جب بھی جہاد کا مرحلہ پیش آیا تو میں جان ومال کی قربانی سے گریز نہیں کروں گا۔ اس لئے ممکن ہے تمہیں جہاد ناگوار ہو اور وہی تمہارے حق میں بہتر ہو کیونکہ اسی سے تمہارا اغلبہ اور دشمن کی پامالی ہے، اور ہو سکتا ہے کہ تم جہاد نہ کرنے میں اچھائی سمجھو دراصل وہ تمہارے لئے زبردست برائی ہے کیونکہ اس سے دشمن تم پر غالب آجائے گا اور تمہیں دنیا میں قدم ٹکانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی، تمام کاموں کے انجام اور نتیجے کو صرف اللہ جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ کونسا کام تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے اچھا ہے اور کونسا برا ہے، وہی اسی کام کا حکم دیتا ہے جس میں تمہارے لئے دونوں جہانوں کی بہتری ہے، اس لئے اللہ کے ہر حکم پر عمل کرو چاہے وہ تمہیں گراں اور ناگوار لگے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ

لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے

وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ

لیکن اللہ کی راہ سے روکنا، اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا،

اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے، یہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے، یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ

یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ فَضْلِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ ۲۷۸۳

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱/۵۷۲

وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

اسی کفر کی حالت میں مریں ان کے اعمال دنیاوی اور اخروی سب غارت ہوجائیں گے، یہ لوگ جہنمی ہوں گے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ (البقرۃ ۲۱۷)

اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

دور جاہلیت میں قمار بازی اور شراب عام سی بات تھی، جو ہجیت کر اور شراب میں مست ہو کر لوگ اپنی سخاوت کا مظاہرہ کرتے اور جانور پر جانور ذبح کر ڈالتے، مدینہ منورہ میں اب اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سید ناعمر رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بعض انصار نے قمار بازی اور شراب کے بارے میں استفسار کیا تو دوسرے احکامات کی طرح ان کے بارے میں ابتدائی حکم نازل ہوا کہ اگرچہ دنیاوی طور پر ان میں کچھ فائدے ہیں مثلاً شراب پی کر وقتی طور پر بدن میں چستی و مستعدی اور بعض ذہنوں میں تیزی آجاتی ہے، شراب کھانے کو ہضم کرتی ہے، شراب پینے سے جنسی قوت میں اضافہ ہوجاتا ہے، اس کی خرید و فروخت نفع بخش کاروبار ہے، اسی طرح بعض دفعہ کوئی جو اجیت جاتا ہے تو اسے کچھ مال مل جاتا ہے مگر دین کے اعتبار سے یہ بڑے گناہ کے کام ہیں، اس ابتدائی حکم کے بعد پھر حکم نازل ہوا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ [۱]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو اُمید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

اور آخر میں فرمایا

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ [۲]

ترجمہ: شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

فَقَالَ: انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا

تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پکار اٹھے اے رب ہم باز آئے، ہم باز آئے۔ [۳]

[۱] المائدۃ ۹۰

[۲] المائدۃ ۹۱

[۳] جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ۳۰۴۹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سخاوت کا ایک جوش وجذبہ پیدا ہو گیا تھا، وہ خود تنگی کی حالت میں ہوتے اور اپنی ضرورت سے زیادہ دوسرے کی ضرورت کا خیال رکھتے، اپنے بیوی بچوں کو بھوکا رکھتے اور ان کی ضروریات کو موخر کر دیتے لیکن ہمسائے، اقارب اور دوستوں کی ضروریات کا خیال اولا کرتے، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ حضور ہمارے غلام بھی ہیں اور بال بچے بھی ہیں اور ہم مال دار بھی ہیں ہم کتنی مقدار اللہ کی راہ میں خرچ کریں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو جو کچھ تمہاری ضروریات سے زیادہ ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ} [1] قَالَ: مَا يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''پوچھتے ہیں ہم اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔'' کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں جو تمہارے اہل وعیال کی ضرورت سے زیادہ ہو۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي دِينَارٌ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ؟ قَالَ: عِنْدِي آخَرُ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلَى أَهْلِكَ قَالَ: عِنْدِي آخَرُ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلَى وَلَدِكَ قَالَ: عِنْدِي آخَرُ قَالَ: فَأَنْتَ أَبْصَرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک دینار ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے آپ پر خرچ کرلو، اس نے عرض کی کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے اہل پر خرچ کرلو، اس نے عرض کی میرے پاس ایک اور بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنی اولاد پر خرچ کرلو، اس نے عرض کی میرے پاس ایک اور بھی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بارے میں تم ہی زیادہ بہتر جانتے ہو۔ [3]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا يَقُولُ: فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بنی عذرہ میں سے ایک آدمی نے اپنا غلام اپنے مرنے کے بعد آزاد کیا یعنی اس نے یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے، اس بات کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ مال ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مجھ سے کون خریدے گا؟ تو اس کو نعیم بن عبداللہ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ دراہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے مالک کو دے دیئے پھر فرمایا اپنی ذات سے ابتداء کرو اور اپنے اوپر خرچ کرو اگر اس سے کچھ بچ جائے تو اپنے

[1] البقرۃ: ۲۱۹

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۲٫۳۹۳

[3] تفسیر طبری ۴٫۳۴۰

اہل وعیال پر خرچ کرو اگر تیرے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر تیرے رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو ادھر ادھر خرچ کردو اور اپنے ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ (۱)

أَبَا أُمَامَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم! جو تیرے پاس اپنی ضرورت سے زائد ہو اسے اللہ کی راہ میں دے ڈالنا ہی تیرے لئے بہتر ہے اور اس کا روک رکھنا تیرے لئے برا ہے، ہاں اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کرنے میں تجھ پر کوئی ملامت نہیں اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا خرچہ تیرے ذمہ ہو اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔ (۲)

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَاليَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر دینے والا مالدار ہی رہے اور ہر حال میں اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور (خرچ) کی ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگہبانی میں ہیں۔ (۳)

اس طرح اللہ تمہارے لیے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔

عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ} قَالَ: يَعْنِي فِي زَوَالِ الدُّنْيَا وَفَنَائِهَا، وَإِقْبَالِ الْآخِرَةِ، وَبَقَائِهَا

علی بن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "اس طرح اللہ تمہارے لیے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔" کے بارے میں روایت کیا ہے تا کہ تم یہ سوچو کہ دنیا زوال پذیر ہو جانے والی اور فانی ہے اور آخرت ابدی و سرمدی اور باقی رہنے والی ہے۔ (۴)

دور جاہلیت میں یتیم کو کوئی پوچھتا ہی نہ تھا، باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اس کے عزیز و اقارب اس یتیم کا مال ہضم کر جاتے اور انہیں اس کے حال پر رحم نہ آتا اور نہ کوئی شرم، اس میں صرف نیچے کے لوگ ہی شامل نہ تھے بلکہ بڑے بڑے سردار اس میں سبقت رکھتے تھے، اس

(۱) صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ الِابْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ ۲۳۱۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَأَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَأَنَّ السُّفْلَى هِيَ الْآخِذَةُ ۲۳۸۸، جامع ترمذی ابواب الزھد بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا ۲۳۴۳، مسند احمد ۲۲۲۶۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۶۲۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۷۸۱، شعب الایمان ۳۱۱۴

(۳) صحیح بخاری کتاب النفقات بَابُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ وَالعِيَالِ ۵۳۵۵، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَأَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَأَنَّ السُّفْلَى هِيَ الْآخِذَةُ عن حکیم بن حزام ۲۳۸۶، مسند احمد ۹۶۱۳، السنن الکبریٰ للنسائی ۲۳۳۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۵۷۱

(۴) تفسیر طبری ۴/۳۴۸

طرح کمزور یتیم بدترین حالت میں زندگی گزارتا اور اگر لڑکی ہوتی تو اور بھی فائدے تھے جب وہ جوان ہوتی تو مال کے ساتھ اسے گھر میں ڈال لیتے اور اسے پوچھنے والا کوئی بھی نہ ہوتا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ} [۱] وَ {إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا} [۲] انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضُلُ الشَّيْءُ مِنْ طَعَامِهِ، فَيُحْبَسُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ. فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ} [۳] فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِمْ، وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں پہلے یہ حکم ہوا تھا ”یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جو بہترین طریقہ ہو۔“ اور فرمایا گیا ”جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاجاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہوں گے۔“ تو جن لوگوں کے پاس یتیم رہا کرتے تھے اور وہ ان کو اپنے کھانے پینے میں کسی قدر خرچ لے کر شامل کر لیتے تھے انہوں نے یہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم غلطی سے ان کا کچھ کھالیں چنانچہ انہوں نے یتیموں کے کھانے کا علیحدہ بندوبست کر دیا، اس علیحدگی میں یتیموں کا خرچہ زائد ہونے لگا دوسری جانب والیان یتیم بھی تنگ آ گئے کہ کب تک ایک ہی گھر میں اس طرح رکھ رکھاؤ کیا کریں تو ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا ” اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو جس طرزِ عمل میں یتیموں کے لیے بھلائی ہو وہی اختیار کرنا بہتر ہے، اور اگر تم اپنا اور ان کا خرچ اور رہنا سہنا مشترک رکھو تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں آخر وہ تمہارے بھائی بند ہی تو ہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے کھانا پینا اکٹھا کر لیا۔ [۴]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:إِنِّي لَأَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ مَالُ الْيُتْمِ عِنْدِي عَلَى حِدَةٍ، حَتَّى أَخْلِطَ طَعَامَهُ بِطَعَامِي، وَشَرَابَهُ بِشَرَابِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ اس کے کھانے پینے کی چیزوں کو اپنی چیزوں کے ساتھ ملا کر اکٹھا رکھوں۔ [۵]

بُرائی کرنے والے اور بھلائی کرنے والے دونوں کا حال اللہ پر خوب روشن ہے، اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تم پر سختی کرتا مگر وہ صاحب اختیار ہونے کے ساتھ صاحب حکمت بھی ہے اس نے توسع اور تخفیف سے کام لیا ہے اور احسن انداز میں یتیموں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور خرچ

---

[۱] الأنعام: ۱۵۲
[۲] النساء: ۱۰
[۳] البقرة: ۲۲۰
[۴] تفسیر طبری ۴/۳۵۰
[۵] تفسیر طبری ۴/۳۵۵

اکٹھار کھنے کو جائز قرار دے دیا ہے، جیسے فرمایا

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴿۱۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: مال یتیم کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ

اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو، ایماندار لونڈی بھی شرک

وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ

کرنے والی آزاد عورت سے بہتر ہے گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو، اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی

حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ

عورتوں کو دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ایماندار غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے گو مشرک تمہیں اچھا لگے، یہ لوگ جہنم کی

اِلَى النَّارِ ښ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت کی طرف اور اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے وہ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ (البقرۃ ۲۲۱)

فرما رہا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

پاک دامن عورتیں: اے مومنو! تم بت پرست مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، یہ حکم ہر مشرک عورت کے لیے ہے خواہ وہ اہل کتاب ہو یا بت پرست، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کی عورتوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ﴿۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور محفوظ عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہوں یا ان قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے نکاح میں ان کے محافظ بنو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ جَرِيرٍ، رَحِمَهُ اللهُ،بَعْدَ حِكَايَتِهِ الْإِجْمَاعَ عَلَى إِبَاحَةِ تَزْوِيجِ الْكِتَابِيَّاتِ: وَإِنَّمَا كَرِهَ عُمَرُ ذَلِكَ، لِئَلَّا يَزْهَدَ النَّاسُ فِي الْمُسْلِمَاتِ، أَوْ لِغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَعَانِي

(۱) الانعام ۱۵۲

(۲) المائدۃ ۵

ابو جعفر بن جریر نے یہ بیان فرمانے کے بعد کہ اہل کتاب عورتوں سے نکاح کے جواز پر اجماع ہے مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے تا کہ لوگوں کی مسلمان عورتوں سے دلچسپی ختم نہ ہو جائے نیز کچھ دیگر مصلحتوں کی وجہ سے انہوں نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ ①

عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ:تَزَوَّجَ حُذَيْفَةُ يَهُودِيَّةً، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: خَلِّ سَبِيلَهَا فَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَتَزْعُمُ أَنَّهَا حَرَامٌ فأُخَلِّي سَبِيلَهَا؟ فَقَالَ: لَا أَزْعُمُ أَنَّهَا حَرَامٌ،وَلَكِنِّي أَخَافُ أَنْ تَعَاطَوُا الْمُومِسَاتِ مِنْهُنَّ

جیسے ابو کریب نے شقیق سے روایت کیا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک یہودی عورت سے شادی کر لی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ اس عورت کو الگ کر دو، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے الگ تو کر دیا مگر انہوں نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے خیال میں یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میرے خیال میں یہ حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے خدشہ ہے کہیں تم ان کی بدکار عورتوں سے شادی نہ کرنے لگ جاؤ۔ ②

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ:قَالَ [لِي] عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: الْمُسْلِمُ يَتَزَوَّجُ النَّصْرَانِيَّةَ، وَلَا يَتَزَوَّجُ النَّصْرَانِيُّ الْمُسْلِمَةَ

زید بن وہب سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا مسلمان تو نصرانی عورت سے شادی کر سکتا ہے لیکن کوئی نصرانی مرد کسی مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔ ③

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَرِهَ نِكَاحَ أَهْلِ الْكِتَابِ وَيَتَأَوَّلُ ﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ﴾

امام ابن ابو حاتم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو مکروہ سمجھا اور آیت ''اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو۔'' کی انہوں نے یہی تفسیر کی ہے۔ ④

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَاليَهُودِيَّةِ، قَالَ: إِنَّ اللهَ حَرَّمَ المُشْرِكَاتِ عَلَى المُؤْمِنِينَ، وَلاَ أَعْلَمُ مِنَ الإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُولَ المَرْأَةُ: رَبُّهَا عِيسَى، وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللهِ

نافع سے مروی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر یہودی یا نصرانی عورتوں سے نکاح کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح مومنوں کے لیے حرام قرار دیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر اور شرک کیا ہو سکتا ہے کہ عیسائی عورت یہ کہے میرا رب عیسیٰ ہے حالانکہ وہ اللہ کے مقبول بندوں میں سے ایک مقبول بندے ہیں۔ ⑤

ایک مومن لونڈی خواہ کتنی ہی بدصورت ہو مشرک آزاد عورت سے ہزارہا درجہ بہتر ہے خواہ وہ کتنی ہی حسین و جمیل ہو، اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک مومن غلام مشرک مرد سے بڑھ چڑھ کر ہے اگرچہ وہ حسن و جمال اور دولت کی وجہ سے تمہیں بہت پسند ہو،

① تفسیر ابن کثیر ۱/۵۸۳

② تفسیر طبری ۴/۳۶۶

③ تفسیر طبری ۴/۳۶۶

④ تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۳۹۸

⑤ صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلاَ تَنْكِحُوا المُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُم ۵۲۸۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُنْكَحُ المَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں سے چار باتوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے مال، حسب ونسب، حسن وجمال یا دین کی وجہ سے، تم دین دار عورت کا انتخاب کرو اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی اخیر میں تمہیں ندامت ہو گی)۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ساری کی ساری ساز وسامان ہے اور دنیا کا بہترین ساز وسامان نیک عورت کا ہونا ہے۔ (۲)

اس کی علت ومصلحت یہ ہے کہ مشرکین تو اپنے اقوال، افعال اور احوال میں تمہیں عذاب جہنم کی طرف بلاتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ اختلاط میں سخت خطرہ ہے، اور اللہ اپنی شریعت اور اپنے احکام ونواہی کے ذریعے سے تم کو لازوال نعمتوں سے مزین جنت اور بخشش ومغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے۔

مسئلہ ولایت نکاح:

عورت کے وہ قریبی نسبتی تعلق دار جن کے واسطے سے اہم امور طے پاتے ہیں عورت کے ولی کہلاتے ہیں اور بالخصوص اگر کہیں غیروں میں اس کی شادی ہو جائے تو انہیں اس نسبت سے عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان میں عصبہ (باپ کی طرف سے تعلق دار) اولیت رکھتے ہیں، جمہور علماء اسی کے قائل ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے بقول ان کی ترتیب اس طرح سے ہے، باپ، دادا، حقیقی بھائی، پدری بھائی، حقیقی بھتیجا، پھر پدری بھائی کا بیٹا، چچا، پھر چچازاد، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ذوی الارحام کو بھی ان میں شامل کرتے ہیں، ان میں سے کوئی نہ ہو تو حاکم وقت ولی قرار پاتا ہے۔

ولایت نکاح کا یہ مسئلہ یعنی جوان لڑکی کے نکاح کے لئے ولی کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے قرآن وحدیث کی نصوص سے واضح ہے، لیکن موجودہ مسلمانوں کے اسلام سے عملی انحراف نے جہاں شریعت کے بہت سے مسائل کو غیر اہم بنا دیا ہے اس مسئلے سے بھی اغماض واعراض اختیار کیا جا رہا ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں قرآن کریم میں واضح طور پر رہنمائی نہیں ملتی لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے، قرآن سے استدلال کا جو طریقہ اور اسلوب ہے اس کی رو سے یقیناً ہمیں قرآن سے پوری رہنمائی ملتی ہے، قرآن میں فرمایا گیا

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۔۔۔ ﴿۲۲۱﴾ (۳)

ترجمہ: تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے اگرچہ

(۱) صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ الأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ۵۰۹۰، صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ اسْتِحْبَابِ نِكَاحِ ذَاتِ الدِّينِ۳۶۳۵،سنن ابن ماجه کتاب النکاح بَابُ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ ۱۸۵۸،سنن ابوداودکتاب النکاح بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ ۲۰۴۷،السنن الکبری للنسائی ۵۳۱۸،صحیح ابن حبان ۴۰۳۶، مسنداحمد۹۵۲۱،سنن الدارمی ۲۲۱۶

(۲) صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ۳۶۴۹،المعجم الکبیرللطبرانی ۴۹،شعب الایمان ۴۲۹۹

(۳) البقرۃ۲۲۱

وہ تمہیں بہت پسند ہو، اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بجائے ان کے اولیاء کو خطاب فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کریں، قرآن کریم کے اس انداز بیان سے واضح ہے کہ مسلمان عورت اپنے نکاح کا معاملہ از خود طے نہیں کر سکتی، اس کے نکاح کا معاملہ اس کے ولی کی وساطت ہی سے انجام پائے گا، مفسرین امت نے اس آیت کو اس مسئلے میں نص قرار دیا ہے،

چنانچہ امام ابن حبان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت وَلَا تُنكِحُوا بالاتفاق تاء کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے وَهَذَا خِطَابٌ لِلْأَوْلِيَاءِ لَا لِلنِّسَاءِ اور یہ عورتوں کے اولیا سے خطاب ہے۔ (۱)

فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ بِالنَّصِّ عَلَى أَنْ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت بطور نص اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔ (۲)

وَهَذَا خِطَابٌ لِلْأَوْلِيَاءِ لَا لِلنِّسَاءِ

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت میں یہ خطاب عورت کے اولیاء کو ہے نہ کہ عورتوں کو۔ (۳)

يُشْعِرُ بِأَنَّ الرِّجَالَ هُمُ الَّذِينَ يُزَوِّجُونَ أَنْفُسَهُمْ وَيُزَوِّجُونَ النِّسَاءَ اللوَاتِي يَتَوَلَّوْنَ أَمْرَهُنَّ، وَأَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُزَوِّجُ نَفْسَهَا بِالِاسْتِقْلَالِ بَلْ لَا بُدَّ مِنَ الْوَلِيِّ

علامہ رشید رضا مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں پہلے تَنكِحُوا (تاء کے زبر کے ساتھ) اور پھر تُنكِحُوا (تاء کے پیش کے ساتھ) تعبیر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مرد ہی اپنا اور ان عورتوں کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جن کے معاملات کے وہ ذمے دار ہیں اور عورت مرد کی اجازت کے بغیر از خود نکاح نہیں کر سکتی اس کے لئے ولی ضروری ہے۔ (۴)

وَقَالَ تَعَالَى: {وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ} (۵). فَخِطَابُ الرِّجَالِ بِتَزْوِيجِ النِّسَاءِ، وَلِهَذَا قَالَ مَنْ قَالَ مِنْ السَّلَفِ: إِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَنْكِحُ نَفْسَهَا، إِنَّ الْبَغِيَّ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا، لَكِنْ إِنْ اعْتَقَدَ هَذَا نِكَاحًا جَائِزًا كَانَ الْوَطْءُ فِيهِ وَطْءَ شُبْهَةٍ يُلْحَقُ الْوَلَدُ فِيهِ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔" اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "اور شرک کرنے والی عورتوں سے نکاح نہ کرو۔" جو (فعل لازم اور متعدی کا) فرق ہے، اس سے بھی بعض سلف نے یہ حجت پکڑی ہے کہ عورت از خود نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ یہ زانی عورت ہی اپنا نکاح خود کراتی ہے لیکن اگر اس نکاح کو بالفرض جائز قرار

---

(۱) تفسیر البحر المحیط ۲/۱۶۵

(۲) تفسیر القرطبی ۳/۷۲

(۳) المحلی ۹/۲۶

(۴) تفسیر المنار ۲/۲۷۹

(۵) البقرۃ: ۲۲۱

دے دیا جائے تو اس میں کی ہوئی مباشرت وطء شبہ کہلائے گی اور بچے کو اسی میں داخل کیا جائے گا(ان کے نکاح کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے)۔ (۱)

قرآن کریم کی دوسری آیت ہے

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ... ﴿٣٢﴾ (۲)

ترجمہ: تمہارے اندر جو بے شوہر ہیں ان کا نکاح کر دو۔

هَذِهِ الْمُخَاطَبَةُ تَدْخُلُ فِي بَابِ السَّتْرِ وَالصَّلَاحِ، أَيْ زَوِّجُوا مَنْ لَا زَوْجَ لَهُ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ طَرِيقُ التَّعَفُّفِ، وَالْخِطَابُ لِلْأَوْلِيَاءِ.

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ انداز گفتگو حفاظت اور صلاح کے باب سے ہے ”تم میں سے جو بے شوہر ہے اس کی شادی کر دو۔“ اس میں بھی باکرہ اور بیوہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب کر کے انہیں ان کے نکاح کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۳)

فِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ تَزْوِيجَ النِّسَاءِ الْأَيَامَى إِلَى الْأَوْلِيَاءِ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى خَاطَبَهُمْ بِهِ

چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ بے شوہر عورتوں کی شادی کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمے داری ہے، اس لئے کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے انہی سے خطاب فرمایا ہے۔ (۴)

هَذِهِ الْمُخَاطَبَةُ تَدْخُلُ فِي بَابِ السَّتْرِ وَالصَّلَاحِ، أَيْ زَوِّجُوا مَنْ لَا زَوْجَ لَهُ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ طَرِيقُ التَّعَفُّفِ، وَالْخِطَابُ لِلْأَوْلِيَاءِ. وَقِيلَ: لِلْأَزْوَاجِ. وَالصَّحِيحُ الْأَوَّلُ، إِذْ لَوْ أَرَادَ الْأَزْوَاجَ لَقَالَ وَانْكِحُوا بِغَيْرِ هَمْزٍ،

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ انداز گفتگو حفاظت اور صلاح کے باب سے ہے یعنی ” تم میں سے جو بے شوہر ہے اس کی شادی کر دو۔“ اس لئے کہ یہی عفت و پاک دامنی کا راستہ ہے اور یہ خطاب اولیاء سے ہے، بعض کے نزدیک یہ خاوندوں سے خطاب ہے لیکن صحیح بات پہلی ہی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اگر خاوندوں سے خطاب کرنا چاہتا تو بغیر ہمزہ (قطعی) کے انْكِحُوا فرماتا۔ (۵)

قرآن کریم کی تیسری آیت ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ... ﴿٢٣٢﴾ (۶)

ترجمہ: جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کر لیں۔

(۱) الفتاویٰ الکبری لابن تیمیة ۳/۱۲۰

(۲) النور ۳۲

(۳) تفسیر القرطبی ۱۲/۳۲۹

(۴) معالم التنزیل، المعروف تفسیر البغوی ۳/۴۰۷

(۵) تفسیر القرطبی ۱۲/۲۳۹

(۶) البقرة ۲۳۲

نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ طَلْقَةً أَوْ طَلْقَتَيْنِ، فَتَنْقَضِي عِدَّتُهَا، ثُمَّ يَبْدُو لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَأَنْ يُرَاجِعَهَا، وَتُرِيدَ الْمَرْأَةُ ذَلِكَ، فَيَمْنَعُهَا أَوْلِيَاؤُهَا مِنْ ذَلِكَ، فَنَهَى اللهُ أَنْ يَمْنَعُوهَا

امام ابن کثیر رحمہ اللہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے فرماتے ہیں یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے دے پھر اس کی عدت پوری ہو جائے تو خاوند اس سے (دوبارہ) شادی یا رجوع کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر رضامند ہو لیکن اس کے اولیاء اس کو ایسا کرنے سے روک دیں تو اللہ تعالیٰ نے اولیائے عورت کو اس طرح عورت کو (شادی کرنے سے) روکنے سے منع فرما دیا۔۔۔

وَكَذَا قَالَ مَسْرُوقٌ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَالزُّهْرِيُّ وَالضَّحَّاكُ إِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي ذَلِكَ. وَهَذَا الَّذِي قَالُوهُ ظَاهِرٌ مِنَ الْآيَةِ، وَفِيهَا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَمْلِكُ أَنْ تُزَوِّجَ نَفْسَهَا، وَأَنَّهُ لَا بُدَّ فِي تَزْوِيجِهَا مِنْ وَلِيٍّ، كَمَا قَالَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ جَرِيرٍ عِنْدَ هَذِهِ الْآيَةِ

امام مسروق رحمہ اللہ، ضحاک رحمہ اللہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، امام زہری رحمہ اللہ نے بھی کہا ہے کہ یہ آیت اس مسئلے میں نازل ہوئی، اور ان لوگوں نے جو یہ بات کہی ہے آیت کے ظاہری مفہوم کے عین مطابق ہے اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت یہ اختیار نہیں رکھتی کہ وہ اپنا نکاح خود کر لے بلکہ نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے جیسے امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔ [۱]

وَفِي هَذِهِ الْآيَةِ الدَّلَالَةُ الْوَاضِحَةُ عَلَى صِحَّةِ قَوْلِ مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ مِنَ الْعَصَبَةِ

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت سے صاف واضح ہے کہ ان لوگوں کی رائے صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں۔ [۲]

اس آیت کے نزول کا جو سبب ہے وہ صحیح روایات میں بیان ہوا ہے جس سے آیت کا وہ مفہوم متعین ہو جاتا ہے جو مذکورہ سطور میں مفسرین نے بیان فرمایا ہے اس لئے روایت کی شان نزول کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے

حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ،قَالَ: زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَافَقُلْتُ لَهُ: زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَالاَ وَاللهِ لاَ تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لاَ بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ المَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ: {فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ} فَقُلْتُ: الآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں نے اپنی ہمشیرہ (جمیل بنت یسار رضی اللہ عنہا یا فاطمہ بنت یسار رضی اللہ عنہا) کا نکاح ایک آدمی (ابو البداح بن عاصم انصاری) سے کیا، کچھ عرصے کے بعد اس نے طلاق دے دی حتی کہ جب عدت گزر گئی تو اس نے پھر نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کیا، اس کو تیرا بستر بنایا، تیری عزت کی لیکن

[۱] تفسیر ابن کثیر ۱/۶۲۹

[۲] تفسیر طبری ۴/۱۹۴

تو نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر نکاح کا پیغام لے کر آ گیا ہے اللہ کی قسم! اب وہ کبھی تیری طرف نہیں لوٹے گی، اور وہ آدمی برا نہیں تھا اور عورت (میری بہن) بھی اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت " تو پھر اس میں مانع نہ ہو۔" نازل فرمادی جسے سن کر میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اب میں ان کا آپس میں نکاح کر دوں گا چنانچہ میں نے اس کے ساتھ اس کا (دوبارہ) نکاح کر دیا۔ (۱)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جب انہوں نے اپنی بہن کو اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا، یہ واقعہ امام بخاری نے نقل کیا ہے

هَذَا فَفِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِأَنَّ أُخْتَ مَعْقِلٍ كَانَتْ ثَيِّبًا، وَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيْهَا دُونَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا، وَلَمْ تَحْتَجْ إِلَى وَلِيِّهَامعقل

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ عورت بغیر ولی کے نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ معقل کی بہن بیوہ تھی اور اگر بغیر ولی کے نکاح جائز ہوتا تو وہ اپنی شادی کر والیتی تو وہ اپنے بھائی معقل کی محتاج و ضرورت مند نہ ہوتی۔ (۲)

وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي اشْتِرَاطِ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ فَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى ذَلِكَ وَقَالُوا لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا أَصْلًا وَاحْتَجُّوا بِالْأَحَادِيثِ الْمَذْكُورَةِ وَمِنْ أَقْوَاهَا هَذَا السَّبَبُ الْمَذْكُورُ فِي نُزُولِ الْآيَةِ الْمَذْكُورَةِ وَهِيَ أَصْرَحُ دَلِيلٍ عَلَى اعْتِبَارِ الْوَلِيِّ وَإِلَّا لَمَا كَانَ لِعَضْلِهِ مَعْنًى وَلِأَنَّهَا لَوْ كَانَ لَهَا أَنْ تُزَوِّجَ نَفْسَهَا لَمْ تَحْتَجْ إِلَى أَخِيهَا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں نکاح میں ولی کے شرط ہونے کی بابت علماء کے درمیان اختلاف ہے، جمہور اس کے قائل ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ عورت اپنا نکاح از خود نہیں کر سکتی، انہوں نے اس کا اثبات مذکورہ احادیث سے کیا ہے اور ان میں سب سے قوی دلیل یہی واقعہ ہے جو قرآن کریم کی آیت مذکورہ کے نزول کا سبب ہے، اور یہ آیت اس بات پر کہ نکاح میں ولی کی رضامندی ضروری ہے سب سے واضح دلیل ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ کہنے کا کہ " انہیں مت روکو۔" کوئی معنی نہیں رہتے، علاوہ ازیں اگر وہ عورت از خود نکاح کرنے کی مجاز ہوتی تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی۔ (۳)

وَيُقَالُ عَلَيْهِ قَدْ فَهِمَ السَّلَفُ شَرْطَ إِذْنِهِمْ فِي عَصْرِهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَبَادَرَ مَنْ نَزَلَتْ فِيهِ إِلَى التَّكْفِيرِ عَنْ يَمِينِهِ وَالْعَقْدِ،وَلَوْ كَانَ لَا سَبِيلَ لِلْأَوْلِيَاءِ لَأَبَانَ اللهُ تَعَالَى غَايَةَ الْبَيَانِ بَلْ كَرَّرَ تَعَالَى كَوْنَ الْأَمْرِ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ فِي عِدَّةِ آيَاتٍ، وَلَمْ يَأْتِ حَرْفٌ وَاحِدٌ أَنَّ لِلْمَرْأَةِ إِنْكَاحَ نَفْسِهَاوَدَلَّتْ أَيْضًا عَلَى أَنَّ نِسْبَةَ النِّكَاحِ إِلَيْهِنَّ فِي الْآيَاتِ مِثْلُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ مُرَادٌ بِهِ الْإِنْكَاحُ بِعَقْدِ الْوَلِيِّ إِذْ لَوْ فُهِمَ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهَا تُنْكِحُ نَفْسَهَا لَأَمَرَهَا بَعْدَ نُزُولِ الْآيَةِ بِذَلِكَ، وَلَأَبَانَ لِأَخِيهَا أَنَّهُ لَا وِلَايَةَ لَهُ، وَلَمْ يُبِحْ لَهُ الْحِنْثَ فِي يَمِينِهِ وَالتَّكْفِيرَ

---

(۱) صحيح بخاری كتاب النكاح بَابُ مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ ۵۱۳۰

(۲) تفسیر القرطبی ۱۵۸/۳

(۳) فتح الباری ۱۸۴/۹

اور امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صحابہ (سلف) نے اس واقعے سے یہی بات سمجھی ہے کہ اولیاء کی اجازت ضروری ہے اور انہوں نے قسم کا کفارہ ادا کرنے اور نکاح کرنے میں جلدی کی (یہ اشارہ ہے بعض روایات کی رو سے معقل کے قسم کھا لینے اور پھر اسے توڑ کر اپنی بہن کا نکاح کر دینے کی طرف) اگر اولیاء کا عورتوں پر اختیار ہی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے کھول کر بیان فرما دیتا بلکہ اس کے برعکس اللہ نے متعدد آیات میں اولیاء کے حق کو تکرار کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ایک حرف بھی اس امر کی بابت نہیں بولا کہ عورت کو از خود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اس سے اس طرف بھی رہنمائی ملتی ہے کہ جن آیات میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے جیسے ’’الایہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو۔‘‘ اس سے بھی ولی کی اجازت سے ان کے نکاح کا انعقاد ہے نہ کہ از خود نکاح کر لینا، اس لیے کہ اگر اس آیت سے نبی ﷺ یہ سمجھتے کہ عورت از خود اپنا نکاح کر سکتی ہے تو آپ اس آیت کے نزول کے بعد اس عورت کو خود اپنا نکاح کر لینے کا حکم فرما دیتے اور اس کے بھائی پر یہ واضح کر دیتے کہ تجھے اس پر ولایت کا حق نہیں ہے اور اس کے لئے اپنی قسم کا توڑنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا جائز نہ ہوتا۔ (۱)

اب ہم ذیل میں چند احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں پوری صراحت سے ولایت نکاح کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ (۲)

یہ روایت جسے متواتر تک کہا گیا ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چار صحابہ سے مروی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا، فَإِنْ تَشَاجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت نے بھی اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے، اگر ان کا آپس میں ملاپ ہو گیا ہے تو اس کی وجہ سے حق مہر اس عورت کو دیا جائے گا، اگر (اولیاء کا) اختلاف اور جھگڑا ہو تو سلطان وقت ہر اس عورت کا ولی ہو گا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت، عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے بیشک

---

(۱) سبل السلام ۲/۱۷۵

(۲) سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الْوَلِيِّ ۲۰۸۵

(۳) سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الْوَلِيِّ ۲۰۸۳

زانیہ عورت ہی اپنا نکاح ازخود کرواتی ہے۔ (۱)

اس حدیث میں ولایت کے لئے مرد کو ضروری قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کی بجائے ماں ولی نہیں بن سکتی، نہ لڑکی ازخود اپنا نکاح کرسکتی ہے، باپ نہ ہو تو اس کا چچا، بھائی وغیرہ ولی بنے گا اور اگر کوئی بھی نہیں ہوگا تو حاکم وقت یا قاضی اس کا ولی ہوگا جیسا کہ اس سے ماقبل کی حدیث میں ہے۔

أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ:أَنَّ النِّكَاحَ فِي الجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ: فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ اليَوْمَ: يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ، فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا، فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالحَقِّ، هَدَمَ نِكَاحَ الجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ اليَوْمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے زمانہ جاہلیت میں نکاح کی چار قسمیں تھیں، ایک قسم وہ جو لوگوں میں آج کل رائج ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی کسی عزیزہ یا بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام بھیجتا ہے وہ اسے قبول کر کے اس کے لئے حق مہر کا تعین کر دیتا اور نکاح کر دیتا (اس کے بعد نکاح کی تین قسمیں اور بیان کیں اور آخر میں فرمایا) جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا اور صرف آج کل کے رائج نکاح کو باقی رکھا۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے صرف اس نکاح کو جائز رکھا ہے جو ولی کی وساطت سے کیا گیا ہو باقی تمام نکاح باطل کر دیے۔

اسلام کی مذکورہ تعلیم میں بڑا اعتدال و توازن ہے، لڑکی کو تاکید ہے کہ والدین نے اسے پالا پوسا ہے، اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ہے، وہ مستقبل میں بھی جب کہ وہ اپنی نوجوان بچی کو دوسرے خاندان میں بھیج رہے ہیں اس کے لئے روشن امکانات دیکھ رہے ہیں اور اس کی روشنی ہی میں انہوں نے اس کے مستقبل کا فیصلہ کیا ہے اس لئے وہ اپنے محسن، خیر خواہ اور مشفق و ہمدرد والدین کے فیصلے کو رضامندی سے قبول کرلے، دوسری طرف والدین کو لڑکی پر جبر کرنے اور اس کی رضامندی حاصل کیے بغیر اس کی شادی کرنے سے منع کر دیا ہے، اگر کوئی ولی بالجبر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فقہاء نے ایسے ولی کو ولی عاضل (غیر مشفق) قرار دے کر ولی البعد کو آگے بڑھ کر اس کی شادی کرنے کی تلقین کی ہے، ولی البعد بھی کسی وجہ سے اس کا اہتمام کرنے سے قاصر ہو تو عدالت یا پنچایت یہ فریضہ سرانجام دے گی۔

آج کل عدالتوں میں نوجوان لڑکیوں کے ازخود نکاح کرنے کے جو مقدمات پیش ہو رہے ہیں ان میں مذکورہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا تعین اور تحقیق کیے بغیر صرف اس بنیاد پر فیصلہ کرنا یا بعض علماء کا فتوی دینا کہ نوجوان لڑکی ولایت کی محتاج نہیں ہے اس لئے یہ نکاح جائز ہے قرآن وحدیث کی رو سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور جمہور علماو فقہاء کے مسلک کی روشنی میں بالکل غلط ہے، عدالتیں اگر قرآن وحدیث کو اپنا حکم مانتی ہیں تو وہ ایسا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں اور علماء بھی اگر

...فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ... ﴿۵۹﴾ (۳)

ترجمہ: اگر تمہارے درمیان کسی چیز کی بابت جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ ۱۸۸۲

(۲) صحيح بخاری كتاب النكاح بَابُ مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ ۵۱۲۷

(۳) النساء ۵۹

پر صدق دل سے عمل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی مذکورہ نکاحوں کے جواز کا مطلقاً فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح صحیح نہیں ہے، ولی جابر یا عاضل ہو گا تو ولی البعد یا عدالت نکاح کرائے گی لیکن کسی بالغ لڑکی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھاگ کر یا چھپ کر اپنا نکاح خود کر لے۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ

آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو

وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ

اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ (البقرۃ ۲۲۲)

تمہیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حیض کے بارے میں سوال: اللہ نے اس دنیا کو چلانے کے لئے ہر چیز کے جوڑے جوڑے بنائے اور اسی مناسبت سے ہر ایک کے حقوق وفرائض مقرر فرما کر نر اور مادہ کو حقوق وفرائض کی مناسبت سے جوارح واعضاء عطا فرمائے، اللہ نے عورتوں کی حالت کے مطابق ان کے چند مخصوص دن مقرر فرمائے،

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ} [1] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ، فَقَالُوا: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ،

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو ان دنوں میں عورتوں کو (کم درجے کی مخلوق سمجھ کر) پلید سمجھتے اور عورتوں کو (بطور تذلیل) اپنے گھروں سے باہر نکال دیتے ان سے پانی یا کھانا وغیرہ لینا، اس کے ساتھ فرش پر بیٹھنا اور اس سے ہاتھ تک چھونا مکروہ سمجھتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ان دنوں میں عورتوں سے تعلقات رکھنے چاہئیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔'' نازل فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان دنوں میں مقاربت کے سوا کوئی چیز منع نہیں (ان دنوں میں عورت سے نماز معاف ہے، روزہ رکھنا ممنوع ہے تاہم روزے کی قضا بعد میں ضروری ہے، اسی طرح عورت ان دنوں میں کھانا پکانا اور دیگر گھر کے تمام کام کر سکتی ہے وغیرہ) یہ بات یہودیوں کے دستور کے خلاف تھی جب آپ کا حکم سنا تو کہنے لگے یہ شخص

[1] البقرۃ: ۲۲۲

تو ہماری ہر بات کی مخالفت کرتا ہے،

فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، فَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا

یہ سن کر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں جب عورتوں نے گھروں میں رہنا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کھانا پینا بھی ہے تو پھر ہم ان دنوں میں مقاربت بھی کیوں نہ کریں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا آپ کو غصہ میں دیکھ کر دونوں صحابی رضی اللہ عنہم گھروں کو چلے گئے، (ان کے نکلتے ہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے دودھ کا ہدیہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوا بھیجا اور انہیں دودھ پلایا تب انہیں تسلی ہوئی کہ آپ ان سے ناراض نہیں ہیں۔ [۱]

وَلِهَذَا ذَهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَوْ أَكْثَرِهِمْ إِلَى أَنَّهُ تَجُوزُ مُبَاشَرَةُ الْحَائِضِ فِيمَا عَدَا الْفَرْجِ

اسی لیے بہت سے بلکہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ شرم گاہ کے علاوہ حائضہ عورت سے دیگر امور جائز ہیں،

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا، أَلْقَى عَلَى فَرْجِهَا ثَوْبًا

عکرمہ رحمہ اللہ نے بعض ازواج مطہرات سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حائضہ سے کچھ ارادہ فرماتے تو اس کے مقام خاص پر کپڑا ڈال دیتے تھے۔ [۲]

اور فرمایا پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہو حیض کے دنوں میں عورت گندگی کی حالت میں ہوتی ہے اس لئے جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے جماع نہ کرو مگر باقی تمام تعلقات بدستور برقرار رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر جب خون بند ہو جائے اور وہ غسل کر کے پاک صاف ہو جائیں تو پھر ان کے پاس جاؤ جس طرح فطری طور پر اللہ نے تم کو حکم دیا ہے، یعنی سامنے سے جماع کرو اور دبر سے اجتناب کرو، اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے رہیں اور گناہوں سے پاک رہنے کی کوشش کریں۔ یہ سن کر یہودی کہنے لگے انہیں تو صرف ہماری مخالفت سے غرض ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا

أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے حالانکہ میں حیض میں

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ جَوَازِ غُسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ ۶۹۴، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۷۷، سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا ۲۵۸، سنن الدارمی ۱۰۹۳

[۲] سنن ابوداود كِتَاب الطَّهَارَةِ بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ ۲۷۲

ہوتی تھی۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تو وہی سے پیتے جہاں میں نے منہ لگایا تھا۔ (۲)

عَائِشَةَ تَقُولُ:كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ، وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ، ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، وَإِنْ أَصَابَ تَعْنِي: ثَوْبَهُ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ، ثُمَّ صَلَّى فِيهِ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی لحاف میں رات گزارتے اور میں حیض سے ہوتی تھی، اگر آپ کو مجھ سے کچھ لگ جاتا تو آپ اتنی ہی جگہ کو دھو ڈالتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور نماز پڑھ لیتے اور اگر کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو بھی اسی قدر جگہ دھوتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور اسی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔ (۳)

مَيْمُونَةَ،كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا، فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ

میمونہ بنت حارث ہلالیہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ازواج مطہرات میں سے کسی خاص ایام میں جسم سے جسم لگانا چاہتے تو آپ حکم دیتے اور وہ تہ بند باندھ لیتی تھیں۔ (۴)

عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَحِلُّ لِي مِنَ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ:لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ

حرام بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا (عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی سے مجھے اس

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الحیض بَابُ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ۲۹۷، صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ جَوَازِ غُسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ۶۹۳،مسند احمد ۲۴۸۶۲، شرح السنة للبغوی۳۱۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الحیض بَابُ جَوَازِ غُسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ ۶۹۲ ،سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا ۶۴۳، سنن نسائی کتاب الطهارةبَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا ۲۸۱،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا ۲۵۹

(۳)سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ۲۶۹،سنن نسائی کتاب الطهارة بَابُ مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ۲۸۵

(۴) صحیح بخاری کِتَابُ الحَيْضِ بَابُ مُبَاشَرَةِ الحَائِضِ ۳۰۳

کے حیض کے حالت میں کیا کچھ حلال ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تہبند کے اوپر کا سارا حصہ حلال ہے۔[1]
الغرض جماع کے لئے ساتھ رہنے، کھانے پینے اور سونے میں کوئی حرج نہیں۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے (نیک اعمال) آگے بھیجو

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ (البقرۃ ۲۲۳)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دیجئے۔

یہودیوں کا ایک عقیدہ:

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرًا، يَقُولُ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ
ابن منکدر سے مروی ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کے پاس پیچھے کھڑے ہو کر یا پیٹ کے بل لٹا کر عورت سے جماع کریں تو اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔[2]

کچھ لوگوں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مردوں کو اختیار ہے کہ اپنی بیویوں سے مباشرت چت لٹا کر کریں یا پیٹ کے بل لٹا کر کریں یا کسی کروٹ پر کریں مگر غیر فطری طور پر دبر استعمال کرنے کے بجائے ہر صورت میں عورت کی فرج ہی استعمال کریں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، {نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ}[3] فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتِهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ إِذَا كَانَ فِي الْفَرْجِ
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔“ انصار لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے سوال کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جب فرج میں (مقاربت) ہو۔[4]
اور اپنی نسل برقرار رکھنے کی کوشش کریں مگر عورت کی پشت میں جماع کرنا کسی صورت جائز نہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عورت سے اس کی پشت میں جماع کرے وہ لعنتی ہے۔[5]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الطھارۃ بَابٌ فِي الْمَذْيِ ۲۱۲، السنن الصغیر للبیھقی ۱۵۶، السنن الکبری للبیھقی ۱۴۹۹

[2] جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ۲۹۷۸، مسند ابی یعلی ۲۰۲۴، السنن الکبریٰ للبیھقی ۱۴۱۰۲

[3] البقرۃ: ۲۲۳

[4] مسند احمد ۲۴۱۴

[5] سنن ابوداود کتاب النکاح بَابٌ فِي جَامِعِ النِّكَاحِ ۲۱۶۲، مسند احمد ۹۷۳۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص حائضہ سے صحبت کرے یا کسی عورت سے اس کی پشت میں جماع کرے یا کاہن سے غیب کی خبر پوچھے تو بلاشبہ وہ منکر ہو گیا اس سے جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ (۱)

عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ

خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا عورتوں کی پشتوں میں (جماع کے لئے) نہ آؤ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے جس نے اپنی بیوی سے اس کی پشت میں جماع کیا۔ (۳)

إِنَّهُ يَحْرُمُ إِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ، وَقَدْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ جُمْهُورُ أَهْلِ الْعِلْمِ

جمہور علماء کہتے ہیں کہ عورتوں سے ان کی پشتوں میں جماع حرام ہے۔ (۴)

تاہم علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی پشت کی جانب سے یا کسی بھی طریقے سے صرف اس کی قبل (فرج) میں جماع کر سکتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ، اللهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کو شخص جماع کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو تو (اس جماع کے نتیجے میں) ہمیں عطا فرمائے، تو یہ دعا پڑھنے کے بعد (جماع کرنے سے) میاں بیوی کو جو اولاد ملے گی اسے شیطان نقصان کبھی نہیں پہنچا سکتا۔ (۵)

(۱) مسند احمد ۹۲۹۰،سنن ابوداودکتاب الطِّبِّ بَابٌ فِي الْكَاهِنِ ۳۹۰۴،جامع ترمذی کتاب الطهارةبَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ الحَائِضِ ۱۳۵،سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْحَائِضِ ۶۳۹

(۲) سنن ابن ماجه کتاب النکاح قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ ۱۹۲۵،مسند احمد ۲۱۸۵۸

(۳) سنن ابن ماجه کتاب النکاح بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ ۱۹۲۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ ۱۱۶۵

(۴) نیل الاوطار ۶/۲۳۹

(۵) صحیح بخاری کتاب الوضوبَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الوِقَاعِ ۱۴۱،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَهُ عِنْدَ الْجِمَاعِ ۳۵۳۳،سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي جَامِعِ النِّكَاحِ ۲۱۶۱ ،جامع ترمذی ابواب النکاح بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ ۱۰۹۲،سنن ابن ماجه کتاب النکاح بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَهْلُهُ ۱۹۲۰،سنن الدارمی ۲۲۵۸،صحیح ابن حبان ۹۸۳

وَ لَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ تُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ ؕ

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیز گاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو

وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِيۡۤ اَيۡمَانِكُمۡ وَ لٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ

اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں ہاں اس کی پکڑ

بِمَا كَسَبَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۲۲۵﴾ (البقرۃ ۲۲۵،۲۲۴)

اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو، اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بردبار ہے۔

لغو قسمیں:

هُوَ أَنْ يَحْلِفَ الرَّجُلَ عَلَى الشَّيْءِ لَا يَظُنُّ إِلَّا أَنَّهُ إِيَّاهُ فَإِذَا لَيْسَ هُوَ مَا ظَنَّهُ

قسم ایسے مضبوط عقد کا نام ہے جس کے ذریعے حالف کسی فعل کے کرنے یا اسے چھوڑنے کا عزم کرتا ہے۔ [۱]

دو صحابہ کو آپس میں کچھ رنج ہوا اس پر ایک نے قسم کھائی کہ نہ تو میں تیرے مکان پر آؤں گا اور نہ کبھی تیرے معاملے میں دخل دوں گا، چونکہ آپس کا رشتہ تھا جب کوئی اس کی بابت اس کو کہے تو وہ کہہ دے کہ میں اس کے معاملہ میں دخیل نہ ہوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نیکی اور صلہ رحمی کے چھوڑنے کا ذریعہ اللہ کی قسموں کو نہ بناؤ، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِى الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ
وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ [۲]

ترجمہ: تم میں جو لوگ صاحبِ فضل اور صاحبِ مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار، مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ لوگوں کی مدد نہ کریں گے، انہیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

تو انہیں چاہیے کہ اس قسم کو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے، جو غیر ارادی اور عادت کے طور پر تم قسمیں کھاؤ گے (جو انسان اپنے گھر بار میں بال بچوں سے کہہ دیا کرتا ہے کہ ہاں اللہ کی قسم اور نہیں اللہ کی قسم یعنی جو ہنسی ہنسی میں انسان کے منہ سے نکل جاتی ہیں)

قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: هُوَ كَلَامُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ، كَلَّا وَاللهِ، وَبَلَى وَاللهِ۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لغو قسم یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر میں اس طرح کہتا رہتا ہے ہرگز نہیں

[۱] فتح القدیر ۱،۲۶۵

[۲] النور ۲۲

اللہ کی قسم! کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَغْوُ الْيَمِينِ: أَنْ تَحْلِفَ وَأَنْتَ غَضْبَانُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے لغو قسم وہ ہے جو آپ غصے کی حالت میں کھا لیتے ہیں۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَغْوُ الْيَمِينِ: أَنْ تُحَرِّمَ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ، فَذَلِكَ مَا لَيْسَ عَلَيْكَ فِيهِ كَفَّارَةٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لغو قسم یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کسی چیز کو حرام قرار دے لیں تو اس کا کوئی کفارہ آپ پر نہیں ہے۔ (۳)

اس پر میں گرفت نہیں کروں گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ

جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اور کہا لات عزیٰ کی قسم تو اسے پھر کلمہ لاالٰہ الا اللہ کہہ لینا چاہیے، اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے آؤ جوا کھلیں تو اسے چاہیے کہ (اس کے کفارہ میں) صدقہ کرے (۴)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ، فَسَأَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ، فَقَالَ: إِنْ عُدْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْقِسْمَةِ فَكُلُّ مَالٍ لِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّ الْكَعْبَةَ غَنِيَّةٌ عَنْ مَالِكَ، كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَكَلِّمْ أَخَاكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا يَمِينَ عَلَيْكَ، وَلَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ، وَفِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ، وَفِيمَا لَا تَمْلِكُ

سعید بن مسیب سے مروی ہے دو انصاری بھائیوں کی مشترکہ میراث تھی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے میراث کی تقسیم کے بارے میں کہا، اس نے جواب دیا کہ اگر تم نے آئندہ میراث کی تقسیم کے بارے میں کہا تو میرا سارا مال کعبے کے دروازے کے لیے وقف ہوگا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک کعبہ تمہارے مال سے بے نیاز ہے تم اپنی قسم کا کفارہ دو اور اپنے بھائی سے گفتگو کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے رب کی نافرمانی لازم آتی ہو تو نہ قسم کا اعتبار ہے اور نہ نذر کا اسی طرح قطع رحمی میں یا جس چیز کے تم مالک ہی نہیں ہو اس میں بھی قسم اور نذر کا کوئی اعتبار نہیں۔ (۵)

البتہ اگر تم نے پختگی کے ساتھ دل کی ارادت کے ساتھ عمداً جھوٹی قسم کھائی تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور میں اس کا احتساب کروں گا،

(۱) سنن ابوداود كِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ لَغْوِ الْيَمِينِ ۳۲۵۴

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۴۱۰

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۴۰۹

(۴)۔ صحیح بخاری كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ لاَ يُحْلَفُ بِاللاتِ وَالعُزَّى وَلاَ بِالطَّوَاغِيتِ ۶۶۵۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْأَيْمَانِ بَابُ مَنْ حَلَفَ بِاللاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ۴۲۶۰

(۵) سنن ابوداود كِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ ۳۲۷۲

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ... ﴿۸۹﴾ [۱]

ترجمہ: تم لوگ جو مہمل قسمیں کھالیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ:لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ حَلَفَ بِاللهِ فَلْيَصْدُقْ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللهِ، فَلَيْسَ مِنَ اللهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اپنے آباؤاجداد کی قسمیں نہ اٹھاؤ جو شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے اسے چاہیے کہ وہ سچی قسم اٹھائے اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی جائے اسے چاہیے کہ وہ اسے تسلیم کرے اور جو اسے تسلیم نہ کرے اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ [۲]

اگر کوئی ایسی قسم کھا بیٹھے تو اسے چاہیے کہ اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کرے، اور اس کا کفارہ یہ ہے

...فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ... ﴿۸۹﴾ [۳]

ترجمہ: (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللهِ، لَأَنْ يَلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ، آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ! (بسا اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔ [۴]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلَهُ: {وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ} يَقُولُ: لَا تَجْعَلْنِي عُرْضَةً لِيَمِينِكَ أَنْ لَا تَصْنَعَ الْخَيْرَوَلَكِنْ كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَاصْنَعِ الْخَيْرَ

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان " اللہ کے نام کو ایسی قسمیں کھانے کے لیے استعمال نہ کرو۔ " کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں میری قسم کو نیکی نہ کرنے کا عذر نہ بناؤ بلکہ قسم کا کفارہ دے دو اور نیکی کا کام کرو۔ [۵]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا مِنْ غَيْرِ

[۱] المائدة۸۹

[۲] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْكَفَّارَاتِ بَابُ مَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ ۲۱۰۱

[۳] المائدة۸۹

[۴] صحيح بخارى كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِباب قول الله تعالىٰ لايوخذكم الله باللغو۶۶۲۵، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِصْرَارِ عَلَى الْيَمِينِ، فِيمَا يَتَأَذَّى بِهِ أَهْلُ الْحَالِفِ، مِمَّا لَيْسَ بِحَرَامٍ۴۲۹۱، مسنداحمد۸۲۰۸

[۵] تفسيرطبرى ۴۲۲/۴

مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! سرداری، امارت اور امامت کو طلب نہ کر اگر بغیر مانگے تو دیا جائے گا تو اللہ کی جانب سے تیری مدد کی جائے گی اور اگر تو نے آپ مانگ کر لی تو تجھے اس کی طرف سونپ دیا جائے گا تو اگر کوئی قسم کھالے اور اس کے خلاف بھی بھلائی دیکھ تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس نیک کام کو کر لے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کام کے بارے میں قسم کھالے اور پھر دیکھے کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور زیادہ بہتر کام کو سرانجام دے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دیتا ہے جو خلوص نیت سے توبہ کر کے اس کی طرف لوٹتا ہے اور جو شخص اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے وہ اس کے بارے میں بہت حلم سے کام لیتا ہے اور اس کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہیں لیتا بلکہ اپنے حلم کی بنا پر اس کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اس پر قدرت رکھنے اور اپنے سامنے ہونے کے باوجود اس سے درگزر کرتا ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ

جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کی چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ (البقرۃ ۲۲۷،۲۲۶)

بھی بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ہی قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

عورتوں پر ظلم کا طریقہ (ظہار):

دور جاہلیت میں عورت کی حیثیت ایک لونڈی کی طرح تھی جو مردوں کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی تھی اس کے فرائض تو تھے مگر حقوق کچھ نہیں تھے اس طرح عورتوں کی زندگی جہنم سے کم ہرگز نہ تھی، ہاں اشراف طبقہ میں عورتوں کو کچھ آزادی حاصل تھی، اس کا تحفظ اور احترام کیا جاتا اور اس کی بات مانی جاتی تھی، وہ تجارت کرتی اور اپنے رشتہ کا پسند یا ناپسند کر سکتی تھی مگر اپنے ولی کے بغیر اپنا نکاح نہیں کر سکتی تھی اس لئے اس کا نکاح اس کے ولی کے زیر نگرانی مہر ادا کر کے سرانجام پاتا، جیسے اسلام میں رائج ہے مگر یہ مہر عورت کو ملنے کے بجائے عورت کا باپ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب کفارات الایمان بَابُ الكَفَّارَةِ قَبْلَ الحِنْثِ وَبَعْدَهُ ۶۷۲۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْأَيْمَانِ بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ ۴۲۸۱، مسند احمد ۲۰۶۱۸، صحیح ابن حبان ۴۴۸۰

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْأَيْمَانِ بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ ۴۲۷۲

وصول کرتا، بعض شوہروں کی اپنی بیویوں سے لڑائی ہو جاتی تو شوہر غصہ میں عورت کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے قسم اٹھا لیتے اور بیوی کو ماں بہن بیٹی سے تشبیہ دے بیٹھتے اور شوہر اپنی بیوی سے کہتا

أَنْت عليَّ ظهر أُمِي

تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ یا اس معنی کے کوئی اور الفاظ استعمال کرتا

يُدك أَو بطنُك، عليَّ كَظهر أُمِّي، أَو كبطن أُمِّي أَو أَنْت عليَّ كعين أُمِي، أَو كروح أُمِي

یعنی اب تجھ سے مباشرت کرنا میرے لئے ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں سے مباشرت کروں۔ [۱]

(اسے ظہار کہا جاتا ہے) اس طرح نہ تو وہ عورت اس خاوند سے مطلقہ ہوتی اور نہ آباد ہی رہتی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مردوں کو اس ظلم پر سرزنش فرمائی اور اسے ظالموں سے عورت کو چھٹکارا عنایت فرمایا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اب شوہر اپنی قسم کی بنیاد پر اپنی بیوی کو چار ماہ سے زیادہ نہ چھوڑے ورنہ یا تو اسے کفارہ ادا کر کے رجوع کرنا پڑے گا یا پھر طلاق دینی ہو گی یعنی یہ نہیں کہ ظہار کے بعد شوہر چپکے سے گھر چلا آئے اور کفارہ ادا کیے بغیر حسب سابق زوجیت کے تعلقات استوار کر لے، اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو پھر طلاق دے دیں یعنی چار ماہ کی مدت گزرنے سے طلاق واقع نہیں ہو گی بلکہ اسے یا تو رجوع کرنا ہو گا یا پھر طلاق دینی ہو گی،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِذَا آلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ، لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ . وَإِنْ مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ حَتَّى يُوقَفَ . فَإِمَّا أَنْ يُطَلِّقَ، وَإِمَّا أَنْ يَفِيءَ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھالے تو طلاق واقع نہیں ہو گی خواہ چار ماہ کی مدت گزر جائے حتی کہ اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ طلاق دے یا پھر رجوع کرے۔ [۲]

عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:سَأَلْتُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الصَّحَابَةِ عَنِ الرَّجُلِ يُولِي مِنَ امْرَأَتِهِ، فَكُلُّهُمْ يَقُولُ: لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَيُوقَفُ، فَإِنْ فَاءَ وَإِلَّا طَلَّقَ

سہیل بن ابو صالح نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے میں نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھالے تو انہوں نے فرمایا کہ اس پر کچھ نہیں ہے حتی کہ جب چار ماہ کی مدت گزر جائے تو اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ رجوع کرے یا پھر طلاق دے دے۔ [۳]

اور جانتے رہیں کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے چاہیے دنیا میں کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہو اللہ کو تو بہر حال اس کی خبر ہے اور اللہ کے مواخذہ سے بچ نکلنا ان کے لئے کسی طرح بھی ممکن نہ ہو گا۔

[۱] شرح السنة للبغوی ۹/۲۴۴

[۲] موطا امام مالک ۲۰۴۵

[۳] تفسیر طبری ۴/۴۹۳

وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ

طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں

مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ

جو پیدا کیا ہو چھپائیں اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، ان کے خاوند اس مدت میں

اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ

انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو، اور عورتوں کو بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے

بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ (البقرۃ ۲۲۸)

ہیں اچھائی کے ساتھ، ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مسئلہ طلاق: اس حکم سے وہ مطلقہ عورت مراد ہے جو حاملہ بھی نہ ہو (کیوں کہ حمل والی عورت کی مدت وضع حمل ہے) جس عورت کو دخول سے قبل طلاق مل گئی ہو وہ بھی نہ ہو (کیوں کہ اس کی کوئی عدت ہی نہیں) آئسہ بھی نہ ہو یعنی جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو (کیونکہ اس کی عدت تین مہینے ہے) یہاں مدخولہ عورت (یعنی جن کے ساتھ دخول ہو چکا ہو) کی عدت بیان کی جارہی ہے اور وہ ہے تین قرو یعنی تین طہر یا تین حیض عدت گزارنے کے بعد وہ دوسری جگہ شادی کرنے کی مجاز ہے۔

قُرَاءِ کے معنی:

عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ،فَقَالَتْ: إِنْ زَوْجِي فَارَقَنِي بِوَاحِدَةٍ أَوِ اثْنَتَيْنِ، فَجَاءَنِي وَقَدْ وَضَعْتُ مَائِي وَقَدْ نَزَعْتُ ثِيَابِي وَأَغْلَقْتُ بَابِي ، فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ مَا تَرَى؟ قَالَ] : أَرَاهَا امْرَأَتَهُ، مَا دُونُ أَنْ تَحِلَّ لَهَا الصَّلَاةُ، قَالَ [عُمَرُ:] وَأَنَا أَرَى ذَلِكَ

علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی، اور اس نے کہا میرے شوہر نے مجھے ایک یا دو طلاقوں کے ساتھ الگ کر دیا تھا پھر وہ میرے پاس آیا جبکہ میں نے (غسل کے لیے) پانی رکھ دیا تھا اپنے کپڑے اتار دیے تھے اور دروازہ بند کر لیا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب تک عورت کے لیے نماز حلال نہیں ہوتی میرے نزدیک یہ اس کی بیوی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے [1]

اگر شوہر نے بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور پھر رغبت، الفت اور مودت کا جذبہ رکھتا ہو تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے حق دار ہے، اور عورتوں کو تلقین فرمائی گئی کہ اگر وہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتی ہیں تو اپنے رحم میں جو کچھ ہے اسے نہ چھپائیں بلکہ صاف اور سچ بیان کریں کہ طلاق کے بعد مجھے دو حیض آئے ہیں یا تین حیض آئے ہیں اور ان کی بات کا اعتبار کیا جائے

[1] تفسیر طبری ۴/۵۰۳

گا کیونکہ اس پر کوئی بیرونی شہادت قائم نہیں کی جاسکتی، عورتوں کے مردوں پر معروف طریقے سے اور مردوں کے عورت پر حقوق برابر ہیں اس لئے ایک کو عمر گی کے ساتھ ایک دوسرے کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَتَزَيَّنَ لِلْمَرْأَةِ كَمَا أُحِبُّ أَنْ تَزَيَّنَ لِي الْمَرْأَةُ، لَأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: {وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِى عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ} [1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کے لیے اس طرح زینت اختیار کروں جس طرح میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری بیوی میرے لیے زیب وزینت کو اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔" [2]

البتہ مرد کو عورت پر جسمانی حیثیت، اخلاقی حیثیت، مرتبہ کی حیثیت، حکمرانی کی حیثیت، خرچ اخراجات کی حیثیت، دیکھ بھال اور نگرانی اور اختیار طلاق ورجوع کی حیثیت سے فضیلت ہے، جیسے فرمایا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ... ﴿۳۴﴾ [3]

ترجمہ: مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو تم نے اللہ کی امانت کہہ کر انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے، عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو، ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ پلاؤ اوڑھاؤ کا سامان مہیا کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ [4]

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟قَالَ: أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ

[1] البقرۃ: ۲۲۸

[2] تفسیرابن ابی حاتم۲؍۴۱۷

[3] النساء۳۴

[4] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۲۹۵۰،سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۰۷۵،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۹۰۵،السنن الکبری للنسائی ۹۱۳۵،مصنف ابن ابی شیبة ۱۴۷۰۵،سنن الدارمی ۱۸۹۲،صحیح ابن خزیمة ۲۸۰۹،صحیح ابن حبان ۱۴۵۷،السنن الکبری للبیهقی ۱۴۷۲۴

حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اسے گالیاں نہ دو، اس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیج دو ہاں گھر میں رکھو [1]

اور اللہ اپنے غلبہ اور اختیارات کے باوجود اپنے تصرفات میں نہایت حکمت سے کام لیتا ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ

یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا اور تمہیں حلال نہیں تم نے انہیں

تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

جو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ

اس لیے اگر تمہیں ڈر ہو کہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس پر

عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

دونوں پر گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہیں بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى

وہ ظالم ہیں، پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ

دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ

اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ (البقرۃ ۲۲۹،۲۳۰)

جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرما رہا ہے۔

رسم طلاق میں آئینی اصلاحات: مردوں کی حکومت تھی، عورت کو علیحدگی کا کوئی حق حاصل نہ تھا، طلاق کا حق صرف مرد کو حاصل تھا جس کی کوئی حد مقرر نہیں تھی جس سے بڑی معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتیں، ایک شخص اپنی بیوی کو بار بار جس کی کوئی حد مقرر نہیں تھی طلاق دیتا مگر

---

[1] ۔سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا ۲۱۴۲،سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ ۱۸۵۰

اسے خود سے الگ کرنے کے بجائے باربار رجوع بھی کرتا رہتا تا کہ نہ تو وہ اس کے ساتھ رہ سکے اور نہ آزاد ہو کر کسی دوسرے سے شادی کر سکے، عورت کو خلع کا کوئی حق حاصل نہ تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس ظلم وناانصافی کو ختم فرمایا اور ایک مرد وعورت کے لئے ایک مستقل قانون بنا کر نازل فرمایا اور عورتوں نے آزادی کی سانس لی، فرمایا کہ وہ طلاق جس میں خاوند کو (عدت کے اندر) رجوع کا حق حاصل ہے وہ دو مرتبہ ہے (یعنی ایک وقت میں چاہئے ایک طلاق دے یا کئی طلاقیں دے وہ ایک ہی شمار ہو گی، اور مرد رجوع کر سکتا ہے پھر دوسری مرتبہ بھی چاہئے ایک طلاق دے یا کئی طلاقیں دے وہ بھی ایک طلاق شمار ہو گئی، اور مرد رجوع کر سکتا ہے، اب اگر اس شخص نے تیسری مرتبہ بھی طلاق دے دی تو پھر اسے رجوع کی اجازت نہیں ہو گی اور دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی، امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ایک باب کا عنوان اس طرح قائم فرمایا ہے۔

بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ

تین طلاقوں کے بعد مراجعت کے منسوخ ہونے کا بیان۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: {وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ}[1] الْآيَةَ، وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَنُسِخَ ذَلِكَ، وَقَالَ: {الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ}[2]

پھر انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ”جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہو اسے چھپائیں۔“ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ رجوع کا زیادہ حق دار تھا خواہ اسے تین طلاقیں ہی کیوں نہ دے دیتا تھا تو اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا“ اور فرمایا طلاق (صرف) دوبار ہے۔“[3]

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: لَا أُطَلِّقُكِ أَبَدًا، وَلَا أُؤْوِيكِ أَبَدًا وَكَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: أُطَلِّقُكِ، حَتَّى إِذَا دَنَا أَجَلُكِ رَاجَعْتُكِ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ لَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ}[4]

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے سلسلہ میں عروہ (بن زبیر) سے روایت ہے ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نہ تو کبھی تجھے طلاق دوں گا اور نہ کبھی اپنے گھر بساؤں گا اس نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ تجھے طلاق دے دوں گا اور جب عدت ختم ہونے کے قریب آجائے گی تو رجوع کر لوں گا، چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”طلاق

---

[1] البقرة: ۲۲۸

[2] البقرة: ۲۲۹

[3] سنن ابوداودكِتَاب الطَّلَاقِ بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ ۲۱۹۵

[4] البقرة: ۲۲۹

(صرف) دوبار ہے۔" نازل فرمائی۔ (۱)

اور فرمایا جب عورت کو گھر رخصت کرنے لگو تو بھلے طریقے سے رخصت کرو اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ حق مہر یا کپڑے اور زیور وغیرہ جو تم انہیں مہر یا تحفہ میں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو، جیسے فرمایا:

...وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ... ۝١٩ (۲)

ترجمہ: اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔

...وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا... ۝٢٠ (۳)

ترجمہ: خواہ تم نے اُسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔

البتہ عورت خود کچھ معاف کر دینے کو راضی ہو تو یہ اس کی مرضی ہے، جیسے فرمایا

...فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا ۝٤ (۴)

ترجمہ: البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مَہر کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

البتہ عورت خاوند سے اس کی عادت یا جسمانی بدصورتی کی وجہ سے علیحدگی حاصل کرنا چاہے تو اس صورت میں خاوند عورت سے اپنا حق مہر واپس لے سکتا ہے، عورت کو یہ حق دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی سخت تاکید کی گئی ہے کہ عورت بغیر کسی معقول عذر کے خاوند سے علیحدگی یعنی طلاق کا مطالبہ نہ کرے،

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (۵)

أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاس وَامْرَأَتِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ

ابن جریر فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ ثابت بن قیس بن شماس اور ان کی بیوی جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۶)

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۴۱۸

(۲) النساء ۱۹

(۳) النساء ۲۰

(۴) النساء ۴

(۵) سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابٌ فِي الْخُلْعِ ۲۲۲۶، سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ ۲۰۵۵، مسند احمد ۲۲۳۷۹، سنن الدارمی ۲۳۱۶، صحیح ابن حبان ۴۱۸۴

(۶) تفسیر طبری ۴/۵۵۶

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ،أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ:مَنْ هذِهِ؟فَقَالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ، يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: مَا شَأْنُكِ؟قَالَتْ: لاَ أَنَا، وَلاَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، لِزَوْجِهَا،فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ، فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا، فَأَخَذَ مِنْهَاوَجَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَهْلِهَا

حبیبہ بنت سہل انصاریہ سے مروی ہے وہ ثابت بن قیس بن شماس کے عقد میں تھیں،رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت حجرے سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اندھیرے میں حبیبہ بنت سہل کو دروازے کے پاس پایا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ!میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کیابات ہے؟انہوں نے اپنے شوہر کانام لیتے ہوئے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ!میں اور ثابت بن قیس اکٹھے نہیں رہ سکتے،جب ان کے شوہر ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یہ حبیبہ بنت سہل ہیں انہوں نے یہ بات کی ہے،حبیبہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ!انہوں نے جو مجھے (مہر) دیا تھاوہ سب کچھ میرے پاس موجود ہے،رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا کہ (اپنامال) ان سے لے لو چنانچہ ثابت نے اپنامال لے لیااور یہ اپنے والدین کے گھر میں بیٹھ گئیں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَنْقِمُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلاَ خُلُقٍ، إِلَّا أَنِّي أَخَافُ الكُفْرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَرَدَّتْ عَلَيْهِ، وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ثابت بن قیس بن شماس کی بنوی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ان کا باغ واپس کر دو گی؟ اس نے عرض کی جی ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت سے فرمایا اپنے باغ کو لے لو اور اسے طلاق دے دو۔ (۲)

توفرمایا لوگو! یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کریں گے وہی ظالم (گناہ گار) ہوں گے،

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ حَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَفَرَضَ لَكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَتَرَكَ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَكِنْ رَحْمَةٌ مِنْهُ لَكُمْ فَاقْبَلُوهَا وَلَا تَبْحَثُوا فِيهَا

(۱) موطاامام مالک كِتَابُ الطَّلَاقِ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ ،سنن النسائی كِتَاب الطَّلَاقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ ۳۴۶۲

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ الخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ ۵۲۷۶

ابوثعلبہ الخشنی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود کو مقرر فرما ہے تم ان سے تجاوز نہ کرو، کچھ فرائض مقرر کیے ہیں تم انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ باتوں کو حرام قرار دیا ہے تم ان کی بے حرمتی نہ کرو اور کچھ باتوں سے تم پر رحمت کے پیش نظر نہ کہ نسیان کی وجہ سے سکوت فرمایا ہے تم ان کو قبول کرو اور ان میں بحث مت کرو۔ (۱)

اس آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ ایک ہی کلمے کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے،

مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟

محمود بن لبید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کو جب ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، تو آپ ﷺ غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کھیل بنالیا گیا ہے حالانکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں؟ حتی کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟۔ (۲)

پھر اگر دوبار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار طلاق دے دی تو وہ عورت پھر اس کے لیے حلال نہ ہو گی الا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو، وہ اس سے لطف اندوز ہو،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ، فَيُطَلِّقُهَا فَتَتَزَوَّجُ رَجُلًا، فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ؟ قَالَ: لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے کسی نے شادی کی ہو پھر اسے طلاق دے دی ہو، پھر اس سے کوئی دوسرا شخص شادی کر لے اور مقاربت سے پہلے ہی طلاق دے دے تو کیا وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! حتی کہ وہ اس سے لطف اندوز ہو۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ وَأَنَا وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ:إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي الْبَتَّةَ، وَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ تَزَوَّجَنِي، وَإِنَّمَا عِنْدَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ، لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَا تَنْهَى هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا زَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَأَنَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ، لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ، وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رفاعہ قرظی کی بیوی آئی، میں اور میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے اس نے کہا کہ مجھے رفاعہ نے طلاق بتہ دے دی ہے جس کے بعد عبد الرحمن بن زبیر نے مجھ سے نکاح کر لیا اور اس

---

(۱) مستدرک حاکم ۴/۱۱۷

(۲) سنن النسائی كِتَاب الطَّلَاقِ الثَّلَاثُ الْمَجْمُوعَةُ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ ۳۴۰۱

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ لَا تَحِلُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَيَطَأَهَا، ثُمَّ يُفَارِقَهَا وَتَنْقَضِي عِدَّتُهَا ۳۵۲۹

کا(عضو تناسل) تو کپڑے کے ڈورے جیسا ہے اس نے اپنی اوڑھنی کے ایک ڈورے کو پکڑ کر کہا، اس وقت گھر کے دروازے پر خالد بن سعید بن عاص موجود تھے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی، اس لئے انہوں نے باہر سے ہی کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح کی باتیں بڑھ چڑھ کر (کھلم کھلے انداز میں) بیان کرنے سے کیوں نہیں روکتے؟ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفاء کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا شاید تم رفاعہ کے پاس واپس جانے کی خواہش رکھتی ہو؟ لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اس کا شہد نہ چکھ لو اور وہ تمہارا شہد نہ چکھ لے۔ (۱)

اور وہ اسے جب چاہے اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تب پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدود الٰہی پر قائم رہیں گے، یعنی دستور کے مطابق زندگی بسر کرسکیں گے،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِنَّ ظَنَّا أَنَّ نِكَاحَهُمَا عَلَى غَيْرِ دُلْسَةٍ

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ ان کا یہ نکاح دھوکا وفریب پر مبنی نہیں ہے۔ (۲)

تو ان کے لیے ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اس سے مراد حلالہ نہیں، رسول اللہ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے اس پر لعنت فرمائی ہے،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ،لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا جاتا ہے ان پر اللہ کی لعنت کی ہے۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الْوَاشِمَةَ، وَالْمُتَوَشِّمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ، وَالْمَوْصُولَةَ، وَالْمُحِلَّ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَآكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدوانے والی، اور بال ملانے والی اور بال ملوانے والی، اور حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے، ور سود کھانے والے اور سود کھلانے والے (ان سب) پر لعنت فرمائی ہے۔ (۴)

قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ ؟قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں کہ مانگا ہوا سانڈ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا جو حلالہ کرے (یعنی طلاق والی عورت سے اس لئے نکاح کرے کہ وہ اگلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے) اللہ تعالیٰ لعنت کرے

---

(۱) مسند احمد ۲۴۰۵۸

(۲) تفسیر طبری ۴/۵۹۸

(۳) مسند احمد ۴۳۰۸، جامع ترمذی کتاب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحِلِّ وَالمُحَلِّلِ لَهُ ۱۱۱۹، سنن الدارمی ۲۳۰۴

(۴) مسند احمد ۴۲۸۳

حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے۔ (١)

عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَسَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَهَا أَخٌ لَهُ، مِنْ غَيْرِ مُؤَامَرَةٍ مِنْهُ، لِيُحِلَّهَا لِأَخِيهِ، هَلْ تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ:لَا، الْإِنْكَاحُ رَغْبَةٌ، كُنَّا نَعُدُّ هَذَا سِفَاحًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور اس کے بھائی نے اس سے مشورہ کیے بغیر اس سے نکاح کرلیا تا کہ اپنے بھائی کے لیے اسے حلال کر دے تو کیا اس طرح وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی؟ انہوں نے فرمایا نہیں! وہ حلال نہیں ہو گی کیونکہ اس صورت میں عورت سے نکاح رغبت ہی سے حلال ہوتی ہے، یہ صورت جو تم نے بیان کی ہے اسے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زنا شمار کیا کرتے تھے۔ (٢)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:قَالَ عُمَرُ:لَا أُوتِي بِمُحَلِّلٍ وَلَا مُحَلَّلٍ لَهُ إِلَّا رَجَمْتُهُمَا

قبیصہ بن جابر سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر میرے پاس کوئی حلالہ کرنے والا اور کروانے والا لایا گیا تو میں ان دونوں کو رجم کرادوں گا۔ (٣)

یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کی ہدایت کے لیے واضح کر رہا ہے جو اس کی حدوں کو توڑنے کا انجام جانتے ہیں۔

خلع کے مسائل

وَهُوَ فِي اللُّغَةِ فِرَاقُ الزَّوْجَةِ عَلَى مَالٍ مَأْخُوذٌ مِنْ خَلَعَ الثَّوْبَ لِأَنَّ الْمَرْأَةَ لِبَاسُ الرَّجُلِ

خلع یہ ہے کہ عورت مہر میں وصول کی ہوئی رقم شوہر کو واپس دے کر اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔ (٤)

جَازَ لَهَا أَنْ تُخَالِعَهُ بِعِوَضٍ تَفْتَدِي بِهِ نَفْسَهَا مِنْهُ

عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ فدیہ کے عوض خلع حاصل کرسکتی ہے۔ (٥)

عورت کن صورتوں میں خلع لے سکتی ہے؟

وَجُمْلَةُ الْأَمْرِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَرِهَتْ زَوْجَهَا، لِخَلْقِهِ، أَوْ خُلُقِهِ، أَوْ دِينِهِ، أَوْ كِبَرِهِ، أَوْ ضَعْفِهِ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ، وَخَشِيَتْ أَنْ لَا تُؤَدِّيَ حَقَّ اللهِ تَعَالَى فِي طَاعَتِهِ، جَازَ لَهَا أَنْ تُخَالِعَهُ بِعِوَضٍ تَفْتَدِي بِهِ نَفْسَهَا مِنْهُ، لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

(١) سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ ١٩٣٧

(٢) مستدرک حاکم ٢٨٠٦

(٣) مصنف ابن ابی شیبه ١٩١١ ٣٦

(٤) فتح الباری ٩،٣٩٥

(٥) المغنی لابن قدامة ٧،٣٣٠

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجملہ اگر عورت اپنے شوہر کو اس کی خلقت وصورت یا اس کی سیرت واخلاق یا دین یا عمر میں بڑا ہونے ، کمزور ہونے یا اس کی مثل کسی وجہ سے ناپسند کرتی ہو اور ڈرتی ہو کہ وہ اس کی فرمانبرداری میں اللہ کا حق ادا نہیں کر سکے گی تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سے اپنے نفس کے بدلے میں معاوضہ (یعنی حق مہر وغیرہ) بطور فدیہ ادا کر کے خلع اور جدائی اختیار کر لے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''اگر زوجین کو اللہ کے حدود پر قائم نہ رہ سکنے کا اندیشہ ہو ایسی صورت میں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہ رہیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں مضائقہ (گناہ) نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرے۔''[1]

○ عورت کا بلاوجہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت بھی بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرتی ہے، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔[2]

○ کیا خلع حاصل کرنے کے لئے عورت کو اپنا حق مہر چھوڑنا پڑے گا۔

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ ،أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ، فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: لَا، أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ، فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ: خُذْ مِنْهَا، فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا

حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے نکلے تو دیکھا کہ حبیبہ بنت سہل آپ کے دروازے پر اندھیرے میں کھڑی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حبیبہ بنت سہل ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا یا میں نہیں یا میرا شوہر ثابت بن قیس نہیں (یعنی ہم دونوں اب ایک ساتھ نہیں رہ سکتے) جب ثابت بن قیس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا یہ حبیبہ بنت سہل ہے جو کچھ اللہ کو منظور تھا اس نے بیان کر دیا، حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ثابت بن قیس نے جو کچھ بطور مہر مجھ کو دیا وہ میرے پاس موجود ہے (اور وہ میں

---

[1] المغنی لابن قدامة ۳۲۳/۷

[2] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْخُلْعِ ۲۲۲۶، سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ ۲۰۵۵،مسنداحمد ۲۲۳ ۷۹،سنن الدارمی ۲۳۱۶،صحیح ابن حبان ۴۱۸۴

لوٹانے کے لیے تیار ہوں) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس سے کہا جو کچھ تو نے دیا تھا وہ اس سے واپس لے لے پس ثابت نے (اپنا دیا ہوا مال) واپس لے لیا اور حبیبہ اپنے گھر جا بیٹھیں (یعنی نکاح فسخ ہو گیا)۔ ①

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلاَ دِينٍ، وَلكِنِّي أَكْرَهُ الكُفْرَ فِي الإِسْلاَمِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟قَالَتْ: نَعَمْ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْبَلِ الحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین میں کوئی عیب نہیں لگاتی لیکن اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں (یعنی ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو ادا نہیں کر سکتی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) اسے واپس کر دے گی؟ وہ بولی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے ثابت رضی اللہ عنہ) اپنا باغ لے لو اور اسے طلاق دے دو۔ ②

وَقَالَ: تَرُدِّينَ حَدِيقَتَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهُ يُطَلِّقْهَا

ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ان (ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس) کا باغ واپس کر دو گی؟ انہوں نے عرض کیا ہاں کر دوں گی، چنانچہ انہوں نے باغ واپس کر دیا تو آپ ﷺ نے ان کے شوہر کو حکم دیا کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ ③

فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدِيقَتَهُ، وَلَا يَزْدَادَ

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے اسے (یعنی ثابت رضی اللہ عنہ کو) حکم دیا کہ وہ اس سے اپنا باغ وصول کر لے اور زیادہ کچھ نہ لے۔ ④

نَعَمْ وَزِيَادَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَا وَلَكِنْ حَدِيقَتُهُ

ایک روایت میں ہے ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا ہاں اور کچھ زیادہ بھی دیتی ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم زیادہ مت دو لیکن باغ واپس لوٹا دو۔ ⑤

والصحيح بهذا الإسناد أنه مرسل

---

① سنن ابوداود كِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي الْخُلْعِ ٢٢٢٧

② صحيح بخارى كتاب الطلاق بَابُ الخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ ٥٢٧٣،سنن نسائى كتاب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ ٣٤٩٣،سنن ابن ماجه كتاب الطلاق باب المختلعة تاخذ ما اعطاها ٢٠٥٧ ،سنن دارقطنى ٣٦٢٨

③ صحيح بخارى كتاب الطلاق بَابُ الخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ ٥٢٧٤

④ سنن ابن ماجه كتاب الطلاق بَابُ الْمُخْتَلِعَةِ تَأْخُذُ مَا أَعْطَاهَا ٢٠٥٧

⑤ سنن الدارقطنى ٣٦٢٩

شیخ الالبانی فرماتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث کی سند مرسل ہے۔ (۱)

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ:لَا يَأْخُذُ مِنْهَا فَوْقَ مَا أَعْطَاهَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں شوہر اپنے دیے ہوئے سے زیادہ وصول نہ کرے۔ (۲)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ شوہر اپنے دیے ہوئے حق مہر سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا،

قَالَ: رُدِّي عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ وَزِيدِيهِ

جس روایت میں ہے اس عورت نے اس کا باغ واپس کر دیا اور کچھ زیادہ بھی دیا۔ (۳)

ضعیف روایت ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ ،امام اسحاق رحمہ اللہ ،امام شعبی رحمہ اللہ ،امام زہری رحمہ اللہ ،امام حسن رحمہ اللہ ،امام عطا رحمہ اللہ اور امام طاوس رحمہ اللہ یہی موقف رکھتے ہیں۔

جمہور ،امام شافعی رحمہ اللہ ،امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اگر نفرت کا اظہار عورت کی طرف سے ہو تو مرد کے لئے زیادہ لینا جائز ہے۔

لَا يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهَا وَلَوْ خَالَعَتْهُ لِغَيْرِ مَا ذَكَرْنَا، كَرِهَ لَهَا ذَلِكَ، وَوَقَعَ الْخُلْعُ

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا موقف ہے مرد کے لئے اپنے دیے ہوئے مال سے زیادہ کا مطالبہ کرنا مستحب نہیں ہے اگر کوئی زیادہ وصول کرے گا تو یہ مکروہ ہے لیکن خلع واقع ہوجائے گی،اور اگر بغیر کسی معاوضے کے بھی مرد عورت کو خلع دے دے تو خلع ہوجائے گا(کیونکہ مقصود دونوں کی رضامندی ہے جس پر بھی ہوجائے درست ہے۔ (۴)

راجح موقف یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے اپنے دیے ہوئے مہر سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا جیسا کہ حدیث کے ان الفاظ وَ لَا يَزْدَادَ سے واضح ہوتا ہے۔ (۵)

لیکن اگر بیوی اپنی خوشی سے کچھ زیادہ دینا چاہے (مثلاً شوہر کی دی ہوئی گاڑی یا گھر وغیرہ) تو جائز ہے کیونکہ شریعت میں اس کی ممانعت موجود نہیں اور جس روایت میں ہے اما الزیادہ فلا

وہ ضعیف ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

○ خلع پر میاں بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۱) ارواء الغلیل ۱۰۴/۷

(۲) مصنف عبدالرزاق ۱۱۸۴۴

(۳) سنن الدارقطنی ۳۶۲۷،السنن الکبری للبیہقی ۱۴۸۵۰

(۴) المغنی۳۲۶،۳۲۵/۷

(۵) سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ الْمُخْتَلِعَةِ تَأْخُذُ مَا أَعْطَاهَا۲۰۵۷

...فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ... ﴿۱۲۸﴾ [۱]

ترجمہ: کوئی مضائقہ نہیں کہ میاں اور بیوی (کچھ حقوق کی کمی بیشی پر) آپس میں صلح کر لیں، صلح بہر حال بہتر ہے۔

(یعنی طلاق وجدائی سے بہتر ہے کہ اس طرح باہم مصالحت کر کے ایک عورت اسی شوہر کے ساتھ رہے جس کے ساتھ وہ عمر کا ایک حصہ گزار چکی ہے) جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے درمیان جدائی کرائی، آپ نے انہیں حکم دیا باغ قبول کر واور اسے طلاق دے دو۔

○ کیا حاکم مرد وعورت کے درمیان علیحدگی کا اختیار رکھتا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَھْلِھَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ... ﴿۳۵﴾ [۲]

ترجمہ: اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کر و وہ دونوں (ثالث، زوجین) اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا۔

فَإِنِ اجْتَمَعَ رَأْيُهُمَا عَلَى أَنْ يُفَرِّقَا أَوْ يَجْمَعَا فَأَمْرُهُمَا جَائِزٌ

اور اگر صلح نہ ہو سکے تو جمہور علما کے نزدیک ان منصفوں کو ان دونوں کے درمیان تفریق کا اختیار ہے۔ [۳]

○ خلع طلاق نہیں فسخ نکاح ہے۔

فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ: خُذْ مِنْهَا، فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا

حبیبہ بنت انصاریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہر وہ چیز جو اس نے مجھے دی تھی وہ میرے پاس ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا اس سے لے لو پھر اس نے (وہ مال) لے لیا اور وہ عورت (علیحدگی کے بعد) اپنے اہل وعیال میں جا بیٹھی۔ [۴]

یہ فسخ نکاح ہے، اگر خلع طلاق ہوتا تو وہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارتیں جب کہ ایسا نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ خلع فسخ ہے، جس کی عدت ایک حیض ہے جبکہ طلاق کی عدت تین حیض ہے لہذا یہ فسخ ہے۔

خلع میں شوہر بیوی سے اپنا دیا ہوا مال لے سکتا ہے جبکہ طلاق میں نہیں لے سکتا۔

---

[۱] النساء ۱۲۸

[۲] النساء ۳۵

[۳] فتح القدیر ۵۳۵/۱،تفسیراللباب فی علوم الکتاب ۶/۳۶۸، تفسیرالرازی ۱۰/۷۴

[۴] موطاامام مالک کتاب الطلاق باب ماجآء فی الخلع ۶۲

خلع میں مرد کو رجوع کا حق نہیں ہوتا جبکہ طلاق میں رجوع کا زیادہ مستحق مرد ہی ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت (حبیبہ بنت انصاریہ رضی اللہ عنہا) کو خلع دینے کا کہا تو یہ دریافت نہیں کیا کہ وہ حائضہ تو نہیں یا اس نے طہر میں اس سے ہم بستری تو نہیں کی حالانکہ ان دونوں حالتوں میں طلاق حرام ہے لہذا جب آپ ﷺ نے ایسا کچھ نہیں پوچھا بلکہ مطلقاً خلع کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں ہے۔

الْخُلْعَ، فَسْخٌ لِلنِّكَاحِ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہے خلع فسخ نکاح ہے۔[1]

إنه لم يصح عن صحابي

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا موقف ہے یقیناً کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ یہ (یعنی خلع) طلاق ہے۔

وقال الخطابي في معالم السنن: إنه احتج ابن عباس على أنه ليس بطلاق بقوله تعالى: {الطلاق مرتان}. انتهى.

خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خلع کے طلاق نہ ہونے کا استدلال اس آیت سے کیا ہے ''طلاق دو بار ہے۔''

والحق أنه فسخ

شیخ البانی اسی کو برحق قرار دیتے ہیں۔[2]

فقہا نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے۔

قال قومٌ: الخُلع تطليقةٌ، وهو قول علي، وعثمان، وابن مسعود، والحسن والشَّعبي، والنَّخعي، وعطاء، وابن السَّائب، وشُريح، ومجاهد، ومكحول، والزُّهري وهو قول أبي حنيفة وسُفيان وأحد قولي الشَّافعي

جمہور، امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ خلع طلاق ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہما، امام حسن رحمہ اللہ، امام شعبی رحمہ اللہ، امام نخعی رحمہ اللہ، امام عطا رحمہ اللہ، سعید بن مسیب رحمہ اللہ، امام شریح، امام مجاہد رحمہ اللہ، امام مکحول رحمہ اللہ، امام زہری رحمہ اللہ، امام سفیان رحمہ اللہ

اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔[3]

الْخُلْعَ ، فَسْخٌ لِلنِّكَاحِ

امام احمد رحمہ اللہ کا موقف ہے خلع فسخ نکاح ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام طاؤس رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ، امام ابو ثور رحمہ اللہ، امام ابن منذر رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک روایت کے مطابق یہی قول مروی ہے۔

---

[1] الفتاوی الکبری لابن تیمیة ۳/۲۷۹

[2] التعلیقات الرضیة علی الروضة ۲/۲۷۳

[3] اللباب فی علوم الکتاب ۴/۱۴۲

خلع کو طلاق کہنے والوں نے صحیح بخاری میں موجود ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو حکم دیا

وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً

اسے ایک طلاق دے دو۔ [۱]

اس کو جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہاں لفظ طلاق لغوی معنی (یعنی اسے چھوڑ دے) مراد ہے، اصطلاحی وشرعی معنی مراد نہیں ہے۔

○ خلع کی عدت ایک حیض ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّتَهَا حَيْضَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی (حبیبہ بنت انصاریہ رضی اللہ عنہا) نے ان سے خلع لے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک حیض عدت گزارے۔ [۲]

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ حَيْضَةٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض ہے۔ [۴]

وَقَدْ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ؛ فَذَهَبَ إِسْحَاقُ وَأَحْمَدُ فِي أَصَحِّ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ دَلِيلًا أَنَّهَا تَعْتَدُّ بِحَيْضَةٍ وَاحِدَةٍ، وَهُوَ مَذْهَبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَقَدْ حَكَى إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ وَلَا يُعْلَمُ لَهُمَا مُخَالِفٌ

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں خلع یافتہ عورت کی عدت میں اختلاف ہے، اسحاق اور احمد رحمہ اللہ نے صحیح روایات سے دلیل لی ہے کہ وہ ایک حیض عدت گزارے گی، اور یہ مذہب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد نے اس پر اجماع کیا ہے اور اس کی مخالفت میں نہیں جانتے۔ [۵]

وَأَجَازَ عُمَرُ، الخُلْعَ دُونَ السُّلْطَانِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ یا قاضی کے حکم کے بغیر خلع جائز قرار دیا ہے۔ [۶]

[۱] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ الخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ ۵۲۷۳

[۲] جامع ترمذی کتاب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الخُلْعِ ۱۱۸۵، سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْخُلْعِ ۲۲۲۹

[۳] جامع ترمذی کتاب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الخُلْعِ ۱۱۸۵، سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ ۲۰۵۹، سنن نسائی کتاب الطلاق باب عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ ۳۵۲۷

[۴] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْخُلْعِ ۲۲۳۰

[۵] اعلام الموقعین ۲/۵۳

[۶] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ الخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ

وَلَا يُفْتَقَرُ الْخُلْعُ إِلَى حَاكِمٍ،قَالَ شُرَيْحٌ وَالزُّهْرِيُّ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَأَهْلُ الرَّأْيِ. وَعَنْ الْحَسَنِ، وَابْن سِيرِينَ لَا يَجُوزُ إِلَّا عِنْدَ السُّلْطَانِ

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا موقف ہے خلع کے لئے حاکم کی ضرورت نہیں، امام شریح رحمہ اللہ، زہری رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، اسحاق رحمہ اللہ اور حنفیہ اور حسن، ابن سیرن اسی کے قائل ہیں کہ خلع حاکم کے بغیر ناممکن ہے۔ (۱)

اور اگر شوہر نے غصہ یا ہنسی کھیل میں تین طلاق دے دیں تو اب خاوند نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح، البتہ یہ عورت کسی اور جگہ نکاح کر لے اور دوسرا خاوند اپنی مرضی سے جب چاہے اسے طلاق دے دے تو اس کے بعد زوج اول سے اس کا نکاح جائز ہوگا (اس سے مراد حلالہ نہیں جو ایک لعنتی فعل ہے، حلالہ کی غرض سے کیا گیا نکاح، نکاح نہیں بلکہ زنا ہے، اس طریقہ سے عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوگی،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ،إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالمُحَلَّلَ لَهُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (۲)

اس لئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ کہیں تمہیں پچھتانا نہ پڑے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾ (۳)

ترجمہ: پھر اگر (دوبار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی الا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ اسے طلاق دے دے تب پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدود الٰہی پر قائم رہیں گے تو ان کے لئے ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے واضح کر رہا ہے جو (اس کی حدوں کو توڑنے کا انجام) جانتے ہیں۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ

جب تم عورتوں کو طلاق دو وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انہیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ

اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم اور زیادتی کے لیے نہ روکو جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا،

---

(۱) المغنی ۳۲۴،۷/۵۴۷،۷

(۲) مسند احمد ۴۳۰۸، جامع ترمذی کتاب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحِلِّ وَالمُحَلِّلِ لَهُ ۱۱۲۰،۱۱۱۹، سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ ۳۴۴۵، سنن الدارمی ۲۳۰۴

(۳) البقرۃ ۲۳۰

وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کا احسان جو تم پر ہے یاد کرو اور جو کچھ کتاب وحکمت اس نے نازل فرمائی ہے

وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ (البقرۃ ۲۳۱)

جس سے تمہیں نصیحت کر رہا ہے اس سے بھی، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

آئین طلاق کی وضاحت :عرب میں نہایت قبیح دستور تھا کہ عورت کی طلاق کی کوئی حد نہیں تھی، طلاق کے بعد جب عدت گزرنے کا وقت قریب ہوتا تو خاوند رجوع کر لیتا تھا پھر کسی موقعہ پر دوبارہ طلاق دے دیتے اور پہلے کی طرح رجوع کر لیتے اور یہ سلسلہ جاری رہتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر احسان کرتے ہوئے مردوں کو مزید ہدایت فرمائی کہ اگر عورت سے رجوع کرنے کا ارادہ ہے تو گواہ مقرر کر کے اسے اچھے طریقہ سے بساؤ، اور اگر اسے چھوڑنے ہی کا منشا ہے تو عدت ختم ہونے کے بعد اپنے گھر سے بغیر اختلاف، جھگڑے، دشمنی اور بدزبانی کے رخصت کر دو محض انہیں ستانے اور دق کرنے کی خاطر نہ روکے رکھو کہ یہ زیادتی ہوگی اور جو انہیں تنگ کرنے کی خاطر روکے رکھے گا وہ عورتوں پر نہیں بلکہ آپ اپنے نفس پر ہی ظلم کرے گا، اللہ کی آیات کو ہنسی مذاق نہ بناؤ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مذاق سے بھی اگر کوئی مذکورہ کام کرے گا تو وہ حقیقت ہی سمجھا جائے گا اور مذاق کی طلاق یا نکاح یا رجعت نافذ ہو جائے گی۔ [1]

اور اس حقیقت کو فراموش نہ کرو کہ اللہ نے تمہیں کتاب اور سنت کی تعلیم دے کر دنیا کی رہنمائی کے عظیم الشان منصب پر مامور کیا ہے، اس لئے اس نعمت عظمیٰ کا احترام ملحوظ رکھو، اور اپنے تمام امور میں اللہ سے ڈرو اور خوب جان لو کہ اللہ ہر پوشیدگی اور ہر ظاہر کو بخوبی جانتا ہے۔

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ

جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت

الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ (البقرۃ ۲۳۲)

کے دن پر یقین وایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

---

[1] سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابٌ فِي الطَّلَاقِ عَلَى الْهَزْلِ ۲۱۹۴، جامع ترمذی کتاب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِدِّ وَالْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ ۱۱۸۴، سنن ابن ماجه کتاب الطلاقبابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا ۲۰۴۰

ورثاء کے لئے طلاق کی مزید آئینی وضاحت :معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن (جمیل بنت یسار یا فاطمہ بنت یسار) کا نکاح ابوالبداح انصاری سے کر دیا تھا،اس نے کچھ دنوں بعد اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی،جب عدت کا عرصہ گزر اتو اس نے پھر پیغام نکاح بھیجا

فَقُلْتُ لَهُ: زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ،فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَالاَ وَاللهِ لاَ تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا لاَ بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ المَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی سے کہامیں نے اپنی بہن کی شادی تم سے کی، تمہیں بچھونا دیا، تم کو عزت دی، مگر تم نے طلاق دے دی،اور اب دوبارہ پیغام بھیج رہے ہو، ہر گز نہیں،اللہ کی قسم !اب وہ کبھی تمہارے پاس واپس نہیں ہو گی،ابوالبداح ایک اچھا شخص تھا اور عورت (جمیل بنت یسار یا فاطمہ بنت یسار) بھی اس کے پاس جانا چاہتی تھی لیکن معقل بن یسار نے انکار کر دیا،روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور ان کی ہمشیرہ کے بارے میں نازل ہوئی،جس میں عورتوں کے ولی وارثوں کو ممانعت کی گئی کہ جب عورت کو طلاق ہو جائے اور عدت بھی گزر جائے تو پھر میاں بیوی رضامندی سے نکاح کر نا چاہیں تو وہ انہیں نہ روکیں،شریعت کی اتباع کر کے ایسی عورتوں کو ان کے خاوندوں کے نکاح میں دے دینا اور اپنی حمیت وغیرت کو جو خلاف شرع ہو شریعت کے ماتحت کر دینا ہی تمہارے لئے بہتری اور پاکیزگی کا باعث ہے،

فَقُلْتُ: الآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:فَزَوِّجْهَا إِيَّاهُ

چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا اور میں نے مان لیا میں اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کرنے کے لئے تیار ہوں اور اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے دوبارہ کر دیا (اور اپنی قسم کا کفارہ دیا)۔ [1]

طلاق کے مسائل

قرآن مجید میں ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ... ﴿۲۲۹﴾ [2]

ترجمہ:طلاق دو مرتبہ ہے۔

عَنْ عُمَرَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ حَفْصَةَ، ثُمَّ رَاجَعَهَا،وَاللهُ أَعْلَمُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی پھر اس سے رجوع کر لیا۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیربَابُ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ عن معقل۴۵۲۹،وکتاب النکاح بَابُ مَنْ قَالَ لاَ نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ۵۱۳۰،وکتاب الطلاق بَابُ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ۵۳۳۱،۵۳۳۰ ،سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الْعَضْلِ۲۰۸۷،جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ۲۹۸۱

[2] البقرة ۲۲۹

[3] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْمُرَاجَعَةِ۲۲۸۳، سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ الرَّجْعَةِ۹۰۶۰ ،سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب الطلاق۲۰۱۷ ،سنن الدارمی۲۳۱۱ ، صحیح ابن حبان ۴۲۷۵

لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا يَعْنِي الْبَذَاءَ، قَالَ:فَطَلِّقْهَا إِذًا

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی ہے اور اس کی زبان میں کچھ ہے، یعنی زبان دراز اور بدگو ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب اسے طلاق دے دو۔ [۱]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال اشیاء میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔ [۲]

حکم الألبانی: ضعیف

شیخ الالبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا طَلَاقَ، وَلَا عَتَاقَ فِي غِلَاقٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلاق میں طلاق نہیں اور نہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔ [۳]

اغلاق لغت میں بند کر دینے کو کہتے ہیں۔

اس حدیث میں اس کے دو مفہوم بیان کیے جاتے ہیں زبردستی لی جانے والی طلاق واقع نہیں ہوتی اور شدید غصے میں کہ جب انسان کی عقل پر پردہ پڑ جائے تو ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی جیسا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد خود بیان کیا ہے

الْغِلَاقُ: أَظُنُّهُ فِي الْغَضَبِ

میرے خیال میں غلاق غضب اور غصے میں ہوتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حالت نشہ میں موجود انسان اور زبردستی کی طلاق نہیں پڑے گی۔ [۴]

وَقَالَ عُثْمَانُ:لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلاَ لِسَكْرَانَ طَلاَقٌ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجنون اور نشہ والے کی طلاق نہیں پڑے گی۔ [۵]

امام مالک رحمہ اللہ کو اس جرم کی پاداش میں بے حد سزائیں دی گئیں لیکن آپ اپنے صحیح وٹھوس موقف پر مضبوطی سے قائم رہے، آپ کا کہنا تھا

[۱] صحیح ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الِاسْتِنْثَارِ ۱۴۲، صحیح ابن حبان ۱۰۵۴

[۲] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ ۲۱۷۸

[۳] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الطَّلَاقِ عَلَى غَلَطٍ ۲۱۹۳

[۴] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ الطَّلاَقِ فِي الإِغْلاَقِ وَالكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا، وَالغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلاَقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ

[۵] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ الطَّلاَقِ فِي الإِغْلاَقِ وَالكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا، وَالغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلاَقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ

طَلَاقَ الْمُكْرَہِ لَا يَقَعُ

جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔

امام احمد رحمہ اللہ ،امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

طَلَاقَ الْمُكْرَہِ يَقَعُ لِأَنَّہُ مُكَلَّفٌ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے جبری طلاق واقع ہو جاتی ہے کیونکہ یہ مکلف کی طرف سے واقع ہوئی ہے۔ (۱)

مگر پہلا موقف راجح ہے کیونکہ صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

○ ہنسی مذاق میں طلاق کہنا بھی قصد ہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین امور ایسے ہیں کہ ان کا قصد کرنا بھی قصد ہے اور ہنسی مذاق سے کہنا بھی قصد ہے ،نکاح، طلاق اور رجوع۔ (۲)

فَأَمَّا طَلَاقُ الْهَازِلِ فَيَقَعُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ، وَهَذَا هُوَ الْمَحْفُوظُ عَنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں جمہور علماء کے نزدیک ہنسی مذاق میں دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے اور صحابہ و تابعین سے یہی بات محفوظ یعنی صحیح ثابت ہے (۳)

○ جب عورت ایسے طہر میں ہو جس میں شوہر نے اسے سے ہم بستری نہ کی ہو اور اس نے اس سے پچھلے حیض میں یا واضح حمل میں اسے طلاق نہ دی ہو۔

طلاق کی دو قسمیں ہیں۔

طلاق سنی۔طلاق بدعی

طلاق سنی میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

○ حالت حیض میں طلاق نہ دی گئی ہو جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حالت حیض میں اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار رضی اللہ عنہا) کو طلاق دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض ہوئے۔ (۴)

---

(۱) المغنی ۳۸۲ / ۷

(۲) سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابٌ فِي الطَّلَاقِ عَلَى الْهَزْلِ ۲۱۹۴،جامع ترمذی کتاب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الجِدِّ وَالهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ ۱۱۸۴،سنن ابن ماجہ کتاب الطلاقبَابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا ۲۰۴۰

(۳) اعلام الموقعین ۱۰۰ / ۳

(۴) صحیح بخاری کتاب الطلاق باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا العِدَّةَ ۵۲۵۱ ،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا، وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا ۳۶۵۲،سنن

○ حالت نفاس میں طلاق نہ دی گئی ہو کیونکہ نفاس طہر نہیں ہوتا اور حدیث میں ہے کہ حالت طہر میں طلاق دی جائے جیسے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا لِيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ

اسے کہو کہ رجوع کرے اور اسے اس وقت تک روک لے کہ طہر شروع ہو جائے پھر ایام ماہواری آئیں پھر طہر شروع ہو جائے (پھر اگر چاہے تو طلاق دے دے)۔[۱]

○ ایسے طہر میں طلاق دی گئی ہو جس میں مرد نے عورت سے مباشرت نہیں کی،

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھیں تو اس کی پاکی (طہر) کے زمانہ میں ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں۔[۲]

○ ایسے طہر میں طلاق نہ دے جس سے پچھلے حیض میں اس نے طلاق دی ہو، جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں حکم دیا

مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ

وہ اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار رضی اللہ عنہا) کو روک لیں حتی کہ طہر آجائے، پھر حیض آئے اور پھر طہر آجائے، پھر اس طہر میں طلاق دیں۔[۳]

اگر یہ شرط نہ ہوتی تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہلے حیض کے بعد آنے والے طہر میں ہی طلاق کا حکم دے دیتے۔

بعض علما کا خیال ہے کہ پہلے طہر میں بھی طلاق دی جا سکتی ہے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پھر اسے حالت طہر میں یا حمل میں طلاق دو۔

چونکہ یہاں اول و ثانی طہر کی قید نہیں ہے لہٰذا جب عورت ایام ماہواری سے طہارت حاصل کر لے تو اس طہر میں اسے طلاق دی جا سکتی ہے۔

راجح بات یہی ہے کہ پہلے طہر میں ہی طلاق دی جائے گی لیکن چونکہ گزشتہ حدیث صحیحین کی ہے اور اس میں کچھ زیادتی ہے لہٰذا اسے بھی قبول کیا جائے گا یعنی جب کسی نے دوران حیض عورت کو طلاق دی ہو تو پہلے طہر میں نہیں بلکہ ایک طہر چھوڑ کر دوسرے طہر میں وہ دوبارہ طلاق دے گا اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو پہلے طہر میں ہی طلاق دی جائے گی۔

○ صرف ایک طلاق دی جائے جیسا کہ اکٹھی تین طلاقیں دینے والے شخص سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ناراض ہوئے اور عہد رسالت میں ایک مجلس

ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ۲۱۷۹،سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ۳۴۱۸،سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ۲۰۲۰، مسنداحمد۵۲۹۹

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرباب سُورَةُ الطَّلَاقِ۴۹۰۸،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا، وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا۳۶۵۲

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیرباب سُورَةُ الطَّلَاقِ۴۹۰۸،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا، وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا۳۶۵۲

[۳] صحیح بخاری کتاب الطلاق باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا العِدَّةَ ۵۲۵۱

کی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں،

مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ، قَالَ:أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًافَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ:أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کی خبر دی گئی جس نے اپنی عورت کو بیک وقت تین طلاق دے دی تھیں، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور غصے میں فرمانے لگے کیا اللہ کی کتاب سے کھیل ہوتا ہے حالانکہ میں ابھی تم میں موجود ہوں، حتی کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں۔ [۱]

حکم الألباني : ضعيف

أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ:يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُرَدُّ إِلَى الْوَاحِدَةِ؟ قَالَ:نَعَمْ

ابوصہباء رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف آئے اور کہا اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے شروع خلافت میں ایک طلاق کی طرف روکی جاتی تھیں (روکا جانا ایک طلاق کی طرف یعنی تین طلاق ایک بار اکٹھا دینے سے ایک طلاق سمجھی جاتی تھی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں وہ روکی جاتی تھیں۔ [۲]

اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو وہ ایک طلاق شمار ہو گی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بطور سزا تین کو تین ہی نافذ کر دیا ان کے فرمان کی وجہ سے عموماً صحابہ و تابعین نے یہی فتویٰ دینا شروع کر دیا حتی کہ اس حدیث کے راوی صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ دینے لگے جس سے لوگوں نے اس روایت کو مشکوک سمجھ لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سیاسی اور انتظامی فیصلہ ایسا رائج ہوا کہ بعد کے فقہاء نے بھی اس کی پابندی کی حتی کہ یہ شرعی مسئلہ بن گیا جب کہ حقیقتاً یہ انتظامی اور تعزیری فیصلہ تھا جس طرح انتظامی فیصلے بدلتے رہتے ہیں یہ بھی بدل سکتا ہے۔

وَطَلَاقُ السُّنَّةِ: أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، وَيُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ

امام بخاری رحمہ اللہ کا کہنا ہے سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ حالت طہر میں عورت کو ایک طلاق دے اور اس طہر میں عورت سے ہم بستری نہ کی ہو نیز اس پر دو گواہ بھی مقرر کر لے۔ [۳]

فَإِنْ طَلَّقَهَا فِي الطُّهْرِ الَّذِي يَلِي الْحَيْضَةَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، فَهُوَ طَلَاقُ سُنَّةٍ

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے مسنون طلاق یہ ہے کہ آدمی ایسے طہر میں عورت کو (ایک) طلاق دے کہ جس میں اس نے عورت سے ہم بستری نہ کی ہو پھر عورت کو چھوڑ دے حتی کہ وہ اپنی عدت پوری کر لے۔

---

[۱] صحیح نسائی کتاب الطلاق باب الثَّلَاثُ الْمَجْمُوعَةُ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ ۳۴۳۰

[۲] سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ ۳۴۰۶

[۳] صحیح بخاری کتاب الطلاق باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا العِدَّةَ

امام مالک رحمہ اللہ ،امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کو طلاق سنی قرار دیا ہے۔

إِنَّهُ يُطَلِّقُهَا فِي كُلِّ قُرْءٍ طَلْقَةً

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ سنت یہ ہے عورت کو تین طلاقیں دے (وہ اس طرح کہ) ہر طہر میں ایک طلاق دے۔[1]

یاد رہے کہ دوران حمل دی گئی طلاق طلاق سنی ہے اور جائز و مباح ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا إِذَا طَهُرَتْ، أَوْ وَهِيَ حَامِلٌ

جیسے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا پھر اسے حالت طہر میں یا حمل میں طلاق دو۔[2]

اوپر بیان کی گئی شرائط کے علاوہ کسی اور صورت میں طلاق کو طلاق بدعی کہا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ... ① [3]

ترجمہ: اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لئے طلاق دیا کرو۔

(عدت کے لئے طلاق دینے کے دو مطلب ہیں اور دونوں ہی یہاں مراد ہیں ایک یہ کہ حیض کی حالت میں عورت کو طلاق نہ دو بلکہ اس وقت طلاق دو جس سے اس کی عدت شروع ہو سکے، دوسرے یہ کہ عدت کے اندر رجوع کی گنجائش رکھتے ہوئے طلاق دو، اس طرح طلاق نہ دے بیٹھو جس سے رجوع کا موقع ہی باقی نہ رہے) ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی آمنہ بنت غفار کو طلاق دینے کا بیان گزر چکا ہے، ان واضح نصوص کے مخالف ہونے کی وجہ سے طلاق بدعی حرام ہے۔

اس (بدعی) طلاق کے واقع ہونے میں اور ایسی ایک سے زائد طلاقوں کے واقع ہونے میں کہ جن کے درمیان رجوع کا وقفہ نہ ہو اختلاف ہے۔

أَنَّ الطَّلَاقَ الْبِدْعِيَّ يَقَعُ، وَهُمُ الْجُمْهُورُ.

جمہور ایمہ اربعہ کا موقف ہے کہ طلاق بدعی واقع ہو جائے گی۔[4]

ان کے دلائل یہ ہیں۔

- آیات طلاق کا عموم۔
- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دوران حیض اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار رضی اللہ عنہا) کو طلاق دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] المغنی ۷/۳۶۸

[2] سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابٌ فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ ۲۱۸۱، صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا، وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا ۳۶۵۹ ،جامع ترمذی ابواب الطلاقبَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ ۱۱۷۶

[3] الطلاق ۱

[4] نیل الاوطار ۶/۲۶۶

مُرْہُ فَلْيُرَاجِعْهَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ دوران حیض دی گئی طلاق واقع ہو گی کیونکہ رجوع ہمیشہ طلاق کے بعد ہی ہوتا ہے۔

○ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ طلاق جو میں نے حالت حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کی گئی۔ [۱]

○ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَنَّهُ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (جو تم نے طلاق دی ہے) ایک ہے۔ [۲]

○ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا

فَأَمَرَهُ إِذَا طَهُرَتْ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ الطَّلَاقَ فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ تَحْتَسِبُ بِالتَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقَ أَوَّلَ مَرَّةٍ

اسے رجوع کا کہو پھر وہ عدت میں طلاق دے اور وہ طلاق جو اس نے پہلی مرتبہ دی تھی شمار کر لی جائے گی۔ [۳]

شیخ البانی رحمہ اللہ نے تفصیلاً روایات نقل کرنے کے بعد جمہور کے قول کو ترجیح دی ہے۔ [۴]

بعض علما کا خیال ہے کہ طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی۔

وَلَمْ يَحْصُلْ مَا قَصَدَهُ بِهِ مِنْ الطَّلَاقِ

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی۔ [۵]

أَنَّهَا لَا تَقَعُ بَلْ تُرَدُّ لِأَنَّهَا بِدْعَةٌ مُحَرَّمَةٌ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی بلکہ اس کو بدعت ہونے کے ناطے دھتکار دیا جائے گا۔ [۶]

ابن حزم رحمہ اللہ بھی اسی کو برحق سمجھتے ہیں۔ [۷]

امام شوکانی رحمہ اللہ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ [۸]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذَلِكَ الطَّلَاقِ ۵۲۵۳

[۲] سنن الدارقطنی ۳۹۰۷

[۳] سنن الکبری للبیهقی ۱۴۹۲۶

[۴] ارواء الغلیل ۷/۱۳۳

[۵] الفتاوی ۳۳/۸۹

[۶] زادالمعاد ۵/۲۲۶

[۷] المحلی ۳/۲۵۶

[۸] نیل الاوطار ۶/۲۷۰

صدیق حسن خان رحمہ اللہ بھی اسی کو راجح تصور کرتے ہیں۔[1]

ان کے دلائل یہ ہیں۔

○ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ... ① [2]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لئے طلاق دیا کرو۔

اس عدت میں طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی، اصول میں بھی یہ بات مسلم ہے کہ کسی چیز کا حکم اس کے متضاد سے ممانعت ہوتی ہے اور ممانعت ایسی چیز کے فاسد ہونے پر دلالت کرتی ہے جس سے منع کیا گیا ہو لہذا فاسد چیز سے حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

○حدیث نبوی ہے

فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[3]

جب یہ طلاق بدعی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے تو گمراہی سے حکم کا اثبات کیسے ممکن ہے۔

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔[4]

چونکہ طلاق بدعی کا حکم نہ تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور نہ ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے، لہذا یہ مردود ہے تو پھر اس کا شمار کیونکر ہوسکتا ہے۔

مگر راجح موقف یہی ہے کہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے یہی موقف دلائل کی رو سے زیادہ قوی ہے۔

اس مسئلہ میں علما کے چار مختلف اقوال ہیں۔

○ سب طلاقیں واقع ہو جائیں گی، جمہور اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔

○ ایک طلاق بھی واقع نہیں ہو گی کیونکہ یہ بدعت وحرام ہے، یہ امام ابن حزم رحمہ اللہ اور تابعین کی ایک جماعت کا مذہب ہے۔

○ اگر مطلقہ سے دخول کر لیا گیا ہو تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی بصورت دیگر ایک واقع ہو گی۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

○ عورت سے دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو صرف ایک رجعی طلاق ہی واقع ہو گی۔ زیادہ درست بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے۔

[1] الروضة الندية ۲/۵۳

[2] الطلاق ۱

[3] مسند احمد ۱۷۱۴۴

[4] صحیح بخاری کتاب الصلح بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ ۲۶۹۷ ،صحیح مسلم کتاب الاقضية بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ ۴۴۹۲

آخری قول سب سے زیادہ صحیح اور راجح ہے۔

○ کیا ایک وقت میں اکٹھی تین طلاقیں دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

ایک وقت میں اکٹھی تین طلاقیں دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتیں بلکہ وہ صرف اہل شمار ہوتی ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

باری تعالیٰ نے فرمایا

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ... ﴿۲۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہے۔

جس کے معنی یہ ہے کہ ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ یعنی وقفے کے ساتھ، یہ معنی نہیں ہے کہ اکٹھی دو طلاقیں جیسا کہ آئندہ آیت بھی اس پر شاہد ہے

...وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ... ﴿۵۸﴾ [۲]

ترجمہ: اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں۔

اس آیت میں لفظ مَرّٰتٍ مرۃ کی جمع ہے اس لفظ کے بعد تین اوقات بیان کیے گئے ہیں جن میں وقفہ ہے نہ کہ اکٹھے ہیں (یعنی ایک مرتبہ فجر سے پہلے، دوسری مرتبہ دوپہر کو، تیسری مرتبہ نماز عشاء کے بعد) لہذا معلوم ہوا کہ پہلی آیت میں بھی وقفے کے ساتھ طلاقیں دینا مراد ہیں نہ کہ اکٹھی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فِيهَا، قَالَ: أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ،فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے عہد رسالت، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں لیکن جب سیدنا عمر فاروق نے یہ دیکھا کہ لوگ کثرت سے تین طلاقیں دینے لگے ہیں تو انہوں نے فرمایا میں ان تینوں کو ان پر نافذ کروں گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے ایسے معاملے میں جلدی کی جس سے ان کے لئے سہولت دی گئی تھی پس چاہیے کہ ہم اسے نافذ کر دیں لہذا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ان پر جاری کر دیا (یعنی تینوں طلاقوں کے بیک وقت واقع ہونے کا حکم دے دیا)۔ [۳]

---

[۱] البقرة ۲۲۹

[۲] النور ۵۸

[۳] صحیح مسلم كتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ ۳۶۷۳، سنن ابوداودكتاب الطلاق بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ ۲۱۹۹،سنن نسائی كتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ ۳۴۳۵،بلوغ المرام كتاب الطلاق باب الطلاق ۱۰۳۱

طَلَّقَ أَبُو رُكَانَةَ اِمْرَأَتَهُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ ثَلَاثًا فَحَزِنَ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا وَاحِدَةٌ

ابو رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں، پھر اس پر نادم وپشیمان ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رکانہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ تینوں طلاقیں ایک ہی ہیں۔ (۱)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:ثُمَّ قَالَ:رَاجِعِ امْرَأَتَكَ أُمَّ رُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ؟قَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ:قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رکانہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم اپنی (پہلی) بیوی سے جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کی ماں ہے رجوع کرلو، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہے تم اس سے رجوع کرلو۔ (۲)

اگر تینوں طلاقیں واقع ہوجاتیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو رکانہ رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم نہ فرماتے بلکہ ام رکانہ کو کسی اور شخص سے نکاح کا مشورہ دیتے۔

مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًافَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ:أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے ڈالی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جارہا ہے جبکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں۔ (۳)

حكم الألباني :ضعيف

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا

يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا دَفْعَةً كَانَتْ فِي حُكْمِ الْوَاحِدَةِ

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیتا ہے تو وہ درحقیقت ایک ہی شمار ہو گی، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، امام عکرمہ رحمہ اللہ، اور امام طاوس رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی فتوی ہے۔ (۴)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر فتاویٰ ہمیشہ علماء نے دیئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

فَأَفْتَى بِهِ حَبْرُ الْأُمَّةِ وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ كَمَا رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: إذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا بِفَمٍ وَاحِدَةٍ فَهِيَ وَاحِدَةٌ ، وَأَفْتَى أَيْضًا بِالثَّلَاثِ، أَفْتَى بِهَذَا وَهَذَا .وَأَفْتَى بِأَنَّهَا وَاحِدَةٌ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، حَكَاهُ عَنْهُمَا ابْنُ وَضَّاحٍ، وَعَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ وَابْنِ مَسْعُودٍ رِوَايَتَانِ

(۱) بلوغ المرام كتاب الطلاق باب الطلاق ۱۰۳۴،مسند احمد۲۳۸۷

(۲) سنن ابوداودكتاب الطلاق بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ۲۱۹۶

(۳)سنن نسائی كتاب الطلاق باب الثَّلَاثُ الْمَجْمُوعَةُ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ۳۴۳۳، بلوغ المرام كتاب الطلاق باب الطلاق۱۰۳۲

(۴) نيل الاوطار۶٫۲۷۰

كَمَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَمَّا التَّابِعُونَ فَأَفْتَى بِهِ عِكْرِمَةُ، رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْهُ، وَأَفْتَى بِهِ طَاوُسٌ، وَأَمَّا تَابِعُو التَّابِعِينَ فَأَفْتَى بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَكَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ عَنْهُ، وَأَفْتَى بِهِ خِلَاسُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ الْعُكْلِيُّ، وَأَمَّا أَتْبَاعُ تَابِعِي التَّابِعِينَ فَأَفْتَى بِهِ دَاوُد بْنُ عَلِيٍّ وَأَكْثَرُ أَصْحَابِهِ، حَكَاهُ عَنْهُمْ أَبُو الْمُغْلِسِ وَابْنُ حَزْمٍ وَغَيْرُهُمَا، وَأَفْتَى بِهِ بَعْضُ أَصْحَابِ مَالِكٍ، حَكَاهُ التِّلِمْسَانِيُّ فِي شَرْحِ تَفْرِيعِ ابْنِ الْجَلَّابِ قَوْلًا لِبَعْضِ الْمَالِكِيَّةِ.وَأَفْتَى بِهِ بَعْضُ الْحَنَفِيَّةِ، حَكَاهُ أَبُو بَكْرٍ الرَّازِيّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ، وَأَفْتَى بِهِ بَعْضُ أَصْحَابِ أَحْمَدَ

یعنی صحابہ کرام میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے، تابعین میں امام طاوس رحمہ اللہ، امام عکرمہ رحمہ اللہ نے بھی اسی کا فتوی دیا ہے اور تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق وغیرہ نے بھی یہی فتویٰ دیا اور خلاس بن عمرو اور حارث عکلی نے اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین کے اتباع میں سے داود بن علی اور ان کے اکثر اصحاب نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور بعض مالکیہ اور بعض حنفیہ اور بعض حنابلہ نے بھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی اس تصریح سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعد بھی قرناً بعد قرن اصحاب علم وفضل تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیتے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ جن لوگوں نے صدر اول کے فتویٰ پر عمل کیا انہوں نے تین طلاقوں کو ایک بتایا اور جن لوگوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ کو مانا انہوں نے تین کو تین مانا، چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی دونوں طرح کی حدیث میں منقول ہے مگر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ خود سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اس لئے عامل بالکتاب والسنۃ کا یہی مسلک ہے اور یہی ان کا مذہب ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیاسی فیصلہ امضاء ثلاث کو عامل بالکتاب والسنۃ نہیں مانتے جس طرح بہت سے صحابہ وتابعین وتبع تابعین رحمہ اللہ نے نہیں مانا، علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں اسی طرف اشارہ کیا ہے

وَفِيه خلاف. فَذهب طَاوُوس وَمُحَمّد بن إِسْحَاق وَالْحجاج بن أَرْطَأَة وَالنَّخَعِيّ وَابْن مقَاتل والظاهرية إِلَى أَن الرجل إِذا طلق امْرَأَته ثَلَاثًا مَعًا فقد وَقعت عَلَيْهَا وَاحِدَة

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں اختلاف ہے، امام طاوٗس رحمہ اللہ اور محمد بن اسحاق وحجاج بن ارطاط وامام نخعی رحمہ اللہ جو استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور محمد بن مقاتل جو شاگرد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور ظاہر یہ سب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے دے تو اس پر ایک ہی واقع ہوگی، تین نہیں ہوں گی۔ (۲)

جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، خلاصہ یہی ہے کہ ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ دلائل کے اعتبار سے اور قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول سے ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں اور اسی پر عمل جمہور صحابہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سال تک رہا ہے، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی وانتظامی فیصلہ سے اختلاف چلا اور آج تک چلا آرہا ہے اور شاید قیامت تک رہے گا،

والنزاع فيها من عهد الصحابة إلى وقتنا هذا

(۱) اعلام الموقعين ۳،۴۳

(۲) عمدۃ القاری ۲۰،۲۳۳

ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں وقوعہ ثلاثہ کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لے کر ہمارے اس زمانے تک نزاع چلا آرہا ہے۔ [1]

وقت کا شدید تقاضا ہے کہ آج عہد رسالت ہی کے تعامل پر امت متفق ہو جائے۔

○ کیا والدین کے حکم دینے پر بیٹے کو اپنی بیوی کو طلاق دے دینا چاہیے؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا، وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِي أَنْ أُطَلِّقَهَافَأَبَيْتُ،فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، طَلِّقْ امْرَأَتَكَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میری ایک بیوی تھی میں اس سے (بے حد) محبت کرتا تھا (لیکن) میرے والد اسے ناپسند کرتے تھے لہذا میرے والد نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے طلاق دے دوں، میں نے انکار کر دیا، پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما! اپنی عورت کو طلاق دے دو۔ [2]

فِيهِ دَلِيلٌ صَرِيحٌ يَقْتَضِي أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ إِذَا أَمَرَهُ أَبُوهُ بِطَلَاقِ زَوْجَتِهِ أَنْ يُطَلِّقَهَا وَإِنْ كَانَ يُحِبُّهَا فَلَيْسَ ذَلِكَ عُذْرًا لَهُ فِي الْإِمْسَاكِ وَيَلْحَقُ بِالْأَبِ الأم لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَيَّنَ أَنَّ لَهَا مِنَ الْحَقِّ عَلَى الْوَلَدِ مَا يَزِيدُ عَلَى حَقِّ الْأَبِ

عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس حدیث میں واضح دلیل موجود ہے کہ اگر والد حکم دے تو آدمی پر اپنی بیوی کو طلاق دینا واجب ہے ،خواہ وہ اس سے (کتنی ہی) محبت کرتا ہو پس اس کو رکھنے میں اس سے کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا، ماں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ اس کا درجہ والد سے زیادہ ہے۔ [3]

راجح یہ ہے کہ والدین دو صورتوں میں ہی طلاق کا حکم دیں گے،

ا۔ یا تو والد کوئی شرعی سبب بیان کرے گا کہ تمہاری بیوی اخلاقی حوالے سے درست نہیں، غیر مردوں سے میل جول رکھتی ہے یا غلط قسم کی سوسائٹی میں اٹھتی بیٹھتی ہے وغیرہ تو ایسی صورت میں بیٹے پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے،

۲۔ یا بغیر کسی شرعی سبب کے محض بیٹے کی اپنی بیوی سے بے پناہ محبت دیکھ کر طلاق کا حکم دے گا کہ یہ بیوی سے اتنی محبت کیوں کرتا ہے ہم سے اتنی محبت کیوں نہیں کرتا وغیرہ، تو ایسی صورت میں طلاق دینا ضروری نہیں بالخصوص جب اس کی بیوی دینی و اخلاقی اعتبار سے بھی درست ہو۔

قد جاء رجل إلى الإمام أحمد بن حنبل فقال: إن أبي يأمرني أن أطلق زوجتي؟ فقال له الإمام أحمد: لا تطلقها، فقال الرجل: أليس الرسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد أمر عبد الله بن عمر أن يطلق زوجته حين أمره عمر بذلك؟ فقال الإمام أحمد: وهل أبوك مثل عمر؟

---

[1] اغاثة اللهفان ۱/۳۲۳

۲ جامع ترمذی کتاب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْأَلُهُ أَبُوهُ أَنْ يُطَلِّقَ زَوْجَتَهُ ۱۱۸۹،سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ الرَّجُلِ يَأْمُرُهُ أَبُوهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ ۲۰۸۹،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ ۵۱۳۸، مسنداحمد ۵۱۴۴

[3] تحفة الاحوذی ۴/۳۰۹

ایک آدمی نے امام احمد ﷫ سے آ کر کہا کہ میرے والد نے مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے، امام احمد ﷫ نے کہا کہ تم اسے طلاق مت دو، اس آدمی نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن عمر ﷠ کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے جب سیدنا عمر ﷜ نے انہیں اس کا حکم دیا تھا؟ تو امام احمد ﷫ نے کہا کیا تمہارا باپ عمر ﷜ کی طرح ہے؟۔ [1]

لہذا اس حدیث کے متعلق یہی کہنا مناسب ہے کہ سیدنا عمر ﷜ نے کسی خاص مصلحت وحکمت کے تحت اپنے بیٹے کو طلاق کا حکم دیا ہوگا، علاوہ ازیں مسند احمد کی ایک روایت سے بھی یہ اشارہ ملتا ہے جیسا کہ اس میں ہے

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَةً كَرِهْتُهَا لَهُ

سیدنا عمر ﷜ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! عبد اللہ بن عمر ﷜ نے ایسی عورت سے نکاح کر رکھا ہے جسے میں اس کے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ [2]

الظاهر أن عمر رضى الله عنه ما كرهها الا لكونه رأى أنها غير صالحة لابنه وغرضه بذلك المصلحة لاسيما وقد كان من الملهمين

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے احمد عبد الرحمٰن البناء فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ سیدنا عمر ﷜ نے اس عورت کو اس لئے ناپسند کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ ان کے بیٹے کے لئے موزوں نہیں تھی اور اس معاملے میں سیدنا عمر ﷜ نے ضرور کسی مصلحت کو ملحوظ رکھا ہوگا بالخصوص اس لئے کہ آپ الہام الٰہی کے حامل تھے۔ [3]

فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلاَمَ، وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا

نیز ابراہیم ﷤ نے جو اسماعیل ﷤ کو اپنے دروازے کی چوکھٹ بدلنے (یعنی اپنی بیوی کو طلاق دینے) کا حکم دیا تھا اس کا بھی ایک خاص سبب تھا وہ یہ کہ وہ عورت شکر گزار نہ تھی۔ [4]

○ اگر شوہر کی نیت طلاق دینے کی ہو اور وہ واضح طور پر طلاق دینے کے بجائے اشارے وکنائے سے ایسی بات کرے تو کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

طلاق بالکنایہ یہ ہے کہ شوہر ایسے الفاظ میں طلاق دے جس کا مفہوم طلاق بھی ہو سکتا ہو اور کچھ اور بھی، مثلاً اس جیسے الفاظ کہ آج سے تو آزاد ہے، یا یہ کہے کہ تو اپنے گھر چلی جاؤ وغیرہ، ایسی صورت میں اگر مرد کی نیت طلاق کی ہو گی تو طلاق واقع ہو جائے گی،

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ ابْنَةَ الجَوْنِ، لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا، قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا: لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، الحَقِي بِأَهْلِكِ

[1] فتاوى يسألونك ۲/۳۸۵

[2] مسند احمد ۵۰۱۱

[3] الفتح الربانى ۱۷/۴

[4] صحيح بخارى كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً ۳۳۶۴

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جون کی بیٹی جب نکاح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت گاہ میں لائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اس نے کہا میں اللہ سے آپ کی پناہ چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑی عظیم الشان ذات کی پناہ طلب کی ہے تو اپنے گھر والوں کے ساتھ مل جا۔ (۱)

جس روایت میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا قصہ مذکور ہے اس میں ہے

حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ، وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ ،قَالَ: فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا، فَلَا تَقْرَبَنَّهَا قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ،قَالَ: فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ

ان پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزر چکے اور وحی نہ آئی تو اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی کے قریب نہ جاؤ، میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ صرف اس سے علیحدہ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ، اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی یہی پیام گیا، میں نے اپنی بیوی سے کہا اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا اور وہیں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس باب میں کوئی حکم دے۔ (۲)

معلوم ہوا کہ اگر ارادہ و نیت ہو تو ایسے الفاظ کے ساتھ طلاق ہو جائے گی اور اگر نیت نہ ہو تو طلاق نہیں ہو گی۔

فَيَكُونُ كِنَايَةَ طَلَاقٍ إِذَا أُرِيدَ بِهِ الطَّلَاقُ كَانَ طَلَاقًا

امیر صنعانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے طلاق کا ایسا کنایہ و اشارہ جس سے طلاق مقصود ہو طلاق کے حکم میں ہی ہو گا۔ (۳)

○ کیا عورت کو علیحدگی کا اختیار دینے سے طلاق واقع ہو سکتی ہے؟

جب سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں فاقوں پر فاقے گزر رہے تھے اور ازواج مطہرات سخت پریشان تھیں اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم

(۱) صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ ۵۲۵۴ ،سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق بَابُ مُتْعَةِ الطَّلَاقِ ۲۰۳۸ ، سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ بِالطَّلَاقِ ۳۴۴۶

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا ۴۴۱۸،صحیح مسلم کتاب بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ ۷۰۱۶ ،جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ ۳۱۰۲

(۳) سبل السلام ۲/۲۶۲

(۴) الاحزاب ۲۹،۲۸

اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو اختیار دے دیا۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخْتَرْنَا اللهَ وَرَسُولَهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو ہی پسند کیا تو اسے ہم پر کچھ بھی (یعنی طلاق وغیرہ) شمار نہیں کیا گیا۔ (۲)

إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اخْتَارَتْ نَفْسَهاأَنَّ نَفْسَ ذَلِكَ الِاخْتِيَارِ يَكُونُ طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجٍ إِلَى نُطْقٍ بِلَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى الطَّلَاقِ قَالَ: وَهُوَ مُقْتَبَسٌ مِنْ مَفْهُومِ قَوْلِ عَائِشَةَ الْمَذْكُورِ

اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت کو اختیار دیا جائے اور وہ علیحدگی پسند کر لے تو اسے طلاق ہو جائے گی لیکن محض خاوند کے اختیار دینے سے ہی طلاق واقع نہیں ہو گی جیسا کہ گزشتہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہم پر کچھ شمار نہ کیا۔
جمہور اسی کے قائل ہیں۔ (۳)

○ اگر خاوند طلاق کو کسی اور کے سپرد کر دے تو کیا اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

وقد سئل أبو هريرة وابن عباس وعمرو بن العاص عن رجل جعل أمر امرأته بيد أبيه فأجازوا طلاقه كما أخرجه أبو بكر البرقاني في كتابه المخرج على الصحيحين

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کا معاملہ اپنے والد کے ہاتھ میں دے دیتا ہے (یعنی اپنے والد کو اجازت دے دیتا ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے) تو ان سب نے اس کی طلاق کو جائز قرار دیا جیسا کہ امام ابو بکر البرقانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المخرج على الصحيحين میں اسے نقل کیا ہے۔ (۴)

○ اگر طلاق رجعی ہو (یعنی شوہر نے عورت کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں) تو شوہر عدت طلاق میں اپنی بیوی کا زیادہ مستحق ہے جب چاہے رجوع کر سکتا ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسير بَابُ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۴۷۸۵، صحیح مسلم كتاب الطلاق بَابُ بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ۳۶۸۱

(۲) صحیح بخاری كتاب الطلاق بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَهُ۵۲۶۲، صحیح مسلم كتاب الطلاق بَابُ بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ ۳۶۸۴،سنن ابوداودكتاب الطلاق بَابٌ فِي الْخِيَارِ۲۲۰۳،جامع ترمذی كتاب اطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الخِيَارِ۱۱۷۹ ،سنن ابن ماجه كتاب الطلاق بَابُ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ ۲۰۵۳،مسند احمد۲۴۱۸۱، صحيح ابن حبان۴۲۶۷

(۳) نيل الاوطار۶/۲۸۶،تحفة الاحوذی۴/۲۹۳

(۴) الروضة الندية۲/۵۷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

...وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا...[1]

ترجمہ: ان کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے حق دار ہیں۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ...﴿۲۳۱﴾[2]

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آجائے تو یا بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا

مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا

اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے۔[3]

عَنْ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ حَفْصَةَ، ثُمَّ رَاجَعَهَا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی پھر رجوع کر لیا۔[4]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: {وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ}[5] الْآيَةَ، وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَنُسِخَ ذَلِكَ، وَقَالَ: {الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ}[6]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ''جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایامِ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اور ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہوا سے چھپائیں، اگر وہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتی ہیں تو انہیں ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے، ان کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے

---

[1] البقرة ۲۲۸

[2] البقرة ۲۳۱

[3] صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا، وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا ۳۶۵۲، سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ ۳۴۱۸

[4] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْمُرَاجَعَةِ ۲۲۸۳، سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّلَاقِ باب الطلاق ۲۰۱۷، سنن نسائی كتاب الطلاق بَابُ الرَّجْعَةِ ۳۵۹۰، سنن الدارمی ۲۳۱۱، صحیح ابن حبان ۴۲۷۵

[5] البقرة: ۲۲۸

[6] البقرة: ۲۲۹

حق دار ہیں، عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں، البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے، اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے۔'' کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا (جاہلیت میں) جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رجوع کا زیادہ حق دار ہوتا خواہ اس نے تینوں طلاقیں ہی دے دی ہوں پھر آیت ''طلاق دو مرتبہ ہے۔'' نے اسے (یعنی تین طلاقوں کے بعد رجوع کو) منسوخ کر دیا۔ [1]

وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْحُرَّ إِذَا طَلَّقَ الْحُرَّةَ بَعْدَ الدُّخُولِ بِهَا تَطْلِيقَةً أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَلَوْ كَرِهَتِ الْمَرْأَةُ ذَلِكَ

اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ جب کوئی آزاد شخص اپنی آزاد بیوی کو پہلی یا دوسری رجعی طلاق دے تو وہ اس سے رجوع کرنے کا زیادہ حق دار ہے اگرچہ عورت اسے ناپسند ہی کیوں نہ کرتی ہو۔ [2]

○ رجوع کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

راجح بات یہ ہے کہ رجوع قول و فعل ہر طرح سے کیا جا سکتا ہے یعنی گفتگو و کلام وغیرہ کے ساتھ یا جماع و ہم بستری کے ساتھ، دونوں طرح درست ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔

إِذَا جَامَعَهَا فَقَدْ رَاجَعَهَا

احناف اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا موقف ہے ہم بستری کے ذریعے رجوع ہو جائے گا خواہ نیت ہو یا نہ ہو۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ، امام حسن رحمہ اللہ، امام ثوری رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِسْحَاقُ: بِشَرْطِ أَنْ يَنْوِيَ بِهِ الرَّجْعَةَ، قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا تَكُونُ الرَّجْعَةُ إِلَّا بِالْكَلَامِ

امام مالک رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ہم بستری کے ذریعے تب رجوع ہو گا جب اس کی نیت ہو، امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ رجوع صرف کلام کے ساتھ ہی کیا جائے گا، امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک یہی قول مروی ہے۔ [3]

وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو،

وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو، ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے

[1] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ ۲۱۹۵

[2] فتح الباری ۹/۴۸۳، نیل الاوطار ۶/۲۹۹

[3] نیل الاوطار ۶/۲۹۹

إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَ عَلَى الْوَارِثِ

جتنی اس کی طاقت ہو، ماں کو اس بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے وارث پر بھی

مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ

اس جیسی ذمہ داری ہے، پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی سے باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ

تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں، اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں

عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا

جب کہ تم ان کو مطابق دستور کے جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کر دو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ (البقرۃ ۲۳۳)

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

مسئلہ رضاعت:

جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں،

...وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ... ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔

اگر باپ طلاق دے دے یا عورت خلع لے لے اور عورت کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو تو بچے کو دودھ پلانے کی صورت میں بچے کے باپ کو اپنے شہروں کے دستور کے مطابق انہیں کھانا کپڑا دینا ہوگا،

... فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ... ؕ ﴿۶﴾ [2]

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچے کو) دودھ پلائیں تو ان کی اجرت انہیں دو اور بھلے طریقے سے (اُجرت کا معاملہ) باہمی گفت وشنید سے طے کر لو۔

قَالَ الضَّحَّاكُ: إِذَا طَلَّقَ [الرَّجُلُ] زَوْجَتَهُ وَلَهُ مِنْهَا وَلَدٌ، فَأَرْضَعَتْ لَهُ وَلَدَهُ، وَجَبَ عَلَى الْوَالِدِ نَفَقَتُهَا وَكِسْوَتُهَا بِالْمَعْرُوفِ

---

[1] لقمان ۱۴

[2] الطلاق ۶

ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اس سے اس کا بچہ بھی ہو اور وہ اس کے بچے کو دودھ پلائے تو والد پر یہ واجب ہے کہ دستور کے مطابق اسے نفقہ اور کپڑا دے۔ (۱)

مگر کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیے،

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ... ⑦ (۲)

ترجمہ: خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو وہ اسی مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے، اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا۔

اگر ماں بچے کو اپنے پاس رکھنا چاہے تو اس کی ماںتا کے جذبے کو نظرانداز کر کے بچے کو زبردستی اس سے نہ چھین لیا جائے یا بغیر خرچ کی ذمہ داری اٹھانے اور اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے، اور نہ ہی باپ کو تنگ کیا جائے کہ ماں دودھ پلانے سے انکار کر دے یا اس کی حیثیت سے زیادہ کا مالی مطالبہ کرے، باپ کے فوت ہو جانے کی صورت میں یہی ذمہ داری وارثوں کی ہے کہ وہ بچے کی ماں کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کریں تاکہ نہ تو عورت کو تکلیف ہو اور نہ ہی بچے کی پرورش اور نگہداشت متاثر ہو، لیکن اگر فریقین باہمی رضامندی اور مشورے سے دو سال سے قبل بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر تمہارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو وہ معروف طریقے پر ادا کرو، اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ وہ تمہارے اقوال و افعال کو بخوبی جانتا ہے۔

رضاعت کے مسائل

○ رضاعت کا حکم کتنی بار دودھ پلانے سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ: عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ، بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قرآن میں یہ حکم نازل کیا گیا تھا کہ دس بار دودھ پینا جبکہ اس کے پینے کا یقین ہو جائے نکاح کو حرام کر دیتا ہے پھر یہ حکم پانچ مرتبہ یقینی طور پر دودھ پینے سے منسوخ ہو گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت پانچ کی تعداد قرآن میں پڑھی جاتی تھی۔ (۳)

(۱) تفسیر ابن کثیر ۱/۶۳۴

(۲) الطلاق ۷

(۳) صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ التَّحْرِيمِ بِخَمْسِ رَضَعَاتٍ ۳۵۹۷، موطا امام مالک کتاب الرضاع باب جَامِعُ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ ۱۹، سنن ابوداود کتاب النکاح بَابُ هَلْ يُحَرِّمُ مَا دُونَ خَمْسِ رَضَعَاتٍ ۲۰۶۲، سنن نسائی کتاب النکاح باب الْقَدْرُ الَّذِي يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ۳۳۰۹

فَأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ

سہلہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے انہوں نے سالم کو پانچ مرتبہ دودھ پلایا پھر وہ اس کے بچے کی جگہ ہوگیا۔ (۱)

أَنَّهَا لَا تُحَرِّمُ إِلَّا خَمْسُ رَضَعَاتٍ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے پانچ مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسی مذہب کو قوی قرار دیا ہے۔

امیر صنعانی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ (۲)

اس مسئلہ میں فقہا نے اختلاف کیا ہے۔

لَا يُحَرِّمُ إِلَّا الْخَمْسُ الرَّضَعَاتُ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَالشَّافِعِيِّ وَرِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ

امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے پانچ مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب منقول ہے، اور یہی موقف راجح ہے۔

أَنَّ قَلِيلَ الرَّضَاعِ وَكَثِيرَهُ يُحَرِّمُ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا موقف ہے تھوڑا یا زیادہ جتنا بھی دودھ پی لے حرمت ثابت ہوجائے گی خواہ ایک مرتبہ ہی پیے۔

فَأَفَادَ بِمَفْهُومِهِ تَحْرِيمَ مَا فَوْقَ الِاثْنَتَيْنِ

اسحاق رحمہ اللہ، ابوعبیدہ رحمہ اللہ، ابوثور رحمہ اللہ اور ابن منذر رحمہ اللہ کا موقف ہے تین مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے، ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

جو حضرات تین رضعوں کے قائل ہیں انکے دلائل یہ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ اور دو دفعہ دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (۳)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں

<u>لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ</u>

(۱) سنن ابوداودکتاب النكاح باب فی من حرم به۲۰۶۱

(۲) سبل السلام ۲٫۳۱۰

(۳) مسنداحمد۲۴۰۲۶،صحیح مسلم كتاب الرضاع بَابٌ فِي الْمَصَّةِ وَالْمَصَّتَيْنِ۳۵۹۰،سنن ابوداودکتاب النكاح بَابُ هَلْ يُحَرِّمُ مَا دُونَ خَمْسِ رَضَعَاتٍ۲۰۶۳،جامع ترمذی ابواب الرضاعه بَابُ مَا جَاءَ لاَ تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلاَ الْمَصَّتَانِ ۱۱۵۰،سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ۱۹۴۲ ،صحیح ابن حبان ۴۲۲۷

پستان کو ایک مرتبہ منہ میں ڈالنے یا دو مرتبہ منہ میں ڈالنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔[1]

○رضاعت کتنی عمر میں ثابت ہو گی؟

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ إِلاَّ مَا فَتَقَ الأَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ، وَكَانَ قَبْلَ الفِطَامِ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف وہی رضاعت حرمت ثابت کرتی ہے جو انتڑیوں کو کھول دے اور دودھ چھڑانے کی مدت (یعنی دو سال کی عمر) سے پہلے ہو۔[2]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :فَقَالَ:انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور غور کر لیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں کیونکہ رضاعت اسی وقت معتبر ہے جب بھوک کے وقت دودھ پیا جائے۔[3]

اگرچہ دودھ پلانے کی مدت نص قرآن

...حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ... ٢٣٣ [4]

مکمل دو سال سے ثابت ہے لیکن اس کے باوجود اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، امام شعبی رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ اور امام ابو ثور رحمہ اللہ سے بھی یہی موقف مروی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے، ان کی دلیل یہ آیت ہے

...وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا... ١٥ [5]

ترجمہ: اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔

[1] صحيح مسلم كتاب الرضاع بَابٌ فِي الْمَصَّةِ وَالْمَصَّتَيْنِ٣٥٩١،سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ١٩٤١،سنن نسائی كتاب النكاح باب الْقَدْرُ الَّذِي يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ٣٣١٠ ، مصنف عبدالرزاق ١٣٩٢٢،السنن الكبرى للبيهقى ١٥٦٢٥

[2] جامع ترمذى ابواب الرضاع بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الرَّضَاعَةَ لاَ تُحَرِّمُ إِلاَّ فِي الصِّغَرِ دُونَ الحَوْلَيْنِ ١١٥٢

[3] صحيح بخارى كتاب النكاح بَابُ مَنْ قَالَ: لاَ رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ٥١٠٢ ،صحيح مسلم كتاب الرضاع بَابُ إِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ ٣٦٠٦،سنن ابوداودكتاب النكاح بَابٌ فِي رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ٢٠٥٨،سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ ١٩٤٦، مسنداحمد٢٥٧٩٠،سنن الدارمى ٢٣٠٢

[4] البقرة ٢٣٣

[5] الاحقاف ١٥

حالانکہ اس آیت میں بھی مدت رضاعت دو سال ہی ہے جبکہ مزید چھ ماہ حمل کی کم از کم مدت ہے،

وَقَالَ زُفَرُ: مُدَّةُ الرَّضَاعِ ثَلَاثُ سِنِينَ

زفر رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے۔ [۱]

پہلا موقف راجح ہے اور گزشتہ تمام دلائل اس کا ثبوت ہیں۔

رضاعت کی وجہ سے نسبی رشتے حرام ہو جاتے ہیں اور کسی اختلاف کی صورت میں دودھ پلانے والی کی بات قبول کی جائے گی۔

أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الوِلَادَةُ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش سے ہوتے ہیں (رضاعت یعنی دودھ پینے سے ایسا رشتہ ہو جاتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت، اس کا خاوند جس سے دودھ ہے، اس کی بیٹی، ماں، بہن، پوتی، نواسی، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، باپ، دادا، نانا، بھائی، پوتا، نواسہ، چچا، بھتیجا، بھانجا یہ سب شیر خوار کے محرم ہو جاتے ہیں بشرطیکہ پانچ بار دودھ چوسا ہو اور مدت رضاعت یعنی دو برس کے اندر پیا ہو لیکن جس بچے یا بچی نے دودھ پیا اس کے باپ بھائی یا بہن یا ماں، نانی، خالہ، ماموں وغیرہ دودھ دینے والی عورت یا اس کے شوہر پر حرام نہیں ہوتے، تو قاعدہ کلیہ یہ ٹھیرا کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے تو سب لوگ دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد صرف محرم ہوتی ہے، اس کے باپ، بھائی، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ یہ محرم نہیں ہوتے)۔ [۲]

عُقْبَةُ بْنُ الحَارِثِ، أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ، قَالَ: قَالَ: فَجَاءَتْ أَمَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْرَضَ عَنِّي، قَالَ: فَتَنَحَّيْتُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: وَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ أَنْ قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا فَنَهَاهُ عَنْهَا

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا تو ایک سیاہ رنگ والی عورت آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم اسے کس طرح اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو جبکہ رضاعت کی اطلاع دے دی گئی ہے چنانچہ عقبہ نے اس عورت کو جدا کر دیا اور اس خاتون نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ [۳]

أَنَّ عُثْمَانَ، فَرَّقَ بَيْنَ أَهْلِ أَبْيَاتٍ بِشَهَادَةِ امْرَأَةٍ

[۱] المغنی ۸/۱۷۷

[۲] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاتِي أَرْضَعْنَكُمْ ۵۰۹۹، صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ ۳۵۶۸، مسند احمد ۲۵۴۵۳

[۳] صحیح بخاری کتاب الشهادات بَابُ شَهَادَةِ الإِمَاءِ وَالعَبِيدِ ۲۶۵۹، وکتاب النکاح بَابُ شَهَادَةِ المُرْضِعَةِ ۵۱۰۴، وکتاب العلم بَابُ الرِّحْلَةِ فِي المَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ، وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ ۸۸، وکتاب البیوع بَابُ تَفْسِيرِ المُشَبَّهَاتِ ۲۰۵۲، جامع ترمذی ابواب الرضاع بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الْمَرْأَةِ الوَاحِدَةِ فِي الرَّضَاعِ ۱۱۵۱، مسند احمد ۱۶۱۵۴، مصنف عبدالرزاق ۱۳۹۶۷

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چار آدمیوں اور ان کی بیویوں کے درمیان رضاعت کے مسئلہ میں ایک عورت کی گواہی کی وجہ سے جدائی کرائی۔ [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ،عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امام احمد رحمہ اللہ،امام طاوس رحمہ اللہ،امام زہری رحمہ اللہ،امام اوزاعی رحمہ اللہ ،ابن ابی ذئب رحمہ اللہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ چار عورتوں سے کم کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ دو عورتیں گواہی میں ایک مرد کے برابر ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ صرف دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کی جائے گی،

ان کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے،

...وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ... ﴿٢٨٢﴾ [2]

ترجمہ:اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو

بلَا يُفِيدُ شَيْئًا لِأَنَّ الْوَاجِبَ بِنَاءُ الْعَامِّ عَلَى الْخَاصِّ، وَلَا شَكَّ أَنَّ الْحَدِيثَ أَخَصُّ مُطْلَقًا

حالانکہ یہ آیت عام ہے اور حدیث خاص ہے اور عام کو خاص پر محمول کرنا واجب ہے۔ [3]

راجح قول یہی ہے کہ دودھ پلانے والی اکیلی عورت کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔

○ کیا کسی بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلانا جائز ہے؟

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ سَالِمًا، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ، فَأَتَتْ تَعْنِي ابْنَةَ سُهَيْلٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ. وَعَقَلَ مَا عَقَلُوا. وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا. وَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ،فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ، وَيَذْهَبِ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سالم رضی اللہ عنہ،ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام ان کے ساتھ گھر میں رہتا تھا ابو حذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !سالم ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام ہمارے گھر میں ہمارے ساتھ ہی رہتا ہے وہ مرد کی حد بلوغت کو پہنچ گیا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اس سے کراہت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا دودھ پلا دو تو اس پر حرام ہو جائے گی اور وہ کراہت جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ہے جاتی رہے گی۔ [4]

فَأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۱۳۹۶۹

[2] البقرۃ ۲۸۲

[3] نیل الاوطار ۶/۳۷۸

[4] صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ ۳۶۰۱

اس حکم کے بعد سہلہ رضی اللہ عنہا نے سالم رضی اللہ عنہ کو پانچ مرتبہ دودھ پلایا پھر وہ اس کے بچے کی جگہ ہوگیا۔ ①

أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ تَقُولُ:وَاللهِ مَا نَرَى هَذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً، فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهَذِهِ الرَّضَاعَةِ، وَلَا رَائِينَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کی قسم! ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہ سالم رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص رخصت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ایسا دودھ پلاکر کسی کو نہیں لائے۔ ②

بڑے لڑکے کو دودھ پلانے کے متعلق صرف ایک حدیث ہی ہے

إِنَّ إِرْضَاعَ الْكَبِيرِ يَثْبُتُ بِهِ التَّحْرِيمُ،وَإِلَيْهِ ذَهَبَ عَلِيٌّ وعَائِشَةُ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ عُلَيَّةَ وَحَكَاهُ النَّوَوِيُّ عَنْ دَاوُد الظَّاهِرِيِّ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ ابْنُ حَزْمٍ

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، امام عطا رحمہ اللہ، امام لیث رحمہ اللہ، امام داود رحمہ اللہ اور امام ابن حزم اسی کے قائل ہیں کہ اگر باوقت ضرورت بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلادیا جائے تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔ ③

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صرف دو سال سے کم عمر میں پلائے گئے دودھ سے ہی حرمت ثابت ہوگی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف راجح ہے،

لَكِنَّهَا رَأَتْ الْفَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَقْصِدَ رَضَاعَةً أَوْ تَغْذِيَةً. فَمَتَى كَانَ الْمَقْصُودُ الثَّانِي لَمْ يُحَرِّمْ إلَّا مَا كَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ. وَهَذَا هُوَ إرْضَاعُ عَامَّةِ النَّاسِ. وَأَمَّا الْأَوَّلُ فَيَجُوزُ إنْ أُحْتِيجَ إلَى جَعْلِهِ ذَا مَحْرَمٍ. وَقَدْ يَجُوزُ لِلْحَاجَةِ مَا لَا يَجُوزُ لِغَيْرِهَا

مسئلہ رضاعت میں بچپن کا اعتبار کیا جائے گا الا کہ کوئی حاجت وضرورت پیش آجائے جیسا کہ بڑی عمر کے آدمی کی رضاعت کا مسئلہ ہے کہ جسے کسی عورت کے پاس جانا بھی ضروری ہو اور اس عورت کا اس سے پردہ کرنا بھی دشوار ہو جیسا کہ سالم کا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ معاملہ تھا، اس طرح کے بڑی عمر کے آدمی کو اگر عورت نے دودھ پلادیا تو اس آدمی کے لئے دودھ پینا قابل تاثیر ہوگا، نیز ایسی صورت کے علاوہ دودھ پینے کی مدت بچپن کی عمر ہی ہے۔ ④

الرَّضَاعُ الْمُحَرِّمُ مَا كَانَ فِي الصِّغَرِوَرُوِيَ هَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَا عائشة

مسئلہ رضاعت میں بچپن کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ قول عبداللہ بن عمر، ابن مسیب اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے مروی ہے سوائے

① صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ الأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ ۵۰۸۸، صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ ۳۶۰۱، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ رِضَاعِ الْكَبِيرِ ۱۹۴۳، سنن نسائی کتاب النکاح بَابُ رِضَاعِ الْكَبِيرِ ۳۳۲۵، سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِيمَنْ حَرَّمَ بِهِ ۲۰۶۱، موطاامام مالک کتاب الرضاع مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ بَعْدَ الْكِبَرِ ۱۴، مسند احمد ۲۴۱۰۸

② صحیح مسلم كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ

③ نیل الاوطار ۶٫۳۷۴

④ مجموع الفتاوی ۶۰٫۳۴

عائشہ۔ [1]

صدیق حسن خان رحمہ اللہ اسی کو برحق گردانتے ہیں۔ [2]

○ کیا دو سال تک دودھ پلانا ضروری ہے؟

یہ اس صورت کا حکم ہے جبکہ زوجین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو چکے ہوں خواہ طلاق کے ذریعے سے یا خلع یا فسخ اور تفریق کے ذریعے سے اور عورت کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو

...فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا... ﴿٢٣٣﴾ [3]

ترجمہ: اگر فریقین باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

○ کیا کسی اور عورت سے دودھ پلوایا جا سکتا ہے؟

...وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ... ﴿٢٣٣﴾ [4]

ترجمہ: اگر کوئی اپنی اولاد کو غیر عورت سے دودھ پلوانے کا خیال کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دودھ پلوانے کا جو کچھ معاوضہ طے ہو جائے وہ معروف طریقے پر ادا کر دیا جائے۔

○ اگر کسی نے بہن کا دودھ پیا ہو تو ان کی اولادوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فی الحقیقت رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب وولادت سے ہوتے ہیں، اس صورت میں دودھ پینے والا اپنی بہن کا رضاعی بیٹا ہو گا اور بہن کی اولاد اس کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے اور اس کی اولاد کے چچا اور پھوپھیاں ہوں گے لہذا ان کا باہم نکاح جائز نہیں ہو گا۔

○ رضاعت کا معاوضہ کیا ہے؟

عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ؟ فَقَالَ: غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ.

حجاج بن حجاج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں دودھ پلانے کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک غلام یا لونڈی (لے کر اسے دے دے)۔ [5]

[1] زاد المعاد ۵/۵۱۳، سبل السلام ۲/۳۱۲

[2] الروضة الندية ۲/۸۸

[3] البقرة ۲۳۳

[4] البقرة ۲۳۳

[5] جامع ترمذی ابواب الرضاع بَابُ مَا جَاءَ مَا يُذْهِبُ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ ۱۱۵۳، سنن نسائی کتاب النکاح باب حَقُّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتُهُ ۳۳۳۱، سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الرَّضْخِ عِنْدَ الْفِصَالِ ۲۰۶۴، مسند احمد ۱۵۷۳۳، سنن الدارمی ۲۳۰۰، صحیح ابن حبان ۴۲۳۰، سنن الکبری للنسائی ۵۴۵۹

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ضعیف روایت ہے۔

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

تم میں سے جو لوگ فوت ہوجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور

وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

دس دن عدت میں رکھیں، پھر جب مدت ختم کرلیں تو جو اچھائی کے ساتھ وہ اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ (البقرۃ ۲۳۴)

گناہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے خبردار ہے۔

خاوند کے انتقال کے بعد میعاد وعدت:

عدت ایسی مدت ہے جسے عورت شادی کی وجہ سے اپنے شوہر کی وفات پر یا اس کے چھوڑ دینے پر ولادت (وضع حمل) کے ساتھ یا حیضوں کے ساتھ یا مہینوں کے ساتھ گزارتی ہے۔[1]

کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ عدت عورت پر واجب ہے۔[2]

زمانہ جاہلیت میں بیوہ عورت کی تو زندگی ہی حرام تھی،

فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ المَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، دَخَلَتْ حِفْشًا، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ، حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ، فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ،ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً، فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مرجاتا تو وہ عورت عدت گزارنے کے لئے ایک نہایت تنگ وتاریک کوٹھڑی میں داخل ہوجاتی، سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کردیتی، یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا، پھر کسی چوپائے یا بکری یا کسی پرندے کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لئے اس پر ہاتھ پھیرتی، ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیر دے اور وہ مر نہ جائے، اس کے بعد وہ نکالی جاتی اور اسے مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی، اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کرسکتی تھی۔[3]

---

[1] فتح الباری ۹/۴۹۳

[2] صحيح ابن ماجه كتاب الطلاق بَابُ الْمُطَلَّقَةِ الْحَامِلِ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَانَتْ ۲۰۲۷

[3] صحیح بخاری كتاب الطلاق بَابُ تُحِدُّ المُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۵۳۳۷، صحیح مسلم كتاب الطلاق بَابُ وُجُوبِ الْإِحْدَادِ فِي عِدَّةِ الْوَفَاةِ، وَتَحْرِيمِهِ فِي غَيْرِ ذَلِكَ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۳۷۲۸

اللہ تعالیٰ نے اتنی دراز مدت سوگ وعدت کے زمانے کو محدود کیا جو عورت کے لئے بلائے عظیم تھی اور صرف اس قدر مدت رکھی تا کہ عورت کا طبعی غم ختم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اسے حمل تو نہیں ہے، چنانچہ اگر اسے حمل نہ ہو تو اللہ نے عدت (شمار کے دن) کی میعاد چار ماہ دس دن مقرر فرمائی، اور عدت کی اس مدت میں سوگ منانا واجب ہے،

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم قال :لا يحل لامرأة تؤمن بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحد عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب بن جحش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بھی عورت کے لیے جس کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان ہو یہ حلال نہیں کہ وہ کسی بھی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ منائے، ہاں البتہ وہ اپنے شوہر کی وفات کی صورت میں چار ماہ دس دن تک سوگ منائے گی۔ (۱)

وَهَذَا الْحُكْمُ يَشْمَلُ الزَّوْجَاتِ الْمَدْخُولَ بِهِنَّ وَغَيْرَ الْمَدْخُولِ بِهِنَّ بالإجماع

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حکم سب عورتوں کے لیے ہے خواہ ان کے شوہروں کا ان سے ازواجی تعلق قائم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اس مسئلہ پر تمام علماء وفقہاء کا اجماع ہے۔ (۲)

وَيَجِبُ الْإِحْدَادُ عَلَى جَمِيعِ الزَّوْجَاتِ الْمُتَوَفَّى عَنْهُنَّ أَزْوَاجُهُنَّ، سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ الصَّغِيرَةُ وَالْآيِسَةُ وَالْحُرَّةُ وَالْأَمَةُ، وَالْمُسْلِمَةَ وَالْكَافِرَةُ، لِعُمُومِ الْآيَةِ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں نیز ان تمام بیویوں کے لیے جن کے شوہر فوت ہو جائیں یہ سوگ منانا واجب ہے خواہ وہ بہت چھوٹی عمر کی ہوں یا حیض سے ناامید ہوگئی ہوں یا آزاد ہوں یا لونڈی ہوں یا مسلمان ہوں یا کافر ہوں کیونکہ آیت کریمہ کے عموم کا تقاضا یہ ہے۔ (۳)

اس عدت وفات میں عورت کو زیب وزینت کی حتی کہ سرمہ لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

أُمَّ سَلَمَةَ، تَقُولُ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا، أَفَتَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ:لاَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الحَوْلِ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیٹی کا شوہر مر گیا ہے اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا ہم اس کو سرمہ لگائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین بار فرمایا نہیں نہیں، پھر رسول

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلاَقِ بَابُ تُحِدُّ المُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۵۳۳۴،صحیح مسلم كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ۳۷۲۵،مسند احمد۲۶۷۵۴

(۲) تفسیر ابن کثیر۶۳۵/۱

(۳) تفسیر ابن کثیر۶۳۸/۱

اللہ ﷺ نے فرمایا وہ چار مہینے دس دن تک انتظار کرے، اور تم میں سے ایک عورت جاہلیت کے زمانہ میں ایک سال کے بعد مینگنی پھینکتی تھی (اس کے بعد عدت سے باہر ہوتی تھی)۔ [1]

اور نہ خاوند کے مکان سے کسی اور جگہ منتقل ہونے کی اجازت ہے۔

أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ،وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا، أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ، فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ،فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي، فَإِنِّي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ، وَلَا نَفَقَةٍ؟قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ،

فریعہ رضی اللہ عنہا بنت مالک بن سنان سے مروی ہے اور یہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ کی اجازت لے کر اپنے خاندان بنی خدرہ میں چلی جاؤں، کیونکہ میرا شوہر اپنے ان غلاموں کی تلاش میں گیا تھا جو بھاگ گئے تھے، وہ مقام قدوم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان کو جالیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے کے لئے آئی تھی کہ مجھے اپنے اہل میں لوٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ میرے شوہر نے اپنی ملکیت میں کوئی گھر نہیں چھوڑا تھا اور نہ ہی نفقہ چھوڑا تھا؟ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سن کر (پہلے تو) اجازت دی دی،

قَالَتْ: فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ، أَوْ فِي الْمَسْجِدِ، دَعَانِي، أَوْ أَمَرَ بِي، فَدُعِيتُ لَهُ، فَقَالَ:كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي،قَالَتْ: فَقَالَ:امْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ،قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ، وَقَضَى بِهِ

پس میں آپ ﷺ کے پاس سے نکلی حتی کہ جب میں حجرے یا مسجد نبوی میں تھی تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا یا بلوایا اور فرمایا تو نے کیسے کہا ہے؟ تو میں نے اپنا قصہ یعنی شوہر کا واقعہ دوبارہ دوہرایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے (شوہر کے) مکان میں اقامت رکھ حتی کہ کتاب اللہ کی (بیان کی ہوئی) مدت پوری ہو جائے، کہتی ہیں پھر میں نے اسی مکان میں اپنی عدت کی مدت چار ماہ اور دس دن پوری کی، مزید فرماتی ہیں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کا دور خلافت آیا تو انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھ سے اس مسئلہ کی تفصیل دریافت کی اور میں نے انہیں (تفصیل سے) خبر دی، چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کیا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ [2] لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۵۳۳۶،صحیح مسلم كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ ۳۷۲۸،سنن ابوداودکتاب الطَّلَاقِ بَابُ إِحْدَادِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا ۲۲۹۹،جامع ترمذی أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا ۱۱۹۷

[2] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا تَنْتَقِلُ ۲۳۰۰ ،جامع ترمذی ابواب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟ ۱۲۰۴،سنن نسائی کتاب الطلاق باب عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَوْمِ يَأْتِيهَا الْخَبَرُ ۳۵۶۲،موطاامام مالک کتاب الطلاق باب مُقَامُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فِي بَيْتِهَا، حَتَّى تَحِلَّ ۱۶۱،مستدرک حاکم ۲۸۳۲،مسنداحمد ۲۷۰۸۷،سنن الدارمی ۲۳۳۳،صحیح ابن حبان ۴۲۹۲

ہے۔

...وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ... ﴿۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدّت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔

فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا، تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ،فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ، تُرَجِّينَ النِّكَاحَ؟ فَإِنَّكِ وَاللهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ،قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ،فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي

سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ تولد ہوا،نفاس کے دن جب وہ گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے،اس وقت بنو عبد الدار کے ایک صحابی ابو السنابل رضی اللہ عنہ بن بعلبک ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے یہ زیب و زینت (آرائش و زیبائش) اختیار کی ہے،شاید تمہارا نکاح کرنے کا ارادہ ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہوسکتیں،سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ابو السنابل نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے بارے میں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اب اگر تم چاہو تو نکاح کر سکتی ہوں۔ (۲)

عدت گزارنے کے بعد عورتوں کو حق حاصل ہے کہ وہ زیب و زینت اختیار کریں اور اولیا کی اجازت و مشاورت سے کسی اور جگہ نکاح کا بندوبست کریں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

قَالَ الْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا طُلِّقَتِ الْمَرْأَةُ أَوْ مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهَا أَنْ تَتَزَيَّنَ وتتصنَّع وَتَتَعَرَّضَ لِلتَّزْوِيجِ، فَذَلِكَ الْمَعْرُوفُ

عوفی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب عورت کو طلاق مل جائے یا اس کا شوہر فوت ہو جائے اور اس کی عدت پوری ہو جائے پھر اس کے لیے اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وہ زیب و زینت کو اختیار کر کے آرائش و زیبائش کا اہتمام کر کے اپنے آپ کو نکاح

---

(۱) الطلاق ۴

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي باب ۱۰،ح۳۹۹۱،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ ۳۷۲۲

کے لیے پیش کرے اور اس سلسلہ میں دستور اور معروف کو پیش نظر رکھے۔ (۱)

عَنْ مُجَاهِدٍ، {فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ} قَالَ: النِّكَاحُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ

ابن جریج رحمہ اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے " پھر جب عدت پوری ہو جائے تو انہیں اختیار ہے اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقہ سے جو چاہیں کریں۔" اس سے مراد حلال وطیب نکاح ہے۔ (۲)

یعنی بیوہ کے عقد ثانی کو برا نہ سمجھنا چاہیے اور نہ اس میں روکاوٹ ڈالنی چاہیے، اللہ تمہارے ظاہری اور باطنی، چھوٹ بڑے تمام اعمال کو جانتا ہے۔

عدت کے مسائل

○ اگر کسی عورت کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت کیا ہے؟

مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔۔۔ ﴿۲۲۸﴾ (۳)

ترجمہ: جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ ایامِ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اور ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہوا سے چھپائیں، انہیں ہر گز ایسا نہ کرنا چاہیے اگر وہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتی ہیں۔

○ حاملہ عورتوں کی عدت کیا ہوگی؟

حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

۔۔۔وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔۔۔ ﴿۴﴾ (۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔

فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى، فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سبیعہ اسلمیہ کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیے گئے تو وہ اس وقت حاملہ تھیں، شوہر کی وفات کے چالیس دن بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کرا دیا، ابو السنابل بھی ان کے

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲٫۴۳۷
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۲٫۴۳۷
(۳) البقرۃ ۲۲۸
(۴) الطلاق ۴

پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں سے تھے۔ ①

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، أَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ، فَقَالَتْ لَهُ وَهِيَ حَامِلٌ: طَيِّبْ نَفْسِي بِتَطْلِيقَةٍ، فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ، فَقَالَ: مَا لَهَا؟ خَدَعَتْنِي، خَدَعَهَا اللَّهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:سَبَقَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ، اخْطُبْهَا إِلَى نَفْسِهَا

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے نکاح میں ام کلثوم بنت عقبہ تھی،اس نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ایک طلاق دے کر میرا دل خوش کر دو،انہوں نے اس کو ایک طلاق دے دی،پھر وہ نماز کے لیے نکلے،جب واپس لوٹے تو وہ بچہ جن چکی تھی،زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو کیا ہوا اس نے مجھ سے مکر کیا اللہ تعالیٰ اس سے مکر کرے،پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی کتاب کی میعاد گزر گئی یعنی عدت پوری ہو گئی اب رجوع کا اختیار نہیں رہا لیکن تم اس کو پیغام نکاح دو۔ ②

حَصَلَ الِاتِّفَاقُ عَلَى انْقِضَائِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ

یعنی عورت کا وضع حمل چاہے شوہر کی وفات یا طلاق کے فوراً بعد ہو جائے یا چار مہینے دس دن سے زیادہ طول کھینچے بہر حال بچہ پیدا ہوتے ہی وہ عدت سے باہر ہو جائے گی۔

ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ③

ابن حزم رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

فَإِنَّ عِدَّتَهَا تَنْقَضِي بِوَضْعِ آخِرِ وَلَدٍ فِي بَطْنِهَا - وَلَوْ وَضَعَتْهُ إِثْرَ مَوْتِ زَوْجِهَا - وَلَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ إِنْ شَاءَتْ

بلکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر وفات کے فوراً بعد وضع حمل ہو جائے تو عورت اگر چاہے تو اسی وقت نکاح کر سکتی ہے۔ ④

عبد الرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں کہ یہی بات برحق ہے۔ ⑤

جمہور اسی کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے جمہور کے قول ہی کو درست قرار دیا ہے۔ ⑥

---

① صحیح بخاری کتاب التفسیر بَابُ وَأُولَاتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۴۹۰۹، صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ ۳۷۲۲،جامع ترمذی ابواب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ ۱۱۹۳، موطاامام مالک کتاب الطلاق باب عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا اذا کانت حاملا ۱۵۶،سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا ۳۵۴۱، مسند احمد ۱۸۹۱۸، صحیح ابن حبان ۴۲۴۶

② سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ الْمُطَلَّقَةِ الْحَامِلِ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَانَتْ ۲۰۲۷

③ اعلام الموقعین ۲٫۵۱

④ المحلی بالآثار ۱۰٫۴۱

⑤ تحفة الاحوذی ۴٫۳۱۴

⑥ جامع ترمذی أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ ۱۱۹۳

○حاملہ اور حائضہ کے علاوہ وہ بچی جسے حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا یا ایسی عمر رسیدہ عورت جیسے حیض آنے کے بعد بڑھاپے کی وجہ سے حیض منقطع ہو چکا ہو ان کی عدت کیا ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ... ④ [1]

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملہ میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو (تمہیں معلوم ہو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم ان کا ہے جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو۔

حیض خواہ کم سنی کی وجہ سے نہ آیا ہو یا اس وجہ سے کہ بعض عورتوں کو بہت دیر میں حیض آنا شروع ہوتا ہے اور شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عورت کو عمر بھر نہیں آتا، بہرحال تمام صورتوں میں ایسی عورت کی عدت وہی ہے جو آئسہ عورت کی عدت ہے یعنی طلاق کے وقت سے تین مہینے۔

اور جس عورت کو کسی مرض کی وجہ سے حیض آرہا ہو تو اس کی عدت کے متعلق اختلاف تو ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ وہ تین ماہ عدت گزارے کیونکہ وہ ایسی عورتوں میں شامل ہے جنہیں حیض نہیں آرہا۔

○اگر کسی عورت کو شوہر سے ہم بستری سے پہلے طلاق ہو جائے تو کیا اس پر عدت واجب ہے؟

ایسی عورتوں پر کوئی عدت واجب نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا... ㊾ [2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کر سکو۔

○لونڈی کی عدت کیا ہو گی؟

کسی صحیح مرفوع حدیث میں لونڈی اور آزاد عورت کی عدت میں کوئی فرق ثابت نہیں ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ , قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَاقُ الْأَمَةِ اثْنَتَانِ، وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔ [3]

حكم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف روایت ہے،

---

[1] الطلاق ۴

[2] الاحزاب ۴۹

[3] سنن ابن ماجه كتاب الطلاق بَابٌ فِي طَلَاقِ الْأَمَةِ وَعِدَّتِهَا ۲۰۸۰، سنن الدارقطني ۳۹۹۴، سنن الكبرىٰ للبيهقي ۱۵۱۶۶

هَذَا إِسْنَاد ضَعِيف لضعف عَطِيَّة بن سعيد الْعَوْفِيّ وَعمر بن شبيب الْكُوفِي

حافظ بوصیری کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے، اس میں عطیہ بن سعید اور عمر بن شبیب الکوفی ضعیف راوی ہیں۔ [۱]

عمر بن شبيب [ق] المسلى الكوفي.

قال ابن معين: ليس بثقة.وقال النسائي وغيره: ليس بالقوي.وقال ابن حبان: صدوق يخطئ كثيرا على قلة روايته.

ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے، امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے، ابن حبان کہتے ہیں یہ روایت کرتے ہوئے بہت خطا کرتا ہے۔ [۲]

امام ابن حزم رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔

○ کیا عدت گزارنے والی عورت زیب وزینت اختیار کرسکتی ہے؟

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا، أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا، فَخَشُوا عَلَى عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الكُحْلِ، فَقَالَ:لاَ تَكَحَّلْ،مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا كُلُّ ذَلِكَ، يَقُولُ: لاَ،قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلاَسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا، فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعَرَةٍ،فَلاَ حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی، تو اس کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھ رہی ہیں کیا میں اس کو سرمہ لگادوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرمہ (زمانہ عدت میں) نہ لگاؤ، دو تین مرتبہ اس عورت نے اپنا سوال دہرایا اور آپ نے یہی جواب دیا سرمہ نہ لگاؤ، آخر فرمایا (زمانہ جاہلیت میں) تمہیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا، یا (راوی کو شک تھا کہ یہ فرمایا کہ) بدترین گھر میں وقت (عدت) گزارنا پڑتا تھا، جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گزرتا اور وہ اس پر مینگنی پھینکتی (جب عدت سے باہر آتی) پس سرمہ نہ لگاؤ یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر جائیں۔ [۳]

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ:لَا تُحِدُّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا،وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ،وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرَتِهَا إِذَا طَهُرَتْ مِنْ مَحِيضِهَا بِنُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ، أَوْ أَظْفَارٍ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے (خواہ والدین ہی کیوں نہ فوت ہو جائیں) سوائے خاوند کے، اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے، زمانہ سوگ میں رنگ دار لباس نہ پہنے مگر وہ کپڑا جس کی بنائی ہی رنگین

[۱] مصباح الزجاجة ۱۳۱/۲

[۲] ميزان الاعتدال ۲۰۴/۳

[۳] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ الكُحْلِ لِلْحَادَّةِ ۵۳۳۸،صحيح مسلم كتاب الطلاق بَابُ وُجُوبِ الْإِحْدَادِ فِي عِدَّةِ الْوَفَاةِ، وَتَحْرِيمِهِ فِي غَيْرِ ذَلِكَ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۳۷۲۷، موطاامام مالک كتاب الطلاق باب مَا جَاءَ فِي الْإِحْدَادِ۱۷۸،سنن ابوداودكتاب الطلاق بَابُ إِحْدَادِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا۲۲۹۹،جامع ترمذی ابواب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا۱۱۹۵تا۱۱۹۷

دھاگوں سے ہو (یمنی دھاری دار چادر وغیرہ) نہ سرمہ لگائے، نہ خوشبو استعمال کرے، مگر جب ایام حیض سے پاک ہو تب تھوڑی سی عود ہندی (ایک خوشبودار لکڑی) یا اظفار (مشک) استعمال کر سکتی ہے۔ (۱)

سنن ابو داود کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے

وَلَا تَخْتَضِبُ

مہندی بھی نہ لگائے۔ (۲)

اور سنن نسائی میں یہ لفظ بھی ہیں

وَلَا تَمْتَشِطُ

اور کنگھی بھی نہ کرے۔ (۳)

○ کیا بیوہ اس گھر سے باہر جا سکتی ہے جس میں اس کا شوہر فوت ہوا ہو؟

أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ،وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا، أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ، فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ،فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي، فَإِنِّي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ، وَلَا نَفَقَةٍ؟قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ،

فریعہ رضی اللہ عنہا بنت مالک بن سنان سے مروی ہے اور یہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ کی اجازت لے کر اپنے خاندان بنی خدرہ میں چلی جاؤں، کیونکہ میرا شوہر اپنے ان غلاموں کی تلاش میں گیا تھا جو بھاگ گئے تھے، وہ مقام قدوم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان کو جا لیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا، چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لینے کے لئے آئی تھی کہ مجھے اپنے اہل میں لوٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ میرے شوہر نے اپنی ملکیت میں کوئی گھر نہیں چھوڑا تھا اور نہ ہی نفقہ چھوڑا تھا؟ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر (پہلے تو) اجازت دی دی،

قَالَتْ: فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ، أَوْ فِي الْمَسْجِدِ، دَعَانِي، أَوْ أَمَرَ بِي، فَدُعِيتُ لَهُ، فَقَالَ:كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي،قَالَتْ: فَقَالَ:امْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ،قَالَتْ:

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ القُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهرِ ۵۳۴۱،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ وُجُوبِ الْإِحْدَادِ فِي عِدَّةِ الْوَفَاةِ، وَتَحْرِيمِهِ فِي غَيْرِ ذَلِكَ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۳۷۴۰،سنن نسائی کتاب الطلاق مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ ۳۵۶۴ ،سنن الکبریٰ للبیہقی ۱۵۵۳۰

(۲) سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِيمَا تَجْتَنِبُهُ الْمُعْتَدَّةُ فِي عِدَّتِهَا ۲۳۰۲

(۳) سنن نسائی کتاب الطلاق مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ ۳۵۶۴

فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ، وَقَضَى بِهِ

پس میں آپ ﷺ کے پاس سے نکلی حتی کہ جب میں حجرے یا مسجد نبوی میں تھی تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا یا بلوایا اور فرمایا تو نے کیسے کہا ہے؟ تو میں نے اپنا قصہ یعنی شوہر کا واقعہ دوبارہ دوہرایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے (شوہر کے) مکان میں اقامت رکھ حتی کہ کتاب اللہ کی (بیان کی ہوئی) مدت پوری ہوجائے، کہتی ہیں پھر میں نے اسی مکان میں اپنی عدت کی مدت چار ماہ اور دس دن پوری کی، مزید فرماتی ہیں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کا دورِ خلافت آیا تو انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھ سے اس مسئلہ کی تفصیل دریافت کی اور میں نے انہیں (تفصیل سے) خبر دی، چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کیا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ (۱) ابن قیم رحمہ اللہ اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۲)

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: لَمْ يَرَوْا لِلْمُعْتَدَّةِ أَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَاءَتْ، وَإِنْ لَمْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا. وَالقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ

امام ترمذی رحمہ اللہ کا کہنا ہے اصحاب رسول اللہ ﷺ اور اکثر اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے کہ عدت میں بیٹھنے والی اپنے خاوند کے گھر سے نہ نکلے جب تک کہ اس کی عدت پوری نہ ہو، اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق کا اور بعض علمائے صحابہ وغیرہ نے کہا کہ عورت جہاں عدت کرے اگرچہ اس کے خاوند کا گھر نہ ہو، مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (۳)

امام احمد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔ (۴)

جَمَاعَةُ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ بِالْحِجَازِ وَالشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَمِصْرَ وَأَفْتَوْا بِهِ

امام ابن البر رحمہ اللہ کہتے ہیں حجاز، شام، عراق اور مصر وغیرہ میں فقہائے امصار کی ایک جماعت نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔ (۵)

اس مسئلے کی تصدیق میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، قاسم بن محمد رحمہ اللہ، عورہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن شہاب سے بھی مختلف صحیح آثار و روایات مروی ہیں۔ (۶)

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا تَنْتَقِلُ ۲۳۰۰ ،جامع ترمذی ابواب الطلاق بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟ ۱۲۰۴،سنن نسائی کتاب الطلاق باب عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَوْمِ يَأْتِيهَا الْخَبَرُ ۳۵۶۲،موطاامام مالک کتاب الطلاق باب مُقَامُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فِي بَيْتِهَا، حَتَّى تَحِلَّ ۱۶۱،مستدرک حاکم ۲۸۳۲،مسنداحمد ۲۷۰۸۷،سنن الدارمی ۲۳۳۳،صحیح ابن حبان ۴۲۹۲

(۲) زادالمعاد ۵/۶۰۳

(۳) جامع ترمذی کتاب الطلاق واللعان بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟ ۱۲۰۴

(۴) نیل الاوطار ۶/۳۵۶

(۵) الاستذکار ۶/۲۱۶

(۶) مصنف عبدالرزاق ۱۲۰۳۹

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَالْقَاسِمِيَّةِ أَنَّهُ يَجُوزُ لَهَاالْخُرُوجُ مِنْ مَوْضِعِ عِدَّتِهَا

تاہم بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مثلا سیدنا علی رضی اللہ عنہ،عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے اس کی مطلقا اجازت بھی مروی ہے

ذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُمْ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَإِسْحَاقُ وَأَبُو عُبَيْدٍ قَالَ وَحَدِيثُ فُرَيْعَةَ لَمْ يَأْتِ مَنْ خَالَفَهُ بِمَا يَنْتَهِضُ لمعارضته فالتمسك به متعين

اور امام مالک،ابوحنیفہ،شافعی واصحابہ،اوزاعی اور اسحاق اور ابوعبید سے کسی عذر کی بنا پر نکلنے کی اجازت مروی ہے لیکن یہ آثار و روایات گزشتہ صحیح مرفوع روایت کے مقابلے میں قابل احتجاج نہیں۔[1]

○ کیا ایام عدت میں مطلقہ عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟

اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو باہر نکل سکتی ہے۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ،فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا

جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے مروی ہے میری خالہ کو طلاق دے دی گئی،انہوں نے دوران عدت ہی اپنے کھجور کے درخت سے پھل اتارنے کی غرض سے باہر جانا چاہا تو ایک آدمی نے انہیں ڈانٹا،وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم اپنے کھجور کے درخت کا پھل توڑ سکتی ہو،عین ممکن ہے کہ تم صدقہ کرو یا اس ذریعے سے کوئی دوسرا عمل خیر تمہارے ہاتھ سے انجام پائے۔[2]

ضرورت ہو تو سوگ والی عورت گھر اور کھیت میں کام کر سکتی ہے ممکن ہے کوئی اور کام کرنے والا نہ ہو،شریعت لوگوں کی ضروریات اور مجبوریوں کا بہت لحاظ رکھتی ہے۔

○ اگر کسی عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے تو وہ اس کا کتنی مدت تک انتظار کرے؟

اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع روایت نہیں ہے اس لئے اس میں بے حد اختلاف ہے،لیکن راجح مسلک یہ ہے کہ لاپتہ ہونے کے وقت سے چار سال گزر جانے کے بعد اس کی وفات کا حکم لگایا جائے گا پھر اس کی عورت چار ماہ دس دن مُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا کی عدت گزارے گی ،اس کے بعد دوسرا نکاح کر سکے گی۔

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَنْتَظِرُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی بھی عورت اپنے خاوند کو لاپتہ پائے اور نہ جانتی ہو کہ کہاں ہے تو بیوی کو چاہیے کہ چار سال انتظار کرے اور پھر

---

[1] تحفة الاحوذی ۳۳۰/۴،نیل الاوطار ۳۵۵/۶،مصنف عبدالرزاق ۱۲۰۶۴

[2] صحيح مسلم كتاب الطلاق بَابُ جَوَازِ خُرُوجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ، وَالْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي النَّهَارِ لِحَاجَتِهَا ۱۴۸۳ ،سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي الْمَبْتُوتَةِ تَخْرُجُ بِالنَّهَارِ ۲۲۹۷،سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ خُرُوجِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِالنَّهَارِ ۳۵۸۰،سنن ابن ماجه کتاب الطلاق باب هل تخرج المراة فی عدتها ۲۰۳۴ ،مسند احمد ۱۴۴۴۴،سنن دارمی ۲۳۲۴،مستدرک حاکم ۲۸۳۱

چار ماہ دس دن کی عدت پوری کر کے شادی کر سکتی ہے۔ [1]

عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ، وَعُثْمَانَ، قَضَيَا فِي الْمَفْقُودِ أَنَّ امْرَأَتَهُ تَتَرَبَّصُ أَرْبَعَ سِنِينَ وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا بَعْدَ ذَلِكَ

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دونوں خلفاء نے لاپتہ شوہر کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اس کی بیوی چار سال انتظار کرے اور پھر اس کے چار ماہ دس دن بعد یعنی مُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا کی عدت گزار کر شادی کر لے۔ [2]

أَنَّهُ شَهِدَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَذَاكَرَا امْرَأَةَ الْمَفْقُودِ فَقَالَا: تَرَبَّصُ بِنَفْسِهَا أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْوَفَاةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لاپتہ شوہر کی بیوی چار سال انتظار کرے اور پھر مُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا کی عدت گزارے۔ [3]

عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ تَرَبَّصَتْ سَنَةً، وَإِذَا فُقِدَ فِي غَيْرِ الصَّفِّ فَأَرْبَعُ سِنِينَ

عید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے جب آدمی دوران جنگ لاپتہ ہو جائے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے اور جب جنگ کے علاوہ کہیں اور لاپتہ ہو جائے تو چار سال انتظار کرے۔ [4]

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ , قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: امْرَأَةُ الْمَفْقُودِ امْرَأَتُهُ حَتَّى يَأْتِيَهَا الْخَبَرُ

مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاپتہ شوہر کی بیوی اس وقت تک اس کی بیوی رہے گی جب تک کہ گمشدہ کے متعلق کوئی واضح اطلاع نہ موصول ہو جائے۔ [5]

ضعیف و من گھڑت روایت ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کے قائل ہیں، ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ لاپتہ شوہر کی بیوی اس کی زوجیت سے نہیں نکلے گی تاقتیکہ اس کی خبر وفات کی صحت یا ثبوت طلاق یا خاوند کے مرتد ہو جانے کا ثبوت نہ مل جائے، اور احناف کے نزدیک موت سے مراد طبعی موت کی مقدار ہے جس میں پھر انہوں نے اختلاف کیا ہے

---

[1] موطا امام مالک کتاب الطلاق باب مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الَّتِي تَفْقِدُ زَوْجَهَا ۱۰۲، السنن الکبری للبیہقی ۱۵۵۶۶

[2] مصنف عبدالرزاق ۱۲۳۱۷

[3] السنن الکبری للبیہقی ۷/۷۳۲

[4] مصنف عبدالرزاق ۱۲۳۲۶

[5] سنن الدارقطنی ۳۸۴۹

فُقِدَ وَهُوَ ابْنُ سِتِّينَ سَنَةً، يُنْتَظَرُ بِهِ إِلَى تَمَامِ سَبْعِينَ سَنَةً مَعَ سَنَةٍ يَوْمَ فُقِدَ، أَنَّهُ يُنْتَظَرُ بِهِ تَمَامُ تِسْعِينَ سَنَةً مَعَ سَنَةِ يَوْمَ فُقِدَ، يُنْتَظَرُ بِهِ تَمَامُ مِائَةٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً

بعض کے نزدیک یہ مدت ساٹھ سال ہے، بعض کے خیال میں ستر سال، اسی طرح نوے سال، ایک سو بیس سال اور ایک سو پچاس سال سے دو سو برس تک کا قول بھی بیان کیا جاتا ہے۔ [1]

ایک قول یہ بھی ہے کہ لاپتہ شخص نے اگر بیوی کے لئے اخراجات وضروری سامان چھوڑا ہے تو اسے حاضر ہی سمجھا جائے گا ورنہ حاکم وقت یا عدالت (عورت کے مطالبے پر) نکاح فسخ کرادے گی، لیکن محققین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے ہی کو ترجیح دی ہے۔

وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ

تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃً کنایۃً ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ

اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کرو گے لیکن ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرلو ہاں یہ اور بات ہے کہ تم بھلی بات بولا کرو

وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

اور عقد نکاح جب تک عدت ختم نہ ہو جائے پختہ نہ کرو، جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم

مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۟ؑ (البقرۃ ۲۳۵)

رکھتا ہے، تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بخشش اور حلم والا ہے۔

پیغام نکاح: زمانہ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنایے میں ظاہر کردو خواہ دل میں چھپائے رکھو دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں اگر کسی عورت کو طلاق بائنہ (تین طلاقیں) مل چکی ہو تو ایسی عورت سے اس کی عدت کے دوران صراحت کے بغیر نکاح کی چاہت کا اظہار کسی اچھے طریق پر کیا جائے تو گناہ نہیں

يَقُولُ: إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ

مثلاً یوں کہنا میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، میں کسی نیک دین دار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ [2]

اللہ جانتا ہے کہ ان کا خیال تو تمہارے دل میں آئے گا ہی مگر خفیہ عہد و پیمان نہ کرو،

[1] المهذب ۱۶٫۶۸، الشرح الصغير ۴٫۷۱۷، المغنى ۳۸۹و۶٫۳۹۰، الروضة الندية ۲٫۵۵

[2] صحيح بخارى كتاب النكاح بَابُ قَوْلِ اللهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ، أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللهُ ۵۱۲۴

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا يَقُولُ: لَا تَقُلْ لَهَا إِنِّي عَاشِقٌ، وَعَاهِدِينِي أَنْ لَا تَتَزَوَّجِي غَيْرِي، وَنَحْوَ هَذَا

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت ''۔مگر دیکھو! خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا۔'' کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ تم اس سے یہ نہ کہو کہ میں تمہارا عاشق ہوں لہذا وعدہ کرو کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح نہیں کرو گی یا اس طرح کی کوئی اور بات نہ کہو۔ [۱]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَلَكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا} يَقُولُ: عَاهِدِينِي أَلَّا تَتَزَوَّجِي غَيْرِي، وَنَحْوَ هَذَا، وَرُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ، وَالشَّعْبِيِّ، وَأَبِي الضُّحَى، وَالضَّحَّاكِ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَابْنِ شِهَابٍ، وَعِكْرِمَةَ، قَالُوا: لَا يَأْخُذْ مِيثَاقَهَا أَنْ لَا تَتَزَوَّجَ غَيْرَهُ

اسی طرح سعید بن جبیر رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ، عکرمہ رحمہ اللہ، ابو الضحیٰ رحمہ اللہ، ضحاک رحمہ اللہ، زہری رحمہ اللہ، امام مجاہد رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے ''۔مگر دیکھو! خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا۔'' سے مراد یہ ہے کہ اس عورت سے یہ پختہ عہد لے کہ وہ اس کے سوا کسی اور سے نکاح نہیں کرے گی۔ [۲]

اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبِيدَةَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ:إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا،قَالَ: أَنْ يَقُولَ لِوَلِيِّهَا: لَا تَسْبِقْنِي بِهَا. يَعْنِي: لَا تُزَوِّجْهَا حَتَّى تُعْلِمَنِي

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے عبیدہ سے پوچھا'' اگر کوئی بات کرنی ہے، تو معروف طریقے سے کرو۔'' کے معنی کیا ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عورت کے ولی سے کہے جلدی نہ کرنا یعنی مجھے بتلائے بغیر اس کی شادی نہ کر دینا۔ [۳]

اور عقد نکاح باندھنے کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَالشَّعْبِيُّ، وَقَتَادَةُ، وَالرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ، وَأَبُو مَالِكٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، وَمُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ، وَالزُّهْرِيُّ، وَعَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، وَالسُّدِّيُّ، وَالثَّوْرِيُّ، وَالضَّحَّاكُ: {حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ} يَعْنِي: حَتَّى تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ، ربیع بن انس رحمہ اللہ، ابو مالک رحمہ اللہ، زید بن اسلم رحمہ اللہ، قاتل بن حیان رحمہ اللہ، زہری رحمہ اللہ، عطاء خراسانی رحمہ اللہ، سدی رحمہ اللہ، ثوری رحمہ اللہ اور ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' جب تک کہ عدّت پوری نہ ہو جائے۔'' کے معنی یہ ہیں کہ عدت پوری ہونے تک نکاح نہ کرو۔ [۴]

---

[۱] تفسیر طبری ۵/۱۰۷

[۲] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۴۳۹

[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۴۴۱

[۴] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۴۴۱

وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ الْعَقْدُ فِي مُدَّةِ الْعِدَّةِ

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مدت عدت میں عقد نکاح صحیح نہیں۔ (۱)

خوب سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، جیسے فرمایا

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ (۲)

ترجمہ: تیرا رب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں۔

...وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ... ﴿۱﴾ (۳)

ترجمہ: حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں۔

لہٰذا اللہ علام الغیوب سے ڈرو جو تمہارے دلوں کے خفیہ بھیدوں کو جانتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ ارحم الراحمین خطاؤں کو بخشنے والا اور حلم وکرم والا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ

اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کئے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، ہاں انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ دو

وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

خوش حال اپنے انداز سے اور تنگ دست اپنی طاقت کے مطابق دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے

حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں ہاتھ نہیں لگایا ہو

وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا

اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو یہ اور بات ہے وہ خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف

الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ

کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت نزدیک ہے اور آپس کی فضیلت اور

بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ (البقرۃ ۲۳۶،۲۳۷)

بزرگی کو فراموش نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ۱/۶۴۰

(۲) القصص ۶۹

(۳) الممتحنۃ ۱

حق مہر : ایک شخص نے انصار میں سے ایک عورت سے نکاح کیا تھا اور مہر بھی پختہ ٹھیرا تھا مگر خلوت صحیحہ سے پہلے ہی کسی وجہ سے رنجش ہونے پر طلاق دے دی، یہ آیت اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی تھی چنانچہ قانون بتایا گیا اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کئے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ﴾ قَالَ: الْمَسُّ: النِّكَاحُ، وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَطَاوُسٍ، وَالْحَسَنِ، نَحْوُ ذَلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طاؤس رحمہ اللہ، ابراہیم رحمہ اللہ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ آیت ”تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر اپنی عورتوں کو طلاق دے دو قبل اس کے کہ ہاتھ لگانے کی نوبت آئے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اس آیت میں ”الْمَسُّ“ سے مراد نکاح ہے۔ [1]

اور اگر کسی عورت کا نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا تھا اور خاوند نے خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق بھی دے دی تو عورت کی دلجوئی و دلداری کے لئے خوشحال اپنے اندازے سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق اسے کچھ نہ کچھ مال دے کر رخصت کرے تا کہ مستقبل کی متوقع خصومتوں کا سدباب ہو جائے، اس سلسلے میں بہت سے اقوال ہیں بعض علماء نے کہا کہ خادم دینا چاہیے، کسی نے پانچ سو درہم، کسی نے ایک یا چند سوٹ دینے کا ذکر کیا ہے، اور اگر نکاح کے بعد جس میں حق مہر مقرر کر دیا گیا ہو اور شوہر ہم بستری سے قبل طلاق دے دے تو خاوند کے لئے ضروری ہے کہ مطلقہ عورت کو نصف حق مہر ادا کرے الا یہ کہ عورت نرمی برتے اور اپنا یہ حق خوشی سے معاف کر دے، اس صورت میں خاوند کو کچھ نہیں دینا ہوگا، اور اگر وہ مرد نرمی سے کام لے اور پورا مہر دے دے تو یہ تقویٰ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے،

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ ﴿وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ إِتْمَامُ الرَّجُلِ الصَّدَاقَ، وَتَرْكُ الْمَرْأَةِ شَطْرَهَا، وَرُوِيَ عَنِ الضَّحَّاكِ، وَمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، وَالرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ نَحْوُ ذَلِكَ

امام مجاہد رحمہ اللہ، نخعی رحمہ اللہ، ضحاک رحمہ اللہ، مقاتل بن حیان رحمہ اللہ، ربیع بن انس رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں فضیلت کی بات یہ ہے کہ عورت اپنے مہر کو بھی معاف کر دے یا شوہر اسے نصف کے بجائے پورا مہر ہی دے دے۔ [2]

انسانی تعلقات اور میل جول کی بہتری و خوشگواری کے لئے لوگوں کا باہم فیاضانہ برتاؤ ضروری ہے، یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تمہارے امور و معاملات کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ دے گا۔

حق مہر کے مسائل

حق مہر کے لئے نو نام استعمال کیے جاتے ہیں۔

صداق، صدقه، مہر، نحلة، فريضة، اجر، علائق، عقر، حباء۔

قرآن مجید کی کئی آیات میں باری تعالیٰ نے اس کی تصرح کر دی ہے کہ مہر ادا کرنا واجب ہے۔

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۴۴۲/۲

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۴۴۶/۲

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ... ④ [1]

ترجمہ:اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو۔

...فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ... ㉔ [2]

ترجمہ: پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔

...وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ... ⑩ [3]

ترجمہ:اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو (یعنی ان کے کافر شوہروں کو ان کے جو مہر واپس کیے جائیں گے وہی ان عورتوں کے مہر شمار ہوں گے)

... وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ... ⑳ [4]

ترجمہ: تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔

مہر کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا رکھنا چاہیے؟

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ؟، فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّكَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جَلَسْتَ وَلَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا، قَالَ: لَا أَجِدُ شَيْئًا، قَالَ:فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَهَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟، قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں ہبہ کرتی ہوں اور پھر وہ بہت دیر کھڑی رہی، تب ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس میں رغبت نہیں تو اس کی شادی مجھ سے کر دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو اسے مہر کے طور پر دے سکو، کہنے لگا میرے پاس تو بس یہ تہ بند ہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اگر اپنا تہ بند اس کو دے دو گے تو خود تہ بند کے بغیر رہو گے کوئی اور چیز ڈھونڈو، کہنے لگا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈ و خواہ لوہے کا چھلہ ہی ہو، اس نے تلاش کیا مگر اسے کچھ نہ ملا، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تمہیں قرآن سے کچھ یاد ہے؟ کہنے لگا ہاں فلاں فلاں سورتیں، اس نے ان کے نام لئے یاد ہیں،

[1] النساء ۴

[2] النساء ۲۴

[3] الممتحنة ۱۰

[4] النساء ۲۰

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس قرآن کے عوض جو تمہیں یاد ہے میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔ ①

اذْهَبْ فَقَدْ مُلِّكْتَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

صحیح مسلم کی روایت میں ہے جا میں نے اسے تیرا مملوک کر دیا (یعنی نکاح کر دیا) اس قرآن کے عوض جو تجھے یاد ہے۔ ②

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا۔ ③

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر کیا تھا، انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ (یعنی چار سو اسی درہم) اور ایک نش (نصف اوقی یعنی بیس درہم) تھا (اس طرح کل پانچ سو درہم ہوئے)۔ ④

اس لحاظ سے آج کل ہمارے سکے کے لحاظ سے تقریباً دس ہزار روپے بنتے ہیں حالانکہ وہ تنگی کا دور تھا یہ جو آج کل سوا بتیس روپے کو شرعی مہر سمجھا جاتا ہے یہ کس دور کا حساب ہے؟ اللہ جانے! یہ انتہائی غیر معقول مہر ہے چہ جائیکہ شرعی ہو۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَعَلَيْهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْيَمْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، قَالَ: مَا أَصْدَقْتَهَا؟ قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زعفران کے نشانات دیکھے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا مہر کتنا دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ

---

① سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي التَّزْوِيجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ ۲۱۱۱، جامع ترمذی ابواب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي مُهُورِ النِّسَاءِ ۱۱۱۴، سنن نسائی کتاب النکاح بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ ۳۳۴۴، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ ۱۸۹۰، صحیح ابن حبان ۴۰۹۳، سنن الکبریٰ للبیہقی ۱۳۸۱۸، مسند احمد ۲۲۸۵۰

② صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ الصَّدَاقِ، وَجَوَازِ كَوْنِهِ تَعْلِيمَ قُرْآنٍ، وَخَاتَمَ حَدِيدٍ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، وَاسْتِحْبَابِ كَوْنِهِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَنْ لَا يُجْحِفُ بِهِ ۳۴۸۷

③ صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الأَمَةِ صَدَاقَهَا ۵۰۸۶

④ صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ الصَّدَاقِ، وَجَوَازِ كَوْنِهِ تَعْلِيمَ قُرْآنٍ، وَخَاتَمَ حَدِيدٍ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، وَاسْتِحْبَابِ كَوْنِهِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَنْ لَا يُجْحِفُ بِهِ ۳۴۸۹، سنن ابوداودکتاب النکاح بَابُ الصَّدَاقِ ۲۱۰۵، سنن نسائی کتاب النکاح باب الْقِسْطُ فِي الْأَصْدِقَةِ ۳۳۴۹، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب صداق النساء ۱۸۸۷، مسنداحمد ۲۴۶۲۴، سنن الدارمی ۲۲۴۵

گھٹلی کے وزن کے برابر سونا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔ (۱)

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک نواۃ (گھٹلی) پانچ درہم کے برابر ہوتی ہے اور نش بیس درہم کا اور اوقیہ چالیس درہم کا۔

وَزَوَّجَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ ابْنَتَهُ بِدِرْهَمَيْنِ

سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے دو درہم (حق مہر) کے عوض اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ (۲)

عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي فَزَارَةَ تَزَوَّجَ عَلَى نَعْلَيْنِ، فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهُ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے بنو فزارہ کی ایک عورت سے نعلین (جوتیوں) کے عوض نکاح کر لیا تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کا نکاح جائز قرار دیا۔ (۳)

حكم الألباني :ضعيف

شیخ البانی فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حق مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار متعین نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امام حسن رحمہ اللہ، سعید بن مسیب رحمہ اللہ، امام ربیعہ رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام ثوری رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔

أَنَّ أَقَلَّهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ أَوْ مَا يُوَازِيهَا

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کم از کم دس درہم یا اس کے برابر قیمت کے ساتھ مہر ادا کیا جائے گا۔ (۴)

احناف کی دلیل یہ روایت ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ , قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا مَهْرَ دُونَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا دس درہموں سے کم حق مہر نہیں۔ (۵)

وَلَكِنَّهُ لَمْ يَصِحَّ فَإِنَّ فِي إِسْنَادِهِ مُبَشِّرُ بْنُ عُبَيْدٍ وَحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَهُمَا ضَعِيفَانِ،وَقَدْ اشْتَهَرَ حَجَّاجٌ بِالتَّدْلِيسِ، وَمُبَشِّرٌ مَتْرُوكٌ

لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں ایک تو حجاج بن ارطاۃ جو تدلیس کی وجہ سے مشہور ہے اور دوسرا مبشر

---

(۱) سنن ابوداودكتاب النكاح بَابُ قِلَّةِ الْمَهْرِ ۲۱۰۹

(۲) المغنى لابن قدامة ۷/۲۹

(۳) سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب صداق النساء ۱۸۸۹، جامع ترمذى ابواب النكاح باب ماجاء فى مهور النساء ۱۱۱۳، مسند احمد ۱۵۶۹۱

(۴) المغنى ۷/۲۱۱، بدائع الصنائع ۲/۳۰۷ ، الام ۷/۲۳۵، نيل الاوطار ۶/۱۹۹

(۵) سنن الدارقطنى ۳۶۰۱، السنن الكبرى للبيهقى ۱۳۷۶۱

بن عبید جو متروک ہے۔

أَنَّ أَقَلَّهُ مَا يَصِحُّ ثَمَنًا أَوْ أُجْرَةً

امام شوکانی رحمہ اللہ اور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے موقف کو ترجیح دی ہے کہ حق مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار متعین نہیں۔ (1)

صدیق حسن خان رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (2)

عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ (3)

عام طور پر یہ روایت مشہور ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اپنے اوپر ایک عورت کے قرآن کی اس آیت وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا کی وجہ سے اعتراض پر اپنے قول عورتوں کے مہر بہت قیمتی مت بناؤ، سے رجوع کر لیا اور باقاعدہ منبر پر اس کا اعلان کیا

فَقَالَ لِلنَّاسِ: إِنِّي نَهَيْتُكُمْ أَنْ تُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ أَلَا فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِي مَالِهِ مَا بَدَا لَهُ

لوگو! میں نے تمہیں خواتین کے مہر میں غیر ضروری اضافہ کرنے سے منع کیا تھا اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم اپنے مال کے خود ہی مختار ہو۔ (4)

انتہائی ضعیف و منکر روایت ہے۔

○ مہر کو بہت زیادہ بڑھا دینا مکروہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین حق مہر وہ ہے جسے ادا کرنا انتہائی آسان ہو۔ (5)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟فَإِنَّ فِي عُيُونِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا، قَالَ: قَدْ نَظَرْتُ إِلَيْهَا،قَالَ:عَلَى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا؟قَالَ: عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ،فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ؟كَأَنَّمَا تَنْحِتُونَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هَذَا الْجَبَلِ،مَا عِنْدَنَا مَا نُعْطِيكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے عقد کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اسے دیکھ بھی لیا؟ اس لئے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب بھی ہوتا ہے، اس نے کہا میں نے دیکھ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کتنا مہر ادا کر کے شادی کی ہے؟ تو اس نے کہا چار اوقیہ (ایک سو ساٹھ درہم) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (سوالیہ انداز میں) کہا! چار اوقیہ

---

(1) نیل الاوطار ۶/۱۹۹

(2) الروضۃ الندیۃ ۲/۳۷

(3) تحفۃ الاحوذی ۴/۲۱۲

(4) سنن سعید بن منصور ۵۹۸

(5) مستدرک حاکم ۲۷۴۲ ،السنن الکبری للبیہقی ۱۴۳۳۲

(تو نے مہر دیا ہے)؟ گویا تم اس پہاڑ کے دامن سے چاندی کرید تے ہو! (یعنی جب تو اتنا زیادہ مہر باندھتے ہو) ہمارے پاس کچھ نہیں ہے جو تمہیں دیں۔ ①

عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ رَحِمَهُ اللهُ، فَقَالَ:أَلَا لَا تُغَالُوا بِصُدُقِ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أُصْدِقَتْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً

ابو العجفاء السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا عورتوں کا مہر بہت زیادہ قیمتی مت کرو کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقوی کا باعث ہوتا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تم میں سب سے زیادہ مستحق ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی اور اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔ ②

راجح بات یہ ہے کہ حسب توفیق زیادہ مہر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں جیسے قرآن کریم میں ہے

...وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا... ③

ترجمہ: خواہ تم نے اسے ڈھیر سامال ہی کیوں نہ دیا ہو۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ،أَنَّ النَّجَاشِيَّ، زَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدَاقِ أَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَكَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَ

اور امام زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا نجاشی شاہ حبشہ نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا اور یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔ ④

حکم الألباني: ضعيف

○ جس نے کسی عورت سے شادی کی اور مہر مقرر نہ کیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ:أَتَرْضَى أَنْ أُزَوِّجَكَ فُلَانَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ،وَقَالَ لِلْمَرْأَةِ:أَتَرْضَيْنَ أَنْ أُزَوِّجَكِ فُلَانًا؟قَالَتْ: نَعَمْ،زَوَّجَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ فَدَخَلَ بِهَا الرَّجُلُ وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا، وَلَمْ يُعْطِهَا شَيْئًاوَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ وَكَانَ مَنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ لَهُ سَهْمٌ بِخَيْبَرَ،فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَنِي فُلَانَةَ، وَلَمْ أَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا، وَلَمْ أُعْطِهَا شَيْئًا، وَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَعْطَيْتُهَا مِنْ صَدَاقِهَا سَهْمِي بِخَيْبَرَفَأَخَذَتْ سَهْمًا فَبَاعَتْهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ

① صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ نَدْبِ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِ الْمَرْأَةِ وَكَفَّيْهَا لِمَنْ يُرِيدُ تَزَوُّجَهَا ۳۴۸۶

② سنن ابوداود كتاب النكاح بَابُ الصَّدَاقِ ۲۱۰۶،سنن نسائی كتاب النكاح باب الْقِسْطِ فِي الْأَصْدِقَةِ ۳۳۵۱،جامع ترمذی ابواب النكاح بَابُ مَا جَاءَ فِي مُهُورِ النِّسَاءِ ۱۱۱۴، مسنداحمد ۲۸۵، صحيح ابن حبان ۴۶۲۰،سنن الدارمی ۲۲۴۶ ، مستدرک حاکم ۲۷۲۵

③ النساء ۲۰

④ سنن ابوداودكتاب النكاح بَابُ الصَّدَاقِ ۲۱۰۸

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کیا تم راضی ہو کہ فلاں عورت سے تمہاری شادی کر دوں؟ اس نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے پوچھا کیا تو راضی ہے کہ فلاں مرد سے تیری شادی کر دوں؟ اس نے کہا جی ہاں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی شادی کر دی اور پھر اس مرد نے اس سے صحبت کی مگر حق مہر مقرر نہ کیا اور نہ اسے کچھ دیا، اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک ہو چکے تھے اور شر کائے حدیبیہ کو خیبر میں حصہ ملا تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں عورت سے میری شادی کر دی تھی مگر میں نے اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ اسے کچھ دیا تھا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اسے مہر میں اپنا خیبر کا حصہ دیتا ہوں، چنانچہ اس عورت نے وہ حصہ لیا اور پھر اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، أُتِيَ فِي رَجُلٍ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ، شَهْرًا أَوْ قَالَ: مَرَّاتٍ ،قَالَ: فَإِنِّي أَقُولُ فِيهَا إِنَّ لَهَا صَدَاقًا كَصَدَاقِ نِسَائِهَا، لَا وَكْسَ، وَلَا شَطَطَ، وَإِنَّ لَهَا الْمِيرَاثَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ ، فَإِنْ يَكُ صَوَابًا، فَمِنَ اللهِ وَإِنْ يَكُنْ خَطأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَاللهُ وَرَسُولُهُ بَرِيئَانِ،فَقَامَ نَاسٌ مِنْ أَشْجَعَ فِيهِمُ الْجَرَّاحُ، وَأَبُو سِنَانٍ ، فَقَالُوا: يَا ابْنَ مَسْعُودٍ نَحْنُ نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَاهَا فِينَا فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ وَإِنَّ زَوْجَهَا هِلَالُ بْنُ مُرَّةَ الْأَشْجَعِيُّ كَمَا قَضَيْتَ،قَالَ: فَفَرِحَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَرَحًا شَدِيدًا حِينَ وَافَقَ قَضَاؤُهُ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک شخص کے بارے میں عبداللہ کو یہی خبر دی گئی (کہ کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس کے لئے مہر مقرر نہ کیا اور اس ابھی ہم بستر بھی نہ ہوا تھا کہ فوت ہو گیا) اور پھر وہ لوگ ایک مہینہ تک ان کے پاس چکر لگاتے رہے یا کہا کئی بار ان کے پاس آئے تو بالآخر یہ کہا میری رائے اس میں یہ ہے کہ یہ عورت مہر کی حقدار ہے جیسے کہ اس طرح کی عورتوں کا حق مہر ہوتا ہے (مہر مثل) بغیر کسی کمی بیشی کے، اور یہ میراث کی حقدار ہے اور اس پر عدت (وفات) بھی لازم ہے، اگر میری یہ بات حق اور درست ہے تو اللہ کی جانب سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے، اللہ اور اس کے رسول دونوں اس سے بری ہیں، چنانچہ قبیلہ اشجع کے لوگ کھڑے ہوئے ان میں جراح اور ابو سنان بھی تھے انہوں نے کہا اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق اور اس کے شوہر ہلال بن مرہ اشجعی کے بارے میں فرمایا تھا جیسے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے، راوی نے بیان کیا کہ اس سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بے حد خوشی ہوئی کہ ان کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق ہوا ہے۔ [2]

---

[1] سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِيمَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ ۲۱۱۷، مستدرک حاکم ۲۷۴۲

[2] صحیح ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِيمَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ ۲۱۱۶، جامع ترمذی ابواب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَمُوتُ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَفْرِضَ لَهَا ۱۱۴۵، سنن نسائی کتاب النکاح باب إِبَاحَةُ التَّزَوُّجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ ۳۳۵۶ ، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا فَيَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ ۱۸۹۲، مصنف عبدالرزاق ۱۰۸۹۸، صحیح ابن حبان ۴۱۰۰، مستدرک حاکم ۲۷۳۸، سنن الکبریٰ للبیہقی ۱۴۴۱۲، مسنداحمد ۴۲۷۶ ، سنن الدارمی ۲۲۹۲

وَالْحَدِيثُ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ تَسْتَحِقُّ بِمَوْتِ زَوْجِهَا بَعْدَ الْعَقْدِ قَبْلَ فَرْضِ الصَّدَاقِ جَمِيعَ الْمَهْرِ وَإِنْ لَمْ يَقَعْ مِنْهُ دُخُولٌ وَلَا خَلْوَةٌ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ سِيرِينَ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَإِسْحَاق وَأَحْمَدُ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اسے (خاوند کی وفات پر) مہر مثل دیا جائے گا خواہ اس سے مباشرت و ہم بستری کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔

عبداللہ بن مسعود، امام ابن سیرین رحمہ اللہ، امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے ساتھی، امام اسحاق رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔

أَنَّهَا لَا تَسْتَحِقُّ إِلَّا الْمِيرَاثَ فَقَطْ وَلَا تَسْتَحِقُّ مَهْرًا وَلَا مُتْعَةً؛ لِأَنَّ الْمُتْعَةَ لَمْ تَرِدْ إِلَّا لِلْمُطَلَّقَةِ وَالْمَهْرُ عِوَضٌ عَنْ الْوَطْءِ وَلَمْ يَقَعْ مِنْ الزَّوْجِ

امام مالک رحمہ اللہ کا موقف ہے ایسی عورت جس سے ہم بستری نہیں کی گئی صرف میراث کی مستحق ہے مہر کی نہیں کیونکہ مہر وطی و مباشرت کا عوض ہے۔

ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔[1]

پہلا موقف گزشتہ احادیث کے موافق ہے اور یہی راجح ہے، اور ابن قدامہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔[2]

○ ہم بستری سے پہلے مہر کا کچھ حصہ ادا کر دینا مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَعْطِهَا شَيْئًا،قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ ،قَالَ:أَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟

جیسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دیں، انہوں نے کہا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟۔[3]

عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَمَنَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُعْطِيَهَا شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطِهَا دِرْعَكَ، فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ، ثُمَّ دَخَلَ بِهَا

صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی اور ان کے ہاں جانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک لیا حتی کہ پہلے کوئی چیز پیش کریں، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، نبی

---

[1] نیل الاوطار ۶/۲۰۵

[2] المغنی ۷/۱۷۷

[3] سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُدَهَا شَيْئًا ۲۱۲۵

کریم ﷺ نے فرمایا اپنی زرہ ہی دے دو، چنانچہ انہوں نے ان کو اپنی زرہ دی پھر اس کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ (۱)
غیلان مستور کی وجہ سے یہ ضعیف روایت ہے،

حكم الألباني: ضعيف

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا

علاوہ ازیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ کسی عورت کو اس کے شوہر پر پیش نہ کروں جب تک کہ وہ اس کو کوئی چیز نہ دے دے۔ (۲)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَخَيْثَمَةُ، لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں خیثمہ کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں۔

حكم الألباني: ضعيف

عورت کو اس کا حق المہر ادا کرنا ضروری ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا، طَلَّقَهَا، وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور جب اپنی خواہش پوری کر لے تو اسے طلاق دے دے اور ساتھ ہی اس کا مہر بھی کھا جائے۔ (۳)

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ

نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی، اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو، اگر تمہیں خوف ہو تو

فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

پیدل ہی سہی یا سواری سہی، ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح کہ اس نے تمہیں اس بات کی تعلیم دی

مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ (البقرۃ ۲۳۸،۲۳۹)

جسے تم نہیں جانتے تھے۔

نماز میں خاموش رہنے کا حکم: قوانین تمدن و معاشرت بیان کرنے کے بعد نماز کی تاکید فرمائی کہ اپنی نمازوں کی حفاظت رکھو، انہیں اول اوقات میں خشوع و خضوع کے ساتھ اور اس کے تمام واجبات و مستحبات کے ساتھ ادا کرتے رہو،

---

(۱) سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُدَهَا شَيْئًا ۲۱۲۶

(۲) سنن ابوداودکتاب النکاح بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُدَهَا شَيْئًا ۲۱۲۸

(۳) مستدرک حاکم ۲۷۴۳

عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟قَالَ:الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا،قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟قَالَ:بِرُّ الوَالِدَيْنِ،قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟قَالَ:الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ،قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا نماز کو وقت پر پڑھنا، عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا، عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں کچھ اور بھی پوچھتا تو آپ اور بھی جواب دیتے رہتے۔ (۱)

عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟قَالَ:الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا

ام فروہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اعمال میں کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو اول وقت ادا کرنا۔ (۲)

خصوصاً ایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو یعنی اعلیٰ واشرف نماز عصر، صلوٰۃ وسطی (درمیان والی نماز) کے بارے میں کئی اقوال ہیں،

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الخَنْدَقِ، فَقَالَ:مَلأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا، كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلاَةِ الوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ وَهِيَ صَلاَةُ العَصْرِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے غزوہ خندق کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ نہیں پڑھنے دی جب تک کہ سورج غروب ہو گیا اور یہ عصر کی نماز تھی۔ (۳)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: صَلاَةُ الوُسْطَى صَلاَةُ العَصْرِ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلاۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کی سخت تاکید فرمائی ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ العَصْرِ، كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کا گھرانہ تباہ ہو گیا اور مال واسباب

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۵۹۷۰،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ ۲۵۲

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ ۴۲۶، جامع ترمذی کتاب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الوَقْتِ الأَوَّلِ مِنَ الفَضْلِ ۱۷۰،مسند احمد ۲۷۱۰۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ ۶۳۹۶،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَبَابُ الدَّلِيلِ لِمَنْ قَالَ الصَّلَاةُ الْوُسْطَى هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ ۱۴۲۰

(۴) جامع ترمذی کتاب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الوُسْطَى أَنَّهَا العَصْرُ ۱۸۲، مسنداحمد ۶۱۷

برباد ہوگیا۔ (۱)

عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَهُ فِي غَزَاةٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:بَكِّرُوا بِالصَّلَاةِ فِي الْيَوْمِ الْغَيْمِ، فَإِنَّهُ مَنْ فَاتَهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ

اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم کسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے،میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ابر آلود موسم میں عصر کی نماز جلد ادا کر لیا کرو کیونکہ جس شخص کی نماز عصر چھوٹ جائے اس کے اعمال رائیگاں ہو گئے۔ (۲)

أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ خَلَفِ الدِّمْيَاطِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُسَمَّى :كَشْفُ الْمُغَطَّى، فِي تَبْيِينِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى: وَقَدْ نَصَرَ فِيهِ أَنَّهَا الْعَصْرُ

شرف الدین عبدالمومن بن خلف دمیاطی نے اپنی کتاب كَشْفُ الْمُغَطَّى، فِي تَبْيِينِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى میں لکھا ہے کہ '' درمیان والی نماز کی۔ '' سے مراد نماز عصر ہے۔ (۳)

مکہ مکرمہ میں دوران نماز باتیں کرنے کی اجازت تھی اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم بات چیت کر لیا کرتے تھے،

عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ: {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ} [البقرة: 238]فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نماز پڑھنے میں باتیں کر لیا کرتے تھے، کوئی بھی اپنے قریب کے نمازی سے اپنی ضرورت بیان کر دیتا، پھر آیت ''نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی،اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔'' نازل ہوئی،اور ہمیں (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم ہوا۔ (۴)

مگر مدینہ منورہ میں اس رخصت کو ختم کر دیا گیا اور حکم فرمایا گیا جس طرح فرماں بردار غلام اپنے آقا کے سامنے ذلت و مسکینی کے ساتھ کھڑے ہوتے تم اپنی نمازوں میں اللہ کے سامنے خشوع و خضوع اور ذلت و عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوا کرو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ:إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (پہلے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوتے اور ہم سلام کرتے تو آپ اس کا جواب دیتے تھے، جب ہم

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ بَابُ إِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ العَصْرُ ۵۵۲،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِبَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَفْوِيتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ۱۴۱۷

(۲) مسنداحمد۲۳۰۵۵،سنن ابن ماجہ كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مِيقَاتِ الصَّلَاةِ فِي الْغَيْمِ ۶۹۴

(۳) تفسیرابن کثیر ۶۴۸/۱

(۴) صحیح بخاری کتاب العَمَلِ فِي الصَّلَاةِ بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الكَلاَمِ فِي الصَّلاَةِ۱۲۰۰

نجاشی کے یہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے (پہلے کی طرح نماز ہی میں) سلام کیا لیکن اس وقت آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا بلکہ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ نماز میں آدمی کو فرصت کہاں۔ (۱)

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهْ، مَا شَأْنُكُمْ؟ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ، فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ:إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص کو چھینک آئی، میں نے (حسب دستور) ''يَرْحَمُكَ اللهُ'' کہا، لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا، میں نے کہا میری ماں مجھ پر روئے تم لوگ مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ لوگوں نے اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے شروع کر دیے، جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ کو چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے آپ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا، اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھے دھمکایا، نہ مارا، نہ برا بھلا کہا بلکہ یہ فرمایا بے شک یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس میں لوگوں سے گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح، تکبیر اور قراۃ قرآن کے لئے ہے

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ، قَالَ:فَلَا تَأْتِهِمْ قَالَ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ، قَالَ:ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ، فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ - قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ: فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ -قَالَ قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ، قَالَ:كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ

میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جاہلیت سے ابھی ابھی نکلا ہوں اور اب اللہ نے اسلام کو قائم کر دیا ہے (لیکن اسلام کے احکام سے میں واقف نہیں ہوں) ہم میں سے بہت سے آدمی کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے (کیا اب بھی ہم ان کے پاس جا سکتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس نہ جانا، میں نے کہا ہم میں سے بعض لوگ بدشگونی لیتے ہیں (اس بارے میں کیا حکم ہے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدشگونی کا وہم لوگوں کے دلوں میں آجایا کرتا ہے لیکن یہ وہم ان کے لئے کسی کام سے رک جانے کا سبب نہ بنے (بدشگونی کا خیال بھی آئے تو اس عمل کو ترک نہ کرے) میں نے کہا ہم لوگوں میں بعض آدمی لکیریں کھینچتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبیوں میں ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے پس جس کی لکیریں ان کے موافق ہیں وہ ٹھیک ہے،

قَالَ: وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ، فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ

(۱) صحیح بخاری کتاب العمل فی الصلاة بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الكَلاَمِ فِي الصَّلاَةِ ۱۱۹۹، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ ۱۲۰۱

غَنَمِهَا، وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ، آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ، لكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ:ائْتِنِي بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ لَهَا:أَيْنَ اللهُ؟ قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ:مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ:أَعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ

معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری ایک لونڈی تھی وہ احد اور جوانیہ کے سامنے بکریاں چرایا کرتی تھی،ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا،میں بھی آخر آدمی ہوں مجھے اس کا صدمہ ہوا جیسے تمام آدمیوں کو ہوتا ہے میں نے لوڈی کے ایک طمانچہ مار دیا پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا(میں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس کا ذکر کیا) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو بہت بڑا(گناہ)خیال کیا،میں نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ! کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ،میں اس کو لے کر آیا،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟اس نے کہا آسمان میں،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا میں کون ہوں؟اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔[1]

اور اگر دشمن کا خوف ہو تو خواہ پیدل چلتے ہوئے خواہ سواری پر بیٹھے ہوئے جس طرح ممکن ہو نماز پڑھو،

ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَرُكْبَانًا

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر کافر بہت سارے ہوں کہ مسلمانوں کو دم نہ لینے دیں تو کھڑے اور سوار رہ کر(جس طور ممکن ہو)اشاروں سے ہی سہی مگر نماز پڑھ لیں۔[2]

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَصَفَهَا. ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ: لَا أُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نافع سے مروی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز خوف کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ اس کے طریقے کو بیان کر دیتے اور پھر فرماتے اگر خوف بہت زیادہ ہو تو پھر پیادہ ہو یا سوار،قبلہ رخ ہو یا نہ ہو جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لو،نافع بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حوالے سے بیان کیا کرتے تھے۔[3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ عن معاويه بن حکم۱۱۹۹،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ ۹۳۰

[2] صحیح بخاری کتاب صلوۃ الخوف بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ ۹۴۳،صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ ۱۹۴۴

[3] موطاامام مالک صَلَاةُ الْخَوْفِ،صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللهَ كَمَا ۴۵۳۵

وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبانی حضر میں نماز کی چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور حالت خوف میں ایک ہی رکعت فرض قرار دی ہے۔ (۱)

وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَقَتَادَةُ وَالضَّحَّاكُ وَغَيْرُهُمْ

امام حسن بصری رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ اور ضحاک رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: بَابُ الصَّلاَةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُونِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ ،وَقَالَ الأَوْزَاعِيُّ:إِنْ كَانَ تَهَيَّأَ الفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلاَةِ صَلَّوْا إِيمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِنَفْسِهِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الإِيمَاءِ أَخَّرُوا الصَّلاَةَ حَتَّى يَنْكَشِفَ القِتَالُ أَوْ يَأْمَنُوا، فَيُصَلُّوا رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا صَلَّوْا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا لاَ يُجْزِئُهُمُ التَّكْبِيرُ، وَيُؤَخِّرُوهَا حَتَّى يَأْمَنُوا وَبِهِ قَالَ مَكْحُولٌ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ:حَضَرْتُ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الفَجْرِ، وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ القِتَالِ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلاَةِ، فَلَمْ نُصَلِّ إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِي مُوسَى فَفُتِحَ لَنَا، وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: وَمَا يَسُرُّنِي بِتِلْكَ الصَّلاَةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح کے بَابُ الصَّلاَةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُونِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ میں لکھاہے امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر فتح قریب ہو اور نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو ہر شخص الگ الگ اشارے سے نماز ادا کر لے، اور اگر اشارے سے بھی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو نماز کو موخر کر دیں حتی کہ جنگ ختم ہوجائے یا وہ امن کی حالت میں ہوجائیں تو پھر دو رکعتیں پڑھ لیں، اور اگر دو رکعتیں پڑھنا ممکن نہ ہو تو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ ادا کر لیں، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر محض تکبیر کہنا کافی نہ ہو گا لہذا نماز کو موخر کر لیں حتی کہ وہ امن کی حالت میں ہوجائیں، مکحول کا بھی یہی قول ہے، انس بن مالک فرماتے ہیں میں تستر کے قلعے کے محاصرے کے وقت موجود تھا، فجر کا وقت تھا اور گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا حتی کہ نماز پڑھنا بھی ممکن نہ تھا لہذا اس نماز کو ہم نے سورج بلند ہونے کے بعد ادا کیا، ہم نے اس نماز کو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے نوازا، انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس نماز سے مجھے جس قدر خوشی تھی وہ دنیا و مافیہا سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ (۲)

تاہم جب دشمن سے خوف کی حالت ختم ہوجائے تو پورے اطمینان کے ساتھ اس طریقے سے نماز پڑھو جس طریقے سے اس نے تمہیں سکھادیا ہے جس سے پہلے تم ناواقف تھے، جیسے فرمایا

...فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ ۚ إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾

ترجمہ:اور جب اطمینان نصیب ہوجائے تو پوری نماز پڑھو، نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ۱۵۷۵،سنن ابوداودکتاب بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ ۱۲۴۷ ،سنن نسائی كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ ۴۵۶

(۲) صحیح بخاری أَبْوَابُ صَلاَةِ الخَوْفِ بَابُ الصَّلاَةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الحُصُونِ وَلِقَاءِ العَدُوِّ ۹۴۵

وَ الَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَ يَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزۡوَاجِهِمۡ مَّتَاعًا

جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کی بیویاں سال بھر تک فائدہ اٹھائیں

اِلَى الۡحَوۡلِ غَيۡرَ اِخۡرَاجٍ ۚ فَاِنۡ خَرَجۡنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِىۡ مَا فَعَلۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ

انہیں کوئی نہ نکالے، ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے لئے اچھائی

مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ لِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا

سے کریں، اللہ تعالیٰ غالب اور حکیم ہے ۔ طلاق والیوں کو اچھی طرح فائدہ دینا

عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ (البقرۃ ۲۴۰ تا ۲۴۲)

پرہیز گاروں پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتیں تم پر ظاہر فرما رہا ہے تاکہ تم سمجھو۔

تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں یہ وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کا نان ونفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں، مگر یہ آیت منسوخ ہے، ناسخ آیت پہلے گزر چکی ہے جس میں عدت وفات چار مہینے دس دن بتلائی گئی، اس کے علاوہ آیت مواریث نے بیویوں کا حصہ بھی مقرر کر دیا ہے اس لئے اب خاوند کو عورت کے لئے کسی بھی قسم کی وصیت کرنے کی ضرورت نہیں رہی، نہ رہائش کے بارے میں اور نہ نان ونفقہ کے بارے میں،

قَالَ: ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ: لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ {وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا} [1] قَالَ: قَدْ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الأُخْرَى، فَلِمَ تَكْتُبُهَا؟ أَوْ تَدَعُهَا؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آیت کریمہ ”تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں۔“ کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے اس لئے آپ اسے (مصحف میں) نہ لکھیں یا (یہ کہا کہ) نہ رہنے دیں، اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹے! میں (قرآن کا) کوئی حرف اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ} فَكَانَ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَتُهَا وَسُكْنَاهَا فِي الدَّارِ سَنَةً، فَنَسَخَتْهَا آيَةُ الْمَوَارِيثِ، فَجُعِلَ لَهُنَّ الرُّبُعُ وَالثُّمُنُ، مِمَّا تَرَكَ الزَّوْجُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے

---

[1] البقرۃ: ۲۳۴

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ البقرۃ بَابُ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۴۵۳۰، ۴۵۳۱

حق میں یہ وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کا نان ونفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تو گھر ہی میں رہنے کی صورت میں اسے ایک سال تک کے لیے خرچہ اور رہائش دی جاتی تھی لیکن اس حکم کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا اور اس کے لیے شوہر کے ترکے سے چوتھایا آٹھواں حصہ مقرر کر دیا۔ (۱)

پھر اگر وہ عورتیں خود نکل جائیں اور اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے وہ کچھ بھی کریں اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے ،اللہ سب پر غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے، مطلقہ عورت کو فائدہ دینے کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ اگر ہم چاہیں دیں چاہیں نہ دیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ متقی لوگوں پر واجب ہے کہ جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو ان کی دل جوئی کے لئے انہیں مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کریں،

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ: {مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ} (۲) قَالَ رَجُلٌ: إِنْ شِئْتُ أَحْسَنْتُ فَفَعَلْتُ وَإِنْ شِئْتُ لَمْ أَفْعَلْ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ: {وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ}

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ ''انہیں دستور کے مطابق کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔'' نازل ہوئی تو ایک شخص نے کہا کہ میں اگر چاہوں تو نیکی کروں اور اگر چاہوں تو نہ کروں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ '' اسی طرح جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔'' نازل فرمائی۔ (۳)

اس طرح اللہ اپنے احکام یعنی حدود، حلال وحرام اور وہ احکام جن میں تمہارا فائدہ ہے تمہیں صاف صاف بتاتا ہے تا کہ کسی قسم کا ابہام اور اجمال باقی نہ رہے، امید ہے کہ تم سمجھ بوجھ کر کام کرو گے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے،

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ

اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ کر دیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾

ناشکرے ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سنتا، جانتا ہے،ایسا بھی کوئی ہے

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۴۵۱/۲

(۲) البَقَرَة:۲۳۶

(۳) تفسیرابن کثیر۶۶۰/۱

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ

جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے، اللہ ہی تنگی اور

وَ يَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ (البقرۃ ۲۴۳تا۲۴۵)

کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ اور مالی قربانیوں پر ابھارنے کے لئے فرمایا تم نے ان لوگوں کے حال پر بھی کچھ غور کیا جو موت کے ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلے تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے؟

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمْ كَانُوا أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَعَنْهُ: كَانُوا ثَمَانِيَةَ آلَافٍ،وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ: تِسْعَةُ آلَافٍ ،كَانُوا بِضْعَةً وثلاثين أَلْفًا،أَرْبَعُونَ أَلْفًا،كَانُوا أَهْلَ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا: دَاوَرْدَانَ،كَانُوا مَنْ أَهْلِ أَذْرِعَاتٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ چار ہزار لوگ تھے،ایک روایت میں ہے یہ آٹھ ہزار لوگ تھے،ابوصالح کہتے ہیں یہ نو ہزار لوگ تھے،بعض کہتے ہیں تیس ہزار سے اوپر تھے، بعض کہتے ہیں یہ چالیس ہزار لوگ تھے،اسی طرح بعض کہتے ہیں یہ داوردان نامی بستی کے رہنے والے تھے،اور بعض کہتے ہیں یہ اذرعات نامی بستی کے رہائشی تھے[1]

بہرحال یہ کتنی تعداد میں تھے، کس بستی سے تعلق رکھتے تھے اور یہ واقعہ سابقہ کس امت کا ہے اس کی تفصیل کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں کی گئی، تفسیری روایات میں اسے بنی اسرائیل کے زمانے کا واقعہ اور اس پیغمبر کا نام جس کی دعا سے انہیں اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ فرمایا حزقیل بتلایا گیا ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور کئی دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ جب خزقیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ فلاں دشمن سے جہاد کے لئے تیاری کرو تو ہزاروں لوگ جو اپنی بے راہ روی کے سبب بزدل بن چکے تھے اور دنیا کی محبت کے سبب یہ لوگ موت کے خوف میں مبتلا تھے، چنانچہ وہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے بجائے جہاد میں قتل کے ڈر، خوف وہراس اور مایوسی سے یا وبائی بیماری طاعون کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تاکہ موت کے منہ میں جانے سے بچ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا، جب وہ لوگ ایک محفوظ مقام پر پہنچ گئے کہ یہاں موت نہیں پہنچ سکتی تو وہاں ڈیرے ڈال دیئے،

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب تم کسی سرزمین میں (وبا کے متعلق) سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب ایسی جگہ وبا آجائے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔[2]

فَقَالَ أُسَامَةُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطَّاعُونُ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ

[1] تفسیرابن کثیر ۶۰۰؍۱

[2] صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ۵۷۲۹،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطَّاعُونِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكَهَانَةِ وَنَحْوِهَا ۵۷۸۴

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر یا اگلی امت پر بھیجا گیا پھر جب تم سنو کسی ملک میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب تمہاری ہی بستی میں طاعون نمودار ہو تو اس کے ڈر سے بھاگ کر مت نکلو۔ [1]

خزقیل علیہ السلام نے ان کے اس عمل پر ان کے لئے بد دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کر دی اور وہ موت کی وادیوں میں گم ہو گئے، جب حزقیل علیہ السلام کا ان پر گزر ہوا تو انہوں نے رب سے پھر دعا فرمائی کہ ان لوگوں کو عذاب سے نجات دے تا کہ وہ خود اپنے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے باعث عبرت وبصیرت بن جائیں، چنانچہ رب کریم نے انہیں دوبارہ زندہ فرما دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں مار کر ایک تو یہ بتلا دیا کہ اللہ کی تقدیر سے تم بچ کر کہیں نہیں جا سکتے، دوسرا یہ کہ انسانوں کی آخری جائے پناہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات بابرکات ہے، تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے اور وہ تمام انسانوں کو اسی طرح زندہ فرمائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو مار کر زندہ کر دیا اور یہ کہ موت کے بعد حیات کا تعلق صرف قیامت کے ساتھ ہی نہیں بلکہ رب چاہئے تو اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسان پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مزید گناہ کرنے لگتے ہیں، مسلمانو! اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اور خوب جان رکھو کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے، یعنی انسان کوئی بھی تدبیر کر لے وہ تقدیر کے لکھے کو نہیں ٹال سکتا اسی طرح انسان جہاد فی سبیل اللہ سے فرار اور اجتناب کر کے موت کو قریب یا دور نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی عمر اور اس کا رزق مقرر فرما دیا ہے جس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ [2]

ترجمہ: یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور ان کے جو بھائی بند لڑنے گئے اور مارے گئے ان کے متعلق انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو مارے نہ جاتے، ان سے کہو اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو خود تمہاری موت جب آئے اسے ٹال کر دکھا دینا۔

.... وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ... ﴿۷۸﴾ [3]

ترجمہ: کہتے ہیں خدایا! ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دی؟ ان سے کہو دنیا کا سرمایہ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت ایک خدا ترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے اور تم پر ظلم ایک شمہ برابر بھی نہ کیا جائے گا، رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطَّاعُونِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكَهَانَةِ وَنَحْوِهَا ۵۷۷۲، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ ۱۰۶۵

[2] آل عمران ۱۶۸

[3] النساء ۷۸،۷۷

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی مثال ہمارے سامنے ہے، انہوں نے کتنی جنگوں میں داد شجاعت دی، پورا جسم مختلف جنگی اسلحہ سے زخمی ہوا مگر موت میدان جنگ کے بجائے بستر پر ہوئی،

أَنَّهُ قَالَ:وَهُوَ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ: لَقَدْ شَهِدْتُ كَذَا وَكَذَا مَوْقِفًا وَمَا مِنْ عُضْوٍ مِنْ أَعْضَائِي إِلَّا وَفِيهِ رَمْيَةٌ أَوْ طَعْنَةٌ أَوْ ضَرْبَةٌ وَهَا أَنَا ذَا أَمُوتُ عَلَى فِرَاشِي كَمَا يَمُوتُ الْعِيرُ! فَلَا نَامَتْ أَعْيُنُ الْجُبَنَاءِ يَعْنِي: أَنَّهُ يَتَأَلَّمُ لِكَوْنِهِ مَا مَاتَ قَتِيلًا فِي الْحَرْبِ وَيَتَأَسَّفُ عَلَى ذَلِكَ وَيَتَأَلَّمُ أَنْ يَمُوتَ عَلَى فِرَاشِهِ

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے بارے میں روایت ہے جب آپ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھے تو آپ نے فرمایا میں نے فلاں فلاں جنگوں میں شرکت کی، جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جس پر تیر، تلوار یا نیزے بھالے سے زخم نہ لگا ہو مگر اب میں اپنے بستر پر فوت ہو رہا ہوں جیسے جنگلی گدھا فوت ہوتا ہے، بزدلوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں یعنی آپ کو اس بات کی تکلیف تھی کہ جنگ میں شہید نہ ہوئے اور اس بات کا آپ کو افسوس تھا کہ شہادت کی موت سے ہمکنار ہونے کے بجائے اپنے بستر پر فوت ہو رہے ہیں۔[1]

چونکہ اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کے لئے مال خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی اور اسے قرض فرمایا چنانچہ فرمایا تم میں سے کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے، جیسے اللہ تعالیٰ روزانہ تہجد کے وقت آواز دیتا ہے،

ابْنُ مَرْجَانَةَ، قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَنْزِلُ اللهُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا لِشَطْرِ اللَّيْلِ، أَوْ لِثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ ، أَوْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ عَدِيمٍ، وَلَا ظَلُومٍ

ابن مرجانہ کہتے ہیں میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آدھی رات یا رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا میں نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، یا وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں، پھر فرماتا ہے کہ کون اسے (اللہ کو) قرض دے گا جو کبھی مفلس نہ ہوگا اور نہ ہی کسی پر ظلم کرے گا۔[2]

تاکہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟ یعنی نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک یا اس سے بھی بہت زیادہ عطا فرمائے گا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۱ [3]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

اللہ جس کا رزق چاہتا ہے وسیع کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے،

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۶۶۲/۱، الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۴۳۰/۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۷۳/۱۶

[2] صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ، وَالْإِجَابَةِ فِيهِ ۱۷۷۵

[3] البقرة ۲۶۱

...وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾ (١)

ترجمہ: اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر کسی حساب کے روزی دیتا ہے۔

...اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ (٢)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

...وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾ (٣)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

بچا بچا کر رکھنے سے رزق بڑھتا نہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں، اور ایک وقت مقررہ پر (قیامت کے دن) تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ

کیا آپ نے (حضرت) موسیٰ کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا جب کہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ

کسی کو ہمارا بادشاہ بنا دیجئے تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں، پیغمبر نے کہا کہ ممکن ہے جہاد فرض ہو جانے کے بعد

الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تم جہاد نہ کرو، انہوں نے کہا بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے؟ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں

وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ

اور بچوں سے دور کر دیئے گئے ہیں، پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾ (البقرة ٢٤٦)

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

بنی اسرائیل کا قبائلی نظام زندگی تھا جس کے تحت ہر قبیلے کا اپنا سردار ہوتا تھا مگر مرکزی حکومت نہیں تھی جس سے طاقت ایک مرکز پر جمع ہوتی، ایک عرصہ بعد اپنی حالت زار پر غور وفکر کے نتیجے میں ان کے سرکردہ لوگوں کو احساس ہوا کہ ان کی ذلت کا باعث جہاد کو ترک کر دینا ہے، ہمارے

(١) البقرة ٢١٢

(٢) آل عمران ٣٧

(٣) النور ٣٨

آپس میں اختلافات ہیں، کسی مرکزی مسلمہ لیڈر کا فقدان ہے جس سے ہماری طاقت ایک مرکز پر جمع ہوتی، گویا امیر قومی اتحاد اور طاقت کی علامت ہوتا ہے جس کی سیاست کا مقصد اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کا نفاذ اور جہاد کی کامیابی کے لئے تیاری کرتے رہنا ہے، اور اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے کا فقدان ہے، بالاخر لوگوں نے سچے دل سے توبہ اور جہاد کی طرف پلٹ آنے کے بعد نشاط ثانیہ کے لئے کوشش شروع کیں تو اللہ نے ان کو کامیاب کر دیا، چنانچہ ایک ہزار قبل مسیح کے لگ بھگ بنی اسرائیل کے سرکردہ سرداروں نے اپنے نبی سے گزارش کی کہ ان کے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تا کہ ان کی طاقت ایک مرکز پر جمع ہو جائے اور وہ جہاد فی سبیل کریں، نبی کو ان کے سابقہ کردار اور فطرت کا علم تھا اور دل میں کھٹکا تھا اس لئے پوچھا تمہاری خواہش پر بادشاہ تو مقرر ہو جائے گا مگر پھر ایسا تو نہیں ہوگا کہ وہ بادشاہ تمہیں کفار کے خلاف جہاد کا حکم دے اور تم حکم عدولی کرو، قوم کے سرداروں نے جواب دیا ہم بھلا ایسا کیوں کریں گے کہ اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں جبکہ ہمارے ملک ہم سے چھین لئے گئے، ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا اور ہمارے بچوں کو گرفتار کر کے ہم سے جدا کر دیا گیا ہے کیا اس پر بھی ہم ایسے بے حمیت ہیں کہ مرنے مارنے سے ڈریں، مگر جب ان کے بادشاہ نے ان کو جنگ کا حکم دیا تو حکم سنتے ہی سن ہو کر رہ گئے اور سوائے ایک قلیل تعداد کے سب نے جہاد فی سبیل اللہ پر جانے سے منہ موڑ لیا، ان ظالموں کی یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس کا علم اللہ تعالیٰ کو نہ ہو اور اس طرح بنی اسرائیل نے اپنی کہی ہوئی بات کو خود ہی جھٹلا دیا۔

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ

اور انہیں ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنادیا ہے تو کہنے لگے بھلا اس کی ہم پر

لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ

حکومت کیسے ہوسکتی ہے؟ اس سے تو ہم بہت زیادہ حقدار بادشاہت کے ہم ہیں، اس کو تو مالی کشادگی بھی نہیں دی گئی،

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ

نبی نے فرمایا سنو، اللہ تعالیٰ اسی کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے

وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ

بات یہ ہے اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے، ان کے نبی نے پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ

ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آل موسیٰ

تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۴۸﴾ (البقرۃ ۲۴۸،۲۴۷)

اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ ہے فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے، یقیناً یہ تمہارے لیے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

ان کے مطالبہ پر بنی اسرائیل کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے (قبیلہ بنیامین کے تیس سالہ نوجوان) طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کر دیا ہے، قوم نے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر سر جھکانے کے بجائے اعتراض جڑ دیا کہ وہ بادشاہت کا حقدار کیسے بن گیا وہ ایک عام لشکری ہے اور شاہی خاندان سے اس کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے اس کے علاوہ وہ ایک مفلس شخص ہے، اس سے زیادہ بادشاہت کے حقدار تو ہم ہیں، ہمارے پاس مال و دولت بھی ہے، پیغمبر نے انہیں سمجھایا قیادت وسیادت کے لئے مال و دولت سے زیادہ تقویٰ، عقل وفہم اور جسمانی طاقت وقوت کی ضرورت ہوتی ہے جو ایک بادشاہ کے لئے ازحد ضروری ہیں، طالوت کی بادشاہت کا تعین میں نہیں کیا کہ جس پر میں دوبارہ غور کروں، اس کو تو اللہ جل وشانہ نے تمہاری فرمائش پر تمہارے مقابلے میں اسے بادشاہت کے لئے منتخب فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے علمی قابلیت **Mental Fitness** اور جسمانی طاقتیں **physical Fitness** فراوانی کے ساتھ عطا کر رکھی ہیں، وہ قوی اور طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر اور لڑائی کے فنون میں بڑے ہی تاک اور ہوشیار ہیں اور لوگو اصلی اور حقیقی حاکم تو بس اللہ تعالیٰ ہی ہے، بادشاہت اسی کی ہی ہے، وہ علم وحکمت والا اور وسیع فضل والا ہے، اسے اختیار ہے جسے چاہے اپنا ملک عنایت کر دے اور جس سے چاہے چھین لے کس کی مجال ہے جو اس سے سوال کرے،

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِی الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: کہو! خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے، عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ خوب جانتا ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے اور کسے کس چیز کا استحقاق نہیں، اب اس کے حکم کی بجا آوری تم پر فرض ہے، مگر ان لوگوں نے اب بھی اپنا سر نہیں جھکایا بلکہ مزید کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو فرمایا لوگو! طالوت کی بادشاہت کی پہلی علامت یہ ہے کہ تمہارا کھویا ہوا تابوت سکینہ تمہیں دوبارہ واپس مل جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے سکونِ قلب کا سامان ہے، جس میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات ان کی لکڑی، تورات کی تختیاں، اون اور کچھ ان کے کپڑے اور جوتی ہیں جس کو اس وقت فرشتے تھامے ہوئے ہیں وہی پہنچا کر جائیں گے، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین ہو تو یہ بہت بڑی نشانی ہے اس کے ساتھ ان کے نبی نے ان کو یہی بتایا کہ اللہ کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمہیں واپس مل جائے گا، جس میں آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي هَذِهِ الْآيَةِ: وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ، قَالَ: عَصَا مُوسَى، وَرُضَاضُ الْأَلْوَاحِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ "اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ ہے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام

[1] آل عمران ۲۶

کا عصا اور تختیوں کے ٹکڑے ہیں۔ (1)

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: الْعَصَا وَالنَّعْلَانِ

اور بعض لوگ کہتے ہیں اس سے مراد عصا اور دو جوتے ہیں۔ (2)

اور جس کو اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں، اگر تم مومن ہو تو یہ تمہارے لیے بہت بڑی نشانی ہے، چنانچہ اللہ کے حکم سے وہ تابوت دشمنوں نے ایک بیل گاڑی پر رکھ کر اپنے شہر سے ہانک دیا اور یوں وہ طالوت کے انتخاب کے تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کے شہر میں پہنچ گیا اور فرشتوں نے اسے طالوت کے دروازے پر پہنچا دیا جسے دیکھ کر لوگ بہت خوش ہوئے اور اسے طالوت کی بادشاہی کے لئے منجانب اللہ نشانی بھی سمجھا،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: جَاءَتِ الْمَلَائِكَةُ بِالتَّابُوتِ تَحْمِلُهُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، حَتَّى وَضَعَتْهُ عِنْدَ طَالُوتَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فرشتے اس تابوت کو آسمان وزمین کے مابین اٹھائے ہوئے آئے حتی کہ انہوں نے اسے طالوت کے سامنے رکھ دیا اور لوگ بھی اسے دیکھ رہے تھے۔ (3)

عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: وَأَصْبَحَ التَّابُوتُ وَمَا فِيهِ فِي دَارِ طَالُوتَ، فَآمَنُوا بِنُبُوَّةِ شمعون، وَسَلَّمُوا مُلْكَ طَالُوتَ

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں طابوت طالوت کے گھر میں آ گیا جسے دیکھ کر بنی اسرائیل شمعون کی نبوت پر ایمان لے آئے اور انہوں نے طالوت کی بھی اطاعت شروع کر دی۔ (4)

اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ان کے لئے ایک اعجاز اور فتح وسکینت کا سبب قرار دیا، چنانچہ بنی اسرائیل نے طالوت کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ

جب (حضرت) طالوت لشکروں کو لے کر نکلے تو کہا سنو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے، جس نے

شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ

اس میں سے پانی پی لیا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا

لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پانی پی لیا، (حضرت) طالوت مومنین سمیت جب نہر سے گزر گئے تو وہ لوگ کہنے لگے

---

(1) تفسیر طبری ۵،۲۳۱

(2) تفسیر طبری ۵،۳۳۳

(3) تفسیر طبری ۵،۳۳۵

(4) تفسیر طبری ۵،۳۳۵

لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ

آج تو ہم میں طاقت نہیں کہ جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر یقین رکھنے والوں نے کہا

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

بسا اوقات چھوٹی اور تھوڑی سی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پا لیتی ہیں،

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ (البقرۃ ۲۴۹)

اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

پھر طالوت بنی اسرائیل کو لے کر اپنے وقت کی بڑی جنگجو اور بہادر قوم عمالقہ کی فوج کا کمانڈر اور سربراہ جالوت سے جہاد کے لئے نکلے،

عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: فَخَرَجُوا مَعَهُ، وَهُمْ ثَمَانُونَ أَلْفًا

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں طالوت اسی ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔ (۱)

طالوت کا لشکر مختلف قبائل پر مشتمل تھا جو جنگ کے جوش اور جذبہ انتقام کی وجہ سے سرشار ان کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن ابھی تک ان میں ایمان نظم اور ربط وضبط کا فقدان تھا، اطاعت امیر ہر حال میں لازم ہے اور دشمن سے معرکہ آرائی کے وقت تو اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے، جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے یہ بھی از حد ضروری ہے کہ فوجی اس دوران بھوک پیاس اور جنگ کے دیگر شدائد کو نہایت صبر اور حوصلہ مندی سے برداشت کریں، چنانچہ ان دونوں باتوں کی تربیت اور امتحان کے لئے طالوت بادشاہ نے راستے میں بنی اسرائیل سے کہا کہ ایک نہر (دریائے اردن) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہونے والی ہے، میں تمہیں ہوشیار اور خبردار کرتا ہوں کہ اس نہر کا پانی کوئی نہ پیئے اور اگر کسی نے اس کا پانی پی لیا تو وہ میرے ہمراہ نہ چلے، ہاں اگر ایک آدھ گھونٹ اگر کسی نے پی لیا تو کوئی مضائقہ نہیں،

وَهُوَ نَهَرٌ بَيْنَ الْأُرْدُنِّ وَفِلَسْطِينَ يَعْنِي: نَهْرُ الشَّرِيعَةِ الْمَشْهُورُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ نہر اردن اور فلسطین کے درمیان تھی یعنی جو نہر الشریعہ کے نام سے مشہور ہے۔ (۲)

یہ اطاعت امیر، ڈسپلن اور تکلیف میں ثابت قدمی اور صبر کا کڑا امتحان تھا، اللہ تعالیٰ کی قدرت جب وہ سفر کرتے ہوئے اس نہر پر پہنچے تو صحرا کی شدید گرمی میں پیاس کی شدت سے ان کا برا حال تھا، ہزاروں نافرمان اور ظالم لوگوں نے اپنے امیر کی نصیحتوں اور حکم کو بالائے طاق رکھ کر بے صبری سے نہر پر جھک پڑے اور خوب جی بھر کر پانی پیا، مگر ایک نہایت قلیل جماعت جو حقیقی فرماں بردار تھے، جو اپنے ایمان ویقین میں پختہ تھے، جن کے دلوں میں رب کا ڈر وخوف تھا، جو جانتے تھے کہ پیاس کی شدت تو رب کی آزمائش ہے جس کے بارے میں طالوت بادشاہ نے قبل از وقت بتلا دیا تھا انہوں نے ایک چلو بھر سے زیادہ پانی نہ پیا اور صبر وشکر اور اطاعت امیر کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جن نافرمان لوگوں نے جی بھر کر پانی پی لیا تھا وہ آزمائش میں کامیاب نہیں ہوئے، جی بھر پانی پینے کے باوجود ان کی پیاس نہ بجھی اور نہ وہ جہاد کی

(۱) تفسیر طبری ۵/۳۳۵

(۲) تفسیر طبری ۵/۳۴۰، تفسیر ابن کثیر ۱/۶۶۸

برکتیں اور رب کی رحمتیں حاصل کرنے کے قابل ہی رہے اور جن لوگوں نے صبر و شکر کا مظاہرہ کیا تھا ان کی پیاس ایک چلو بھر پانی سے ہی بجھ گئی اور وہ جہاد میں شامل ہو کر رب کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب و کامران رہے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ. فَمَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً وَأَطَاعَهُ رُوِيَ بِطَاعَتِهِ، وَمَنْ شَرِبَ فَأَكْثَرَ عَصَى فَلَمْ يُرْوَ لِمَعْصِيَتِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''جس نے اس میں سے پانی پی لیا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے۔'' کے بارے میں روایت ہے جس نے چلو بھر پانی پیا وہ سیر ہو گیا اور جس نے خوب پانی پیا وہ سیر نہیں ہوا تھا۔ [1]

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا: أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ، الَّذِينَ جَازُوا مَعَهُ النَّهَرَ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلاَثَ مِائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ: لاَ وَاللَّهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ

ابو اسحاق نے بیان کیا کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جو بدر میں شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی طالوت کے ان اصحاب کی تھی جنھوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین کو پار کیا تھا یعنی تین سو تیرہ، براء رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! طالوت علیہ السلام کے ساتھ نہر فلسطین کو صرف وہی لوگ پار کر سکے تھے جو مومن تھے۔ [2]

پھر جب طالوت اور اس کے ساتھی مسلمان دریا پار کر کے آگے بڑھے اور انہوں نے دشمنوں کی تعداد کو دیکھا تو نافرمانوں کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے نہایت بزدلانہ پن سے دین کے ایک اہم رکن جس کے بغیر دین نافذ ہی نہیں ہو سکتا جہاد سے انکار کر دیا اور صاف جواب دے دیا کہ ہم تو جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، مگر جن کے دلوں میں ایمان کی حرارت اور رب پر غیر متزلزل یقین تھا انہوں نے بزدلوں کی ہمت بندھوائی کہ جہاد میں فتح و کامرانی کسی لشکر کی قلت و کثرت یا اسلحہ جات کی فراوانی پر منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت، اس کے اذن پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اپنے مقصد میں نیک نیتی و خلوص، امیر کی تعبداری، صبر و برداشت اور رب کی مدد پر غیر متزلزل بھروسہ پر ہے، بارہا ایسا ہوا ہے کہ مٹھی بھر لوگوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو نیچا دکھایا ہے، تم خود میں عزم و استقلال پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو، اس صبر کے بدلے میں اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور انعام و اکرام سے نوازے گا مگر جن کی ٹانگوں میں دم نہ ہو انہیں کون کھڑا کر سکتا ہے، ان کے دل نہ گرمائے اور نہ ان کی بزدلی ہی دور ہوئی۔

وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

جب ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار ہمیں صبر دے، ثابت قدمی دے

[1] تفسیر طبری ۵/۳۴۵

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ ۳۹۵۷

وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوۡهُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۟ۙ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ

اور قوم کفار پر ہماری مدد فرمادے اور قوم کفار پر ہماری مدد فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے جالوتیوں کو شکست

جَالُوۡتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡکَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ عَلَّمَهٗ

دے دی اور (حضرت) داؤد علیہ اسلام) کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے داؤد (علیہ السلام) کو مملکت

مِمَّا یَشَآءُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ

وحکمت اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا

وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ؕ

لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر فضل وکرم کرنے والا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم نے حقانیت کے ساتھ آپ

وَ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۲۵۲﴾ (البقرۃ ۲۵۰ تا ۲۵۲)

پر پڑھتے ہیں، بالیقین آپ رسولوں میں سے ہیں۔

اور جب مسلمان جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ پر نکلے تو عین معرکہ آرائی کے وقت بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر دعائیں شروع کیں اور مادی وسائل کے ساتھ ساتھ نصرت الٰہی کے بطور خاص طلبگار ہوئے انہوں نے دعا کی

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۵۰﴾

اے ہمارے رب! اپنی رحمت خاص سے ہمیں صبر وثبات کا پہاڑ بنادے، لڑائی کے وقت ہمارے قدم جمادے، جہاد سے منہ موڑنے اور پشت دکھانے سے بچالے اور دشمنوں پر ہمیں غالب کر دے۔

رب کریم جو دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے اس نے مسلمانوں کی قلیل تعداد کی عاجزانہ اور مخلصانہ دعائیں قبول فرمائیں اور ان پر سکینت ومدد نازل فرمائی جس سے اس مٹھی بھر اہل ایمان نے جن کو اپنے رب پر کامل امید وبھروسہ تھا، جن کو اپنی چند روزہ زندگیوں اور اس میں عیش وآرام، اپنے گھر بار اور تجارت کی فکر نہیں تھی بلکہ صرف اور صرف رب کی خوشنودی مطلوب تھی، بزدلی سے سر جھکا کر جینے کے بجائے سرفروشی عزیز تھی، جو اپنے امیر کے ہر حکم پر جان نچھاور کرنے والے تھے، جو جنگ کے شدائد کو بڑے حوصلے اور صبر سے برداشت کرنے والے تھے جالوت کے ٹڈی دل لشکر کو تہس نہس کر ڈالا اور اپنے وقت کی ایک بہادر قوم کو شکست سے ہمکنار کر دیا اور داود علیہ السلام جو مسلمانوں کے ساتھ ایک سپاہی تھے اور ابھی نہ تو بادشاہ بنے تھے اور نہ ہی ابھی پیغمبری ملی تھی (اسرائیلی روایت کے مطابق) انہوں نے پتھر کو فلاخن میں رکھ کر مخالفین کے سردار جالوت پر چلایا اور اسی کی ضرب سے مارا گیا، اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی سلطنت کا مستقل بادشاہ بنادیا اور شموئیل علیہ السلام کے بعد نبوت بھی عطا فرمائی،

جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:فَمَلَكَ دَاوُدُ بْنُ إِيشَا سَبْعِينَ سَنَةً

جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں داؤد بن ایشا علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر ستر برس حکومت کی۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے جو چاہے انہیں بہت سے مخصوص علوم سکھائے، باری تعالیٰ یوں انسانوں کے ایک گروہ کے ذریعہ سے دوسرے انسانی گروہ کے ظلم اور اقتدار کا خاتمہ فرماتا رہتا ہے، اگر وہ ایسا نہ کرتا اور کسی ایک ہی گروہ کو ہمیشہ قوت و اختیار سے بہرہ ور کیے رکھتا تو رب کی زمین فتنہ اور ظلم وفساد سے بھر جاتی، اس لئے یہ قانون الٰہی دنیا کے لئے فضل الٰہی کا خاص مظہر ہے

...وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا... ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جائیں۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تاریخ کے یہ واقعات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کتاب کے ذریعے دنیا کو معلوم ہو رہے ہیں، یہ یقیناً آپ کی رسالت و صداقت کی دلیل ہیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ

یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی ہے

وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

اور بعض کے درجے بلند کئے ہیں، اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات عطا فرمائے اور روح القدس سے ان کی تائید کی،

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ لٰكِنِ

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کے بعد والے اپنے پاس دلیلیں آجانے کے بعد ہرگز آپس میں لڑائی بھڑائی نہ کرتے، لیکن ان

اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫

لوگوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اور بعض کافر، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے

وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ (البقرۃ ۲۵۳)

لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۱) مستدرک حاکم ۴۱۳۵

(۲) الحج ۴۰

یہ رسول جو ہماری طرف سے انسانوں کی ہدایت پر مامور ہوئے ہم نے پہلے انہیں تمام لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ان کو رسالت کے منصب جلیل پر فائز کیا اور پھر ان کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے، جیسے فرمایا

...وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ... ﴿۵۵﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔

ان میں کوئی ایسا تھا جس سے اللہ خود ہم کلام ہوا یعنی موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کوہ طور پر کلام کیا، اور دوسرے انبیاء کو اس نے دوسری حیثیتوں سے بلند درجے دیے، اور بنی اسرائیل کے سلسلہ انبیاء کے آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو روشن نشانیاں، قطعی دلائل و براہین عطا کیے اور جبرائیل امین سے ان کی تائید کی، ایک مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر فرمایا

...اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ (۲)

ترجمہ: میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور اس کے اِذن سے مُردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

اگر اللہ چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ ان رسولوں کے بعد جو لوگ قطعی دلائل و براہین دیکھ چکے تھے وہ آپس میں اختلاف کرتے بلکہ ان دلائل کی وجہ سے سب مومن اور متحد ہو جاتے مگر اللہ کی مشیت یہ نہ تھی کہ وہ لوگوں کو جبراً اختلاف سے روکے، اس وجہ سے انہوں نے باہم اختلاف کیا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعتقاد و عمل کی راہوں میں بطور امتحان اختیار اور ارادہ کی آزادی سے نوازا، چنانچہ کوئی اس اختیار کو استعمال کر کے ایمان لے آتا اور عمل صالحہ اختیار کرتا ہے اور کسی اختیار و آزادی کا غلط استعمال کر کے کفر و بغاوت کی راہ اختیار کرتا ہے، ہاں اللہ چاہتا تو وہ ہر گز نہ لڑتے مگر اللہ کا ارادہ غالب ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ

اے ایمان والو جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے

فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ (البقرۃ ۲۵۴)

جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی نہ شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں۔

(۱) بنی اسرائیل ۵۵

(۲) آل عمران ۴۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے اللہ کی خوشنودی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ، اپنے والدین، عزیز و اقارب، بیواؤں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں، اسیروں اور دوسرے بھلائی کے کاموں پر خرچ کرو تا کہ تمہارے لئے اخروی ثواب کا ذریعہ ہو جائے اور تمہیں اس دن زیادہ ہو کر ملے جس دن ایک ذرہ برابر نیکی کی ضرورت ہو گی تو مل نہیں سکے گی، اس دن اگر انسان زمین بھر سونا فدیہ میں دے کر اپنی جان چھڑانا چاہیے گا تو یہ پیش کش قبول نہیں کی جائے گی، قیامت کے دن نہ تو خرید و فروخت ہو گی اور نہ کسی کا حسب و نسب اور کسی کی دوستی و محبت کچھ کام آئے گی،

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ [۱]

ترجمہ: پھر جونہی صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے، اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے۔

اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں اور اسی حالت میں جان دیتے ہیں، یعنی اس سے بڑھ کر اور کوئی ظالم نہیں ہو سکتا جو روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کافر بن کر آئے،

عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَالَ: {وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ} وَلَمْ يَقُلْ: الظَّالِمُونَ هُمُ الْكَافِرُونَ

عطاء بن دینار سے روایت ہے انہوں نے فرمایا الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے "اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں۔" اور یہ نہیں فرمایا ظلم کرنے والے ہی کافر ہیں۔ [۲]

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۵ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ

اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے ہے نہ نیند،

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں، کون جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے،

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ

وہ جانتا ہے جو اس کے سامنے ہے جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین اور آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ

[۱] المومنون ۱۰۲،۱۰۱

[۲] تفسیر ابن ابی حاتم ۲،۴۸۵

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ (البقرۃ ۲۵۵)

اکیلا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

یہ قرآن کریم کی سب سے افضل آیت ہے، اس کی فضیلت میں متعدد روایات ہیں،

عَنْ أُبَيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ:أَيُّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَرَدَّدَهَا مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ أُبَيٌّ: آيَةُ الْكُرْسِيِّ، قَالَ:لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ لَهَا لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا کہ قرآن کریم میں سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال کئی مرتبہ دہرایا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا آیت الکرسی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ابوالمنذر رضی اللہ عنہ! تمہیں علم مبارک ہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے عرش کے پائے کے پاس یہ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہوگی اور اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔ [1]

صحیح مسلم میں وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ لَهَا لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ کے الفاظ نہیں ہیں۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّهُ كَانَ فِي سَهْوَةٍ لَهُ، فَكَانَتِ الْغُولُ تَجِيءُ فَتَأْخُذُ، فَشَكَاهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتَهَا فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، أَجِيبِي رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: فَجَاءَتْ، فَقَالَ لَهَا، فَأَخَذَهَا، فَقَالَتْ لَهُ: إِنِّي لَا أَعُودُ، فَأَرْسَلَهَا، فَجَاءَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟ قَالَ: أَخَذْتُهَا، فَقَالَتْ لِي: إِنِّي لَا أَعُودُ، فَأَرْسَلْتُهَا، فَقَالَ:إِنَّهَا عَائِدَةٌ فَأَخَذْتُهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلَّ ذَلِكَ تَقُولُ: لَا أَعُودُ، وَيَجِيءُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ:مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟ فَيَقُولُ: أَخَذْتُهَا، فَتَقُولُ: لَا أَعُودُ، فَيَقُولُ:إِنَّهَا عَائِدَةٌ فَأَخَذَهَا فَقَالَتْ: أَرْسِلْنِي وَأُعَلِّمُكَ شَيْئًا تَقُولُهُ فَلَا يَقْرَبُكَ شَيْءٌ: آيَةَ الْكُرْسِيِّ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ:صَدَقَتْ وَهِيَ كَذُوبٌ

ابوایوب انصاری سے مروی ہے ان کی الماری تھی (انہوں نے اس میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں) مگر جن آتے اور وہ انہیں لے جاتے تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جب تم اسے دیکھو تو یوں کہنا بسم اللہ! آؤ اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس چلو چنانچہ اگلی مرتبہ جب وہ آئی تو انہوں نے اسے یہی کہا اور اسے پکڑلیا اس نے وعدہ کیا کہ میں آئندہ آپ کے پاس نہیں آؤں گی، انہوں نے اسے چھوڑ دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اسے پکڑلیا تھا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ نہیں آئے گی اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پھر آئے گی، چنانچہ میں نے اسے دو تین مرتبہ پکڑا اور وہ ہر مرتبہ یہی کہتی تھی کہ آئندہ نہیں آؤں گی، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ فرماتے اپنے قیدی کا حال سناؤ؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے میں نے اسے پکڑلیا تھا پھر وہ جن کہتا کہ آئندہ میں نہیں آؤں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ آئندہ بھی آئے گا، بالآخر ایک مرتبہ اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک چیز سکھاتی ہوں تم اسے کہہ لیا

[1] مسند احمد ۲۱۲۷۸، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ ۱۸۸۵

کر و کوئی چیز تمہارے قریب نہیں آ سکے گی اور وہ آیت الکرسی ہے ،میں نبی کریم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔[1]

کھجوروں کی موجودگی کا ذکر جامع ترمذی میں ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ ، وَقُلْتُ: وَاللهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ:أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُودُ، فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت پر مقرر فرمایا، میرے پاس ایک شخص آیا اور لپ بھر کر اناج لینے لگا میں نے اس کو پکڑلیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا،اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور مجھ پر بیوی بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ہے اور مجھے سخت ضرورت ہے، میں نے اس کو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا، رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا چنانچہ میں اس کا منتظر رہا وہ آیا اور اناج لپ بھر کر لینے لگا

فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لاَ أَعُودُ فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ:أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ، وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ، أَنَّكَ تَزْعُمُ لاَ تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ، قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ: {اللهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ،فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ

---

[1] مسند احمد ۲۳۵۹۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ باب ۲۸۸۰

[2] جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ باب ۲۸۸۰

میں نے اسے پکڑلیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا، اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں اور مجھ پر بیوی بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ہے اب میں نہیں آؤں گا چنانچہ مجھے رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے سخت ضرورت بیان کی اور بیوی بچوں کی ذمہ داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا یاد رکھو وہ جھوٹا ہے پھر آئے گا میں تیسری رات اس کا منتظر رہا، وہ آیا اور اناج لپ بھر کر لینے لگا میں نے اسے پکڑلیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا، اور یہ تیسری بار ہے تو نے ہر بار یہی کہا کہ پھر نہیں آؤں گا لیکن تو ہر بار آجاتا ہے، اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات بتاؤں گا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تم کو فائدہ پہنچائے گا، میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیت الکرسی آخر آیت تک پڑھ لے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیری نگرانی کریگا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا

فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ: {اللهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ} وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاَثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ؟ قَالَ: لاَ ، قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیرے رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے کہا وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو فائدہ پہنچائے گا اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ کو بتایا کہ جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیت الکرسی ابتدا سے آخر تک ختم کر دے اور اس نے بیان کیا کہ اللہ کی طرف سے تیرا ایک محافظ ہوگا اور تیرے پاس صبح تک شیطان نہیں آئے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ خیر کے بہت حریص تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اس نے ٹھیک کہا لیکن وہ بہت جھوٹا ہے، اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین رات تم کس سے گفتگو کرتے رہے؟ ابوہریرہ نے جواب دیا نہیں، آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ [1]

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فِي هَذَيْنِ الْآيَتَيْنِ {اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} [2] وَ {الم اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} [3] إِنَّ فِيهِمَا اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ

اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ ان دو آیتوں اللہُ لَا إِلَهَ إِلَّا

---

[1] صحيح بخاری كِتَاب الوَكَالَةِ بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا، فَتَرَكَ الوَكِيلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ المُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى جاز ۲۳۱۱،عمل اليوم والليلة للنسائی باب ذِكْرُ مَا يَكُبُّ الْعِفْرِيتَ وَيُطْفِئُ شُعْلَتَهُ ۹۵۹

[2] البقرة: ۲۵۵

[3] آل عمران: ۲

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ اور الم اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ ①

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ عَدَدِ وَرَقِ الشَّجَرِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بستر کے پاس آ کر تین مرتبہ یہ کہے ”میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ قائم رہنے والا اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں“ اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں خواہ ریت کے ذرات کے برابر ہوں اور خواہ درختوں کے پتوں کے برابر ہی ہوں۔ ②

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ: اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ: الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطه

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا وہ اسم جس کے واسطے سے دعا کی جائے تو وہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے وہ قرآن کریم کی تین سورتوں البقرہ، آل عمران اور طہ میں ہے۔ ③

ثنا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ لَفِي ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ: فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطَهَ فَالْتَمَسْتُهَا فَوَجَدْتُ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: {اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} ④، وَفِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: {الم اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} ⑤، وَفِي سُورَةِ طَهَ: {وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ} ⑥

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسم اعظم قرآن مجید کی تین سورتوں میں ہے سورہ البقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ طہ میں نے تلاش کیا تو اسم اعظم کو سورۃ البقرۃ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ⑦ اور سورۃ آل عمران الم اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

① مسند احمد ۲۷۶۱۱، سنن ابوداود أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابُ الدُّعَاءِ ۱۴۹۶، جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب ۳۴۷۸

② مسند احمد ۱۱۰۷۴

③ سنن ابن ماجه كِتَابُ الدُّعَاءِ بَابُ اسْمِ اللهِ الْأَعْظَمِ ۳۸۵۶، المعجم الكبير للطبراني ۷۷۵۸، مستدرک حاکم ۱۸۶۱

④ البقرة: ۲۵۵

⑤ آل عمران: ۲

⑥ طه: ۱۱۱

⑦ البقرة ۲۵۵

الْحَيُّ الْقَيُّومُ [۱] اور سورۃ طٰہ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ [۲] پر پایا۔ [۳]

فرمایا اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو اس عظیم الشان کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، جیسے فرمایا

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ... ﴿۲۵﴾ [۴]

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اپنی سلطنت کے جملہ اختیارات کا وہ تنہا مالک ہے، اس کے جملہ اختیارات میں، اس کی صفات میں اس کے حقوق میں اور اس کے افعال میں کوئی شریک نہیں، وہ ہر طرح کی کمزوریوں سے مبرا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ نہ سوتا ہے اور نہ ہی اسے اونگھ لگتی ہے، یعنی اللہ اپنی بحر و بر کی مخلوقات سے غافل نہیں ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ: النَّارُ - لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہم کو پانچ باتیں فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ سوتا نہیں اور نہ نیند اس کی ذات کے لائق ہے، وہ ترازو کو جس کے لئے چاہتا جھکاتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اونچا کرتا ہے، دن کے اعمال رات سے پہلے اور رات کے اعمال دن سے پہلے اس کی طرف لے جائے جاتے ہیں (یعنی رات میں جو اس کے بندے نیک کام کرتے ہیں وہ رات گزرنے سے پہلے شام ہی کو اللہ کے پاس لے جائے جاتے ہیں) اس کا پردہ نور ہے، ابو بکر کی روایت میں کہ اس کا پردہ آگ ہے اگر وہ اس پردہ کو کھول دے تو اس کے چہرے کی تجلیاں ان تمام چیزوں کو جلادیں جن تک اس کی نگاہ پہنچے۔ [۵]

زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان میں جو کچھ ہے اسی کی تخلیق ہے، جیسے فرمایا

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ [۶]

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں، سب پر وہ محیط ہے اور اس

---

[۱] آل عمران ۲

[۲] طه ۱۱۱

[۳] مستدرک حاکم ۱۸۶۶

[۴] الروم ۲۵

[۵] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ، وَفِي قَوْلِهِ: حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ۴۴۵

[۶] مریم ۹۳ تا ۹۵

نے ان کو شمار کر رکھا ہے، سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اور اس کی حکومت آسمانوں اور زمینوں پر پھیلی ہوئی ہے، اس کی ملکیت میں، اس کی تدبیر میں، اس کی حکمرانی میں اور اس کی رزاقیت میں کسی کا قطعاً کوئی حصہ نہیں ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے اپنی سلطنت میں تصرف فرماتا ہے، اگر تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا پیغمبر، کوئی مقرب ترین فرشتہ، شہدا و صالحین اور پیر و مرشد تمہیں اللہ مالک یوم الدین کی پکڑ سے بچالیں گے تو یاد رکھو اللہ کی پکڑ سے چھڑانا تو در کنار اس کی بارگاہ میں کوئی اس کی اجازت کے بغیر زبان تک کھولنے کی جرات نہیں کر سکے گا، جیسے فرمایا

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ [۱]

ترجمہ: آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرض داشت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔

... وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ [۲]

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:فَيَأْتُونِي، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي،فَيَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ،قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ،ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَقَالَ قَتَادَةُ: وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُولُ: فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ، وَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَ،ثُمَّ أَعُودُ الثَّانِيَةَ: فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ، فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام انبیاء سے مایوس ہو کر لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے اس کے در دولت یعنی عرش معلیٰ میں آنے کے لئے اجازت چاہوں گا مجھے اس کی اجازت دی جائے گی، پھر میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ مجھے جب تک چاہے گا اسی حالت میں رہنے دے گا، پھر فرمائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھاؤ، کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، جو مانگو دیا جائے گا، پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا، چنانچہ میرے لئے حد مقرر کی جائے گی اور میں اس کے مطابق لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ پھر میں نکالوں گا اور جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر دوسری مرتبہ اپنے رب سے اس کے در دولت کے لئے اجازت چاہوں گا اور مجھے اس کی اجازت دی جائے گی، پھر میں اللہ رب العزت کو دیکھتے ہی اس کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے یوں ہی چھوڑے رکھے گا

[۱] النجم۲۶

[۲] الانبیاء۲۸

ثُمَّ يَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ ،قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ،قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأَخْرُجُ، فَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَ، - قَالَ قَتَادَةُ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَقَالَ قَتَادَةُ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَ،حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ القُرْآنُ، أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الخُلُودُقَالَ: ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ: {عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامٗا مَّحۡمُودٗا} (۱) قَالَ:وَهَذَا المَقَامُ المَحْمُودُ الَّذِي وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر فرمائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ، کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو دیا جائے گا۔ فرمایا پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں اس کے مطابق جہنم سے لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کروں گا قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ پھر میں لوگوں کو نکالوں گا اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روک رکھا ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی ’’قریب ہے کہ آپ کا رب مقام محمود پر آپ کو بھیجے گا۔‘‘ یہی وہ مقام محمود ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے۔ (۲)

وہ علام الغیوب ہے اور اس کے علم نے تمام مخلوق کا احاطہ کیا ہوا ہے، وہ بندوں کے گزشتہ اور آئندہ معاملات کی تفصیلات سے باخبر ہے، بندوں کو ان میں کوئی اختیار حاصل نہیں جیسے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمۡرِ رَبِّكَۖ لَهُۥ مَا بَيۡنَ أَيۡدِينَا وَمَا خَلۡفَنَا وَمَا بَيۡنَ ذَٰلِكَۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيّٗا ﴿٦٤﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے ہر چیز کا مالک وہی ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

نہ وہ ذرہ برابر معلومات رکھتے ہیں سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ خود بتا دے، اس لئے فرمایا اور اللہ کے علم میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الایہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے، اس کی حکومت و اقتدار آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: الْكُرْسِيُّ مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ، وَالْعَرْشُ لَا يُقْدَرُ قَدْرُهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کرسی اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں کی جگہ ہے اور عرش الٰہی کا کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا۔ (۴)

عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ:وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ، قَالُوا: لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ

---

(۱) الإسراء: ۷۹

(۲) صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۴۰،وکتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ۶۵۶۵،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا۴۷۴،مسنداحمد۱۲۱۵۳

(۳) مریم ۶۴

(۴) مستدرک حاکم۳۱۱۶

السَّبْعَ بُسِطْنَ، ثُمَّ وُصِلْنَ بَعْضُهُنَّ إِلَى بَعْضٍ، مَا كَانَ فِي سِعَتِهِ يَعْنِي: الْكُرْسِيَّ - إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الْحَلْقَةِ فِي الْمَفَازَةِ

ضحاک رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "اس کی کرسی کی وسعت نے زمین اور آسمان کو گھیر رکھا ہے۔" کے بارے میں روایت کیا ہے اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو پھیلا کر آپس میں ملا دیا جائے تو کرسی کی وسعت کے مقابلے میں یہ ایسے ہوں گے جیسے بیابان میں کوئی انگوٹھی پڑی ہو۔[1]

اور اس عظیم الشان کائنات کو سنبھالے رکھنا اور اس کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے، بس وہی ایک بلندی اور عظمت والا ہے، جیسے فرمایا

...الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹ [2]

ترجمہ: وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت اور دلالت سے روشن ہو چکی ہے اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ

معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ

سننے والا اور جاننے والا ہے، ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــــُٔـھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَـھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ

ہے اور کافروں کے اولیا شیاطین ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷ (البقرہ ۲۵۶،۲۵۷)

یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

انصار کے کچھ نوجوان یہودی یا عیسائی ہو گئے تھے پھر جب یہ انصار مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی نوجوان اولاد کو زبردستی مسلمان بنانا چاہا جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ دین کے معاملہ میں کسی شخص پر کوئی زور یا زبردستی نہیں ہے یعنی کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَكُونُ مِقْلَاتًا فَتَجْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۴۹۱/۲

[2] الرعد ۹

بَنُو النَّضِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا نَدَعُ أَبْنَاءَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ} (۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دور جاہلیت میں مدینہ منورہ میں کسی عورت کے بچے زندہ نہ رہتے تو وہ یہ نذر مانتی تھیں کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنادے گی، یہودیوں سے جنگ ہوئی اور ان کی اندرونی سازشوں اور فریب کاریوں سے نجات پانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ بنی نضیر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا جائے، اس وقت انصاریوں نے اپنے نوجوان بچے جو ان کے پاس تھے ان سے طلب کیے تا کہ انہیں اپنے اثر سے مسلمان بنالیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ دین کے لیے جبر اور زبردستی نہ کرو۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قوله: {لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ} قَالَ: نَزَلَتْ فِي رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ يُقَالُ لَهُ: الْحُصَيْنِيُّ كَانَ لَهُ ابْنَانِ نَصْرَانِيَّانِ، وَكَانَ هُوَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَسْتَكْرِهُهُمَا فَإِنَّهُمَا قَدْ أَبَيَا إِلَّا النَّصْرَانِيَّةَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ ذَلِكَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت "دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔" کے بارے میں مروی ہے انصار کے قبیلے بنو سالم بن عوف کا ایک شخص جس کا نام حصینی رضی اللہ عنہ تھا وہ خود تو مسلمان تھا مگر اس کے دو لڑکے نصرانی تھے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں ان لڑکوں کو جو عیسائیت سے ہٹتے نہیں زبردستی مسلمان بنالوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳)

وَكَانَا قَدْ تَنَصَّرَا عَلَى يَدَيْ تُجَّارٍ قَدِمُوا مِنَ الشَّامِ يَحْمِلُونَ زَيْتًا فَلَمَّا عَزَمَا عَلَى الذَّهَابِ مَعَهُمْ أَرَادَ أَبُوهُمَا أَنْ يَسْتَكْرِهَهُمَا، وَطَلَبَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْعَثَ فِي آثَارِهِمَا، فَنَزَلَتْ هذه الآية.

ایک روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ نصرانیوں کا ایک قافلہ ملک شام سے تجارت کے لئے کشمش لے کر آیا تھا جن کے ہاتھوں پر دونوں لڑکے عیسائی بن گئے تھے، جب یہ قافلہ روانہ ہونے لگا تو یہ لڑکے بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے، ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں انہیں اسلام لانے کے لئے کچھ تکلیف دوں اور زبردستی مسلمان بنالوں ورنہ پھر آپ کو انہیں واپس لانے کے لئے اپنے آدمی بھیجنے پڑیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی کے راستوں کو واضح کر دیا ہے

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ (۵)

ترجمہ: بیشک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے۔

---

(۱) البقرة: ۲۵۶

(۲) سنن ابوداودكِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ۲۶۸۲

(۳) تفسیرابن کثیر ۱/۶۸۲

(۴) تفسیرابن کثیر ۱/۶۸۲

(۵) اللیل ۱۲

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ⁽¹⁾

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ⁽²⁾

ترجمہ: اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟۔

اب جو شخص بھی اسلام قبول کرنا چاہے تو سوچ سمجھ کر قبول کرے کیونکہ ایمان لانے کے بعد اگر کوئی ارتداد کرے گا تو اس کی سزا قتل ہے، چنانچہ جو شخص غیر اللہ کی عبادت اور شیطان کی اطاعت کا انکار کر کے اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے تمام رسولوں پر، اس کی منزل تمام کتابوں پر، روز آخرت پر، جنت و دوزخ پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے تو اس نے پختہ دین اختیار کر لیا، اس نے اس راستہ کا انتخاب کر لیا جس میں کوئی الجھاؤ نہیں بلکہ جو سیدھا لازوال نعمتوں سے بھری جنت کی طرف جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کے نیک و بد اعمال سے خوب واقف ہے لہذا روز محشر اس کے مطابق جزا و سزا دے گا، ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں کفر، معاصی اور جہل کے اندھیروں سے نکال کر ایمان، نیکی اور علم کی روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ لازوال نعمتوں اور راحت وسرور والی جنتوں میں پہنچ جاتے ہیں اور کافروں کے اولیا شیاطین ہیں جو جہالت وضلالت کو، کفر وشرک کو مزین کر کے انہیں ایمان اور توحید سے روکتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ اعمال صالح سے محروم ہو جاتے ہیں اور حزب شیطان میں شامل ہو جاتے ہیں اس لئے یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: يُبْعَثُ أَهْلُ الْأَهْوَاءِ أَوْ قَالَ: يُبْعَثُ أَهْلُ الْفِتَنِ-فَمَنْ كَانَ هَوَاهُ الْإِيمَانَ كَانَتْ فِتْنَتُهُ بَيْضَاءَ مُضِيئَةً، وَمَنْ كَانَ هَوَاهُ الْكُفْرَ كَانَتْ فِتْنَتُهُ سَوْدَاءَ مُظْلِمَةً، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: {اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ}

ایوب بن خالد فرماتے ہیں اہل ہوا یا اہل فتنہ کھڑے کیے جائیں گے، جس کی چاہت صرف ایمان ہی کی ہوگی وہ تو روشن صاف اور نورانی ہوگا اور جس کی خواہش کفر کی ہو وہ سیاہ اندھیروں والا ہوگا، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی'' جو لوگ ایمان لاتے ہیں، ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔''

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا،

---

(1) الشمس ۸

(2) البلد ۱۰

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ

ب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

ج ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے اور تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾ (البقرۃ ۲۵۸)

،اب تو وہ کافر بھونچکارہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آیت ۲۵۷ میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ اہل ایمان کا اللہ مددگار ہوتا ہے، وہ انہیں کفر و شرک کی ظلمتوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آتا ہے، جبکہ کفار کے مددگار اولیاء شیطان ہوتے ہیں جو انہیں روشنی سے ظلمتوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں، اب اسی کی توضیح کے لئے تین واقعات مثال کے طور پر بیان فرمائے، ابراہیم علیہ السلام کے دور میں عراق کا بادشاہ نمرود نامی شخص تھا جو سورج دیوتا کا پجاری تھا اور خود کو سورج دیوتا کا بیٹا کہتا تھا اس لئے وہ اپنے آپ کو رب سمجھتا تھا، فرعون بھی خود کو رب سمجھتا تھا اور اس نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یَآ أَیُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَیْرِی...[1]

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

یہ عرصہ بعید سے زبردست بادشاہ چلا آرہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بڑی دنیاوی قوت وطاقت عطا کی ہوئی تھی جس کی وجہ سے دماغ میں میں سرکشی، نخوت اور غرور و تکبر سما چکا تھا، جب ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے بتوں کو توڑ ڈالا تو آپ کے والد نے جو نمرود کی سلطنت کا ایک بڑا عہدہ دار تھا یہ مقدمہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا،

عَنِ السُّدِّیِّ ، قَالَ: وَأَخْرَجُوا إِبْرَاهِیمَ یَعْنِی مِنَ النَّارِ فَأَدْخَلُوهُ عَلَى الْمَلِكِ، وَلَمْ یَكُنْ قَبْلَ ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَیْهِ، فَكَلَّمَهُ

سدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے مابین یہ مناظرہ ابراہیم علیہ السلام کے آگ سے زندہ سلامت نکل آنے کے بعد ہوا تھا اسی دن آپ کی اس بادشاہ سے ملاقات ہوئی تھی اور اسی ملاقات میں یہ مناظرہ ہوا تھا۔[2]

اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اسے دین اسلام پیش کیا اور اللہ وحدہ لاشریک کا تقویٰ اختیار کرنے کو کہا مگر جس رب نے اسے بغیر کسی استحقاق کے حکومت کا استحکام اور طاقت و قوت عطا فرمائی تھی وہ اس کو بھول چکا تھا، چنانچہ وہ اپنی سرکشی میں وجود باری تعالیٰ پر دلیل مانگنے لگا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہ اللہ جس نے جہانوں کی تخلیق فرمائی اور ان کو رہنمائی عطا کی، وہ اللہ جو بحر و بر کی انواع و اقسام کی مخلوق کو پیدا کر کے زندگی اور پھر ایک وقت مقررہ پر موت سے ہمکنار کر دیتا ہے، وہ اللہ جو آسمان سے بارش برسا کر مردہ پڑی زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں سے مختلف اقسام کی کھیتاں پیدا کرتا اور پھر انہیں سوکھا دیتا ہے، وہ اللہ جو اپنی حکمت و مشیت سے جس کا چاہتا ہے رزق بڑھا دیتا ہے اور جس

[1] القصص ۳۸

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۴۹۸؍۲

کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے حکومت عطا کر کے عزتوں سے نوازتا ہے اور جس سے چاہتا چھین لیتا ہے، کیا یہ سب افعال خود بخود ہو رہے ہیں، کیا یہ بات اللہ کے وجود کی کھلی دلیل نہیں ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو اس کائنات کے نظام کو بہترین طریقے پر چلا رہی ہے؟ بادشاہ نے کہا مخلوقات پر تو مجھے بھی اختیار ہے، زندگی اور موت تو میں بھی دے سکتا ہوں،

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: آخُذُ رَجُلَيْنِ قَدِ اسْتَوْجَبَا الْقَتْلَ فِي حُكْمِي، فَأَقْتُلُ أَحَدَهُمَا فَأَكُونُ قَدْ أَمَتُّهُ، وَأَعْفُو عَنِ الْآخَرِ فَأَتْرُكُهُ وَأَكُونُ قَدْ أَحْيَيْتُهُ

محمد بن اسحاق کہتے ہیں اس کے پاس دو آدمی لائے گئے جو قتل کے مستحق تھے تو اس نے ان میں سے ایک کے بارے میں حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے اور دوسرے کے بارے میں حکم دیا کہ اسے قتل نہ کیا جائے اور زندہ کرنے اور مارنے کے اس نے یہ معنی سمجھے۔[1]

کہتے ہیں دشمن کو دلیل سے مارو اس سے بڑا کوئی ہتھیار نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام نے بات کو زیادہ لمبا کرنے کے بجائے فوراً دلیل کو بدلا اور ایک ایسی دلیل اس کے سامنے پیش کی کہ بادشاہ اس کی مشابہت ہی نہ کر سکے، آپ نے فرمایا تمہارے کہنے کے مطابق کہ تم مخلوقات پر پورا تصرف رکھتے ہو، زندگی اور موت دینے کا اختیار بھی رکھتے ہو، میرے رب نے اپنی مخلوق سورج کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے اگر تم اپنے دعوائے الوہیت میں سچے ہو تو اس نظام کو بدل ڈالو اور اپنے حکم سے سورج کو مغرب سے طلوع کر کے دکھا دو جھگڑا ختم ہو جائے گا، اب تو بادشاہ کے پاس اس شاندار دلیل کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے ٹوٹا پھوٹا جواب بھی نہ بن پڑا اور شرمندگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا، ابراہیم علیہ السلام نے دین حق پیش کر کے ہر حجت پوری کر دی مگر جو لوگ سرکشی اور بغاوت پر اتر آئیں اللہ بھی ایسے ظالموں کو کفر و ضلالت میں مبتلا رہنے دیتا ہے۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

یا اس شخص کی مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی وہ کہنے لگا اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ

مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ

اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مار دیا سو سال کے لیے، پھر اسے اٹھایا پوچھا کتنی مدت تم پر گزری؟

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ

کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا بلکہ تو سو سال تک رہا، پھر اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل

وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں

[1] تفسیر طبری ۷، ۴۳۳ / ۵

وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ

تو دیکھ کہ ہم ہڈیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب یہ سب ظاہر ہو چکا

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ (البقرۃ ۲۵۹)

تو کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یا پھر مثال کے طور پر اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا۔ یہ شخص کون تھا اس بارے میں مستندبات تو نہیں ملتی مگر زیادہ مشہور یہ ہے کہ یہ عزیر علیہ السلام تھے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَعْنِي قَوْلَهُ: {أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ} قَالَ: أَنَّهُ كَانَ عُزَيْرًا،وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ، وَالسُّدِّيِّ، وَابْنِ بُرَيْدَةَ، وَقَتَادَةَ:وَقَالَ مُجَاهِدٌ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے آیت ''یا پھر مثال کے طور پر اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ اس شخص سے مراد عزیر علیہ السلام ہیں، حسن، قتادہ، سدی اور سلیمان بن بریدہ کا بھی یہی قول ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے یہ واقعہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا ہے۔[۱]

وَأَمَّا الْقَرْيَةُ: فَالْمَشْهُورُ أَنَّهَا بَيْتُ الْمَقْدِسِ

اور بستی کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے۔[۲]

حیات بعد الموت ایک ایسی حقیقت ہے جسے سمجھنا آسان نہیں، اس پر من وعن یقین اور اعتقاد رکھنا ہی عقل کی بات ہے، یہ واقعہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت احیائے موتی کا اثبات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اور اس کے گدھے کو سو سال کے بعد زندہ کر دیا حتی کہ اس کے کھانے پینے کی چیزوں کو بھی خراب نہیں ہونے دیا، وہی رب قیامت والے دن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا، جب اللہ تعالیٰ سو سال کے بعد زندہ کر سکتا ہے، اصحاب کہف کو تین سو سال کے بعد زندہ کر سکتا ہے تو ہزاروں سال کے بعد زندہ کر دینا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے، بنی اسرائیل کے بابل کے بادشاہ بخت نصر کے اسیری کے دور میں عزیر علیہ السلام نے یروشلم سے دور کسی جگہ بسیرا کر لیا، اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کو فرمایا ہم اس اجڑے شہر یروشلم کو جو نبیوں کی مقدس سرزمین رہا ہے دوبارہ آباد کریں گے اس لئے وہاں جائیں اور اس ویرانہ میں جا کر رہیں، حکم ربی کے مطابق عزیر علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر وہاں پہنچ گئے، شہر کو دیکھا جو کبھی بہت بارونق آباد بستی تھی، جس میں لاکھوں لوگ آباد تھے مگر اب وہ تباہ وبرباد اور کھنڈر بنا پڑا تھا، اس بستی کے حالات سے متاثر ہو کر بڑے تعجب وحیرت سے دل میں سوچنے لگے کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ اس مردہ بستی کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا، اب کون سے ایسے اسباب پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ رب اس مردہ بستی کو پھر سے زندگی بخشے گا، یعنی عزیر علیہ السلام حیات بعد الموت کے عقیدے پر حیران تھے، وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ موت کے بعد زندگی کیسے ممکن

[۱] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۵۰۰

[۲] تفسیر ابن کثیر ۱/۶۸۸

ہے حالانکہ رب العالمین کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے جب وہ پوری دنیا کو انسانوں سے بھر کر آباد کر سکتا ہے تو یہ تو ایک چھوٹی سے بستی تھی، اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھید جانتا ہے اس نے اس عقیدہ کو واضح کرنے کے لئے جب کہ کچھ دن چڑھا تھا اپنی حکمت ومشیت سے عزیر علیہ السلام کی روح قبض کر لی اور انہیں حیات بعد الموت کے عملی تجربہ سے گزارا، تقریباً ۵۳۹ قبل مسیح میں فارس کے بادشاہ سائرس نے بابل کے بادشاہ بیل شاہ زار کو جو بخت نصر کے بعد بادشاہ بنا تھا شکست دے کر فارس کو اس کے مظالم سے نجات دلائی اور اس نے بنی اسرائیل کو بھی آزاد کیا اور یروشلم اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی بھی اجازت فرمائی، چنانچہ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر سائرس کے بعد دارا اور پھر اردشیر کے زمانہ میں مکمل ہوئی، اس عرصہ میں یروشلم پہلے سے زیادہ خوب آباد اور بارونق شہر بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کو سو سال تک مردہ حالت میں رکھ کر دوبارہ زندہ کر دیا، اس وقت شام نہیں ہوئی تھی، اگرچہ انہیں مرے ہوئے سو سال بیت چکے تھے لیکن انہیں بالکل اس بات کا احساس نہیں تھا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وقت کا ادراک زندگی کے ساتھ ہے، رب جب مردوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا تو انسانوں کو ایسے محسوس ہوگا جیسے یہ کل کی بات ہو، زندگی بخشنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتے کی وساطت سے عزیر علیہ السلام سے پوچھا اچھا یہ تو بتلاؤ کہ تم کتنا عرصہ پڑے سوتے رہے ہو، عزیر علیہ السلام نے اپنے سونے اور جاگنے کے وقت سے اندازہ لگایا کہ یہ آج ہی کا واقعہ ہے اور دن کا کچھ حصہ گزرا ہے، عزیر علیہ السلام نے جواب عرض کیا اے باری تعالیٰ ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ میں سوتا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم سو سال تک موت کی آغوش میں پڑے رہے ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرایا کہ عام حالات میں گلنے سڑنے والی چیزیں کس طرح تروتازہ رہیں، فرمایا اپنے کھانے اور پینے کے پانی کو دیکھو کیا اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان میں کوئی خرابی واقع ہوئی ہے؟ انہوں نے دیکھا تو سب کھانے پینے کی چیزیں تروتازہ اور موسمی اثرات سے محفوظ تھیں، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اب دوسری جانب اپنے گدھے کو بھی دیکھو کہ اتنے عرصہ میں تمہاری سواری کا کیا ہوا، انہوں نے گدھے کی طرف دیکھا تو ان کا گدھا گل سڑ چکا تھا بلکہ اس کی ہڈیوں کا پنجر تک بوسیدہ ہو چکا تھا، ارشاد فرمایا ہم نے یہ سب اس لئے کیا ہے تا کہ ہم تمہیں دوسروں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کا ایک نشان بنا دیں، جس سے اللہ کی قدرت ظاہر ہو کہ وہ مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھا سکتا ہے اور تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ پیغمبر نے جو خبریں دی ہیں وہ واقعی سچی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے دوبارہ زندہ ہونے کا عینی مشاہدہ کرایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے گدھے کی بوسیدہ ہڈیوں نے آپس میں ترتیب پائی، پھر ان پر گوشت چڑھا اور پھر وہ زندہ کھڑا ہو گیا،

وَقَالَ السُّدِّيُّ وَغَيْرُهُ: تَفَرَّقَتْ عِظَامُ حِمَارِهِ حَوْلَهُ يَمِينًا وَيَسَارًا فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَهِيَ تَلُوحُ مِنْ بَيَاضِهَا، فَبَعَثَ اللهُ رِيحًا فَجَمَعَتْهَا مِنْ كُلِّ مَوْضِعٍ مِنْ تِلْكَ الْمَحِلَّةِ، ثُمَّ رَكِبَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى صَارَ حِمَارًا قَائِمًا مِنْ عِظَامٍ لَا لَحْمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ كَسَاهَا اللهُ لَحْمًا وَعَصَبًا وَعُرُوقًا وَجِلْدًا ، وَبَعَثَ اللهُ مَلَكًا فَنَفَخَ فِي مَنْخَرَيِ الْحِمَارِ فَنَهَقَ كُلُّهُ بِإِذْنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

سدی رحمہ اللہ وغیرہ نے لکھا ہے ان کے گدھے کی ہڈیاں ان کے دائیں بائیں بکھری ہوئی تھیں، انہوں نے دیکھا تو سفید سفید ہڈیاں چمک رہی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا جس نے جگہ جگہ بکھری ہوئی تمام ہڈیوں کو یکجا کر دیا اور ہر ہڈی کو اس کی جگہ پر جوڑ دیا حتی کہ ہڈیوں سے بنا ہوا ایک ڈھانچہ کھڑا ہو گیا جو گوشت سے خالی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس ڈھانچے میں گوشت، اعصاب، رگیں اور کھال پیدا فرما دی،

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے گدھے کے دونوں نتھنوں میں پھونک ماری تو گدھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحیح سالم بن کر ہینگنے لگا۔ [1]

یوں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو عزیر علیہ السلام کو موت کی حقیقت کو تجرباتی طور پر دکھایا اور پھر ان گلی سڑی ہڈیوں میں دوبارہ جان ڈال کر حیات بعد الموت کا منظر دکھایا اور ان کے اشتیاق اور سچائی کی جستجو کے سبب حیات بعد الموت کے تجربے سے گزار کر یقین کی دولت عطا فرمائی، عزیر علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! یقین تو پہلے بھی تھا کہ تجھے ہر قدرت حاصل ہے لیکن ان عینی مشاہدے کے بعد میرے یقین اور علم میں مزید پختگی اور اضافہ ہو گیا ہے، اور اے میرے رب! بیشک تیری قدرت کاملہ کے لئے کسی طرح کے اسباب و وسائل کی حاجت نہیں تو جس طرح چاہے اپنی سلطنت میں بے روک ٹوک تصرف کرے کوئی اس کے لئے مانع نہیں ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟

قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ

(جناب باری تعالیٰ نے) فرمایا کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی، فرمایا

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

چار پرندلو، ان کے ٹکڑے کر ڈالو پھر ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں

ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۲۶۰ (البقرۃ ۲۶۰)

پکارو تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمتوں والا ہے۔

اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! میں دل و جاں سے اس پر ایمان رکھتا ہوں مگر عینی مشاہدے سے دل کی تسلی و تشفی کرنا چاہتا ہوں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ، إِذْ قَالَ: رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي المَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي

اس آیت کی تفسیر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم ابراہیم علیہ السلام کی نسبت شک کے زیادہ حق دار ہیں جب انہوں نے کہا میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ اس نے عرض کیا ایمان

[1] تفسیر ابن کثیر ۶۸۸/۱

تو میں رکھتا ہوں مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔ (۱)

یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ یقین طلب کرنے کے ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ہم زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کر لے تا کہ زندہ ہونے کے بعد ان کا آسانی سے پہچان لے کہ وہی پرندے ہیں اور تمہیں کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہ رہے، پھر جب وہ تم سے اچھی طرح مانوس ہو جائیں تو انہیں ذبح کر کے اور ان کے اجزا کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور پھر ان کے اجزا کو باہم ملا کر ان اجزا کو مختلف پہاڑوں پر رکھ دے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ} فَذَكَرُوا أَنَّهُ عَمَدَ إِلَى أَرْبَعَةٍ مِنَ الطَّيْرِ فَذَبَحَهُنَّ، ثُمَّ قَطَّعَهُنَّ وَنَتَفَ رِيشَهُنَّ، وَمَزَّقَهُنَّ وَخَلَطَ بعضهن في ببعض، ثُمَّ جَزَّأَهُنَّ أَجْزَاءً، وَجَعَلَ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا، قِيلَ: أَرْبَعَةُ أَجْبُلٍ ، وَقِيلَ: سَبْعَةٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ” اور ان کو اپنے سے مانوس کر لے۔“ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے چار پرندے لیے، انہیں ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ان کے بالوں کو نوچ کر توڑ دیا پھر ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا پھر ان کو الگ الگ ٹکڑوں میں کر دیا اور ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا ڈال دیا بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے چار پہاڑوں پر ان ٹکڑوں کو بکھیرا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سات پہاڑوں پر ان ٹکڑوں کو بکھیرا تھا۔ (۲)

پھر تو انہیں آواز دے تو وہ زندہ ہو کر تیرے پاس دوڑتے چلے آئیں گے، اللہ کے حکم سے انہوں نے پرندوں کو آواز دیں تو چاروں پرندے زندہ ہو کر اڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے، جیسے فرمایا

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ (۳)

ترجمہ: ابراہیم کو ہم اسی طرح زمین اور آسمانوں کا نظامِ سلطنت دکھاتے تھے اور اس لیے دکھاتے تھے کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

اور خوب جان لے کہ اللہ عظیم قوتوں والا ہے، کوئی مخلوق اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی، اور وہ اسباب وسائل کا محتاج نہیں اور نہ ہی اسباب کے راستے پر چلنے کا پابند ہے، وہ تو بس جس کام کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اسے اپنے قدرت کے کلمہ کن سے وجود میں آنے کا حکم دیتا ہے وہ فوراً وجود میں آجاتی ہے، وہ اپنے اقوال وافعال میں حکمت والا ہے اور وہ کوئی کام بے مقصد نہیں کرتا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ

جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي المَوْتَى ۴۵۳۷

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱/۶۹۰

(۳) الانعام ۷۵

فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

اور ہر بالی میں سے سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ اسے چاہے اور بڑھا چڑھا دے، اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے،

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى ۙ

جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں

لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ

ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے ان پر نہ تو کچھ خوف ہے نہ وہ اداس ہوں گے،

مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ (البقرۃ ۲۶۱تا۲۶۳)

نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔

اس سے پہلے فرمایا تھا

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ [۱]

ترجمہ: تم میں کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے تا کہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟ گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی، اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

یہاں انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت میں فرمایا جو لوگ دنیاوی فائدے سے بے پرواہ ہو کر اپنے مال اللہ کا کلمہ بلند کرنے یعنی اللہ کے دین اسلام کے فروغ ونفاذ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے زمین میں ایک دانہ بویا جائے اور اس ایک دانہ سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں، یعنی جہاد فی سبیل میں خرچ کرنے کا اجر وثواب سات سو گنا سے بھی بڑھ کر ہے،

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ، أَوْ لَتَأْتِيَنَّ، بِسَبْعِ مِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے مہار والی ایک اونٹنی اللہ کی راہ میں صدقہ کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً یہ قیامت کے دن مہار والی سات سو اونٹنیاں (اپنے ساتھ) لائے گی۔ [۲]

اور صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں

جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ، فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

---

[۱] البقرة ۲۴۵

[۲] مسند احمد ۲۲۳۵۷، سنن نسائی كِتَاب الْجِهَادِ فَضْلُ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۳۱۸۷

سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ

ایک شخص مہار والی ایک اونٹنی لے کر آیا اور اس کی عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اللہ کی راہ میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے قیامت کے دن اس کے عوض میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی جو سب مہار والی ہوں گی۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَة ضِعْفٍ ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ، مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابن آدم کے ہر عمل کو اس طرح بڑھا دیا جاتا ہے کہ ایک نیکی کا سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ جس قدر اللہ چاہے ثواب ملتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مگر روزہ، وہ میرے ہی لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا، وہ محض میری وجہ سے اپنے کھانے اور خواہش نفس کو چھوڑتا ہے، روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب تعالیٰ کے دیدار کے وقت، روزے دار کے منہ کی بو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر پاکیزہ ہوگی، روزہ ڈھال ہے، روزہ ڈھال ہے۔ (۲)

اگر اس سے مراد تمام مصارف خیر ہوں یعنی بچوں کی خوراک، اپنے اعزہ واقربا کی خبر گیری، محتاجوں کی اعانت، رفاہ عام کے کام ہوں تو یہ فضیلت نفقات وصدقات نافلہ کی ہوگی اور دیگر نیکیاں

...اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا... (۳)

ترجمہ: ایک نیکی کا اجر دس گنا۔

کی ذیل میں آئیں گی، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزوفی عطا فرماتا ہے، یعنی خرچ کرنے والے کے حال اور اس کے خلوص کے مطابق یا خرچ کی کیفیت، منافع اور برمحل ہونے کی مناسبت سے ثواب میں بے حساب اضافہ کر دیتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے، یعنی اللہ کا فضل وسیع ہے، اس کی عطا بے حساب ہے جس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی، اور علیم بھی ہے اسے خوب معلوم ہے کہ کون اس دگنے چوگنے اجر وثواب کا مستحق ہے اور کون نہیں، لہذا وہ اجر وثواب کا اضافہ وہیں کرتا ہے جہاں اس کا صحیح مقام ہو، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید انصاری کو اللہ تعالیٰ نے ایثار واستغناء کی دولت سے مالا مال کیا تھا، ان کے پاس معمولی جائداد تھی جس سے بمشکل اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتے تھے لیکن جب انہیں انفاق فی سبیل اللہ کے اجر وثواب کا علم ہوا تو

أَنَّهُ تصدق بمال لم يكن له غيره، كان يعيش به هو وولده، فدفعه إِلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فجاء أبوه

---

(۱) صحيح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَتَضْعِيفِهَا ۴۸۹۷

(۲) مسند احمد ۹۷۱۴، صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ ۲۷۰۵، ۲۷۰۴

(۳) الانعام ۱۶۰

إِلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: يا رَسُول اللهِ، إن عَبْد اللهِ بْن زيد تصدق بماله وهو الذي كان يعيش فيه،فدعا رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْد اللهِ بْن زيد، فقال: إن الله قد قبل منك صدقتك، وردها ميراثًا عَلَى أبويك قال بشير: فتوارثناها

انہوں نے پنی ساری کی ساری جائداد راہ حق میں صدقہ کر دی،ان کے والد (زید رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عبد اللہ بن زید نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا ہے اور کچھ بھی نہیں چھوڑا اور اسی پر ہمارا گزارہ چلتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول فرمایا لیکن اب باپ کی میراث کے نام پر تم کو واپس دیتا ہوں اس کو قبول کر لو۔ (۱)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر زبانی یا عملی طور پر احسان نہیں جتاتے اور نہ زبان سے ایسا کلمہ تحقیر ادا کرتے ہیں جس سے غریب، محتاج کی عزت نفس مجروح ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے انہیں ہر خیر حاصل ہو گی اور ہر برائی ان سے دور کر دی جائے گی، کسی کی مدد کر کے بعد میں اس پر احسان جتلانا بہت اتنا بڑا جرم ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَالَ:ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ،قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا اور نہ گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہ آیت تلاوت فرمائی، تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بہت گھاٹے اور خسارے میں پڑے یہ لوگ کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ازار کو لٹکانے والا (مرد جو ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکائے) احسان کر کے اس کو جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کو فروخت کرنے والا۔ (۲)

سائل سے نرمی وشفقت اور چشم پوشی، پردہ پوشی اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اس کو لوگوں میں ذلیل ورسوا کر کے اسے تکلیف پہنچائی جائے،

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ،وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ:تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ: وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

(۱) اسد الغابة ۳۴۸/۲

(۲) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ، وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ، وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ، وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۹۳،سنن ابوداود كتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ ۴۰۸۷، جامع ترمذى ابواب البيوع بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ كَاذِبًا ۱۲۱۱،سنن ابن ماجه كتاب التجارات بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَيْمَانِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ ۲۲۰۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص پر ہر دن میں جس میں سورج طلوع ہو صدقہ کرنا لازم قرار دیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے کسی آدمی کی مدد کر کے اسے سواری پر بٹھا دینا اور اس کا سامان اسے پکڑا دینا صدقہ ہے راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے اور نماز کے لئے اٹھنے والا ہر قدم بھی صدقہ ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ:قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًاوَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ أَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا احسان اور نیکی کو حقیر مت سمجھو اور یہ بھی ایک احسان ہے کہ اپنے بھائی سے ملو تو کشادہ پیشانی کے ساتھ ملو۔ (۲)

اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اس کی صفت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ

اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے

النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ

کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی

تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ

مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اس کو بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز

مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا، ان لوگوں کی مثال ہے جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی

اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ

رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار

فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دوگنا لاوے اور اگر اس پر بارش نہ بھی پڑے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام

(۱) صحيح مسلم كتاب الزكوة بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ ۲۳۳۵

(۲) صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ ۲۶۹۰، جامع ترمذى ابواب الاطعمة بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْثَارِ مَاءِ الْمَرَقَةِ ۱۸۳۳، مسند احمد ۲۱۵۱۹، شعب الايمان ۳۱۸۵، شرح السنة للبغوى ۳۵۰۴

بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

دیکھ رہا ہے، کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں

الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ

اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے ننھے ننھے سے بچے بھی ہوں

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

اور اچانک باغ کو بگولہ لگ جائے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ (البقرۃ ۲۶۴ تا ۲۶۶)

بیان کرتا ہے تا کہ تم غور فکر کرو۔

اے ایمان لانے والو! اپنے صدقات وخیرات کو کسی پر احسان جتا کر، کسی کو تکلیف پہنچا کر، اپنی سخاوت، فیاضی اور نیکی کی شہرت مدنظر رکھ کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کے لئے نہیں محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے، وہ نہ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت کے دن پر، یعنی وہ اس خرچ کرنے کے اجر وثواب کو اللہ سے نہیں بلکہ لوگوں سے اس کا اجر چاہتا ہے، اس کے خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سخت چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی، اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی، ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا، یعنی جس طرح بارش اس پتھر کے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوتی اس طرح ریاکار کو بھی اس کے صدقہ کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور اللہ تعالیٰ منکر نعمت کو خواہ مخواہ راہ راست کی طرف رہبری نہیں کرتا ہے، بخلاف اس کے جو لوگ اپنے مال خوشی ویقین کے ساتھ محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے ساتھ خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سطح مرتفع پر ایک باغ ہو اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی پھوار اور شبنم بھی اس کے لیے کافی ہو جائے، تم جو اعمال جس نیت کے ساتھ کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک سرسبز وشاداب باغ ہو، اسے نہروں سے سیراب کیا جاتا ہو، اور وہ کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا ہو اور وہ عین اس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آ کر جھلس جائے جبکہ وہ خود بوڑھا ہو اور محنت ومشقت سے عاجز ہو چکا ہو اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں؟ یعنی عمر بھر کی کمائی تباہ وبرباد ہو گئی، اب نہ وہ خود دوبارہ اس باغ کو نئے سرے سے لگا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی اولاد اس کی کوئی مدد کر سکتی ہے، قیامت کے دن یہی حال ان ریاکاری سے خرچ کرنے والوں کا ہو گا کہ جب نیکیوں کی شدید ضرورت ہو گی مگر اس کے نفاق وریاکاری کی وجہ سے ان کے سارے اعمال اکارت چلے جائیں گے اور دوبارہ عمل خیر کرنے کی مہلت وفرصت نہ ہو گی،

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الآيَةَ

نَزَلَتْ: {أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ}[1]؟ قَالُوا: اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ:قُولُوا نَعْلَمُ أَوْ لاَ نَعْلَمُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، قَالَ عُمَرُ:يَا ابْنَ أَخِي قُلْ وَلاَ تَحْقِرْ نَفْسَكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ:أَيُّ عَمَلٍ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ:لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّيْطَانَ، فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ

عبید بن عمیر سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہاری رائے میں یہ آیت ”کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو۔“ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے، اس جواب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے کہ امیرالمومنین! اس کے بارے میں میرے دل میں ایک بات ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا برادرزادے! کہو اور اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت میں ایک عمل کی مثال بیان کی گئی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس عمل کی؟ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک عمل کی مثال بیان کی گئی ہے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (خود ہی) فرمایا یہ مثال اس دولت مند شخص کے عمل کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق عمل کرتا ہے پھر اللہ اس کے پاس شیطان کو بھیج دیتا ہے تو وہ گناہوں کے کام کرنے لگتا ہے حتی کہ اپنے سارے اعمال کا ضائع کر بیٹھتا ہے۔[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا حَسَنًا وَكُلُّ أَمْثَالِهِ حَسَنٌ، قَالَ: {أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ}[3] يَقُولُ: صَنَعَهُ فِي شَبِيبَتِهِ، فَأَصَابَهُ الْكِبَرُ، وَوَلَدُهُ وَذُرِّيَّتُهُ ضِعَافٌ، عَنْ آخِرِ عُمُرِهِ، فَجَاءَهُ إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ، فَاحْتَرَقَ بُسْتَانُهُ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ قُوَّةٌ أَنْ يَغْرِسَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَ نَسْلِهِ خَيْرٌ، يَعُودُونَ بِهِ عَلَيْهِ، وَكَذَلِكَ الْكَافِرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا رُدَّ إِلَى اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ خَيْرٌ، فَيُسْتَعْتَبَ. كَمَا لَيْسَ لِهَذَا قُوَّةٌ فَيَغْرِسُ مِثْلَ بُسْتَانِهِ، وَلَا يَجِدُهُ قَدَّمَ لِنَفْسِهِ خَيْرًا، يَعُودُ عَلَيْهِ، كَمَا لَمْ يُغْنِ هَذَا عَنْ وَلَدِهِ، وَحُرِمَ أَجْرُهُ، عِنْدَ أَفْقَرِ مَا كَانَ إِلَيْهِ، كَمَا حُرِمَ هَذَا جَنَّةَ اللّٰهِ عِنْدَ أَفْقَرِ مَا كَانَ إِلَيْهِ عِنْدَ كِبَرِهِ وَضَعْفِ ذُرِّيَّتِهِ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک بہت خوبصورت مثال بیان فرمائی ہے اور اس کی بیان فرمودہ ساری مثالیں ہی بہت خوبصورت ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا بھرا باغ ہو، نہروں سے سیراب، کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا۔“ اب اسے طاقت نہیں کہ پھر سے اس طرح کا باغ اگا سکے، اس کی اولاد کے پاس بھی مال واسباب نہیں کہ وہ اس کی کوئی مدد کر سکے۔ روز قیامت کافر کو جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا تو اس کا بھی یہی حال ہوگا اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی کہ اس کی معذرت کو قبول کر لیا جائے، جیسے کہ مثال میں بیان کیے گئے شخص کے پاس اب طاقت نہیں ہے

---

[1] البقرۃ: ۲۶۶

[2] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ ۴۵۳۸

[3] البقرۃ: ۲۶۶

کہ پہلا سا باغ بنا سکے، وہ کوئی ایسی نیکی بھی نہیں پائے گا جسے اس نے آگے بھیجا ہو کہ اب وہ اس کے کام آ سکے جیسے کہ باغ والے کے اس کی اولاد کام نہیں آئی، یہ اس وقت اجر وثواب سے محروم ہو گا جب اسے اجر وثواب کی بے حد ضرورت ہو گی، جیسے یہ شخص باغ سے اس وقت محروم ہوا جب اسے اس کی اپنے بڑھاپے اور اولاد کی کمزوری کی حالت میں شدید ضرورت تھی۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: اللهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي وَانْقِطَاعِ عُمْرِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے " اے اللہ! اپنی روزی کو سب سے زیادہ مجھے اس وقت عنایت فرما جب میری عمر بڑی ہو جائے اور ختم ہونے کو آئے۔ " (۲)

اس طرح اللہ اپنی باتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے شاید کہ تم غور وفکر کرو، جیسے فرمایا

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (۳)

ترجمہ: یہ مثالیں ہم لوگوں کی فہمائش کے لیے دیتے ہیں مگر ان کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو،

وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْٓا

ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرو جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو، اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ

کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے، شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے

وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ

اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے، وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يَذَّكَّرُ

دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲٫۵۲۳

(۲) مستدرک حاکم ۱۹۸۷، المعجم الاوسط ۳۶۱۱

(۳) العنکبوت ۴۳

إِلَّآ أُولُوا۟ الْأَلْبَٰبِ ﴿٢٦٩﴾ (البقرۃ ۲۶۷ تا ۲۶۹)

عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

خراب اور حرام مال کی خیرات مسترد: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو پاکیزہ مال تم نے تجارت وصنعت سے کمائے ہیں اور ہم نے زمین سے جو سونا چاندی اور فصلوں اور باغات کی صورت میں تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے بہترین مرغوب طبع اور پسند خاطر عمدہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو۔ (۱)

عَنِ الْبَرَاءِ، ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِينَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، كُنَّا أَصْحَابَ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالقِنْوِ وَالقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ، فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاعَ أَتَى القِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ مِنَ البُسْرِ وَالتَّمْرِ فَيَأْكُلُ، وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِي الخَيْرِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالقِنْوِ فِيهِ الشِّيصُ وَالحَشَفُ وَبِالقِنْوِ قَدْ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ قَالُوا: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِيَ إِلَيْهِ مِثْلُ مَا أَعْطَى، لَمْ يَأْخُذْهُ إِلاَّ عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَيَاءٍ. قَالَ: فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ آیت " ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرو جسے تم خود لینے والے نہیں ہو۔" ہمارے انصار بھائیوں کے لئے نازل ہوئی تھی کیونکہ ان کے کھجوروں کے باغ تھے کھجوروں کی کٹائی کے وقت بعض انصار اپنی اپنی وسعت کے مطابق (صدقہ کے طور پر) کھجوریں لاتے اور بعض ایک یا دو خوشے لاکر مسجد کے ستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی رسی سے لٹکا دیتے اور اہل صفہ کا کہیں سے کھانا مقرر نہیں تھا چنانچہ اصحاب صفہ اور مسکین مہاجر بھوک کے وقت خوشے کے پاس آتا اور اس پر اپنی لاٹھی مارتا جس سے پکی ہوئی چند کھجوریں گر پڑتیں جسے اٹھا کر وہ کھالیتا، اور بعض لوگ جن کو صدقہ کی رغبت کم تھی وہ اس میں خراب اور نکمی کھجور کا ایک خوشہ لٹکا دیتے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی " اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے بہتر حصہ راہ خدا میں خرچ کرو، ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لیے بری سے بری چیز چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمہیں دے تو تم ہرگز اسے لینا گوارا نہ کرو گے الا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اغماض برت جاؤ۔" اس کے نازل ہونے کے بعد ہم میں سے ہر شخص بہتر سے بہتر چیز لاتا تھا۔ (۲)

---

(۱) مسند احمد ۸۳۴۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا ۲۳۴۶، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۸۹، مصنف عبدالرزاق ۸۸۳۹، شعب الایمان ۵۳۵۳، ۱۱۱۸، معجم ابن عساکر ۲۴۷

(۲) جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۸۷، سنن ابن ماجہ کتاب الزکاۃ بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُخْرِجَ فِي الصَّدَقَةِ شَرَّ مَالِهِ ۱۸۲۲

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، {وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ} [۱] يَقُولُ: لَوْ كَانَ لَكُمْ عَلَى أَحَدٍ حَقٌّ، فَجَاءَكُمْ بِحَقٍّ دُونَ حَقِّكُمْ وَلَمْ تَأْخُذُوهُ بِحِسَابِ الْجَيِّدِ، حَتَّى تُنْقِصُوهُ قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ {اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ} [۲]

فَكَيْفَ تَرْضَوْنَ لِي مَا لَا تَرْضَوْنَ لِأَنْفُسِكُمْ وَحَقِّي عَلَيْكُمْ مِنْ أَطْيَبِ أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفَسِهِ؟

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے " حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمہیں دے، تو تم ہرگز اسے لینا گوارا نہ کروگے اِلّا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اغماض برت جاؤ۔" کے بارے میں روایت کیا ہے اگر تمہارا کسی پر کوئی حق ہو اور وہ اس سے جتنا تمہارا حق بنتا ہے کم لے کر آئے تو تم اسے کم سمجھتے ہوئے نہیں لوگے حتی کہ اسے ناقص قرار دوگے، فرمایا "اور اسے ناقص قرار دوگے۔" کے یہی معنی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے لیے اس چیز کو کیسے پسند کرتے ہو جسے تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے میرا تم پر حق یہ ہے کہ اپنے پاکیزہ اور عمدہ ترین مال کو میرے لیے خرچ کرو۔ [۳]

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ... ﴿۹۲﴾ [۴]

ترجمہ: تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ... ﴿۳۷﴾ [۵]

ترجمہ: نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تمہیں جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے صدقات سے بے نیاز ہے اور بہترین صفات سے متصف ہے، اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو تو شیطان تمہارے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور نیک کاموں سے روک کر بے حیائیوں اور بدکاریوں کی رغبت دلاتا ہے، گناہوں پر، نافرمانیوں پر، حرام کاریوں پر اور مخالفت حق پر اکساتا ہے اور ان برے کاموں کو سجا اور سنوار کر پیش کرتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ ﴿۶﴾ [۶]

ترجمہ: درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو وہ تو اپنے پیروں کو اپنی راہ پر اس لیے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

[۱] البقرة: ۲۶۷
[۲] البقرة: ۲۶۷
[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۵۲۸
[۴] آل عمران ۹۲
[۵] الحج ۳۷
[۶] فاطر ۶

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلشَّيْطَانَ لِمَّةً بِابْنِ آدَمَ، وَلِلْمَلَائِكَةِ لِمَّةً، فَأَمَّا لِمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ، وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ، وَأَمَّا لِمَّةُ الْمَلَائِكَةِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ، وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ، وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرَى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ. ثُمَّ قَرَأَ: {الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا} ﴿۱﴾

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان کی بھی ابن آدم سے قربت ہے اور فرشتے کی بھی قربت ہے، شیطان کی قربت یہ ہے کہ وہ انسان کو شر کی طرف لوٹاتا ہے اور اس سے حق کی تکذیب کرواتا ہے اور فرشتے کی قربت یہ ہے کہ وہ اسے نیکی کی طرف لوٹاتا ہے اور اس سے حق کی تصدیق کرواتا ہے، جو شخص اسے (فرشتے کی قربت) پائے تو وہ جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اور اگر کوئی دوسری صورت پائے تو وہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ ''شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔'' کی تلاوت فرمائی۔ ﴿۲﴾

مگر اللہ تمہیں گناہوں سے پاک کرنے کا اور فضل کی امید دلاتا ہے، جس سے دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہوگا، اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے، جس کو چاہتا ہے صحیح بصیرت اور صحیح قوت فیصلہ عطا کرتا ہے،

عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا} ﴿۳﴾ يَعْنِي الْمَعْرِفَةَ بِالْقُرْآنِ، نَاسِخِهِ وَمَنْسُوخِهِ، وَمُحْكَمِهِ وَمُتَشَابِهِهِ، وَمُقَدَّمِهِ وَمُؤَخَّرِهِ، وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ، وَأَمْثَالِهِ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ '' اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے یہاں حکمت سے مراد قرآن کریم اور اس کے ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، مقدم و موخر، حلال و حرام اور امثال کی پہچان ہے۔ ﴿۴﴾

اور جس کو صحیح بصیرت اور صحیح قوت فیصلہ ملی اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٍ آتَاهُ اللهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا دو شخصوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے، دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت و دانش اور علم سے نواز رکھا ہو اور وہ اسی کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہو۔ ﴿۵﴾

﴿۱﴾ البقرة: ۲۶۸

﴿۲﴾ تفسیرابن ابی حاتم۲،۵۲۹

﴿۳﴾ البقرة: ۲۶۹

﴿۴﴾ تفسیرطبری۵،۵۷۶

﴿۵﴾ صحیح بخاری كتاب الزكوٰة بَابُ إِنْفَاقِ المَالِ فِي حَقِّهِ ۱۴۰۹، صحیح مسلم كتاب الزكوٰة بَابُ فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ، وَيُعَلِّمُهُ،

وعظ ونصیحت سے صرف وہی لوگ سبق لیتے ہیں جو اصحاب عقل و دانش ہوں۔

وَ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ

تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور ظالموں کا

مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا

کوئی مددگار نہیں، اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ

وَ تُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَ يُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ

مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۱﴾ (البقرة ۲۷۱،۲۷۰)

تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

تم نے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو یا شیطان کی راہ میں، اور جو نذر بھی مانی ہو خواہ وہ اللہ کے لئے مانی ہو یا غیر اللہ کے لئے دونوں صورتوں میں تمہاری نیت اور اس فعل سے اللہ خوب باخبر ہے، جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو گا یا اس کی کی خاطر نذر مانی ہو گی اللہ انہیں اس کا اجر بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا اور جو لوگ شیطانی راہوں میں خرچ کریں گے اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے نذریں مانی ہوں گی ایسے ظالموں کو اللہ کے دردناک عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا، اگر لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے اپنے صدقات علانیہ دو تو یہ بھی اچھا ہے لیکن اگر حاجت مندوں کو چھپا کر دو تا کہ ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرا وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھا دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد للہی محبت ہوتی ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے

وَفَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ حِكْمَةً مِنْ فِقْهٍ، أَوْ غَيْرِهِ فَعَمِلَ بِهَا وَعَلَّمَهَا ۱۸۹۶، سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ الْحَسَدِ ۴۲۰۸، مسند احمد ۳۶۵۱

ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (۱)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ، كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ، كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ

عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کو اونچی آواز سے پڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی دکھا کر صدقہ کرے اور دھیمی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی مخفی طور پر صدقہ دے۔ (۲)

علانیہ صدقہ وخیرات کر و یا چھپا کر دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں اور برائیوں کو دور کر دے گا اور تمہارے درجات بڑھائے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اور جس نیت بھی کرتے ہو اللہ کو بہر حال اس کی خبر ہے اور اسی کے مطابق ہی ترازو عدل میں وزن ڈالے گا۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

انہیں ہدایت پر کھڑا کرنا تیرے ذمے نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دو گے

فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

اس کا فائدہ خود پاؤ گے، تمہیں صرف اللہ کی رضامندی کی طلب کے لیے ہی خرچ کرنا چاہیے تم جو کچھ مال خرچ کرو گے

يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا، ان ضرورت مندوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں گھر کر

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ٘ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ

بیٹھ گئے ہوں کیونکہ انہیں یہ طاقت ہی نہیں رہی کہ وہ معیشت کی تلاش کر سکیں، ناواقف آدمی دیکھے تو خیال کرے کہ انہیں

مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ

کسی طرح کی احتیاج نہیں، کیونکہ ان کی ظاہری حالت ایسی ہے تم غور وفکر ہی سے ان کی حالت جان سکتے ہو، وہ لوگوں

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان باب مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ ۶۶۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ ۲۳۸۰

(۲) سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابٌ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۳۳۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ مَالَهُ مِنَ الأَجْرِ ۲۹۱۹، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ بَابُ الْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ ۲۵۶۲، مسند احمد ۱۷۴۴۴، صحیح ابن حبان ۷۳۴، مستدرک حاکم ۲۰۳۸، السنن الکبری للبیہقی ۴۷۱۲

النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ (البقرۃ ۲۷۳،۲۷۲)

کے پیچھے پڑ کر کبھی سوال کرنے والے نہیں تم جو کچھ بھی نیکی کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا علم رکھنے والا ہے۔

مستحق صدقات کون ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانُوا لَا يَرْضَخُونَ لِأَنْسِبَائِهِمْ، وَهُمْ مُشْرِكُونَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مسلمان اپنے مشرک عزیز و اقربا کی مالی مدد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے، وہ چاہتے تھے کہ وہ دین حق قبول کر لیں۔ (1)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِأَلَّا يُصَدَّقَ إِلَّا عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ} (2) إِلَى آخِرِهَا، فَأَمَرَ بِالصَّدَقَةِ بَعْدَهَا عَلَى كُلِّ مَنْ سَأَلَكَ،

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صدقہ صرف مسلمانوں کو دیا جائے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی ”لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمے داری تم پر نہیں ہے ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اور خیرات میں جو مال تم خرچ کرتے ہو وہ تمہارے اپنے لیے بھلا ہے، آخر تم اسی لیے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو تو جو کچھ مال تم خیرات میں خرچ کرو گے اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تمہاری حق تلفی ہرگز نہ ہو گی۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سائل کو دو گو کوئی بھی مذہب ہو۔ (3)

جیسے ایک مقام پر فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ (4)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

آخر تم اپنے پاکیزہ مال اسی لیے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو جائے،

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ: {وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ} قَالَ: نَفَقَةُ الْمُؤْمِنِ لِنَفْسِهِ وَلَا يُنْفِقُ الْمُؤْمِنُ إِذَا أَنْفَقَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ

حسن بصری رحمہ اللہ آیت کریمہ ”تمہیں صرف اللہ کی رضامندی کی طلب کے لیے ہی خرچ کرنا چاہیے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں مومن کا خرچ کرنا اپنے ہی فائدے کے لیے ہوتا ہے اور مومن جب بھی خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول ہی کے لیے خرچ

(1) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۵۳۷/۲

(2) البقرۃ: ۲۷۲

(3) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۸۵۳

(4) حم السجدۃ ۴۶

کرتا ہے۔ (1)

وَقَالَ عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ: يَعْنِي إِذَا أَعْطَيْتَ لِوَجْهِ اللهِ، فَلَا عَلَيْكَ مَا كَانَ عملُه

عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ کی رضا کے لیے دو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لینے والے کا عمل کیسا ہے۔ (2)

تو جو کچھ مال تم اللہ کی راہ میں خیرات میں خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اس کا پورا پورا اجر وثواب عطا فرمائے گا اور تمہارے نیک اعمال میں ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ، عَلَى زَانِيَةٍ؟ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ، عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے) کہا مجھے (آج رات) ضرور صدقہ دینا ہے، چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور (ناواقفی سے) ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا، صبح ہوئی تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آج رات کسی نے چور کو صدقہ دے دیا، اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا، چنانچہ وہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا اور اس مرتبہ ایک فاحشہ کے ہاتھ میں دے آیا، جب صبح ہوئی تو پھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات کسی نے فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا، اس شخص نے کہا اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے، میں زانیہ کو اپنا صدقہ دے آیا اچھا آج رات پھر ضرور صدقہ نکالوں گا، چنانچہ اپنا صدقہ لئے ہوئے وہ پھر نکلا اور اس مرتبہ ایک مالدار کے ہاتھ پر رکھ دیا، صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر ذکر تھا کہ ایک مالدار کو کسی نے صدقہ دے دیا ہے، اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لئے ہے، میں اپنا صدقہ (لاعلمی سے) چور، فاحشہ اور مالدار کو دے آیا، (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بتایا گیا کہ جہاں تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے تو اس میں اس کا امکان ہے کہ وہ چوری سے رک جائے، اسی طرح فاحشہ کو صدقہ کا مال مل جانے پر اس کا امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے اور مالدار کے ہاتھ میں صدقہ پڑ جانے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو اور پھر جو عزوجل نے اسے عطا کیا ہے وہ خرچ کرے۔ (3)

تمہارے صدقہ وخیرات کے خاص طور پر مستحق وہ مہاجرین (اصحاب صفہ) ہیں جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی رضا کے لیے مکہ مکرمہ سے

---

(1) تفسیرابن ابی حاتم ۲/۵۳۹

(2) تفسیرابن ابی حاتم ۲/۵۳۹

(3) صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ ۱۴۲۱، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ، وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ غَيْرِ أَهْلِهَا ۲۳۶۲

ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے ہیں اور انہوں نے اپنا وقت رضا کارانہ طور پر دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے اس لئے اپنی ذاتی کسب معاش کے لیے جدوجہد نہیں کر سکتے مگر ان کی خودداری کا یہ عالم ہے ناواقف آدمی ان کے ظاہری حال اور گفتگو سے یہ گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال لوگ ہیں، صاحب بصیرت ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت پہچان سکتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

...سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ... ﴿۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں۔

...وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ... ﴿۳۰﴾ [۲]

ترجمہ: مگر ان کے انداز کلام سے تو تم ان کو جان ہی لو گے۔

مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الأُكْلَةُ وَالأُكْلَتَانِ، وَلَكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غِنًى، وَيَسْتَحْيِي أَوْ لاَ يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک دو لقمے در در پھرائیں، مسکین تو وہ ہے جس کے پاس مال نہیں، لیکن اسے سوال سے شرم آتی ہے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتا[۳]

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:سَرَّحَتْنِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ، فَأَتَيْتُهُ فَقَعَدْتُ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَنِي، فَقَالَ: مَنْ اسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اللهُ، وَمَنْ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللهُ، وَمَنْ اسْتَكْفَى كَفَاهُ اللهُ، وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ، قَالَ: فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ، فَرَجَعْتُ، وَلَمْ أَسْأَلْهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے میری والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سوال کرنے کے لیے بھیجا میں آ کر بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف رخ انور کیا اور فرمایا جو شخص بے نیازی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو عفت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پاکباز بنا دیتا ہے اور جو کفایت اختیار کرنا چاہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس ایک اوقیہ (چالیس درہم) کی قیمت (کی کوئی چیز) موجود ہو تو اس نے بھی لپٹ کر سوال کیا، ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میری یاقوتہ اونٹنی تو ایک اوقیہ سے زیادہ قیمتی ہے لہذا میں واپس آ گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا۔[۴]

---

[۱] الفتح۲۹

[۲] محمد۳۰

[۳] ۔صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۱۴۷۶،صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ۲۳۹۴

[۴] مسند احمد۱۱۰۶۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا، فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ

اور سوال کرنے کے بجائے محنت کر کے کمانے والے مسلمان کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص رسی سے لکڑیاں کا بوجھ باندھ کر اپنی پیٹھ پر جنگل سے اٹھالائے (پھر انہیں بازار میں بیچ کر اپنا رزق حاصل کرے) تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کسی کے پاس آ کر سوال کرے، پھر جس سے سوال کیا گیا وہ اسے دے یا نہ دے۔[1]

ان کی اعانت میں جو کچھ مال تم خرچ کرو گے وہ اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا اور وہ اس وقت تمہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا جبکہ تم پورے اس کے محتاج ہو گے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے پاس اجر ہے

وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ

ور نہ انہیں خوف ہے اور نہ غمگینی، سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے

اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا

جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے، یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ ت

اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

جارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا وہ جہنمی ہے،

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ

ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ

[1] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ المَسْأَلَةِ ۱۴۷۰

لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کسی ناشکرے اور گناہ گار سے محبت نہیں کرتا، بیشک جو لوگ ایمان کے ساتھ (سنت کے مطابق) نیک کام کرتے ہیں

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

نمازوں کو قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب تعالیٰ کے پاس ہے ان پر نہ تو کوئی خوف ہے،

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ (البقرۃ ۲۷۴ تا ۲۷۷)

نہ اداسی اور غم۔

تجارت اور سود خوری: جو لوگ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنے مال شب و روز علانیہ اور چھپا کر ضرورت مندوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتے ہیں، حتی کہ انسان اپنے اہل و عیال پر جو خرچ کرتا رہتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے،

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ ،عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ، وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ ------ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے اس وقت میں مکہ میں تھا اور ایک روایت میں حجۃ الوداع کے سال عیادت فرمائی اور فرمایا ۔۔۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جو بھی خرچ کرو گے اس سے تمہیں اجر دیا جائے گا حتی کہ اس لقمے سے بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو ۔۔۔ اس سے تمہارے درجے اور رفعت میں اضافہ ہو گا۔[1]

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قُلْتُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔[2]

ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور قیامت کے روز ان کے لیے کسی خوف و رنج کا مقام نہیں، مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں، اور جو لوگوں کے اموال باطل طریقوں سے مختلف حیلوں بہانوں سے کھاتے ہیں جب وہ قبر سے نکلیں گے یا میدان محشر میں ان کی کیفیت ایسی ہو گی جیسے شیطان نے اس کو چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو،

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الوَصَايَا بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ ۲۷۴۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْوَصِيَّةِ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۴۲۰۹

[2] مسند احمد ۱۷۰۸۲، صحیح بخاری كِتَابُ النَّفَقَاتِ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ ۵۳۵۱، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ، وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ ۲۳۲۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ} قَالَ: آكِلُ الرِّبَا يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُونًا يُخْنَقُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”سود خور نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔“ کی تفسیر میں فرمایا کہ سود کھانے والے کو قیامت کے روز اس طرح اٹھایا جائے گا جیسے وہ مجنون ہو اور اس کا گلا گھٹ رہا ہو۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کے ستر درجے ہیں ان میں سے سب سے کم درجے کا گناہ اس قدر ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَشَاهِدِيهِ، وَكَاتِبَهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کھانے والے، کھلانے والے دونوں گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (۳)

سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُصَّ، وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ: إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي، وَإِنَّهُمَا قَالاَ لِي انْطَلِقْ، وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الحَجَرُ هَا هُنَا، فَيَتْبَعُ الحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلاَ يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ المَرَّةَ الأُولَى قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ

اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو باتیں صحابہ سے اکثر کیا کرتے تھے ان میں یہ بھی تھی کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، بیان کیا کہ پھر جو چاہتا اپنا خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح کو فرمایا کہ رات کو میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو میں ان کے ساتھ چل دیا، پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا، پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھا لاتا اور اس لیٹے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا، کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے پوچھا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ فرمایا کہ مجھ سے انہوں نے کہا آگے بڑھو، آگے بڑھو

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۵۴۴

(۲) سنن ابن ماجه كِتَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا ۲۲۷۴، مستدرک حاکم ۲۲۵۹

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا ۲۲۷۷، مسنداحمد ۳۷۳۷، صحیح مسلم كِتَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ ۴۰۹۳

قَالَ:فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ، - قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ: فَيَشُقُّ قَالَ:ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الجَانِبِ الآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ المَرَّةَ الأُولَى قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ،

فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا (عوف نے) بیان کیا کہ بعض دفعہ ابو رجاء (راوی حدیث) نے فَيَشُقُّ کہا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بیان کیا کہ پھر وہ دوسری جانب جاتا اور ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا، وہ بھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی، پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا (اس طرح برابر ہو رہا تھا) فرمایا کہ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلو، آگے چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو)

فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ - قَالَ: فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ - فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ:فَاطَّلَعْنَا فِيهِ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَؤُلاَءِ؟ قَالَ: قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ:فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ

چنانچہ ہم آگے چلے پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے، راوی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و آواز تھی، کہا کہ پھر ہم نے اس میں جانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی، جب آگ انہیں اپنی لپٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے، (رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے) فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو، فرمایا کہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے، میرا خیال ہے کہ آپ نے کہا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی، اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے، یہ تیرنے والا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے والا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا وہ پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ آگے چلو، آگے چلو،

قَالَ: فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ المَرْآةِ، كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً، وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا؟ قَالَ: قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ، فِيهَا مِنْ كُلِّ لَوْنِ الرَّبِيعِ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ، لاَ أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا مَا هَؤُلاَءِ؟ قَالَ:قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ

فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے جتنے بدصورت تم نے دیکھے ہوں گے ان میں سب سے زیادہ بدصورت، اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا چلو چلو، ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے، اس باغ کے درمیان میں بہت لمبا ایک شخص تھا، اتنا لمبا تھا کہ میرے لئے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے، (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے یہ بچے کون ہیں؟ فرمایا انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چلو

قَالَ:فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ، لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلاَ أَحْسَنَ قَالَ: قَالاَ لِي: ارْقَ فِيهَا قَالَ:فَارْتَقَيْنَا فِيهَا، فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ المَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ: قَالاَ لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ قَالَ:وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ المَحْضُ فِي البَيَاضِ، فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ: قَالاَ لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ،قَالَ:فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ البَيْضَاءِ قَالَ: قَالاَ لِي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ، قَالاَ: أَمَّا الآنَ فَلاَ، وَأَنْتَ دَاخِلَهُ

فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے، میں نے اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا، ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھئے ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی، ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوایا، وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے، ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جس کی جسم کا نصف حصہ تو نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بدصورت، (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ، ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی اس کا پانی انتہائی سفید تھا وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے، (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے، (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ میری نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے، فرمایا کہ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، مجھے اس میں داخل ہونے دو، انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے،

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا، فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَ: قَالاَ لِي: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ، أَمَّا الرَّجُلُ

الأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالحَجَرِ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ القُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلاَةِ المَكْتُوبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ، يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ، فَيَكْذِبُ الكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفَاقَ، وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ العُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الحَجَرَ، فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الكَرِيهُ المَرْآةِ، الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا الوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الفِطْرَةِ " قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ المُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَوْلاَدُ المُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَوْلاَدُ المُشْرِكِينَ، وَأَمَّا القَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيحًا، فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُم

فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں؟فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا ہم آپ کو بتائیں گے، پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا، اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے اور جس کا جبڑا، ناک اور آنکھ گدی تک چیری جارہی تھی یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا جو دنیا میں پھیل جاتی، اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں، وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے، اور وہ شخص جو بدصورت ہے اور جہنم کی آگ بھڑ کا رہا ہے اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ مالک نامی ہے، اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں، بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں) اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کیے، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔ [1]

اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ احکام الٰہی پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کو حلال کہا جائے اور دوسری کو حرام حالانکہ اللہ نے واضح طور پر تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے، لہذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو سود وہ پہلے کھا چکا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف فرمادے گا

...عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ... ﴿٩٥﴾ [2]

ترجمہ: پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا۔

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ ۷۰۴۷

[2] المائدۃ ۹۵

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تھا

فَقَالَ: أَلَا إِنَّ كُلَّ رِبًا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ عَنكُمْ كُلُّهُ، وَأَوَّلُ رِبًا مَوْضُوعٍ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، مَوْضُوعٌ كُلُّهُ

اور بے شک زمانہ جاہلیت کا سود میرے دونوں پاؤں کے نیچے رکھا ہوا (ختم) ہے۔۔۔اور سب سے پہلے میں (اپنے چچا) عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے سود کو معاف کرتا ہوں۔ [1]

اور جو اس حکم کے بعد پھر بھی سود خوری سے باز نہ آئے تو وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيَأْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بٹائی پر زمین دینے کو ترک نہ کرے تو وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔ [2]

حکم الألباني: ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو نشو و نما دیتا ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝۳۹ [3]

ترجمہ: جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، اسی کے دینے والے درحقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا} [4] قَالَ:يُنْقِصُ وَهَذَا نَظِيرُ الْخَبَرِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ فَإِلَى قُلٍّ

عبد اللہ بن عباس نے آیت "اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے۔" کے بارے میں لکھا ہے یہ آیت کریمہ اس حدیث کی طرح ہے جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سود اگرچہ زیادہ ہی ہوتا ہم اس کا انجام بہر حال قلت ہی ہے۔ [5]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۵۵۱

[2] سنن ابوداودكِتَاب الْبُيُوعِ بَابٌ فِي الْمُخَابَرَةِ ۳۴۰۶،مستدرک حاکم ۳۱۲۹

[3] الروم ۳۹

[4] البقرۃ: ۲۷۶

[5] تفسیر طبری ۶/۱۵،مسند احمد ۳۷۵۴

اور اللہ تعالیٰ صدقات کونشو ونما دیتا ہے یعنی انہیں پروان چڑھاتا ہے، ایک قول ہے کہ انہیں پالتا پوستا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ

جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لئے اس میں زیادتی کرتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے تا آنکہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔[1]

اور اللہ کسی ناشکرے اور قول و فعل کے اعتبار سے گناہ گار انسان کو پسند نہیں کرتا، ہاں جو لوگ ہر طرف سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے رسولوں پر، اس کی منزل کتابوں پر، فرشتوں پر، اچھی بری تقدیر پر، حیات بعد الموت پر اور جزا و سزا پر ایمان لے آئیں اور سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نیک عمل کریں اور اللہ کی یاد کے لئے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ فرض اور نفلی نماز قائم کریں اور فرض و نفلی زکوٰۃ دیں، ان کا اجر و ثواب بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور قیامت کے روز اللہ رَبُّ الْعَالَمِين انہیں اپنے انعام واکرام سے سرفراز فرمائے ہو گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقرره پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو،

وَ لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَ لَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے، کاتب کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے

فَلْيَكْتُبْ ۚ وَ لْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ

اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیے، جس کے ذمہ حق ہو وہ لکھوائے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا رب ہے

وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا

اور حق میں سے کچھ گھٹائے نہیں، جس شخص کے ذمہ حق ہے وہ اگر نادان ہو یا کمزور ہو یا لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ لِقَوْلِهِ وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۱۴۱۰، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا ۲۳۴۲، مسند احمد ۸۳۸۱، مسند البزار ۸۹۸۰، السنن الصغیر للبیہقی ۱۲۴۹، السنن الکبری للبیہقی ۷۷۴۹، ۷۸۳۸

اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ

اس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوائے، اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں

وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ

تم گواہوں میں پسند کرلو تا کہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے، اور گواہوں کو چاہیے

تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ لَا يَاْبَ

کہ وہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں

الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ

اور قرض کو جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کاہلی نہ کرو،

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہی کو بھی درست رکھنے والی ہے اور شک وشبہ سے بھی زیادہ

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

بچانے والی ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ معاملہ نقد تجارت کی شکل میں ہو جو آپس میں تم لین دین کر رہے ہو تم پر اس کے

جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪

نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں، خرید وفروخت کے وقت بھی گواہ مقرر کرلیا کرو، اور (یاد رکھو کہ) نہ لکھنے والے کو نقصان

وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ ؕ۬ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ

پہنچایا جائے نہ گواہ کو اور تم یہ کرو تو یہ تمہاری کھلی نافرمانی ہے، اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ (البقرۃ ۲۸۲)

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیت (آیت دین) قرض کے مسائل والی آیت کے نام سے معروف ہے، اور قرآن کریم کی سب سے طویل آیت ہے،

حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أن أحدث القرآن بالعرش آية الدَّيْن

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ عرش سے قرآن مجید کا سب سے آخر میں نازل ہونے والا مقام آیت دین ہے۔ (1)

(1) تفسیر طبری ۱۴۱/۶

جب سودی نظام کی سختی کے ساتھ ممانعت اور صدقات وخیرات کی تاکید بیان کی گئی تو پھر ایسے معاشروں میں قرض کی بہت ضرورت ہوتی ہے اس لئے تعلیم فرمائی کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب کسی مقرر مدت کے لیے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو دستاویز تحریر کر لیا کرو، تا کہ اس سے قرض کی مقدار اور اس کے ادا کرنے کا وقت یاد رہ سکے اور گواہ کو بھی گواہی دینے میں زیادہ سہولت رہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ ، فَقَالَ: مَنْ أَسْلَفَ، فَلَا يُسْلِفْ، إِلَّا فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ کھجور میں دو اور تین سال تک بیع سلم کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی جسے کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہے اسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لئے ٹھیرا کرے۔ [1]

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَوْلُهُ:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ، قَالَ:فَمَنِ ادَّانَ دَيْنًا فَلْيَكْتُبْ، وَمَنْ بَاعَ فَلْيُشْهِدْ

ابن جریج اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقررہ پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔'' کے بارے میں کہتے ہیں جو قرض دے وہ لکھ لے اور جو خریدے وہ گواہ بنا لے۔ [2]

تاہم اگر فریقین کو ایک دوسرے پر اعتماد ہے اور لین دین کی تحریر اور گواہ بھی نہ ہوں تو بھی قرض دیا جا سکتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسَلِّفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، قَالَ: ائْتِنِي بِشُهَدَاءَ أُشْهِدُهُمْ، قَالَ: كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا، قَالَ: ائْتِنِي بِكَفِيلٍ، قَالَ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا، يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِي أَجَّلَهُ، فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا، فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ، وَصَحِيفَةً مَعَهَا إِلَى صَاحِبِهَا، ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا، ثُمَّ أَتَى بِهَا الْبَحْرَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنِّي اسْتَسْلَفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِينَارٍ، فَسَأَلَنِي كَفِيلًا، فَقُلْتُ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، فَرَضِيَ بِكَ، وَسَأَلَنِي شَهِيدًا، فَقُلْتُ: كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا، فَرَضِيَ بِكَ، وَإِنِّي قَدْ جَهِدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ بِالَّذِي أَعْطَانِي، فَلَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا، وَإِنِّي اسْتَوْدَعْتُكَهَا، فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتَّى وَلَجَتْ فِيهِ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار بطور قرض طلب کیے اس نے کہا گواہوں کو لاؤ تا کہ میں ان کو گواہ بناؤں، قرض مانگنے والے نے کہا اللہ گواہ کافی ہے، قرض دینے والے نے کہا کوئی ضامن لاؤ، قرض مانگنے والے نے کہا اللہ ضامن کافی ہے، قرض دینے والے نے کہا تم نے سچ کہا، الغرض اس نے ایک ہزار دینار ایک وقت مقرر تک

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ السَّلَمِ فِي وَزْنٍ مَعْلُومٍ ۲۲۴۰،صحیح مسلم کتاب المساقاۃ بَابُ السَّلَمِ ۴۱۱۸،سنن ابوداودکتاب الاجارۃ بَابٌ فِي السَّلَفِ ۳۴۶۳،جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَفِ فِي الطَّعَامِ وَالتَّمْرِ ۱۳۱۱،سنن ابن ماجہ کتاب التجارات بَابُ السَّلَفِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ ۲۲۸۱،مسنداحمد ۲۵۴۸،صحیح ابن حبان ۴۹۲۵

[2] تفسیرطبری ۶؍۴۷

کے لیے قرض مانگنے والے کے حوالہ کر دیے، وہ شخص ایک ہزار دینار لیکر سمندر پار کے سفر کے لیے نکلا، اس نے اپنی ضرورت پوری کی پھر سواری تلاش کی تا کہ وقت مقررہ پر قرض خواہ کے پاس پہنچ جائے لیکن کوئی سواری نہیں ملی، اس نے ایک لکڑی لی اسے کھو کھلا کیا اور اسمیں ایک ہزار دینار ڈال دیے اور قرض خواہ کے نام ایک خط بھی رکھ دیا، پھر کھو دی ہوئی جگہ کو برابر کر دیا، پھر وہ اس لکڑی کو لیکر سمندر کے ساحل پر آیا اور اس طرح دعا کی، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے تھے اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا میں نے کہا اللہ ضامن کافی ہے وہ تجھے ضامن بنانے پر راضی ہو گیا اس نے گواہ طلب کیا میں نے کہا اللہ گواہ کافی ہے وہ تجھے گواہ بنانے پر راضی ہو گیا میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی سواری مل جائے تا کہ اسکی رقم اس کے حوالہ کر دوں، لیکن میں سواری پر قادر نہیں ہو سکا اور اب میں یہ رقم تیرے سپرد کرتا ہوں، یہ کہہ کر اس نے لکڑی کو سمندر میں پھینک دیا وہ لکڑی پانی میں داخل ہو گئی،

ثُمَّ انْصَرَفَ، وَهُوَ فِي ذَلِكَ يَطْلُبُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ إِلَى بَلَدِهِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا يَجِيئُهُ بِمَالِهِ، فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِي فِيهَا الْمَالُ، فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا، فَلَمَّا كَسَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ، وَالصَّحِيفَةَ، ثُمَّ قَدِمَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ تَسَلَّفَ مِنْهُ، فَأَتَاهُ بِأَلْفِ دِينَارٍ، وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِي طَلَبِ مَرْكَبٍ لِآتِيَكَ بِمَالِكَ، فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي أَتَيْتُ فِيهِ، قَالَ: هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: أَلَمْ أُخْبِرْكَ أَنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ هَذَا الَّذِي جِئْتُ فِيهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَدَّى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ بِهِ فِي الْخَشَبَةِ، فَانْصَرِفْ بِأَلْفِكَ رَاشِدًا

پھر وہ شخص لوٹ آیا لیکن وہ برابر سواری کی تلاش میں رہا تا کہ وہ اپنے شہر پہنچ جائے، وہ قرض خواہ وقت مقررہ پر سمندر کے ساحل پر پہنچا یہ دیکھنے کے لیے کہ کوئی سواری (پر آنے والا) اسکا مال لیکر آیا ہے (یا نہیں) اس کو اتفاق سے وہ لکڑی دکھائی دی جسمیں اسکا مال تھا اس نے اسکو ایندھن کے لیے اٹھالیا جب اس نے اسے چیرا تو اس نے اپنا مال پایا اس لکڑی سے اسے ایک خط بھی ملا، پھر وہ قرضدار بھی ایک ہزار دینار لیکر اسکے پاس پہنچ گیا، اس نے قرض خواہ سے کہا اللہ کی قسم میں برابر سواری تلاش کرتا رہا تا کہ تمہارا مال تمہیں پہنچا دوں لیکن مجھے اس سے قبل کوئی سواری نہیں ملی، قرض خواہ نے کہا کیا تم نے مجھے اس سے پہلے کوئی چیز بھیجی تھی؟ قرض دار نے کہا میں نے تم سے کہا تو ہے کہ اس سے پہلے مجھے کوئی سواری نہیں ملی (بھیجتا کیسے) قرض خواہ نے کہا اللہ نے تمہاری طرف سے لکڑی کے ذریعہ جو تم نے بھیجی تھی میری رقم ادا کر دی اب تم خوشی خوشی ایک ہزار دینار کے ساتھ لوٹ جاؤ۔ (۱)

اور فرمایا اللہ نے جسے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو وہ فریقین کے درمیان کسی کمی بیشی کے بغیر انصاف کے ساتھ دستاویز تحریر کرے، اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان فرمایا کہ اسے لکھنا سکھایا اسی طرح اس کو اللہ کے ان بندوں پر احسان کرنا چاہیے جو اس سے لکھوانے کے محتاج ہیں، کیونکہ کسی کا ہاتھ بٹا دینا بھی صدقہ ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟قَالَ:إِيمَانٌ بِاللهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ،قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟قَالَ:أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا،قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟قَالَ:تُعِينُ ضَايِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟قَالَ:تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ

(۱) مسند احمد ۸۵۸۷، صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ البَحْرِ ۱۴۹۸

ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، میں نے پوچھا اور کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جو بہت پسند ہو، میں نے عرض کیا کہ اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کسی مسلمان کاریگر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کی، میں نے کہا اگر میں یہ بھی نہ کر سکا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کر دے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔ [1]

قرض لینے والا شخص املا کرائے اور یہ شخص اس کو ضبط تحریر میں لائے اور لکھنے والے کو اللہ، اپنے رب سے ڈرنا چاہئے کہ جو معاملہ فریقین کے درمیان طے ہوا ہو اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے، لیکن اگر قرض لینے والا خود ناداں یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے تا کہ صاحب حق یعنی قرض دینے والے کو نقصان نہ پہنچے، اور معاملے کو پختہ کرنے کے لیے فرمایا پھر مسلمان مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کرالو، اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تا کہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے، دو عورتوں کو ایک مرد کے قائم مقام کرنا عورت کی عقل کے نقصان کے سبب ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ: لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لِكَثْرَةِ اللعْنِ وَكُفْرِ الْعَشِيرِ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ، أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ: أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ: فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ، وَتَمْكُثُ اللَيَالِيَ لَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے جہنم میں اکثر عورتیں دیکھی ہیں، ایک عقل مند عورت بولی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا کیا سبب ہے کہ عورتیں زیادہ جہنم میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں، میں نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، وہ عورت بولی ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں) نماز نہیں پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان کے روزے نہیں رکھتی۔ [2]

اور یہ گواہ اپنے اخلاق و دیانت کے لحاظ سے بالعموم لوگوں کے درمیان قابل اعتماد سمجھے جاتے ہوں، اور گواہوں کو جب گواہی کے لیے طلب

---

[1] صحیح بخاری کتاب العتق بَابٌ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ ۲۵۱۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ ۲۵۰

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ، وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى غَيْرِ الْكُفْرِ بِاللهِ، كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوقِ ۲۴۱، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ فِتْنَةِ النِّسَاءِ ۴۰۰۳، مسنداحمد ۵۳۴۳، صحیح ابن خزیمۃ ۱۴۶۰

جائے تو انہیں گواہی دینے سے انکار نہ کرنا چاہیے،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَأَبُو مِجْلَزٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ: إِذَا دُعِيتَ لِتَشْهَدَ فَأَنْتَ بِالْخِيَارِ، وَإِذَا شَهِدْتَ فَدُعِيتَ فَأَجِبْ

مجاہد رحمہ اللہ، ابو مجلز رحمہ اللہ اور دیگر کئی ائمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ جب آپ کو گواہی کے لیے بلایا جائے تو آپ کو اختیار ہے لیکن جب آپ گواہ بن جائیں اور آپ کو گواہی کے لیے بلایا جائے تو پھر گواہی کے لیے ضرور آئیں۔ (۱)

قرض خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ میعاد کی تعیین کے ساتھ اس کی دستاویز لکھوا لینے میں تساہل نہ کرو، اللہ کے نزدیک یہ طریقہ تمہارے لیے زیادہ مبنی بر انصاف ہے، اس سے شہادت قائم ہونے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے اور تمہارے شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے کا امکان کم رہ جاتا ہے، ہاں جو تجارتی لین دین دست بدست تم لوگ آپس میں کرتے ہو اس کو نہ لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، مگر تجارتی معاملے طے کرتے وقت گواہ کر لیا کرو، کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے ایسا کرو گے تو گناہ کا ارتکاب کرو گے، اللہ کے غضب سے بچو وہ تم کو صحیح طریق عمل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے۔

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمۡ تَجِدُوۡا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقۡبُوۡضَةٌ ؕ

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو ہاں آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو

فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَـتَهٗ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكۡتُمُوا

تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کرد اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے، اور

الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ۝۲۸۳ (البقرۃ ۲۸۳)

گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپا لے وہ گناہ گار دل والا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ، وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ، وَلاَ صَاعُ حَبٍّ، وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور بدبودار چربی (سالن کے طور پر) لے گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنی زرہ مدینے کے ایک یہودی (ابوالشحم) کے پاس (تیس وسق جو کے بدلے) گروی تھی، اور اس سے اپنے گھر والوں کے لئے جو قرض لیا تھا، میں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں کوئی شام ایسی نہیں آئی جس میں ان کے پاس ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کوئی غلہ موجود رہا ہو حالانکہ آپ کی گھر والیوں کی تعداد نو تھی۔ (۲)

(۱) تفسیر ابن کثیر ۷۲۵/۱

(۲) صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ ۲۰۶۹، شرح السنة للبغوی ۲۰۷۸، مسند البزار ۷۱۸۰

اور قرض لینے والے کو چاہیے کہ اللہ، اپنے رب سے ڈرے اور قرض کو صحیح طریقے سے ادا کرے، کیونکہ حق کا دارومدار گواہی پر ہے اور اس کے بغیر حق ثابت نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ اگر تمہیں کسی بات کا علم ہے تو شہادت دینے سے گریز نہ کرو اور شہادت دیتے وقت صحیح واقعات کو ہرگز نہ چھپاؤ،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: شَهَادَةُ الزُّورِ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، وَكِتْمَانُهَا كَذَلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں کہ جھوٹی گواہی بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، نیز اس کا چھپانا بھی اسی طرح کبیرہ گناہ ہے۔ [1]

جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے،

قَالَ السُّدِّيُّ: يَعْنِي: فَاجِرٌ قَلْبُهُ

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا دل گناہ گار ہو جائے گا۔

جیسے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

... وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ [2]

ترجمہ: اور نہ خدا واسطے کی گواہی کو ہم چھپانے والے ہیں اگر ہم نے ایسا کیا تو گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٣٥﴾ [3]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے گواہ بنو، اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریقِ معاملہ خواہ مال دار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، لہٰذا اپنی خواہشِ نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

اور ہمیشہ یاد رکھو اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے، تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ

[1] تفسیر ابن کثیر ۱/۷۲۸

[2] المائدۃ ۱۰۶

[3] النساء ۱۳۵

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا ،پھر جسے چاہے بخشے جسے چاہے سزا دے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ (البقرۃ ۲۸۴)

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

سورۃ کا آغاز دین کی بنیادی تعلیمات سے کیا گیا تھا اور اسی طرح سورت کا ختم کرتے ہوئے بھی ان تمام اصولی امور کو بیان فرمایا جن پر دین اسلام کی اساس قائم ہے ،فرمایا آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب اللہ کی ملکیت ہے ،تمام مخلوقات اس کے عاجز غلام ہیں ،جو اپنی ذات کے لئے نفع کا اختیار رکھتے ہیں نہ نقصان کا ،نہ موت کا نہ حیات کا ،اور نہ مر کر جینے کا ،اور اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق جیسے چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے ،تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ جو تمہارے دلوں کے چھپے ارادے اور خیالات سے خوب باخبر ہے وہ تم سب سے فرداًفرداً ان کا حساب لے لے گا

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ:اے نبی ﷺ! لوگوں کو خبر دار کر دو کہ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اُسے خواہ تم چھپاؤ یا ظاہر کرو ،اللہ بہر حال اُسے جانتا ہے ،زمین وآسمان کی ہر کوئی چیزاس کے علم سے باہر نہیں ہے اور اس کا اقتدار ہر چیز پر حاوی ہے۔

...فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ [2]

ترجمہ:وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔

اللہ ہی ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ،قادر مطلق ،مالک ومختار اور سزاو جزا کے سارے اختیارات کا مالک ہے ،چنانچہ وہ جسے چاہے معاف کر دے اور جسے چاہے سزا دے کوئی چیزاس کے بس سے باہر نہیں بلکہ تمام مخلوقات اس کے غلبہ ،مشیت ،تقدیر اور جزاوسزا کے قوانین کے ماتحت ہیں ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ} [3] ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَثَوْا عَلَى الرُّكَبِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ: الصَّلَاةَ، وَالصِّيَامَ، وَالْجِهَادَ، وَالصَّدَقَةَ، وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْكَ هَذِهِ الْآيَةُ، وَلَا نُطِيقُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ

[1] آل عمران۲۹

[2] طٰہٰ۷

[3] البقرۃ: ۲۸۴

قَبْلِكُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا، بَلْ قُولُوا: سَمِعْنَا، وَأَطَعْنَا، غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ، فَقَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت ''آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے، تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا، پھر جسے چاہے بخشے جسے چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' نازل ہوئی تو اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے پریشان ہوئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ وغیرہ یہ سارے اعمال جن کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ہم بجالاتے ہیں کیونکہ یہ ہماری طاقت سے بالا نہیں ہیں، لیکن دل میں پیدا ہونے والے خیالات اور وسوسوں پر تو ہمارا کوئی اختیار ہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی محاسبہ کا اعلان فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہود و نصاریٰ کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے سنا اور نہیں مانا، تمہیں چاہیے کہ یوں کہو'' اے اللہ! ہم نے سنا اور مان لیا ہم تیری بخشش چاہتے ہیں، ہمارے رب! ہمیں تو تیری ہی طرف لوٹنا ہے، اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی، ہم فرشتوں اور اس کی منزل کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے (جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا) ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی، مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

فَلَمَّا أَقَرَّ بِهَا الْقَوْمُ، وَذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ، أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِثْرِهَا: {آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ} (1) - قَالَ عَفَّانُ: قَرَأَهَا سَلَّامٌ أَبُو الْمُنْذِرِ: يُفَرِّقُ - فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ} (2)، فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ نَسَخَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَوْلِهِ: {لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ} (3)، فَصَارَ لَهُ مَا كَسَبَ مِنْ خَيْرٍ، وَعَلَيْهِ مَا اكْتَسَبَ مِنْ شَرٍّ، فَسَّرَ الْعَلَاءُ هَذَا: {رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا} (4)، قَالَ: نَعَمْ، {رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا} (5)، قَالَ: نَعَمْ، {رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ} (6)، قَالَ: نَعَمْ، {وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ} (7)

(1) البقرة: ۲۸۵

(2) البقرة: ۲۸۵

(3) البقرة: ۲۸۶

(4) البقرة: ۲۸۶

(5) البقرة: ۲۸۶

(6) البقرة: ۲۸۶

(7) البقرة: ۲۸۶

جب صحابہ کرام کی زبانوں پر یہ کلمات جاری ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل و کرم سے) اس آیت کو یعنی وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِيٓ أَنْفُسِكُمْ کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی ''اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔'''' (ایمان لانے والو! تم یوں دعا کیا کرو) اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر۔'' مالک نے فرمایا اچھا ''اے ہمارے مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے (یہود پر پھر ان سے نہ ہو سکا، انہوں نے نافرمانی کی)۔'' مالک نے فرمایا اچھا ''پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔'' پروردگار نے فرمایا اچھا (میں نے قبول فرمالیا)۔[1]

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ فَبَكَى. قَالَ: أَيَّةُ آيَةٍ؟ قُلْتُ: {إِنْ تُبْدُوا مَا فِيٓ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ}[2]. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ حِينَ أُنْزِلَتْ، غَمَّتْ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَمًّا شَدِيدًا، وَغَاظَتْهُمْ غَيْظًا شَدِيدًا، يَعْنِي، وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَلَكْنَا، إِنْ كُنَّا نُؤَاخَذُ بِمَا تَكَلَّمْنَا، وَبِمَا نَعْمَلُ، فَأَمَّا قُلُوبُنَا فَلَيْسَتْ بِأَيْدِينَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، قَالَ: فَنَسَخَتْهَا هَذِهِ الْآيَةُ: {آمَنَ الرَّسُولُ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ}[3] إِلَى {لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ}[4]، فَتُجُوِّزَ لَهُمْ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ، وَأُخِذُوا بِالْأَعْمَالِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے عرض کی اے ابوعباس رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے)! میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا انہوں نے اس آیت کو پڑھا تو رو پڑے، انہوں نے پوچھا کون سی آیت؟ میں نے جواب دیا ''تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ بہرحال ان کا حساب تم سے لے لے گا۔'' تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت شدید غم میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو تباہ و برباد ہو گئے، ہمارے قول و عمل کا تو مواخذہ ہوتا تھا مگر (اب دلوں کا بھی مواخذہ بھی شروع ہو گیا ہے اور) دل تو ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کہہ دو ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تو اسے اس آیت ''رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے۔'' نے منسوخ کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] مسند احمد ۹۳۴۴، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ تَجَاوُزِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ، إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ ۳۲۹

[2] البقرة: ۲۸۴

[3] البقرة: ۲۸۵

[4] البقرة: ۲۸۶

دل میں آنے والے خیالات کو معاف فرما دیا اور اعمال کے مواخذے کو باقی رکھا۔ ①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک وہ انہیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔ ②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَقُولُ اللهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً، فَلاَ تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو یہاں تک کہ اسے کر نہ لے، جب اس کو کر لے پھر اسے اس کے برابر لکھو، اور اگر اس برائی کو وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھو اور اگر بندہ کوئی نیکی کرنے کا ادراہ کرتا ہے تو اس کے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس نیکی کو کر بھی لے تو اس جیسی دس نیکیاں اس کے لئے لکھو۔ ③

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ نیکی کرنے کا قصد کرتا ہے لیکن نہیں کرتا اس کے لئے میں ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو اس نیکی کو کر گزرتا ہے تو اس کے بدلے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جو برائی کا قصد کرتا ہے لیکن اس کو کرتا نہیں تو وہ برائی میں نہیں لکھتا، اور اگر کر گزرتا ہے تو ایک برائی ہی لکھتا ہوں۔ ④

أَبُو هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَالَ اللهُ: إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً، فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ، فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ، مَا لَمْ يَعْمَلْهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهِ،وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ: رَبِّ،

① مسند احمد ۳۰۷۰

② صحیح بخاری کتاب العتق بَابُ الخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي العَتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحْوِهِ، وَلاَ عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللهِ۲۵۲۸،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ تَجَاوُزِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ، إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ ۳۳۱

③ صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلاَمَ اللهِ۷۵۰۱،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ ۳۳۴،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الأَنْعَامِ ۳۰۷۳،مسنداحمد۷۲۹۶

④ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اذاھم العبدبحسنة۳۳۵

وَإِنَّ عَبْدَكَ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ: ارقُبوه، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جرايَ، وَقَالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إذا أَحْسَنَ أَحَدُ إِسْلَامَهُ، فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ دل میں نیک کام کرنے کی نیت کرتا ہے تو جب تک اس نے وہ نیکی نہیں کی اس کے لئے میں ایک نیکی لکھ لیتا ہوں، پھر اگر وہ اس نیکی کو کر لیتا ہے تو میں اس کے لئے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں، اور جب وہ دل میں برائی کی نیت کرتا ہے تو جب تک وہ برائی نہ کرے میں اس کو بخش دیتا ہوں اور اگر برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار! تیرا یہ بندہ برائی کرنا چاہتا ہے ، حالانکہ پروردگار ان سے زیادہ اپنے بندے کو دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو دیکھتے رہو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر اپنے ارادے سے باز آئے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھو کیوں کہ اس نے میرے ڈر سے برائی کو چھوڑ دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے پھر وہ نیکی کرتا ہے، اس کے لئے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ مل جاتا ہے اللہ جل جلالہ سے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کر سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جو نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کر گزرتا ہے تو اس کی نیکیاں سات سو سے بھی زیادہ بڑھادی جاتی ہیں۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: قَالَ: إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بسيئة فلم يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں دس گنے سے سات سو گنے تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر. اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے

(۱) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ ۴۲، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ ۳۳۶

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ ۳۳۷

اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک برائی لکھی ہے۔ (۱)

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اترے اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ

وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ

اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم

رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ

تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں

رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ (البقرۃ ۲۸۵)

اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد کا خلاصہ بیان فرمایا کہ رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے، اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو بسر و چشم تسلیم کر لیا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور انبیاء پر منزل کتابوں اور اس کے تمام انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں میں فرق نہیں سمجھتے کہ کسی رسول کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں بلکہ ہم تمام انبیاء و رسل پر ایمان رکھتے ہیں، جو نیکوکار، ہدایت یافتہ اور نیکی کے راستوں کی طرف رہنمائی فرمانے والے تھے، وہ یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کا پاکیزہ کلام سنا اور احکام الٰہی کی اطاعت قبول کرتے ہیں، وہ ان لوگوں میں شامل نہیں ہوئے جنہوں نے کہا تھا

...قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا... ﴿۹۳﴾ (۲)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور مانیں گے نہیں۔

کیونکہ بندے سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور بشری تقاضوں سے گناہ سرزد ہو ہی جاتے ہیں اس لئے ان کی عاجزانہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! ہم سے جو کوتاہیاں، خطائیں اور لغزشیں ہو جائیں ہم اس پر شرمسار ہیں اور تجھ سے بخشش و مغفرت کے طالب ہیں اور ایک وقت مقررہ پر ہمیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے تیری ہی طرف پلٹنا ہے، پھر تو ہمیں ہمارے اعمال کی جزا دے گا۔

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ ۶۴۹۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ ۳۳۸

(۲) البقرۃ ۹۳

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے،

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ

اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال

عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو

لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ٞ وَ اغْفِرْ لَنَا ٞ وَ ارْحَمْنَا ٞ اَنْتَ مَوْلٰىنَا

اور ہم سے درگزر فرما! اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے،

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۸۶ (البقرة۲۸۶)

ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا، جیسے فرمایا

...هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ... [۱]

ترجمہ: اس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔

ہر شخص نے جو نیکی کی ہے اس کا کی جزا اس کو ہی ملے گی اور جو جس قصور کا مرتب ہوا ہے اس کی سزا اسی کو ملے گی کسی کے قصور کی سزا دوسرے کو نہیں دی جائے گی، ایمان لانے والو! تم یوں دعا کیا کرو اے ہمارے رب! اگر بھول کر ہم نے کوئی فرض ترک کر دیا ہو یا بھول کر کسی فعل حرام کا ارتکاب کر لیا ہو یا از راہ جہالت ہم کسی کام کو شریعت کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق سرانجام نہ دے سکے ہوں تو ان پر مواخذہ نہ کرنا،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو بھول چوک اور جس پر زبردستی کی جائے معاف کر دیا ہے۔ [۲]

مالک! ہم پر وہ بوجھ یعنی مشکل احکام نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے، پروردگار! وہ تکلیفیں بلائیں اور مشقتیں ہم پر نہ ڈال

---

[۱] الحج۷۸

[۲] سنن ابن ماجه كتاب الطلاق بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي۲۰۴۳

جس کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے،

عَنْ مَكْحُولٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ} قَالَ: الْغُرْبَةُ وَالْغُلْمَةُ

مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت "ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔" اس سے مراد غربت (وطن سے دوری) اور شدت شہوت ہے۔ ①

ہماری تقصیروں کو معاف فرمایا، ہمارے گناہوں کو بخش، ہماری عملی کوتاہیوں اور بداعمالیوں کی پردہ پوشی فرما، ہم پر رحم کرتا کہ ہم سے تیری نافرمانیوں کا کوئی کام نہ ہو، تو ہی ہمارا ولی و ناصر ہے، تجھی پر ہمارا بھروسہ ہے، تجھی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں کہ جو تیری وحدانیت اور تیرے دین کے منکر ہیں، جو تیرے نبی کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے، جو تیرے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اے اللہ تو ہمیں ان پر غالب کر اور دین میں ہم ہی ان پر فاتح رہیں۔ (آمِينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)

ان دو آیتوں کی فضیلت:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے تو وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔ ②

رئیس مدینہ منورہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جانا

عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا، فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ لِأُمَيَّةَ: انْظُرْ لِي سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَلَقِيَهُمَا أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا صَفْوَانَ، مَنْ هَذَا مَعَكَ؟ فَقَالَ هَذَا سَعْدٌ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف آپس میں دوست تھے رئیس مدینہ سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ گئے، امیہ بن خلف جب مدینہ منورہ آتا تھا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کرتا تھا اور جب سعد بن معاذ مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تو امیہ بن خلف کے ہاں قیام فرماتے تھے، چنانچہ اس بار بھی وہ اپنے دوست امیہ بن خلف کے مہمان بنے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوست سے کہا مجھے کوئی ایسا وقت بتلاؤ جب میں سکون سے بیت اللہ کا طواف کرسکوں، امیہ بن خلف دوپہر کے وقت انہیں بیت اللہ کی طرف لے کر چلا، تو عین بیت الحرام کے دروازے پر اس کی ملاقات ابوجہل سے ہوئی اور اس نے امیہ بن خلف سے پوچھا اے ابوصفوان

① تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۵۸۱

② صحیح بخاری كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ۵۰۰۹، صحیح مسلم کتاب باب، سنن ابن ماجہ كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُرْجَى أَنْ يَكْفِيَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ ۱۳۶۹، سنن ابوداود أَبْوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيبِهِ وَتَرْتِيلِهِ بَابُ تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ ۱۳۹۷، جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ۲۸۸۱، مسند احمد ۱۷۰۶۸

تمہارے ساتھ کون ہے؟امیہ بن خلف نے کہا یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں

فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: أَلَا أَرَاكَ تَطُوفُ بِمَكَّةَ آمِنًا، وَقَدْ أَوَيْتُمُ الصُّبَاةَ، وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعِينُونَهُمْ، أَمَا وَاللهِ لَوْلَا أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا،فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ : أَمَا وَاللهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي هَذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ، طَرِيقَكَ عَلَى المَدِينَةِ،فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ: لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلَى أَبِي الحَكَمِ، سَيِّدِ أَهْلِ الوَادِي

یہ سن کر ابوجہل نے سعد رضی اللہ عنہ کو ٹوک کر کہا تم تو ہمارے دین کے مرتدوں کو پناہ دو اور ان کی امداد و اعانت کا دم بھرو اور ہم تمہیں اطمینان سے مکہ میں طواف کرنے دیں؟اگر تم امیہ بن خلف کے مہمان نہ ہوتے تو زندہ یہاں سے نہیں جاسکتے تھے،سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بلاخوف وخطر باآواز بلند اس سے بھی سخت جواب دیا بخدا اگر تم نے مجھے اس چیز سے روکا تو میں تمہیں اس چیز سے روک دوں گا جو تمہارے لئے اس سے شدید تر ہے(یعنی مدینہ پر سے تمہاری رہ گزر)یعنی میں تم پر مدینہ ہوکر شام جانے کا تجارتی راستہ بند کردوں گا،امیہ بن خلف نے بار بار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ ! اپنی آواز مکہ مکرمہ کے سردار ابوالحکم کی آواز سے بلند نہ کرو،

فَقَالَ سَعْدٌ: دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمَيَّةُ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّهُمْ قَاتِلُوكَ، قَالَ: بِمَكَّةَ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي، فَفَزِعَ لِذَلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيدًا، فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ، قَالَ: يَا أُمَّ صَفْوَانَ، أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِي سَعْدٌ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ، فَقُلْتُ لَهُ: بِمَكَّةَ، قَالَ: لاَ أَدْرِي، فَقَالَ أُمَيَّةُ: وَاللَّهِ لاَ أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آگیا اور اسے کہنے لگے اے امیہ رہنے دو،اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیشک مسلمان تجھے قتل کردیں گے امیہ بن خلف ابوجہل کو بھول گیا اور پوچھنے لگا کیا مجھے مسلمان قتل کریں گے،سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں مسلمان تجھے قتل کریں گے،امیہ نے پوچھا کیا مکہ مکرمہ میں آکر قتل کریں گے؟سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مجھے معلوم نہیں،اپنے قتل کا سن کر امیہ بہت خوفزدہ ہوا اور کہنے لگا واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!جھوٹ نہیں بولتے،پھر پلٹ کر اپنی بیوی کے پاس آیا تو اسے کہنے لگا اے ام صفوان!تم نے سنا سعد رضی اللہ عنہ نے میرے متعلق کیا کہا ہے بیوی نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں ہے تم بتلاؤ انہوں نے کیا کہا ہے؟امیہ نے کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسلمان مجھے قتل کریں گے،میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا مکہ مکرمہ میں آکر قتل کریں گے یا کہیں کسی دوسری جگہ پر قتل کریں گے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے،بیوی نے یہ سن کر کہا پس اللہ کی قسم! محمد غلط بات نہیں کرتے،امیہ نے کہا واللہ میں کبھی مکہ سے باہر ہی نہ جاؤں گا۔[1]

یہ گویا اہل مکہ کی طرف سے اس بات کا اعلان تھا کہ زیارت بیت اللہ کی راہ مسلمانوں پر بند ہے اور اس کا جواب اہل مدینہ کی طرف سے یہ تھا کہ شامی تجارت کا راستہ مخالفین اسلام کے لئے پرخطر ہے،اور پھر مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر باقاعدہ حملہ کی تیاریاں شروع کردیں

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ۳۹۵۰،وكِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ۳۶۳۲

اوران کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں طلایہ گرد دستوں کے طور پر مدینہ منورہ کے ارد گرد گشت کرنے لگیں تا کہ اہل مدینہ کو پریشان کیا جاسکے، اور مقصد بد کے لئے اپنا زیادہ سرمایہ شام کی تجارت میں لگادیا تا کہ اس کا منافع جنگی مصارف میں خرچ ہو سکے، بیت اللہ کے متولی ہونے کی وجہ سے تمام عرب قریش کے زیر اثر تھا اس لئے ان کی مخالفت نے سارے عرب کو مسلمانوں کا حریف بنا دیا،

جب قریش اور مشرکین مکہ کے اچانک حملہ کے امکانات شدید تر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے احتیاطی تدابیر کے طور پر سفر اور حضر میں شب بیداری شروع کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہتھیار بند ہو کر سوتے تھے۔ [1]

اور چونکہ خود رسول اللہ ﷺ پر بھی قاتلانہ حملہ کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا اس لئے آپ بھی بیدار رہا کرتے تھے،

أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِر ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَهِيَ إِلَى جَنْبِهِ،قَالَتْ: فقلتُ: مَا شَأْنُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَيْلَةَ؟ قَالَتْ: فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ السِّلَاحِ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ ، فَقَالَ:مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ يَا رَسُولَ اللهِ ،فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ غَطِيطَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَوْمِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک رات رسول اللہ ﷺ بیدار تھے اور انہیں نیند نہیں آرہی تھی، میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آج کیا بات ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کوئی نیک آدمی میرے ساتھیوں میں سے ہوتا جو رات کو میری نگہبانی کرتا، اتنے میں ہم نے ہتھیار کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کون آدمی ہے؟ انہوں نے عرض کیا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ہوں، فرمایا کیسے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی دربانی کے لئے حاضر ہوا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعا دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سو رہے، یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْرَس حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ} قَالَتْ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأسه من القُبَّة، وقال:يأيها النَّاسُ، انْصَرِفُوا فَقَدْ عَصَمَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ شاید آپ سفر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی نازل فرمائی ''اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے، یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمہارے مقابلے میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔'' تو آپ نے خیمہ کا پردہ ہٹا کر پہرہ دینے والے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ چلے جائیں اور آرام کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔ [3]

پھر آپ ﷺ نے پہرہ اور حفاظت کو اپنے لئے لازم نہ رکھا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر اوقات اپنی مرضی سے دربانی کی سعادت سرانجام دیتے

---

[1] سیرت النبی ازشبلی نعمانی ۱۸۳؍۱بحوالہ نسائی

[2] صحیح بخاری کتاب الجهادبَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۸۵،وكِتَابُ التَّمَنِّي بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا۷۲۳۱،صحیح مسلم کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۲۳۰

[3] تفسیرابن کثیر ۱۵۲؍۳

تھے۔

عبداللہ بن زبیر کی ولادت

مِنْ مَنْزِلِ أَبِي أَيُّوبَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَأَبَا رَافِعٍ وَأَعْطَاهُمَا بَعِيرَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ إِلَى مَكَّةَ فَقَدِمَا عَلَيْهِ بِفَاطِمَةَ وَأُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَتِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ زَوْجَتَهُ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

ماہ رمضان میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہی کے مکان سے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور ابو رافع کو دو اونٹوں اور پانچ سو درہم دے کر مکہ مکرمہ روانہ کیا تا کہ وہ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو لیکر آئیں اور وہ لیکر واپس ہوئے۔ (۱)

وَبَعَثَ أَبُو بَكْرٍ مَعَهُمَا عَبْدَ الله بن أريقط الديلي بِبَعِيرَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ. وَكَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ يَأْمُرُهُ أَنْ يَحْمِلَ أَهْلَهُ أُمِّي أُمَّ رُومَانَ وَأَنَا وَأُخْتِيَ أَسْمَاءَ امْرَأَةَ الزُّبَيْرِ

سیدنا ابو بکر صدیق نے عبداللہ بن اریقط کو دو یا تین اونٹوں کے ساتھ روانہ کیا اور عبداللہ بن ابی بکر کو لکھ بھیجا کہ اپنے اہل وعیال، ام رومان اور مجھے اور زبیر کی بیوی اسماء کو اپنے ساتھ لیکر آئیں۔ (۲)

وَحَبَسَ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ مَعَهُمْ بِعِيَالِ أَبِي بَكْرٍ فِيهِمْ عَائِشَةُ

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے داماد ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اتفاق سے جس اونٹ پر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں وہ بھاگ نکلا اور اس تیزی سے دوڑا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نیچے گرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک آواز سنی کہ اس کی رسی کو پھینک دو چنانچہ میں نے اونٹ کی رسی پھینک دی، اور وہ اسی وقت ٹھہر گیا اور واپس پلٹا، ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی آدمی نے اس کو پکڑ کر واپس پلٹایا ہو۔ (۳)

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ:أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ المَدِينَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءً، فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ،ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ،ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ، ثُمَّ دَعَا لَهُ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ،ثُمَّ دَعَا لَهُ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ،وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ،فَفَرِحُوا بِهِ فَرَحًا شَدِيدًا، لِأَنَّهُمْ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ اليَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلاَ يُولَدُ لَكُمْ

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ان کے پیٹ میں تھے، پھر میں (جب ہجرت کے لئے) نکلی تو مدت حمل پوری ہو چکی تھی چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر میں نے پہلی منزل قبا میں کی اور وہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہو گئے، میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

(۱) ابن سعد ۱۸۲/۱، البداية والنهاية ۲۰۲/۳

(۲) ابن سعد ۴۹/۸

(۳) المعجم الكبير للطبرانی ۲۹۶، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۵۲۹۰

کی خدمت میں بچہ کو لے کر حاضر ہوئی اور اسے رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا، رسول اللہ ﷺ نے کھجور منگوائی اور اسے چبا کر بچہ کے منہ میں ڈال دی، پس رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن ہی وہ پہلی چیز تھا جو اس بچے کی پیٹ میں گیا، پھر اس چبائی ہوئی کھجور کو بچے کے تالو میں لگا دیا پھر اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی (اور بچے کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا) یہ پہلا بچہ تھا جو اسلام میں ہجرت مدینہ کے بعد پیدا ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ عام تاثر یہ تھا کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے کہ ان کے ہاں بچے پیدا نہ ہوں۔ (۱)

قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَجَاءَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ سَبْعِ سِنِيْنَ لِيُبَايِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِذَلِكَ أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُ مُقْبِلاً، ثُمَّ بَايَعَهُ

اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سات آٹھ برس کے ہوئے تو ایک دن زبیر رضی اللہ عنہ انہیں ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اس بچے کو بیعت سے مشرف فرمایئے، نبی کریم ﷺ کمسن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر متبسم ہوئے اور پھر انہیں بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ بیعت سے مشرف فرمایا۔ (۲)

وعن عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ:أن النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احتجم،فلمَّا فَرَغَ قَالَ:يَا عَبْدَ اللهِ! اذْهَبْ بِهَذَا الدَّمِ، فَأَهْرِقْهُ حَيْثُ لاَ يَرَاكَ أَحَدٌ، فَلَمَّا بَرَزَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, عَمَدَ إِلَى الدَّمِ فَشَرِبَهُ، فلمَّا رَجَعَ قَالَ:مَا صَنَعْتَ بِالدَّمِ؟ قَالَ: عَمَدْتُ إِلَى أَخْفَى مَوْضِعٍ عَلِمْتُ، فَجَعَلْتُهُ فِيهِ, قَالَ:لَعَلَّكَ شَرِبْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ولِمَ شَرِبْتَ الدَّمَ؟، وَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْكَ، وَوَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ،فَقَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْقُوَّةَ الَّتِي بِهِ مِنْ ذَلِكَ الدَّمِ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے، اس وقت عبداللہ بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھے، پچھنے لگنے سے جو خون نکلا رسول اللہ ﷺ نے وہ عبداللہ کو دے کر فرمایا اے عبداللہ! اس کو کہیں دبا دو، ان کو رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت اور عقیدت تھی کہ یہ مقدس خون خاک میں دبانا گوارا نہ ہوا رسول اللہ ﷺ کی نظروں سے اوجھل ہو کر اس کو پی لیا، واپس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا اس خون کو کہاں پھینکا؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اسے اسی جگہ چھپا دیا ہے جہاں آپ نے فرمایا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اسے پی لیا ہے، انہوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی البتہ ایک دن تم لوگوں کے ہاتھ سے اور لوگ تمہارے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ (۳)

كان أول مولود من الأنصار النعمان بن بشير، ولد بعد الهجرة بأربعة عشر شهرا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ۳۹۰۹،وکتاب العقیقه بَابُ تَسْمِيَةِ المَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ، لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ، وَتَحْنِيكِهِ ۵۴۶۹،صحیح مسلم کتاب الاداب بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْنِيكِ الْمَوْلُودِ عِنْدَ وِلَادَتِهِ وَحَمْلِهِ إِلَى صَالِحٍ يُحَنِّكُهُ، وَجَوَازِ تَسْمِيَتِهِ يَوْمَ وِلَادَتِهِ۵۶۱۲

(۲) سیراعلام النبلاء ۳۶۶؍۳

(۳) سير أعلام النبلاء۳۹۹؍۴،الإصابة في تمييز الصحابة۸۱؍۴،تاریخ الخفاء للسیوطی بحواله مسندابی یعلیٰ۱۶۱؍۱

اور ہجرت کے چودہ ماہ بعد انصار میں پہلا بچہ جو پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے۔ ⁽¹⁾

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مکہ مکرمہ سے ان لوگوں کے آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری کے گھر سے حجروں میں منتقل ہو گئے۔ ⁽²⁾

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیماری

عبد اللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے اہل خانہ کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنو حارث بن خزرج کے محلہ میں اتریں تو انہیں بخار چڑھ گیا جو ایک ماہ تک رہا۔

فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى، فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ: كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ،وكان المرض شديدا حتى تمرق شعرها

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹی کی مزاج پرسی کے لئے گھر میں تشریف لاتے راوی البراء کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا بخار کی نقاہت کی وجہ سے لیٹی ہوتی تھیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پدری محبت وشفقت سے انہیں رخسار پر پیار کرتے اور پوچھتے اے بیٹی! تمہاری طبیعت کیسی ہے، شدید بخار کے بعد وہ تندرست تو ہوگئیں مگر ان کے سر کے بال جھڑ چکے تھے ⁽³⁾

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

شوال ۱ ہجری

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہ ہے ،ان کا پہلا نکاح عبد اللہ ازدی سے ہوا تھا،عبد اللہ کی وفات کے بعد وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کی دو اولادیں ہوئی ،عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عائشہ ،بعض حضرات کا خیال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت کے چوتھے سال کی ابتدا میں پیدا ہوئیں اور بعض پانچویں سال کے آخر میں ان کا پیدا ہونا لکھتے ہیں، مشہور روایات کے مطابق ان کی پیدائش کا سن یہی بیان کیا جاتا ہے، یہ بچپن میں ہی مشرف باسلام ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل شوال کے مہینہ میں مکہ مکرمہ میں جب ان کی عمر چھ سال کی تھی عقد فرمایا تھا، پھر مدینہ منورہ میں ہجرت کے آٹھ ماہ بعد شوال کے مہینے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مکان واقع محلہ سنح میں آپ کی تقریب زفاف ہوئی، آپ کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا، اس طرح رخصتی کے وقت ان کی عمر نو سال بنتی ہے،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

⁽¹⁾ تاریخ طبری ۲؍۴۰۱

⁽²⁾ شرح الزرقانی علی المواهب ۲؍۱۸۶

⁽³⁾ صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ ۳۹۱۸،السيرة الحلبية ۲؍۱۶۷، سيرة السيدة عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها ۱؍۵۲

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عقد کیا تو میں چھ برس کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ہم بستر ہوئے تو میں نو سال کی تھی۔ (۱)

آپ فصیح البیان اور صحیح عربی زبان بولنے والی تھیں، آپ کو بہت سے قصائد یاد تھے، آپ نہایت کریم النفس وسخی تھیں اپنے پاس کچھ جمع نہ رکھتی تھیں، اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ احادیث کی حافظ تھیں

وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

آپ نے سترہ رمضان المبارک شب سہ شنبہ ۶۷ ہجری کو تقریباً سرسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تندرست ہو گئیں اور ان کے سر پر بال بھی دوبارہ ہو گئے

ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَبْتَنِيَ بِأَهْلِكَ؟ قَالَ:الصَّدَاقُ،فَأَعْطَاهُ أَبُو بَكْرٍ اثْنَتَا عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّافَبَعَثَ بِهَا إِلَيْنَا

توسیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی اہلیہ کو اپنے گھر کیوں نہیں لے آتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے رقم نہیں ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میری دولت کس کام آئے گی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور ایک نش (پانچ سو درہم) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قرض لے کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیئے۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ، وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي، فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى الْبَابِ، قُلْتُ: هَهْ هَهْ،حَتَّى ذَهَبَ نَفَسِي، فَأَدْخَلَتْنِي بَيْتًافَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍفَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي فَلَمْ يَرُعْنِي،إِلَّا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی رخصتی کے بارے میں فرماتی ہیں میرے پاس ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں اس وقت میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی، انہوں نے مجھے پکارا میں ان کے پاس آئی اور میں نہ جانتی تھی کہ مجھے کیوں بلایا ہے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے دروازہ پر لا کھڑا کیا اور میں (سانس پھولنے کی وجہ سے) ہاہ ہاہ کر رہی تھی، یہاں تک کہ میرا سانس پھولنا بند ہو گیا تو مجھے ایک گھر میں لے گئیں، وہاں چند انصاری عورتیں موجود تھیں، انہوں نے کہا اللہ خیر و برکت عطا کرے اور خیر و بھلائی سے حصہ عطا ہو، الغرض میری والدہ نے مجھے ان کے سپرد کر دیا انہوں نے میرا سر دھویا اور میرا سنگھار کیا اور مجھے کوئی خوف نہیں پہنچا، چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ (۳)

(۱) صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ ۳۴۸۰

(۲) المعجم الكبير للطبرانی ۶۰، مستدرک حاکم ۶۷۱۶، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۵۲۸۹

(۳) صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ ۳۴۷۹

وَلُعَبُهَا مَعَهَا

اور ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے۔ (۱)

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ،فَقَالَتْ:إِنِّي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جِئْتُهُ، فَدَعَوْتُهُ لِجِلْوَتِهَا، فَجَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهَا، فَأُتِيَ بِعُسِّ لَبَنٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَتْ. قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَانْتَهَرْتُهَا وَقُلْتُ لَهَا: خُذِي مِنْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: فَأَخَذَتْ، فَشَرِبَتْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَعْطِي تِرْبَكِ قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَلْ خُذْهُ، فَاشْرَبْ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ مِنْ يَدِكَ، فَأَخَذَهُ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهِ، قَالَتْ: فَجَلَسْتُ، ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى رُكْبَتِي، ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيرُهُ، وَأَتْبَعُهُ بِشَفَتَيَّ لِأُصِيبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ لِنِسْوَةٍ عِنْدِي:نَاوِلِيهِنَّ، فَقُلْنَ: لَا نَشْتَهِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا

اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید سے مروی ہے عائشہ صدیقہ کو تیار کرنے والی اور نبی کی خدمت میں انہیں پیش کرنے والی میں ہی تھی، میرے ساتھ کچھ اور عورتیں بھی تھیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جلوے میں بٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خود نوش فرمایا پھر عائشہ کو وہ پیالہ پکڑا دیا ان کو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکالیا،اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید نے ڈانٹا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ واپس نہ لوٹاؤ بلکہ یہ برتن لے لو، چنانچہ میں نے شرماتے ہوئے وہ پیالہ پکڑ لیا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی لیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مجھے دے دو پھر نبی نے دوبارہ نوش کر کے مجھے پکڑا دیا، میں بیٹھ گئی اور پیالے کو اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اسے گھمانے لگی تا کہ وہ جگہ مل جائے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہونٹ لگائے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اپنی سہیلیوں کو دے دو، ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا مت کرو۔ (۲)

چنانچہ اس شان سادگی کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی کہ نہ کوئی رسم ادا کی گئی نہ کسی شان وشوکت کا اظہار کیا گیا، چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میری رخصتی میں نہ کوئی اونٹ ذبح کیا گیا اور نہ کوئی بکری، ہاں ایک کھانے کا پیالہ تھا جس کو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ہم بستر ہوئے تو میں نو سال کی تھی۔ (۴)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ

(۱) صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ ۳۴۸۱

(۲) مسند احمد ۲۷۵۹۱، المعجم الكبير للطبرانی ۴۳۴، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۵۶/۱۲۶، ۹، ۱۱

(۳) المعجم الكبير للطبرانی ، مسنداحمد، صحيح ابن حبان

(۴) صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ ۳۴۸۰

مَعِي،فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ، فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی، میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں (پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں باہر تشریف لے جاتے) تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتی تھیں۔ [1]

سیرت کی کتابوں میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عقد کے وقت عمر چھ سال لکھی گئی ہے مگر کچھ لوگ عقد کے وقت عمر چھ سال کے بجائے سولہ یا سترہ سال کا کہتے ہیں، ان کے بقول ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے عَشْرَةَ کالفظ درج کرنا رہ گیا ہے، اس سلسلہ میں وہ یہ چند واقعاتی شہادتیں اور قرائن پیش کرتے ہیں جو قارئین کی معلومات کے لیے درج کی جا رہی ہیں۔

عن ابن أبي الزناد قال كانت أسماء بنت أبي بكر أكبر من عائشة بعشر سنين

ابن ابی الزناد کہتے ہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علاتی بہن اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں۔ [2]

وَكَانَتْ أَسَنَّ مِنْ عَائِشَةَ بِبِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً

امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً دس سال بڑی تھیں۔ [3]

أسماء بنت أبي بكر، وكانت أكبر من عائشة بعشر سنين أو نحوها

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً دس سال بڑی تھیں۔ [4]

أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أُمُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، كَانَتْ تُعْرَفُ بِذَاتِ النِّطَاقَيْنِ، كَانَتْ تَحْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللهِ، وَعُرْوَةَ، وَالْمُنْذِرَ، ثُمَّ طَلَّقَهَا، فَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِهَا عَبْدِ اللهِ، كَانَتْ أُخْتَ عَائِشَةَ لِأَبِيهَا، وَكَانَتْ أَسَنَّ مِنْ عَائِشَةَ، وُلِدَتْ قَبْلَ التَّأْرِيخِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً

اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا جو عبد اللہ بن زبیر کی والدہ تھیں اور ذات النطاقین کے لقب سے مشہور تھیں، یہ زبیر بن العوام کی زوجہ تھیں، ان کے بطن سے عبد اللہ اور بیٹی عروہ اور منذر پیدا ہوئے، پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی، عبد اللہ ان کے ساتھ رہے، ان کے والد سے ان کی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں اور ہجرت سے ستائیس سال قبل پیدا ہوئی تھیں۔ [5]

اور مورخین نے لکھا ہے کہ ہجرت کے وقت اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر ستائیس برس تھی۔

ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرين سنة

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الِانْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ ۶۱۳۰

[2] تاریخ دمشق ۱۰/۶۹

[3] سير أعلام النبلاء ۳/۵۲۰

[4] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲/۶۱۶

[5] معرفة الصحابة لابی نعیم ۶/۳۲۵۶، تاریخ دمشق ۶۹/۹

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابونعیم کے حوالے سے لکھا ہے وہ ہجرت سے ستائیس سال قبل پیدا ہوئیں۔ (۱)

وتوفيت أسماء بمكة في جمادى الأولى سنة ثلاث وسبعين ،وقد بلغت مائة سنة

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے لکھا ہے ان کا انتقال مکہ مکرمہ جمادی الاولیٰ ۷۳ ہجری میں ہوا اور انتقال کے وقت ان کی عمر سو سال تھی۔ (۲)

وُلِدَتْ قَبْلَ التَّأْرِيخِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً، وأسلمت بعد سبعة عشر إنسانا،ومات سنة ثلاث وسبعين

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما ہجرت سے ستائیس سال قبل پیدا ہوئیں، اور سترہ آدمیوں کے بعد ایمان لائیں اور تہتر ہجری میں وفات پائی۔ (۳)

أسماء بنت أبي بكر أسلمت بعدإسلام سبعة عشر إنسانا، قال: وتوفيت أسماء بمكة في جمادى الأولى سنة ثلاث وسبعين

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سترہ آدمیوں کے بعد ایمان لائیں، اور اسماء رضی اللہ عنہا نے جمادی الاولی تہتر ہجری میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ (۴)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

اب جبکہ اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر ہجرت کے وقت ستائیس سال تھی اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی اس بہن سے دس سال چھوٹی تھیں تو ہجرت کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سترہ برس کی بنتی ہے۔

ابن ہشام نے ایک بعثت نبوی میں جو حضرات ایمان لائے ان کی جو فہرست دی ہے اس میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی لکھا ہے، لکھتے ہیں

ثُمَّ أَسْلَمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ. وَعَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَهِيَ يَوْمئِذٍ صَغِيرَةٌ

پھر ابوعبیدہ بن الجراح دولت ایمان سے مشرف ہوئے اور اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے بہرہ ور ہوئیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا ان ایام میں چھوٹی تھیں۔ (۵)

وقال ابن سعد: أول امرأة أسلمت بعد خديجة أم الفضل زوج العباس، وأسماء بنت أبي بكر، وعائشة أختها

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ابن سعد کہتے ہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی ام الفضل زوجہ عباس رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما اور ان کی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (۶)

وأسماء بنت أبي بكر ذات النطاقين وعائشة أختها وهي صغيرة

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۸/۱۴
(۲) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۷۸۱/۴
(۳) اسد الغابة في معرفة الصحابة ۷/۷
(۴) تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۷۸۰۰
(۵) ابن ہشام ۲۵۴/۱، عيون الاثر ۱۱۳/۱
(۶) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ۱۳۴/۱

شرح زرقانی میں بھی یہی مرقوم ہے اور اسماء بنت ابوبکر ذات النطاقین اور ان کی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں اور اس وقت وہ چھوٹی تھیں۔[1]

یہی بات اور مورخین نے بھی لکھی ہے۔

اب جبکہ ایک بعثت نبوی میں ایمان لانے والوں میں ایک نام عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی ہے اگرچہ یہ بھی ساتھ لکھ دیا گیا ہے کہ ان دونوں وہ چھوٹی تھیں تو اس سے دو امور ثابت ہوئے۔

ایک بعثت نبوی میں عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہو چکی تھیں لہذا یہ کہنا کہ ان کی پیدائش چار یا پانچ بعثت نبوی میں ہوئی وہ سراسر غلط ہے۔

دوسرا یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس زمانے میں اتنی تھی کہ وہ ایمان لانے اور نہ لانے کے معاملہ کو بخوبی سمجھ سکتی تھیں، اگر ایمان لانے کے وقت ان کی عمر پانچ سال تسلیم کی جائے تو ہجرت کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس بنتی ہے اور ہجرت کے ایک سال بعد یعنی شوال ایک ہجری میں ان کی عمر انیس سال بنتی ہے جو کہ ایک بالغ اور شادی کے قابل عورت کی عمر ہے۔

تیسری بات یہ کہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد جیسے مونس و غم خوار کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اداس اور پریشان رہنے لگے، اس پر مستزاد یہ کہ تین بیٹیاں گھر میں موجود تھیں جن کے سر پر ماں کی شفقت کا سائبان نہیں تھا،

جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَزَوَّجُ؟قَالَ:مَنْ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا؟قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ قَالَتْ: ابْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ؟قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ،قَالَ:فَاذْهَبِي فَاذْكُرِيهِمَا عَلَيَّ،فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍفَقَالَتْ: يَا أُمَّ رُومَانَ مَاذَا أَدْخَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: انْتَظِرِي أَبَا بَكْرٍ حَتَّى يَأْتِيَ،فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَتْ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَاذَا أَدْخَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟

ایک روز اسی حزن و ملال کے عالم میں گھر تشریف لائے تو عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کی زوجہ خولہ بنت حکم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمزدہ دیکھ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کب تک بغیر اہلیہ کے رہیں گے؟ آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر فرمایا کس سے نکاح کروں؟ خولہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ بیوہ چاہتے ہیں تو وہ بھی موجود ہے اور اگر کنواری کی خواہش ہے تو وہ بھی موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری کون ہے؟ خولہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بیوہ کون ہے؟ خولہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دونوں کو جا کر میرا پیغام دو، خولہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں میں پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئی، اور ان کی زوجہ سے کہا اے ام رومان رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے کس قدر بھلائی اور بہتری کا سامان بہم پہنچایا ہے، ام رومان رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا وہ کیا؟ میں نے کہا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے آپ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا ہے، اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر پر موجود نہ تھے، ام رومان نے کہا خولہ رضی اللہ عنہ! تھوڑی دیر انتظار کرو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے ہی ہوں گے، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر آ گئے، میں نے

[1] شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ۴۵۹/۱

کہااے سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے کس قدر بھلائی اور بہتری کا سامان بہم پہنچا یا ہے،

قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ،قَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ؟ إِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ أَخِيهِ؟فَرَجَعَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ،قَالَ:ارْجِعِي إِلَيْهِ فَقُولِي لَهُ: أَنَا أَخُوكَ، وَأَنْتَ أَخِي فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِي،فَرَجَعَتْ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ،قَالَ: انْتَظِرِي وَخَرَجَ،قَالَتْ أُمُّ رُومَانَ: إِنَّ مُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ قَدْ كَانَ ذَكَرَهَا عَلَى ابْنِهِ، فَوَاللهِ مَا وَعَدَ وَعْدًا قَطُّ، فَأَخْلَفَهُ لِأَبِي بَكْرٍ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ وَعِنْدَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ الْفَتَى

سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ میں کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے لیے بھیجا ہے، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بات سن کر نہایت تعجب ہوا اور انھوں نے نہایت حیرانی سے سوال کیا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے ہوسکتا ہے یہ تو ان کی بھتیجی ہے؟ سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ بات سن کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے مطلع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو نسبی بھائی کی بیٹی حرام ہوتی ہے دینی بھائی کی بیٹی حرام نہیں ہے لہذا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح میرے ساتھ ہوسکتا ہے، میں پھر واپس سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے مطلع کیا یہ جواب سن کر سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا خولہ رضی اللہ عنہا! ٹھیرو میں ابھی آرہا ہوں، ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا اور اللہ کی قسم! وہ ان سے وعدہ کر چکے ہیں اور سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے وعدہ خلافی ایک جرم ہے، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدھے مطعم بن عدی کے گھر گئے، اس وقت مطعم اور اس کی زوجہ دونوں گھر پر موجود تھے

فَقَالَتْ يَا ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ لَعَلَّكَ مُصْبِئُ صَاحِبَنَا مُدْخِلُهُ فِي دِينِكَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، إِنْ تَزَوَّجَ إِلَيْكَ،قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ: أَقَوْلُ هَذِهِ تَقُولُ،قَالَ: إِنَّهَا تَقُولُ ذَلِكَ،فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، فَقَالَ لِخَوْلَةَ: ادْعِي لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَتْهُ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ

سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطعم سے کہا کہ مجھے اس رشتہ کے بارے میں اپنی آخری بات بتادو، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بات سن کر مطعم کو کچھ نہ بولا مگر اس کی زوجہ نے سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں کہا اے ابن قحافہ رضی اللہ عنہ! ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر میں آجائے گی تو ہمارا لڑکا بے دین ہوجائے گا اس وجہ سے ہم یہ رشتہ کرنے سے ڈر رہے ہیں، مطعم کی اہلیہ کا جواب سن کر سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطعم کو مخاطب کر کے کہا تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ مطعم نے کہا میری اہلیہ نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ نے سن لیا ہے، دوسرے معنوں میں مطعم نے بھی رشتے سے انکار کر دیا، مطعم اور اس کی بیوی کو جواب سن کر سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے گھر سے اٹھ کر چلے آئے، اور گھر آ کر خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہہ دو کہ میں اس رشتہ سے راضی ہوں، چنانچہ اس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ [1]

اس روایت سے یہ امور ثابت ہوئے۔

[1] مسند احمد ۲۵۷۶۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۷، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۷۴۸

رسول اللہ ﷺ سے نکاح سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح معطم بن عدی کے بیٹے سے ہو چکا تھا۔
جبیر بن مطعم اس وقت ایک جواں سال آدمی تھا، اس بات کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ کے وقت دار الندوہ میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کی جو سازش بنائی گئی تھی اس میں یہ شریک تھا۔

وَقَدْ اجْتَمَعَ فِيهَا أَشْرَافُ قُرَيْشٍ، مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةُ ابْن رَبِيعَةَ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ. وَمِنْ بَنِي نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ: طُعَيْمَةُ بْنُ عَدِيٍّ، وَجُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ. وَمِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيٍّ: النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ كِلْدَةَ. وَمِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ ابْن هِشَامٍ، وَزَمْعَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ

پس قریش کے سردار مشاورت کے لیے دار الندوہ میں جمع ہوئے جن میں بنی عبد شمس سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، اور بنی نوفل بن عبد مناف سے طعیمہ بن عدی، اور جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبد الدار بن قصی سے نضر بن حارث بن کلدہ اور بنی اسد بن عبد العزی سے ابوالبختری ابن ہشام اور زمعہ بن اسود بن مطلب اور حکیم بن حزام شامل تھے۔ [۱]

اب ایک جواں سال آدمی پانچ سال کی بچی سے کیسے شادی کر سکتا ہے جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عرب میں چھوٹی عمر میں شادی کا کوئی رواج نہیں تھا اور نہ ہی تاریخ میں اس کی کوئی مثال موجود ہے، اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی شادی ہجرت مدینہ منورہ سے کچھ پہلے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور اس وقت وہ بالغہ تھیں کیونکہ ہجرت کے وقت ان کی عمر ستائیس سال تھی۔

ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرين سنة
وہ ہجرت سے ستائیس سال قبل پیدا ہوئیں۔ [۲]

اگر یہ کہا جائے کہ نکاح نہیں صرف وعدہ کیا ہوا تھا تو مختلف روایات میں ہے کہ نکاح ہی ہوا تھا کیونکہ بعض روایات میں اعطیتها اور فطلقها کے الفاظ آئے ہیں جو نکاح پر دال ہیں،

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ قَدْ زَوَّجَهَا جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ فَخَلَعَهَا مِنْهُ، فَزَوَّجَهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں نبی کریم اللہ ﷺ نے عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبیر سے مطعم سے ان کا نکاح کیا ہوا تھا انہوں نے اس سے خلع لے لیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ [۳]

ثُمَّ تَزَوَّجَهَا رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَت بكرا

---

[۱] ابن ہشام ۱/۴۸۱، عیون الأثر ۱/۲۰۵
[۲] الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۸/۱۴
[۳] المعجم الكبير للطبراني ۶۲

پھر رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جب کہ آپ کنواری تھیں۔ (۱)

اب ذرا غور فرمائیں جب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اس وقت سید الامم ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال کے قریب تھی، آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں جن میں سے دو کی شادی ہو چکی تھی اور باقی دو گھر میں غیر شادی شدہ تھیں، اس لیے آپ ﷺ کو ایک ایسے ساتھی کی ضرورت تھی جو آپ کی دلداری بھی کرے اور بچیوں کی غمگساری بھی کرے، اس ضرورت کو ایک چھ سال کی بچی سے نکاح کر کے پورا نہیں کیا جا سکتا، اس کے لیے ایک عاقلہ اور بالغہ عورت کی ضرورت تھی، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا خیال ظاہر فرمایا وہ اسی لیے تھا کہ وہ بالغہ بھی تھیں اور آپ ﷺ کی اس ضرورت کو پورا بھی کر سکتی تھیں۔

خولہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو یہ تجویز دی تھی

قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا؟قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ قَالَتْ: ابْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ؟قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ

خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اگر آپ بیوہ چاہتے ہیں تو وہ بھی موجود ہے اور اگر کنواری کی خواہش ہے تو وہ بھی موجود ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کنواری کون ہے؟ خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ، آپ ﷺ نے فرمایا اور بیوہ کون ہے؟ خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ۔

آپ ﷺ تقریباً روزانہ ہی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تھے اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نابالغہ اور کم سن ہوتیں تو آپ ﷺ خولہ رضی اللہ عنہا سے اسی وقت فرما دیتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو ابھی بہت چھوٹی ہیں میں اس کے ساتھ کیسے شادی کر سکتا ہوں، لیکن نہ تو آپ ﷺ ہی نے یہ فرمایا اور نہ ہی خولہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا کہ ایک تو بیوہ ہے اور دوسری چھ سال کی بچی بلکہ یہ کہا کہ ایک کنواری ہے اور دوسری بیوہ۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خولہ رضی اللہ عنہا کی زبانی عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کا سن کر بھتیجی ہونے کا عذر تو کیا مگر یہ نہیں کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو ابھی چھ سال کی بچی ہے، ابھی تو وہ نکاح کی عمر میں نہیں، اس عمر میں کیسے نکاح کیا جا سکتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کم سن نہیں بلکہ ایک بالغہ اور شادی کے قابل لڑکی تھیں۔

مطعم بن عدی اور اس کی بیوی نے بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ عذر نہیں کیا کہ عائشہ تو ابھی تو صرف چھ سال ہی کی بچی ہے جب وہ بالغ ہو جائیں گی تو پھر دیکھیں گے بلکہ اپنے بیٹے کے بے دین ہونے کا عذر کیا

فَقَالَتْ يَا ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ لَعَلَّكَ مُصْبِئُ صَاحِبَنَا مُدْخِلُهُ فِي دِينِكَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، إِنْ تَزَوَّجَ إِلَيْكَ

اے ابن قحافہ رضی اللہ عنہ! ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر میں آجائے گی تو ہمارا لڑکا بے دین ہو جائے گا اس وجہ سے ہم یہ رشتہ کرنے سے ڈر رہے ہیں۔

اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت چھ سال کی ہوتی تو اس عذر کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا کیونکہ پانچ چھ سال کی دلہن اپنے خاوند کو کیسے بے

(۱) ابن سعد ۸/۴۶

دین کرسکتی ہے۔

چنانچہ اس بحث کاخلاصہ یہ ہوا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی نکاح کے وقت عمر کے بارے میں روایت میں کچھ چوک ہوئی ہے اور یہ روایت کہ نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی اس میں راوی سے کسی وجہ سے عَشْرَةَ (دس) کالفظ رہ گیا ہے، یہ روایت چونکہ بخاری میں ہے لہذا امام بخاری رحمہ اللہ کی جالت شان کی وجہ سے اسی طرح روایت ہوتا چلا آیا ہے اور کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ چھ سال کی بچی سے نکاح کس لیے کیا جارہا ہے جبکہ اس وقت کے معاشرہ میں کم عمر کی شادی کا کوئی رواج بھی نہ تھا، اگر اس وقت کے رسم ورواج کے بالکل خلاف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوتا تو کفار مکہ اس پر ضرور اعتراض کرتے جیسے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح پر اعتراض کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کو جواب دیا تھا

...فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۳۷ [1]

ترجمہ: پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہئے تھا۔

لیکن تاریخ میں کہیں پتہ نہیں چلتا کہ داعی اسلام کی پوری مخالفت کے باوجود پورے مکہ مکرمہ میں اس نکاح کے بارے میں کوئی آواز اٹھی ہو۔

صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں روایت ہشام بن عروہ سے ہے

وَقَالَ يَعْقُوْبُ بنُ شَيْبَةَ: هِشَامٌ ثَبْتٌ لَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ إِلَّا بَعْدَ مَا صَارَ إِلَى العِرَاقِ فَإِنَّهُ انبَسَطَ فِي الرِّوَايَةِ، وَأَرْسَلَ، عَنْ أَبِيْهِ أَشْيَاءَ مِمَّا كَانَ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ غَيْرِ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْهِ

یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں ہشام ثقہ راوی ہیں مگر عراق جانے کے بعد وہ کثرت سے روایات نقل کرتے تھے اور انہوں نے اپنے والد کی روایات میں دوسرے لوگوں کی روایات کو شامل کر کے مرسل کی شکل دے دیتے تھے (جس سے ان کے حافظہ میں وہم کا اشارہ ملتا ہے)۔[2]

صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں روایت ہشام بن عروہ سے ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جب وہ عراق گئے تو ایک تو اخیر عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا یعنی متاثر تھا اور دوسرے وہ اپنے پاس سے رطب ویابس بیان کرنے لگے تھے۔[3]

اور امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عفان عن وهيب، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يقول هُوَ كذاب

---

[1] الاحزاب ۳۷

[2] سیراعلام النبلاء ۶/۲۱۰

[3] تہذیب التہذیب ۱۱/۴۸

عفان بن وہیب بیان کرتے ہیں میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ محمد ابن اسحاق کذاب ہے۔ (۱)

حدثنا حسين بن عروة، قَالَ: سمعت مالك بن أنس، يقول: محمد بن إسحاق كذاب

حسین بن عروہ بیان کرتے ہیں میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ محمد ابن اسحاق کذاب ہے۔ (۲)

حَدَّثَنَا عَبد المؤمن بن علي الزعفراني سمعت مالك بن أنس وذكر عنده مُحَمد بن إسحاق فقال دجال من الدجاجلة

عبد المومن بن علی الزعفرانی کہتے ہیں میں نے مالک بن انس سے محمد بن اسحاق کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا وہ تو دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ (۳)

وَقَال :قال مَالِك وذكره، فَقَالَ: دجال من الدجاجلة

امام مالک رحمہ اللہ سے محمد بن اسحاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا وہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ (۴)

وقال النسائي مُحَمد بن إسحاق ليس بالقوي

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں محمد بن اسحاق قوی نہیں ہے۔ (۵)

قال لي مَالِك بْن أنس: هشام بْن عروة كذاب

مالک بن انس نے کہا ہشام بن عروہ کذاب ہے۔ (۶)

اس لیے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس بارے میں جان بوجھ کر عَشْرَۃَ (دس) کا لفظ روایت سے نکالا گیا ہے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بد نام کیا جا سکے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سولہ یا اٹھارہ برس کی عمر میں ہوا تھا اور رخصتی شوال ایک ہجری میں انیس برس کی عمر میں ہوئی، واللہ اعلم۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:تزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ، وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي؟ قَالَ:وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں مجھ سے ہم بستر ہوئے اور کون سی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ سے بڑھ کر پیاری تھی، اور عائشہ رضی اللہ عنہا یہ پسند فرماتی تھیں کہ شوال کے مہینہ میں ان کے قبیلہ کی عورتوں

---

(۱) الكامل في ضعفاء الرجال ۷/۲۵۴

(۲) تاريخ بغداد ۲/۷

(۳) الكامل في ضعفاء الرجال ۷/۲۵۴

(۴) تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۲۴/۴۱۴

(۵) الكامل في ضعفاء الرجال ۷/۲۵۷

(۶) تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۲۴/۴۱۵

سے ہم بستری کی جائے۔ (۱)

وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ: إِنَّمَا كَرِهَ النَّاسُ أَنْ يُدْخِلُوا النِّسَاءَ فِي شَوَّالٍ لِطَاعُونٍ وَقَعَ فِي شَوَّالٍ فِي الزَّمَنِ الأَوَّلِ

ابو عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عرب میں شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا مکروہ سمجھتے تھے کیونکہ ایک دفعہ بہت پہلے شوال کے مہینہ میں عرب میں طاعون پھیلا تھا اس وقت سے عرب شوال کو منحوس سمجھتے تھے اور اس مہینہ میں نکاح کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (۲)

روایات میں ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی بتادیا گیا تھا،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا: أُرِيتُكِ فِي المَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح سے قبل تو مجھے دو دفعہ دکھائی گئی (ایک روایت میں ہے کہ تین رات دکھائی گئی) جبریل ریشم کے ایک کپڑے میں کوئی شے لپٹی ہوئی لے کر آئے اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہے، میں نے جو اس کو کھولا تو وہ تو تھی، چنانچہ میں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والا ہے۔ (۳)

فَقَالَ السُّهَيْلِيُّ لَيسَ بِشَكٍّ لِأَنَّ رُؤْيَا إِلَّانْبِيَاءِ وَحْيٌ وَلكِنْ لَّمَّا كَانَتْ الرُّؤْيَا تَارَةً تَكُوْنُ عَلَى ظَاهِرِهَا

امام سہیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے گویا کہ بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نکاح کے بارے میں بتادیا گیا تھا۔ (۴)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ جِبْرِيلَ، جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جبریل مجھے ایک سبز رنگ کے ریشم کے ٹکڑے میں لپیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

---

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّزَوُّجِ وَالتَّزْوِيجِ فِي شَوَّالٍ، وَاسْتِحْبَابِ الدُّخُولِ فِيهِ۳۴۸۳،جامع ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا النِّكَاحُ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا النِّكَاحُ۱۰۹۳،مسنداحمد۲۴۲۷۲،ابن سعد۸٫۴۷

(۲) ابن سعد۸٫۴۸، شرح النووی علی مسلم۹٫۲۰۹

(۳) صحیح بخاری كتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ، وَقُدُومِهَا المَدِينَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا۳۸۹۵،صحیح مسلم كتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَابٌ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا۶۲۸۳،مسنداحمد۲۴۹۷۱،المعجم الکبیر للطبرانی۴۳

(۴) الإجابة لما استدركت عائشة على الصحابة۲۶٫۱

لائے،اور کہا یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ (۱)

قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَاهُ جِبْرِيلُ بِصُورَتِي ،فَقَالَ: هَذِهِ زَوْجَتُكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک مجھ سے اس وقت تک نکاح نہیں فرمایا جب تک جبریل میری تصویر لے کر آپ کے پاس نہ آئے اور کہا کہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ (۲)

جبرائیل علیہ السلام کا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا

اللہ تعالی کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لاتے تھے

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَائِشَ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ، قُلْتُ:وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ، قَالَتْ:وَهُوَ يَرَى مَا لاَ نَرَى

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب ہو کر فرمایا اے عائش رضی اللہ عنہا!یہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور تمہیں سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا اور ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنا:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ، وَفِي يَدِهِ عَصًا، فَأَلْقَاهَا مِنْ يَدِهِ، وَقَالَ: مَا يُخْلِفُ اللهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، مَتَى دَخَلَ هَذَا الْكَلْبُ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: وَاللهِ، مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ،فَجَاءَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ، فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مخصوص وقت پر آنے کا وعدہ فرمایا مگر مقررہ وقت گزر گیا اور جبرائیل علیہ السلام تشریف نہیں لائے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک عصا تھا جسے آپ نے نیچے ڈال

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابٌ مِنْ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۳۸۸۰

(۲) مسند أبي يعلى۴۸۲۲،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۱۵۲۸۷،مستدرک حاکم۶۷۲۷

(۳) صحیح بخاری کتاب الاداب بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنَ اسْمِهِ حَرْفًا ۶۲۰۱،کتاب فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳۷۶۸ ، وکتاب الاستئذان بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ۶۲۴۹ ،وکتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۱۷، سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَتَى يُسْتَحَبُّ الْبِنَاءُ بِالنِّسَاءِ ۱۹۹۰،السنن الکبری للنسائی۵۵۴۵

دیا اور فرمایا اللہ اور اس کے فرشتے وعدہ خلافی نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر جو دیکھا کہ ایک کتا اور ایک پلا چار پائی کے نیچے بیٹھے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ یہ کتا یہاں کب آیا؟ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم، رسول اللہ ﷺ نے کتے اور اس کے پلے کو حجرے سے باہر نکالنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ حجرے سے باہر نکال دیا گیا، پھر جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا لیکن آپ مقررہ وقت پر نہیں آئے اور میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے آپ کے حجرے میں موجود اس کتے نے روک دیا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (1)

مدینہ کے وبائی امراض اور رسول اللہ ﷺ کی دعا

مہاجرین مکہ مکرمہ کی خشک آب و ہوا کے عادی تھے جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو ان میں سے اکثر بخار میں مبتلا ہو گئے، یہ بخار انفلوئنزا یا ملیریا کی قسم کا تھا کیونکہ مدینہ کا موسم گرما مرطوب اور موسم سرما بہت سرد تھا اور بارش تقریباً ہمیشہ رہتی تھی، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں بخار اور دوسری وبائی بیماریاں بہت پھیلی ہوئی تھیں، رسول اللہ ﷺ تو ان بیماریوں سے محفوظ رہے مگر آپ کے اصحاب نے بڑی تکلیف اٹھائی، مدینہ منورہ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ ایک مکان میں رہتے تھے اور تینوں کو بھی بخار نے آگھیرا، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی عیادت کے لئے آئیں، دیکھا کہ تینوں کو تیز بخار ہے

قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا، قُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟قَالَتْ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الحُمَّى، يَقُولُ:

میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور پوچھا اباجان! آپ کا کیا حال ہے؟ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھتا تو وہ (موت کو یاد کرتے ہوئے حنظلہ بن لسیلو کا شعر پڑھتے ہوئے) کہتے۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ — وَالمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِه

ہر شخص اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے — حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا میرے والد کو تو شدت بخار کی وجہ سے کچھ ہوش نہیں کہ کیا کہنا ہے؟ پھر میں عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ کے پاس آئی اور ان سے پوچھا عامر! آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا۔

إِنِّي وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ — إِنَّ الْجُبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

میں تو موت کا مزا چکھنے سے پہلے ہی مرا ہوا ہوں — بلاشبہ بزدل کی موت اوپر سے آتی ہے۔

كُلُّ امْرِئٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهِ — كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق جہاد کرتا ہے — جیسے بیل اپنے چمڑے کو اپنے سینگ سے بچاتا ہے۔

(1) صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ: ۲۱۰۴

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا عامر کو کچھ ہوش نہیں کہ کیا کہے؟

يَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُولُ:

اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا بلال رضی اللہ عنہ تمہارا کیا حال ہے، بلال رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ ہوتا تو وہ گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور اپنی کمزور اونچی آواز سے شعر پڑھتے

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً　　بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں اب پھر کسی شب اس وادی میں رہوں گا　　جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل نامی گھاسیں ہوں گی

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ　　وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

اور کیا میں کبھی مجنہ نامی چشمہ پر پہنچوں گا　　اور کیا مجھے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں دکھائی دیں گی

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ: اللهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا المَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللهُمَّ وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

(ان سب افراد کی یہ کیفیت دیکھ کر) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ سنا تھا اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور کہا وہ شدت بخار میں ہذیان میں مبتلا ہیں، آپ نے یہ سن کر یوں دعا فرمائی اے اللہ! ہمیں مدینہ کی ایسی ہی محبت دے جیسی مکہ کی بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور اس کی آب و ہوا کو اچھا کر دے اور ہمارے لئے مدینہ کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو مقام جحفہ میں منتقل کر دے۔ [1]

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمایا

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ المَدِينَةِ، حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ - وَهِيَ الجُحْفَةُ - فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ المَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا

اور سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے چند دنوں بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ایک سیاہ فام عورت جس کے بال پراگندہ ہیں مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں منتقل ہو گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا میں منتقل ہو گئی ہے، پھر فرمایا ہی کو کہتے ہیں۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ وعادت ۵۶۵۴،وکتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِبَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ المَدِينَةَ ۳۹۲۶،مسنداحمد۲۴۳۶۰

[2] صحیح بخاری کتاب التعبیربَابُ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُورَةٍ، فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ ۷۰۳۸،مسنداحمد۵۸۴۹،المعجم الکبیرللطبرانی ۱۳۱۴۷

مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو (الاسود)

ہجرت کے ابتدائی ایام مقداد رضی اللہ عنہ نے بڑی عسرت سے گزارے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دو اور مفلوک الحال مہاجروں کی کفالت کا بار خود اٹھالیا،

عَنِ الْمِقْدَادِ، قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي، وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا، قَالَ: فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ،

مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو (الاسود) سے مروی ہے میں اور میرے دو ساتھی آئے اور تکلیف کی وجہ سے ہماری قوت سماعت اور قوت بصارت چلی گئی تھی ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر پیش کیا تو اس میں سے کسی نے بھی ہمیں قبول نہیں کیا، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھر کی طرف لے گئے تین (اور بروایت دیگر چار) بکریاں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بکریوں کا دودھ پیا کرو چنانچہ ہم ان بکریوں کا دودھ دوھ لیتے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی اپنے حصے کا دودھ پیتا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے

قَالَ: فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، قَالَ: ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ، فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ، وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ، فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، مَا صَنَعْتَ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ، فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ،

راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لاتے سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہوتا اور جاگنے والا سن لیتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے، نماز سے فارغ ہو کر آپ تشریف لاتے اور اپنے حصے کا دودھ نوش فرماتے، ایک رات شیطان آیا جبکہ میں اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا شیطان کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس آتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مل جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہو گی، چنانچہ یہی تصور کر کے میں سارا دودھ پی گیا، جب وہ دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا اور مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ ملنے کا کوئی راستہ نہیں ہے تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہنے لگا تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ بھی پی لیا آپ آئیں گے اور وہ دودھ نہیں پائیں گے تو تجھے بد دعا دیں گے تو تو ہلاک ہو جائے گا اور تیری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی

وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي، وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ، وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ،

وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ، فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ:اللهُمَّ، أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي، قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ، فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ،

میرے پاس ایک چادر تھی جب میں اسے اپنے پاؤں پر ڈالتا تو میرا سر کھل جاتا اور جب میں اسے اپنے سر پر ڈالتا تو میرے پاؤں کھل جاتے اور مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی جبکہ میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے انہوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، بالآخر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنے دودھ کی طرف آئے برتن کھولا تو اس میں آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ پایا تو آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا میں نے دل میں کہا اب آپ ﷺ میرے لئے بد دعا فرمائیں گے پھر میں ہلاک ہو جاؤں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! تو اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور تو اسے پلا جو مجھے پلائے، (میں نے یہ سن کر میں نے) اپنی چادر مضبوط کر کے باندھ لی اور چھری پکڑ کر بکریوں کی طرف چل پڑا کہ ان بکریوں میں سے جو موٹی بکری ہو اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کر ڈالوں اور اس کا گوشت بھون کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں

وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ، فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ، قَالَ: فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، اشْرَبْ، فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، اشْرَبْ، فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي،

میں نے دیکھا کہ اس میں ایک تھن دودھ سے بھرا پڑا ہے بلکہ سب بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے پڑے تھے پھر میں نے اس گھر کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا کہ جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا پھر میں نے اس برتن میں دودھ نکالا یہاں تک کہ دودھ کی جھاگ اوپر تک آگئی، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اے مقداد رضی اللہ عنہ! کیا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ دودھ پئیں، آپ ﷺ نے کچھ دودھ پی کر باقی کا مجھے عنایت فرمایا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ دودھ پئیں آپ ﷺ نے دوبارہ دودھ پیا لیکن برتن میں کچھ دودھ پھر بھی موجود رہا آپ ﷺ نے یہ مجھے عنایت فرمایا، میں نے دودھ لے لیا اور پی گیا

فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ، ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا هَذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنَ اللهِ، أَفَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ مِنْهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ

پھر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ سیر ہو گئے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت ہے کہ دودھ ختم نہیں ہوا اور آپ نے اپنی دعا کی برکت میں مجھے بھی شامل کر لیا ہے تو میں فرط مسرت سے بیخود ہو گیا یہاں تک کہ مارے خوشی کے میں زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے مقداد رضی اللہ عنہ! یہ تیری ایک بری عادت ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ساتھ تو اس طرح کا معاملہ ہوا ہے اور میں نے اس طرح کر لیا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس وقت کا دودھ سوائے اللہ کی رحمت کے اور کچھ نہ تھا تو نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تا کہ ہم اپنے ساتھیوں کو بھی جگا دیتے وہ بھی اس میں سے دودھ پی لیتے، میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب آپ ﷺ نے یہ دودھ پی لیا ہے اور میں نے بھی یہ دودھ پی لیا ہے تو اب مجھے اور کوئی پرواہ نہیں (یعنی میں نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی ہے تو اب مجھے کیا پرواہ (بوجہ خوشی) کہ لوگوں میں سے کوئی اور بھی یہ رحمت حاصل کرے یا نہ کرے)۔ [1]

اس کے بعد مقداد رضی اللہ عنہ نے تجارت شروع کر دی اور خاصے مرفہ الحال ہو گئے،

عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو قَالَتْ:فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ خَرَجَ الْمِقْدَادُ لِحَاجَتِهِ حَتَّى أَتَى بَقِيعَ الْغَرْقَدِ، فَدَخَلَ خَرِبَةً لِحَاجَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ إِذْ أَخْرَجَ جُرَذٌ مِنْ جُحْرٍ دِينَارًا، فَلَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينَارًا حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ طَرَفَ خِرْقَةٍ حَمْرَاءَ، قَالَ الْمِقْدَادُ: فَقُمْتُ فَأَخْرَجْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا قِيمَةَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَخَرَجْتُ بِهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرَهَا، فَقَالَ:هَلْ أَتْبَعْتَ يَدَكَ الْجُحْرَ؟ قُلْتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، قَالَ:لَا صَدَقَةَ فِيهَا بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا، قَالَتْ ضُبَاعَةُ: فَمَا فَنِيَ آخِرُهَا حَتَّى رَأَيْتُ عَدَائِرَ الْوَرِقِ فِي بَيْتِ الْمِقْدَادِ

مقداد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب سے مروی ہے ایک دن مقداد رضی اللہ عنہ رفع حاجت کے لیے گھر سے نکلے اور بقیع غرقد کے قریب ایک ویران جگہ پر رفع حاجت کے لیے بیٹھے، یکا یک قریب کے ایک بل سے ایک بڑے چوہے نے ایک طلائی دینار باہر لا کر ان کے سامنے ڈال دیا اور وہ برابر اسی طرح ایک ایک دینار باہر لا کر ان کے سامنے ڈالتا رہا یہاں تک کہ مقداد رضی اللہ عنہ کے سامنے سترہ دینار جمع ہو گئے، انہوں نے وہ اٹھا لیے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے چوہے کے بل میں ہاتھ ڈالا تھا؟ انہوں نے عرض کیا جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اس پر کوئی صدقہ نہیں ہے اللہ تجھے اس میں برکت دے، ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان میں سے آخری دینار ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ میں نے چاندی کے ڈھیر مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر میں دیکھ لیے (یعنی وہ آسودہ حال ہو گئے)۔ [2]

اذان کی ابتدا

اسلامی عبادات، وحدت واجتماعیت کا ایک مثالی مظاہرہ ہیں، اسی مقصد عظیم کے حصول کی خاطر نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا، اس معاملے میں علما میں اختلاف ہے کہ اذان (جس کے لغوی معنی ہیں بہت زیادہ تشہیر کرنا) کی ابتدا ایک ہجری میں ہوئی یا دو ہجری میں،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ إِيثَارِهِ ۵۳۶۲، مسند احمد ۲۳۸۱۲

[2] شرف المصطفی ۴۹۵/۳، مسند ابن أبي شيبة ۴۸۸، مسند البزار ۲۱۱۶، المعجم الكبير للطبرانی ۶۱۱

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ: كَانَ المُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلاَةَ لَيْسَ يُنَادَى لَهَا،فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ،فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ اليَهُودِفَقَالَ عُمَرُ: أَوَلاَ تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلاَةِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا بِلاَلُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلاَةِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب مسلمان مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آئے تو وقت مقرر کر کے نماز کے لئے جمع ہوجاتے تھے اس کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی،ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا کہ نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کی کیا ترکیب اختیار کی جائے، کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ لے لیا جائے اور کسی نے یہودیوں کی طرح نرسنگھا پھونکنے کا مشورہ دیا لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ ایک آدمی بازاروں میں جاکر نماز کے لیے جمع ہوجاؤ کی صدا لگا دیا کرے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف یہی تجویز پسند آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اٹھیں اور لوگوں میں جاکر نماز کا اعلان کریں۔[1]

کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا،

عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: اهْتَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَافَقِيلَ لَهُ: انْصِبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ فَإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًافَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ، فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ يَعْنِي الشَّبُّورَ وَقَالَ زِيَادٌ: شَبُّورُ الْيَهُودِ فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ، وَقَالَ:هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ،قَالَ: فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوسُ، فَقَالَ:هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى،فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُرِيَ الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ،قَالَ: فَغَدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَبَيْنَ نَائِمٍ وَيَقْظَانَ، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الْأَذَانَ،

ابوعمیر بن انس اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فکرمند ہوئے کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لئے (بروقت) جمع کیا جائے، (چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موضوع پر مجلس مشاورت بلائی) ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی، کسی نے کہا کہ نماز کے وقت جھنڈا بلند کر دیا جائے لوگ جب اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو خبر کر دیا کریں گے مگر آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی، کسی نے یہود کی طرح نرسنگھا پھونکنے کا مشورہ دیا مگر یہ رائے بھی آپ کو پسند نہ آئی اور فرمایا یہ یہودیوں کا عمل ہے، کسی نے ناقوس کی رائے دی تو آپ نے فرمایا یہ نصاریٰ کا عمل ہے (اس طرح یہ مجلس کوئی بات طے ہوئے بغیر برخواست ہوگئی)، چنانچہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن زید بن عبد ربہ مجلس سے لوٹے تو وہ اسی فکر میں تھے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے (اسی فکر اور سوچ و بچار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر گھر آئے اور بستر پر دراز ہوگئے) تو انہیں خواب میں اذان بتائی گئی چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو خبر دی اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے اذان بتادی،

قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَدْ رَآهُ قَبْلَ ذَلِكَ فَكَتَمَهُ عِشْرِينَ يَوْمًاقَالَ: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ بَدْءِ الأَذَانِ۶۰۴ ، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ بدْءِ الْأَذَانِ۸۳۷،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الأَذَانِ ۱۹۰،سنن نسائی کتاب الاذان باب بَدْءُ الْأَذَانِ۶۲۷،مصنف عبدالرزاق۱۷۷۶

وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ:مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟فَقَالَ: سَبَقَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، فَاسْتَحْيَيْتُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا بِلَالُ، قُمْ فَانْظُرْمَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍفَافْعَلْهُ

(راوی نے کہا کہ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب بھی ان سے پہلے یہ اذان خواب میں دیکھ چکے تھے مگر بیس دن تک خاموش رہے، پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا ہمیں خبر دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن زید مجھ سے سبقت لے گئے تھے اس لئے مجھے حیا آئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! کھڑے ہو جاؤ دیکھو جو عبداللہ بن زید تمہیں بتائے وہ کرو چنانچہ بلال نے اذان دی۔[1]

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ،قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى، قَالَ: فَقَالَ: تَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

محمد بن عبداللہ بن زید بن عبد ربہ کہتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تا کہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس سے ایک آدمی گزر رہا ہے، ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے ہے، میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا؟ اس نے کہا تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا ہم اس سے لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے، وہ کہنے لگا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو اس سے زیادہ بہتر ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں، اس نے کہا اس طرح کہو اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،

قَالَ: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي غَيْرَ بَعِيدٍ،ثُمَّ، قَالَ: وَتَقُولُ: إِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ،أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ،اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

پھر وہ مجھ سے کچھ پیچھے ہٹ گیا اور کہا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوں تو یوں کہو اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، نماز کھڑی ہوگئی ہے،

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ ۴۹۸

نماز کھڑی ہوگئی ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں

فَلَمَّا أَصْبَحْتُ، أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ، بِمَا رَأَيْتُ،فَقَالَ:إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللهُ،فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ، فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ، فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ،فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ، فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ، وَيُؤَذِّنُ بِهِ،قَالَ: فَسَمِعَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ، وَيَقُولُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا رَأَى،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَلِلَّهِ الْحَمْدُ

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتلایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان شاء اللہ سچا خواب ہے، تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اسے وہ کلمات بتاتے جاؤ جو تم نے دیکھے ہیں، وہ اذان کہے گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہے، چنانچہ میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں وہ الفاظ بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے انہوں نے جب اس آواز کو سنا تو (جلدی سے) اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور کہنے اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جیسے کہ اسے دکھایا گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔[1]

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان اور اقامت کے جو کلمات تلقین کئے گئے وہ دو دو مرتبہ ادا ہوئے تھے، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس مجھے اذان کے کلمات اس طرح سکھائے (جو اسلام کے تین بنیادی اصول توحید، رسالت اور آخرت پر مشتمل ہے) مجھ سے فرمایا کہو

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ(اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وکبرائی کا بیان) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ (توحید کا اثبات اور شرک کی نفی) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ (اثبات رسالت) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (سب سے افضل عبادت کی طرف پکار) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ(جس میں دائمی فلاح ہے) اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ(یاد رکھو اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور برتر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔[2]

وَإِذَا أَذَّنْتَ بِالْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ فَقُلْ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں اپنی طرف سے کلمہ ،، نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔ ،، کا اضافہ کر دیا جسے رسول اللہ ﷺ نے باقی رہنے دیا۔[3]

فَزَادَ بِلَالٌ فِي الصُّبْحِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ ۴۹۹، مصنف عبدالرزاق ۱۷۷۴ ،السنن الکبری للبیہقی ۱۸۳۵

[2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ صِفَةِ الْأَذَانِ ۸۴۲، جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ ۱۹۱،۱۹۲،سنن ابن ماجہ کتاب الاذان بَابُ التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ ۷۰۹،سنن نسائی کتاب الاذان باب تَثْنِيَةُ الْأَذَانِ ۶۲۹

[3] مسند احمد ۱۵۳۷۶

بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں کلمہ ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کا اضافہ کر دیا۔ (١)

فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنے کی مشروعیت:

فجر کی اذان میں اور کے بعد دو دفعہ کہنا مسنون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے، یہ عہد نبوت کے بعد کی ایجاد یا پیداوار نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے یا باور کراتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ:مِنَ السَّنَةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سنت ہے کہ جب مؤذن اذان فجر میں حی علی الفلاح کہے تو (اس کے بعد) ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کہے۔ (٢)

شرح معانی الآثار (ح ٨٤٤) میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے

كَانَ التَّثْوِيبُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِذَا قَالَ: الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ

صرف صبح کی نماز میں جب مؤذن کہتا حی علی الفلاح کہتا تو ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' دو دفعہ کہتا۔ (٣)

وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ

امام ابن السکن رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

دوسری دلیل:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ؟قَالَ: فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِي، وَقَالَ: تَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیشانی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا دو مرتبہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہنا دو دو مرتبہ، اشھد ان محمد رسول اللہ آہستہ آواز سے کہنا، پھر دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہنا پھر دو دو مرتبہ حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہنا (یعنی ترجیع والی اذان سکھائی) اور حدیث کے آخر میں ہے اور جب صبح کی اذان دینا تو دو مرتبہ ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کہنا اور آخر میں اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ کہنا۔ (٤)

---

(١) ابن سعد ١٩١/١

(٢) صحيح ابن خزيمة ٣٨٦،سنن الدارقطنى ٩٤٤،السنن الكبرى للبيهقى ١٩٨٤

(٣) التلخيص الحبير ٥٠١/١

(٤) سنن ابوداودكتاب الصَّلَاةِ بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ ٥٠٠،مسنداحمد ١٥٣٧٩، السنن الكبرى للبيهقى ١٨٤٨

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ

” نماز نیند سے بہتر ہے۔“ کے کلمات صبح کی پہلی اذان میں کہو۔ (۱)

صحیح ابن خزیمہ میں یہ الفاظ ہیں

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فِي الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ

”نماز نیند سے بہتر ہے۔نماز نیند سے بہتر ہے۔“ صبح کی پہلی اذان میں کہو۔ (۲)

وَكَانَ يَقُولُ فِي الْفَجْرِ:الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

ایک اور سند سے مروی الفاظ یوں ہیں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان فجر میں ”نماز نیند سے بہتر ہے۔“ کہا کرتے تھے۔ (۳)

تیسری دلیل:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ بَعْدَ الْفَلَاحِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پہلی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد ”نماز نیند سے بہتر ہے۔“ کے الفاظ کہے جاتے تھے۔ (۴)

وَسَنَدُهُ حَسَنٌ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس روایت کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں اس روایت کی سند حسن ہے۔ (۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ:أَنَّهُ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ: إِذَا بَلَغْتَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فِي الْفَجْرِ فَقُلِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

اس کے علاوہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ منقول ہے انہوں نے اپنے مؤذن کو کہا کہ جب تم فجر کی اذان میں حی علی الفلاح پر پہنچو تو ”نماز نیند سے بہتر ہے۔“ کہو۔ (۶)

چوتھی دلیل:

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ هَذِهِ لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ، فَكَانَ بِلَالٌ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ يُؤَذِّنُ بِذَلِكَ، وَيَدْعُو رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: فَجَاءَهُ فَدَعَاهُ ذَاتَ غَدَاةٍ إِلَى الْفَجْرِ، فَقِيلَ

(۱) سنن ابوداودكِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ۵۰۱

(۲) صحیح ابن خزیمة۳۸۵،السنن الکبری للبیهقی۱۹۷۰

(۳) سنن ابوداودكِتَاب الصَّلَاةِ بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ۵۰۴

(۴) شرح معانی الآثار۸۴۲،شرح مشکل الآثار ۶۰۸۴، السنن الکبری للبیهقی۱۹۸۶

(۵) التلخيص الحبير ۵۰۲/۱

(۶) السنن الکبری للبیهقی۱۹۸۷،سنن الدارقطنی۹۴۶

لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ، قَالَ: فَصَرَخَ بِلَالٌ بِأَعْلَى صَوْتِهِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ،قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأُدْخِلَتْ هَذِهِ الْكَلِمَةُ فِي التَّأْذِينِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ

بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے (اذان کے متعلق) اپنا خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان شاء اللہ سچا خواب ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طریقے سے اذان دینے کا حکم فرمایا، بلال رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے یہ اذان دیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی طرف بلاتے تھے، روای کا بیان ہے (ایک مرتبہ) بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کے وقت نماز فجر کی طرف بلایا انہیں کہا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں، راوی کابیان ہے تو بلال رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کہا، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت سے یہ کلمات نماز فجر کی اذان میں داخل کر لیے گئے۔ [1]

اس روایت کی سند میں اسحاق مدلس ہیں اور عن سے بیان کرتے ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس مذکورہ روایت کے متعلق فرماتے ہیں پھر میں نے بیہقی میں بسند صحیح سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے اس کا ایک دوسرا طریق پالیا۔۔۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، فَذَكَرَ قِصَّةَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَرُؤْيَاهُ إِلَى أَنْ قَالَ: ثُمَّ زَادَ بِلَالٌ فِي التَّأْذِينِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، وَذَلِكَ أَنَّ بِلَالًا أَتَى بَعْدَمَا أَذَّنَ التَّأْذِينَةَ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ لِيُؤذِنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ،فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَأُقِرَّتْ فِي التَّأْذِينِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا قصہ اور اس کا خواب بیان کیا یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان میں ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کا اضافہ فرمایا اور اس طرح کہ جب بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے آئے تو انہیں کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں تو بلال رضی اللہ عنہ نے با آواز بلند کی منادی کی ،لہذا نماز فجر کی اذان میں یہ الفاظ مقرر کر دیے گئے۔ [2]

ان روایات سے یہ ثابت ہو گیا کہ فجر کی اذان میں ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کہنا سنت ہے، یہ نہ بدعت ہے اور نہ غیر مشروع۔

وَالَّذِي فَسَّرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، أَنَّ التَّثْوِيبَ: أَنْ يَقُولَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الفَجْرِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.وَهُوَ قَوْلٌ صَحِيحٌ، وَيُقَالُ لَهُ التَّثْوِيبُ أَيْضًا .وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ العِلْمِ وَرَأَوْهُ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابن المبارک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے جو تفسیر بیان کی ہے کہ تثویب سے مراد یہ ہے کہ مؤذن فجر کی اذان میں ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' کہے، یہی قول صحیح ہے، اہل علم نے اسے پسند کیا ہے اور یہ ان کی رائے ہے۔ [3]

---

[1] مسند احمد ١٦٤٧٧

[2] السنن الکبری للبیہقی ١٩٨٣

[3] جامع ترمذی کتاب الصلاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّثْوِيبِ فِي الفَجْرِ ١٩٨

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کلمات کا آغاز دور فاروقی میں ہوا اس سے قبل یہ کلمات اذان فجر میں نہیں کہے جاتے تھے اور دلیل کے طور پر حسب ذیل اثر پیش کرتے ہیں۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِمًافَقَالَ:الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ،فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ مؤذن آیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کی اطلاع دینے لگا کیونکہ وہ سوئے ہوئے تھے، تو اس نے کہا نماز نیند سے بہتر ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ یہ کلمات صبح کی اذان میں کہا کرو۔ [1]

یہ اثر امام مالک رحمہ اللہ کے بلاغات میں سے ہے،

وھوضعیف لاعضاله اوارساله

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ اثر معضل یا مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ [2]

اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بالفرض اگر یہ بات سنداً ثابت بھی ہو تو تب بھی اس کی توجیہ اور ان کا مقصد یہی ہے کہ ان کلمات کا اصل محل صبح کی اذان ہی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، ان الفاظ کو اذان ہی میں کہا کرو جبکہ دیگر اوقات میں ان کلمات کا استعمال خواہ کسی کو متنبہ کرنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو، جائز نہیں، اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بطور خاص تلقین فرمائی۔ واللہ اعلم

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنے کا اصل محل:

راجح بات یہ ہے کہ یہ کلمات طلوع فجر کے بعد صبح کی اذان میں دو مرتبہ حی علی الفلاح کے بعد کہے جائیں، یہ جمہور علماء کا موقف ہے، دلائل وقرآن کی روشنی میں یہی موقف اقرب الی الصواب ہے۔

وَإِنْ زَادَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ: فَحَسَنٌ

امام ابن حزم رحمہ اللہ کے کلام سے بھی بظاہر اس کی تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں اگر مؤذن نماز فجر کی اذان میں "نماز نیند سے بہتر ہے۔" کا اضافہ کرے تو یہ اچھا ہے۔ [3]

فَهَذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُخْبِرُ أَنَّ ذَلِكَ مِمَّا كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ بِهِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ. فَثَبَتَ بِذَلِكَ مَا ذَكَرْنَا , وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ , وَأَبِي يُوسُفَ , وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى

فجر کی اذان میں کی مشروعیت وسنئیت کا اثبات کرتے ہوئے امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ ان کلمات کے ساتھ مؤذن صبح کی اذان دیا کرتا تھا لہذا اس سے جو ہم نے مدعا ذکر کیا ہے ثابت ہو گیا (یعنی اس کی مشروعیت) یہ امام

---

[1] موطاامام مالک كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي النِّدَاءِ لِلصَّلَاةِ

[2] تحقیق هداية الرواة ١/٣١٣

[3] المحلی بالآثار ٢/١٨٦

ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ [۱]

فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا قُلْنَا وُجُوبُ اسْتِعْمَالِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، عَلَى مَا فِي هَذِهِ الْآثَارِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ

شرح مشکل الآثار میں فرماتے ہیں "نماز نیند سے بہتر ہے۔" کے الفاظ صبح کی اذان میں کہنے کا وجوب ثابت ہو گیا جس طرح ہم نے کہا ہے جیسا کہ ان آثار و روایات میں ہے۔ [۲]

قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَنَا أَنَّهُ سُنَّةٌ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم ذکر کر چکے ہیں "نماز نیند سے بہتر ہے۔" کہنا صبح کی اذان میں مسنون ہے۔ [۳]

وَيَقُولُ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ. مَرَّتَيْنِ

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مؤذن کو صبح کی اذان میں "نماز نیند سے بہتر ہے۔" دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ [۴]

وهذالان الصبح مظنة نوم الناس فی وقتهافاستحب زيادة ذلک فيهابخلاف سائرالصلوات ،وسواء اذن مغلسااومسفرا،لانه مظنة فی الجملة

اس قول کی شرح میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ صبح کا وقت لوگوں کی نیند کا وقت ہوتا ہے تو (شارع کی طرف سے) اس وقت ان کلمات کا اضافہ مستحب سمجھا گیا، دیگر نمازوں کے برخلاف مؤذن خواہ اندھیرے میں اذان دے یا روشنی ہونے پر برابر ہے کیونکہ فی الجملہ اس وقت نیند کا گمان ہوتا ہے۔ [۵]

أقول: قد رويت فيه أحاديث منها ما هو صحيح ومنها حسن ومنها ما هو ضعيف فلا وجه للقول بأنه بدعة وهو مختص بصلاة الفجر۔۔۔

امام شوکانی رحمہ اللہ ان کلمات کی مشروعیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس کے متعلق مختلف احادیث مروی ہیں کچھ صحیح، کچھ حسن درجے کی اور کچھ ضعیف، اس لیے اسے بدعت کہنے کی کوئی صورت نہیں اور یہ نماز فجر کے ساتھ خاص ہے۔ [۶]

○ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ذَكَرُوا أَنْ يُعْلِمُوا وَقْتَ الصَّلَاةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ فَذَكَرُوا أَنْ يُنَوِّرُوا نَارًا، أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لوگوں کو نماز کے وقت اطلاع دینے کے لئے مشورہ کیا کہ جس چیز سے نماز کے وقت

---

[۱] شرح معانی الآثار ۸۴۴

[۲] شرح مشکل الآثار ۳۶۵، ۶۰۸۵، ۱۵

[۳] المجموع شرح المهذب ۹۴، ۳

[۴] المغنی ۲۹۶، ۱

[۵] شرح العمدة لشيخ الاسلام ۱۰۹، ۲

[۶] السيل الجرار ۱۲۶، ۱

کا علم ہو جائے، بعض نے کہا کہ آگ روشن کر دی جائے یا ناقوس بجایا جائے، چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات ایک مرتبہ کہیں۔ (۱)

کیونکہ اذان میں دین کے شعار کا اظہار اور قواعد و کلیات اسلام کا اعلان ہے جو کہ شیطان کے لئے سب سے زیادہ تکلیف کا باعث ہے اس لئے جب اذان دی جاتی ہے تو جہاں تک آواز پہنچتی ہے شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ،فَإِذَا قُضِيَ التَّأْذِينُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ لَهُ: اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ اذان سنائی نہ دے، جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے اور جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے اور جب اقامت پوری ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں خیالات ڈالتا ہے اس کو کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر حالانکہ اس کو وہ باتیں پہلے یاد ہی نہیں تھیں یہاں تک کہ آدمی بھول جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی۔ (۲)

اذان کا جواب:

اذان سن کر اس کا جواب دینا چاہیے جو بڑا ہی مختصر عمل ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالإِقَامَةِ، قَالُوا: فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: سَلُوا اللهَ العَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے مابین کی دعا رد نہیں ہوتی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اس وقت میں کیا دعا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرو۔ (۳)

○ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ

(۱) صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ الْأَمْرِ بِشَفْعِ الْأَذَانِ وَإِيتَارِ الْإِقَامَةِ۸۳۹،صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ ۶۰۳،جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الإِقَامَةِ ۱۹۳،سنن ابن ماجہ کتاب الاذان بَابُ إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ ۷۲۹،سنن نسائی کتاب الاذان باب تَثْنِيَةُ الْأَذَانِ ۶۲۸

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل التاذین۶۰۸ ،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل الاذان وھرب الشیطن عندسماعہ ۸۵۹،مصنف عبدالرزاق۳۴۶۲،مسنداحمد۹۹۳۱،سنن الدارمی۱۵۳۵،صحیح ابن حبان۱۶۶۳

(۳) جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَابٌ فِي العَفْوِ وَالعَافِيَةِ۳۵۹۴

لَهُ ذَنْبُهُ،قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ: وَأَنَا

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موذن کی اذان سن کر جس نے یہ کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ کی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے مسرور و خوش ہوں اور میں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، ابن رمح کی روایت میں اشھد کی بجائے وانا اشھد ہے معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔[1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو جس طرح موذن کہتا ہے اسی طرح تم کہو۔[2]

یعنی اذان کا جواب یہ ہے کہ جیسے موذن کہتا جائے سننے والا ویسے ہی کہے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ کے جواب میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ہی کہے اور مزید صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہے، انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا ضعیف روایت ہے، کیونکہ اذان کے کلمات ذکر ہیں اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ نماز کی دعوت ہے اس لئے سننے والے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسنون قرار دیا ہے کہ اس دعوت کو سن کر وہ اعانت کے کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ سے استعانت چاہیے، اور اسی طرح اقامت کے جواب میں بھی پوری اقامت کا جواب دیا جائے نہ کہ صرف أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ کا، آخر میں درود پڑھ کر دعائے وسیلہ پڑھی جائے، لیکن یاد رہے کہ اذان کے بعد کی یہ دعا یا کوئی اور دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ،حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سن کر یہ کہے "اے اللہ مکمل پکار اور ہمیشہ قائم رہنے والی نماز کے پروردگار! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بزرگی دے اور آپ کو مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔" اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔[3]

○ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ،فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا،ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَسْأَلُ لَهُ الْوَسِيلَةَ۸۵۰

[2] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَسْأَلُ لَهُ الْوَسِيلَةَ۸۴۸

[3] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ۶۱۴

الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ،فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب تم موذن سے اذان سنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھ پر (مسنون) درود ابراہیمی بھیجو جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس دس رحمتیں نازل کرتا ہے، پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وہ جنت کا ایک درجہ ہے، اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا جو اللہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (۱)

○عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الدُّعَاءَ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، فَادْعُوا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشک اذان اور اقامت کے دوران دعا مسترد نہیں ہوتی، پس تم (اس وقت) دعا کرو۔ (۲)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو درج ذیل عنوان والے باب میں روایت کیا ہے

بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ رَجَاءَ أَنْ تَكُونَ الدَّعْوَةُ غَيْرَ مَرْدُودَةٍ بَيْنَهُمَا

اس امید کے ساتھ اذان و اقامت کے درمیان دعا کرنے کا مستحب ہونا کہ وہ رد نہ کی جائے۔

اذان کے لئے ایک جگہ متعین نہیں تھی بلکہ متعدد مقامات پر اذان دی جاتی رہی۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِفَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ فَإِذَا رَآهُ تَمَطَّى

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنی نجار کی ایک معزز خاتون کا کہنا ہے کہ مسجد نبوی کے گرد و پیش واقع تمام مکانات میں میرا مکان زیادہ بلند تھا اس لئے بلال رضی اللہ عنہ صبح وہیں آجاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے، جب صبح طلوع ہوتی تو اسی مکان کے اوپر اذان دیتے تھے ان کا روزمرہ کو معمول تھا جسے کبھی ترک نہیں کیا تھا (۳)

ذكر أهل السير: أن بلالاً كان يؤذن على أسطوانة في قبلة المسجد يرقى إليها بأقتاب، وهي قائمة إلى اليوم في منزل عبد الله بن عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

سیرت نگار کہتے ہیں بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قبلہ سمت واقع ایک ستون پر سیڑھی کے ذریعہ چڑھتے اور اس پر کھڑے ہو کر اذان کہتے تھے، مذکورہ سیڑھی عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مکان میں ابھی تک موجود تھی۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَسْأَلُ لَهُ الْوَسِيلَةَ۸۴۹ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ ۵۲۳،جامع ترمذی بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۶۱۵،سنن نسائی کتاب الاذان باب الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْأَذَانِ۶۷۹

(۲) مسنداحمد ۱۲۵۸۴، صحیح ابن خزیمۃ۴۲۵،صحیح ابن حبان۱۶۹۶

(۳) ۔السنن الکبری للبیہقی۱۹۹۵،شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام۴۲۸/۲

(۴) اخبارمدینۃ ۱۰۲/۱

وروی نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قال :كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَى مَنَارَةٍ فِي دَار حَفْصَة بنت عمر الَّتِي تَلِي الْمَسْجِدَ
نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے متصل ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں واقع مینار پر چڑھ کر اذان کہتے تھے۔ (۱)

كان في دار عبد الله بن عمر أسطوانة فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ يؤذن عليها بلال يرقى إليها بأقتاب
اسی طرح روایت ہے مسجد کے مغرب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مکان جسے دَار الْعشْرَة کہا جاتا تھا میں واقع ایک ستون پر بلال رضی اللہ عنہ آذان کہتے تھے، جس پر سیڑھی کے ذریعہ چڑھتے تھے۔ (۲)

بہرحال خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مسجد نبوی کے چاروں کونوں میں اذان کے لئے مینار بنوائے، باب السلام کے قریب والا مینار جس سے دارمروان کی بے پردگی ہوتی تھی سلیمان بن عبدالملک نے منہدم کرادیا تھا، بعد میں ۷۰۶ ہجری میں سلطان محمد قلاوون نے اسے تعمیر کرایا۔ (۳)

اذان جمعہ

پانچوں نمازوں کے اول وقت میں اذان دی جانے لگی تھی مگر جمعہ کی اذان کا طریقہ پانچ وقت نماز سے مختلف تھا اور دنوں میں اذان نماز سے کچھ پہلے دی جاتی تھی لیکن جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے آکر بیٹھ جاتے تھے اور اس کے فوراً بعد نماز شروع کر دی جاتی۔

○ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ:كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الإِمَامُ عَلَى المِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَافَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الزَّوْرَاءُ: مَوْضِعٌ بِالسُّوقِ بِالْمَدِينَةِ
سائب رضی اللہ عنہما بن یزید سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھتے لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو وہ مقام زوراء سے ایک اور اذان دلوانے لگے، امام بخاری فرماتے ہیں کہ زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ (۴)

اذان کے (فوراً) بعد (خودساختہ) درود وسلام کا اضافہ

وَأَمَّا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالصَّلَاةِ أَوْ الرِّضَى الَّذِي يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمُؤَذِّنِينَ قُدَّامَ بَعْضِ الْخُطَبَاءِ فِي الْجُمَعِ فَهَذَا مَكْرُوهٌ أَوْ مُحَرَّمٌ بِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ لَكِنْ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: يُصَلِّي عَلَيْهِ سِرًّا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: يَسْكُتُ

(۱) شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام۲/۴۲۸،اخبار مدینة ۱/۱۰۲

(۲) خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى۲/۱۱۶

(۳) مراة الحرمين ۴۵

(۴) صحيح بخارى كتاب الجمعة بَابُ الأَذَانِ يَوْمَ الجُمُعَةِ۹۱۲

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض مقامات پر جمعہ کے خطبہ سے پہلے بعض اذان دینے والے درود وسلام کا جو (با آواز بلند) اضافہ کرتے ہیں وہ آئمہ کے اتفاق سے مکروہ یا حرام ہے، بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ (مسنون) درود دل میں پڑھے یا خاموش رہے۔ (۱)

بے شمار (بلکہ متواتر) سندوں سے یہی ثابت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہو جاتی تھی، اس بارے میں کوئی حدیث مروی نہیں کہ اذان کے ساتھ ملا کر (بلند آواز سے) درود پڑھنا مستحب ہے، درود وسلام کے اذان میں ملانے کی بدعت کی ایجاد محتسب مصر صلاح الدین البرسی نے جمعہ کی رات میں کی تھی مورخ المقریزی نے کہا کہ پھر نجم الدین ارطنبزی جو ایک گندا آدمی اور رشوت خور تھا نے اسے تمام نمازوں پر پھیلا دیا، شیخ علی محفوظ نے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب الفتاوٰی الکبری سے نقل کیا ہے کہ ہمارے استادوں سے مروجہ درود وسلام کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اصل ومسنون درود، اذان سے جدا، جہر کے بغیر سنت ہے اور یہ مروجہ کیفیت بدعت ہے، مزید کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ اذان مسلمانوں کا شعار ہے جو کتب حدیث اور کتب فقہ میں تواتر کے ساتھ منقول ہے اسی پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے رہا مروجہ درود وسلام تو یہ بہت بعد والے بدعتی موذنین کا اضافہ (اور بدعت) ہے، یہاں پر یاد رہے کہ علماء کا یہ قول کہ اصل سنت ہے اور کیفیت بدعت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اذان کے بعد (مسنون) درود پڑھنا تو سنت ہے لیکن اسے اونچی آواز (بلکہ خود ساختہ الفاظ کے اضافے) کے ساتھ پڑھنا بری بدعت ہے، بعض لوگ اذان سے پہلے

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا... ﴿١١١﴾ (۲)

ترجمہ: اور کہو تعریف ہے اس اللہ کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا۔

پڑھتے ہیں اور بعض یا کریم یا رب کے نعرے لگاتے ہیں،

قول المؤذن قبل الأذان وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً من المحدثات

علماء نجد رحمہ اللہ فرماتے ہیں موذن کا اذان سے قبل ''اور کہو تعریف ہے اس اللہ کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا۔'' پڑھنا بدعت ہے۔ (۳)

عبد اللہ بن ابی کا مدینہ میں مرتبہ:

حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ،وَسَيِّدُ أَهْلِهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ (ابْنُ) سَلُولَ الْعَوْفِيُّ،ثُمَّ أَحَدُ بَنِي الْحُبْلَى، لَا يَخْتَلِفُ عَلَيْهِ فِي شَرَفِهِ (مِنْ قَوْمِهِ) اثْنَانِ، لَمْ تَجْتَمِعْ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ، حَتَّى جَاءَ الْإِسْلَامُ، غَيْرَهُ، وَمَعَهُ فِي الْأَوْسِ رَجُلٌ، هُوَ فِي قَوْمِهِ مِنْ الْأَوْسِ شَرِيفٌ مُطَاعٌ، أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ عَمْرِو بْنِ صَيْفِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، أَحَدُ بَنِي ضُبَيْعَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهُوَ أَبُو حَنْظَلَةَ، الْغَسِيلُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَكَانَ قَدْ تَرَهَّبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَبِسَ الْمُسُوحَ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ:الرَّاهِبُ. فَشَقِيَا بِشَرَفِهِمَا وَضَرَّهُمَا،فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ فَكَانَ قَوْمُهُ قَدْ نَظَمُوا لَهُ الْخَرَزَ لِيُتَوِّجُوهُ ثُمَّ يُمَلِّكُوهُ عَلَيْهِمْ ،

(۱) مجموع الفتاوی لابن تیمیة ۲۲/۴۷۰

(۲) بنی اسرائیل ۱۱۱

(۳) الدرر السنية في الأجوبة النجدية ۸/۱۰۵

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہاں کا سب سے بڑا سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول عوفی تھا جو بنی حبلی میں سے تھا، قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج دونوں اس کے مطیع فرمان تھے ورنہ پہلے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ان دونوں قبیلوں نے ایک شخص پر اتفاق کیا ہو یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں اسلام پھیل گیا اور اس کے علاوہ قبیلہ اوس میں سے ایک شخص تھا جس کی یہ لوگ اطاعت کرتے تھے اور اس کو سردار مانتے تھے اس کا نام ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن نعمان تھا جو قبیلہ بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا، اور یہی حنظلہ غسیل الملائکہ کا باپ تھا جو غزوہ احد میں شہید ہوئے، زمانہ جاہلیت میں یہ ابو عامر راہب بن گیا تھا اور راہب ہی کہلاتا تھا، عبد اللہ بن ابی کے واسطے اس کی قوم نے ایک تاج بنایا تھا جس میں موتی اور رنگ برنگ کی کوڑیاں لگائی تھیں تا کہ اس کا اپنا بادشاہ بنائیں،

فَجَاءَهُمُ اللهُ تَعَالَى بِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَوْمُهُ عَنْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ ضَغِنَ ، وَرَأَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اسْتَلَبَهُ مُلْكًا. فَلَمَّا رَأَى قَوْمَهُ قَدْ أَبَوْا إِلَّا الْإِسْلَامِ دَخَلَ فِيهِ كَارِهًا مُصِرًّا عَلَى نِفَاقٍ وَضِغْنٍ،وَأَمَّا أَبُو عَامِرٍ فَأَبَى إِلَّا الْكُفْرَ وَالْفِرَاقَ لِقَوْمِهِ حِينَ اجْتَمَعُوا عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَرَجَ مِنْهُمْ إِلَى مَكَّةَ بِبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مُفَارِقًا لِلْإِسْلَامِ وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ بَعْضِ آلِ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرٍ: لَا تَقُولُوا: الرَّاهِبَ، وَلَكِنْ قُولُوا: الْفَاسِقَ

اسی اثنا میں مدینہ منورہ میں اسلام ظاہر ہوا اور یہ ساری قوم اسلام کی طرف رجوع ہو گئی، عبد اللہ بن ابی کو رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا اور ساری قوم کا اس سے برگشتہ ہو کر اسلام اختیار کرنا بہت ناگوار گزرا اور وہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ ہی کے سبب سے میری سلطنت کے تیار ہونے میں خلل پڑا ہے، پھر جب اس نے دیکھا کہ دونوں قبائل اوس و خزرج اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کی سیادت پر متفق ہو گئے تو وہ بھی بظاہر مسلمان ہو گیا مگر دل میں اپنے کینہ اور نفاق کو قائم رکھا اور قریش مکہ کی سازشوں میں ان کا آلہ کار بن کر جہاں بھی اسے موقعہ ملا اس نے اپنی دشمنی کا اظہار کیا اور ابو عامر نے اسلام اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے چند ہم مشرف آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلا گیا نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو راہب نہ کہو بلکہ فاسق کہو۔[1]

وَكَانَ أَبُو عَامِرٍ يُسَمَّى فِي الْجَاهِلِيَّةِ: الرَّاهِبَ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفَاسِقَ

اور ابو عامر دور جاہلیت میں راہب کے نام سے مشہور تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو عامر کو راہب مت کہو بلکہ فاسق کہو۔[2]

کیونکہ یہ دونوں (ابو عامر، عبد اللہ بن ابی) اپنے جاہ و عزت کی وجہ سے بدبختی کا شکار ہوئے اور ان کی عزت و مرتبہ نے ان کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچایا، دنیا میں دائمی لعنت اور آخرت میں ہمیشہ کے لئے جہنم۔

عبد اللہ بن ابی کو دعوت اسلام کے لئے گھر جانا:

عبد اللہ بن ابی مدینہ منورہ میں ایک بااثر شخصیت تھی، اس کے اثر رسوخ کی بنا پر صحابہ چاہتے تھے کہ وہ مسلمان ہو جائے، اس طرح اس کے ساتھ جو گروہ ہے وہ بھی مسلمان ہو جائے گا اور دعوت اسلام میں کوئی بڑی رکاوٹ کھڑی نہ ہو گی چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر آپ ﷺ اس

[1] ابن ہشام ۱/۵۸۴

[2] ابن ہشام ۲/۶۷،عیون الآثر ۲/۱۵،سیرة ابن اسحاق ۱/۳۲۷،دلائل النبوة للبیہقی ۵/۲۵۷، السیرة النبویة لابن کثیر ۳/۳۲

کی طرف تشریف لے گئے۔

أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ المُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ،فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ،فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ، فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَشَتَمَهُ، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالأَيْدِي وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ: {وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا} (١)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کاش آپ دعوت اسلام کے لئے عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر وقت اس مقصد عظیم کے لئے کمر بستہ رہتے تھے، اس لئے آپ نے جانے کی تیاری فرمالی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے، (چند جاں نثار) صحابہ بھی آپ کے ہمراہ پیدل چل رہے تھے، جدھر سے آپ گزر رہے تھے وہ شور زدہ زمین تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر پہنچے تو (دعوت اسلام سننے کے بجائے گستاخانہ طور پر) کہنے لگا تم مجھ سے دور ہی رہو تمہارے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے، (انصاری یہ بات سننا کب گوارا کر سکتے تھے) ایک انصاری نے کہا اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبو دار ہے، انصاری کے اتنے سخت جواب پر عبد اللہ بن ابی کی قوم کے ایک شخص کو بھی غصہ آ گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا (جب بات تلخ کلامی سے بڑھ گئی) تو دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھا پائی، چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی تو آیت نازل ہوئی "اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔" (٢)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اکثر مسلمان اپنے گھر بار، کاروبار اور والدین و عزیز و اقارب کو چھوڑ کر ہجرت کر کے دار السلام پہنچ چکے تھے، مگر بعض کمزور حوصلے کے لوگ بھی تھے جنہوں نے اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر مکہ مکرمہ میں ہی سکونت اختیار کیے رکھی اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ نہ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس فعل پر تنبیہ فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾ (٣)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں، تم میں سے جو ان کو رفیق

(١) الحجرات: ٩

(٢) صحیح بخاری کتاب الصلح بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِصْلاَحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا ٢٦٩١

(٣) التوبة ٢٤،٢٣

بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے، اے نبی ﷺ! کہہ دو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

فرمایا کہ اے ایمان والو! ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو، جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ہر شئے پر مقدم سمجھتا ہے اور ان کے احکام کی بجا آوری کو ہی اپنی دنیاوی وآخروی نجات کا باعث سمجھتا ہے ان کے ساتھ موالات رکھو، اور جو ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا وہ چاہئے تمہارے باپ، ماں، بھائی بہن، بیویاں یا عزیز واقارب ہوں ان سے عداوت رکھو، اللہ کے اس حکم کے بعد اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جسارت کی اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی کرے گا وہی ظالم ہو گا، جیسے فرمایا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ [1]

ترجمہ: تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہلِ خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک رُوح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنّتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں خبردار رہو اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

اور جو کافروں سے ترک موالات نہ کرے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا اے نبی! کہہ دو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے خون پسینے سے کمائے ہیں اور تمہارے پھیلے ہوئے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ آرام دہ اور آراستہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اللہ کی راہ میں جہاد فی سبیل اللہ سے عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: وَاللهِ لَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ الْآنَ وَاللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: الْآنَ يَا عُمَرُ

[1] المجادلة ٢٢

ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا انہوں نے بیان کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! سوائے اپنی جان کے آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر اللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں عمر رضی اللہ عنہ! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں مجھ محمد کی جان ہے تم میں سے کامل ایمان والا کوئی ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والد، اولاد اور پوری انسانیت سے زیادہ محبوب نہ سمجھ لے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج کی آیات ۲۵ تا ۷۸ نازل فرمائیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکنے لگے اور اس حرمت والی مسجد سے بھی، جسے ہم نے تمام لوگوں کے لیے

سَوَآءَ اِۨلْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ

مساوی کر دیا ہے، وہیں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک

عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۠ ﴿۲۵﴾ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ

عذاب چکھائیں گے، اور جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے

لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾

ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا،

(۱) صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۶۳۲، مسند احمد ۱۸۹۶۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الإِيمَانِ ۱۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللهِ صلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، وَالْوَالِدِ والنَّاسِ أَجْمَعِينَ، وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةَ ۱۶۸، سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابٌ فِي الْإِيمَانِ ۶۷، سنن نسائی كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ باب عَلَامَةُ الْإِيمَانِ ۵۰۱۶

وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ

اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام

عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

راہوں سے آئیں گے، اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ

ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں، پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ

لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ (الحج ۲۵تا۲۹)

پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔

جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت دین کو ماننے سے انکار کیا ہے اور جو بیت اللہ پر ناجائز قابض ہو کر رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پیروؤں کو حج اور عمرہ نہیں کرنے دیتے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بیت اللہ کسی شخص یا خاندان یا قبیلے کی ملکیت نہیں کہ وہ کسی کو اس کی زیارت سے روکے جسے اللہ نے تمام دنیا کے لوگوں کے لئے بنایا ہے، اللہ نے یہاں پر مقیم وغیر مقیم، ملکی اور آفاقی مقامی باشندوں کے حقوق برابر رکھے ہیں، یعنی تلا تخصیص و تفریق ہر شخص رات اور دن کے کسی بھی حصے میں عبادت کر سکتا ہے، کسی کے لئے بھی کسی مسلمان کو عبادت سے روکنے کی اجازت نہیں،

عَنْ قَتَادَةَ: سَوَاءٌ فِيهِ أَهْلُهُ وَغَيْرُ أَهْلِهِ

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے مسجد حرام میں اہل مکہ و دیگر سب لوگ برابر ہیں۔[1]

مکہ معظّمہ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے حرام کیا ہے، اس میں جنگ اور خونریزی حرام ہے، صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے فتح مکہ کے موقع پر ایک ساعت کے لئے حلال کیا گیا تھا اس کے بعد قیامت تک کے لئے اس کی حرمت دوبارہ قائم ہوگئی، چنانچہ فتح مکہ کے دوسرے روز اپنے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، لاَ يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلاَ يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ

لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکے کو ابتدائے آفرینش سے حرمت والا شہر قرار دیا ہے، کسی انسان نے اسے اپنی طرف سے حرمت والا قرار نہیں دیا، اس لئے کسی شخص کے لئے بھی جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں کہ اس میں کسی کا خون بہائے، اور نہ کوئی اس سرزمین کا کوئی درخت

[1] تفسیر طبری ۱۸/۵۹۶

کاٹے،اور اگر کوئی شخص میری اس جنگ کو دلیل بنا کر کوئی شخص اپنے لئے یہاں خونریزی کو جائز ٹھیرائے تو تم اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو (تھوڑی دیر کے لیے) اس کی اجازت دی تھی تمہارے لیے بالکل اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی اس کی اجازت دن کے تھوڑے سے حصے کے لیے ملی تھی،اور آج پھر اس کی حرمت اسی طرح قائم ہوگئی ہے جس طرح کل یہ شہر حرمت والا تھا۔(۱)

چنانچہ مسجد حرام میں جو شخص بھی وہ فعل سرانجام دے گا جو راستی سے ہٹا ہو یعنی کفرو شرک سے لے کر ہر قسم کے گناہ جو ظلم کی تعریف میں آتے ہوں اسے اللہ جہنم کے دردناک عذاب کا مزا چکھائے گا،مثلاً جس شخص نے قتل یا کوئی ایسا جرم کیا ہو جس پر حد جاری ہونا لازم ہو اور وہ حرم میں پناہ لے لے تو جب تک وہ وہاں سے باہر نہیں آجائے گا اس پر ہاتھ نہیں ڈالا جائے گا

...وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا... ﴿٩٧﴾ (۲)

ترجمہ:جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ -يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ- فِي قَوْلِهِ:{وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ} قَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلا أَرَادَ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ، وَهُوَ بعَدَن أبينَ، أَذَاقَهُ اللهُ مِنَ الْعَذَابِ الْأَلِيمِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ ”جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔“کے بارے میں قول ہے اگر کوئی شخص عدن میں ہو اور وہ حرم میں شرارت سے کج روی کے اختیار کرنے کا ارادہ ہی کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائے گا۔(۳)

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَغْزُو هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِف بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ،قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ، وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟ قَالَ:يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک لشکر بیت اللہ پر چڑھائی کے لیے آئے گا اور جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو اسی لشکر میں شامل پہلے سے لے کر آخری انسان تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا،عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ!اسے شروع سے آخر تک کیوں کر دھنسایا جائے گا جب کہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں،شروع سے آخر تک ان سب کو دھنسا دیا جائے گا پھر ان کی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے۔(۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الفَتْحِ۴۲۹۵

(۲) آل عمران۹۷

(۳) تفسیرابن ابی حاتم۱۳۸۴۳،۸

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الأَسْوَاقِ۲۱۱۸،صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ الْخَسْفِ بِالْجَيْشِ الَّذِي يَؤُمُّ الْبَيْتَ۷۲۴۲،صحیح ابن حبان۶۷۵۵

حرم کی یہ حیثیت بانی بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلی آرہی ہے وہاں کے قدرتی درختوں کونہیں کاٹا جاسکتا، نہ خودرو گھاس اکھاڑی جاسکتی ہے، نہ پرندوں اور دوسرے جانوروں کا شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ شکار کی غرض سے وہاں کے جانور کو بھگایا جاسکتا ہے تا کہ حرم کے باہر اس کا شکار کیا جائے، اس سے صرف سانپ، بچھو اور دوسرے موذی جانور مستثنیٰ ہیں اور خود رو گھاس سے اذخر اور خشک گھاس مستثنیٰ کی گئی ہے، وہاں کی گری پڑی چیز اٹھانا ممنوع ہے،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ

عبدالرحمٰن بن عثمان تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع فرمادیا تھا۔[1]

وہاں جو شخص بھی حج یا عمرے کی نیت سے آئے وہ احرام کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کسی حال میں بلا احرام حرم میں داخل نہیں ہوسکتا، امام احمد رحمہ اللہ، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہی ہے، امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرا قول ہے کہ جو لوگ حرم میں بار بار کسی کام سے جاتے ہوں وہ اس قید سے مستثنیٰ ہیں، باقی سب کو احرام بند جانا چاہیے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو حدود میقات سے باہر کا رہنے والا ہو وہ بلا احرام حرم میں داخل نہیں ہوسکتا۔

مسجد حرام کی عظمت وجلال اور اس کے بانی ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کا بیان فرمایا ہم نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کی جگہ بتلادی اور وہاں ہم نے ذریت ابراہیم علیہ السلام کو جا ٹھیرایا پس ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے مل کر بیت اللہ کو تقویٰ اور اطاعت الٰہی کی اساس پر اس کی بنیادوں پر تعمیر کیا

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۶ [2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو تمام دنیا کے لئے برکت وہدایت والا ہے۔

أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ؟قَالَ:الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ،قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟قَالَ:أَرْبَعُونَ سَنَةً

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نے پھر سوال کیا اس کے بعد کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا بیت المقدس (مسجد الاقصیٰ) میں نے پھر سوال کیا ان دونوں مسجدوں کے درمیان کس قدر مدت کا فاصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔[3]

اور خانہ کعبہ کی تعمیر کی غرض وغایت بیان فرمائی کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے،

---

[1] سنن ابوداودکتاب اللقطة بَابُ التَّعْرِيفِ بِاللُّقَطَةِ ۱۷۱۹ ،صحيح مسلم كتاب اللقطة بَابٌ فِي لُقَطَةِ الْحَاجِّ۴۵۰۹

[2] آل عمران ۹۶

[3] صحيح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً۳۳۶۶، صحيح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ ۱۱۶۱،مسند احمد۲۱۳۳۳

اس گھر کو کفر و شرک، بت پرستی اور دیگر گندگیوں و نجاستوں سے پاک کر کے قیام، رکوع اور سجود (یعنی نماز پڑھنے والوں) اور (حج و عمرہ کے لئے) طواف کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھنا (یہاں صرف دو عبادات کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ دونوں عبادات خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہیں، نماز میں اسی کی طرف رخ ہوتا ہے اور طواف صرف اسی کے گرد کیا جاتا ہے) مگر اہل بدعت نے اب بہت سی قبروں کا طواف بھی ایجاد کرلیا ہے، اور بعض نمازوں کے لئے قبلہ بھی، جیسے فرمایا

...وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴿١٢٥﴾ [1]

ترجمہ: اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

نَادِ فِي النَّاسِ دَاعِيًا لَهُمْ إِلَى الْحَجِّ إِلَى هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَمَرْنَاكَ بِبِنَائِهِ

بیت اللہ کی تعمیر و بنا مکمل ہو چکی تو اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو جس کے بنانے کا ہم نے تجھے حکم دیا ہے۔

دنیا کے لوگ سب سے زیادہ شرف کے حامل اس گھر کی زیارت کے لئے ہر طرف سے تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دور دراز جگہوں سے مسلسل سفر کرتے ہوئے صحراؤں اور بیابانوں کو چیرتے ہوئے تھکاوٹ اور چارے کی قلت سے لاغر و کمزور اونٹوں پر سوار ہو کر بھی پہنچیں گے،

قَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ أُبْلِغُ النَّاسَ وَصَوْتِي لَا يَنْفُذُهُمْ؟فَقِيلَ: نَادِ وَعَلَيْنَا الْبَلَاغُ، فَقَامَ عَلَى مَقَامِهِ، وَقِيلَ: عَلَى الْحَجَرِ، وَقِيلَ: عَلَى الصَّفَا، وَقِيلَ: عَلَى أَبِي قُبَيس، وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنْ رَبَّكُمْ قَدِ اتَّخَذَ بَيْتًا فَحُجُوهُ،فَيُقَالُ: إِنَّ الْجِبَالَ تَوَاضَعَتْ حَتَّى بَلَغَ الصَّوْتُ أَرْجَاءَ الْأَرْضِ، وأَسمَعَ مَن فِي الْأَرْحَامِ وَالْأَصْلَابِ، وَأَجَابَهُ كُلُّ شَيْءٍ سَمِعَهُ مِنْ حجر ومَدَر وَشَجرٍ وَمَنْ كَتَبَ اللهُ أَنَّهُ يَحُجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،لَبَّيْكَ اللهُمَّ لَبَّيْكَ

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے باری تعالیٰ! میں لوگوں تک اس بات کو کیسے پہنچاؤں جبکہ ان تک میری آواز نہیں پہنچ سکتی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم علیہ السلام! آپ کے ذمہ صرف پکارنا ہے آواز کا پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے صفا پہاڑی یا ابو ابیس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر آواز لگائی لوگو! تمہارے رب نے اپنا ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو، پہاڑ جھک گئے اور اللہ نے اس نحیف آواز کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا حتی کہ ان لوگوں کو بھی سنائی دی گئی جو ابھی تک رحموں اور پشتوں میں تھے اور جس جس حجر، مدر اور شجر نے اس آواز کو سنا اس نے جواب دیا اور قیامت تک آنے والے ہر اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حج مقدر کر رکھا تھا اور کہا میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ [2]

اور اس سے پہلے ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ کو بیت اللہ کی دبی میں بنیادوں کے پاس اس چٹیل میدان میں لا بسایا تھا تو یہ دعا بھی فرمائی تھی

---

[1] البقرۃ ۱۲۵

[2] تفسیر ابن کثیر ۴۱۴/۵

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَشۡكُرُوۡنَ ۝۳۷ [1]

ترجمہ: پروردگار! میں نے ایک بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے، پروردگار! یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو شرف قبولیت بخشا اور لوگوں کے دلوں کو اس طرف راغب کر دیا چنانچہ پوری دنیا سے لوگ برضا و رغبت

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ

پکارتے ہوئے خانہ کعبہ کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں تاکہ وہ یہاں نماز، بیت اللہ کا طواف اور مناسک حج وعمرہ کے ذریعے سے اللہ کی مغفرت و رضا حاصل کر سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ تجارت اور کاروبار سے مال و اسباب دنیا بھی حاصل کر سکیں، جیسے فرمایا

لَیۡسَ عَلَیۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ... ۝۱۹۸ [2]

ترجمہ: اور اگر حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرتے جاؤ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور حکم فرمایا کہ حج کے مقررہ چند دنوں (ایام تشریق، جو یوم النحر دس ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک) میں اللہ کا نام لے (اللہ اکبر کہہ) کر اونٹ، گائے بکری اور بھیڑ دنبے وغیرہ کو ذبح کریں (کیونکہ مشرک قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، اس کے برخلاف مسلمانوں کو فرمایا کہ) پھر ان کے گوشت کو خود بھی کھائیں اور فقیر، درماندہ، دوست، ہمسائے، رشتہ دار وغیرہ کو بھی کھلائیں۔

ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی بڑی فضیلت ہے،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:مَا العَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هَذِهِ؟قَالُوا: وَلاَ الجِهَادُ؟ قَالَ:وَلاَ الجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی دن کا عمل ان دنوں کے عمل سے افضل نہیں، لوگوں نے عرض کیا جہاد بھی نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں بجز اس مجاہد کے عمل کے جس نے اپنی جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کر دیا ہو اور کچھ بھی واپس نہ لائے۔ [3]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :ما مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمَ عِنْدَ اللهِ وَلَا أَحَبَّ إِلَيْهِ العملُ فِيهِنَّ، مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَأَكْثِرُوا فِيهِمْ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی دن کا عمل ان دنوں سے بڑا اور پیارا نہیں، پس تم ان

[1] ابراہیم ۳۷

[2] البقرۃ ۱۹۸

[3] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ فَضْلِ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ۹۶۹

دس دنوں میں لاالٰہ الااللہ اور اللہ اکبر اور الحمدللہ بکثرت پڑھا کرو۔ ①

عَنْ بَعْضِ، أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسَ

بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے (پہلے) نو دن، عاشورہ محرم اور ہر مہینے میں تین دن، اور ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ ②

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ، فَيُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں بازار میں آتے اور تکبیر پکارتے، بازار والے بھی آپ کے ساتھ تکبیریں پڑھنے لگتے۔ ③

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ ، فَقَالَ: أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کی نسبت پوچھا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا گزشتہ اور آئندہ دو سال کے گناہ اس سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ④

جمرہ کبریٰ یا عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد احرام کھول کر (بیوی سے مباشرت کے سوا کیونکہ یہ اس وقت تک جائز نہیں جب تک آدمی طواف افاضہ نہ کرلے) وہ اپنے بال منڈوالیں، ناخنوں وغیرہ کو صاف کریں، نہائیں اور تیل و خوشبو استعمال کریں اور سلے ہوئے کپڑے پہن لیں، اور اگر اس موقع کے لئے نذر مانی ہے تو اسے پوری کریں، اور اللہ کے قدیم، آزاد، مکرم اور معزز گھر کا طواف افاضہ (طواف زیارت) کریں (یہ حج کا رکن ہے)

ابْنُ عَبَّاسٍ: {وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ} ,فَإِنَّ آخِرَ الْمَنَاسِكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ، فَإِنَّهُ لَمَّا رَجَعَ إِلَى مِنَى يَوْمَ النَّحْرِ بَدَأَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ، فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، ثُمَّ نَحَرَ هَدْيَهُ، وَحَلَقَ رَأْسَهُ، ثُمَّ أَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت ''اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں حج کا آخری کام طواف ہے، جب رسول اللہ ﷺ دس ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف واپس آئے تو سب سے پہلے شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماریں پھر قربانی کی، پھر سر منڈوایا پھر لوٹ کر بیت اللہ آ کر طواف بیت اللہ کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ:أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الحَائِضِ

---

① مسند احمد ۵۴۴۶

② سنن ابوداودکتاب الصیام بَابٌ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ ۲۴۳۷،سنن نسائی کتاب الصیام باب كَيْفَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۲۴۲۰،السنن الکبری للبیہقی ۸۳۹۳

③ صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ فَضْلِ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

④ صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ ۲۷۴۶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لوگوں کو حکم کیا گیا کہ ان کا آخری کام طواف بیت اللہ ہو ہاں البتہ حائضہ عورتوں کو رعایت کر دی گئی۔ [1]

ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ

یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لیے اس کے رب کے پاس بہتری ہے، اور تمہارے لیے

الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

چوپائے جانور حلال کر دیئے گئے بجز ان کے جو تمہارے سامنے بیان کیے گئے ہیں پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے

وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ

اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے،

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ

سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (الحج ۳۰،۳۱)

دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔

طاغوت کی بندگی سے دور رہو: اللہ تعالیٰ نے ان مقاصد کے لئے یہ گھر تعمیر کیا تھا اور وہ احکام جو ذکر کیے جا چکے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم، توقیر اور تکریم ہے، حرمات سے مراد وہ امور ہیں جو اللہ کے ہاں محترم ہیں اور جن کے احترام کا حکم فرمایا گیا ہے، یعنی عبادات وغیرہ مثلاً مناسک حج، حرم اور احرام، بیت اللہ کو بھیجے گئے قربانی کے جانور اور وہ تمام عبادات جن کو قائم کرنے کا بندوں کو حکم دیا گیا ہے اب جو کوئی ان حرمات کو قائم کرے اور ان کی خلاف ورزی کر کے ان کی حرمتوں کو پامال نہ کرے تو خود اسی کے لئے ہی فائدہ مند ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پالتو جانور اور جن چیزوں کا حرام کرنا تھا بیان کر دیا گیا ہے، یعنی

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ... ﴿۳﴾ [2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ طَوَافِ الوَدَاعِ ۱۷۵۵، وبَابُ إِذَا حَاضَتِ المَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ ۱۷۶۰، وکتاب الحیض بَابُ المَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ ۳۲۹، صحیح مسلم کتاب الحج بابُ وُجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ عَنِ الْحَائِضِ ۳۲۲۰

[2] المائدۃ ۳

ترجمہ: حرام کر دیا گیا تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، وہ جانور جو گلا گھٹ کر مر جائے، جو چوٹ لگ کر مر جائے، جو سینگ لگ کر مر جائے اور جس کو درندے پھاڑ کھائیں سوائے اس کے جس کو تم نے مرنے سے پہلے ذبح کر لو اور وہ جانور جن کو استھانوں پر ذبح کیا جائے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ... ﴿۱۰۳﴾ ⑴

ترجمہ: اللہ نے نہ کوئی بَحِیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔

اور تمہیں چاہیے کہ بت پرستی کی گندگی اور خبث سے دور رہو یعنی ہمسروں سے جن کو تم نے اللہ کے ساتھ معبود بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ ⑵

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو جس کے لیے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اس نے فرمائی ہے۔

اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو، اور سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اللہ جن چیزوں سے پاک ہے وہ اس کی طرف منسوب کی جائیں مثلاً اللہ کی اولاد ہے، جیسے فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ... ﴿۱۱۶﴾ ⑶

ترجمہ: ان کا قول ہے کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اللہ پاک ہے ان باتوں سے۔

فلاں بزرگ اللہ کے اختیارات میں شریک ہے، یا اللہ فلاں بزرگ کی موڑتا نہیں یا فلاں کام پر اللہ کس طرح قادر ہو گا، یا اپنی طرف سے اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کر لینا، جیسے مشرکین بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے، جیسے فرمایا

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿۱۱۶﴾ ⑷

ترجمہ: اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام، تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھو

⑴ المائدۃ ۱۰۳

⑵ الاعراف ۳۳

⑶ البقرۃ ۱۱۶

⑷ النحل ۱۱۶

جولوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

جھوٹی بات کے علاوہ جھوٹی قسم بھی ہے، شرک اور حقوق والدین کے بعد تیسرے نمبر پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟ ثَلاَثًا قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ - أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ،قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کیا میں تمہیں سب سے بڑا کبیرا گناہ بتاؤں؟ تین بار یہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد ہو، فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، پھر تکیے سے الگ ہٹ کر فرمایا اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا، اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔ [1]

عَنْ أَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ إِشْرَاكًا بِاللَّهِ» ثَلَاثًا، ثُمَّ قَرَأَ: {فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ} [2]

ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر اپنے خطبے میں تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر کر دی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی" پس بتوں کی گندگی سے بچو، جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو، یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔" [3]

وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ يُضْرَبُ وَيُسَخَّمُ وَجْهُهُ وَيُشَهَّرُ وَيُحْبَسُ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ جو شخص عدالت میں جھوٹا گواہ ثابت ہو جائے اس کو کوڑے مارے جائیں، اس کا سر مونڈا جائے، اس کی تشہیر کی جائے اور لمبی قید کی سزا دی جائے۔

قَالَ فِي شَاهِدِ الزُّورِ يُضْرَبُ ظَهْرُهُ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَخَّمُ وَجْهُهُ وَيُطَالُ حَبْسُهُ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول و فعل بھی یہی ہے انہوں نے فرمایا جو جھوٹی گواہی دے اس کی پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں، اس کا سر مونڈا جائے اور منہ کالا کرنے اور لمبی قید کی سزا دی جائے۔ [4]

اور باطل عقائد، احکام، رسومات اور اوہام پرستی سے منہ پھیر کر دین حق کی طرف مائل ہوتے ہوئے صرف اللہ وحدہ لا شریک اور اس کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشهادات بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ ٢٦٥٤،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ٢٥٩

[2] الحج : ٣٠

[3] مسنداحمد ١٧٦٠٣،سنن ابوداود كِتَاب الْأَقْضِيَةِ بَابٌ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ ٣٥٩٩،جامع ترمذی کتاب الشهادات بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ ٢٣٠١

[4] أحكام القرآن للجصاص ٥/٧٨، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ٨/٥٨،الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف ١٠/٢٤٨

عبادات پر اپنی توجہ مذکور رکھو اور اس کی ذات وصفات اور افعال میں کسی بت، پیر، ولی، پیغمبر وغیرہ کو شریک نہ ٹھیراؤ، یہ اللہ کے غضب اور عدم رضا کا باعث ہے، اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے، اور پرندے اسے نہایت سرعت سے جھپٹا مار کر نوچ کھائیں یا ہوا ہی اسے فضا کے مختلف طبقات میں لئے پھرتی رہے اور اس کے اعضاء کے چیتھڑے بنا کر کسی دور دراز گڑھے میں پھینک دے اور کسی کو اس کا سراغ نہ ملے، دونوں صورتوں میں تباہی اس کا مقدر ہے، یہی حال مشرک کا بھی ہے جب وہ ایمان کو ترک کر دیتا ہے تو شیاطین جن وانس ہر جانب سے اسے اچک لیتے ہیں اور اس کا دین و دنیا دونوں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیز گاری کی وجہ سے یہ ہے،

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ

ان میں تمہارے لیے ایک مقررہ وقت تک فائدہ ہے، پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ خانہ کعبہ ہے، اور ہر امت کے لیے

جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں،

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾

سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے!

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ

انہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے ان کے دل تھرا جاتے ہیں، انہیں جو برائی پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرنے والے ہیں

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (الحج ۳۲ تا ۳۵)

اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے بھی دیتے رہتے ہیں۔

شعائر، شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں محسوس، ظاہری علامات۔ دین اسلام کی بھی کچھ مخصوص نمایاں امتیازی علامات ہیں جیسے فرمایا

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ... [1]

صفا و مروہ شعار اللہ ہیں۔

صفا و مروہ کو اس لئے شعائر اللہ کہا گیا ہے کہ مسلمان حج و عمرہ میں ان کے درمیان سعی کرتے ہیں، یہاں حج کے دیگر مناسک، خصوصاً قربانی کے

[1] البقرۃ ۱۵۸

جانوروں کو شعائر اللہ کہا گیا ہے۔

فرمایا کہ جو باغیانہ روش اختیار کرنے کے بجائے ان شعائر کا دل سے عزت و توقیر کرتا ہے اس کا دل اللہ کے خوف سے خالی نہیں کیونکہ شعائر کی تعظیم در اصل اللہ کی تعظیم و توقیر کے تابع ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: تَعْظِيمُهَا: اسْتِسْمَانُهَا وَاسْتِحْسَانُهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قربانی کے جانور کے توقیر کرنے کا مطلب ہے قربانی کے جانوروں کو فربہ اور عمدہ کرنا اور بے عیب و خوبصورت جانور ذبح کرنا۔ (۱)

أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ، قَالَ:كُنَّا نُسَمِّنُ الأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ،وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسمّنون

ابو امامہ بن سہل سے مروی ہے ہم مدینہ منورہ میں قربانی کے جانور کو موٹا کیا کرتے تھے اور دیگر تمام مسلمان بھی اپنی قربانیوں کو موٹا کیا کرتے تھے۔ (۲)

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ میں دو مینڈوں کو ذبح کیا کرتے تھے اور میں بھی عید الاضحیٰ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی) میں دو مینڈوں کو ذبح کروں گا۔ (۳)

عَنْ أَنَسٍ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ (۴)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِاسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دو مینڈھے جو سینگوں والے، چتکبرے اور خصی تھے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی ''میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا جس

---

(۱) تفسیر طبری ۱۸/ ۶۲۱

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الأَضَاحِيِّ بَابٌ فِي أُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ، قبل الحدیث ۵۵۵۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الاضحیة بَابٌ فِي أُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ ۵۵۵۳

(۴) صحیح بخاری الاضحیة بَابٌ فِي أُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ ۵۵۵۴، مسند ابی یعلی ۲۸۰۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۹۰۸۵

نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، میں ملت ابراہیم پر ہوں اور یک سو ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔'' اے اللہ! یہ (قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے، اسے محمد اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما، اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، پھر آپ نے اسے ذبح کر دیا۔ [1]

حكم الألباني: ضعيف

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَمَرَنَا رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إن نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَلَّا نُضَحِّيَ بمقابَلَة، وَلَا مدابَرَة، وَلَا شَرْقاء ،وَلَا خَرْقاء

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیا کریں، اور ایسے جانوروں کی قربانی نہ کریں جن کے کان آگے سے کٹے ہوئے ہوں یا پیچھے سے یا جس کا کان لمبائی میں کٹا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ [2]

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ، قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قُلْتُ: حَدِّثْنِي مَا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَضَاحِيِّ، أَوْ مَا يُكْرَهُ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ، فَقَالَ: أَرْبَعٌ لَا يَجُزْنَ: الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي

عبید بن فیروز رحمہ اللہ نے براء رضی اللہ عنہ بن عازب سے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قسم کی جانور کی قربانی سے منع کیا ہے اور کسے مکروہ سمجھا ہے؟ میرا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے چھوٹا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں وہ کانا جانور جس کا کانا ہونا واضح ہو، وہ بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو، وہ لنگڑا جانور کی لنگراہٹ واضح ہو، اور وہ جانور جس کی ہڈی ٹوٹ کر اس کا گودا نکل گیا۔ [3]

کیونکہ شعائر اللہ میں ہدی کے جانور اونٹ اور گائے بھی شامل ہیں جیسے فرمایا

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ... ﴿٣٦﴾ [4]

ترجمہ: اور ان ہدی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے۔

اور اہل عرب بھی ان کی تعظیم کرتے تھے چنانچہ جب وہ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوتے تو ہدی کے جانور پر نہ سواری کرتے، نہ سامان لادتے

---

[1] سنن ابوداودكتاب الضحايابَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا٢٧٩٥

[2] مسنداحمد٨٥١،سنن ابوداودكِتَاب الضَّحَايَا بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا ٢٨٠٤،جامع ترمذى أَبْوَابُ الأَضَاحِيِّ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الأَضَاحِيِّ ١٤٩٨،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَضَاحِيِّ بَابُ مَا يُكْرَهُ، أَنْ يُضَحَّى بِهِ٣٢٤٣،٣١٤٢،السنن الكبرى للنسائى٤٤٤٧

[3] مسنداحمد١٨٥٤٢،سنن ابوداودكِتَاب الضَّحَايَا بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا٢٨٠٢،جامع ترمذى أَبْوَابُ الأَضَاحِيِّ بَابُ مَا لاَ يَجُوزُ مِنَ الأَضَاحِيِّ١٤٩٧،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَضَاحِيِّ بَابُ مَا يُكْرَهُ، أَنْ يُضَحَّى بِهِ٣١٤٤

[4] الحج٣٦

اور نہ اس کا دودھ ہی پیتے تھے، اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے فرمایا کہ شعائر اللہ کی تعظیم کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ تم قربانی سے پہلے اس سے کوئی استفادہ حاصل نہیں کر سکتے بلکہ قربانی سے پہلے تمہیں ہدی کے جانور کو قتل لے جانے کے بجائے اس سے استفادہ کر سکتے ہو یعنی اس پر سواری کرنے، سامان لادنے، بچہ لینے، اس کا دودھ دوھنے اور اس کی اون، صوف اور بال وغیرہ لینے کی اجازت ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً ،فَقَالَ:ارْكَبْهَافَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ،فَقَالَ: ارْكَبْهَاقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ،قَالَ:ارْكَبْهَا وَيْلَكَ، فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے (کہ حج پر جاتے ہوئے) ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کی مہار تھامے اسے ہانکتے ہوئے پیدل چلا جارہا تھا اور سخت تکلیف میں مبتلا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہوجا، اس شخص نے عرض کیا یہ ہدی کا اونٹ ہے (یعنی میں اس پر کیسے سوار ہوسکتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہوجا، اس نے پھر وہی عرض کیا یہ ہدی کا اونٹ ہے، آپ ﷺ نے تیسری یا دوسری بار فرمایا تیری خرابی ہو سوار ہوجا۔[1]

أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ،سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ، فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ، إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

اور ابوزبیر سے مروی ہے میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کسی نے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کو پوچھا، انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب تمہیں ضرورت ہو تو پھر دستور کے مطابق اس پر سوار ہوجاؤ[2]

پھر ان ہدی کے جانوروں کو مناسک حج کی ادائیگی کے بعد حرم کی حدود میں اللہ کا نام لے کر قربان کر دو، جیسے فرمایا

...هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ...[3]

ترجمہ: اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ... ﴿۲۵﴾[4]

ترجمہ: وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور ہدی کے اونٹوں کو ان کی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ فِي قَوْلِهِ:وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا،إِنَّهَا مَكَّةُ، لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لِأُمَّةٍ قَطُّ مَنْسَكًا غَيْرَهَا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ رُكُوبِ البُدْنِ۱۶۸۹،وكِتَابُ الوَصَايَا بَابٌ هَلْ يَنْتَفِعُ الوَاقِفُ بِوَقْفِهِ؟۲۷۵۵،وكِتَابُ الأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ۶۱۶۰،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ إِلَيْهَا۳۲۰۸ ،سنن ابوداودكِتَاب الْمَنَاسِكِ بَابٌ فِي رُكُوبِ الْبُدْنِ ۱۷۶۰،سنن نسائی كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ باب رُكُوبُ الْبَدَنَةِ۲۸۰۱

[2]۔صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ إِلَيْهَا۳۲۱۴،سنن ابوداودكِتَاب الْمَنَاسِكِ بَابٌ فِي رُكُوبِ الْبُدْنِ۱۷۶۱،السنن الكبرى للنسائی ۳۷۷۰، مسنداحمد ۱۴۴۱۳

[3] المائدة۹۵

[4] الفتح۲۵

زید بن اسلم آیت کریمہ ’’اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں۔‘‘ کے بارے میں کہتے ہیں اس سے مراد مکہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی امت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ قربانی کے جانور کو لے جا کر ذبح کرے۔ (۱)

قربانی ہمیشہ سے عبادت کا ایک لازمی جزو رہا ہے، توحید فی العبادت کے بنیادی تقاضوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان نے جن جن صورتوں سے غیر اللہ کی بندگی کی ہے ان سب کو غیر اللہ کے لئے ممنوع کر کے صرف اللہ کے لئے مختص کر دیا جائے، مثلاً انسان نے غیر اللہ کے حضور رکوع وسجود کیا ہے، شرائع الٰہیہ نے اسے اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیا، انسان نے غیر اللہ کے آگے نذرانے پیش کیے ہیں، شرائع الٰہیہ نے انہیں ممنوع کر کے زکوٰۃ وصدقہ اللہ کے لئے واجب کر دیا، انسان نے معبودان باطلہ کی تیرتھ یاترا کی ہے، شرائع الٰہیہ نے کسی نہ کسی مقام کو مقدس یا بیت اللہ قرار دے کر اس کی زیارت اور طواف کا حکم دے دیا، انسان نے غیر اللہ کے نام کے روزے رکھے ہیں، شرائع الٰہیہ نے انہیں بھی اللہ کے لئے مختص کر دیا، ٹھیک اسی طرح انسان نے اپنے خود ساختہ معبودوں کی خوشنودی کے لئے ان کے استھانوں پر قربانیاں کی ہیں، کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے جانور کی قربانی کرنا بھی عبادت ہے اسی لئے غیر اللہ کے نام پر یا ان کی خوشنودی کے لئے جانور ذبح کرنا غیر اللہ کی عبادت ہے اس لئے شرائع الٰہیہ نے ان کو بھی غیر کے لئے قطعاً حرام اور اللہ کے لئے واجب کر دیا اور ہر امت کا ایک دن عید مقرر کر کے قربانی کا حکم فرمایا تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے رہیں، اس قاعدے کی یہ تفصیلات کہ قربانی کب کی جائے اور کہاں کی جائے اور کس طرح کی جائے، ان تفصیلات میں مختلف زمانوں اور مختلف قوموں اور ملکوں کے انبیاء کی شریعتوں میں حالات کے لحاظ سے اختلافات رہے ہیں مگر سب کی روح اور سب کا مقصد اور حکمت ایک ہی رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، اللہ تعالیٰ اکیلے کا عبودیت کا مستحق ہونا اور اس کے ساتھ شرک کا ترک کر دینا، پس تمہارا الٰہ ایک اللہ ہی ہے اور تم اسی کے اطاعت گزار بندے بنو، ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اور صرف اس کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اس کے احکامات کی پابندی کرو یہی سلامتی کے گھر تک پہنچنے کا راستہ ہے، اور اے نبی ﷺ! آپ استکبار اور غرور نفس چھوڑ کر اللہ کے مقابلے میں عجز وانکساری اختیار کرنے والوں کو جو اللہ کی بندگی اور اس کے فیصلوں پر راضی ہیں، اللہ کی رضا وخوشنودی اور لازوال نعمتوں سے مزین جنتوں کی خوشخبری دے دیں، جن کی صفات یہ ہیں کہ جب اللہ کے جلال وعظمت کا حال سنتے ہیں تو اس کی تعظیم اور خوف سے ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور محرمات کو ترک کر دیتے ہیں، راہ حق میں ان پر جو مصیبتیں اور سختیاں واقع ہوتی ہیں اس پر واویلا مچانے کے بجائے رب کی رضا کے حصول کی خاطر صبر وبرداشت کرتے ہیں اور اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں، جیسے فرمایا

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؁ (۲)

ترجمہ: اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، انھیں خوشخبری دے دو۔

جو اللہ کے ذکر کے لئے درست طریقے سے فرض اور نفل نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو جو پاک وحلال رزق عنایت فرمایا ہے اس میں بے جا عیش وعشرت اور ریاکارانہ خرچ کرنے کے بجائے اپنے اہل وعیال کی جائز ضروریات پوری کرتے ہیں، رشتہ داروں، ہمسایوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق مالی

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۴۹۲،۸

(۲) البقرۃ ۱۵۶

ایثار کرتے ہیں، ایک مقام پر مومنین کی یہ صفات بیان فرمائیں

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ... ﴿٧١﴾ (۱)

ترجمہ: مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور بُرائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔

اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے، اس کی بندگی بجالانے والے، اس کی تعریف کے گن گانے والے، اس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے، اس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے، اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے (اس شان کے ہوتے ہیں وہ مومن جو اللہ سے بیع کا یہ معاملہ طے کرتے ہیں) اور اے نبی! ان مومنوں کو خوشخبری دے دو۔

اور اللہ اپنے وعدے کے مطابق اپنے فضل سے اس دنیا میں ان کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے اور آخرت میں کئی گنا بڑھا کر اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ڰ فَاذْكُرُوا

قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے، پس انھیں کھڑا کر کے

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَاۗفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا

ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں

وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپاؤں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو،

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَاۗؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ

اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تمہارے دل کی پرہیز گاری پہنچتی ہے،

(۱) التوبۃ ۷۱

(۲) التوبۃ ۱۱۲

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ط

اسی طرح اللہ نے جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی راہنمائی کے شکریئے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، ا

وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ (الحج ۳۶،۳۷)

ور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اور اونٹ جو قربانی کے لئے لے جائیں، رسول اللہ ﷺ نے گائے کو بھی اونٹوں کے ساتھ شامل فرمایا ہے، قربانی کے ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ (محسوس علامات، ظاہری علامات) میں شامل کیا ہے یعنی اللہ کے ان احکام میں سے ہیں جو مسلمانوں کے لئے خاص اور ان کی علامت ہیں اور فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ... ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، خدا پرستی کی نشانیوں کو بے حرمت نہ کرو نہ حرام مہینوں میں سے کسی کو حلال کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں میں تمہارے لیے بھلائی رکھ دی ہے جس کی وجہ سے تم ان جانوروں سے بکثرت فائدے اٹھاتے ہو، یعنی ان پر سوار ہوتے ہو، کھیتی باڑی اور بار برداری کی خدمت لیتے ہو، ان کا گوشت کھاتے ہو، ان کا دودھ پیتے ہو، ان کی کھالوں سے فائدہ اٹھاتے ہو وغیرہ، پس اونٹ کو کھڑا کر کے اور ایک پاؤں باندھ کر

بِاسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ

پڑھ کر نحر کرو،

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو جائیں۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الأَضْحَى، فَاشْتَرَكْنَا فِي البَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِي الجَزُورِ عَشَرَةً

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، عید اضحیٰ آ گئی تو ہم گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہوئے اور اونٹ میں دس آدمی۔ [3]

[1] المائدة ۲

[2] صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ، وَأَنَّهُ يَجُوزُ إِفْرَادُ الْحَجِّ وَالتَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ، وَجَوَازِ إِدْخَالِ الْحَجِّ عَلَى الْعُمْرَةِ، وَمَتَى يَحِلُّ الْقَارِنُ مِنْ نُسُكِهِ ۲۹۴۰

[3] مسند احمد ۲۴۸۴، مستدرک حاکم ۷۵۶۰

اور یہ ثابت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مغانم تقسیم کئے تو اونٹوں کو دس کے برابر قرار دیا۔

اور جب قربانی کے بعد ان کا سارا خون نکل جائے اور وہ بے روح ہو کر زمین پر گر جائے تب اسے کاٹو کیونکہ زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھانا ممنوع ہے،

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو گوشت زندہ جانور سے کاٹ لیا جائے تو وہ مردار ہے۔ (1)

پھر قربانی کے اس گوشت کو خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:قَالَ:فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس کھاؤ، کھلاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔ (2)

اِن جانوروں کو ہم نے اس طرح تمہارے لیے مسخر کیا ہے تا کہ تم چاہو تو ان پر سواری کرو، دودھ نکالو اور جب چاہو ذبح کر کے گوشت کھاؤ اور اس عظیم الشان نعمت پر اپنے رب کے شکر گزار بندے بنو اور اس کی حمد و ثنا بیان کرو، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ (3)

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے ہیں اور اب یہ ان کے مالک ہیں، ہم نے انہیں اس طرح ان کے بس میں کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں، کسی کا یہ گوشت کھاتے ہیں، اور ان کے اندر ان کے لیے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں، پھر کیا یہ شکر گزار نہیں ہوتے؟۔

وَقَدْ كَانُوا فِي جَاهِلِيَّتِهِمْ إِذَا ذَبَحُوهَا لِآلِهَتِهِمْ وَضَعُوا عَلَيْهَا مِنْ لُحُومِ قرابتنهم، وَنَضَحُوا عَلَيْهَا مِنْ دِمَائِهَا

ایک روایت میں ہے زمانہ جاہلیت میں لوگ جب اپنے معبودوں کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے تو وہ ان کے سامنے گوشت رکھ دیتے تھے اور ان پر ان کا خون چھڑک دیا کرتے تھے۔ (4)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَنْضَحُونَ الْبَيْتَ بِلُحُومِ الْإِبِلِ وَدِمَائِهَا فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

(1) سنن ابوداودكتاب الصيدبَابٌ فِي صَيْدٍ قُطِعَ مِنْهُ قِطْعَةٌ ۲۸۵۸،جامع ترمذی ابواب الصيد بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الحَيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ ۱۴۸۰،سنن ابن ماجه كتاب الصيدبَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ، وَهِيَ حَيَّةٌ ۳۲۱۶

(2) صحيح بخاری كتاب الاضحيةبَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا عن سلمه بن الاكوع ۵۵۶۹،صحيح مسلم كتاب الاضاحى بَابُ بَيَانِ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَإِبَاحَتِهِ إِلَى مَتَى شَاءَ عن عبدالله بن واقد ۵۱۰۳،سنن ابوداودكتاب الضحايابَابٌ فِي حَبْسِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ ۲۸۱۲

(3) يٰسين ۷۱تا۷۳

(4)

عَلَیْهِ وسلم: فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَنْضَحَ، فَأَنْزَلَ اللهُ: لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں دور جاہلیت میں دستور تھا کہ بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور خون سے لتھیڑ دیتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ بیت اللہ پر قربانی کے جانوروں کے خون کے چھینٹے ماریں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تمہارے دل کی پرہیز گاری پہنچتی ہے۔" نازل فرمائی۔[1]

ان کی اس جہالت کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ کو نہ ان جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی خون، اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں سے بے نیاز اور قابل ستائش ہے، وہ تو تمہارا تقویٰ دیکھتا ہے، وہ تو صرف بندوں کا اخلاص اور صالح نیت کو دیکھتا ہے اور اسی کو قبول فرماتا اور اسی پر صلہ عنایت فرماتا ہے، یعنی قربانی کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب ہو، اس کا مقصد تفاخر، ریا کاری، شہرت کی خواہش یا محض عادت نہ ہو،

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ إِلَى صَدْرِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو اور نہ تمہاری صورتوں کو دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔[2]

اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے لیے اس طرح مسخر کیا ہے تاکہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر اس کی عظمت و کبریائی بیان کرو، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ کی خوشنودی اور انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی بشارت دو۔

اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝۳۸

سن رکھو! یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے، کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں،

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ

جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں،

لَقَدِیْرُ ۝۳۹ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا

بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے، یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار

تفسیر ابن کثیر ۵/۴۳۱

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۴۹۵

[2] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ ۶۵۴۲

اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ

فقط اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے

وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ

اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھادی جاتیں جہاں اللہ کا نام با کثرت لیا جاتا ہے، جو اللہ کی مدد کرے گا

مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا

کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوٰتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں

عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (الحج ۳۸ تا ۴۱)

سے منع کریں، تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

مشرکین پر سختی کی اجازت:

تیرہ سال مکہ مکرمہ میں مشرکین کے انسانیت سوز ظلم وستم کے باوجود اور ہجرت مدینہ منورہ کے آٹھ ماہ بعد تک مسلمان کیونکہ تعداد اور وسائل کے اعتبار سے لڑنے کے قابل نہیں تھے، اس لئے مسلمانوں کی خواہش کے باوجود انہیں قتال سے روکے رکھا گیا تھا اور دو باتوں کی تاکید کی جاتی رہی، ایک یہ کہ کافروں کے ظالمانہ رویہ کو صبر اور حوصلے سے برداشت کریں اور عفو و درگزر سے کام لیں، دوسرے یہ کہ نماز، زکوٰۃ اور دیگر عبادات وتعلیمات پر عمل کا اہتمام کریں تاکہ اللہ تعالیٰ سے ربط وتعلق مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جائے، مہاجرین ابھی تازہ تازہ ہی اپنے گھر بار چھوڑ کر بے سروساماں مدینہ میں آئے تھے، یہاں نہ تو ان کے پاس سر چھپانے کی جگہ تھی اور نہ پیٹ بھرنے کو خوراک، مسلمان تعداد میں بھی کم تھے اور ان کے پاس سامان جنگ کی بھی قلت تھی، دوسری طرف مشرکین مکہ اور منافقین مدینہ نے اپنی ریشہ دانیوں کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا، ان میں حالات میں بعض اہل ایمان چاہتے تھے کہ اس حال میں بھی کہ ہماری افرادی قوت کم ہے، وسائل کی بھی شدید کمی ہے مگر ان پر قتال فرض کر دیا جائے، تاکہ وہ اللہ کے دشمنوں سے لڑیں، کفروشرک کا خاتمہ کر کے اللہ وحدہ لاشریک کا نام بلند کر دیں، چنانچہ کفروشرک کے خلاف اپنے جذبوں سے مجبور ہو کر وہ بار بار رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے تھے کہ ہمیں ان ظالموں سے لڑنے کا حکم کیوں نہیں دیا جاتا؟ مگر ان حالات میں ان پر جہاد فرض کیا جانا مناسب نہ تھا، اس وقت ان لوگوں کے لئے مناسب یہی تھا کہ وہ توحید، نماز، زکوٰۃ اور اس نوع کے دیگر احکامات پر عمل کریں اور ساتھ ہی اللہ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے بندوں پر شریعت کے احکام اس طرح فرض کرے کہ وہ ان پر گراں نہ گزریں، وہ سب سے پہلے اہم ترین امر کا حکم دے پھر آسان امور سے ابتدا کر کے بتدریج مشکل امور کا حکم دے، اگر اس

وقت اہل ایمان پر ان کی قلت تعداد، قلت سامان اور کثرت اعداء کے باوجود قتال فرض کر دیا جاتا تو یہ چیز اسلام کو مضمحل کر دیتی، اس لئے چھوٹی مصلحت کو نظر انداز کر کے بڑی مصلحت کی رعایت رکھی گئی اور اس میں اس قسم کی دیگر حکمتیں تھیں، اسی طرح قتال کے حکم کا انتظار کرتے آٹھ ماہ گزر گئے، ماہ ذلحجہ ایک ہجری کے زمانے میں مہاجرین کو اپنا مبارک شہر اور حج کا بے نظیر اجتماع یاد آرہا تھا، پہلی مرتبہ وہ اس عظیم الشان اجتماع سے دور اور غریب الوطن تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بات بری طرح کھل رہی تھی کہ مشرکین مکہ نے ان پر مسجد حرام کا راستہ تک بند کر دیا ہے، اور بے شمار معبودان باطل کو چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کا راستہ اختیار کرنے پر ان کی زندگی دشوار کر دی ہے، چنانچہ اب تو ان کے خلاف قتال کی اجازت مل جانی چاہیے، وہ بے چینی سے اللہ کے فرمان کا انتظار کر رہے تھے، آیات قتال کے نزول کا یہ ٹھیک نفسیاتی موقع تھا جن میں پہلے تو کعبے کی تعمیر، حج کے ادارے اور قربانی کے طریقے پر مفصل گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد حرام اس لئے بنائی گئی تھی اور حج کا طریقہ اس لئے شروع کیا گیا تھا کہ دنیا میں اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کی جائے مگر آج وہاں شرک ہو رہا ہے اور اللہ وحدہ کی بندگی کرنے والوں کے لئے اس کے راستے بند کر دیے گئے ہیں، یہاں سے تقریر کا رخ ایک دوسرے مضمون کی طرف پھرتا ہے جس میں شعائر اللہ کی تعظیم کرنے والوں کی دل جوئی و حوصلہ افزائی کے لئے یوں فرمایا۔

یاد رکھو! کفر و ایمان کی کشمکش میں اہل ایمان یکہ و تنہا نہیں، بلکہ اللہ خود ایک فریق ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے اطاعت گزار بندوں کو ان کے ایمان کے سبب سے کفار کے ہر قسم کے شر، شیطان کے وسوسوں کے شر سے اور خود ان کے اپنے نفس اور برے اعمال کے شر سے ان کی مدافعت فرماتا ہے، اور مصائب کے نزول کے وقت جن کا بوجھ اٹھانے سے وہ قاصر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے یہ بوجھ اٹھا کر انتہائی حد تک ان کے بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے، اور انہیں دشمنوں سے دور فرما کر بغیر لڑے بھڑے ان پر غالب کر دیتا ہے، جیسے چھ ہجری میں کفار نے اپنے غلبہ کی وجہ سے مسلمانوں کو عمرہ ادا نہیں کرنے دیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض دو سال کی قلیل مدت میں مشرکین کے اس غلبے کو ختم فرما کر مسلمانوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹا دیا اور مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا، جیسے فرمایا

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ... ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

...وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ... ﴿٣﴾ [2]

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ رکھے اللہ آپ اسے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی خائن کو جو اللہ کے حقوق میں کوتاہی کرتا ہے اور کوئی ناشکرا جو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے کو پسند نہیں کرتا بلکہ ناراض ہوتا ہے اور عنقریب اسے اس کے کفر اور خیانت کی سزا دے گا، دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ ہر امانت دار شخص سے جو اپنی امانت کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے رب کا شکر گزار ہے محبت کرتا ہے اور جد و جہد کرنے والے حق پرستوں کی تائید کرتا ہے، کیونکہ مظلومین کی مدد اور ان کی داد رسی نہ کی جائے تو پھر دنیا میں زور آور کمزوروں کو اور باوسائل بے وسیلہ لوگوں کو جینے ہی نہ دیں جس سے زمین فساد سے بھر جائے، اسی

[1] الزمر ۳۶

[2] الطلاق ۳

طرح اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوشش نہ کی جائے اور باطل کی سرکوبی نہ کی جائے تو باطل کے غلبے سے دنیا کا امن وسکون اور اللہ کا نام لینے والوں کے لئے کوئی عبادت خانہ باقی نہ رہے، اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں نے اپنے دین کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ تک مشرکین کا بے رحمانہ ظلم وستم برداشت کیا، اپنے عقیدہ کی حفاظت کے لئے انہوں نے اپنا پیارا وطن، اپنا گھر بار، مال واسباب اور عزیز واقارب کو چھوڑ دیا اور یہیوں انہیں قدم ٹکانے کی جگہ مل گئی جیسے فرمایا

...يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ... ① [1]

ترجمہ: پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑧ [2]

ترجمہ: اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

مگر کفار انہیں یہاں بھی ختم کرنے کے درپے ہیں چنانچہ اب طاقت کا جواب طاقت سے دیا جائے گا، اب مسلمانوں کو مظلومیت کے خاتمہ اور اعلائے کلمۃ اللہ (عدل وانصاف پر مبنی نظام توحید) کے لئے اپنے دشمنوں، ظالموں کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت دی جاتی ہے، اللہ یقیناً اہل ایمان کی مدد پر قادر ہے اس لئے اہل ایمان اسی سے نصرت طلب کریں اور اسی سے مدد مانگیں، قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں یہ اولین آیت نازل ہوئی جس میں صرف اجازت فرمائی گئی تھی، اس آیت کے چند مہینوں کے بعد غزوہ بدر سے کچھ پہلے رجب یا شعبان میں سورۃ البقرۃ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں جنگ کا حکم دیا گیا یعنی

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۹۰ [3]

ترجمہ: لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ ... ۝۱۹۱ [4]

ترجمہ: انہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے۔

وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ... ۝۱۹۳ [5]

ترجمہ: ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ... ۝۲۱۶ [6]

---

[1] الممتحنۃ۱

[2] البروج۸

[3] البقرۃ۱۹۰

[4] البقرۃ۱۹۱

[5] البقرۃ۱۹۳

[6] البقرۃ۲۱۶

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ (1)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سنتا، جانتا ہے۔

اور کفار کو متنبہ کیا گیا کہ اگر تم اس غرے میں مبتلا ہو کہ تمہاری کثرت تعداد، بہتر مالی پوزیشن و وسائل اور سیاسی ساکھ ہے اور تمہاری پشت پر دوسرے مشرک قبائل کے ساتھ یہودی بھی کھڑے ہیں، اور تم ان قلیل التعداد مسلمانوں کو جن کی مالی پوزیشن کمزور ہے، وسائل کی قلت ہے اور جو ہجرت کے بعد اپنے قدم جمانے کی کوشش کر رہے ہیں آسانی سے ختم کر دو گے تو یاد رکھو کہ تمہارا مقابلہ دراصل ان مٹھی بھر اور بے سروساماں مسلمانوں سے نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ ہے، اگر تم میں اتنی طاقت و قوت، وسائل و اسباب ہیں کہ اللہ سے مقابلہ کر سکتے ہو تو پھر سامنے آجاؤ، اس برمحل آیت کے نزول سے مسلمانوں کی ڈھارس بندھ گئی اور وہ سارے عرب کی طاقت کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے تیار ہو گئے ، پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کے ظلم وستم کا وصف بیان فرمایا کہ انہوں نے مسلمانوں کو ناحق اذیتوں اور فتنے میں مبتلا کر کے اپنے گھروں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا اور جب وہ مکہ سے نکلنے لگے تو ان پر مزید مظالم ڈھائے گئے، ان کی محنت و مشقت سے کمائی جمع پونجی چھین لی گئی، ماں اور دودھ پیتے بچے کو جدا کر دیا گیا وغیرہ صرف اس بنا پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ مجاہدین فی سبیل اللہ کے ذریعے سے کفار و مشرکین کی ریشہ دانیوں کا سد باب نہ کرے تو راہب، سنیاسی اور تارک الدنیا لوگوں کے لئے یہ بڑی بڑی خانقاہیں، نصاریٰ کے گرجے، یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسلمانوں کی مساجد جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر یعنی ان عبادت گاہوں میں نماز قائم کی جاتی ہے، کتب الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو کفار مسلمانوں پر غالب آجائیں، ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دیں اور دین کے بارے میں ان کو آزمائش میں مبتلا کر دیں جیسے فرمایا

...وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾ (2)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے نہ ہٹاتا رہے تو زمین میں فساد برپا ہو جائے مگر اللہ جہان والوں پر بڑا ہی فضل کرتا ہے۔

اور اللہ اس کی بھرپور مدد کرتا ہے جو لوگوں کو اخلاص کے ساتھ دعوت دین دیتے ہیں، دین حق کی نصرت کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے، حالانکہ کہ اللہ تعالیٰ کو مدد کی ضرورت نہیں، وہ صمد، غنی بے نیاز ہے، کائنات کی ہر چیز کو اس کی ضرورت ہے اور ہر چیز اس کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں جیسے فرمایا

مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً... ﴿٢٤٥﴾ (3)

ترجمہ: کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دے پھر اللہ اس (کے ثواب) کو بڑھا کر بہت زیادہ کر دے۔

---

(1) البقرة ٢٤٤

(2) البقرة ٢٥١

(3) البقرة ٢٤٥

اللہ پوری قوت کا مالک اور غالب ہے اس کے سامنے کسی کی کوئی مجال نہیں، وہ تمام مخلوق پر غالب ہے، تمام جانداروں کی پیشانیاں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، وہ جسے مدد دے وہ غالب جس سے اس کی مدد ہٹ جائے وہ مغلوب، کوئی اس کے فیصلے میں تبدیلی نہیں کر سکتا جیسے فرمایا

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝١٧١ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝١٧٢ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝١٧٣ (١)

ترجمہ: اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝٢١ (٢)

ترجمہ: اللہ کہہ چکا ہے کہ میں اور میرا رسول غالب ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ قوت و عزت والا ہے۔

پس وہ تمام اسباب اختیار کرو جن کے استعمال کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٧ (٣)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ... ۝٥٥ (٤)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے، اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مدد کرنے والوں کی چار صفات بیان فرمائی۔

- اگر ہم ان کو زمین پر اقتدار بخش دیں تو وہ فسق و فجور اور کبر و غرور میں مبتلا ہونے کے بجائے نماز کو اس کی تمام حدود، ارکان، شرائط، جمعہ اور جماعت کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔
- وہ اپنی دولت عیاشیوں، نفس پرستیوں کے بجائے محرومین و مستحقین کو زکوۃ ادا کرتے ہیں۔
- امر بالمعروف کا حکم دیتے ہیں یعنی ہر اس کام کو جو عقلاً اور شرعاً حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعتبار سے نیک ہو حکم دیتے ہیں۔
- اور نہی المنکر کا حکم دیتے ہیں یعنی نیکیوں کو دبانے اور بدیوں کو پھیلانے کے بجائے ہر برائی کو جس کی قباحت شرعاً اور عقلاً معروف

(١) الصافات ١٧١ تا ١٧٣

(٢) المجادلة ٢١

(٣) محمد ٧

(٤) النور ٥٥

ہو روکتے ہیں۔

اور زمین پر بسنے والوں کی قسمت کے فیصلے کرنے والے یہ مغرور لوگ نہیں بلکہ یہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ زمین کا اقتدار کس وقت کس کو سونپا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مسلمانوں میں کفار کے خلاف ایک جوش وجذبہ بیدار ہوگیا اور حدیث وسیرت کی روایات سے ثابت ہے کہ اس اجازت کے بعد فوراً ہی قریش کے خلاف عملی سرگرمیاں شروع کر دی گئیں اور پہلی مہم صفر دو ہجری میں ساحل بحر احمر کی طرف روانہ ہوئی جو غزوہ دوان یا غزوہ ابواء کے نام سے مشہور ہے۔

وَ اِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوۡدُ ﴿۴۲﴾ وَ قَوۡمُ اِبۡرٰهِيۡمَ

اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں (تو کوئی تعجب کی بات نہیں) تو ان سے پہلے نوح کی قوم عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

وَقَوۡمُ لُوۡطٍ ﴿۴۳﴾ وَّ اَصۡحٰبُ مَدۡيَنَ ۚ وَ كُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ

اور قوم لوط اور مدین والے بھی اپنے اپنے نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں، موسیٰ (علیہ السلام) بھی جھٹلائے جا چکے ہیں، پس میں نے

لِلۡكٰفِرِيۡنَ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ ۚ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا وَ هِىَ

کافروں کو یوں ہی سی مہلت دی پھر دھر دبایا، پھر میرا عذاب کیسا ہوا؟ بہت سی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تہ وبالا کر دیا اس لیے

ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَ بِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ

کہ وہ ظالم تھے، پس وہ اپنی چھتوں کے بل اوندھی ہوئی پڑی ہیں، اور بہت سے آباد کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور بہت سے

وَّ قَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ

پکے اور بلند محل ویران پڑے ہیں، کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے

بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَ لٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ

ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے

فِى الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾ (الحج ۴۲تا۴۶)

ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا اگر یہ مشرکین آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ کوئی پہلے رسول نہیں ہیں جن کو جھٹلایا گیا ہو، اور یہ

امت بھی کوئی پہلی امت نہیں جس نے اپنے رسول کو جھٹلایا ہے، بلاشبہ ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد وثمود، قوم ابراہیم، قوم لوط، قوم شعیب ،اور اسی طرح جلیل القدر پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی بھی تکذیب کی گئی، حالانکہ حق کے واضح دلائل ان کے سامنے تھے مگر منکروں نے اللہ کی دعوت حق کو تسلیم نہ کیا، اللہ نے اپنی سنت کے مطابق تکذیب کرنے والوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کی بلکہ انہیں کافی عرصہ کے لئے ڈھیل دی تا کہ یہ اپنے انجام پر اچھی طرح غور وفکر کر لیں، مگر وہ آنکھیں بند کر کے اپنی سرکشی پر جمے رہے اور کفر وشرک میں بڑھتے ہی چلے گئے، جب انصاف کے تقاضے پورے ہو چکے تو پھر ایک وقت مقررہ پر غالب اور قدرت رکھنے والی ہستی نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا، پھر بدترین عذاب دے کر انہیں اس انجام تک پہنچایا جو ان کے پیش رووں کا ہو چکا تھا، ان میں سے بعض کو غرق کر دیا گیا، بعض کو ایک چنگھاڑ نے آلیا اور بعض طوفانی ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیئے گئے، بعض کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور بعض کو چھتری والے دن کے عذاب کے ذریعے سے ہلاک کیا گیا، جیسے فرمایا

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ... ﴿٤٠﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی، اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا۔

پھر دیکھا کہ ہم نے ان قوموں کے کفر اور تکذیب کے سبب ان کو اپنی نعمتوں سے محروم کر کے عذاب وہلاکت سے دوچار کر دیا، لہذا تکذیب کرنے والوں کو ان قوموں سے عبرت پکڑنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو بھی وہی عذاب آلے جو گزشتہ بدکردار قوموں پر نازل ہوا تھا،

وذكر بَعْضُ السَّلَفِ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ قَوْلِ فِرْعَوْنَ لقومه: أَنَا رَبُّكُمُ الأَعْلَى، وَبَيْنَ إِهْلَاكِ اللهِ لَهُ أَرْبَعُونَ سَنَةً

سلف سے منقول ہے کہ فرعون کے ربانی دعوے اور اللہ کی پکڑ کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا۔ [2]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ} [3]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ظالم کو ڈھیل دیتا ہے پھر جب پکڑتا ہے تو چھٹکارا نہیں ہوتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت '' تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے۔'' کی تلاوت فرمائی۔ [4]

---

[1] العنکبوت ٤٠

[2] تفسیر ابن کثیر ٥/٣٨٤

[3] ھود: ١٠٢

[4] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ٤٦٨٦، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ٦٥٨١، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ٣١١٠، سنن ابن

پھر فرمایا کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے دنیاوی رسوائی کے ساتھ سخت عذاب کے ذریعے سے ہلاک کیا، اور ان کی حالت یہ تھی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار اور رسول کی تکذیب کر کے ظلم کا ارتکاب کیا تھا، اب ان کے گھر منہدم ہو کر اجڑے پڑے ہیں، ان کے بلند و بالا محلات اور عمارتیں اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں، کبھی یہ آباد تھیں اب ویران پڑی ہیں، کبھی اپنے رہنے والوں کے ساتھ معمور تھیں اب وہاں وحشت ٹپکتی ہے، کتنے ہی کنوئیں جہاں کبھی پانی پینے اور مویشیوں کو پلانے کے لئے لوگوں کا ازدحام ہوا کرتا تھا اب ان کنوؤں کے مالک مفقود اور پانی پینے والے معدوم ہیں، کتنے ہی محل اور قصر ہیں جن کے لئے ان کے رہنے والوں نے مشقت اٹھائی، ان کو چونے سے مضبوط کیا، ان کو بلند اور محفوظ کیا اور خوب سجایا مگر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو نہ تو یہ مضبوط و بلند و بالا عمارتیں اور نہ ہی ان کے معبود ان کے کچھ کام آئے ، اور ان کے محلات جن کی خوبصورتی اور پائیداری پر ان کو فخر و غرور تھا خالی پڑے رہ گئے اور ان میں رہنے والے متکبر، مشرک اشخاص جن کو اپنے معبودوں سے امیدیں وابستہ تھیں عبرت پکڑنے والوں کے لئے سامان عبرت اور فکر و نظر رکھنے والوں کے لئے مثال بن گئے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ... ﴿٧٨﴾ [۱]

ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی گو تم مضبوط قلعوں میں ہو۔

کیا یہ لوگ جن کو نصیحت کی جا رہی ہے اپنے قلب و بدن کے ساتھ زمین پر چلے پھرے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو سمجھنے اور عبرت کے لئے ان میں غور و فکر کرتے کہ انسان کی فلاح کس کام میں ہے اور انسان کی بربادی کس کام میں،

وَقَالَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا: قَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ: أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوَاعِظِ، ونَوِّره بالفِكْر، ومَوِّته بالزُّهْدِ ، وقَوِّه بِالْيَقِينِ، وذَلِّلْهُ بِالْمَوْتِ، وقرِّره بِالْفَنَاءِ، وبَصِّره فَجَائِعَ الدُّنْيَا، وحَذِّره صولةَ الدَّهْرِ وَفُحْش تَقَلُّب الْأَيَّامِ، وَاعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ ، وَذَكِّرْهُ مَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، وسِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَآثَارِهِمْ، وَانْظُرْ مَا فَعَلُوا وَأَيْنَ حَلُّوا، وعَمَّ انقَلَبُوا، أَيْ: فَانْظُرُوا مَا حَلَّ بِالْأُمَمِ الْمُكَذِّبَةِ مِنَ النِّقَمِ وَالنَّكَال

ابن ابو دنیا رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بعض حکماء نے کہا ہے کہ اپنے دل کو مواعظ کے ساتھ زندہ کرو، غور و فکر کے ساتھ منور کرو، زہد کے ساتھ مار دو، یقین کے ساتھ قوت بخشو، موت کے ساتھ ذلیل کر دو، فنا کے ساتھ مقدر کر دو، اسے دنیا کے دکھ دکھاؤ، زمانے کے حملے سے ڈراؤ، گردش ایام کا خوف دلاؤ، گزرے ہوئے لوگوں کے حالات سناؤ، پہلے لوگوں پر جو عذاب آئے وہ یاد دلاؤ، ان کے گھروں کے کھنڈرات کی سیر کراؤ اور دیکھو کہ انہوں نے کیا کیا کہاں رہے اور کیسے چل بسے، یعنی دیکھو کہ تکذیب کرنے والی امتوں کو کیسی کیسی سزائیں اور کیسے کیسے عذاب دیے گئے تھے۔ [۲]

مگر یہ اپنے باطل معبودوں کی عقیدت میں عبرت پذیری کی صلاحیت بھی کھو بیٹھے ہیں، بصارت کا اندھا تو صرف دنیاوی منفعت تک پہنچنے سے محروم ہے، لیکن دل کا یہ اندھا پن کہ واضح دلائل و آثار کے باوجود نہ اس کو عبرت آتی ہے اور نہ خیر و شر میں تمیز ہوتی ہے اس کے دین کے

ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْعُقُوبَاتِ۴۰۱۸

[۱] النسآئ ۷۸

[۲] التفکر والاعتبار

لئے ضرر رساں ہے۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اور عذاب کو آپ سے جلدی طلب کر رہے اللہ ہرگز اپنا وعدہ نہیں ٹالے گا، ہاں البتہ آپ کے رب کے نزدیک ایک دن

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ

تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے، بہت سی ظلم کرنے والی بستیوں کو میں نے ڈھیل دی پھر آخر انہیں پکڑ لیا

ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ (الحج ۴۸،۴۷)

اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

دنیاوی و آخروی عذاب کی تکذیب کرنے والے اپنی جہالت، ظلم و عناد، اللہ تعالیٰ کو عاجز سمجھتے اور اس کے رسول کی تکذیب کرتے ہوئے آپ سے جلدی عذاب نازل کرنے کا چیلنج کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ الٰہی! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے سنگ باری کر یا کسی طرح کا دردناک عذاب بھیج، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حساب کے دن سے پہلے ہی ہمارا معاملہ صاف کر دے، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ [2]

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب، یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی سے دے دے۔

تو اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! آپ ان لوگوں سے فرما دیں کہ تقدیم و تاخیر سے کوئی فرق نہیں پڑتا تاہم یہ بات یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کر کے رہے گا، جیسے فرمایا

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۔۔ ؕ ﴿۴۷﴾ [3]

ترجمہ: پس اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! تم ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ کبھی اپنے رسولوں سے کیے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا۔

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۔۔۔ ﴿۶﴾ [4]

[1] الانفال ۳۲

[2] ص ۱۶

[3] ابراہیم ۴۷

[4] الروم ۶

ترجمہ: یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے، اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

کوئی روکنے والا اس کو روک نہیں سکتا، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴۱ (۱)

ترجمہ: اللہ حکومت کر رہا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں ہے، اور حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

رہا اس عذاب کا جلدی آنا تو اے محمد ﷺ! یہ آپ کے اختیار میں نہیں، ان کے جلدی مچانے اور ہمیں عاجز گردانے پر آپ ﷺ کو ہلکانہ سمجھیں، قیامت کا ہولناک دن ان کے سامنے ہے جس میں اللہ مالک یوم الدین تمام اولین و آخرین کو اکٹھا کرے گا، جیسے فرمایا

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۵۰ (۲)

ترجمہ: ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

ان کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی اور ان کو دردناک عذاب میں ڈالا جائے گا، اگر وہ عذاب کے لئے جلدی مچاتے ہیں تو (انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ کے فیصلے ان کی گھڑیوں اور جنتریوں کے لحاظ سے نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن شمار کے ہزار برس کے برابر ہے، پس یہ مدت خواہ یہ اس کو کتنا ہی لمبا کیوں نہ سمجھیں، اللہ کے عذاب کو کتنا ہی دور کیوں نہ سمجھیں، اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو اپنے حلم اور بردباری سے بہت طویل مدتوں تک مہلت عطا کرتا رہتا ہے، پھر جب وہ دنیاوی زندگی میں خوب مست ہو جاتے ہیں تو اچانک گرفت کرتا ہے اور پھر ظالموں کو سانس لینے کی مہلت دیئے بغیر اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیتا ہے، جیسے فرمایا

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝۴۴ (۳)

ترجمہ: پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاۗءَنَا الضَّرَّاۗءُ وَالسَّرَّاۗءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹۵ (۴)

ترجمہ: پھر ہم نے ان کی بد حالی کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے اور کہنے لگے کہ ہمارے اسلاف پر بھی اچھے اور برے دن آتے ہی رہے ہیں، اخر کار ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

(۱) الرعد ۴۱

(۲) الواقعۃ ۵۰

(۳) الانعام ۴۴

(۴) الاعراف ۹۵

چنانچہ یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے فریب نہ کھائیں، کتنی ہی بستیوں کو جو ظلم پر کمر بستہ تھیں ہم نے ان کے ظلم کے باوجود ان کو ایک طویل مدت تک مہلت دی، پھر ایک وقت مقررہ پر ان کو عذاب کی گرفت میں لے لیا، قانون مہلت کو پھر بیان فرمایا کہ دنیا میں ان پر عذاب نازل کرنے کے باوجود بالآخر انہیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں عذاب دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ,قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء مسلمان، مالدار مسلمانوں سے (آدھا دن) یعنی پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔[1]

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ،قِيلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ ذَلِكَ الْيَوْمِ؟قَالَ:خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ

سعد رضی اللہ عنہ بن ابو وقاص سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے رب کے پاس اس وقت عاجز نہیں آئے گی جب وہ انہیں نصف دن کے لیے موخر کر دے گا، سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا نصف دن سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا پانچ سو سال۔[2]

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اعلان کر دو کہ لوگو! میں تمہیں کھلم کھلا چوکنا کرنے والا ہی ہوں، پس جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

ان ہی کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی، اور جو لوگ ہماری نشانیوں کو پست کرنے کے درپے رہتے ہیں

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ (الحج ۴۹ تا ۵۱)

وہی دوزخی ہیں۔

کفار و مشرکین اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر بار بار مطالبہ عذاب کرتے تھے، اس کے جواب میں فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت تک جو لوگ کفر و تکذیب کا رویہ اختیار کریں انہیں کہہ دو میں تمہاری قسمتوں کا فیصلہ کرنے والا نہیں اور نہ تمہارا احساب میرے ذمہ ہے، میرا کام تو اتنا ہے کہ شامت اعمال آنے سے پہلے تم کو صاف صاف متنبہ کر دوں، عذاب بھیجنا یا نہ بھیجنا اللہ کا کام ہے، وہ جلدی گرفت فرمالے یا اس میں تاخیر کرے اور کس صورت میں عذاب نازل فرمائے وہ اپنی مشیت و مصلحت سے یہ کام فرماتا ہے، پھر جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لیے ان کی خطاؤں اور کمزوریوں اور لغزشوں سے چشم پوشی و درگزر کیا جائے گا اور انہیں جنت کا اعلیٰ مقام عطا کیا جائے گا،

[1] شعب الایمان ۹۸۹۷، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ ۲۳۵۱

[2] سنن ابوداود كِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ قِيَامِ السَّاعَةِ ۴۳۵۰، مسند احمد ۱۴۶۵

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبِ الْقُرَظِيّ: إِذَا سمعت اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: وَرِزْقٌ كَرِيمٌ، فهي الْجَنَّةُ

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں بھی "ورزق کریم" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہاں ان سے مراد جنت ہے۔ (۱)

اور جو لوگ بعث بعد الموت اور حساب کتاب کے منکر ہیں، جو لوگوں کو اللہ کی راہ اور اطاعت رسول سے روکتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے مکر و فریب اور جد وجہد سے اسلام کے خلاف ان کی سازش کامیاب ہو جائے گی وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے ،جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ (۲)

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے میں جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے۔

پھر ان کے عذاب میں کوئی تخفیف ہوگی نہ لمحہ بھر کے لئے یہ دردناک عذاب ان سے ہٹایا جائے گا۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ

ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا شیطان

فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ

نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا، پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

دانا اور باحکمت ہے، یہ اس لیے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں، بیشک ظالم لوگ گہری مخالفت میں ہیں، اور اس لیے بھی کہ جنہیں علم عطا فرمایا گیا ہے

الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ

وہ یقین کر لیں کہ یہ آپ کے رب ہی کی طرف سے سراسر حق ہی ہے پھر اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کی طرف

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۴۹۹

(۲) النحل ۸۸

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ (الحج ۵۲ تا ۵۴)

جھک جائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو راہ راست پر رہبری کرنے والا ہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی دعوت اس وقت جس مرحلے میں تھی اس کو دیکھ کر تمام ظاہر بین نگاہیں یہ دھوکا کھا رہی تھیں کہ آپ اپنے مقصد میں ناکام ونامراد ہو گئے ہیں، آپ کی قوم آپ پر ایمان نہیں لائی بلکہ اس کے برعکس آپ ﷺ اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ کفار کا ظلم وستم سہہ کر ہجرت پر مجبور ہو گئے اور اللہ کے جس عذاب سے ڈرایا جاتا تھا وہ بھی نازل نہیں ہوا، چنانچہ پہلی آیات میں کفار کو اللہ کا عذاب جلدی نہ آنے کی وجوہات بیان کی گئیں کہ مہلت کا یہ زمانہ اگر صدیوں تک بھی دراز ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ سب وعیدیں خالی خولی دھمکیاں ہی تھیں جو پیغمبر کے جھٹلانے والوں پر عذاب آنے کے متعلق کی گئی تھیں، ان آیات میں ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا جو کفار کے منفی پروپیگنڈے سے متاثر ہو رہے تھے، جب یہ متاثرہ لوگ اللہ کے رسول کا یہ فرمان سنتے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس کی تائید وحمایت میرے ساتھ ہے ، دوسری طرف قرآن مجید کے دعواؤں کو سنتے کہ نبی کو جھٹلانے والی قوم پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے، جب عذاب مانگنے کے باوجود اللہ کی حکمت ومشیت کے تحت عذاب نازل نہ ہوتا تو انہیں آپ ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کی صداقت مشتبہ نظر آنے لگتی تھی، انہیں باتوں کے جواب میں فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ سے پہلے جو بھی نبی گزرا جب بھی اس نے وحی شدہ کلام کی قراءت کی، جس کے ذریعے سے وہ لوگوں کو نصیحت کرتا، اس کو معروف کا حکم دیتا اور منکر سے روکتا، یعنی اللہ کے فرمان کے مطابق لوگوں کو دعوت حق پیش کی تو شیطان اس کی دعوت (قراءت وتلاوت) کا راستہ روکنے کے لئے طرح طرح کے شبہات واعتراضات کا ایک طوفان کھڑا کر دیتا ہے، اس دعوت کی بابت لوگوں کے دلوں میں شبہے، الجھنیں ڈالتا اور مین میخ نکالتا ہے، مگر آخر کار اللہ تعالیٰ کی حکمت شیطان کے ان فتنوں کا استیصال کر دیتی ہے، پھر اللہ اپنی آیات کو محکم اور متحقق کر دیتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ شیطان اور اس کے چیلے اپنی جن تدبیروں سے اللہ کی آیات کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں اللہ انہی کو انسانوں کے درمیان کھرے اور کھوٹے کی تمیز کا ذریعہ بنا دیتا ہے، جس کے نتیجے میں دعوت حق رکاوٹوں کے باوجود فروغ پاتی ہے، اللہ تعالیٰ کامل علم کا مالک ہے اور وہ جانتا ہے کہ شیطان نے کہاں کہاں اور کیا کیا خلل اندازی کی اور اس کے کیا اثرات ہوئے، یہ اس کے کمال حکمت کا حصہ ہے کہ اس نے شیاطین کو القاء کا اختیار دیا تا کہ شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی لوگوں کے ان دو گروہوں کے لئے جن کے دل شک، کفر اور نفاق سے بھرے ہوئے ہیں اور ایمان کامل سے محروم ہیں (دوسرا گروہ) جن کے دل قساوت قلبی کی بنا پر کوئی وعظ ونصیحت قبول نہیں کرتے، یہ ظالم لوگ اللہ کے ساتھ دشمنی، حق کے ساتھ عناد ومخالفت میں سیدھے راستے سے بہت دور نکل گئے ہیں، چنانچہ شیطان جو کچھ القاء کرتا ہے وہ ان دونوں گروہوں کے لئے فتنہ بن جاتا ہے، اور تیسرا گروہ جن کو اللہ نے علم سے نواز رکھا ہے جس کے ذریعے سے وہ حق وباطل، ہدایت وگمراہی کے درمیان امتیاز کرتے ہیں، معارضات وشبہات کے دور ہونے سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اور ان کے دل اللہ کے سامنے رغبت سے جھک جاتے ہیں، اللہ ان کو ان کے ایمان کے سبب سے راہ راست پر گامزن کرتا ہے یعنی حق کے علم اور اس کے تقاضوں پر عمل کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔

وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ

کافر اس وحی الٰہی میں ہمیشہ شک شبہ ہی کرتے رہیں گے حتٰی کہ اچانک ان کے سروں پر قیامت آجائے یا ان کے پاس

عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ

اس دن کا عذاب آجائے جو منحوس ہے، اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی وہی ان میں فیصلے فرمائے گا،

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں سے بھری جنتوں میں ہونگے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ (الحج ۵۵ تا ۵۷)

ان کے لیے ذلیل کرنے والے عذاب ہیں۔

کافر اپنے عناد و اعراض کے باعث اس وحی الٰہی میں ہمیشہ شک وشبہ ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یا تو ان پر قیامت کی گھڑی اچانک آجائے،

وَقَالَ قَتَادَةُ: حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً. قَالَ: بَغَتَ الْقَوْمَ أَمْرُ اللهِ، وَمَا أَخَذَ اللهُ قَوْمًا قَطُّ إِلَّا عِنْدَ سَكْرَتِهِمْ وَغِرَّتِهِمْ وَنِعْمَتِهِمْ، فَلَا تَغْتَرُّوا بِاللهِ، إِنَّهُ لَا يَغْتَرُّ بِاللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ’’یہاں تک کہ یا تو ان پر قیامت کی گھڑی اچانک آجائے۔‘‘ کے معنی یہ ہیں جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے سے سرکشی اختیار کرتی ہے تو وہ اسے اچانک اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو اس وقت پکڑا ہے جب وہ نشے میں مدہوش ہو اور نعمتوں کی وجہ سے غرور میں ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بارے میں غافل نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غافل تو صرف فاسق لوگ ہی ہوتے ہیں۔ [1]

یا اللہ تعالیٰ ان پر ایک منحوس دن کا عذاب نازل کردے جس میں ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی، روز آخرت بادشاہی اور فرماں روائی اللہ مالک یوم الدین کی ہوگی، اسی وحدہ لاشریک کا مکمل اختیار اور غلبہ ہوگا، جیسے فرمایا

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ [2]

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی اور وہ منکرین کے لیے بڑا سخت دن ہوگا۔

... لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ [3]

ترجمہ: (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحدِ قہار کی۔

[1] الدر المنثور ۳/۵۰۵
[2] الفرقان ۲۶
[3] المومن ۱۶

اور اللہ تعالیٰ تمام جن وانس کے درمیان عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے فیصلہ کردے گا، جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں، فرشتوں، روز آخرت اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان رکھتے اور رسول کی سنت کے مطابق عمل صالحہ اختیار کرنے والے ہوں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کردیئے جائیں گے، اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کیا اور حق وصواب کی طرف راہ نمائی کرنے والی ہماری آیات کی تکذیب کی، ان سے روگردانی کی یا اس سے عناد رکھا انہیں انتہائی شدید، المناک اور دلوں تک اتر جانے والا رسواکن عذاب ہوگا، جیسے فرمایا

... اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۞ [1]

ترجمہ: جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا

اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ترک وطن کیا پھر وہ شہید کر دیئے گئے یا اپنی موت مر گئے اللہ تعالیٰ انہیں بہترین رزق

حَسَنًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۞ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

عطا فرمائے گا، بیشک اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے، انہیں اللہ تعالیٰ ایسی جگہ پہنچائے گا کہ وہ اس سے

يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۞ ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ

راضی ہو جائیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ بردباری والا ہے، بات یہی ہے اور جس نے بدلہ لیا اسی کے برابر جو اس کے ساتھ

مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۞ (الحج ۵۸ تا ۶۰)

کیا گیا تھا پھر اگر اس سے زیادتی کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد فرمائے گا، بیشک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا عمدہ رزق پانے والے لوگ: وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے دین کی سربلندی اور اللہ کی رضامندی کے لئے اپنا وطن، گھر بار، اہل وعیال، عزیز واقارب، مال وجائیداد چھوڑیں، پھر وہ دوران سفر یا میدان جہاد میں ظلم کے مقابلے میں کوئی جوابی کاروائی نہ کر سکے اور دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے یا دشمن سے لڑے بھڑے بغیر قضائے الٰہی سے وفات پا گئے، اللہ ان مظلوموں کو اپنے فضل وکرم سے عالم برزخ میں اور روز قیامت جنت میں داخل کر کے اچھے رزق سے نوازے گا، اس جنت میں آرام، خوشبوئیں، حسن، احسان اور قلب وبدن کی تمام نعمتیں جمع ہوں گی، بیشک اللہ ہی رزاق ہے جو اپنے بندوں کو بغیر استحقاق اور بغیر کسی سوال کے دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ

[1] المومن ۶۰

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ (۱)

ترجمہ: جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی پائے گا اور کشادگی بھی، اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا پھر اسے ہجرت کی حالت میں ہی موت نے اسے آپکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (۲)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

یعنی ہجرت کرنے والے کو یہ وہم لاحق نہ ہو کہ جب وہ اپنے گھر بار اور مال و اولاد کو چھوڑ کر نکلے گا تو محتاج ہو جائے گا کیونکہ اس کا رازق وہ ہے جو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ تو خود ہی رزاق ہے، بڑی قوت والا اور زبردست۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے، وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے۔

اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے، جو دلوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (۵)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کس نے فی الحقیقت اسی کی راہ میں اپنے گھر بار کو خیر باد کہا ہے اور وہ کس انعام و اکرام کا مستحق ہے، وہ اپنے فضل سے ایسے لوگوں کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں اور کمزوریوں سے درگزر فرمائے گا اور ان کے قصور معاف فرما کر انہیں نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرما دے گا، جیسے فرمایا

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ڏ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ (۶)

(۱) النساء ۱۰۰

(۲) آل عمران ۱۶۹

(۳) الذاریات ۵۸

(۴) سبا ۳۹

(۵) المومن ۱۹

(۶) الواقعۃ ۸۸،۸۹

ترجمہ: پھروہ مرنے والا مقربین میں سے ہو تو اس کے لیے راحت اور عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہے۔

وہ ایسی نعمتیں ہوں گی جنہیں آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور دیکھنا سننا تو کجا کسی انسان کے دل میں ان کا وہم و گمان بھی نہیں گزرا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ قَالَ اللهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گزرا ہے۔[1]

وہ ایسی نعمتیں ہوں گی جو کبھی نہ ختم ہوں گی نہ فنا، اللہ کے یہ بندے اللہ کی ایسی لاثانی نعمتیں پا کر خوش و خرم ہوں گے، بیشک اللہ نیک عمل کرنے والوں کے درجات اور ان کے مراتب استحقاق کو جانتا ہے، اللہ کفر و شرک کرنے والوں کی گستاخیوں اور نافرمانیوں کو دیکھتا ہے لیکن ان کا فوری مواخذہ کرنے کے بجائے ڈھیل دیتا ہے، مہاجرین سے بطور خاص شہادت یا طبعی موت پر ہم نے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہو گا، اگر کسی نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے تو جس سے زیادتی کی گئی ہے اسے بقدر زیادتی بدلہ لینے کا حق ہے لیکن اگر بدلہ لینے کے بعد جب کہ ظالم اور مظلوم دونوں برابر ہو چکے ہوں، ظالم، مظلوم پر پھر زیادتی کرے تو اللہ تعالیٰ اس مظلوم کی ضرور مدد فرماتا ہے، اور وہ اللہ کی مدد کا مستحق رہتا ہے، اللہ درگزر فرمانے والا ہے تم بھی درگزر سے کام لیا کرو،

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قصاص اسی شکل میں لیا جائے گا جس شکل میں ظلم کیا گیا ہو، مثلاً کسی شخص نے کسی کو ڈبو کر مارا ہے تو اسے بھی ڈبو کر مارا جائے گا، کسی نے کسی کو جلا کر مارا ہے تو اسے بھی جلا کر مارا جائے گا،

عَنْ بِشْرِ بْنِ حَازِمٍ ,النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَرَّقَ حَرَّقْنَاهُ وَمَنْ غَرَّقَ غَرَّقْنَاهُ

بشیر بن حازم سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کو جلایا اسے ہم جلائیں گے اور جس نے کسی کو پانی میں ڈبو کر مارا اسے ہم پانی میں ڈبو کر ماریں گے۔[2]

وَفِي هَذَا الْإِسْنَادِ بَعْضُ مَنْ يُجْهَلُ

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند میں بعض مجہول راوی ہیں۔[3]

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ قاتل نے قتل خواہ کسی طریقے سے کیا ہو اس سے قصاص ایک ہی معروف طریقے پر لیا جائے گا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدءُ الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۴۴،صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَاباب صفة الجنة ۷۱۳۲

[2] معرفة السنن والآثار ۱۷۱۸۵

[3] معرفة السنن والآثار ۱۷۱۸۶

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

یہ اس لیے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ،بیشک اللہ سننے والا

بَصِيْرٌ ۝۶۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

دیکھنے والا ہے، یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی پکارتے ہیں وہ باطل ہے

وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۶۲ (الحج ۶۱،۶۲)

اور بیشک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔

اللہ خالق کائنات جس نے تمہارے لئے یہ اچھے اور انصاف پر مبنی احکام مشروع کئے ،اپنی تقدیر اور تدبیر میں بہترین طریقے سے تصرف کرتا ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶ [۱]

ترجمہ: کہو! خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جو کفر وظلم کی روش اختیار کرنے والوں پر عذاب نازل کرتا، مومن وصالح بندوں کو انعام دیتا، مظلوم اہل حق کی دادرسی کرتا اور طاقت سے ظلم کا مقابلہ کرنے والے اہل حق کی نصرت فرماتا ہے، جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، جیسے فرمایا

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ... ۝۲۷ [۲]

ترجمہ: رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ... ۝۲۹ [۳]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ...ۙ ۝۱۳ [۴]

ترجمہ: وہ دن کے اندر رات اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے۔

---

[۱] آل عمران ۲۶

[۲] آل عمران ۲۷

[۳] لقمان ۲۹

[۴] فاطر ۱۳

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۔۔۔ ۝ (١)

ترجمہ: وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

پس وہ دن کے بعد رات کو اور رات کے بعد دن کو لاتا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۔۔۔ ۝ (٢)

ترجمہ: جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

اور وہ ان دونوں میں سے ایک کو بڑھاتا اور دوسرے میں اسی حساب سے کمی کرتا رہتا ہے، پھر اس کے برعکس پہلے میں کمی کرتا ہے اور دوسرے کو بڑھاتا ہے، پس دن رات کی اس کمی بیشی پر موسم مترتب ہوتے ہیں اور اسی پر شب و روز اور سورج چاند کے فوائد کا انحصار ہے جو بندوں پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اور یہ مختلف مواسم ان کے لئے نہایت ضروری ہیں، وہ اللہ جو زندے کو مردے سے اور مردے کو زندے سے نکالتا ہے،

۔۔۔ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۔۔۔ ۝ (٣)

ترجمہ: جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور بے جان میں سے جاندار کو۔

۔۔۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۔۔۔ ۝ (٤)

ترجمہ: وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہی مردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے۔

۔۔۔ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۔۔۔ ۝ (٥)

ترجمہ: کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔۔۔ ۝ (٦)

ترجمہ: وہ زندہ میں سے مردے کو نکالتا ہے اور مردے میں سے زندہ کو نکال لاتا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔

وہ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزیاں پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا تنگ دست کر دیتا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۔۔۔ ۝ (٧)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

(١) الحدید٦

(٢) الاعراف٥٤

(٣) آل عمران٢٧

(٤) الانعام٩٥

(٥) یونس٣١

(٦) الروم١٩

(٧) الرعد٢٦

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ... ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ... ﴿۶۲﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

چنانچہ جو اللہ اس طرح کام کرنے پر قادر ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ اس کے جن بندوں پر ظلم کیا جائے اس کا بدلہ وہ ظلموں سے لے ، اور اللہ اپنے بندوں کی ضرورت کو جانتا، ان کی پکار کو سنتا اور ان کی حاجت کو پورا کرتا ہے، اس کے لئے روشنی یا تاریکی کوئی معنی نہیں رکھتی، وہ رات کی گھور تاریکی میں ٹھوس چٹان کے نیچے سیاہ چیونٹی کو چلتے ہوئے دیکھتا ہے، جیسے فرمایا

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ بلند آواز سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کے اندھیروں میں چھپا ہوا ہو یا دن کے اجالے میں چل رہا ہو اس کے لئے سب برابر ہے۔

یہ حکم اور احکام والی ہستی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، وہ اول ہے اس سے پہلے کچھ نہ تھا وہ آخر ہے اس کے بعد کچھ نہیں، جیسے فرمایا

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ... ﴿۳﴾ (۴)

ترجمہ: وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی۔

وہ کامل اسماء وصفات کا مالک ہے،

... لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ... ﴿۲۴﴾ (۵)

ترجمہ: اس کے لیے بہترین نام ہیں۔

اس کا دین حق ہے، وہ اپنے افعال میں حق ہے، اس کے وعدے حق ہیں، اس سے ملاقات ہونا حق ہے، اس کا اپنے اولیا کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرنا حق ہے اس کی عبادت حق نفع مند اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اور اس کے سوا جن بتوں اور جمادات وحیوانات میں سے سے خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہو وہ فی نفسہ باطل ہیں اس لئے ان کی عبادت بھی باطل ہے، ہر چیز اللہ کے ماتحت اور اس کے حکم کے تابع ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کسی طرح کا کوئی نفع یا نقصان کسی کے ہاتھ میں نہیں، وہ اپنی ذات اور اسماء وصفات میں بلند ہے، یہ اس کی

---

(۱) بنی اسرائیل ۳۰

(۲) العنکبوت ۶۲

(۳) الرعد ۱۰

(۴) الحدید ۳

(۵) الحشر ۲۴

عظمت وکبریائی ہے کہ قیامت کے روز زمین اس کے قبضہ قدرت میں اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے، جیسے فرمایا

...وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ... ﴿۶۷﴾ [1]

ترجمہ: (اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

یہ اس کی کبریائی ہے کہ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر محیط ہے، جیسے فرمایا

...وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... ﴿۲۵۵﴾ [2]

ترجمہ: اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔

یہ اس کی کبریائی ہے کہ تمام بندوں کی پیشانیاں اس کے ہاتھ میں ہیں، جیسے فرمایا

...مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا... ﴿۵۶﴾ [3]

ترجمہ: کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔

وہ اس کی مشیت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتے وہ اس کے ارادے کے بغیر حرکت کر سکتے ہیں نہ ساکن ہو سکتے ہیں، اس کی کبریائی کی حقیقت کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی مرسل، ہر صفت کمال وجلال اور عظمت وکبریائی اس کے لئے ثابت ہے، یہ اس کی کبریائی ہے کہ زمین وآسمان والوں سے صادر ہونے والی عبادات کا مقصد وحید اس کی تعظیم وکبریائی کا اقرار اور اس کے جلال واکرام کا اعتراف ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے پس زمین سرسبز ہو جاتی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ مہربان اور

خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ

باخبر ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، اور یقیناً اللہ وہی ہے بے نیاز تعریفوں والا، کیا آپ نے نہیں دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

کہ اللہ ہی نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے مسخر کر دی ہیں اور اس کے فرمان سے پانی میں چلتی ہوئی کشتیاں بھی،

---

[1] الزمر ۶۷

[2] البقرۃ ۲۵۵

[3] ھود ۵۶

وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کی اجازت کے بغیر گر نہ پڑے، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت و نرمی

رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

کرنے والا اور مہربان ہے، اسی نے تمہیں زندگی بخشی، پھر وہی تمہیں مار ڈالے گا پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا،

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ (الحج ۶۳تا۶۶)

بیشک انسان البتہ ناشکرا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور کمال قدرت پر تفکر و تدبر کی ترغیب دی کہ کیا تم چشم بصارت اور چشم بصیرت سے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کی بدولت پیاسی اور قحط زدہ زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے؟، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ... ﴿۹۹﴾ [1]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ [2]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ... ﴿۲۱﴾ [3]

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا، پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں۔

[1] الانعام ۹۹

[2] النحل ۱۱،۱۰

[3] الزمر ۲۱

بلاشبہ وہ ہستی جو زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اسی طرح مردوں کو ان کے ذرات منتشر ہونے کے بعد زندہ فرمائے گا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑪ (۱)

ترجمہ: جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو جلا اٹھایا اسی طرح ایک روز تم زمین سے برآمد کیے جاؤ گے۔

...وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑲ (۲)

ترجمہ: اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے اسی طرح تم لوگ بھی (حالت موت سے) نکال لیے جاؤ گے۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ㊿ (۳)

ترجمہ: دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح جلا اٹھاتا ہے، یقیناً وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ (۴)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی، مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہو گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو رزق پہنچانے میں لطف وکرم سے کام لیتا ہے اور وہ اپنے بندوں کی ضروریات وحاجات سے آگاہ ہے، آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب اسی وحدہ لاشریک کی تخلیق اور اللہ کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی قوت، حکمت اور اقتدار کامل سے ان میں تصرف فرماتا ہے، اس معاملے میں اس کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں، بے شک وہ تمام مخلوقات سے بے نیاز اور سارے کمالات اور اختیارات کا منبع ہے، چنانچہ ہر حال میں تعریف کا مستحق بھی وہی ہے، کیا تم نے اپنی آنکھ اور دل سے اپنے رب کی بے پایاں نعمتوں اور بے حد احسانات کو نہیں دیکھا کہ اس نے روئے زمین کی تمام موجودات کو بنی آدم کے لیے مسخر کر رکھا ہے، اور اُسی نے کشتی کو ایک قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں موجوں کو کاٹتی ہوئی تمہیں اور تمہارے تجارتی سامان کو اٹھا کر ادھر سے ادھر لے کر چلتی ہے اور اسی نے اپنی رحمت اور قدرت سے عالم بالا کو اس طرح تھاما ہوا ہے کہ اس کے اذن کے بغیر کوئی چیز زمین پر نہیں گر سکتی؟ جیسے فرمایا

---

(۱) الزخرف ۱۱

(۲) الروم ۱۹

(۳) الروم ۵۰

(۴) فاطر ۹

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ... ﴿٤١﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دُوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے حق میں بڑا شفیق اور رحیم ہے، جیسے فرمایا

...وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ... ﴿٦﴾ [2]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔

وہی ہے جس نے تمہیں زندگی بخشی ہے، وہی تم کو موت دیتا ہے اور وہی پھر تم کو ایک وقت مقررہ پر اعمال کی جوابدہی کے لئے زندہ کرے گا، اسی مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾ [3]

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ [4]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو اللہ ہی تمہیں زندگی بخشتا ہے پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے، پھر وہی تم کو اس قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

مگر انسانوں کی اکثریت یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی حقیقت کا انکار کرتی ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ

ہر امت کے لیے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے جسے وہ بجالانے والے ہیں، پس انہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا

فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَإِن جَادَلُوكَ

نہ کرنا چاہیے، آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلائیے یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہی ہیں، پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے

[1] فاطر ۴۱

[2] الرعد ۶

[3] البقرۃ ۲۸

[4] الجاثیۃ ۲۶

فَقُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

الجھنے لگیں تو آپ کہہ دیں کہ تمہارے اعمال سے اللہ بخوبی واقف ہے، بیشک تمہارے سب کے اختلاف کا فیصلہ قیامت

فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ

والے دن اللہ تعالیٰ آپ کرے گا، کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے،

مَا فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ‌ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىۡ كِتٰبٍ‌ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۷۰﴾ (الحج۶۷تا۷۰)

یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔

اللہ نے ہر نبی کی امت کے طریق بندگی کے لئے عبادت کا ایک طریقہ مقرر فرمایا ہے جو عدل وحکمت پر متفق ہونے کے باوجود بعض امور میں مختلف ہیں، جس طرح تورات امت موسیٰ علیہ السلام کے لئے، انجیل امت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے شریعت تھی اور اب قرآن امت محمدیہ کے لئے شریعت اور ضابطہ حیات ہے اور وہ ان پر اپنے احوال کے مطابق عمل پیرا ہیں، اس لئے کسی کو ان شریعتوں میں سے کسی شریعت پر اعتراض کی گنجائش نہیں جیسے فرمایا

...لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّمِنۡهَاجًا‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَـعَلَـكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰـكِنۡ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ... ﴿۴۸﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے تم میں سے ہر ایک گروہ کے لئے ایک شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا مگر اس نے جو احکام تمہیں دیئے ہیں وہ ان میں تمہیں آزمانا چاہتا ہے۔

ثُمَّ جَعَلۡنٰكَ عَلٰى شَرِيۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡهَا وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸﴾ [2]

ترجمہ: اس کے بعد اب اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نے تم کو دین کے معاملہ میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔

اس لئے آپ کی تکذیب کرنے والے اپنی فاسد عقل کی بنیاد پر آپ کے ساتھ جھگڑا کریں نہ آپ کی لائی ہوئی کتاب پر اعتراض کریں، جیسے مشرک اپنے فاسد قیاس کی بنا پر مردار کی حلت کے بارے میں آپ سے جھگڑتے ہیں،

قَوْلُ أَهْلِ الشِّرْكِ: أَمَّا مَا ذَبَحَ اللهُ بِيَمِينِهِ فَلَا تَأْكُلُوهُ، وَأَمَّا مَا ذَبَحْتُمْ بِأَيْدِيكُمْ فَهُوَ حَلَالٌ

مشرک کہتے ہیں جسے اللہ اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہے اسے تم نہیں کھاتے اور جسے تم خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے ہو تو وہ حلال ہے اور اسے کھا لیتے ہو۔ [3]

[1] المائدة ۴۸

[2] الجاثیة ۱۸

[3] فتح القدیر ۵۵۴/۳

اور جیسے وہ سود کی حلت کے لئے کہتے ہیں تجارت بھی تو سود ہی کی مانند ہے اور اس قسم کے دیگر اعتراضات جن کا جواب دینا لازم نہیں، وہ درحقیقت رسالت ہی کے منکر ہیں، کیونکہ آپ کو حقانیت پر اعتماد اور اپنے دین پر یقین ہے لہذا آپ ﷺ ان کے جھگڑے کی پرواہ نہ کریں بلکہ لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے رب کی طرف دعوت دیں، یقیناً آپ ہی سیدھے راستے پر ہیں جو سیدھا منزل مقصود تک پہنچتا ہے، جیسے فرمایا

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ [1]

ترجمہ: اور ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ اللہ کی آیات جب تم پر نازل ہوں تو کفار تمہیں ان سے باز رکھیں، اپنے رب کی طرف دعوت دو اور ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔

یعنی پچھلی شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں جیسے فرمایا

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ [2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بے شک آپ واضح حق پر ہیں۔

اگر بیان اور اظہار حجت کے بعد بھی وہ آپ سے الجھنے لگیں تو آپ کہہ دیں کہ جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے مقاصد اور تمہاری نیتوں کو خوب جانتا ہے، وہ تمہیں قیامت کے دن ان کی جزا دے گا اور تمہارے درمیان ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن کے بارے میں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو، اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ (یونس ۴۱)

ترجمہ: اگر یہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لیے، جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

اللہ تعالیٰ پر تمام معاملات کے ظاہر و باطن، جلی و خفی اور اول و آخر میں سے کچھ بھی مخفی نہیں، زمین و آسمان کی موجودات کا احاطہ کرنے والا علم اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں درج کر رکھا ہے اور وہ ہے لوح محفوظ، یہ تقدیر کا مسئلہ ہے جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں تھیں، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔ [3]

قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ:

---

[1] القصص ۸۷

[2] النمل ۷۹

[3] صحیح مسلم کتاب القدربَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۶۷۴۸

اكْتُبْ، قَالَ: وَمَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: الْقَدَرُ قَالَ: فَكَتَبَ مَا يَكُونُ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ،يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا لکھ ! قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟فرمایا قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اسے لکھ،چنانچہ اس نے اللہ کے حکم سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب لکھ دیا،اے میرے بیٹے!بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص اس کے سوا(کسی اور عقیدے) پر مر گیا وہ مجھ سے نہیں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ: إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ(تقدیر کا انکار کرنے والے)اس امت کے مجوسی ہیں(دو دو الہوں کے قائل ہیں ایک خالق خیر جسے وہ یزداں کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر جسے وہ اہرمن کا نام دیتے ہیں،اسی طرح تقدیر کے منکر خیر کو اللہ کی اور شر کو اللہ کی خلق سمجھتے ہیں حالانکہ خلق اور ایجاد میں اللہ عزوجل کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے،نہ کوئی اس پر غالب ہے،اس نے اپنی حکمت کے تحت شر اور شیطان کو پیدا کیا ہے اور انسان اللہ عزوجل کی مشیت اور ارادے ہی سے سب کچھ کرتا ہے،مشیت اور ارادے کے معنی ہمیشہ رضامندی نہیں ہوتے اس لیے کہ مشیت اور رضامندی الگ الگ دو چیزیں ہیں،جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ یقیناً مشیت الٰہی ہی سے ہوتا ہے اس کے بغیر اچھا یا برا کوئی کام بھی نہیں ہوتا،لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بھی ہو،اللہ تعالیٰ کو تو صرف وہی کام پسند ہیں جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے،باقی کام ناپسند ہیں گو ہوتے وہ بھی اس کی مشیت ہی سے ہیں)اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کو مت جاؤ اور اگر مر جائیں تو جنازے میں شریک نہ ہو۔ (۲)

اگرچہ تمہارے نزدیک اس کے تصور کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا مگر اللہ تعالیٰ کے لئے اشیاء کے علم کا احاطہ کرنا بہت آسان ہے،اور اس کے لئے یہ بھی بہت آسان ہے کہ آئندہ واقعات کے علم کو واقعات کے مطابق ایک کتاب میں درج کر دے۔

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اور یہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کر رہے ہیں جس کی کوئی خدائی دلیل نازل نہیں ہوئی،نہ وہ خود ہی اس کا کوئی علم رکھتے ہیں،

وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، جب ان کے سامنے ہمارے کلام کی کھلی ہوئی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو آپ

(۱) سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ۴۷۰۰،جامع ترمذی ابواب تفسير القرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ ن والقلم۳۳۱۹، وكِتَاب السُّنَّةِبَابٌ فِي الْقَدَرِ۴۷۰۰، مسنداحمد۲۲۷۰۷

(۲) سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ۴۶۹۱

فِیْ وُجُوْہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمُنْکَرَؕ یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَاؕ

کافروں کے چہروں پر ناخوشی کے صاف آثار پہچان لیتے ہیں، وہ قریب ہوتے ہیں کہ ہماری آیتیں سنانے والوں پر حملہ کر بیٹھیں،

قُلْ اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمْؕ اَلنَّارُؕ وَعَدَھَا اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْاؕ

کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بدتر خبر دوں، وہ آگ ہے جس کا وعدہ اللہ نے کافروں سے کر رکھا ہے

وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۷۲ (الحج ۷۲،۷۱)

اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

مشرکین جنہوں نے اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر لکڑی، پتھر اور دھاتوں کے خود ساختہ معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھیرا رکھا ہے، اور ان کی صفات اور اختیارات کے متعلق قسم قسم کے عقائد تصنیف کر لئے ہیں، ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے طواف اور اعتکاف کیے جاتے ہیں، چڑھاوے اور نیازیں دی جاتی ہیں حالانکہ ان کے پاس ان افعال کی نہ کوئی نقلی دلیل ہے جسے کسی آسمانی کتاب سے یہ دکھا سکیں، اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل ہے جسے غیر اللہ کی عبادت کے اثبات میں پیش کر سکیں، ان لوگوں کا کہنا صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ سب کچھ اپنے گمراہ آباؤاجداد سے حاصل کیا ہے، جیسے فرمایا

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْھَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَاؕ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ... ۝۲۸ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ جب کوئی شرمناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ ہی نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَھَا عٰبِدِیْنَ ۝۵۳ (۲)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے۔

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ۝۷۴ (۳)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا نہیں، بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ ۝۲۲ وَکَذٰلِکَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝۲۳ (۴)

ترجمہ: نہیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، اسی طرح تم سے

(۱) الاعراف ۲۸

(۲) الانبیاء ۵۳

(۳) الشعراء ۷۴

(۴) الزخرف ۲۳،۲۲

پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی نذیر بھیجا اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔

ان ظالموں کو جو حق کے ساتھ عناد رکھتے ہیں، ان لوگوں کو جو اللہ کی واضح ترین آیات، صحیح دلائل اور واضح حجتیں سننے کے لئے تیار نہیں وعید سناتے ہوئے فرمایا ان ظالموں کا دنیا و آخرت میں کوئی مددگار نہ ہوگا جو ان کو اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے بچا سکے، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ (۱)

ترجمہ: جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔

جب ان مشرکین اور اہل ضلالت کے سامنے اللہ کی توحید، رسالت اور معاد کا بیان کیا جاتا ہے تو نہ یہ ان آیات کی طرف التفات کرتے ہیں نہ ان کو درخور اعتناء سمجھتے ہیں بلکہ اس کے برعکس حق سے بغض و کراہت کی وجہ سے ان کی تیوریوں پر بل پڑنے لگتے ہیں اور لگتا ہے کہ شدت بغض اور حق کے ساتھ عناد و عداوت کی وجہ سے وہ ان آیات کی تلاوت کرنے والے کی زبان کھینچ لیں تاکہ حقانیت کا ایک لفظ بھی ادا نہ ہونے پائے یا مارنے کے لئے چڑھ دوڑیں تاکہ وہ آئندہ کے لئے باز آجائے یا قتل ہی کر ڈالیں تاکہ یہ کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل جائے،

وَهٰكَذَا تَرَى أَهْلَ الْبِدَعِ الْمُضِلَّةِ إِذَا سَمِعَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ مَا يَتْلُوهُ الْعَالِمُ عَلَيْهِمْ مِنْ آيَاتِ الْكِتَابِ الْعَزِيزِ، أَوْ مِنَ السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ، مُخَالِفًا لِمَا اعْتَقَدَهُ مِنَ الْبَاطِلِ وَالضَّلَالَةِ رَأَيْتَ فِي وَجْهِهِ مِنَ الْمُنْكَرِ

یہی حال آج کے اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کا ہے جب ان کی گمراہی قرآن وحدیث کے دلائل سے واضح کی جاتی ہے تو ان کا رویہ بھی آیات قرآنی اور دلائل حدیثیہ کے مقابلے میں ایسا ہی ہوتا ہے جس کی وضاحت اس آیت میں کی گئی ہے۔ (۲)

آپ انہیں کہہ دیں ابھی تو آیات الٰہی سن کر صرف تمہارے چہرے ہی متغیر ہوتے ہیں، مگر ایک وقت آئے گا اگر تم نے اپنے اس رویئے سے توبہ نہیں کی کہ اس سے کہیں زیادہ بدتر حالات سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا اور وہ ہے جہنم کی ہولناک آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلنا، جس کا وعدہ اللہ نے اہل کفر و شرک سے کر رکھا ہے اور یقیناً وہ اللہ کے باغیوں کے لئے بدترین جگہ اور خوفناک مقام ہے، جیسے فرمایا

اِنَّهَا سَاۗءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ (۳)

ترجمہ: وہ (دوزخ) تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو

(۱) المومنون ۱۱۷

(۲) فتح القدیر ۴۵۴/۳

(۳) الفرقان ۶۶

لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ وَ اِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـًٔا

وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے

لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ

بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے، انہوں نے اللہ کے

حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۷۴﴾ (الحج ۷۴، ۷۳)

مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور و قوت والا اور غالب و زبردست ہے۔

کم عقل پجاری: اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت کی قباحت، ان کی عبادت کرنے والوں کی کم عقلی اور ان سب کی کمزوری کو بیان کرنے کے لئے ایک عمدہ مثال بیان فرمائی، اے لوگو! اس مثال کو غور سے سنو تا کہ شرک سے بچنے کی اصل وجہ ہر صاحب شعور کو معلوم ہو جائے، بے شک وہ لوگ جن کو (اس میں تمام ہستیاں شامل ہیں، چاہئے وہ پتھر کی مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندوں کی قبریں) تم اللہ کے سوا مشکل کشا، حاجت روا، بگڑی بنانے والا سمجھ کر پکارتے ہو، ان کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر سمجھتے ہو، انہوں نے تمہیں نفع یا نقصان تو کیا پہنچانا ہے وہ تو خود اتنے بے بس اور کمزور ہیں کہ سب مل کر بھی حقیر ترین اور خسیس ترین مخلوق مکھی کو بھی پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، اس کے باوجود بھی تم انہی کو اپنا حاجت روا سمجھو تو تمہاری عقل قابل ماتم ہے اور اس سے زیادہ ان کی بے بسی و لاچارگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ پیدا کرنا تو کجا یہ تو مکھی کو پکڑ کر اس کے منہ سے وہ چیز بھی واپس نہیں لے سکتے جو وہ ان سے کچھ چھین کر لے جائے، جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اور جس سے طلب کیا جا رہا ہے دونوں ہی کمزور ہیں، اور ان دونوں سے بھی کمزور تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کو رب العالمین کے مقام پر فائز کر رکھا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت، اس کی قدرت و طاقت اور اس کی بے پناہی نہ پہچانی جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے، کیونکہ انہوں نے ایک ایسی ہستی کو جو ہر لحاظ سے محتاج اور عاجز ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا ہم پلہ بنا دیا جو ہر اعتبار سے بے نیاز اور طاقتور ہے، انہوں نے اس ہستی کو جو خود اپنے یا کسی دوسرے کے لئے نفع و نقصان کی مالک ہے نہ زندگی اور موت کا اختیار رکھتی ہے اور نہ دوبارہ زندہ اٹھانے پر قادر ہے، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوۡرًا ﴿۳﴾ [1]

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا

[1] الفرقان ۳

ضَرًّا... ⑯ [۱]

ترجمہ:ان سے پوچھو، آسمان وزمین کا رب کون ہے؟ کہو،اللہ، پھران سے کہوکہ جب حقیقت یہ ہے توکیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کواپنا کارساز ٹھیرالیا جوخود اپنے لیے بھی کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟۔

اس ہستی کے برابر ٹھیرادیا جونفع ونقصان کی مالک ہے، جو جیسے چاہے عطا کرتی ہے اور جیسے چاہے محروم کرتی ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ㉖ [۲]

ترجمہ: کہو! خدایا! ملک کے مالک! توجسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے، ذلیل کردے بھلائی تیرے اختیار میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جواقتدار کی مالک اور اپنی بادشاہی میں ہر قسم کا تصرف کرنے کا اختیار رکھتی ہے، حدیث قدسی میں معبودان باطلہ کی بے بسی کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے،

حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، دَارًا بِالْمَدِينَةِ، فَرَأَى أَعْلاَهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً

ابوزرعہ نے کہامیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں(مروان بن حکم کے گھر میں) گیا توانہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنارہا تھاانہوں نے کہامیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااللہ تعالیٰ فرماتاہے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جومیری طرح پیدا کرناچاہتاہے اگرکسی میں واقعی یہ قدرت ہے تووہ ایک مچھریاایک ذرہ پیدا کرکے دکھادے۔ [۳]

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ:دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي دَارِ مَرْوَانَ فَرَأَى فِيهَا تَصَاوِيرَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي؟ فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً

ابوزرعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان کے گھر گیاوہاں میں نے تصویریں دیکھیں، توابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتاہے اس سے بڑھ کرکون ظالم ہوگاجومیری مخلوق کی طرح چیز بناتے ہیں؟ توان کوچاہیے کہ ایک چیونٹی ہی پیدا کرکے دکھائیں یاایک دانہ گندم یاجوہی پیدا کردیں۔ [۴]

وہ کامل قوت اور کامل عزت کامالک ہے، یہ اس کا کمال قوت ہے کہ وہ تمام مخلوق کواول سے لے کرآخرتک ایک چنگھاڑ کے ذریعے سے

[۱] الرعد۱۶

[۲] آل عمران۲۶

[۳] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ ۵۹۵۳ ، مسند احمد ۱۰۸۱۹

[۴] صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ باب تحریم تصویرصورۃ الحیوان۵۵۴۳،، مسنداحمد۷۱۶۶

دوبارہ اٹھا کر کھڑا کرے گا اور یہ اس کی کمال قوت ہے کہ اس نے بڑے بڑے جابروں اور سرکش قوموں کو ایک معمولی سی چیز اور اپنے عذاب کے کوڑے سے ہلاک کر ڈالا۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ﴿۷۵﴾

فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی چھانٹ لیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے،

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

وہ بخوبی جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تا کہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۚ۩﴿۷۷﴾ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ

کامیاب ہو جاؤ، اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے، اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے

مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬

بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اس اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے،

مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ

اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تا کہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ،

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

پس تمہیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے،

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ (الحج ۷۵ تا ۷۸)

پس کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا بہتر مددگار ہے۔

منصب نبوت کا حقدار کون :اس مثال کے بعد اللہ رب العزت نے اپنی عبادت، جہاد، شہادت حق، اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور اپنی ذات جل جلالہ سے ہی وابستہ رہنے کا حکم دیا، فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتا ہے رسول منتخب کرتا ہے، جیسا کہ

جبرائیل علیہ السلام کو اپنی وحی کے لئے منتخب کیا کہ وہ رسولوں کے پاس وحی پہنچائیں یا عذاب لے کر قوموں کے پاس جائیں اور لوگوں میں سے بھی جنہیں چاہا رسالت کے لئے چن لیا اور انہیں لوگوں کی ہدایت و رہنمائی پر مامور فرمایا جیسے فرمایا

...اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَـتَهٗ... ﴿۱۲۴﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ رسالت کسے عنایت فرمائے۔

مشرکین نے مخلوقات میں سے جن جن ہستیوں کو معبود بنا لیا ہے ان میں افضل ترین مخلوق یا ملائکہ ہیں یا انبیاء، اور ان کی حیثیت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ اللہ کے احکام پہنچانے کا ذریعہ ہیں جن کو اس نے اس خدمت کے لئے چن لیا ہے، محض یہ فضیلت ان کو اللہ یا اللہ کا شریک تو نہیں بنا دیتی، ملائکہ اور انبیاء و صلحاء کو بذات خود حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر نہ سہی، اللہ کے ہاں سفارشی سمجھ کر بھی اگر تم پوجتے ہو تو یہ غلط ہے کیونکہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، ہر شخص کے ظاہر اور مخفی حالات وہی جانتا ہے، اللہ نے اپنی مقرب ترین مخلوق کو بھی یہ حق نہیں دیا ہے کہ وہ اس کے اذن کے بغیر جو سفارش چاہیں کر بیٹھیں اور ان کی سفارش قبول ہو جائے، تدبیر امر بالکل اس کے اختیار میں ہے، کائنات کے کسی چھوٹے بڑے معاملے کا مرجع کوئی دوسرا نہیں ہے کہ اس کے پاس تم اپنی درخواستیں لے جاؤ، ہر معاملہ اسی کے آگے فیصلے کے لئے پیش ہوتا ہے لہذا دست طلب بڑھانا ہے تو اسی کی طرف بڑھاؤ، ان بے اختیار ہستیوں سے کیا مانگتے ہو جو خود اپنی بھی کوئی حاجت پوری کر لینے پر قادر نہیں ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمہارا خالق و رازق ہے، جو مشکل کشا و حاجت روا ہے کی اظہار بندگی کے لئے رکوع اور سجود کرتے رہو یعنی ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی کی عبادت کرتے رہو، اسی کے حضور اپنی پیشانیاں زمین پر رکھو، اسی کے رضا کے حصول کے لئے روزے رکھو، اسی کی خوشنودی کے لئے کھلے ہاتھوں اپنی پاک و حلال کمائی خرچ کرتے رہو، اور شاہانہ انداز سے فرمایا اگر یہ روش اختیار کرو گے تو اس کی رحمت سے توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں کہ وہ تمہیں دنیا میں بھی سربلندی عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی بے بہا انعام و اکرام سے نوازے گا اور اللہ کے دین کی سربلندی اور قیام کے لئے اپنے نفس، اپنے مال اور جان سے جہاد کرو جیسا کہ انتہائی سعی و کوشش کرنے کا حق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لئے فرمایا تمام امتوں پر تمہیں شرافت و کرامت، عزت و بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس مقصد عظیم کے لئے اس نے تم لوگوں کو تمام نوع انسانی کے لئے منتخب کر لیا ہے، جیسے فرمایا

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا... ﴿۱۴۳﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے۔

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ... [۳]

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ نے دین اسلام میں مشقت اور تنگی نہیں رکھی بلکہ اس نے دین کو آسان اور سہل بنایا ہے اور تمہاری زندگی کو ان تمام بے جا قیود سے

(۱) الانعام ۱۲۴
(۲) البقرۃ ۱۴۳
(۳) آل عمران ۱۱۰

آزاد کر دیا ہے جو پچھلی امتوں کے فقیہوں اور فریسیوں اور پاپاؤں نے عائد کر دی تھیں، بلکہ ایک سادہ اور سہل عقیدہ و قانون تم کو دیا گیا ہے جس کو لے کر تم جتنا آگے چاہو بڑھ سکتے ہو۔

...يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ... ﴿١٥٧﴾ (١)

ترجمہ: وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى اليَمَنِ قَالَ:يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا،وَتَطَاوَعَا وَلاَ تَخْتَلِفَا

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا تو فرمایا تھا آسانی کرنا سختی نہ کرنا اور خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا اور اطاعت کرنا مخالفت نہ کرنا۔ (٢)

کیونکہ اہل عرب خود کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، ان کی تاریخ، روایات اور متعقدات میں ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کا اثر و رسوخ بسا ہوا تھا، اس کے علاوہ یہودی، عیسائی مسلمان، مشرکین عرب اور شرق اوسط کے صابئی سب ابراہیم علیہ السلام کی بزرگی کے قائل تھے، اس کے علاوہ ابراہیم علیہ السلام ان سب ملتوں کی پیدائش سے پہلے گزرے ہیں اس لئے فرمایا ملت موسیٰ یا ملت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور ملت کے بجائے ملت ابراہیم علیہ السلام کو اختیار کرو جو ان ملتوں میں سے کسی کے پیرو نہ تھے، جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ (٣)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

یعنی یہ دین اسلام جسے اللہ نے تمہارے لئے پسند کیا ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، لہذا اسی کی پیروی کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اسی ملت کی طرف دعوت دے رہے ہیں، اور ہم نے آغاز تاریخ انسانی سے توحید، آخرت، رسالت اور کتب الٰہی کے ماننے والوں کا نام مسلم رکھا تھا یعنی اس ملت حق کے ماننے والے پہلے بھی نوحی، ابراہیمی، موسوی، مسیحی وغیرہ نہیں کہلاتے تھے بلکہ ان کا نام مسلم (اللہ کے تابع فرمان) تھا اور آج بھی وہ محمدی نہیں بلکہ مسلم ہیں، یعنی قدیم اور جدید زمانے میں تمہیں مسلم کے نام ہی سے پکارا جاتا رہا ہے،

حَدَّثَهُ أَنَّ الحَارِثَ الأَشْعَرِيَّ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ، فَقَالَ

(١) الاعراف ۱۵۷

(٢) صحیح بخاری کتاب الجهادبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ۳۰۳۸،صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالتَّيْسِيرِ، وَتَرْكِ التَّنْفِيرِ۴۵۲۶

(٣) الانعام۱۶۱

رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ؟قَالَ: وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ، فَادْعُوا بِدَعْوَى اللهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللهِ

حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جاہلیت کے دعوے کرے (یعنی باپ دادوں پر، حسب نسب پر فخر کرے، دوسرے مسلمانوں کو کمینہ اور ہلکا خیال کرے) وہ جہنم کا ایندھن ہے، کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگرچہ وہ روزے رکھتا ہو؟ اور نمازیں بھی پڑھتا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ روزے دار اور نمازی ہو، اللہ تعالیٰ نے جو نام تمہارے رکھے ہیں انہی ناموں سے اپنے آپ کو منسوب کرو اور دوسرے مسلمانوں کو بھی پکارا کرو۔ [1]

اس روایت کی سند میں علی بن زید ضعیف راوی ہے۔

تاکہ رسول تمہارے اچھے اور برے اعمال کی گواہی دیں اور تم انبیاء و رسل کے حق میں ان کی امتوں کے خلاف گواہی دو گے، جیسے فرمایا

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ [2]

ترجمہ: پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ... ﴿٨٩﴾ [3]

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں اس دن سے خبردار کردو) جب کہ ہم ہر امت میں خود اسی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اس کے مقابلہ میں شہادت دے گا، اور ان لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے ہم تمہیں لائیں گے۔

چنانچہ اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لو، قانون زندگی بھی اسی سے لو، اطاعت بھی اسی کی کرو، اسی سے خوف و طمع رکھو، اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھو، اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں اسی کے حضور اپنے ہاتھ پھیلاؤ، اور اپنے توکل و اعتماد کا سہارا بھی اسی کی ذات کو بناؤ، وہی تمہارے تمام امور کی دیکھ بھال کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ جس کی سرپرستی کرتا ہے تو وہ بہترین سرپرست ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ [4]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم دیا جائے) مگر جب ایک محکم سورت نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔

منافقین کا کردار: مگر جو لوگ منافقت کے ساتھ مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے ان کا حال مومنوں کے حال سے بالکل مختلف تھا، وہ

---

[1] جامع ترمذی کتاب الامثال بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ ۲۸۶۳

[2] النساء ۴۱

[3] النحل ۸۹

[4] محمد ۲۰

اپنی جان و مال کو اللہ اور اس کے دین سے عزیز تر رکھتے تھے اور اس کے لئے کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھے، جنگ کا حکم نے آتے ہی ان کو اور سچے اہل ایمان کو ایک دوسرے سے چھانٹ کر الگ کر دیا، جب تک یہ حکم نہ آیا تھا ان میں اور عام اہل ایمان میں بظاہر کوئی فرق و امتیاز نہ پایا جاتا تھا، نماز وہ بھی پڑھتے تھے اور یہ بھی، روزے رکھنے میں بھی انہیں تامل نہ تھا، ٹھنڈا ٹھنڈا اسلام انہیں قبول تھا مگر جب اسلام کے لئے جان کی بازی لگانے کا وقت آیا تو ان کے نفاق کا حال کھل گیا اور نمائشی ایمان کا وہ لبادہ اتر گیا جو انہوں نے اوپر سے اوڑھ رکھا تھا، اور جان کے خوف، ایمان کی کمزوری اور نفاق کی بزدلی کی وجہ سے ان کے چہروں پر موت کی زردی چھا گئی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ [1]

ترجمہ: تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو؟ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا اللہ سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بھی بڑھ کر، کہتے ہیں اللہ یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دیتا؟ ان سے کہو دنیا کا سرمایہ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت ایک خدا ترس انسان کے لئے زیادہ بہتر ہے اور تم پر ظلم کا ایک شمہ برابر بھی نہ کیا جائے گا، رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو، اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے نبی! یہ آپ کی بدولت ہے کہو سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے، آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

جب مدینہ میں مسلمانوں کو قتال کی اجازت دے دی گئی تو منافقین نے کمزوری اور پست ہمتی کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کی آرزو یاد دلا کر فرمایا کہ جب یہ حکم جہاد خود ان کی اپنی خواہش کے عین مطابق ہے تو اب یہ مسلمان حکم جہاد سن کر خوف زدہ کیوں ہو رہے ہیں، اور کہتے ہیں اے اللہ! تو نے قتال کی فرضیت کچھ عرصہ اور موخر کیوں نہ کر دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا نادانو! تم فانی دنیا کی لذتوں اور راحتوں پر ریجھ گئے حالانکہ دنیا کی لذت اور راحت سے فائدہ اٹھانا بہت ہی کم عرصہ کے لئے ہے آخر کار انہوں نے ختم ہو جانا ہے، اگر تم ان دنیاوی لذات کا مقابلہ آخرت کی نعمتوں سے کرو جو ہمیشہ رہنے والی ہیں تو ان کی تو کوئی نسبت ہی نہیں بنتی، اس لئے غور و فکر کرو کہ کون سا گھر ترجیح کا مستحق ہے، کس کے لئے کوشش کرنی چاہیے اور کس کی طلب میں جد و جہد کرنی چاہیے، اے لوگو! اگر تم اللہ کے دین کی خدمت بجا لاؤ گے اور اس کی راہ میں جانفشانی دکھاؤ گے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے ہاں تمہارا اجر ضائع ہو جائے اور موت کے خوف سے تم جہاد فی سبیل اللہ کرو یا نہ کرو موت تو بہر حال اپنے وقت مقررہ پر تم پر آ جائے گی، چاہیئے اس سے بچنے کے لئے تم مضبوط قلعوں اور برجوں میں ہی کیوں نہ

[1] النساء ۷۷، ۷۸

پناہ لے لو، جب موت سے تم بچ ہی نہیں سکتے تو پھر موت سے ڈرنا کیسا، اس لئے تمہیں موت اس حالت میں آنی چاہیے کہ تم اللہ کی راہ میں، اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کام کرتے ہوئے آئے، ان منافقین نے بھی سابقہ امت کے منکرین کی طرح کہا کہ خوش حالی، غلے کی پیداوار، مال واولاد کی فراوانی وغیرہ اللہ کی طرف سے ہے اور بارش کا نہ ہونا، قحط سالی، فصلوں اور پھلوں میں کمی اور مال واولاد کا کم ہونا وغیرہ تیرے دین کو اختیار کرنے کے نتیجے میں آئی ہے (یعنی نعوذ باللہ تیری نحوست کا نتیجہ ہے) حالانکہ بھلائی اور برائی دونوں اللہ ہی کی طرف سے ہیں لیکن یہ لوگ قلت فہم وعلم اور کثرت جہل وظلم کی وجہ سے اس بات کو سمجھ نہیں پاتے۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ؀ [1]

ترجمہ: وہ منہ پر کہتے ہیں کہ ہم مطیع فرمان ہیں مگر جب تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ راتوں کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتا ہے، اللہ ان کی یہ ساری سرگوشیاں لکھ رہا ہے، تم ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہی بھروسہ کے لئے کافی ہے۔

چنانچہ یہ منافقین دن کی روشنی میں تو دوسرے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے ساتھ اپنی اطاعت کا مظاہرہ کرتے، بظاہر ارکان اسلام کی پابندی کرتے مگر راتوں کی تنہائیوں میں کہیں جمع ہوتے اور سرگوشیوں میں اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کو زک پہنچانے کی منصوبہ بندی کرتے رہتے، مگر یہ بھول جاتے کہ ایک ہستی جو علام الغیوب ہے ان کو دیکھ رہی ہے اور ان کی ہر حرکت کو قلم بند کر رہی ہے۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا [2]

ترجمہ: پس اے نبی ﷺ! تم اللہ کی راہ میں لڑو، تم اپنی ذات کے سوا کسی اور کے لئے ذمہ دار نہیں ہو، البتہ اہل ایمان کو لڑنے کے لئے اکساؤ بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے، اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی فرمائی کہ آپ ان لوگوں کی پرواہ نہ کریں اور ہدایت فرمائی کہ جو راسخ العقیدہ مسلمان ہیں انہیں جہاد کے لئے تیار کریں، ان شاء اللہ، اللہ ان کی جمعیت اور ان کا زور وطاقت خاک میں ملا دے گا۔

اسی سال مشرکین مکہ کے دوسردار ولید بن مغیرہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کے والد عاص بن وائل بھی انتقال کر گئے۔

---

[1] النساء ۸۱

[2] النساء ۸۴